الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب

پیراہن یوسفی

ترجمہ دفتر ششم

مثنوی مولوی معنوی

از طبع معارف آگاہ

مولوی محمد یوسف علی شاہ چشتی نظامی گلشن آبادی ملک مالوہ

در مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ حلیۂ طبع پوشید

[illegible] ھ

باہتمام [illegible]

قیمت [illegible]

KRI 549

فہرست مضامین پیراہن یوسفی جلد ششم

بعون توفیق موفق انس و جان بہ یمن فضل خلاق زمین و زمان

عجب نغز و نادر ہے یہ ترجمہ سخن کی لطافت کو ہے یکتفی جو تھا سارے عالم کو ہر دل عزیز تھا عام

پیراہن یوسفی

ترجمہ دفتر ششم

مثنوی معنوی

از طبع معارف آگاہ مولوی محمد یوسف علیشاہ ولد محمد جلال الدین خان
ملقب بانکے میاں چشتی نظامی گلشن آبادی (ملک مالوہ)

در مطبع مسیحائے مریضان جہان منشی نولکشور واقع لکھنؤ طبع شد



دفتر ششم تمہید اول بمقام فقر و فنا

پیراہن یوسفی — مثنوی معنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای حیات دل حسام الدین بسی / میل میجوشد بقسم سادسی
گشت از جذب چو تو علامهٔ / در جهان گردان حسامی نامهٔ
پیش کش بهر عنایت می کنشم / در تمام مثنوی قسم ششم
پیش کش می آرمت ای معنوی / قسم سادس در تمام مثنوی
شش جهت را نور ده زین شش صحف / کی یطوف حوله من لم یطف
عشق را با پنج و با شش کار نیست / مقصد او جز که جذب یار نیست
بو که فیما بعد دستوری رسد / رازهای گفتنی گفته شود
با بیانی کان بود نزدیک تر / زین کنایات دقیق مستتر

اے حیات دل حسام الدین سوا / جوش اٹھتا ہی لکھون حصہ چھٹا
تجھ سے علامہ کی خواہش سے ہوا / یہ حسامی نامہ عالم مین پھرا
نذر کرتا ہون تری بہر رضا / مثنوی کا اپنے یہ حصہ چھٹا
نذر کرتا ہون تری ای معنوی / یہ چھٹا حصہ جو رکھے مثنوی
شش جہت کو نور چھ دفتر سے دے / کہ پھرین گرد اسکے جو ہین گے پھرے
پانچ چھ سے عشق کو نے کار ہے / مقصد اسکا ہی جو جذب یار ہے
بعدہٗ پہونچے اجازت ہی امید / کہوین جو لائق ہین بس کہنے کے بھید
اس بیان سے ہو کہ جو نزدیک ہے / ان کنایاتون اشاراتون سے دو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید دفتر ششم بمقام فقر و فنا

سطر ۱ اے حیات دل حسام الدین الخ شعر اے حسام الدین حیات دل جوش ہوا اٹھتا ہے کہ چھٹا حصہ لکھون تجھ سے علامہ کی خواہش سے یہ حسامی نامہ ہوا اور عالم مین پھرا ایس نذر کرتا ہون واسطے رضا کے یہ اپنی مثنوی کا چھٹا قصہ اسے معنوی تیری نذر کرتا ہون یہ چھٹا حصہ جو کہ مثنوی رکھتی ہے چھ دفتر سے نور شش جہت کو دے جو کہ پھرے ہین وہ اس کے گرد پھرین عشق کو پانچ چھ سے کام نہین ہے اس کا مقصد جو جذب یار ہے امید ہے کہ بعدہٗ اجازت پہونچے کہوین کہ جو لائق کہنے کے بھید ہیں اس بیان سے جو کہ نزدیک ان کنایاتون و اشاراتون سے ہو یعنی راز عشق کا مین بیان کرون کہ اشارات و کنایات سے وہ نزدیک تر ہو آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

جلال الدین زرگر ولد عبد الخالق زینہ کدل گادہ

راز جز با رازدان انباز نیست | راز اندر گوش منکر راز نیست
لیک دعوت وارد است از کردگار | با قبول و ناقبول او را چہ کار
نوح نہ صد سال دعوت می نمود | دمبدم انکار قومش می فزود
ہیچ از قومش عنان واپس کشید | ہیچ اندر غار خاموشی خزید
زانکہ از بانگ و علالای سگان | ہیچ وا گردد ز راہے کاروان
یا شب مہتاب از غوغای سگ | سست گردد بدر را در سیر تگ
مہ فشاند نور و سگ عو عو کند | ہر کسے بر خلقت خود می تند
ہر کسی را خدمتی دادہ عطا | در خور آن گوہرش در ابتلا
چونکہ نگذارد سگ آن بانگ سقم | من مہم سیران خود را کے ہلم
چونکہ سرکہ سرکگی افزون کند | پس شکر را واجب افزونی بود
قہر سرکہ لطف ہمچون انگبین | کاین دو باشد اصل ہر سکنجبین
انگبین گر زانکہ کم باشد ز خل | اندر آن اسکنجبین آید خلل
قوم بر وی سرکہ ہا بر ریختند | نوح را دریا فزون میریخت قند
قند او را بد مدد از بحر جود | پس ز سرکہ اہل عالم می فزود
واحد کالالف کہ بود آن ولی | بلکہ صد قرن است آن عبد العلی
خم کہ از دریا درو راہے بود | پیش او جیحون ہا زانو زند

۹۱ راز اثر کرتا نہین جز رازدان | گوش منکر مین ہی راز رایگان
لیک دعوت آئی ہے اللہ سے | ماننے نہ ماننے اُسے کیا کام ہے
نوح نے نو سو برس دعوت کری | قوم انکار اُنکی بس کرتی رہی
کوئی بھی اُس قوم سے واپس پھرا | غار خاموشی مین کوئی بھی گھسا
کیونکہ شور اور غل سے کتون کے کوئی | کاروان واپس پھرے رہ سے کوئی
یا شب مہتاب سگ کے شور سے | آسمان پر بدر گردش کم کرے
نور چھڑکے ماہ سگ غوغو کرے | اپنی خلقت پہ ہر اک رغبت رکھے
۹۲ خدمت ہر اک کو قضا نے کی عطا | اُس کے لائق امتحان اُسکا کیا
جو نہ بانگ بد کو سگ چھوڑے ہے اب | مین ہون مہ مین سیر چھوڑون اپنی کب
جو کہ سرکہ سرکہ مین زیادہ کرے | پس شکر کو زیادہ ہونا فرض ہے
جیسے قہر سرکہ لطف انگبین | کہ یہ دو ہین رکن ہر اسکنجبین
گر ہو سرکہ سے زیادہ انگبین | پر خلل ہو جائے وہ اسکنجبین
۹۳ قوم ملکر اسپہ سرکہ ڈالتی | قند زیادہ کرتا بحر نوح بھی
تھی مدد قند اسکی بحر جود سے | قوم کا بڑھتا تھا سرکہ مین وے
ایک ہے مثل ہزار اب وہ ولی | بلکہ سو ہے قرن وہ عبد العلی
ایسا خم کہ بحر سے رہ اسمین ہے | جیحون آگے اُسکے زانو طے کرے

۹۱ راز اثر کرتا الخ ۷ شعر راز بجز رازدان کے اثر نہین کرتا ہے گوش منکر مین راز رائگان ہے ولیکن دعوت اللہ کی طرف سے آئی ہے کوئی مانے یا نہ مانے اُسے کیا کام ہے آگے اس کی مثال ہے نوح نے نو سو برس دعوت کی مگر اُنکی قوم انکار کرتی رہی اس قوم سے بھی کوئی واپس پھرا اور غار خاموشی مین کوئی گھسا کیونکہ کتون کے شور و غل سے کوئی کاروان واپس راہ سے پھرتا ہے یا شب مہتاب مین کتون کے شور سے آسمان پر بدر گردش کم کرتا ہے ماہ نور افشانی کرے اور سگ غوغو کرے کہ اپنی خلقت پر ہر ایک رغبت رکھتا ہے باقی حال آگے ہے ۱۲ ۹۲ خدمت الخ ۵ شعر قضا نے خدمت ہر ایک کو عطا کی اور اُس کے لائق اُس کا امتحان کیا جو آواز بد کو سگ نہین چھوڑتا ہے پس مین ماہ ہون مین اپنی سیر کب چھوڑون آگے مثال ہے جو کہ سرکہ سرکہ پن زیادہ کرے پس شکر کو زیادہ ہونا فرض ہے جیسے کہ قہر سرکہ اور لطف انگبین کہ یہ دونون رکن ہین ہر ایک سکنجبین کے اگر سرکہ سے انگبین زیادہ ہو سکنجبین پر خلل ہو جائے یعنی شان جلالی و شان جمالی کو باہم مساوی ہو جانا چاہیئے کہ مقصد حاصل ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۹۳ سرکہ الخ ۶ شعر ساری قوم سرکہ اُسپر ڈالتی بحر نوح بھی قند زیادہ کرتا اس کے قند کی مدد بحر جود سے تھی ولیکن قوم کا سرکہ پن بڑھتا تھا اب وہ ولی ایک ہے ہزار کے مانند بلکہ سو قرن ہے وہ عبد العلی یعنی جناب رسول مقبول صلعم بحر قند سے تھے کہ سرکہ کفار کے مقابل مین زیادہ کرتے تھے آگے مثال ہے ایسا خم کہ اس مین دریا سے راہ ہے اُس کے آگے جیحون زانو تہ کرتا ہے خم اگر وہ ایک دریا کہ سب دریانے خود اس مثل تمثیل کو سنا اس شرم سے تلخ منھ انکا ہوا کہ نام اعظم نام اصغر ملا ہے یعنی جناب رسول مقبول صلعم کہ دریاے ذات سے ملے ہوئے ہین بلکہ شرمندہ ہین سب انبیا و اولیا اُن کے روبرو زانو تہ کئے ہوئے ہین بلکہ شرمندہ ہین اس بات سے کہ ہمارا نام نبی ان کے نام نبی کے شریک ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

خاصہ آن دریا کہ دریاہا ہمہ
شد دہان شان تلخ زین شرم وخجل
در قران این جہان با آنجہان
این عبارت تنگ وقاصر رتبت است
زاغ در رز نعرۂ زاغان زند
پس خریدارست ہر یک را جدا
نقل خارستان غذای آتش است
گر پلیدی پیش ما رسوا بود
گر پلیدان این پلیدیہا کنند
در جہانی پر شود از خار وخس
گرچہ ماران زہر افشان می کنند
نحلہا بر کوہ وکندو وشجر
زہرہا ہر چند زہرے می کنند
این جہان جنگ ست چون کل بنگری
آن یکے ذرہ ہمی پرد بچپ
ذرۂ بالا وآن دیگر نگون
جنگ فعلی ہست از جنگ نہان

چون شنیدند آن مثال دمدمہ
کہ قرین شد نام اعظم با اقل
این جہان از شرم میگردد جہان
ورنہ خس را با اخص چہ نسبت است
بلبل از آواز خوش کے کم کند
در مزاد یفعل اللہ ما یشا
بوی گل قوت دماغ سرخوش است
خوک وسگ را شکر وحلوا بود
ابرہا بر پاک کردن می تنند
آتش محوش کند در یک نفس
درچہ تلخان مان پریشان میکنند
می نہند از شہد انبار شکر
زود تریاقات شان بر میکنند
ذرہ ذرہ ہمچون دین با کافری
وان دگر سوی یمین اندر طلب
جنگ فعلی شان بہ بین اندر کون
زین تخالف آن تخالف را بدان

خاص وہ دریا کہ سب دریانے جو
تلخ منہ اس شرم سے انکا ہوا
اس[1] جہان سے یہ جہان باہم ملے
یہ عبارت تنگ تر رتبہ رکھے
زاغ انگوری مین بس قین قین کرے
پس ہر اک کا ہی خریدار اک جدا
نقل خارستان غذا آتش کی ہے
ہم پلیدی کو برا جانے ہین گر
گر پلید اب یہ پلیدی بس کرین
گر[2] جہان پر ہووے خس اور خار سے
سانپ گرچہ زہر افشان بس کرین
نکھیان کو تھے و نخل و کوہ پے
کرتے ہین ہر چند زہر اپنے اثر
جو تو دیکھے یہ جہان کل جنگ ہے
ذرہ اک اڑتا ہے ہو بائیں طرف
ایک ذرہ اعلیٰ اسفل دوسرا
جنگ فعلی ہے بس اک جنگ نہان

خود سنا بس اس مثل تمثیل کو
کہ معظم نام اصغر سے ملا
یہ جہان بس بھاگ جا آشرم سے
ورنہ نسبت کیا اخص سے خس کو ہے
خوش نوا سے باز بلبل کب رہے
حسب خواہش یفعل اللہ ما یشا
قوت بوگل دماغ خوش کی ہے
خوک اور سگ کو ہے حلوا اور شکر
ابر عزت پاک کرنے پر رکھین
محو اک دم مین کرے آتش اسے
گرچہ تلخ ہم کو پریشان رکھین
جمع کرتی ہین شکر اور شہد سے
جلد تریاق ان کو کردین زود تر
ذرہ ذرہ مثل کفر و دین کے
دوسرا اندر طلب دائین طرف
جنگ فعلی دیکھ خواہش مین دلا
اس تخالف سے تخالف وہ عیان

سلہ اس جہان آنخ ے شعر جو یہ جہان اس جہان سے باہم ملے تو یہ جہان بھاگ جائے شرم سے یہ عبارت تنگ تر رتبہ رکھتی ہے ورنہ کیا نسبت رکھتی ہے اخص سے خس آگے اس کی مثال زاغ انگوروں مین قین قین کرے مگر بلبل اپنی خوش نوائی سے باز کب رہے ہر ایک کا ایک خریدار جدا ہے موافق خواہش کے ترجمہ کہ فعل کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے نقل خارستان غذا آتش کی ہے اور بوئے خوش باغ بلبل کی ہے اگرچہ ہم پلیدی کو برا جانتے ہیں مگر خوک وسگ کو حلوا و شکر ہے اگر پلید اب پلیدی بس کرین ولیکن ابر پاک کرنے پر عزت رکھتے ہیں یعنی ہر ایک سے ہر شخص کے لائق ہے پس اگر عبارت مثنوی کی اگر وصف جناب رسول مقبول صلعم کا بیان کرتی ہین لیکن خس کب لائق اخص سے ہے کہ اس کو بیان کر سکے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اگر جہان پر آنخ ۰ شعر اگر جہان خس وخار سے پر ہووے مگر آتش اسے ایک دم میں محو کردے اگرچہ سانپ زہر افشانی کرین اگرچہ تلخ ہم کو پریشان کرین چوڑے کو ٹھے و نخل وکوہ پر شہد و شکر سے جمع کرتے ہین زہر ہر چند اپنے اثر کرتے ہین مگر تریاق جلد ان کو دور کردیتے ہین اگر تو دیکھ کہ یہ جہان کل جنگ ہے اور تریاق مثل کفر و دین کے جو ایک ذرہ اڑتا ہے بائین طرف اور دوسرا طلب مین دائین طرف ذرہ آسمان کو دوسرا اسفل کو جنگ فعلی دیکھ خواہش مین جنگ فعلی ایک جنگ پوشیدہ ہے اس تخالف سے وہ تخالف ظاہر ہے یعنی فعل خواہش مین تخالف ہے کہ فعل ظاہر وہ خواہش پوشیدہ ہے مگر فعل سے خواہش ظاہر ہوتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

ذرہ کو محو شد در آفتاب | جنگ او بیرون شد از وصف و حساب
چون ز ذرہ محو شد نفس و نفس | جنگش اکنون جنگ خورشید است و بس
رفت از وی جنبش و طبع و سکون | از چہ از انا الیہ راجعون
ما بہ بحر نور خود راجع شویم | در رضاع اصل مسترضع شدیم
در فروع راہ می ماند ز غول | لاف کم زن از اصول بے اصول
جنگ ما و صلح ما در نور عین | نیست از ما ہست بین الاصبعین
جنگ فعلی جنگ طبعی جنگ قول | در میان جزوہا حربیست ہول
این جہان زین جنگ قائم می بود | در عناصر در نگر تا حل شود
چار عنصر چار استون قوی ست | کہ بر ایشان سقف دنیا مستوی ست
ہر ستونی اشکنندۂ آن دگر | اُستن آب اشکنندۂ آن شرر
پس بنای خلق بر اضداد بود | لاجرم جنگی شدند از ضر و سود
ہست احوالت خلاف یکدگر | ہر یکے با ہم مخالف در اثر
چونکہ ہر دم راہ خود را میزنی | با دگر کس سازگاری میکنی
فوج لشکرہای احوالت ببین | ہر یکی با دیگری در جنگ و کین
می نگر در خود چنین جنگ گران | پس چہ مشغولی بجنگ دیگران
تا مگر زین جنگ حقت وا خرد | در جہان صلح یکرنگت برد

۱ جو ہوا وہ ذرہ محو آفتاب | جنگ اس کا نے رکھے وصف و حساب
محو ذرہ کا ہوا نفس و نفس | جنگ اسکا جنگ خورشید ہے بس
پس گئی اس سے وہ جنبش اور سکون | باعث انا الیہ راجعون
ہم ہوئے راجع بہ بحر نور یار | شیر اصلی سے ہوئے ہم شیر خوار
شاخ رہ مین تو ہوا ہا مکر و غول | شیخی مت کر یا اصول بے اصول
۲ صلح و جنگ اپنی ہے اندر نور عین | ہم سے نے اور ہے وہ بین الاصبعین
جنگ فعلی جنگ طبعی جنگ قول | ہے جزون کے درمیان یہ جنگ ہول
یہ جہان قائم ہے پس اس جنگ سے | دیکھ عناصر ہین کہ تا حل ہو تجھے
چار کھم ہین چار عنصر کے کھڑے | کہ تھمی انپر یہ چھت دنیا کی ہے
ایک کھم ہے دوسرے کو توڑتا | آب کا کھم توڑتا ہے آگ کا
پس بنا تھی خلق کی اضداد پے | جنگ کرنے نفع نقصان کیلئے
حال تیرے ہین خلاف یکدگر | ہے ہر اک باہم مخالف با اثر
۳ جو تو ہر دم مارے اپنی راہ کو | دوسرونکا کب بنے تو چارہ جو
فوج لشکر حال خود کے دیکھ تو | کہ ہے ہر ایک دوسرے سے جنگجو
دیکھ خود مین ایسی بھاری جنگ مین | دوسرونکی کیون ہے شاغل جنگ مین
تا چھڑائے تجکو حق اس جنگ سے | صلح دیگر جنگی لیجائے تجھے

ف۱ جو ہوا الخ ۵ شعر وہ ذرہ محو آفتاب ہوا اس کا جنگ وصف اور حساب نہین رکھتا ہے مثل نفس ذرہ کا محو ہوا اس کا جنگ خورشید کا جنگ ہے پس اُس سے وہ جنبش و سکون گئی بباعث انا الیہ راجعون کی کہ ہم راجع ہوئے طرف دریائے نور کے اور شیر اصلی سے ہم شیر خوار ہوئے پس تو شاخ راہ مین مکر و غول سے بنا شیخی مت کر یہ اصول بے اصل ہے یعنی اے عالم ہم تو بسبب راجع ہونے بحر نور کے اپنی اصل کو پہونچے اور تو بھروسہ پر علم اصول کے اصل سے حرمان نصیبی مین پڑا باقی حال اس کے آگے ہے فافہم ۱۲ ف۲ صلح و جنگ الخ ۲ شعر اپنی صلح و جنگ نور عین مین اور ہم سے نہین ہے وہ ہے بین الاصبعین سے یعنی وہ صلح و جنگ خدا کی طرف سے ہے ہم سے نہین ہے جنگ فعلی و جنگ طبعی قول درمیان جزون کے ہے ایک جنگ دہشت ناک یہ جہان اس جہان سے قائم ہے عناصر مین دیکھ کہ تجھے حل ہووے چار عنصر کے چار کھمبے کھڑے ہین کہ اُنپر یہ چھت دنیا کی تھمی ہے ایک کھمبا دوسرے کو توڑتا ہے پس خلق کی بنا اضداد پر تھی کہ جنگ کرتے نفع و نقصان کے لئے تیرے حال ہین خلاف ایک دوسرے کے کہ ہر ایک باہم ہے اور اثر مین مخالف ہے یعنی بنا اس دنیا کی اضداد پر ہے کہ ظاہر موافق و اثر مین مخالف ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ جو تو ہر دم الخ ۶ شعر تو ہر دم مارتا ہے اپنی راہ کو پس دوسرون کا چارہ جو تو کب بنے تو اپنے حال کی فوج لشکر کو دیکھ کہ ہر ایک دوسرے سے جنگ جو ہے تو خود مین دیکھ کہ ایسی بھاری جنگ مین اور پس دوسرون کی جنگ مین تو کیون شاغل ہے تاکہ حق تجھکو پھیرے جنگ سے اور صلح مین تجھے لیجائے وہ جہان باقی و آباد ہے کیونکہ اس کی ترکیب اضداد سے نہین ہے اور یہ جہان فانی ضد سے آئی ہے ضد سدا جو فنا ہووے بحر بقا کے نہووے یعنی یہ جہان اضداد سے بنا ہے اسواسطے فانی ہے اور وہ جہان اضداد سے نہین ہے اسواسطے وہ باقی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آن جهان جز باقی و آباد نیست
زانکه ترکیب وی از اضداد نیست

این تفانی این ضد آید ضد را
چون نباشد ضد نبود جز بقا

نفی ضد کرد از بهشت آن نظیر
که نباشد شمس و ضدش زمهریر

هست بیرنگی اصول رنگها
صلحها باشد اصول جنگها

آن جهان ست اصل این پرغم وثاق
وصل باشد اصل هر هجر و فراق

این تخالف از چه آید وز کجا
از چه زاید وحدت این اضداد را

زانکه ما فرعیم و چار اضداد اصل
خوی خود در فرع کرد ایجاد اصل

گوهر جان چون ورای فصلهاست
خوی آن این نیست خوی کبریاست

جنگها بین کان اصول صلحهاست
چون نبی که جنگ او بهر خداست

طرفه آن جنگی که اصل صلحهاست
شاد آن کاین جنگ ای بهر خداست

غالب ست و چیر بر هر در جهان
شرح این غالب نگنجد در دهان

آب جیحون را اگر نتوان کشید
هم ز قدر تشنگی نتوان برید

گر شدی عطشان بحر معنوی
فرجه کن در تمام مثنوی

فرجه کن چندانکه اندر هر نفس
مثنوی را معنوی دانی و بس

باد که را ز آب جو چون وا کند
آب یکرنگی خود پیدا کند

شاخهای تازهٔ مرجان بین
میوه های رسته ز آب جان بین

وہ جہان باقی ہے اور آباد ہے
کیونکہ ترکیب اسکی نے اضداد ہی

یہ ہے فانی ضد سے آئی ضد سدا
جو نہووے ضد نہووے جز بقا

نفی[1] ضد کی خلد سے ہی بے نظیر
کہ نہ شمس ہووے نہ ضد اسکی زمہریر

کیونکہ بے رنگی اصول رنگ ہے
اور نہ صلح کل اصول جنگ ہی

وہ جہان ہو اصل یہ غم سے بھرا
وصل ہووے اصل ہر اک ہجر کا

یہ تخالف کان سے آیا کس لیے
وحدت ان اضداد مین کس راہ سے

کیونکہ ہم ہین شاخ و چار اضداد اصل
اصل کی ہے شاخ مین خو اپنی وصل

گوہر جان فصل سے ہی جو سوا
یہ نہ خو اس کی ہی خوے کبریا

دیکھ[2] جنگ اب وہ کہ اصل صلح ہے
جو نبی کے وہ لڑین حق کے لئے

جنگ عجب وہ ہی کہ اصل صلح ہے
وہ ہین خوش جنگ انکی حق کیواسطے

دونون عالم پہ ہین غالب اور در
شرح اس غالب کی نہ ہووے اگر

آب جیحون کا اگر پی نے سکے
چھوڑ قدر تشنگی بھی نے سکے

تشنہ بحر معنوی کا تو ہے گر
پس تمام مثنوی مین سیر کر

سیر کر اتنی کہ اندر ہر نفس
مثنوی کو معنوی جانے تو بس

باد خس سے آب جو صافی کرے
آب پیدا اپنی اک رنگی کرے

شاخ[3] سرخ و تازہ مرجان کو دیکھ
میوہ ہاے پیدا آب جان کو دیکھ

[1] نفی ضد کی آلخ ۶ شعر ضد کی نفی جنت سے کرے نہ کہ شمس ہو اور نہ زمہریر اسکی ضد ہو کیونکہ بیرنگی اصول رنگ ہے اور اصول جنگ کی صلح کل ہے وہ جہان اصل ہے اور یہ غم سے بھرا ہے جو جدا ہو تو اصل سے واصل ہو تو یہ تخالف کہان سے آیا اور کسواسطے اور وحدت ان اضداد مین کس راہ سے ہے کیونکہ ہم شاخ ہین اور چار اضداد اصل ہین اصل نے شاخ مین اپنی خود اصل کی ہے۔ گوہر جان جو فصل سے ہوا ہے یہ خو اسکی نہین ہے خو حق کی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] دیکھ جنگ آلخ ۲ شعر اب وہ جنگ دیکھ کہ اصل صلح ہے نبی کے مانند وہ حق کے واسطے لڑتے ہین وہ عجب جنگ ہے کہ اصل صلح ہے وہ خوش ہین کہ انکی جنگ حق کے واسطے ہے وہ دونون عالم پر غالب اور در ہین گر اس غلبہ کی شرح نہین ہوتی ہے آب جیحون کا اگر پی نہ سکے تو بقدر تشنگی بھی چھوڑ نہ سکے اگر تشنہ بحر معنوی کا ہے پس کل مثنوی کی سیر کر اسقدر سیر کر کہ ہر دم مین مثنوی کو تو معنوی جانے اگر ہوا خس سے آب جو کو صاف کرے آب اپنی یکرنگی پیدا کرے یعنی اگر بیان تمام و کمال ان اضداد کا نہین کر سکتا ہے تو سیر اس مثنوی کی بزم کر کہ معنوی کو کل تو معنوی جاننے لگے اور دل تیرا صاف ہو جائے کہ نور یکرنگی کا پیدا ہو جائے اور اسکے مکاشفہ ہووے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

[3] شاخ سرخ آلخ ۔ شعر شاخ سرخ و تازہ مرجان کو دیکھ اور میوہ پیدا آب جان کو دیکھ یعنی بحالت صفائی قلب دل و جان کو باطن مین مشاہدہ کر جب دم حرف و صوت سے جدا ہووے وہ سب کچھ چھوڑے اور ایک دریا ہووے حروف کہنے والا اور سننے والا اور حرف تینون ایک ہووین انتہا مین یعنی جب کہ دوئی اس طالب سے محو ہو جاوے اسوقت ظاہر و باطن اسکی نظر مین ایک ہو جاویگا آگے اسکی مثال ہے نان دینے والا اور نان لینے والا اور نان پاک صورت سے صاف ہو کر خاک ہووے ولیکن ان تینون کا اپنی جا پر معنی ہے ہم مراتب و ہم تمیز ہووے صورت خاک ہوئی ولیکن معنی نہین جو کوئی کہے کہ تو کہ نہین عالم ارواح مین یہ تینون منتظر ہین کہ کیا حکم کرتا ہے وہ دانائے سر یعنی حرف و صوت و قال صورت تینوں کی بظاہر فنا ہوتی ہے ولیکن عالم ارواح مین وہ تینون عالم بہ ہستے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون ز حرف و صوت و دم یکتا شود	آن ہمہ بگذارد و دریا شود	دم جو حرف و صوت سے ہووے جدا	چھوٹے وہ سب کچھ ہو اک دریا نما
حرف گوی و حرف نوش و حرفہا	ہر سہ جان گردند اندر انتہا	حرف گو اور حرف شنو اور حرفہا	تینون اک جا ہووین اندر انتہا
نان دہند و نان ستان و نان پاک	سادہ گردند از صور گردند خاک	نان دہ اور نان ستان و نان پاک	صاف بس صورت سے ہو کر ہوئین خاک
لیک معنی شان بود در سہ مقام	در مراتب ہم ممیز و ہم مدام	لیکن انکا معنی تینون جا پہ ہو	ہم مراتب ہم تمیز اندر رہو وہ
خاک شد صورت ولے معنی نشد	ہر کہ گوید شد تو گویش نے نشد	خاک ہوئی صورت سے پر معنی نہین	جو کہے کہ ہو تو کہہ یعنی نہین
در جہان روح ہر سہ منتظر	گہ ز صورت ہارب و گہ مستقر	روح کے عالم مین تینون منتظر	حکم کیا کرتا ہے وہ دانا ے سر
امر آید در صور رو در رود	باز ہم زامرش مجرد می شود	حکم ہو[۱] صورت مین جاتا ہی وہ	پھر مجرد حکم سے ہوتا ہے وہ
پس لہ الخلق و لہ الامرش بدان	خلق صورت امر جان راکب بران	پس لہ الخلق لہ الامر اُسکا جان	خلق صورت ہی و راکب امر جان
راکب و مرکوب در فرمان شاہ	جسم بر در گاہ جان در بارگاہ	راکب و مرکب ہے حکم شاہ مین	جسم در وازے پہ جان درگاہ مین
چونکہ خواہد کاب آید در سبو	شاہ گوید جیش جان را کارکبو	چاہے جو کہ آئے آب اندر سبو	لشکر جان کو رکھے شہ کارکبوا
باز جانہا را چو خواند بر علو	بانگ آید از نقیبان کانزلوا	پھر بلائے جان کو سوے علو	دے نقیب آواز اسکو کانزلوا [سوار ہو تم ۱۲] [اترو تم ۱۲]
بعد ازین باریک خواہد شد سخن	کم کن آتش ہیزمش افزون مکن	بعدہٗ باریک بات ہو جائے گی	آگ کم کر مت بڑھا ایندھن ابھی
تا بجوشد دیگہای خرد زود	دیگ ادراکات خرد ست و فرود	تا اُبل[۲] جائے نہ جلدی خرد دیگ	کہ ہی ادراکون کی تیری خرد دیگ
پاک سبحانی کہ سیبستان کند	در عمام حرف شان پنہان کند	جان کا مالک کہ سیبستان کرے	انکو ابر حرف مین پنہان کرے
زین عمام و صوت حرف گفتگو	پردۂ کز سیب ناید غیر بو	ابر حرف و صوت سے پردہ رکھے	کہ سوائے بو نہ آئے سیب سے
باری انہزون شنو این بوے ہوش	تا سوا اصلت برد بگرفتہ گوش	سونگھ تو اس بو کو زیادہ ہوش سے	تا وہ سوے وصل لیجائے تجھے
بو نگہدار و بپرہیز از زکام	تن بپوش از باد و بود سرد عام	بو نگہ رکھ اور زکام آنے نہ دے	تن چھپا ہستی کی باد سرد سے
تا کہ نیندازید مشامت از اثر	ای ہواشان از زمستان سرد تر	تا دماغ اندر نہ تیرے ہو اثر	ای ہوا جاڑے سے انکے سرد تر
چون جماد و فسردہ تن شگرف	میجہد انفاس شان از تل برف	تن ہین مانند جماد اور ہین جمے	سانس نکلے انکے ٹیلہ برف سے

سـ۱ـہ حکم ہو الخ ۶ شعر بعدہ حکم ہو کہ صورت مین جا پس وہ حکم سے مجرد ہوتا ہے پس ترجمہ آگاہ ہو کہ عالم خلق و عالم خدا کے واسطے ہی خلق صورت ہے و راکب اس کا امر جان ہے و مرکب امر شاہ مین ہے جو چاہے یہ کہ آب آئے سبو مین لشکر جان کو شاہ کہے سوار ہو تم پھر جان کو طرف اعلیٰ دکے نقیب آواز دے اس کو اترو تم بعدہ بات باریک ہو جائے گی آتش کم کر اور ایندھن مت بڑھا یعنی حق تعالیٰ جان کو اپنی جانب بلاتا ہے اور پھیر صبح کو جانب جسم کے بھیجتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سـ۲ـہ تا ابل جائے الخ ۷ شعر تا ایک خرد دیگ جلدی اُبل جائے کہ تیری دیگ ادراکون سے خرد ہے جان کا مالک کہ سیبستان کرے اور ان کو ابر حرف مین پوشیدہ کرے ابر پردہ حرف صوت سے رکھے کہ سوائے بو کے سیب سے نہ آئے تو اس بو کو سونگھ زیادہ ہوش سے تاکہ وہ وصل کی جانب تجھے لیجائے بو کو سونگھ رکھ اور زکام کو آنے مت دے اور تن چھپا ہستی کی باد سرد سے تاکہ تیرے دماغ مین اثر نہ ہووے اسے تو ان کے جاڑے سے سرد تر ہوا تن مانند جماد کے جمے ہوئے ہین اور اُن کی سانس نکلے ٹیلہ برف سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سـ۳ـہ آگاہ ہو کہ عالم خلق عالم امر خدا کے واسطے ہین ۱۲

چون زمین زین برف در پوشد کفن | تیغ خورشید حسام الدین بزن
هین بر آر از شرق سیف الله را | گرم کن زان شرق این درگاه را
برف را خنجر زند آن آفتاب | سیلها ریزد ز کهها بر تراب
زانکه لاشرقی و لاغربیست او | با منجم روز و شب حربیست او
که چرا جز من نجوم بے هدی | قبله کردی از لئیمی و دغا
ناخوشت آید مقال آن امین | در نبی که لا احب الآفلین
از قزح در پیش مه بستی کمر | زان همه ترسی تو از انشق القمر
منکری این را که شمس کورت | شمس پیش تست عالی مرتبت
از ستاره دیده تصریف هوا | ناخوشت آید اذا النجم هوا
خود موثر تر نباشد مه ز نان | ای بسا نانیکه ریزد عرق جان
خود موثر تر نباشد زهره آب | اے بسا آبا که کرد او تن خراب
مهر او در جان تست و پند دوست | میزند بر گوش تو بیرون پوست
پند مادر تو نگیرد ای فلان | پند تو مادر نگیرد این بدان
جز مگر مفتاح خاص آید ز دوست | که مقالید السموات آن اوست
این سخن همچون ستاره ست و قمر | لیک بے فرمان حق ندهد اثر
این ستاره بے جهت تاثیر او | می زند بر گوشهاے وحی جو
که بیائید از جهت تا بے جهات | تا نماند شما را گرگ مات
آنچنان که لمعهٔ درپاش اوست | شمس دنیا در صفت خفاش اوست
هفت چرخ ازرقی در رق اوست | پیک ماه اندر تپ و دق اوست

جو کفن[۱] پہنے زمین برف دار | تیغ خورشید حسام الدین کی مار
کر عیان مشرق سے سیف اللہ کو | گرم کر اُس شرق سے درگاہ کو
مارے خنجر برف کو وہ آفتاب | خاک پر جاری کرے کوہون سے آب
کیونکہ لاشرقی و لاغربی ہے[۲] وہ | رات دن لڑتا نجومیون سے وہ
کیونکہ انجم بے ہدی کو مجھ سوا | قبلہ جانا از رہِ مکر و دغا
تم کو ناخوش آئے وہ قول امین | درج قرآن[۳] لا احب الآفلین
پس قزح سے پیش مہ باندھے کمر | کیونکہ وہ ڈرتا ہے با شق القمر
منکر اسکا تو کہ شمس[۴] کورت | شمس تیرے آگے عالی مرتبت
دیکھا انجم سے ہے تصریف ہوا | تجکو ناخوش ہوا اذا النجم[۵] ہوا
خود موثر تر نہ ہو مہ نان سے | ای بہت نان عرق ڈالے جان سے
نے موثر تر ہو زہرہ آب سے | ای بہت پانی کہ تن ویران کرے
مہر اُس کی جان کے اندر تو رکھے | دوستون کی پند رکھے کان پے
نے ہماری پند اثر تجھ مین کرے | پند تیری کب اثر ہم مین رکھے
شاید[۶] آئے خاص کنجی دوست سے | کہ مقالید السموات اُسکی ہے
یہ سخن ہے مثل انجم اور قمر | لیک بے حکم خدا کب دے اثر
یہ ستارہ بے جہت تاثیر کو | وحی جو کے کان پے مارے ہے وہ
کہ جہت سے آؤ سوے بے جہات | تا تمھارے کو نہ پھاڑے گرگ مات
وہ چمک مین اسطرح درپاش ہے | شمس دنیا وصف مین خفاش ہے
چرخ ساتون اُسکے تابعدار ہین | مہ کا قاصد اُسکی دوڑ و دھوپ مین

ے امین دوست رفعت ہون یعنی دوست والے ۱۲ ۵ آفتاب ... ۱۲

۱ جو کفن پہنے الخ ۶ شعر جو زمین کفن پہنے برف از تو تیغ حسام الدین کی مار مشرق سے عیان کر سیف اللہ کو اور اُس مشرق سے گرم کر درگاہ کو آفتاب خنجر مارے برف کو اور خاک پر کوہون سے آب جاری کرے کیونکہ لاشرقی و لاغربی وہ ہے اور رات دن وہ نجومیون سے لڑتا ہے کیونکہ انجم بے ہدی کو میرے سوا قبلہ جانا از راہ مکر و دغا کے وہ قول امین تم کو ناخوش آئے کہ قرآن مین درج ہی ترجمہ نہین دوست رکھتا ہون مین ڈوبنے والے کو یعنی خداوند عالم معنی پیدا کرتا ہے اور پردہ حروف مین چھپاتا ہے تو معرفت حاصل کرتا کہ وہ تجکو بجانب وصل کے لیجائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ پس قزح سے الخ ۲ شعر آگے ماہ کے قزح سے باندھے کیونکہ ڈرتا ہے شق القمر سے تو اسکا منکر ہے کہ آفتاب تیرہ ہوا اور تیرے آگے وہ عالی مرتبہ ہے تو نے دیکھا کہ انجم سے تصرف ہوا ہے اور تجکو ناخوش ہوا و النجم ہوا تحقیق ماہ سے موثر تر نہ ہو نان سے ای بہت نان جان سے عرق ڈالتی ہے زہرہ موثر نہو وے آب سے ای بہت آب ہے کہ تن ویران کرتا ہے تو اندر جان کے اُسکی محبت رکھتا ہے اور دوستوں کی تو پند رکھتا ہے کان پر ہماری پند تجھین اثر نہین کرتی ہے پس تیری پند ہم مین اثر کب رکھے یعنی تجکو خواہشات نان و آب کی از بس ہے پس تو نصیحت دوستون کی کب سنتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ شاید آئے الخ ۶ شعر شاید دوست سے خاص کنجی معرفت کی آئے کہ مقالید السموات اسکی ہے یہ سخن مثل انجم و قمر کے ہے و لیکن بغیر حکم خدا کے اثر کب دے یہ ستارہ بے جہت تاثیر کو کان پر وحی جو کہ مارتا ہے کہ جہت سے جانب بے جہات آؤ تاکہ تم کو گرگ مات نہ پھاڑے پس وہ ستارہ چمک مین اس طرح درپاش ہے کہ شمس دنیا وصف مین خفاش ہے ساتون چرخ اُسکے تابعدار ہین اور ماہ قاصد اسکی دوڑ دھوپ مین ہے یعنی یہ ستارہ سخن کا روشن تر ہے کہ وحی جو کے کان پر اثر کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۴ جو وقت ستارے تیرہ ہون ۱۲ ۵ نہ مشرق کا نہ مغرب کا ۱۲ ۶ نہ طلوع نہ غروب

زہرہ چنگ مسئلت بروی زدہ	مشتری با نقد جان پیش شدہ	زہرہ گرتا[1] اس سے ہے بس التجا	مشتری با نقد جان آگے بڑھا
در ہوای پای بوس او زحل	لیک خود را می نہ بیند آن محل	خواہش پابوس مین اُسکے زحل	لیک اُس نے دیکھا نے اپنا محل
دست پا مریخ چندین جست ازو	وان عطارد صد قلم بشکست ازو	نفع ڈھونڈھا اُس سے بس مریخ نے	سو قلم ٹوٹے دبیر چرخ کے
با منجم این ہمہ انجم بجنگ	کای رہا کردہ تو جان بگزیدہ رنگ	کرتے ہین انجم منجم سے یہ سب	جان چھوڑی اور رہا صورت پہ اب
جان پیوست و ما ہمہ نقش و رقوم	کوکب ہر فکر او جان نجوم	جان ہے وہ اور ہم ہین سب نقش و رقوم	اُس کے کوکب فکر کا جان نجوم
فکر کو آنجا ہمہ نور است پاک	نیست این لفظ و فکر ای فکر ناک	کان ہی فکر اُس جا ہی بالکل نور پاک	فکر ہے تیرے لئے اے فکر ناک
ہر ستارہ خانہ دارد بر علا	ہیچ خانہ در نگنجد نجم ما	ہر ستارہ رکھے خانہ چرخ پہ	نے سماتا گھر مین میرا انجم ہے
جان بے سو در مکان کی در رود	نور نا محدود را حد کے بود	بے جہت[2] جان کب مکان مین جائے گا	نور نا محدود کی کب ہووے حد
لیک تمثیلی و تصویری کنند	تا کہ دریابد ضعیفی دردمند	لیک تشبیہ اور تمثیلین کہین	تا ضعیف العقل اسکو پا سکین
مثل نبود لیک آن باشد مثل	تا کند عقل مجمد را گسیل	مثل نے ہو لیک ہووے وہ مثال	تا کہ عقل منجمد ہووے فعال
عقل سر تیز است لیکن پای سست	زانکہ دل ویران شدست و تن درست	عقل ہی سر تیز لیکن پا ہے سست	کیونکہ دل ویران ہوا اور تن درست
عقلشان در نقل دنیا پیچ پیچ	فکرشان در ترک شہوت ہیچ ہیچ	عقل اُنکی بیچ دنیا کے ہی پیچ	فکر اُنکی ترک شہوت مین ہے ہیچ
صدرشان وقت دعوی ہمچو شرق	صبرشان وقت تقوی ہمچو برق	وقت دعوی سینہ اُنکا مثل شرق	وقت تقوی صبر انکا مثل برق
عالمی اندر ہنرہا خود نماست	ہمچو عالم بے وفا وقت وفاست	ہے[3] ہنر مین ایک عالم خود نما	مثل عالم ہے وفا وقت وفا
وقت خود بینی نگنجد در جہان	در گلو و معدہ گم گشتہ چو نان	نے خودی سے اُسکے اندر ہو جہان	حلق و معدہ مین ہوا گم مثل نان

۱ زہرہ الخ ۔ شعر زہرہ اس کی التجا کرتا ہے اور مشتری نقد جان سے آگے بڑھتا ہے زحل خواہش پابوس مین اس کی ہے لیکن اس نے اپنا محل نہین دیکھا ہے مریخ نے اس سے نفع ڈھونڈا اور سو قلم دبیر چرخ کے ٹوٹے یہ سب انجم منجم سے لڑتے ہین کہ جان کو چھوڑ دیا اور صورت پر رہا وہ جان ہے اور ہم سب نقش و رقوم ہین اس کی فکر کا ستارہ نجوم کی جان ہے اس جا فکر کہان بالکل نور پاک ہے تیرے لئے اے فکر ناک ہر ایک ستارہ چرخ پر خانہ رکھتا ہے میرا انجم گھر مین سما نہین سکتا یعنی نجم ستارون کی صورت پہ نظر رکھتے ہین گھر ستارہ سخن کو نہین جان سکتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ بے جہت الخ ۶ شعر جان بے جہت کب مکان مین جاتی ہے اور نامحدود کب حد رکھتا ہے ولیکن تشبیہ و تمثیل مین کہتے ہین تا ضعیف العقل اُس کو پا سکین مثل نہین ولیکن وہ مثال ہووے تا کہ عقل منجمد فعل کرنے والی ہو عقل سر تیز ہے ولیکن پاے سست کیونکہ دل ویران ہوا اور تن درست اُنکی عقل نقل دنیا مین ہیچ در ہیچ ہے اور فکر اُنکی ترک شہوت مین ہیچ ہے بیچ وقت دعوی کے انکا سینہ مثل شرق کے اور وقت تقوی کے اُنکا صبر مثل برق کی ہے یعنی جان بے جہت کس مکان مین آ سکے لیکن مثالون مین کہین ضعیف العقل اس کو پا سکین یعنی معقولات کا حال محسوسات مین کب بیان ہو سکے تمثیل و مثال مین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ ہے ہنر مین الخ ۔ شعر ہنر مین ایک عالم خود نما ہے اور وقت وفا کے مثال عالم کے بے وفا ہے خودی سے آ نہین سکتا ہے جہان مین اور حلق و معدہ مین گم ہو جیسے مثال نان کے ان کے یہ تمام اوصاف نیک ہون جو کہ خودی ٹھیک ہون وہ بدتر ہو وین اگرچہ نخوت گندہ مثل منی کے ہے جو وہ جان سے ملی روشنی ہووے جو جمادی کہ نبات مین ملے اس کی قیمت سے نخل حیات لگا اُگے اور جو نباتی کہ وہ جان سے ملے وہ خضر کے مانند آب حیات ہے جو کہ ہر وہ جان جانان سے ملے وہ عمر بے پایان مین سامان رکھے یعنی عادت بدہنگام تصرف مرشد کے جان طالب مین بالکل خود ہو جاتی ہے سبزہ روندہ سے چنانچہ آگے اس کی مثال مین سوال سائل کا واعظ سے بیان ہے ۱۲ فافہم

این همہ اوصافشان نیکو شود　　بد نماند چونکہ نیکو جو شود
گر منی گندہ بود همچون منی　　چون بجان پیوست گردد روشنی
هر جمادی کو کند رو در نبات　　از درخت بخت او روید حیات
هر نباتی کو بجان روی آورد　　خضر وار از چشمۂ حیوان خورد
باز چون جان رو سوی جانان کند　　رخت را در عمر بی پایان نهد

یہ تمام اوصاف انکے نیک ہوں　　بد نہ ہوویں جو کہ خوش نیک ہوں
گندہ نخوت گرچہ ہو مثل منی　　جو ملے وہ جان سے ہووے روشنی
جو جمادی کہ ملے اندر نبات　　نخل قسمت سے اُگے اسکی حیات
جو نباتی کہ ملے وہ جان سے　　خضر سان وہ آب حیوان سے چکھے
جو کہ پھر وہ جان جانان سے ملے　　عمر بے پایان میں وہ سامان رکھے

سوال کردن سائلے از واعظے کہ مرغی ابر سر بارو نشست از سر و دم او کدام فاضل تر است

سوال کرنا ایک سائل کا واعظ سے کہ ایک مرغ جو فصیل شہر پر بیٹھا تھا اُسکا سر بہتر ہے یا دم اسکی

واعظی را گفت روزی سائلی　　کای تو منبر را ستی تر قابلی
یک سؤالستم بگو ای ذو لباب　　اندرین مجلس سؤالم را جواب
بر سر بارو یکی مرغی نشست　　از سر و دمش کدامین بہتر است
گفت گر رویش بشہر و دم بدہ　　روی او از دُم او میدان کہ بہ
ور سوی شہرست دم رویش بدہ　　خاک آن دم باش و از رویش بجہ
مرغ را پر می برد تا آشیان　　پر مردم ہمت است ای مردمان
عاشقی کالودہ شد در خیر و شر　　خیر و شر منگر تو در ہمت نگر
باز اگر باشد سپید و بی نظیر　　چونکہ صیدش موش باشد شد حقیر
ور بود جغدی و میل او بشاہ　　او سر بازست منگر در کلاہ
در رہی شیری خورد از مردہ خر　　سگ بود او شکل شیری کم نگر
در پلنگ و گرگ را افگند سگ　　شیر میدان مر ورا بی ریب و شک

ایک دن واعظ سے سائل یوں کہے　　کہ تو قابل تر ہے منبر کے لیے
ہے سوال اک میرا اے کامیاب　　دے اسی مجلس میں تو اسکا جواب
مرغ بیٹھا ہے فصیل شہر پے　　سر و دم سے اسکے بہتر کون ہے
بولا گر منھ سوئے شہر اور دم بدہ　　منھ کو دم سے جانتا بہتر تو رہ
شہر کی جانب اگر دم اسکی ہے　　بہتر اسکی دم ہے اُسکے منھ سے
آشیان تک مرغ کو پہونچائے پر　　آدمی کا پر ہے ہمت اے بشر
خیر و شر میں جو ہے عاشق مبتلا　　خیر و شر مت دیکھ دیکھو ہمت سدا
باز گر ہووے سفید و بے نظیر　　اور چوہے مارے تو ہووے حقیر
گر ہے اُلّو اور ہے خواہان شاہ　　میر باز اک ہے نہ دیکھ اُسکی کلاہ
ایسے ہی گر شیر کھا کے مردہ خر　　ہے وہ کتّا اور نہیں ہے شیر نر
گرگ چیتے کو اگر مارے وہ سگ　　شیر جانو اُس کو بے شبہہ و شک

س ۵۱ ایک دن الخ ۵ شعر ایک سائل نے واعظ سے کہا کہ تو منبر کے ہمیشہ قابل تر ہے۔ اب میرا ایک سوال ہے اس مجلس میں اسی وقت جواب دے ایک مرغ فصیل شہر پر بیٹھا ہے سر دُم سے اُس کی کون بہتر ہے واعظ نے کہا کہ اگر منھ طرف شہر کے دوم جانب دہ کے ہے پس مُنھ کو دم سے بہتر تو جانتا رہ اور اگر شہر کی جانب اُس کی دُم ہے تو اُس کی دُم بہتر ہے اُس کے منھ سے آگے اس کے حقائق ہیں۔

س ۵۲ آشیان تک الخ ۶ شعر مرغ کو آشیان تک پر پہونچاتا ہے اور آدمی کا پر ہمت ہے جو کہ عاشق خیر و شر میں مبتلا ہے تو خیر و شر مت دیکھ اور ہمیشہ ہمت کو دیکھ یعنی ہمت انسان کی اگر اپنی اصل کی جانب ہے تو وہ بہتر ہے اگر دنیا کی جانب ہے وہ بدتر ہے آگے اس کی مثال ہے باز اگر سفید و بے نظیر ہووے اور چوہے مارے تو وہ حقیر ہووے اگر اُلّو ہے اور بادشاہ کا خواہان ہے وہ ایک امیر باز ہے اُس کی کلاہ مت دیکھ ایسے ہی اگر شیر مردہ خر کھائے وہ کتّا ہے اور شیر نر نہیں ہے اگر وہ سگ گرگ و چیتے کو مارے اُس کو تم بے شبہہ و شک شیر جانو اس کے حقائق آگے ہیں فافہم ۱۲

آدمی بس شد ازین یک مشت گل — بر گذشت از چرخ و از کوکب بدل
آدمی بر قدر یک طشت خمیر — بر فرود از آسمان و از اثیر
هیچ کرمنا شنید این آسمان — که شنید این آدمی پر غمان
بر زمین و چرخ عرضه کرد کس — خوبی عقل و عبارات و هوس
جلوه کردی هیچ تو بر آسمان — خوبی رو و اصابت در گمان
پیش صورتهای حمام ای پسر — عرضه کردی هیچ سیم اندام بر
بگذری زان نقشهای همچو حور — خلوت آری با عجوزی نیم کور
ور عجوزی چیست کایشان را نبود — کو ترا زان نقشها با خود ربود
تا نگوئی من بگویم در بیان — عقل و حس و درک و تدبیرست جان
ور عجوزی جان آمیزش کنی است — صورت گرمابه را روح نیست
صورت گرمابه گر جنبش کند — در زمان از صد عجوزی بر کند
جان چو باشد با خبر از خیر و شر — شاد از احسان و گریان از ضرر
چون سر و ماهیت جان مخبر است — هر که او آگاه تر با جان تر است
اقتضای جان چو اید ل آگهی است — هر که آگه تر بود جانش قوی ست
روح را تاثیر آگاهی بود — هر که را زین بیش اللهی بود
خود جهان جان سراسر آگهی است — هر که بیجان است از دانش تهی ست

مشت گل سے آدمی پیدا ہوا — دل کی رہ سے نجم و گردون پر گیا
طشت آٹے کی بقدر آدمی — کرۂ گردون سے رکھے برتری
اور کبھی گردون نے کرمنا سنا — کہ سنا اس آدمی نے برملا
اور زمین و چرخ پر ظاہر کیا — بس کسی نے خوبی عقل و ہوا
جلوہ گردون پر کیا ہے تجھ سوا — خوبی رو فکر محکم نے بھلا
صورتون حمام کے آگے پسر — خود کو ظاہر کرتا کوئی سیمبر
نقش مثل حور سے گذرا تو ہی — زال بدصورت سے تو صحبت رکھے
زال مین کیا ہی کہ جو انمین نہ تھا — کہ لیا ان نقشون سے تجھکو لبھا
مت کہے تو مین کرتا ہون بیان — عقل و تدبیر سمین ہو اور حس جان
جان آمیزش رکھے ہے زال سے — صورت حمام مین نے روح ہے
صورت حمام گر حرکت کرے — تجھکو اسدم چھین لے سو زال سے
خیر و شر سے جان جو ہووے باخبر — شاد احسان سے ضرر سے نوحہ گر
جان ماہیت جو دیتی ہے خبر — اس سے جو آگاہ تر با جان تر
جان کی خواہش ہی جو اید ل آگہی — جو کہ آگہ تر ہے جان اس کی قوی
روح کی تاثیر ہے بس آگہی — جسکو اس سے زیادہ وہ ہو الٰہی
خود جہان جان ہی بالکل آگہی — جو کہ بیجان ہے وہ دانش سے تہی

۵۱ مشت گل آہ آخ ۶ شعر آدمی مشت گل سے پیدا ہوا اور دل کی راہ سے نجم گردون پر گیا آدمی طشت آٹے کی مقدار کہ کرۂ گردون سے برتر رکھتا ہے اور گردون نے کبھی کرمنا نہ سنا کہ آدمی نے برملا سنا ہے زمین و آسمان پر ظاہر کیا کسی نے خوبی عقل و ہوا کو تجھ سوا گردون پہ جلوہ کیا ہے خوبی رخ و فکر محکم سے صورت حمام کے آگے خود کو ظاہر کرتا کوئی پیغمبر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ نقش مثل حور سے آخ ۷ شعر تو نقش مثل حور سے گذرا ہے اور زال بدصورت سے صحبت رکھتا ہے زال مین کیا ہے کہ ان مین نہ تھا کہ ان نقشون سے تجھ کو اپنی طرف لبھا لیا ہے پس تو مت کہہ کہ مین ہی بیان کرتا ہون کہ عقل و تدبیر درک و حس و جان اس مین ہے جان زال سے آمیزش رکھتی ہے اور صورت حمام اگر حرکت کرے اس دم تجھ کو چھین لے سو اس سے جو جان خیر شر سے باخبر ہووے تو احسان سے شاد و ضرر سے نوحہ گر ہووے جان کی ماہیت جو خبر دیتی ہے اس سے جو آگاہ نہ رہے وہ جان سے زیادہ ہے یعنی جو کوئی اپنی جان سے آگاہ ہے اس کی جان آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ جان کی آخ ۷ شعر اے دل جو جان آگہی ہے پس جو کہ آگاہ تر ہے اسکی جان قوی تر ہے بس روح کی تاثیر ہے آگہی جس کو آگہی زیادہ ہے وہ اللہ والا ہے تحقیق جان جہان کی بالکل آگہی ہے پس جو بیجان ہے وہ دانش سے خالی ہے جو کہ ان جسمون سے خبر ین باہر ہین اس میدان مین جان جماد ہوا دل جان مظہر درگاہ ہوئی پس ملک سب عقل و جان تھے تیری جان آئی و ملائک اس کے جسم و جان بنے جو اس جان سے ملائک با سعادت ملے تن کے مانند اس روح کے خادم بنے یعنی جس جان کو آگہی زیادہ ہے وہ جان زیادہ ہی اور جسکو بیان آگہی نہین ہو وہ جان اس جہان میں مثل جماد کے ہے پس جس جان کی جان جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون خبرہا ہست بیرون زین نہاد باشد این جان نہادران میدان جماد
جان اول مظہر درگاہ شد جانِ جان خود مظہر اللہ شد
آن ملائک جملہ عقل و جان بدند جان نو آمد کہ جسم آن شدند
از سعادت چون بران جان بر زدند ہمچو تن آن روح را خادم شدند
آن بلیس از جان ازان در پردہ بود یک نشد با جان کہ عضو مردہ بود
چون نبودش آن فدائے آن نشد دست بشکستہ مطیع جان نشد
جان نشد ناقص گر آن عضوش شکست کان بدست اوست تاند کرد دست
سر دیگر ہست کو گوشِ دگر طوطی کو مستعد آن شکر
طوطیان خاص را قندیست ژرف طوطیان عام ازین خود بستہ طرف
کے چشد درویش صورت زان نکات معنی ست آن نے فعولن فاعلات
آن خرِ عیسیٰ دریغش نیست قند لیک خر آمد بہ خلقت کہ پسند
قند خر را گر طرب انگیختی پیش خر قنطار شکر ریختی
معنی نختم علی افواہہم این شناس این ست رہرو را مہم
تا ز راہ خاتم پیغمبران تو کہ بر خیزد ز لب ختم گران
ختمہای کانبیا بگذاشتند آن بدینِ احمدی برداشتند
قفلہای ناکشادہ ماندہ بود از دمِ انا فتحنا بر کشود
او شفیع ست این جہان و آنجہان این جہان در دین و آنجا در جنان

جو کہ خبرین باہر ان جسموں سے ہین ہو جماد اک جان اُس میدان مین
جان اول مظہر درگاہ ہوئی جان کی جان خود مظہر اللہ ہوئی
وہ ملائک جملہ عقل و جان تھے جان نو آئی وہ جسم اُس کے بنے
با سعادت جو وہ اُس جان سے ملے مثل تن اُس روح کے خادم ہوئے
جان سے محجوب اس سبب شیطان رہا نے ملا جان سے کہ مردہ عضو تھا
جو نتھی جان نے ہوا اُس کا فدا ہاتھ ٹوٹا نے مطیع جان کا ہوا
عضو گر ٹوٹا نہ ناقص جان ہوئی دست حق مین ہے وہ دیوے راستی
دوسرے ہیں بھید ان کا اور ہی کان ہے ایسی طوطی کہان ہے وہ شکر چکھے
قند افزون طوطیان خاص کا طوطیان عام خود اُس سے جدا
پائین کب درویش صورت نکات وہ ہے معنی نے فعولن فاعلات
نے دریغ اُسکو خرِ عیسیٰ سے قند ہے ولیکن خر کی خلقت کہ پسند
ہوتی گر فرحت گدھے کو قند سے رکھتے بار قند خر کے سامنے
معنی نختم علی افواہہم اس لئے آگاہی سالک کو مہم
خاتم پیغمبران کی راہ سے ہے توقع ختم لب پر سے اُٹھے
انبیا کے ختم ہین جو باقی رہین دین احمد مین وہ بالکل اُٹھ گئین
بے فتح کے رہ گئے تھے جو قلعے وہ دم انا فتحنا سے کھلے
تحقیق فتح دی ہے ١٢
وہ شفیع اُس عالم اُس عالم کے ہین دین مین یان اور وہان ہین خلد مین

سـ۵۱ جان سے آلخ ۶ شعر اس سبب شیطان جان سے محجوب رہا اور جان سے نہ ملا کہ عضو مردہ تھا جو جان نہ تھی اُس کا فدا نہ ہوتا پس ہاتھ ٹوٹا مطیع جان کا نہ ہوا اگر عضو ٹوٹا تو جان ناقص نہ ہوئی کہ وہ دست حق مین ہے اور دست اُسے راستی دے دوسرے بھیدون کا اور ہی کان ہے ایسی طوطی کہان ہے کہ جو وہ شکر چکھے طوطیان خاص کا قند زیادہ ہے اور طوطیان عام خود اس سے جدا ہین درویش صورت کے وہ نکات کب پائین وہ معنی ہے نہ فعولن نہ فاعلات ہے یعنی عوام لذت معنی سے بیخبر ہین اور راہ معنی کو خاصان حق جانتے ہین آگے مثال ہے فافہم ١٢ سـ۵۲ نے دریغ آلخ ۶ شعر اُس کو خر عیسیٰ سے دریغ قند نہین ہے ولیکن خر کی خلقت کا پسند ہے اگر گدھے کو قند سے فرحت ہوتی بار قند کے خر کے روبرو رکھتے ترجمہ مہر کی ہم نے اوپر دہانون اُن کے کے اسواسطے سالک کو آگہی مشکل ہے از راہ خاتم پیغمبران کے امید ہے کہ ختم لب پر سے اُٹھ جائے جو انبیا سے ختمین باقی رہتی ہین وہ دین احمد مین بالکل اُٹھ گئین جو قلعے کہ بے فتح کے رہ گئے تھے وہ دم انا فتحنا سے کھل گئے یعنی اگر اس دنیا یہ معنی پاتے تو اہل اللہ کو کون پوچھتا پس جو تکلف کہ انبیا عم کے عہد مین باقی رہ گئے تھے اُمت جناب رسول اللہ کو حاصل ہوئے بطفیل جناب رسول مقبول صلعم آگے بیان حضرت رسول مقبول صلعم کا ہے فافہم ١٢ سـ۵۳ وہ شفیع آلخ ۸ شعر حضرت رسول مقبول صلعم اس عالم و اُس عالم کے شفیع ہین یعنی دنیا مین یہان اور وہان خلد مین یہ جہان کہتا ہے کہ اُنکے راہ بتلا اور وہ جہان کہتا ہے اُنکا مادہ دکھلا ظاہر باطن مین اُس فنون کا یہ پیشہ ہے ترجمہ ہدایت کر میری قوم کو تحقیق وہ نہین جانتی ہین اُنکے دم سے یہ دونون دروازے کھل گئے اور اُنکی دونون عالم مین دعوت مستجاب ہے اسواسطے وہ خاتم ہین کہ بسبب سخاوت کے اُنکے مثل کوئی نہ تھا اور نہ ہوئیگا جو اُستاد صنعت مین غلبہ رکھے تو نہ کہے کہ صنعت قسم تجھ سے ہے تیری نقل نسخہ لینے مین ختم کے خاتم ہے اور عالم جان بخش خاتم ہے میان اُن اشارون سے مراد محمد ہے سب کھل گیا اب کھل گیا اب کھل گیا یعنی اس مثنوی مین کل اشارے حضرت رسول مقبول صلعم کی جانب ہین کیونکہ مثنوی کل نعت مین ہے پس مولانا فرماتے ہین کہ اب یہان اس دفتر مین وہ کل اشارے کھل گئے آگے رسول اللہ کا بیان ہے فافہم ١٢

این جہان گوید کہ تو رہ شان نما — آن جہان گوید کہ مہ شان نما
پیش این اندر ظہور و در کمون — اہد قومی انہم لایعلمون
باز گشتہ از دم او ہر دو باب — در دو عالم دعوت او مستجاب
بہر این خاتم شدست او کہ بجود — مثل او نے بود و نے خواہند بود
چونکہ در صنعت برد استاد دست — نے تو گوئی ختم صنعت بر تو ہست
در کشاد ختمہا تو خاتمے — در جہان روح بخشان حاتمے
ہست اشارات محمد المراد — کل کشاد اندر کشاد اندر کشاد
صد ہزاران آفرین بر جان او — بر قدوم و دور فرزندان او
آن خلیفہ زادگان مقبلش — پیدا اند از عنصر جان و دلش
گر ز بغداد و ہری یا از رے اند — بیمزاج آب و گل نسل وے اند
شاخ گل ہر جا کہ می روید گل است — خم مل ہر جا کہ میجوشد مل است
گر ز مغرب بر زند خورشید سر — عین خورشیدست نے چیزے دگر
عیب جویان را ازین دم کور دار — ہم بہ ستاری خود ای کردگار
گفت حق چشم خفاش بدسگال — بستہ ام من ز آفتاب بے مثال
از نظرہای خفاش کم و کاست — انجم و آن شمس نیز اندر خفاست
انجم آمد چون مرید و شمس پیر — شمس آمد بالیقین بدر منیر

یہ جہان کہوے تو رہ ان کی بتا — وہ جہان کہوے تو مہ انکا دکھا
ظاہر و باطن ہین پیشہ ذو فنون — اہد قومی انہم لایعلمون
دم سے اسکے کھل گئے یہ دونوں باب — دونون عالم مین ہے دعوت مستجاب
اس لئے خاتم ہے وہ کہ با سخا — مثل اُسکے نے تھا اور نے ہوئیگا
اوستاد صنعت مین جو غلبہ رکھے — نے رکھے تو ختم صنعت تجھسے ہے
کھولنے مین ختم کے خاتم ہے تو — عالم جان بخش مین حاتم ہے تو
ہے مراد احمد اشارون سے دلا — کھل گیا سب کھل گیا سب کھل گیا
آفرین[1] صد ہا ہون انکی جان پر — اُنپر اُنکے دور فرزندان پر
وہ خلیفہ زادے مقبل اُسکے ہین — پیدا اُسکے عنصر و دل جان سے ہین
گر ہین بغداد و ہری سے یا کہ رے — بیمزاج آب و گل نسل اسکی ہے
شاخ گل جسجا اُگے ہی ہے وہ گل — خم مل جس جا کرے ہے جوش مل
گر طلوع خورشید ہووے غرب سے — عین ہے خورشید نے چیز اور ہے
عیب[2] جو کو کور رکھ اس دم مین تو — اپنی ستاری سے بھی اے رب نکو
بولا حق کہ دیدے بد خفاش کے — باندھے مین نے شمس بے مانند سے
دیدہ خفاش کم اور کاست ہے — انجم و خورشید بھی مخفی رہے
انجم آیا چون مرید و شمس پیر — شمس آیا بالیقین بدر منیر

نکوہیدن ناموسہای پوشیدہ را کہ مانع ذوق ایمان و دلیل ضعف صدق اند و راہزن صد ہزاران ابلہ نادان

طعنہ مارنا شرمہای پوشیدہ کہ مانع ذوق ایمان و دلیل ضعف صدق کے ہین اور راہزن ہین لاکھون احمق نادانون کے

[1] آفرین آنخ ۵ شعر آفرین ہو جیو اُن کی جان پر اور اُن کے دونون فرزندون پر وہ خلیفہ زادے اُن کے مقبل ہین کہ اُن کے دل و جان و عنصر پیدا ہوئے اگرچہ بغداد و ہرے یا رے مین ہین سب مزاج آب و گل ان کی نسل سے آگے اس کی مثال ہے شاخ گل جس جا اُگے وہ گل ہے خم مل جس جا کرے جوش مل ہے اگرچہ خورشید مشرق مین طلوع ہووے عین خورشید ہے اور چیز نہین یعنی آل جناب رسول مقبول صلعم کی کہین پیدا ہو تحقیق آل رسول اللہ ہے اُن پر درود و سلام ہو جیو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] عیب جو کو آنخ ۴ شعر تو اس دم عیب جو کو اندھا رکھ اپنی ستاری سے اے رب میرے حق نے کہا کہ دیدے خفاش کے مین نے باندھے شمس بے مانند کے دیدے خفاش کے کم و کاست سے انجم و خورشید بھی پوشیدہ رہے انجم مانند مرید کے آیا اور شمس مانند پیر کے آیا بالیقین بدر منیر یعنی عیب جو کی چشم سے جناب رسول مقبول بھی پوشیدہ رہے اور انکی آل بھی پوشیدہ رہے آگے ان عیب جو کا بیان ہے فافہم ۱۲

اے ضیاء الحق حسام الدین بیا ای صقال روح سلطان هدی
مثنوی را نمت مشروح ده صورت امثال او را روح ده
تا حروفش جمله عقل و جان شوند سوی خلدستان جان پران شوند
هم بسعی تو ارواح آمدند سوی دام حرف مستسعی شدند
باد عمرت در جهان همچون خضر جانفزا و دستگیر و مستمر
چون خضر الیاس معنی جاودان تا زمین گردد ز لطفت آسمان
گفتمی از لطف تو جزوی ز صد گر نبودی طمطراق چشم بد
لیک از چشم بد زهر آب دم زخمهای روح فرسا خورده ام
جز برمز ذکر حال دیگران شرح حالت می نیارم در بیان
این بهانه هم ز دستان دلی ست که از وییم پای دل در گلی ست
صد دل و جان عاشق صانع شده چشم بد یا گوش بد مانع شده
خود یکی بوطالب آن عم رسول می نمودش شنعت عربان مهول
که چه گویندم عرب کز طفل خود او بگردانید دین معتمد
منصب اجداد و آبا را بماند در پی احمد چنین بی ره براند
آن رسول پاکباز مجتبی از پی آن تا رهاند مرد را
گفتش ای عم یک شهادت تو بگو تا کنم با حق شفاعت بهر تو

اے ضیاء الحق حسام الدین آ اے جلاے روح و سلطان ہدی
مثنوی کو نعمت مشروح دے اسکی شکل پیکری کو روح دے
تا حروف اسکے سب عقل و جان ہوں سوے جنت جملہ جان پران ہوں
عالم ارواح سے حاضر ہوئی تیری سعی سے دام حرفون مین پھنسی
عمر تیری جون خضر یان ہو جیو جانفزا و دستگیر و پیشرو
جون خضر الیاس تو رہیو سدا تا زمین ہو لطف سے تیرے سما
لطف سے تیرے مین کہتا مختصر گر نہ ہوتا چشم بد کا خوف و ڈر
لیک چشم تیز پر آشوب سے پہونچے زخم جانگزا اکثر مجھے
بس سواے رمز حال غیر کے شرح تیرے حال کی کب ہو سکے
یہ بہانہ بھی ہے دل کے مکر سے کہ مرا دل اسکا بس پابند ہے
سو دل و جان عاشق صانع ہوئے چشم بد یا گوش بد مانع ہوئے
خود ابوطالب پیمبر کے چچا دیکھتے عربون کا طعنہ ظاہرا
کہ کہیں مجھ کو عرب اک طفل سے پھر گیا وہ دین اپنا چھوڑ کے
باپ اور دادا کے منصب سے رہا ایسا بے رہ پیچھے احمد کے گیا
وہ رسول پاکباز مجتبے اس کے درپے تھے کرین اسکو رہا
بولے کہ تو اک شہادت دے چچا تا کہ حق سے ہوون مین شافع ترا

سلہ اے ضیاء الحق آلخ ۔ شعر اے ضیاء الحق حسام الدین آ - اے جلاے روح و سلطان ہدایت کے تو مثنوی کو نعمت شروع دے اور اس کی شکل پیکری کو روح دے تا حروف اس کے سب عقل و جان ہوں اور جنت کی جانب سب جان پران ہوں کہ عالم ارواح سے حاضر ہوئی اور تیری سعی سے دام حرفون مین پھنسے عمر تیری خضر کے مانند ہو جیو اور جانفزا و دستگیر و پیشوا ہو جیو خضر و الیاس کے مانند تو ہمیشہ ہوتے تا کہ زمین تیرے لطف سے آسمان ہو مین لطف سے تیرے مختصر کہتا اگر چشم بد کا خوف نہ ہوتا یعنی یا رسول اللہ مین تمہارا حال مختصر بیان کرتا اگر چشم بد کا خوف نہ ہوتا مگر کیا کرون کہ نظر لگنے کا خوف ہے کہ حاسدین بہت ہین پس مین غیر کے حال مین تمہارا حال بیان کرتا ہون آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ لیک چشم تیز آلخ ۔ شعر ولیکن چشم تیز پر آشوب سے اکثر زخم جانگزا مجھے پہونچے پس یہ بہانہ بھی دل کے مکر سے ہے کہ میرا دل اس کے پابند ہے سو دل عاشق صانع کے ہو کے چشم بد یا گوش بد مانع ہوئے خود ابوطالب چچا پیغمبر صلعم کے عربون کا طعنہ ظاہر دیکھتے تھے کہ مجکو عرب کہتے ہین ایک طفل سے اپنا دین چھوڑ کر پھر گیا اور اپنے باپ دادا کے منصب سے رہا احمد صلعم کا کہنا چاہا مگر صدمہ زخم چشم بد سے عاجز ہوا چنانچہ ابوطالب بھی طعنہ اہل عرب سے اختیار کرنے دین محمدی سے باز رہے آگے ان کا بیان ہے فافہم ۱۲
سلہ وہ رسول آلخ ۔ شعر وہ رسول پاکباز مجتبے ابوطالب کے درپے تھے کہ ان کو رہا کرین فرمایا کہ اے چچا ایک شہادت کہہ کہ تا مین حق سے تیرا شافع ہون کہا کہ ولیکن فاش ہووے سننے والون مین ترجمہ کہ کل راز بتجاوز کرے دونون لب سے مشہور ہووے مین ان عربون کے منہ مین پڑ جاؤن گا اور انکے آگے اس سبب سے خوار ہون گا ولیکن اس کو لطف ماسبق ہوتا تو بد دلی کب کرتا رسول اللہ سے الغیاث اے غیاث المستغاث ان دو شاخہ اختیارون سے بچا کہ دوست دشمن کو بہ سبب اختیار کے ایک دوسرے سے دو مات ہو رہا ہے آگے ان اختیارات کا بیان ہے فافہم ۱۲

گفت لیکن فاش گردد از سماع	کل سر جاوز الاثنین شاع
می بمانم در زبان این عرب	پیش ایشان خوار گردم زین سبب
لیک اگر بودش لطف ماسبق	کی بدی این بددلی با جذب حق
الغیاث ای تو غیاث المستغیث	زین دو شاخهٔ اختیارات خبیث
من ز دستان و ز مکر دل چنان	مات گشتم که بماندم از نشان
من که باشم چرخ با صد کار و بار	زین کمین فریاد کرد از اختیار
کای خداوند کریم برد بار	ده امانم زین دو شاخهٔ اختیار
جذب یکراهه صراط المستقیم	به ز دو راهه تردد ای کریم
زین دو ره گرچه همه مقصد توئی	لیک خود جانکندن آمد این دوئی
زین دو ره گرچه بجز تو عزم نیست	لیک هرگز رزم همچون بزم نیست
در نبی بشنو بیانش از خدا	آیهٔ اشفقن ان یحملنها
این تردد هست در دل چون وغا	کاین بود به یا که آن حالت مرا
در تردد می زند بر هم دگر	خوف و امید بهی در کر و فر
زین تردد عاقبت ما خیر باد	ای خدا مر جان ما را کن تو شاد

بولا لیکن فاش ہوئے اندر سماع	کل سر جاوز الاثنین شاع
منہ میں ان عربوں کے میں پڑ جاؤنگا	اس سبب خوار انکے آگے ہونگا
لیک ہوتا اس کو لطف ماسبق	کرتا کب یہ بددلی با جذب حق
الغیاث ای تو غیاث المستعان	اس دو شاخہ اختیاروں سے امان
[۵۱] مین ریا اور مکر دل سے اسقدر	مات ہو کر بے نشان ہوں بسر
کون ہوں میں چرخ باصد کر و فر	اختیار ادنا سے ہی بس نوحہ گر
کای خداوند کریم دو جہان	دے دو شاخہ اختیاروں سے امان
جذب اک راہہ صراط المستقیم	ہے تردد کے دو راہہ سے سلیم
اس دو راہ سے گرچہ کل مقصد توئی	لیک آئی جان کنی خود یہ دوئی
اس دو رہ سے گرچہ تو ہی عزم ہو	لیک رزم ہرگز نہ مثل بزم ہو
[۵۲] سن تو قرآن میں کہ کہتا ہے خدا	آیۂ اشفقن ان یحملنہا
یہ تردد دل میں مثل جنگ ہی	کہ یہ بہتر حال یا وہ ہے مجھے
مارتے باہم تردد میں سبھی	کر و فر میں خوف و امید بھی
اس تردد سے مری آخر ہو خیر	ای خدا کر جان کو میری تو سیر

مناجات و پناه جستن بحق از فتنهٔ اختیار و اسباب آن و بیان شکوهیدن و ترسیدن آسمان و زمین از اختیار

مناجات اور پناہ چاہنا ساتھ خدا کے فتنہ اختیار و اسباب اسکے سے اور بیان ڈرنا و خوف کرنا زمین و آسمان کا اختیار سے

ای کریم ذو الجلال مهربان	دائم المعروف دارای جهان
یا کریم العفو ی لم یزل	یا کثیر الخیر شاه بی بدل

[۵۳] اے کریم ذو الجلال مہربان	ہو سدا معروف دارائے جہان
یا کریم العفو ی لم یزل	یا کثیر الخیر شاہ بے بدل

۵۱ مین ریا آلخ ۶ شعر مین ریا و مکر دل سے اسقدر مات ہو کر بسر بے نشان ہوں مین کون ہوں بلکہ آسمان باوجود صد ہا کر و فر کے ادنی اختیار سے از بس نوحہ گر ہے اے خداوند کریم دو جہان ان دو شاخہ اختیاروں سے امان دے جذب ایک راہہ راہ مضبوط ہے تردد کے دو راہہ سے سلیم ہے اگرچہ اس دو راہ سے مقصد تو ہی ہے ولیکن لڑائی ہرگز بزم کے مانند نہیں ہے یعنی یہ دو راہ تردد کی کہ یہ کروں یا وہ کروں آفت ہے ایخدا اس سے امان دے اور ایک راہ جذب کو عطا کر کہ صراط المستقیم ہے باقی حال آگے ہو فافہم ۱۲ ۵۲ سن تو آلخ ۴ شعر تو ٹہانے اُس کے سے پس یہ تردد دل مین جنگ کے مانند ہے کہ یہ حال مجکو بہتر ہے یا وہ حال سب تردد باہم مارتے ہین کر و فر مین اور خوف و امید مین اس تردد سے میری آخر خیر ہووے اور اے خدا میری جان کو تو سیر کر یعنی تردد دنیا سے ای خدا مجکو بچا کہ یہ آفت راہ سلوک ہے آگے مناجات ہے فافہم ۱۲ ۵۳ اے کریم آلخ ۴ شعر اے کریم ذو الجلال و مہربان کہ سدا معرفت و دارائے جہان ہے اے کریم العفو حی لم یزل و یا کثیر الخیر شاہ بے بدل یہ گھٹنا و بڑھنا اول تجھ سے ملا ورنہ ایخ ایہ دریا ساکن تھا یہ تردد بھی کہ وہاں کے و یا مجکو بے تردد کر از راہ سخاوت کے باقی حال اسکا آگے ہو فافہم ۱۲

اولم این جزر و مد از تو رسید	ورنه ساکن بود این بحر ای مجید	گھٹتا بڑھتا تجھ سے اول یہ رہا	ورنہ ساکن تھا یہ دریا ای خدا
هم از آنجا کاین تردد دادیم	بی تردد کن مرا هم از کرم	بھی وہان سے کہ تردد یہ دیا	بے تردد کر مجھے از رہ سخا
ابتلایم می کنی آه الغیاث	ای ذکور از ابتلایت چون اناث	میرا[1] کرتا ہے تو افسوس امتحان	مرد تیرے امتحان سے جون زنان
تا بکی این ابتلا یارب مکن	مذهبی ام بخش و ده مذهب مکن	امتحان یہ کب تلک یارب نکر	مذہب اک دے مجھکو دس مذہب نکر
اشتری ام لاغر و هم پشت ریش	ز اختیار همچو پالان شکل خویش	اونٹ لاغر میرا زخمی پیٹھ ہے	اختیار اپنی جو پالان شکل سے
این کژاوه گه شود این سو گران	آن کژاوه گه شود آن سو کشان	یہ کجاوہ اس طرف کا ہی جھکے	وہ کجاوہ اُس طرف کا ہے کھنچے
بفگن از من حمل ناهموار را	تا ببینم روضهٔ ابرار را	پھینک مجھ سے بوجھ ناہموار کو	تا مین دیکھون گلشن انوار کو
همچو آن اصحاب کهف از باغ جود	میچرم ز ایقاظ نی بل هم رقود	جون[2] صحاب کہف مین از باغ جود	کھاتا ہون ایقاظ نے بل رقود
خفته باشم بر یمین یا بر یسار	برنگردم جز چو گو بی اختیار	سوتا ہون اوپر یمین یا کہ یسار	لوٹتا ہون مثل گو بے اختیار
هم به تقلیب تو تا ذات الیمین	یا سوی ذات الشمال ای رب دین	تیرے پلٹانے سے یا ذات الیمین	یا سوے ذات الشمال ای رب دین
صد هزاران سال بودم در مطار	همچو ذرات هوا بی اختیار	تھا مین اڑتے برس لاکھون ہزار	مثل ذرات ہوا بے اختیار
گر فراموشم شده ست آن وقت و حال	یادگارم هست در خواب ارتحال	گر فراموش ہے مجھے وہ وقت حال	خواب مین ہے یاد مجکو ارتحال
می رهم زین چارمیخ چارشاخ	می جهم در مسرح جان زین مناخ	چار[3] میخ عنصر سے مین تو جون چھوٹتا	عالم جان کی طرف ہون بھاگتا
شیر آن ایام ماضیهای خود	می چشم از دایهٔ خواب ای صمد	شیر اپنے گذرے اُس ایام کا	خواب کی دایہ سے پیتا ہون سدا
جمله عالم ز اختیار و هست خود	میگریزد در سر سرمست خود	سارا عالم اختیار و ہست سے	بھاگے سوے بیخودی و مست کے
تا دمی از هوشیاری وا رهند	ننگ خمر و بنگ بر خود می نهند	ہوشیاری سے کوئی دم تا بہ چھٹین	خود پہ بھنگ و مے کی بدنامی رکھین
جمله دانسته که این هستی فخ است	ذکر و فکر اختیاری دوزخ است	سب نے جانا کہ یہ ہستی دام ہے	اختیاری فکر دوزخ عام ہے
میگریزند از خودی در بیخودی	تا به مستی یا به شغل ای مهتدی	بس خودی سے بیخودی مین جا رہین	تا کہ مستی مین و یا کہ شغل مین

سلہ ۱ میرا کرتا ہے الخ ۵ شعر افسوس تو میرا امتحان کرتا ہے مرد تیرے امتحان سے مانند زنان کے ہین یہ امتحان کب تک اے رب مجکو ایک مذہب دے دس مذہب مت کر میرا اونٹ لاغر پشت زخمی ہے پس اختیار جو بن پالان شکل ہی یہ کجاوہ کبھی اسطرف جھکے اور وہ کجاوہ اُس طرف کبھی کھنچے بوجھ ناہموار کو مجھ سے پھینک تا کہ مین دیکھون گلشن انوار کو یعنی اے رب تو میرا امتحان نہ کر اور پردہ غفلت کو مجھ سے اُٹھا کر گلشن انوار کو دکھا دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ۲ جون صحاب کہف الخ ۵ شعر مین اصحاب کہف کے مانند از راہ بخشش کے کھاتا ہون بیداری سے نہین بلکہ خواب سے مین سوتا ہون اور اُلٹی طرف و سیدھی طرف لوٹتا ہون مانند گو کے بے اختیار تیرے پلٹا دے سے پلٹا ہون سیدھے پہلو کی طرف اے رب مین زمین مین اڑتے مین تھا لاکھون برس مانند ذرات ہوا کے بے اختیار اگرچہ وہ قال حال اگلے زمانہ کا جو کہ لاکھون برس بے اختیار سیر مین گذرین ہین اب فراموش ہین مگر وہ عالم خواب مین یاد ہوتی ہین اور اولیا اللہ کو حالت بیداری مین ظاہر ہوتی چنانچہ اس کا بیان آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ۳ چار میخ الخ ۶ شعر مین میخ عنصر سے چھوٹتا ہون اور عالم جان کی طرف بھاگتا ہون اُس اپنے ایام گذشتہ کا شیر خواب کی دایہ سے ہمیشہ پیتا ہون تمام عالم اختیار و ہست سے بھاگتا ہے بیخودی و مستی کی طرف تا کہ کوئی دم ہوشیاری سے چھٹین اور خود پر شراب و بھنگ کی بدنامی رکھین سب نے جانا کہ یہ ہستی دام ہے اختیار و فکر کی دوزخ عام ہے پس خودی سے بیخودی مین جاتے ہین یا کہ مستی مین و یا کہ شغل مین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ترجمہ		متن	
بیہوشی مین کیون گیا بے حکم کے	نفس کو اس نیستی سے پھیر کے	زانکه بے فرمان شد اندر بیہشی	نفس از ان نیستی دامی کشی
تا کہ دیکھے اُس مین حق کے حسن کو	نیستی وہ چاہیے کہ حق سے ہو	تا که بیند اندران حسن احد	نیستی باید که او از حق بود
ینفذوا من حبس اقطار الزمن کہ باہر جاوین قید اقطار زمانہ سے	لیس للجن و لا للانس ان نہین ہے ممکن واسطے جن و انسان کے	ینفذوا من حبس اقطار الزمن	لیس للجن و لا للانس ان
من تجاویف السموات العلی جو نہا ہے آسمان بلند ہے	لانفوذ الا بسلطان الهدی نہیں باہر ہوتا ہے مگر ساتھ قدرت ہادی کے	من تجاویف السموات العلی	لانفوذ الا بسلطان الهدی
من حراس الشهب روح المتقی کہ نگہبانی کرے شہاب سے روح متقی کو	لاهدی الا بسلطان یقی نہین ہے ہدایت مگر ساتھ سلطان نگہبان کے	من حراس الشهب روح المتقی	لاهدی الا بسلطان یقی
نہ ہو درگاہ خدا مین وہ رسا	جب تلک نہ ہو کسی کو وہ فنا	نیست رہ در بارگاه کبریا	هیچکس را تا نگردد او فنا
عاشقون کا دین و مذہب نیستی	پس ہے معراج فلک اب نیستی	عاشقان را مذهب و دین نیستی	هست معراج فلک این نیستی
عشق کے مسلک مین محراب ایاز	پوستین چیلی ہوئی از رہ نیاز	در طریق عشق محراب ایاز	پوستین و چارق آمد از نیاز
ظاہر و باطن لطیف و خوب تھا	گرچہ وہ خود شاہ کا محبوب تھا	ظاهر و باطن لطیف و خوب بود	گرچه او خود شاه را محبوب بود
حسن شہ کو بس رخ آئینہ وہ تھا	بے ریا بے کبر و بے کینہ وہ تھا	حسن سلطان را رخش آئینۂ	گشتۂ بے کبر و ریا و کینۂ
کام اُسکا انتہا محمود ہو	اپنی ہستی سے کہ جو مفقود ہو	منتهای کار او محمود شد	چونکه او هستی خود مفقود شد
کبر سے باخوف کرتا احتراز	اس لیے بہتر تھا تمکین ایاز	که بخوف از کبر کردی احتراز	زان قوی تر بود تمکین ایاز
قتل کر کے کبر کو اور نفس کو	نیک خصلت ہو کے بس آیا تھا وہ	کبر را و نفس را گردن زده	او مهذب گشته بود و آمده
یا اُس حکمت کو کہ نا اُمید ہو	یا وہ حیلہ کرتا تھا تعلیم کو	یا برای حکمتی دور از امل	یا پے تعلیم می کرد آن حیل
نیستی کی یاد سے ہستی ہے بند	یا ہوئی دید اس کو چیلی کی پسند	کز نسیم نیستی هستی ست بند	یا که دید چارقش زان شد پسند
تا ملے عیش و نسیم زندگی	تا کھلے دخمہ کہ رکھے نیستی	تا بیابد آن نسیم عیش و زیست	کان کشاید دخمه کان بر نیستی است
پائے اُس عالم کی بوئے عیش و جاہ	یا یہ دخمہ باندھے ان مردوں پہ راہ	تا بیابد بوے عیش آن جهان	تا نه بندد دخمه بر این بندگان

۵ نفس کو الخ ۷ شعر اس نیستی سے نفس کو پھیر کے کیون بیہوشی مین گیا بغیر حکم کے وہ نیستی چاہیے کہ حق سے ہو تا کہ اُس مین حق کے حسن کو دیکھے ترجمہ نہین ہے ممکن واسطے جن و انسان کے یہ کہ باہر جاوین قید و قطار زمانہ سے ترجمہ نہین باہر ہوتا ہے مگر ساتھ قدرت ہادی کے جو فہائے آسمان بلند سے نہین ہے ہدایت مگر سلطان نگہبان کے کہ نگہبانی کرے شہاب سے روح متقی تو جبتک کہ وہ فنا کسی کو نہ ہو وہ درگاہ خدا مین رسا نہ ہو پس معراج فلک کی اب نیستی ہے اور عاشقون کا دین و مذہب ہستی ہے یعنی عاشقون کی معراج قیامت ہے نیست ہو کر ہست ہوتا ہے تب جمال خدا کا مشاہدہ ہوتا ہے پس یہ کمال درویشی کا ہے آگے اس کی مثال ہی فافہم ۱۱ ۲ شعر پوستین و چیلی از راہ نیاز کے عشق کے مسلک مین محراب ایاز ہوئی اگرچہ وہ خود شاہ کا محبوب تھا اور ظاہر و باطن بہت لطیف خوب تھا بے ریا و کبر و بے کینہ تھا اور حسن شاہ کے واسطے وہ رخ آئینہ تھا جو کہ اپنی ہستی سے مفقود تھا اسکا کام انتہا مین محمود ہوا اسواسطے تمکین ایاز کا بہتر تھا اور بسبب خوف کے کبر سے احتراز کرتا تھا پس وہ نیک خصلت ہو کر آیا تھا اور کبر و نفس کو قتل کر کے یا وہ حیلہ کرتا تھا تعلیم کیواسطے یا اس حکمت کو کہ نا امید ہو یا اسکو دید چیلی کی پسند راہ ہوئی تھی کہ نیستی کی یاد سے ہستی بند ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۱ ۳ تا کھلے الخ ۵ شعر تا دخمہ کھلے کہ نیستی رکھے تا کہ عیش و نسیم زندگی کی ملے تا کہ دخمہ ان مردوں پر راہ باندھے اور اس عالم کی بوئے عیش و جاہ کی پائے اس جہان کا ملک و مال و نسیم نہ ایک نخیر جان کے پاؤن پر ہی زنجیر زمین کی کہ مغرور ہو اور جان اسو اخ جاہ مین دشت سے رہے اسکی صورت خطا دور تک نقش نگر و باطن مین ہر بسان کا یعنی ایاز جو کہ اپنی اصل کو دیکھتا تھا نیستی اسکو منظور تھی پس نیستی ایاز ہو اپنے میش نظر تھی کہ تا درجہ کمال کو پہونچے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۱

ملک و مال و اطلس واین مرحله	هست بر جان سخره و سلسله	اس جہان کا ملک و مال و ریشم و زر	ایک ہو زنجیر جان کے پاؤن پر
سلسله زرین بدید و غره گشت	ماند در سوراخ چاهی جان زشت	غرہ ہو زنجیر زرین دیکھ کے	جان رہے سوراخ چہ مین زشت سے
صورتش جنت بمعنی دوزخی	افعی پر زهر و نقش گلرخی	صورت اُس کی خلد دوزخ باطنا	نقش گلرو زہر باطن سانپ کا
گرچه مومن را سقر ندهد ضرر	لیک هم بهتر بود زانجا گذر	گرچہ مومن کو نہ دوزخ سے ضرر	لیک بہتر ہوئے اس جا سے گذر
گرچه دوزخ دور دارد زان نکال	لیک جنت به ورا فی کل حال	گرچہ دوزخ دور آفت سے رکھے	لیک بہتر خلد ہر حالت مین ہے
الحذر ای ناقصان زان گلرخی	که بگاه صحبت آمد دوزخی	بھاگو اس گلرو سے تم ای ناقصو	وقت صحبت اس کو دوزخ جان لو
الفرار ای غافلان زان گلشنی	کو حقیقت بدتر ست از گلخنی	بھاگو اس گلشن سے تم ای غافلو	کہ حقیقت مین ہے بتر گلخن سے وہ
زینهار ای جاهلان زان گلشکر	که بسوزاند دهان را چون شرر	تم بچو اُس گل شکر سے جاہلو	کہ جلائے مثل آتش منہ کو وہ
چند گویم من ترا کاین انگبین	زهر قتال است زان دوری گزین	کب تلک تجھ سے کہون کہ یہ عسل	زہر قاتل ہے تو اُس سے بچکے چل
لیک تلخ آمد ترا گفتار من	خواب می گیرد ترا اندر زمن	پر سمجھے کڑوا ہوا کہنا مرا	پند سے میرے تو سوتا ہی سوا
خواجه آخر یکدمی بیدار شو	وز حیات خویش برخوردار شو	خواجہ آخر ایک دم بیدار ہو	اور حیات اپنی سے برخوردار ہو
هین روش برگیر و ترک ریش کن	وز فنا و نیستی تفتیش کن	اس روش پر چل داڑھی چھوڑ تو	کر فنا و نیستی مین جستجو

حکایت غلام هندو که به خواجه زاده خود پنهان هوس داشت چون دختر را با مهتر زاده عقد کردند غلام رنجور شد می گداخت کس علت او ندانست و او زهره گفتن نداشت

حکایت اُس غلام ہندو کی کہ اپنی خواجہ زادی سے پوشیدہ عشق رکھتا تھا جو اُس دختر کی شادی ساتھ ایک امیرزادہ کے ہوگئی غلام بیمار ہو کے دبلا ہونے لگا اور کسی نے مرض اُسکا نجانا اور وہ مجال کہنے کی نہ رکھتا تھا

خواجه را بود هندو بنده	پروریده کرده او را زنده	ایک خواجہ کا تھا اک ہندو غلام	پالا خواجہ نے اُسے باعیش تام

۵۱ گرچہ الخ ۵ شعر اگرچہ مومن کو دوزخ سے ضرر نہین لیکن بہتر ہوئے اُس جا سے گذرنا اگرچہ دوزخ آفت سے دور رکھتی ہو ولیکن خلد ہر حالت مین بہتر ہے ای ناقصو اُس گلرو سے تم بھاگو الحذر یعنی وقت صحبت اسکو دوزخ جانو ای غافلو اس گلشن سے تم بھاگو کہ حقیقت مین وہ بدتر گلخن سے ہی ای جاہلو اس گلشکر سے تم بچو کہ وہ منھ کو مانند آتش کے جلاتے باقی حال آگے ہو فافہم ۱۲ ۵۲ شعر کب تلک کہون کہ یہ عسل زہر قاتل ہی اُس سے بچکر چل ولیکن میرا کہنا تجھے کڑوا ہوا کہ میری پند سے تو سوا سوتا ہے ای خواجہ ایکدم بیدار ہو اور اپنی حیات سے برخوردار ہو اس روش پر چل اور آرائش داڑھی کو چھوڑ اور فنا و نیستی مین جستجو کر یعنی ای طالب اس دنیا سے بھاگو کہ یہ بصورت شکر زہر قاتل ہے پس تم بیدار ہو اور اپنی زندگی سے برخوردار ہو پس آرائش ریش و عمامہ کو ترک کر اور فنا و نیستی مین کوشش کر کہ یہ دنیا بظاہر محبوب ہے ولیکن بباطن آفت جان ہے آگے اس کا بیان ہی فافہم ۱۲ ۵۳ حکایت دوم ترک دنیا و حصول فنا و نیستی مین ۵۴ ایک خواجہ الخ ۸ شعر ایک خواجہ کا ایک ہندو غلام تھا کہ خواجہ نے اُسے پالا تھا باعیش تمام و علم و آداب سے باخبر کیا اور اُس کے دل مین شمع ہنر روشن ہوئی بچپن سے ناز مین پالا اور اُس کے کنار لطف مین رہا اُس خواجہ کی ایک دختر تھی رشک ایسم اندام و خوش گوہری جب لڑکی کد بر آئی تو لوگ طالب ہوئے اور اُس کا مہر زیادہ دینے لگے سرداروں کی جانب سے پیام آتے لڑکی کے واسطے ہر دن صبح و شام خواجہ نے کہا کہ مال کو قرار نہین ہے کہ دن کو آئے اور رات کو جائے ہزار حسن کا اعتبار نہین رکھتا ہے کہ چہرہ زرد ہو جو زخم خار کا پاسے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

علم و آدابش تمام آموخته / در دلش شمع هنر افروخته
پروریده از طفولیت بناز / در کنار لطفش آن اکرام ساز
بود هم این خواجه را یک دختری / سیم اندامی گشی خوش گوهری
چون مراهق گشته دختر طالبان / بذل میکردند کابین گران
میرسید از جانب هر مهتری / بهر دختر دمبدم خواهشگری
گفت خواجه مال را نبود قرار / روز آید شب رود اندر هزار
حسن صورت هم ندارد اعتبار / که شود رخ زرد از یک زخم خار
سهل باشد نیز مهتر زادگی / کو بود غره بمال از سادگی
ای بسا مهتر پسر کز شور و شر / شد ز فعل زشت خود ننگ پدر
پر هنر را نیز اگرچه شد نفیس / کم پرست و عبرتی گیر از بلیس
علم بودش چون نبودش عشق دین / او ندید از آدم الا نقش طین
گرچه دانی دقت علم ای امین / زانت نگشاید دو دیده غیب بین
او نبیند غیر دستاری و ریش / از معرف پرسد از بیش و کمیش
عارفان تو از معرف فارغی / خود همی بینی که نوری بازغی
کار تقوی دارد و دین و صلاح / که از و باشد بدو عالم فلاح
کرد یک داماد صالح اختیار / که بد او فخر همه خیل و تبار
پس زنان گفتند کو را مال نیست / مهتری و حسن و استقلال نیست
گفت اینها تابع زهدند و دین / بی زر او گنجی ست بر روی زمین
چون بجد تزویج دختر گشت فاش / دست پیمان و نشانی و قماش
پس غلام خواجه کاندر خانه بود / گشت بیمار و ضعیف و زار زود

وہ ہوا علم و ادب سے باخبر / دل مین روشن اُسکے ہوئی شمع ہنر
بچپن سے ناز کے اندر پلا / اور کنار لطف مین اُسکے رہا
اور ایک لڑکی بھی اُس خواجہ کی تھی / رشک سیم اندام اور خوش گوہری
لڑکی جب گدرائی تو طالب ہوئے / مہر زیادہ اُس کا بس دینے لگے
آتے سرداروں کیجانب سے پیام / واسطے لڑکی کے ہر دن صبح و شام
بولا خواجہ مال کو نے ہے قرار / دن کو آئے رات کو جائے ہزار
حسن صورت کا نہ رکھے اعتبار / زرد چہرہ ہو جو پائے زخم خار
٥١ بھی امیری مہتری آسان ہے / احمقی سے مال پر غرہ کرے
شور و شر سے ای بہت مہتر پسر / فعل بد سے خود ہوئے ننگ پدر
پر ہنر گرچہ پسند اس کو کرے / کم تو مان عبرت پکڑ ابلیس سے
علم تھا اُس کو نہ دین کا عشق تھا / دیکھا آدم کو نہ نقش گل سوا
گرچہ نکتہ علم کا جانے امین / نہ کھلے پر اُس سے چشم غیب بین
وہ نہ دیکھے داڑھی پگڑی کے سوا / پوچھے عارف سے کم و بیشی سوا
٥٢ عارفا فارغ ہے تو عرفان سے / خود تو دیکھے نور اک روشن تو ہے
کام تقوی رکھے اور دین و صلاح / کہ ہو اُس سے دونون عالم مین فلاح
اک کیا داماد صالح اختیار / کہ وہ فخر خاندان تھا مرد کار
عورتین کہتین کہ وہ بے مال ہے / حسن سرداری نہ استقلال ہے
بولا یہ تابع ہین زہد اور دین کے / گنج بے زر ہے وہ فرش خاک پے
ظاہرا لڑکی کی نسبت جب ہوئی / اور انگوٹھی اک نشانی کی چڑھی
بس غلام خواجہ جو کہ گھر مین تھا / زار و بیمار اور ضعیف از بس ہوا

٥١ بھی امیری الخ ٦ شعر بھی امیری و مہتری آسان ہے کہ احمقی سے مال پر غرہ کرے ای بہت مہتر پسر شور و شر سے بسبب فعل بد کے خود ننگ پدر ہوئے ہین اگر پُر ہنر اُس مہتری کو پسند کرے تو کم مان اور عبرت پکڑ ابلیس سے اسکو علم تھا دین کا عشق نہ تھا کہ آدم کو دیکھا نہ نقش گل کے سوا اگرچہ نکتہ علم کا جانے و لیکن نہ کھلے اُس سے چشم غیب بین وہ داڑھی پگڑی کے سوا نہ دیکھے اور عارف سے کمی و بیشی ہمیشہ پوچھے یعنی علم جاننے سے چشم غیب بین روشن نہین ہوتی ہے پس طالب ریش و دستار نہین دیکھتا ہے وہ عارف سے کم بیشی ہمیشہ پوچھتا ہے کہ راہ سلوک کی ملے آگے اُسکے حقائق مین فافہم ١١ ٥٢ عارفا الخ ٨ شعر اے عارف تو فارغ ہی عرفان سے تو خود دیکھتا ہے اور تو ایک نور روشن ہے کام تقوی و دین و صلاح رکھتا ہے کہ اُس سے دونون عالم مین فلاحیت ہو یعنی کام نور عرفان سے چلتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے ایک داماد صالح اختیار کیا کہ وہ مرد کار فخر خاندان تھا عورتین کہتی تھین کہ وہ بے مال ہے کہ حسن سرداری کا استقلال نہین رکھتا ہے کہا کہ یہ زہد دین کے تابع ہین اور وہ گنج بے زر ہے فرش خاک پر جب کہ لڑکی کی بظاہر نسبت ہوئی اور ایک انگوٹھی نشانی کی چڑھی جو کہ غلام خواجہ کا گھر مین تھا بیمار و زار و ضعیف از بس ہوا دق والے کے مانند وہ گھلتا تھا کہ کم طبیب اُس رنج کو جانتے تھے باقی حال آگے ہے فافہم ١١

همچو بیمار دقی او می گداخت ۔ علت او را طبیبی کم شناخت
عقل می گفتی که رنجش از دل است ۔ دارو تن در غم دل باطل است
آن غلامک دم نزد از حال خویش ۔ گرچه می آمد ورا در سینه نیش
گفت خاتون را شبی شوهر که تو ۔ باز پرس اندر خلا احوال او
تو بجای مادری او را بود ۔ گز غم خود پیش تو پیدا کند
چونکه خاتون کرد در گوش این کلام ۔ روز دیگر رفت نزدیک غلام
آن چنانکه مادران مهربان ۔ نرم کردش تا در آمد در بیان
هم سرش را شانه میکرد آن ستی ۔ با دو صد مهر و دلال و دوستی
گفت امید من از تو این نبود ۔ که دهی دختر به بیگانه عنود
خواجه زادی ما و ما خسته جگر ۔ حیف نبود کو رود جای دگر
خواست آن خاتون ز خشمی کامدش ۔ که زند وز بام زیر اندازدش
کو که باشد هندوی مادر غری ۔ که طمع دارد ز خواجه دختری
گفت صبر اولی بود خود را گرفت ۔ گفت با خواجه که بشنو این شگفت
اینچنین گراهی خائن را ببین ۔ ما گمان برده که او باشد امین
حال خود را این چنین گفت او مرا ۔ خواستم کز خشم بکشم مرد را

مثل دق والے کے بس گھلتا تھا وہ ۔ جانتے تھے کم طبیب اُس رنج کو
عقل کہتی رنج دل اُس کو ہوا ۔ تن کی دارو رنج دل مین ناروا
کچھ نہ اُس جا کر نے حال اپنا کہا ۔ گرچہ زخمی اُس سے دل اسکا ہوا
بولا خواجہ اپنی عورت سے کہ تو ۔ پوچھ خلوت مین بس اسکے حال کو
جو تو اُس جا کہ کہ ہے مان کی جگہ ۔ کہ وہ تجھ سے حال غم اپنا کہے
جب یہ خاتون نے سنا اُس سے کلام ۔ دوسرے دن آئی نزدیک غلام
مثل مادر مشفقہ کے نرم اسے ۔ بس کیا تا حال اپنا وہ کہے
سر مین کنگھی اُس کے بس کرتی تھی وہ ۔ ساتھ دو سو مہر کے وہ نیک خو
بولا نے امید مجکو تم سے تھی ۔ کہ یہ لڑکی غیر کو تم دیوو گی
خواجہ زادی میری مین خستہ جگر ۔ کیون نہ حیف آئے کہ جائے غیر گھر
چاہا خاتون نے جو خشم آیا اُسے ۔ کہ مین مارون یا گراؤن بام سے
کہ وہ مادر چود اور ہند و غلام ۔ لیتا ہے از رہ طمع لڑکی کا نام
سوچی بہتر صبر تھاما آپ کو ۔ بولی خواجہ سے نئی بات اک سنو
دیکھ ایسا نائی خائن بالیقین ۔ تھا گمان ہمکو کہ وہ ہووے امین
حال اپنا یہ کہا اُس نے مجھے ۔ مین نے چاہا ماروں غصہ سے اُسے

صبر فرمودن خواجه مادر دختر را که غلام را زجر مکن که من او را بے زجر به تدبیر ازین طمع باز دارم

صبر فرمانا خواجہ کا مادر دختر کو کہ غلام کو مت دھمکا کہ مین اسکو بے دھمکائے ساتھ ایک تدبیر کے اس طمع سے باز رکھوں گا

ف١ عقل کہتی تھی آلخ ۵ **شعر** عقل کہتی تھی کہ اس کو رنج دل کا ہوا پس تن کی دارو رنج دل کے واسطے ناروا ہے کچھ اُس نے غلام نے حال اپنا نہ کہا اگرچہ اس کا دل اُس سے زخمی ہوا خواجہ نے اپنی عورت سے کہا کہ تو خلوت مین پوچھ اُس کے حال کو جو تو اس غلام کی مان کی جگہ ہے تو وہ مجھ سے اپنا حال کہے گا جب کہ خاتون نے یہ اس سے کلام سنا دوسرے دن نزدیک غلام کے آئی باقی حال آگے ہے فافہم ١٢ ف٢ مثل مادر آلخ ۹ **شعر** مادر مشفقہ کے مانند اسے نرم کیا تاکہ وہ اپنا حال کہے سر مین اسکے کنگھی وہ کرتی تھی ساتھ دوستی محبت کے غلام نے کہا کہ مجھ کو تم سے یہ امید نہ تھی کہ تم یہ لڑکی غیر کو دو گی وہ میری خواجہ زادی اور مین خستہ جگر مجھے کیوں نہ افسوس آئے کہ غیر کے گھر جائے خاتون نے چاہا جو اُس کو غصہ آیا کہ مین ماروں یا گراؤں بام سے کہ وہ مادر بخطا اور ہند و غلام کہ از راہ طمع کے لڑکی کا نام لیتا ہے سوچی کہ صبر بہتر ہے اور آپ کو تھاما اور خواجہ سے کہا کہ ایک بات نئی سنو ایسا نائی خائن کو دیکھو ہم کو گمان تھا کہ وہ امین ہووے اُس نے یہ حال اپنا مجھ سے کہا مین نے چاہا کہ غصہ سے اُسے ماروں آگے صبر فرمانا خواجہ کا بیان ہے فافہم ١٢

گفت خواجه صبر کن او را بگو — که از و بر هم و بد همیش به تو
تا بر مکر این از دلش بیرون کنم — تو تماشا کن که دفعش چون کنم
او دلش خوش کن بگو میدان درست — که حقیقت دختر ما آن تست
ماندانستیم ای خوش مشتری — چونکه دانستیم تو اولیٰ تری
آتش ما هم درین کانون ما — لیلی آن ما و هم مجنون ما
تا خیال و فکر چون بر وے زند — فکر شیرین مرد را فربه کند
جانور فربه شود لیک از علف — آدمی فربه ز عزست و شرف
آدمی فربه شود از راه گوش — جانور فربه شود از حلق و نوش
گفت آن خاتون کزین ننگ ست این — خود زبانم می نه جنبد اینچنین
اینچنین ژاژے بخایم بهر او — که بمیر این خائن ابلیس خو
گفت خواجه نی مترس و دم دهش — تا رود علت از وزین لطف خوش
دفع او را دلبر ابر من نویس — هل که صحت یابدین بار یکت نیست
چون بگفت آن خسته را خاتون چنین — می نگنجد از تبختر بر زمین
فربه و زفت آمد و سرخ و شگفت — چون گل سرخ و هزاران شکر گفت
که گهے میگفت کے خاتون من — که مبادا باشد این افسون و فن
لیک خاتون خرمم میگفتش که ما — در پے آنیم فارغ باش ها

بولا خواجه صبر کر اس کو کہو — کہ چھڑا ئین اس سے اور دین تجھ کو وہ
تا بحیلہ دور اس سے یہ کردن — دیکھ اس کو دفع کیسے کرتا ہون
کر دل اس کا خوش کہ وہ سچ جانے — کہ یہ لڑکی میری تیری ملک ہے
ہم نہین تھے جانتے ای مشتری — جب کہ جانا تجھکو ہے اولی تری
آگ اپنی بھٹی اپنی مین رہے — لیلی ملک اپنی ہے اپنا قیس ہے
تا خیال اور فکر جو آئے اسے — فکر شیرین مرد کو فربہ کرے
جانور فربہ ہو کھانے کاہ سے — آدمی فربہ ہو عز و جاہ سے
آدمی فربہ ہوا از رہ گوش کے — جانور فربہ ہو حلق و نوش سے
بولی خاتون کہ یہ بدتر شرم ہے — خود زبان میری نہ ایسا کہہ سکے
ایسی بیہودہ بکون اس کے لئے — کہ وہ خائن او شیطان خود مرے
بولا خواجه مت ڈرے دم دے اسے — تا وہ علت اسکی جائے لطف سے
دفع مین اس کے تو احسان مجھ پہ کر — چھوڑ صحت پائے یہ نادان بیمر
جو کہا خستہ سے یہ خاتون نے — نے خوشی سے وہ سمائے خاک پے
فربہ اور موٹا ہوا اور سرخ رو — اور کھلا جیسے گل ہوا سو شکر کر
گاہ ہے گاہ ہے کہتا ای خاتم مری — کہ مبادا یہ نہو افسون گری
لیک ہے خاتون کہتی تھی مضبوط ہو — کہ مین ہون اس فکر مین ہے غم رہو

ف ۱ بولا خواجه الخ ۴ شعر خواجه نے کہا کہ اس کو کہو کہ صبر کر کہ ہم اس سے چھڑا ئین اور وہ تجکو دین کہ مین حیلہ سے یہ اس سے دور کردن اور تو دیکھ کہ اس کو کیسے دفع کرتا ہون اس کا دل خوش کر اور سچ کہہ کہ یہ میری لڑکی تیری ملک ہے ہم نہین جانتے تھے اے مشتری جب کہ جانا تو اولی تر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف ۲ آگ اپنی الخ ۶ شعر اپنی آگ اپنی بھٹی مین رہے لیلی اپنی ملک اور مجنون اپنا ہے تا خیال و فکر اسے آئے کہ فکر شیرین فربہ مرد کو کرتی ہے جانور فربہ گھاس کھانے سے ہوا اور آدمی فربہ عز و جاہ سے ہوا آدمی فربہ از راہ گوش کے ہو جانور فربہ حلق و نوش سے ہو خاتون نے کہا کہ یہ بدتر شرم ہے تحقیق میری زبان ایسا نہیں کہہ سکے گی اس کے واسطے ایسا بیہودہ بکون کہ وہ خائن و شیطان خود مرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف ۳ بولا خواجه الخ ۵ شعر خواجه نے کہا کہ تو مت ڈر اور اسے دم دے تاکہ وہ علت اس کی جائے لطف سے اس کی دفع مین تو احسان مجھ پر کر اور چھوڑ کہ صحت یہ نادان پائے جو خاتون نے یہ خستہ جگر سے کہا وہ خوشی سے پھولا نہین سماتا تھا خاک پر وہ فربہ موٹا و سرخ رو ہوا اور گل کے مانند کھلا و سو شکر گذار ہوا کبھی کبھی کہتا کہ اے خاتون میری مبادا یہ افسون گری نہ ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف ۴ لیک خاتون الخ ۶ شعر ولیکن خاتون کہتی تھی کہ مضبوط ہو کہ مین اس فکر مین ہون تو بے غم رہو خواجه نے دیکھا کہ وہ فربہ ہوا اور مرض اس سے گیا وہ بھرنے لگا وہ تسلی مکر سے اس کو دیتا کہ وہ خوش ہوتا زیادہ مانند مرغ کے خواجه نے تسکین دی اور دعوت کی کہ فرح کی شادی کردن اور خوشی ایک جماعت مکر سے مژدہ دیتی کہ فرح تجھے شادی مبارک ہو تاکہ فرح کو یہ یقین ہوا کہ کچھ مرض اس کو باقی نہین رہا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

خواجه چون دیدش که رنج زفت گشت — رفت از وی علت و آمد بگشت
او دلش دادی بهر درد و فسوس — تا فزون بیند نشاطش چون خروس
خواجه جمعیت بگرد دعوتی — که همی سازم فرح را وصلتی
تا جماعت مژده میدادند گال — کای فرح بادت مبارک اتصال
تا یقین شد مر فرح را این سخن — علت از وی رفت کل از بیخ و بن
بعد از آن اندر شب عشرت یقین — امردی را بست حنا همچو زن
پر نگارش کرد ساعد چون عروس — ماکیان بنمودش و داد خروس
مقنعه و حله عروسانه نکو — کنگ امرد را بپوشاند رو
شمع را هنگام خلوت زد و کشت — ماند هندو با چنان کنگ درشت
هندوک فریاد میکرد و فغان — از برون نشنید کس از کف زنان
ضرب کف و دف و نعره مرد و زن — کرد پنهان نعره آن نعره زن
تا بروز آن هندوک را می فشارد — چون بود در پیش سگ انبان آرد
روز آوردند طاس و باغ رفت — رسم داماد آن فرح حمام رفت
رفت در حمام پس رنجور جان — کون دریده همچو دلق تونیان
آمد از حمام در گردک فسوس — پیش او بنشست فخر چون عروس
مادرش آنجا نشسته پاسبان — که مبادا او کند روز امتحان
ساعتی در وی نظر کرد از عناد — داد گهان بهر دو دستش ده بداد
گفت خود را کس مباد اتصال — با چو تو ناخوش عروس بد خصال
روز زیبا چون نگار و پایان تر — کیر و زشتت شب بتر از کیر خر

دکھا خواجہ نے کہ وہ فربہ ہوا — اور مرض اُس سے گیا چلنے لگا
وہ تسلی دیتا اُس کو مکر سے — ہو ناخوش زیادہ وہ مثل مرغ کے
خواجہ نے تسلیم کی دعوت کری — کہ کرون شادی فرج کی اور خوشی
اک جماعت مژدہ دیتی مکر سے — کہ مبارک ہو فرج شادی تجھے
تا فرج کا بس ہوا اس سے یقین — کچھ مرض اُسکو رہا باقی نہین
بعدہٗ شادی کی شب حیلہ کیا — باندھی اک امرد کے مثل زن حنا
مثل دولہن اُسکے ہاتھونکو رنگا — مرغی بتلائی اُسے مرغا دیا
چادر و زیور عروسانہ پنہا — اک قوی امرد کا بس گھونگھٹ کیا
وقت خلوت جلد شمع گل کری — وہ رہا ہندوی بہمراہ قوی
ہندو بس کرتا تھا فریاد و فغان — سنتے نے باہر بجا کر تالیان
مرد و زن نے دف بجا اور تالیان — شور سے نعرہ کیا اسکا نہان
صبح تک ہندو کی وہ تھا پھاڑتا — تھیلا آٹے کا ہو جون سگ چیرتا
ڈھول و تاشے لائے دنکو اور گیا — وہ فرج حمام کو داماد سا
بس گیا حمام مین رنجور جان — کون دریدہ مثل دلق رہزنان
آیا خلوت گہ مین وہ حمام سے — مثل دلہن بیٹھی لڑکی سامنے
اُسکی مان بیٹھی وہان ہو پاسبان — کہ کرے دن مین مبادا امتحان
دشمنی سے اسکو دیکھا اک گھڑی — اور اُسدم اُس سے بس نفرت کری
بولا خود سے نے کوئی ہرگز ملے — تجھ سے دلہن ناخوش و بدفعل سے
دن کو زیبا جون نگار سیمبر — کیر خر سے کیر تیرا شب بتر

ف ۱ بعدہ آلخ ۶ شعر بعدہٗ شادی کی شب حیلہ کیا کہ ایک امرد کے مثل زن کے حنا لگائی اور دُلہن کے مانند اُس کے ہاتھون کو رنگا مرغی بتلائی اور اُسے مرغا دیا چادر و زیور عروسانہ پنہا کر ایک قوی مرد کا گھونگھٹ کیا خلوت کے وقت جلد شمع گل کری وہ ہندو رہا ہمراہ ایک قوی کے ہندو وازبس فریاد و فغان کرتا تھا باہر سنتے نہ تھے تالیان بجا کر اس کا نعرہ شور سے پوشیدہ کیا صبح تک وہ ہندو کی پھاڑتا تھا جیسے تھیلا آٹے کا سگ چیرتا ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف ۲ ڈھول آلخ ۵ شعر ڈھول و تاشہ دن کو لائے وہ فرج حمام کو گیا داماد کے مانند بس گیا حمام مین رنجور جان و کون دریدہ دلق رہزنون کے مانند خلوتگاہ مین حمام سے آیا دُلہن کے مانند لڑکی سامنے بیٹھی اور اس کی مان وہان پاسبان ہوکر بیٹھی کہ مبادا دن مین امتحان کرے ایک ساعت اس کو دشمنی سے دیکھا اور اس سے نفرت کی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف ۳ بولا خود سے آلخ ۴ شعر خود سے کہا کہ ہرگز کوئی نہ ملے تجھ سی دلھن ناخوش بدفعل سے دن کو زیبا مانند نگار سیمبر کے ہوشب کو تیرا کیر کیر خر سے بدتر آگے اسکے حقائق ہین ایسے ہی اس جہان کی سب نعمتین ہین کہ امتحان سے پہلے بہتر دکھائی دیتی ہین آگے مثال ہے جیسی نظر مین دور سے آب دکھتا ہو جو نزدیک جائے تو وہ سراب ہے یعنی اسیطرح دنیا کی سب نعمتین بظاہر خوش و زیبا معلوم ہوتی ہین اور آخر کار وبدتر ہین آگے اُسکی حقیقت کا بیان ہے فافہم ۱۲

ہمچنین جملہ نعیم این جہان / بس خوش ست از دور پیش امتحان
می نماید در نظر از دور آب / چون روی نزدیک آن باشد سراب

اس جہان کی ایسی ہی سب نعمتین ہین / امتحان سے پہلے ہین بہتر دکھین
بس نظر مین دور سے دکھتا ہے آب / جائے جو نزدیک تو وہ ہے سراب

در حقیقت حکایت و بیان آنکہ ہر نفسے ہمچو آن ہندو مبتلا است

حقیقت مین حکایت کے اور بیان اس کا کہ ہر نفس مانند اس ہندو کے مبتلا ہے

گنده پیرست او وازبس جا پلوس / خویش را جلوه دہد چون نو عروس
ہین مشو مغرور آن گلگونہ اش / نیش نوش آلوده او را بچش
تا نیفتی چون فرج اندر حرج / صبر کن کالصبر مفتاح الفرج
آشکارا دانہ پنہان دام او / خوش نماید ز اول انعام او
چون بپیوستی بدام ای ہوشیار / چند نالی و ندامت زار زار
نام میری و وزیری و شہی / نیست الا درد مرگ و جانکہی
بنده باش و بر زمین رو چون سمند / چون جنازه نی کہ بر گردن نہند
جملہ را حمال خود خواہد کفور / بار مردم گشتہ چون اہل قبور
بر جنازه ہر کرا بینی بخواب / فارس منصب بود عالی رکاب
زانکہ آن تابوت بر خلق ست بار / بار بر خلقان نہادند این کبار
بار خود بر کس منہ بر خویش نہ / سروری را کم طلب درویش بہ
مرکب اعناق مردم را مپای / تا نیاید نقرست اندر دو پای
مرکبی را کاخرش تو ره دہی / کہ بہ شہری مانی و ویران دہی
زو دہش اکنون کہ چون شہرست نیو / تا نیاید رخت در ویران کشود

ایک[۵۱] بڑھیا بد نما مکار ہے / مثل دلہن آپ کو زیبا رکھے
اسکے گلگونہ پہ مت مغرور ہو / مت چکھو نوش اسکے نیش آلود کو
جون فرج کے تو پڑے اندر حرج / صبر کر کالصبر مفتاح الفرج
دانہ[۵۲] ظاہر دام اسکا مشتہر / پہلے انعام اسکا خوش آئے نظر
دام مین اسکے پھنسے جو ہوشیار / پس ندامت سے وہ روئے زار زار
نام میری و وزیری و شہی / نے ہی ہے درد و مرگ و جانکہی
بندہ ہو اور چل زمین پہ اسپ وار / جون جنازه مت ہو تو گردن پہ بار
سب کو حمال اپنا چاہین کافران / بار مردم ہو وین مثل مردگان
خواب مین جسکا جنازه دیکھے تو / منصب عالی پہ پہونچے وہ نکو
وہ جنازه خلق پر ہے کیونکہ بار / بار رکھتے خلق پر ہین یہ کبار
بار[۵۳] اپنے پہ تو رکھ نے غیر پے / سروری مت چاہ درویشی تو لے
گردن مردم کو مت گھوڑا بنا / دونون پاین ہو نہ نقرس دے بنا
ایسا گھوڑا کہ تو چھوڑیگا اسے / کہ تو دیکھے شہر ویران گاؤن سے
چھوڑ اس کو شہر جو تجکو دکھا / سامان ویرانے مین نہ رکھنا روا

۵۱ ایک بڑھیا الخ ۴۴ شعر دنیا ایک بڑھیا بد نما و مکار ہے اور مثل دلہن کے خود کو زیبا رکھتی ہے اُس کے گلگونہ پر مغرور مت ہو اور مت چکھے اُس کے نوش نیش آلود کو کہ فرج کے مانند تو حرج مین پڑے صبر کر ترجمہ جیسے کہ صبر کی کنجی کشادگی کی ہے یعنی حصول دنیا سے تو صبر کر کہ بہتر ہو آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۲ دانہ ظاہر الخ ۷ شعر اس کا دانہ ظاہر اور دام پوشیدہ کہ اول انعام اسکا خوش نظر آتا ہے جو ہوشیار اُس کے دام مین پھنسے پس وہ ندامت سے زار زار روئے نام امیری و وزیری و شاہی نہین ہے ولیکن درد مرگ جانکہی ہے تو بندہ ہو اور زمین پر چل اسپ کے مانند اور جنازے کے مانند گردن پر بار مت ہو کافر سب کو اپنا حمال جانتے ہین کہ بار مردم کے ہو وین مردون کی مانند آگے اسکی مثال ہے تو خواب مین جسکا جنازہ دیکھے وہ منصب عالی پر پہونچے کیونکہ وہ جنازہ خلق پر بار رکھتی ہین یعنی آسودگی دنیا کی ایک امر ہے کہ ہر ایک اسمین پھنستا ہے اور اپنا بار سب پر رکھتا ہے آگے اسکے حقائق مین فافہم ۱۲ ۵۳ بار اپنے پہ الخ ۷ شعر تو خود پر بار رکھ غیر پر نہین اور سرداری مت چاہ درویشی سے مردم کی گردن کو گھوڑا مت بنا تاکہ تیرے دونون پاؤن مین نقرس نہ ہو جائے ایسا گھوڑا کہ تو اُسے چھوڑیگا کہ شہر دکھتا ہے اور ویران گاؤن ہے تو اس کو چھوڑ کہ جب تجھے شہر دکھا سامان ویرانی مین رکھنا روا نہین اسکے چھوڑ سو گلستان سمجھے ہین تاکہ تو عاجز و ویران نہ رہے پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ خدا سے اگر جنت تو چاہتا ہے تو کچھ کسی سے مت چاہ جو تو چاہے مین تیرا کفیل ہون جنت الماوی و دیدار خدا کا یعنی تو خدا پر بھروسا کر اور کسی سے کچھ نہ چاہ کہ وہ کفیل و وکیل ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

ده دهش اکنون که ... تا نمانی عاجز و ویران پرست
گفت پیغمبر که جنت از آله گر همی خواهی ز کس چیزی مخواه
چون نخواهی من کفیلم مر ترا جنت الماوی و دیدار خدا
آن صحابی زان کفالت شد عیال تا یکی روزی که گشته بد سوار
تازیانه از کفش افتاد راست خود فرود آمد ز کس چیزی نخواست
آن که از دادش نیاید هیچ بد داند او بی خواهشی خود میدهد
در بامر حق بخواهی هم رواست آنچنان خواهش طریق انبیاست
بد نماند چون اشارت کرد دوست کفر ایمان شد چو کفر از بهر اوست
هر بدی که امر او پیش آورد آن ز نیکی های عالم بگذرد
زان صدف گر خسته گردد نیز پوست ده مده که صد هزاران در دروست
این سخن پایان ندارد بازگرد سوی شاه و هم مزاج بازگرد
باز رو در کان چو زر ده دهی تا رهد دستان تو از ده دهی
صورت بد را چو در دل ره دهند از ندامت آخرش هم ده دهند
دزد را چون قطع تلخی می زند ذوق دزدی را چو زن ده میدهد
دیده ده دادن از دست حزین ده بدادن زین بریده دست بین
همچنین قلاب و خونی داوند وقت تلخی عیش را ده میدهند
توبه می آرند هم پروانه وار باز نسیان میکشد شان سوی کار
همچو پروانه ز دور آن نار را نور دیده بسته آن سو بار را
چون بیاید سوخت پرش وا گریخت باز چون طفلان فتاد و ملح ریخت

چھوڑ اس کو سو گلستان ہی تجھے تا نہ عاجز اور ویران تو رہے
بولے پیغمبر کہ جنت از آلہ گر تو چاہتا ہے کسی سے کچھ نہ چاہ
جو نچاہے تو کفیل ہوں میں ترا جنت الماوی و دیدار خدا
۵۱ اک صحابی اس کفالت سے ہوا ممتحن بس اک سوار اسپ تھا
کوڑا اُسکے ہاتھ سے جو گر پڑا اُترا خود نے کی کسی سے التجا
داد سے اُسکے نہ آئے کچھ بُرا جانے وہ بے مانگے دیتا ہے خدا
گر تو چاہے حکم حق سے ہے روا جیسے خواہش ہے طریق انبیا
بد نہو جو ہو اشارہ یار سے کفر ایمان ہو جو ہو اُسکے لئے
جو بدی کہ حکم سے اُس کے کرے وہ تمام عالم کی نیکی سے بڑھے
۵۲ وہ صدف ٹوٹے اگرچہ پوست ہے چھوڑ مت اُسکو وہ لاکھوں دُر رکھے
بات یہ بے انتہا ہے لوٹ تو ہم مزاج باز ہو جا شہ کے سو
پھر جا خالص زر سا اندر کان کے چھوٹنے سے مکر تیرا تاپ چھٹے
صورت بد کو جو دل میں راہ دیں بھی ندامت سے اُسے پس چھوڑ دیں
چور کو جو رنج کٹنے کا بڑھے ذوق دزدی مثل زن کی چھوڑ دے
دست غمگین سے دکھائے چھوڑنا دیکھ دست قطع سے نے چھوڑنا
۵۳ ایسے ہی مکار و خونی عیب جو وقت سختی چھوڑتے ہیں عیش کو
مثل پروانہ کے بس توبہ کریں بھول کر پھر کام میں اپنے پڑیں
دور سے پروانہ وار اُس نار کو نور دیکھیں اور باندھے اسکے سو
جو جلا پر اُس کا تو واپس پھرے مثل طفلان پھر پھریں روتے ہوئے

۵۱ اک صحابی آلخ ۶ شعر ایک صحابی اس کفالت سے ممتحن ہوا کہ ایک دن سوار اسپ پر تھا جو کوڑا اُس کے ہاتھ سے گر پڑا خود اُترا اور کسی سے التجا نہ کی اس کی داد سے کچھ بُرائی نہ آئی جو وہ جانے کہ خدا بے مانگے دیتا ہے اگر تو حکم خدا سے چاہے روا ہے جیسے خواہش طریقہ انبیا کا ہے وہ بد نہ ہو جو یار سے اشارہ ہو کفر ایمان ہو جائے جو اسکے واسطے ہو جو بدی کہ اُسکے حکم سے کرے وہ تمام عالم کی نیکی سے بڑھی یعنی بجز خدا کے تو کسی سے نہ چاہ اور اگر چاہتا ہے تو اس کے حکم سے چاہ کہ وہ بُرا نہیں ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ وہ صدف آلخ ۲ شعر اگر وہ صدف ٹوٹے کہ پوست ہے تو اُس کو مت چھوڑ کہ لاکھوں گوہر رکھے بات یہ بے انتہا ہے اور ہم مزاج یار کا ہو اور شاہ کی جانب جا زر کی مانند پھر جا اندر کان کے کہ تیرا مکر چھوٹنے سے چھٹے صورت بد جو دل میں راہ دیں بھی ندامت سے اُسے چھوڑ دیں بس جیسے چور رنج کٹنے کا بڑھاتا ہے مثل زن کے ذوق دزدی کا چھوڑ دے دست غمگین سے چھوڑنا دکھاتا ہے دست قطع ہے دیکھ نہ چھوڑنا یعنی اپنی اصل کی جانب لوٹ جا کہ تا تو مکر دنیا سے چھٹے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۳ ایسے ہی ہے آلخ ۵ شعر ایسے ہی مکار و خونی عیب جو وقت سختی سے چھوڑتے ہیں مثل پروانے کے توبہ کریں اور بھول کر پھر کام میں اپنے پڑیں پروانہ کے مانند دور سے اس نار کو نور دیکھیں اور اُس کی جانب جائیں جو یہ ان کا پر جلا تو واپس پھرے اور لڑکوں کے مانند پھر روتے ہوئے پھریں پھر کہ دوبارہ فائدہ کی طرح پر خود کو جلا دیں شعر یہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

بار دیگر بر گمان طمع سود	خویش را زد بر لهیب شمع زود	پھر دوبارہ فائدہ کی طمع پے [۱]	جلد ڈالیں خود کو شعلہ شمع پے
بار دیگر سوخت پروانه نجست	باز کردش حرص دل ناسی و مست	پھر دوبارہ پر جلے واپس پھرے	حرص سے پھر مست اور غافل بنے
آن زمان کز سوختن وا می جهد	همچو هندو شمع را ده میدهد	جب کہ جلنے سے ہیں واپس بھاگتے	مثل ہندو شمع کو ہیں چھوڑتے
ای رخت تابان چو شمع دلفروز	وی بصحبت کاذب و مغرور سوز	اے ترا ہے رخ مثل شمع دلفروز	اور تو صحبت میں ہے کاذب جانسوز
باز از یادش رود توبه و انین	کادهن الرحمن کید الکافرین	یاد میں اس کی نہ پھر توبہ انین	کادھن الرحمن کید الکافرین

در بیان عموم آیه کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاها الله — بیان میں عام تاویل آیہ کے کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاها الله

کلما هم اوقدوا نار الوغی	اطفاء الله نارهم حتی انطفا	کلما هم اوقدوا نار الوغی [۵۲]	اطفاہا اللہ نارہم حتی انطفا
عزم کرده که دلا اینجا مایست	گشته ناسی زانکه اهل عزم نیست	جو کیا عزم اس جگہ مت ٹھہر دلا	مٹ گیا تو کب وہ اہل عزم تھا
چون نبودش تخم صدقی کاشته	حق بر آن نسیان آن بگماشته	تخم صدق اس کا نہ تھا بویا ہوا	اس لیے حق نے بھلانا غالب کیا
گرچه بر آتش زنه دل می زند	آن ستاره‌ش را کف گل میزند	گرچہ دل چقماق کے اوپر رکھے	خاک وہ اسکے ستارہ پر دھرے

آتش زدن در شب و کشتن دزد آتش را و غفلت آن مرد

آگ جھاڑنا شب میں اور بجھانا چور کا اُس آگ کو اور غفلت اُس مرد کی

رفت دزدی شب بخانهٔ یک سترگ	از ره پنهان درآمد همچو گرگ	پارسا کے گھر میں چور اک شب گیا	گرگ کے مانند پوشیدہ گھسا
سرفه بشنید شب آن معتمد	برگرفت آتش زنه کآتش زند	کھانسی اُس کی رات کو اُس نے سنی	جھاڑنے کو آگ سے چقماق کی
میزد آتش بهر شمع افروختن	تا سر آواز او بیند علن	شمع روشن کرنے آتش جھاڑتا	دیکھے بھید آواز کا تا ظاہرا
دزد آمد در زمان پیشش نشست	چون گرفتی سوخته میکرد پست	چور اُس دم بیٹھا اُسکے پاس آ	ہوتا جب روشن بجھاتا سوختہ

[۱] پھر دوبارہ ۴ شعر دوبارہ پر جلے واپس پھر سے حرص سے پھر مست وغافل رہے جب کہ جلنے سے واپس بھاگتے ہیں ہندو کے مانند شمع کو چھوڑتے ہیں آگے حقائق ہیں اے تیرا رخ مانند شمع دل افروز کے اے تو صحبت میں کاذب وجانسوز ہے اسکی یاد میں توبہ و یقین نہ رہے ترجمہ سست کیا رحمن نے مکر کافروں کا یعنی اہل دنیا مثل پروانے کے طمع سے شمع دنیا پر دوڑتے ہیں اور بعد تکلیف پہونچنے کے توبہ کر کے چھوڑتے ہیں اور پھر طمع سے اسکی جانب رجوع کرتے ہیں آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۵۲] کلما ہم الخ ۴ شعر ترجمہ جس وقت کہ وہ روشن کریں آتش کو واسطے لڑنے کے بجھادے اُن کی آتش اللہ یہان تک کہ ٹھنڈی کرے جو عزم کیا اس جگہ تو مت ٹھہر اگر عزم مٹ گیا صاحب عزم کب رہا تخم صدق کا بویا ہوا نہ تھا اسپر حق نے بھولنا غالب کیا آگے اس کی مثال ہے اگرچہ دل چقماق کے اوپر رکھے وہ خاک اُس کے ستارہ پر رکھے یعنی جو کوئی طلب حق میں صادق نہیں ہے حق اس کی یاد بھلا دیتی ہے آگے اس کی مثال ہے حکایت چور کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۵۳] پارسا کے آہ ۶ شعر ایک شب چور پارسا کے گھر گیا اور مانند گرگ کے پوشیدہ گھسا اُس کی کھانسی رات کو اس نے سنی آگ جھاڑنے کو چقماق کی شمع روشن کرنے کے لئے آتش جھاڑا کہ تا بھید چور کا ظاہر دیکھے اُس دم چور اُس کے پاس آکر بیٹھا جب وہ روشن ہوتا سوختہ بجھاتا اُس جگہ انگلی کا اثر کرتا تا ستارہ آتش کا فنا ہو وے وہ اپنی انگلی کا سر اثر کرتا اور اُس تارے کو انگلی سے فنا کرتا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۵۴] جس وقت روشن کریں آگ کو واسطے لڑائی کے اللہ بجھادے اُسے [۵۵] جس وقت کہ وہ روشن کریں آگ کو واسطے لڑائی کے بجھادے انکی آگ اللہ یہانتک کہ ٹھنڈی کرے ۱۲

می نهاد آنجا سر انگشت را	تا شود استارهٔ آتش فنا	اُس جگہ رکھتا وہ انگلی کا سرا	تا ستارہ ہووے آتش کا فنا
تر همی کرد او سر انگشت را	اصبع آن استاره را کردی فنا	تر وہ کرتا اپنی انگلی کا سرا	کرتا اُس تارہ کو انگلی سے فنا
خواجه می پنداشت کو خود می مرد	این نمی دید آن که دزدش می کشد	خود یہ سمجھتا ہے یہ خواجہ جانتا	اور بجھانا چور کا نہ دیکھتا
خواجه گفت این سوخته نمناک بود	می مرد استاره از تریش زود	خواجہ کہتا سوختہ نم تھی کچھ	کہ تری اُسکی سے یہ تارہ بجھے
بسکه ظلمت بود و تاریکی به پیش	می ندید آتش کشی را نزد خویش	ظلمت و تاریکی بس تھی سامنے	پاس آتش کش نہ دکھتا تھا اُسے
این چنین آتش کشی اندر دلش	دیدهٔ کافر نبیند از عمیش	ایسی ہی دل میں بجھی وہ آتش	اندھے پن سے دیکھنے کافر اُسے
چون نمی داند دل داننده را	هست با گردنده گرداننده را	کیوں نہیں آگاہ دل جانے یہ بات	کہ ہو گرداندہ گردندہ کے سات
چون نمی گویی که روز و شب بخود	نی خداوندی کی آید کی رود	کیوں نہیں کہتا کہ دن رات آپ سے	بے خدا کب آئے اور کب جائے ہے
گرد معقولات میگردی ببین	این چنین بی عقلی خود ای مهین	گرد معقولات کے پھرتا ہے تو	ایسی بے عقلی کو دیکھ اپنی تو
خانه با بنا بود معقول تر	یا که بی بنا بگو ای بی هنر	ہووے گھر معمار سے معقول تر	یا کہ بے معمار کے کہہ بے ہنر
خانه با این برتری و با وقار	کی بود بی اوستادی خوب کار	باوجود اس برتری کے گھر ترا	کب بغیر اُستاد کے ہو خوشنما
خط با کاتب بود معقول تر	یا که بی کاتب بیندیش ای پسر	ہووے خط کاتب سے بس معقول تر	یا کہ بے کاتب کے تو سوچ اے پسر
جیم گوش و عین چشم و میم فم	چون بود بی کاتب ای متهم	میم منہ اور عین چشم اور جیم کان	لیتے بے کاتب کے کب ہو اسکو بات
شمع روشن بی ز گیرانندهٔ	یا بگیر انده دانندهٔ	شمع روشن ہووے بے گلگیر کے	یا کہ ہو گلگیر سے تو جان لے
صنعت خوب از کف شل ضریر	باشد اولی یا ز گیرای بصیر	ہووے اندھے سے یہ صنعت خوب تر	یا کہ اہل دست بینا سے پسر
پس چو دانستی که قهرت میکنند	بر سرت دبوس محنت می زنند	جب کہ جانا قہر کرتے تجھ سے ہیں	گرز محنت سر پہ لگتے تیرے ہیں
همچو آن قوم مغل بر آسمان	تیر می انداز بهر نزع جان	مثل اُس قوم مغل کے چرخ پے	تیر مار اب نزع جان کے واسطے

ف ۱ خود یہ سمجھتا الخ ۵ شعر خواجہ یہ جانتا کہ وہ خود بجھتا ہے اور چور کا بجھانا نہیں دیکھتا ہے خواجہ کہتا کہ سوختہ نم رکھتا ہے کہ اس کی تری سے یہ تارہ بجھتا ہے ظلمت و تاریکی سامنے تھی اور نزدیک آتش کش اسے نہیں دکھتا تھا آگے اس کے حقائق ہیں ایسے ہی وہ دل میں آتش کش رکھتا ہے اور اندھے پن سے کافر اسے نہیں دکھتا ہے آیا وہ دل کی یہ بات کیوں نہیں جانتا کہ پھرانے والا پھرنے والے کے ساتھ ہے یعنی جو کہ دل میں انسان کے ایک معید نہیں ہے کہ ہنگام پیدا ہونے ستارہ نور باطن کے وہ پوشیدہ کر دیتا ہو پس ہر ایک پھرنے والے کے ساتھ پھیرانے والا موجود ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ف ۲ کیوں نہیں الخ ۸ شعر کیوں نہیں کہتا کہ رات دن آپ سے بغیر خدا کے کب آتے جاتے ہیں تو گرد معقولات کے پھرتا ہے پس تو ایسی اپنی بے عقلی کو دیکھ آگے اس کی مثال ہے گھر معمار سے معقول تر ہووے یا کہ بے معمار کے اے بے ہنر کہ باوجود اس برتری کے بڑا گھر بغیر استاد کے کب خوشنما ہو خط کاتب سے معقول تر ہووے یا بے کاتب کے تو سوچ میم منہ اور عین چشم اور جیم گوش بے کاتب کے کبھی ہو ان اسکو بان شمع روشن نہیں ہوتی ہے گلگیر سے تو جان لے یعنی اگر تو معقولات سے دریافت کرتا ہے تو عقل کو کام دے کہ صنعت بغیر صانع کے پیدا نہیں ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ف ۳ لولے اندھے سے آہ ۱۶ شعر صنعت لولے اندھے سے خوب تر ہوتی ہے یا کہ اہل دست و بینا سے جب کہ جانا کہ قہر تجھ پر کرتے ہیں اور گرز محنت کا تیرے سر پر رکھتے ہیں ہر دو کے ہاتھ اسکو دفع کر جیسا کہ اس کی جانب تو تیر خدنگ سے مار اس قوم مغل کے مانند چرخ پر اب نزع جان کے واسطے تیر مار یا اگر تو سکتا ہے تو اس کے ہاتھ سے بھاگ کہیں جائے اسکے ہاتھ سے نہ دم میں نہ بھوٹا اسکے ہاتھ سے اتنے کیسے اسکے ہاتھ سے چھوٹے یعنی اب تو اسکے دست قدرت سے کیا ہو سکتا ہو کہ عدم میں تھا اس کو دست قدرت سے نہ بچا سکا پس توجہ کو چاہیے اُس جاہ آگے حکایات بیان ہے فافہم

یا گریز از وی اگر تانی برو	چون روی چون در کف اوی گرو	یا کر بھاگ اس سے اگر ملتا ہو تو	لینے جاسکے ہاتھوں سے اسکے تو
در عدم بودی نرستی از کفش	از کف او چون رہی ای دوست خویش	نے عدم مین چھوٹتا ہاتھوں سے اسکے تو	کیسے ہاتھ اسکے سے چھوٹے اب کی
پس یکی دفعش چو نمرودی بجنگ	سوی او کش در ہوا تیر خدنگ	مثل نمرود اس کو دفع کر بجنگ	اسکی جانب مار تو تیر خدنگ
آرزویش گر بود دیگر گریختن	پیش عدلش خون تقوی ریختن	آرزو رکھتا ہے اس سے بھاگنا	آگے عدل اسکے کے تقوی مارنا
این جہان دام است و دانہ آرزو	در گریز از دامہای آرزو	یہ جہان دام اسکا دانہ آرزو	حرص کے دانہ سے جا ری بھاگ تو
چون چنین رفتی بدیدی صد مراد	چون شدی در ضد آن دیدی فساد	جو گیا تو ایسا دیکھے سو خوشی	ہو گیا تو ضد مین وہ آفت دیکھی
چون شدی در ضد بدانی ضد آن	ضد را از ضد شناسی ای جوان	جو گیا تو ضد مین اسکی ضد تو جان	ضد سے تو پہچان ضد کو اے جوان
پس پیمبر گفت استفت القلوب	گرچہ مفتی شان برون گوید خطوب	پس پیمبر بولے استفت القلوب	گرچہ مفتی دیوے باہر بس خطوب

دربیان حدیث استفت قلبک ولو افتاک المفتون

حدیث کے بیان مین استفت قلبک ولو افتاک المفتون

گفته است استفت قلبک آن رسول	گرچہ مفتی ات برون گوید فضول	کہتے ہین استفت قلبک رسول	گرچہ مفتی بھی کہے باہر فضول
آرزو بگذار تا رحم آیدش	آزمودم کاین چنان می بایدش	آرزو کو چھوڑ رحم آئے اسے	آزمایا مین نے ایسا چاہیے
چون نتانی جست پس خدمت کنش	تا روی از حبس او در گلشنش	گر تو خدمت ڈھونڈ سکتا ہے نہین	قید سے جائے سوی باغ یقین
دم بدم چون مراقب میشوی	داد می بینی ز داور ای غوی	جو مراقب دمبدم ہوتا ہو تو	دیکھتا ہے بخششین داور سے تو
ور ببندی چشم خود را از احتجاب	کار خود را کی گذارد آفتاب	گر حجابون سے تو بند آنکھین کرے	کام اپنا شمس کیونکر چھوڑ دے
باز ران سوی ایاز و بینش	دان فضیلت در کمال رفعتش	لوٹ تو سوی ایاز نیک خو	اور فضیلت اس کی اور رتبہ کی جو

حسد بردن امیران بر ایاز و نمودن سلطان کیاست اورا

حسد لیجانا امیرون کا ایاز پر اور بتانا سلطان کا دانائی اس کی کو

۵۱ شعر آرزو رکھتا ہے اس سے بھاگنا اور آگے عدل اس کے تقوی کو ہلاک کرتا ہے یہ جہان دام و دانہ اس کا آرزو ہے پس حرص کے دانہ سے تو جلدی بھاگ جو تو ایسا گیا سو خوشی دیکھے اور جو تو ضد مین گیا وہ آفت دیکھے جو تو ضد مین گیا اس کی ضد کو جان تاکہ ضد سے ضد تو پہچانے پس پیغمبر صلعم نے فرمایا ترجمہ فتوی کو تم دلون سے اگرچہ مفتی باہر کس خطاب دیوے یعنی دنیا مین آرزو چاہتا خدا سے بھاگتا ہے اور پیش عدل اس کے تقوی کو چھوڑتا ہے پس تو خبر کچھ چاہتا ہے اپنے دل سے فتوی دے اگرچہ مفتی اس کے ضد بتلاتا ہے آگے اس فتوی قلب کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ کہتے ہین آہ شعر جناب رسول مقبول صلعم فرماتے ہین کہ فتوی کو تم اپنے دل سے پوچھو اگرچہ مفتی باہر فضول کہے پس تو آرزو چھوڑ کہ اسے رحم آئے مین نے آزمایا ہے ایسا کرنا چاہیے اگر تو ڈھونڈھ سکتا نہین ہے تو خدمت کر کہ قیدی جانب باغ یقین کے لیجائے تو دمبدم مراقب ہوتا ہو اور بخشش دیکھتا ہو داور سے اگر او رحجابون سے آنکھین بند کرے کیونکہ شمس اپنا کام چھوڑ دے پس لوٹ تو جانب ایاز کے اور اسکی فضیلت و رتبہ کی طرف یعنی تو اپنی آرزو کو چھوڑ کہ اس کو رحم آئے اور تیری رہبری کرے آگے ایاز کا بیان ہے فافہم ۱۲

چون امیران از حسد جوشان شدند | عاقبت بر شاه خود طعنه زدند
کاین ایاز تو ندارد سی خرد | جامگی سی امیر او چون برد
شاه بیرون رفت با آن سی امیر | سوی صحرا و کهستان صیدگیر
کاروانی دید از دور آن ملک | گفت میری را که رو ای مؤتفک
رو بپرس آن کاروان را بر رصد | کز کدامین شهر اندر می رسد
رفت و پرسید و بیاید که ز ری | گفت عزمش تا کجا درماند وی
دیگری را گفت رو ای بوالعلا | باز پرس از کاروان که تا کجا
رفت و آمد گفت تا سوی یمن | گفت رختش چیست هان ای مؤتمن
ماند حیران گفت با میری دگر | که برو وا پرس رخت آن نفر
باز آمد گفت از هر جنس هست | اغلب آن کاسه های رازی است
گفت کی بیرون شدند از شهر ری | ماند حیران آن امیر سست پی
آن دگر را گفت رو وا پرس هان | تا که کی بود است نقل کاروان
باز گشت و گفت هفتم از رجب | گفت در سعر چیست تعبیر ای عجب
چون نمی دانست دیگر دم نزد | شه فرستاد آن دگر را زان عدد
همچنین تا سی امیر و بیشتر | سست رائی ناقص اندر کر و فر
رفت و پرسید و بیاید که ز ری | گفت عزمش تا کجا ز ند وی
هر یکی رفتند بهر یک سوال | ناقص و عاجز ز ادراک کمال

جو حسد سے جوش امیرون کو ہوا[1] | اپنے منہ پہ طعنہ آخر کو کیا
تیس عقلیں سے ایاز آخر رکھے | کیسے تنخواہ تیس میرون کی وہ لے
تیس میرون ساتھ شہ ہوکر سوار | کوہ و صحرا کو گیا بہر شکار
کاروان اک دیکھا شہ نے دور سے | میر سے بولا کہ جا اے شک بھرے
پوچھ تو اس کاروان سے راہ پے | کہ یہاں پر آئے تم کس شہر سے
پوچھکر آیا کہ رے سے ہے چلا | پوچھا جائیگا کہاں وہ چپ رہا
دوسرے سے شاہ بولا کہ تو جا | کاروان سے پوچھ کہاں تک جائیگا
پوچھکر آیا یمن تک جائے گا[2] | بولا کیا اسباب اس میں ہے بھرا
وہ ہوا حیران کہا اور میر سے | کہ تو جاکر پوچھ کیا اسباب ہے
لوٹ کر آیا کہا ہر جنس ہے | جام رازی اکثر اس میں ہیں بھرے
بولا کب رے سے روانہ وہ ہوئے | پس ہوا حیران امیر اس بات سے
اور سے فرمایا جاکر پوچھ ہان | کہ روانہ کب ہوا یہ کاروان
پس کہا آکر رجب کی ساتوین | بولا رے مین کیا ہے مشہور شے کہین
جو نہین واقف تھا بس خاموش رہا[3] | شہ نے اُن میرون سے بھیجا دوسرا
ایسے ہی وہ تیس میرون تک گئے | سست رائے اور ناقص عقل کے
پوچھکر آیا کہ رے کے شہر سے | بولا کہان جانے خوشی تھی اسے
پس گیا ہر ایک کرنے کو سوال | ناقص آیا پورا پوچھا کچھ نہ حال

[1] جو حسد سے آخر تک شعر جو امیرون کو حسد سے جوش ہوا اپنے بادشاہ پر آخر کو طعنہ کیا کہ ایاز تیس عقلین آخر نہین رکھتا ہے کیسے تیس امیرون کی تنخواہ لیتا ہے پس بادشاہ تیس امیرون کے ساتھ سوار ہوکر کوہ و صحرا کو شکار کے واسطے گیا شاہ نے ایک کاروان دیکھا دور سے ایک امیر سے کہا کہ جا اے شک بھرے راہ پر اس کاروان سے پوچھ کہ تم یہان پر کس شہر سے آئے ہو پوچھکر آیا کہ شہر رے سے فرمایا کہان جائیگا وہ خاموش رہا دوسرے سے پوچھا کہ کہان تک جانے کا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] پوچھکر آیا سے آخر تک ۶ شعر پوچھکر آیا یمن تک جائیگا فرمایا کیا اسباب اس مین ہے بھرا وہ حیران ہوا اور دوسرے امیر سے کہا کہ تو جاکر پوچھ کیا اسباب ہے وہ لوٹ کر آیا اور کہا کہ ہر ایک شے اور اکثر جام رازی ہین ... فرمایا وہ رے سے کب روانہ ہوئے پس امیر حیران ہوا اس بات سے دوسرے سے فرمایا کہ جاکر پوچھ کہ یہ کاروان کب روانہ ہوا پس آکر کہا کہ ساتوین رجب کو فرمایا کہ رے مین کیا مشہور شے ہے باقی حال آگے ہے فافہم [3] جو نہین واقف تھا آخر تک شعر جو واقف نہ تھا خاموش رہا شاہ نے اُن امیرون سے دوسرا بھیجا ایسے ہی وہ تیس امیرون تک گئے سست رائے اور ناقص عقل کے پس ہر ایک وہان ایک سوال کرنے گیا ناقص آیا اور پورا حال کچھ نہ پوچھا امیرون سے فرمایا کہ مین نے علیحدہ ایک دن ایاز کا امتحان کیا کہ تو پوچھ اس کاروان سے کون ہے اس نے جاکر ہر ایک سے پوچھا سب کے اور یہ اشارے اور سب حال اُن سے پوچھا ... سبب اُن تیس امیرون سے تیس بار ہوا کہ جو ایک مین ... ظاہر اس سے ہوا یعنی ایاز تو وہ دانائی حاصل ہے کہ جو تیس امیرون نے تیس بار مین حال دریافت کیا ... ایک بار دریافت کیا وہ سب حال ... اسواسطے تیس امیرون کی تنخواہ کے لائق تھا ... پوچھا نے امیرون کا حال ہے فافہم ۱۲

گفت امیران را کہ من روزی چہا / امتحان کردم ایاز خویش را
کہ بپرس آن کاروان را کز کجاست / او برفت و جملہ را پرسید راست
بے وصیت بے اشارت یک بیک / حال شان دریافت بی ریبی و شک
ہرچہ زین سی میر اندر سی مقام / کشف شد زو آن بیکدم شد تمام

بولا میرون سے کیا مین نے جہا / امتحان اک دن ایاز پاک کا
کہ تو پوچھ اس کاروان سے کون ہے / اس سے پوچھا جائے سچ ہر ایک سے
سب سے کہے اور بے اشارہ حال سب / ان سے پوچھا بے ریا و بے سبب
تیس باران تیس میرون سے ہوا / جو کہ ظاہر اس سے اک دم مین ہوا

ہرافعت کردن امیران آن حجت را بہ شہ جبریانہ و جواب شاہ محمود ایشان را

بڑھانا امیرون کا حجت کو بادشاہ سے جبریون کے مانند اور جواب شاہ محمود کا انکو

پس بگفتند آن امیران کاین فنیست / از عنایتہاست کار جہد نیست
قسمت حق است مہ را روی نغز / دادۂ بخت است گل را بوی نغز
بلکہ سلطان چون عنایت میکند / از تفاخر خیمہ بر مہ می زند
گفت سلطان بلکہ آنچہ از نفس زاد / ریع تقصیرست و دخل اجتہاد
ورنہ آدم کے بگفتی با خدا / ربنا انا ظلمنا نفسنا
خود بگفتی کاین گناہ از نفس بود / چون قضا این بود جرم ما چہ سود
ہمچو ابلیسے کہ گفت اغویتنی / تو شکستی جام ما را میزنی
بل قضا حق است جہد بندہ حق / پس مباش اعور چو ابلیس خلق
در تردد ماندہ ایم اندر دو کار / این تردد کے بود بے اختیار
این کنم یا آن کنم خود کے شود / چون دو دست و پای او بستہ شود
ہیچ باشد این تردد بر سرم / کہ روم در بحر یا بالا پرم
این تردد ہست کہ موصل روم / یا برای سحر تا بابل روم

پس کہا اُن میرون نے اس سے یہ کام / ہے عنایت سے نہ کوشش سے تمام
حق کی بخشش ماہ کو ہے روئے خوب / داد قسمت کی ہے گل کو بوئے خوب
بلکہ شہ جس پر عنایت بس کرے / فخر سے وہ ماہ پر خیمہ رکھے
بولا شہ جو نفس سے پیدا کرے / حاصل تقصیر وہ یہ جہد سے
ورنہ کب آدم یہ کہتا باخدا / ربنا انا ظلمنا نفسنا
خود وہ کہتا نفس کا یہ جرم تھا / جو قضا یہ تھی تو میرا جرم کیا
جیسے شیطان نے کہا اغویتنی / تو نے توڑا جام مجھ سے ناخوشی
بل قضا حق ہے جہد بندہ حق / مت ہو احول مثل ابلیس خلق
ہم تردد میں رہے اندر دو کار / یہ تردد ہو سکے کب بے اختیار
یہ کرون یا وہ کرون کچھ دیکھئے کب / جو بندھے ہون ہاتھ اور پاؤن سب
یہ تردد کب ہو اک مین چلون / بحر کے اندر رویا ہو پر اڑون
یہ تردد ہے کہ موصل جاؤن مین / واسطے جادو کے بابل جاؤن مین

سلہ ۵ پس کہا آخ ۵ شعر ہیں امیرون نے اُن سے کہا کہ کام عنایت سے ہے نہ بالکل کوشش سے کیونکہ حق کی بخشش ماہ کو ہے روئے خوب اور داد قسمت کی ہے گل کو بوئے خوب بلکہ جس پر بادشاہ اگر عنایت کرے فخر سے وہ ماہ پر خیمہ کرے بادشاہ نے فرمایا کہ جو نفس سے پیدا کرے بادشاہ وہ حاصل ہے اور یہ کوشش سے ہو ورنہ آدم کب خدا سے کہتا ترجمہ اے رب میرے تحقیق کہ ہم نے ظلم کیا اپنے نفسون پر یعنی جو چیز خواہش نفس سے پیدا ہوتی ہے وہ حاصل تقصیر ہے اور یہ کوشش سے پیدا ہوئی کہ ایاز سے ظہور میں آئی کیونکہ گندم خوری آدم سے خواہش نفس سے ہوئی تھی اسواسطے آدم نے نفس کی جانب حوالہ کیا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ خود وہ آخ ۷ شعر وہ خود کہتا کہ یہ نفس کا جرم تھا جو یہ قضا تھی تو میرا کیا جرم تھا جیسے شیطان نے کہا کہ تو نے مجھ کو بہکایا اگر تو نے جام توڑا اور مجھ سے ناخوشی ہے آگے حقائق ہیں بلکہ قضا حق ہے تو احول مت ہو مانند ابلیس بُرائی کے ہم تردد میں اندر دو کام کے رہتے ہیں یہ تردد کب بے اختیار کے ہو یہ کرون یا وہ کرون وہ کب ہو جب یہ جو دونون ہاتھ بندھے ہون اور پاؤن سب تردد کب ہو اک مین چلون بحر کے اندر رویا ہو پر اڑون یہ تردد ہے کہ مین موصل کو جاؤن اور واسطے جادو کے مین بابل کو جاؤن یعنی [illegible] بیان ہے فافہم ۱۲

پس تردد را بباید قدرتے | ورنہ آن خندہ بود بر سبلتی
بر قضا کم نہ بہانہ اے جوان | جرم خود را چہ نہی بر دیگران
خون کند زید و قصاصش بر عمر | می خورد عمرو بر احمد حد خمر
گرد خود برگرد و جرم خود ببین | جنبش از خود بین و از سایہ مبین
کہ نخواہد شد غلط پاداش میر | خصم را میداند آن میر بصیر
تو عسل خوردی نیامد تب بغیر | مزد روز تو نیامد شب بغیر
تو چہ کردی جہد کان با تو نگشت | تو چہ کاریدی کہ نامد ریع کشت
فعل تو کان زاید از جان و تنت | ہمچو فرزندت بگیرد دامنت
فعل را در غیب صورت میکنند | فعل دزدی را بداری میزنند
دار کے ماند بدزدی لیک آن | ہست تصویر خدائے غیب دان
در دل شحنہ چو حق الہام داد | کاین چنین صورت بساز از بہر داد
تا تو عالم باشی و عادل قضا | نامناسب چون دہد داد و سزا
چونکہ حاکم این کند اندر گزین | چون کند حکم احکم الحاکمین
چون بکاری جو نروید غیر جو | قرض تو کردی ز کہ خواہی گرو
جرم خود را بر کسے دیگر منہ | ہوش و گوش خود برین پاداش دہ
جرم بر خود نہ کہ تو خود کاشتی | با جزا و عدل حق کن آشتی
رنج را باشد سبب بد کردنی | بد ز فعل خود شناس از بخت نی
آن نظر در بخت چشم احول کند | کلب را کہدانی و کاہل کند

چاہیئے قدرت تردد کے لئے | ورنہ مونچھوں پر ہنسی ہووہ ترے
مت قضا پر رکھو بہانہ کس لئے | جرم رکھتا اپنا تو ہے غیر پے
خون کرے زید قصاص ہو عمر پے | حد ہو احمد پہ کھائے عمرو نے
گرد اپنے پھر گنہ کو اپنے جان | خود سے حرکت جان نہ سایہ سے جان
کہ نہ ہووے گی غلط پاداش میر | جانتا دشمن کو ہے میر بصیر
تونے کھایا شہد نے ہو تپ بغیر | تیرے دن کی مزد نے دی شب بغیر
تونے کیا سعی کی کہ نے ثمر ملا | تونے کیا بویا کہ نے آخر اگا
فعل پیدا جان و تن تیرے سے جو | پکڑے دامن تیرا جون فرزند وہ
فعل کی کرتے ہیں صورت غیب میں | فعل کو چوری کے کرنے دار میں
دار کب مانند چوری کے دکھے | ہے وہ تصویر خدائے غیب سے
دل میں بس شحنہ کے حق الہام دے | ایسی کہ صورت خدا کے واسطے
تو ہے جبتک عالم اور عادل قضا | نامناسب کیونکہ دے داد و سزا
جو کہ مقبول سے یہ حاکم کرے | حکم کیونکر احکم الحاکم کرے
جو تو جو بوئے اُگے نے غیر جو | تو کرے قرض اور سے چاہے گرو
جرم اپنا غیر پر تو مت رکھے | گوش و ہش اپنا رکھ اس پاداش پے
جرم خود پر رکھ کہ بویا تونے ہے | آشتی کر عدل سے اللہ کے
جو بدی کے باعث آتا رنج ہے | جان خود سے فعل بد نہ بخت سے
بخت پر رکھتا نظر احول کہ ہے | کاہ دے تو سگ کو اور کاہل کرے

سلہ چاہیئے الخ ۷ شعر قدرت چاہیئے تردد کیواسطے ورنہ تیری مونچھوں پر ہنسی ہووے قضا پر بہانہ مت رکھ کس واسطے کہ تو جرم اپنا غیر پر رکھتا ہے زید خون کرے اور قصاص عمرو پر ہو اور عمرو شراب کھاوے اور حد احمد پر ہو اپنے گرد پھر اور اپنے گناہ کو جان اور خود سے حرکت جان سایہ سے نہ جان کہ پاداش امیر کی غلط نہوگی کہ امیر بصیر دشمن کو جانتا ہے تونے شہد کھایا ہے دوسرے کے تپ نہوگی تیری دن کی مزدوری کا شب میں دوسرے کو نہ ملیگی تونے سعی کی کہ اسکا ثمرہ نہ ملا تونے کیا بویا کہ آخر کو نہ اگا یعنی تو اپنا قصور جان اور دوسرے پر اسکو حوالہ مت کر کیونکہ باوجود اختیار کے یہ حرکت کرتا ہے پس جو تو کریگا وہ پائیگا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ فعل پیدا الخ ۶ شعر تیری جان و تن سے فعل پیدا ہوا اور تیرا دامن وہ پکڑتے مانند فرزند کے غیب میں فعل کی صورت کرتے ہیں دار چوری کے مانند کب دکھتی ہے کہ وہ تصویر خدائے غیب ہے دل میں شحنہ کے حق الہام دیتا ہے کہ ایسی صورت سزا کے واسطے کہ جبتک تو عالم ہے اور عادل قضا ہو نامناسب داد و سزا کیونکر دے جو کہ حکم مقبول سے کرتا ہو تو کیونکر احکم الحاکمین کریگا یعنی جو خدا چاہتا ہے وہ حکام کے دل میں ڈالدیتا ہے پس جو تو کرتا ہے وہ تیرا فعل دوسری صورت پکڑ کے جبیر سزا بنتا ہے جبکہ حاکم مجازی یہ کرتا ہے تو احکم الحاکمین کب غلط کریگا آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ جو تو الخ ۶ شعر جو تو بوئے سوائے جو کے نہ اُگے تو قرض کرے اور دوسرے سے گرو چاہے تو اپنا جرم غیر پر مت رکھ اور اپنا گوش و ہوش اس بدلے پر رکھ تو جرم خود پر رکھ کہ تونے بویا ہے آشتی اللہ کے عدل سے کر جو رنج بدی کے باعث آتا ہے وہ خود سے فعل بد جان نہ بخت سے بخت پر نظر رکھنا احول کرتا ہے تو سگ کو کاہ دے کاہل کرے گا تو تہم اپنے نفس کو کر اور مت کر تہم جزائے عدل کو یعنی تو برائی کا تہم اپنے نفس کو کر جزائے عدل خدا کو تہم مت کر جو تونے برائی کی ہے اسکا اثر نکلا ہے پچتا ہے تو سزا بخت کا آگے حکایت کا بیان ہے فافہم ۱۲

متہم کن نفس خود را اے فتا — متہم کم کن جزاے عدل را
توبہ کن مردانہ سر آور برہ — کہ فمن یعمل بمثقال یرہ
وز فسون نفس کم شو غرہ — آفتاب حق نہ پوشد ذرہ
ہست آن ذرات جسمی اے مفید — پیش این خورشید جسمانی پدید
ہست ذرات خواطر و افتکار — پیش خورشید حقائق آشکار
پیش حق پیدا و پیش تو نہان — سر غیبست این مکن فکری در آن

متہم کر نفس اپنے کو اے تو — متہم مت کر جزاے عدل کو
توبہ کر اور آ تو مردانہ براہ — کہ فمن یعمل بمثقال یرہ
نفس کے افسون سے مت مغرور ہو — شمس حق کو کب نہان ذرہ کرے
جملہ وہ ذرات جسمی خلق ہیں — رو برو خورشید جسمانی کے ہیں
اور ذرے فکروں خطروں کے نہان — آگے خورشید حقائق کے عیان
حق سے ظاہر اور تجھسے ہی چھپا — فکر مت کر بھید ہی یہ غیب کا

حکایت صیادی کہ خویشتن در گیاہ پیچیدہ بود و دستہ گل و لالہ کلہ وار بر سر نہادہ تا مرغان آنرا گیاہ پندارند و آن مرغ زیرک کہ بوی برد کہ آدمی ست بر شکل گیاہ مینماید اما ہم تمام بوی نبرد و بہ افسون او مغرور شد زیراکہ در ادراک اول قاطعی ندانست در ادراک دوم قاطعی دانست فیہ ہو الحرص والطمع ولاسیما عند الحاجۃ والفقر قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کاد الفقران یکون کفرا

حکایت اُس صیادی کی کہ خود پتّون مین لپٹا تھا اور گلدستہ سر پر رکھا تھا مرغ اسکو گھاس جانیں ایک مرغ کو معلوم ہو گیا کہ یہ آدمی ہی بشکل گھاس دکھلائی دیتا ہی لیکن بالکل معلوم نہ تھا اور وہ افسون پر مغرور ہوا اسواسطے کہ اول دفعہ قطعی نہ جانا دوسری دفعہ قطعی جانا وہو الحرص والطمع ولاسیما عند الحاجۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاد الفقران یکون کفرا صدق رسول اللہ صلعم

رفت مرغی در میان لالہ زار — بود آن جا دام از بہر شکار
جو گیا اک مرغ اندر لالہ زار — تھا وہاں پہ دام اک بہر شکار

سطر ۵۵ توبہ کر اہ توبہ کر اور آ تو مردانہ برہ ترجمہ کہ جو کوئی عمل نیک کرے برابر ذرے کے نیک دیکھے تو نفس کے افسوں پر غرہ نہ کر کہ شمس حق کو ذرہ کب نہان کرتا ہے خلق وہ جملہ ذرات جسمی رو برو خورشید جسمانی کے ہیں ذرہ فکروں و خطروں کے پوشیدہ آگے خورشید حقائق کے عیان ہیں حق سے ظاہر اور تجھ سے پوشیدہ سب فکر مت کر یہ بھید غیب کا ہے یعنی تو اپنے نفس کے افسون سے غرہ نہ کر کہ حق سے کوئی پوشیدہ نہیں ہے جیسے مشاہدہ بزرگ ہیں ظاہر ہے آگے اس کی حکایت مثال میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سطر ۱۵ جو گیا آخ ۴ شعر جو ایک مرغ لالہ زار میں گیا کہ ایک دام وہاں واسطے شکار کے تھا چند دانے وہان زمین پر پڑے تھے ولیکن بہیلیا گھات میں بیٹھا تھا اپنے جسم پر برگ و گیاہ باندھے تھا اور سر پر پھولوں کی کلاہ رکھے تھا اور وہ کمین بیٹھا ہوا تھا تاکہ صید دام میں آکر پھنسے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

دانۂ چندی نهاده بر زمین | بود صیادی نشسته در کمین
خویش را پیچید در برگ گیاه | وز گل و لاله ورا بر سر کلاه
در کمین بنشسته و کرده نگاه | تا در افتد صید بیچاره ز راه
مرغک آمد سوی او از ناشناخت | پس طوافی کرد و سوی مرد تافت
گفت او را کیستی ای سبزپوش | در بیابان در میان این وحوش
زهد و تقوی را گزیدم دین کیش | زانکه می بینم اجل را پیش خویش
مرگ همسایه مرا واعظ شده | کسب دکان مرا برهم زده
چون بآخر فرد خواهم ماندن | خو نباید کرد با هر مرد و زن
رو بخواهم کرد آخر در لحد | آن به آید که کنم خو با احد
چون زنخ را بست خواهم ای صنم | آن به آید که زنخ کمتر زنم
ای به زربفت و کمر آموخته | آخر استت جامۂ نادوخته
رو بخاک آریم کز وی رسته‌ایم | دل چرا در بیوفایان بسته‌ایم
جد و خویشان مان قدیمی چار طبع | ما به خویشان عاریت بستیم طمع
سالها هم صحبتی و همدمی | با عناصر داشت جسم آدمی
روح او خود از نفوس و از عقول | روح اصل خویش را کرده نکول
از نفوس و از عقول با صفا | نامه می آید بجان کای بیوفا
یارگان پنج روزه یافتی | رو ز یاران کهن بر تافتی
کودکان گرچه که در بازی خوش اند | شب کشانشان سوی خانه می کشند

چند دانے تھے زمین پر پڑے | گھات مین صیاد بیٹھا تھا بڑے
باندھے اپنے جسم پر برگ و گیاہ | اور رکھی سر پہ پھولون کی کلاہ
دیکھتا تھا وہ کمین سے بیٹھ کے | دام مین تا صید آ کر کے پھنسے
مرغ آیا اس کے سو نا آشنا | گھوم کر اس مرد کی جانب گیا
بولا اس سے کون ہو تو سبزپوش | جو کہ صحرا مین ہو اندر وحوش
زہد و تقوی کو لیا اور دین کو | مین اجل کو دیکھتا ہون روبرو
مرگ ہمسایہ مرا واعظ ہوا | کسب و دکان میرا ابتر ہو گیا
جو کہ آخر کو مین تنہا ہو رہون گا | مرد و زن سے چاہیئے تنہا رہا
قبر مین آخر کو مین تو جاؤن گا | وہ ہے بہتر کہ کرون خو سے خدا
مرتے دم ہو جو زنخ کی بستگی | وہ ہے بہتر کہ یہ کیون بیہودگی
ٹکے اور زربفت کا عادی ہے تو | بے سلی کفنی ملے آخر تجھے
خاک سے پیدا ہم ہین جاینگے | بے وفا سے دل لگایا کس لیے
ہین قدیمی جد ہمارے چار طبع | انکی خویشی عاریت ہم کو ہے طمع
برسون صحبت رکھتا تھا اور ہمدمی | ساتھ عناصر کے یہ جسم آدمی
روح اسکی ہے نفوس و عقل سے | روح گمرہ ہوئی اپنی اصل سے
پس نفوس و رب عقول با صفا | نامہ بھیجین جان کو کای بیوفا
پانچ دن کے دوستون سے تو ملے | اور قدیمی دوستون سے تو پھرے
گرچہ لڑکے خوش ہین اندر کھیل کے | گھر کو آتے ہین وہ شب کے دور سے

سلہ مرغ آیا الخ ۴ شعر اسکی طرف ایک مرغ نا آشنا آیا اور گھوم کر اُس مرد کی جانب گیا اُس سے کہا کہ تو کون ہے سبزپوش کہ جو صحرا مین اندر وحشیون کے ہے کہا کہ مین ایک زاہد ہون تارک دنیا مین یہان ہون برگ و گیاہ پہنے زہد و تقوی کو اور دین کو لیا کہ مین اجل کو روبرو دیکھتا ہون مرگ میرا ہمسایہ اور واعظ ہوا اور کسب دوکان میرا ابتر ہو گیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ جو کہ آخر کو الخ ۵ شعر جو کہ مین آخر کو تنہا رہون گا مرد و زن سے جدا رہنا چاہیئے مین قبر مین آخر کو تو جاؤن گا بہتر ہے کہ خدا کی خو کرون ہو دم مرگ زنخ کو باندھے وہ بہتر ہے کہ بیہودہ نہ کہہ دن تو عادی ہے ٹکے و زربفت کا تجھکو آخر بے سلی کفنی ملے گی ہم خاک سے پیدا ہین اور اسی مین جائینگے دنیا بے وفا سے دل کس واسطے لگایا یعنی یہ دنیا ناچیز ہے قابل دل بستگی کے نہین ہے بس اس کو ترک کرنا اولی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ مین قدیمی الخ ۶ شعر چار طبع ہمارے قدیمی جد تھے ان کی خویشی ہم کو طمع عاریت ہے برسون صحبت و ہمدمی رکھتا تھا عنصر کے ساتھ یہ جسم آدمی اُس کی روح گمراہ ہے اپنی اصل سے پس نفوس اور بھی عقول با صفا نامہ جان کو بھیجین کہ اے بیوفا پانچ دن کے دوستون سے ملے اور قدیمی دوستون سے تو پھرے یعنی عناصر جان کو پیغام بھیجا لاتے ہین آگے اس کی مثال ہے اگرچہ لڑکے خوش ہین مکروہات زمانہ کے سبب سے خلوت اختیار کی فرمائی ... مولوی ... قدسی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

شد برہنہ وقت بازی طفل خرد / دزد ناگاہش قبا و کفش برد
آنچنان گرم او ببازی گر فتاد / کان کلاہ و پیرہن رفتش زیاد
شب شد و بازی او شد بیمدد / رہ ندارد کہ سوی خانہ رود
نے شنیدی انما الدنیا لعب / باد دادی رخت و گشتی مرتعب
پیش ازان کہ شب شود جامہ بجو / روز را ضائع مکن در گفتگو
من بصحرا خلوتے بگزیدہ ام / خلق را من دزد جامہ دیدہ ام
نیم عمر از آرزوئے دلستان / نیم عمر از غصہ ہائے دشمنان
جبہ را برد آن کلہ را این ببرد / غرق بازی گشتہ ما چون طفل خرد
نک شبانگاہ اجل نزدیک شد / خل ہذا اللعب بسک لا تعد
ہین سوار توبہ شو در دزد رس / جامہا از دزد بستان بازپس
مرکب توبہ عجائب مرکب است / بر فلک تازد بیک لحظہ ز پست
لیک مرکب را نگہ میدار ازان / کو بدزدید آن قبایت را نہان
تا نہ دزدد مرکبت را نیز ہم / پاس دار این مرکبت را دمبدم

کھیلنے میں لڑکا جو ننگا ہوا / چور ناگہ لے گیا کفش و قبا
کھیل میں اسطرح وہ شاغل ہوا / کہ گیا بھول اپنی وہ کفش و قبا
رات آئی کھیل اُس کا ہو چکا / مُنہ نہیں کہ گھر کو جاتے وہ ڈرا
تُنے سُنا کہ انما الدنیا لعب / کھویا ساماں اور لیا رنج و تعب
شب ہو پہلے اُس سے جامہ ڈھونڈ تو / دن کو مت کر ضائع کرکے گفتگو
میں نے بس خلوت کو صحرا میں لیا / میں نے دیکھا خلق کو دزد قبا
عمر آدھی خواہش تن میں گئی / عمر آدھی خشم دشمن میں گئی
اُس نے ٹوپی لی وہ جبہ لے گیا / کھیل میں میں مثل بچوں کے رہا
شب اجل کی آئی اب نزدیک تر / چھوڑ تو یہ کھیل اور جا اپنے گھر
ہو سوار توبہ پکڑ چور کو / اور کپڑے چور سے تم چھین لو
اسپ توبہ کا عجائب اسپ ہے / کہ زمیں سے جائے دم میں چرخ پے
پر حفاظت اسپ کی کر اس لئے / کہ قبا تیری چرائی اُس نے ہے
تا چرائے اسپ نے ناگہ ترا / تو خیال اس اسپ کا رکھ دائما

بردن دزد قچ را ازان مرد قناعت ناکردن ورخت او را ربودن

لیجانا چور کا دنبہ کو اُس مرد سے اور قناعت نہ کرنا اور لباس اُسکا لیجانا

آن یکی قچ داشت از پس میکشید / دزد قچ را برد حبلش را برید
چونکہ آگاہ شد دوان شد چپ و راست / تا بیابد کان قچ بردہ کجاست
بر سر چاہے بدید آن دزد را / در فغان و گریہ و داویلتا

ایک کا دنبہ تھا پیچھے دوڑتا / چور رسی کاٹ دنبہ لے گیا
ڈھونڈھنے نکلا وہ جب پائی خبر / تا کہیں پاؤں لے گیا دنبہ کدھر
چاہ پر پس دیکھا اُس نے چور کو / کہ بہت شور و فغاں کرتا ہے وہ

سلہ نے سنا الخ ۲ شعر تو نے نہیں سنا ہے ترجمہ سوا اس کے نہیں ہے کہ دنیا کھیل ہے ساماں کھویا اور رنج و تعب لیا پہلے شب سے تو جامہ ڈھونڈھ اور دن کو گفتگو کرکے مت ضائع کر میں نے خلوت صحرا میں کیا اور میں نے خلق کو دیکھا دزد قبا آدھی عمر خواہش تن میں گئی اور آدھی عمر خشم دشمن میں گئی ۱۲ سلہ اُس نے ٹوپی لی الخ ۴ شعر۔ اُس نے ٹوپی لی اور وہ جبہ لے گیا اور میں کھیل میں بچوں کے مانند رہا اب شب اجل کی نزدیک آئی تو یہ کھیل چھوڑ اور اپنے گھر جا سوار توبہ کا ہو اور چور کو پکڑ اور چور سے تم کپڑے چھین لو اسپ توبہ کا عجائب اسپ ہے کہ دم بھر میں زمین سے چرخ تک جاتا ہے پر حفاظت اسپ کی اسواسطے کر کہ اُس نے تیری قبا چرائی ہے تاکہ اسپ تیرا نہ چرائے تو خیال اس اسپ کا ہمیشہ رکھ یعنی تو توبہ کر کہ دم بھر میں زمین سے آسمان تک تو جائے بس تو توبہ کی ہمیشہ حفاظت رکھ آگے اگلی مثال میں حال دنبہ کو بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ ایک کا الخ ۲ شعر ایک شخص کا دنبہ پیچھے دوڑتا تھا چور رسی کاٹ کر دنبہ لیگیا جب اُس نے خبر پائی تب وہ ڈھونڈھنے لگا تاکہیں پاؤں اُس نے چاہ پر چور کو دیکھا کہ وہ بہت شور و فغان کرتا ہے پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے اُسنے کہا کہ میری ہمیانی چاہ میں گرگئی اگر تو لاسکتا ہے تو [illegible] آگے ہے فافہم ۱۲

گفت نالان از چه ای اوستاد
گفت همیان زرم در چه فتاد
گر توانی در روی بیرون کشی
خمس بدهم مر ترا با دل خوشی
هست در همیان من پانصد درم
گر کنی با من چنین لطف و کرم
صد درم بدهم ترا حالی بدست
گفت با خود کاین بهای ده در است
گر دری بر بسته شد صد در گشاد
گر قچی شد در عوض اشتر بداد
جامه ها بر کند و اندر چاه رفت
جامه ها را هم ببرد آن دزد تفت
حازمی باید که ره تا ده برد
حزم نبود طمع طاعون آورد
آن یکی دزدیست فتنه سیرتی
چون خیال او را بهر دم صورتی
کس نداند مکر او الا خدا
در خدا بگریز وا ره زین دغا

پوچھا کیون روتا ہے تو اے اجنبی
بولا ہمیانی گری چه مین مری
گر تو لا سکتا ہے اندر چه سے جا
خمس دون گا تجکو حسب مدعا
پانسو ہین میری ہمیان مین درم
گر کرے مجھ پر تو یہ لطف و کرم
سو[1] درم دونگا ابھی مین بس تجھے
سوچا خود قیمت یہ دس دنبونکی ہے
بند گر اک در ہوا سو در کھلے
گر گیا دنبہ عوض مین اونٹ ہے
پس اُتارے کپڑے اور چه مین گھسا
چور وہ کپڑے بھی لے کر چل دیا
ہوشیاری چاہیے کہ رہ چلے
ہوشیاری نے ہو طمع جان لے
چور ہے وہ فتنہ سیرت پر وبال
اسکی اک صورت ہے ہر دم جون خیال
مکر انکا کون جانے جز خدا
تو خدا مین بھاگ مت پا یہ دغا

مناظره مرغ با صیاد در رهبانیت که پیغمبر صلی الله علیه وآله وسلم فرموده است

لا رهبانیة فی الاسلام

مناظرہ مرغ کا صیاد سے رہبانیت مین کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے

لا رہبانیۃ فی الاسلام

نہیں ہے خصی کرنا اسلام میں ۱۲

مرغ گفتش خواجه در خلوت مایست
دین احمد را ترهب نیک نیست
از ترهب نهی فرمود آن رسول
بدعتی چون برگرفتی ای فضول
جمعه شرط است و جماعت در نماز
امر معروف و ز منکر احتراز
رنج بدخویان کشیدن زیر صبر
منفعت دادن بخلقان همچو ابر
خیر الناس ان ینفع الناس ای پدر
گر نه سنگی چه حریفی با مدر

مرغ[2] بولا خواجہ خلوت مین نہ رہ
دین احمد مین ترہب سے ہے یہ
نہی ترہب کی جو پیغمبر نے کی
اختیار اب تو نے کیون بدعت یہ کی
جمعہ شرط ہے اور جماعت کی نماز
امر معروف اور نہی سے احتراز
رنج بدخویون کا لینا کر کے صبر
منفعت اوردن کو دینا مثل ابر
خیر ناس اے یہ ینفع الناس اخی
سنگ اگر نے ڈھیلے سے کیا دوستی

[1] سو درم الخ ۶ شعر ابھی مین درم دونگا تجھے سوچا کہ یہ دس دنبون کی قیمت ہے ایک در بند سو در کھلے اگر دنبہ گیا عوض مین اونٹ ہے پس کپڑے اُتارے چاہ مین گھسا چور وہ کپڑے بھی لیکر چل دیا آگے اس کے حقائق ہین اگر راہ چلتا ہے تو ہوشیاری چاہیے اگر ہوشیاری نہین ہے تو طمع جان لیگا وہ شیطان چور ہے فتنہ سیرت پر وبال اُس کے ایک صورت ہر دم مانند خیال کے ہے اُس کا مکر کون جانے بجز خدا کے تو خدا مین بھاگ اور دغا ست پا یعنی تجھ مین شیطان ایک چور ہے کہ اُس کا مکر بجز خدا کے کوئی نہین جانتا ہے پس تو فقر والا ہو کہ اس کے مکر سے تجھے نجات ہو آگے مناظرہ مرغ و صیاد کا بیان ہے فافہم

[2] مرغ بولا الخ ۵ شعر مرغ نے کہا اے خواجہ خلوت مین نہ رہ کہ دین احمد مین یہ رہبانیت نہیں ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رہبانیت کی نہی فرمائی ہے تو نے یہ بدعت اب کیون اختیار کی ہے جمعہ شرط ہے اور جماعت کی نماز امر معروف اور نہی سے پرہیز کر صبر کر کے رنج بدخویون کا لینا اور منفعت دوسرون کو دینا مثل ابر کے ترجمہ بہتر آدمیوں کا وہ ہے کہ نفع پہونچاوے آدمیون کو اگر سنگ نہیں ہے ڈھیلے سے کیا دوستی ہے یعنی تجکو تنہا رہنے سے جماعت کے ساتھ رہنا بہتر ہے کہ تجھ سے آدمیون کو نفع پہونچے گا اور تنہا رہنے سے کیا فائدہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

درمیان امت مرحوم باش — سنت احمد مهل محکوم باش
چون جماعت رحمت آمد ای پسر — جهد کن کز رحمت آری تاج سر
در جوابش گفت صیاد عیار — نیست مطلق اینکه گفتی هوشدار
هست تنهائی به از یاران بد — نیک چون با بد نشیند بد شود
زانکه عقل هر کرا نبود رسوخ — پیش عاقل همچو سنگ است و کلوخ
چون حمارست آنکه بی اهلیت ست — صحبت او عین رهبانیت است
هوش او سوی علف باشد چو خر — بگذر از وی تا نمانی بی هنر
زانکه غیر حق همه گردد وفات — کل آت بعد حین فهو آت
هرچه جز آن وجه باشد هالک ست — مالک و المال عکس آن یک مالک ست
گرچه سایه عکس شخص ست ای پسر — هیچ از سایه نتانی خورد بر
هیچ سایه نیست بی شخصی روان — اصل سایه رو بجوی ای کاروان
همچنین ز سایه شخص را مکن طلب — در سبب رو گذر کن از سبب
یار جسمانی بود رویش بمرگ — صحبتش شوم ست باید کرد ترک
حکم او هم حکم قبلهٔ او بود — مرده اش خوان چونکه مرده جو بود
هر که با این قوم باشد راهب ست — که کلوخ و سنگ او را صاحب ست
خود کلوخ و سنگ کس را ره زند — زین کلوخان صد هزار آفت رسد
گفت مرغش پس جهاد آنگه بود — که چنین راهزن میان ره بود
از برای حفظ یاری و نبرد — بر ره ناایمن آید شیر مرد
عرق مردی آنگهی پیدا شود — که مسافر همره اعدا شود

داخل[1] اندر امت مرحوم رہ — سنت احمد کا تو محکوم رہ
جو جماعت رحمت آئی اے پسر — جہد کر رحمت سے لا تو تاج سر
پس جواب اُس کو دیا صیاد نے — یہ نہ مطلق ہے کہ جو کہتا تو ہے
یار بد سے بہتر اب تنہائی ہے — نیک صحبت بد کی بیٹھے بد بنے
کیونکہ جو رنگین نہووے عقل سے — آگے عاقل کے وہ مثل سنگ ہے
مثل خر ہے جو نہ زوجیت کرے — اسکی صحبت عین رہبانی رکھے
ہوش اُس کا ہووے کاہ مثل خر — بھاگ اُس سے تا نہو تو بے ہنر
کیونکہ[2] ہووے ماسوی اللہ جلد مات — کل آت بعد حین فهو آت
جو سوا ہو وجہ کے ہالک ہے — مُلک و مال عکس اس مالک کا ہے
گرچہ سایہ عکس تن ہے اے پسر — کھا سکے کوئی نہ سایے سے ثمر
کوئی بے تن کے نہ سایہ ہو روان — اصل سایہ ڈھونڈھ تو اے کاروان
شخص کو سایہ سے اب کر تو طلب — جا مسبب میں تو چھوڑ اب تو سبب
یار جسمانی کا منہ ہے سوے مرگ — صحبت اسکی بد ہے کر تو اس کو ترک
عقبا[3] وہ ویسا ہی قبلہ وہ رکھے — جو کہ مردہ ڈھونڈھے مردہ جان اُسے
جو ہے ساتھ اس قوم کے راہب ہے وہ — سنگ و ڈھیلا اس کا صاحب ہے سنو
سنگ و ڈھیلا راہزن کس کا بنے — آفت ان ڈھیلوں سے بس صدہا ملے
مرغ بولا یہ جہاد اس وقت ہو — راہزن ایسا میان دشت ہو
حفظ یاری و لڑائی کے لئے — شیر مرد آئے رہ ناامن پے
جوش مردی پیدا اسدم ہوتی ہے — کہ مسافر ساتھ دشمن کے چلے

[1] داخل الخ یہ شعر تو داخل اُمت مرحوم میں رہ اور سنت احمد صلعم کا تو محکوم رہ جو کہ جماعت رحمت آئی ہے جہد کر اور رحمت سے تاج سر کو لا پس اُس کو صیاد نے جواب دیا یہ مطلق نہیں ہے کہ جو تو کہتا ہے یار بد سے تنہائی بہتر ہے کہ نیک بد کی صحبت سے بد بنتا ہے کیونکہ جو عقل سے رنگین نہووے وہ عاقل کے آگے مثل سنگ کے ہے وہ خر کی مانند ہے کہ جو زوجیت نہ کرے اُسکی صحبت عین رہبانیت رکھتی ہے ہوش اُس کا مثل خر کے کاہ کی طرف ہو اُس سے بھاگ کہ تو بے ہنر نہووے یعنی یاران بد سے نیک بد ہوتا ہے جو زوجیت نہیں کرتا ہے اسکی صحبت عین رہبانی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

[2] کیونکہ ہووے الخ یہ شعر کیونکہ جلد ماسوی اللہ مات ہووے کہ ملک اس مالک کا عکس ہے اگرچہ سایہ عکس تن ہے مگر کوئی سایہ سے ثمر نہ کھا سکے کوئی سایہ بغیر تن کے روان نہو تو اصل سایہ کو ڈھونڈھ سایہ سے تو شخص کو طلب کر اور سبب میں جا چھوڑ تو سبب کو یار جسمانی کا منہ مرگ کی طرف ہے اسکی صحبت بد ہے تو اسکو ترک کر یعنی یہ جسم سایہ ہے پس تو اس سایہ سے سایہ والے کو ڈھونڈھ اور اہل جسم کی دوستی ترک کر کہ جو شخص کے ڈھونڈے ہیں آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

[3] جیسا وہ الخ یہ شعر جیسا وہ ہے ایسا ہی قبلہ رکھتا ہے اور جو مردہ ڈھونڈھے تو اُس کو مردہ جان جو اس قوم کے ساتھ ہے راہب ہے اور سنگ و ڈھیلا اس کا صاحب ہے سنگ و ڈھیلہ کسی کا راہزن ہے اور ان ڈھیلوں سے آفت صدہا ہے یعنی جو شخص جیسا ہے اسکا ویسا ہی قبلہ ہے اور اسی طرح کا وہ ہمدرد رکھتا ہے آگے جواب مرغ کا ہے مرغ نے کہا کہ یہ جہاد اسوقت ہوگا کہ ایسا راہزن میان دشت کے ہوگا واسطے حفاظت یاری و لڑائی کے رہ ناامن پر شیر مرد کو جوش مردی اسدم پیدا ہوتی ہے کہ دشمن کے ساتھ چلے

باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون نبی السیف بودست آن رسول | امت او صفدرانند و فحول
مصلحت در دین ما جنگ و شکوہ | مصلحت در دین عیسی غار و کوہ
مصلحت داده است ہر یک را جدا | مصلحت جو گر توئی مرد خدا
گفت آری گر بود یاری و زور | تا بہ قوت بر زند بر شر و شور
قوتی باید درین رہ مرد دار | یاری باید درینجا فرد دار
چون نباشد قوتی پرہیز بہ | در فرار لایطاق آسان بجہ
صنعت این ست ای عزیز نامدار | فکرتی کن در نگر انجام کار
یاری جو تا بیابی راہ را | ورنہ کی دانی تو راہ و چاہ را
گفت صدق دل بباید کار را | ورنہ یاران کم بیابند یار را
یار شو تا یار بینی بی عدد | زانکہ بی یاران بمانی بی مدد
دیو گرگ است و تو ہمچون یوسفی | دامن یعقوب مگذار ای صفی
گرگ اغلب آنگہی گیرا بود | کز رمہ شیشک بخود تنہا رود
آنکہ سنت با جماعت ترک کرد | در چنین مسبع نہ خون خویش خورد
ہست سنت رہ جماعت چون رفیق | بی رہ و بی یار افتی در مضیق
راہ سنت با جماعت بہ بود | اسپ با اسپان یقین خوشتر رود
لیک ہر گمراہ را ہمرہ مدان | غافلان خفتہ را آگہ مدان
ہمرہی را جو کہ زو یابی مدد | ہمدل و ہمدرد و جویان صمد
ہمرہی نی کو بود خصم خرد | فرصتی جوید کہ جامہ تو برد

جو نبی السیف[۱] وہ احمد ہوئے (میں نبی تلوار ہوں ۱۲) | امت انکی پہلوان اور مرد ہے
مصلحت دین اپنے میں جنگ و شکوہ | مصلحت دین مسیح میں غار و کوہ
مصلحت دی ہے ہر اک کو اک جدا | مصلحت جو گر تو ہے مرد خدا
بولا سچ ہے گر ہو یاری اور زور | تا کرے قوت سے ہر یا شر و شور
چاہئے اس راہ میں قوت مرد دار | چاہئے اک یاریاں پر فرد دار
بچنا بہتر ہے جو نے قوت رکھے | بس فرار لایطاق آسان ہے
بولا اک صنعت ہے یہ اے نامدار | فکر کر اور دیکھ تو انجام کار
یار[۲] ڈھونڈھ اک تا تو پائے راہ کو | ورنہ کب جانے تو راہ و چاہ کو
بولا صدق دل ہے لازم کار کو | ورنہ یار اب کم نہیں ہیں یار کو
یار ہو تا یار پائے بے مدد | کیونکہ بے یاروں کے تو ہے بیمدد
دیو گرگ اور تو ہے مثل یوسفی | دامن یعقوب مت چھوڑ اے صفی
گرگ اغلب اس گھڑی کھا جائیگا | جب کہ گلہ سے ہو بزغالہ جدا
جس نے سنت با جماعت ترک کی | ایسے مقتل میں کی اسنے خودکشی
رہ جماعت کی ہے سنت جو رفیق | بے رہ و بے یار کے تو پاسے ضیق
راہ سنت با جماعت خوب ہے | اسپ بہتر ساتھ اسپوں کے چلے
لیک[۳] ہر گمراہ کو ہمرہ نہ جان | غافل خفتہ کو تو آگہ نہ جان
ڈھونڈھ تو ہمراہی کہ اس سے ہو مدد | ہمدل و ہمدرد و خواہان صمد
نے وہ ہمرہ کہ ہو دشمن عقل کا | پائے فرصت اور لے جامہ ترا

سلہ جو نبی الخ ۷ شعر جو احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی السیف ہوئے ان کی امت پہلوان و مرد ہے ہمارے دین میں مصلحت جنگ و شکوہ اور دین مسیح میں مصلحت غار و کوہ ہے ہر ایک کو مصلحت جدا دیتا ہے اگر تو مرد خدا ہے تو مصلحت چاہ صیاد نے کہا کہ سچ ہے اگر یاری و زور ہوتا ہے کہ قوت سے شور و شر کرے اس راہ میں مرد دار چاہئے اگر قوت نہیں رکھتا ہے تو بچنا چاہئے پس آسان ہے ترجمہ بھاگ جس کے کہ طاقت ہووے مرغ نے کہا کہ ایک صنعت ہے تو فکر اور انجام کار دیکھ یعنی تو رہبر کو ڈھونڈھو کہ وہ تجھے راستہ بتائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ یار ڈھونڈھ الخ ۷ شعر ایک یار ڈھونڈھو کہ تا تو راہ پائے ورنہ تو کب جانے راہ کو چاہ کو کہا صیاد نے کہ صدق دل چاہئے کام کو ورنہ یار اب یار کو کم نہیں ہے مرغ نے کہا کہ تو یار ہو تا یار بے مدد پائے کیونکہ تو بے یاروں کے بے مدد ہے دیو گرگ ہے اور تو مثل یوسف کے ہے پس دامن یعقوب کو مت چھوڑ اغلب گرگ اس دم کھا جائیگا جب کہ گلہ سے بزغالہ جدا ہوگا جس نے سنت با جماعت ترک کی ایسے مقتل میں اس نے خودکشی کی راہ جماعت کی سنت ہے مانند رفیق کے بے راہ رہے یا بے تو تنگی پائے راہ سنت با جماعت خوب ہے اسپ ہمراہ اسپوں کے بہتر چلتا ہے یعنی تو ہمراہ اسپوں کے بہتر رہ کہ سنت با جماعت بہتر ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ لیک ہر گمراہ الخ ۵ شعر دیکھو ہر ایک گمراہ کو ہمراہ مت جان اور غافل خفتہ کو آگاہ مت جان وہ ہمراہی جو ہمدل ہو اس سے علیحدہ ہو اور جو ہمدل اور ہمدرد و خواہان خدا ہو اس کو لے اور ہمراہ نہیں ہے کہ دشمن عقل کا ہو کہ فرصت پائے اور ترا جامہ لے تیرے ہمراہ جائے اور جب گھات ملے تو تجھ کو اس جا لوٹ لے تیرے ہمراہ اپنے نفع کو جائے اس کا نوش مت کھا کہ وہ پرنیش ہے یعنی ایسا یار مت ہمراہ لے کہ وہ تجکو راہ میں لوٹ لے جب موقع پائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

مے رود با تو کہ یابد عقبہ	کہ تواند کردت آنجا نہبہ	تیرے ہمرہ جائے جب کھانا ملے	پس تجھے ڈس جائے پردہ لوٹ لے
می رود با تو برائے سود خویش	ہین منوش از نوش او دکان ہست نیش	تیرے ہمراہ جائے اپنے نفع کو	اس کا مت کھا نوش ہے یہ نیش وہ
یا بود اشتر دلی چون دید ترس	گویدت بہر رجوع از راہ درس	یا ہو بزدل[1] جو کہ دیکھے خوف سے	رہ کی باتین کہ رجوع تجکو کرے
یار را ترسان کند ز اشتر دلی	اینچنین ہمرہ عدو دان بیدلی	بزدلی سے جو ڈرائے یار کو	ایسے نامرد ہمراہی کو جان عدو
یار بد مارست این بگریز ازو	تا نریزد بر تو زہر آن زشت خو	یار بد ہے مار اُس سے بھاگ تو	تا نہ ڈالے زہر تجھ پر زشت خو
یار را از رہ برد آن راہزن	مرد نابود آنکہ افتد زیر زن	یار کو گمراہ کرے وہ راہزن	وہ نہ مرد ہے جو کہ ہے مغلوب زن
راہ جانبازی است در ہر بیشہ	آفتے ہر دفع ہر دل شیشہ	راہ جانبازی کی ہے ہر نفع مین	آفت ہر نازک کو اسکی دفع مین
راہ دین ہر گمراہی خود چون رود	حازمے باید کہ مرد رہ بود	راہِ دین ہر ایک گمرہ کیا چلے	مرد رہ کو ہوشیاری چاہیے
راہ دین زان رو پر از شور و شر است	کہ نہ ہر راہ مخنث گوہر است	اس لئے ہے راہِ دین مین شور و شر	کہ نہ رہ ہے ہر مخنث کی گہر
در رہ این ترس امتحانہاے نفوس	ہمچو پرویزن بہ تمییز سبوس	امتحان[2] اس رہ مین ہے ڈر نفس کا	جیسے چھلنی کردے بھوسی کو جدا
راہ چہ بود پر نشان پایہا	یار چہ بود نردبان رایہا	راہ کیا ہے نقش پائے پر نشان	یار کیا ہے رائے کا ہو نردبان
گیرم آن گرگت نیابد ز احتیاط	بے ز جمعیت نیابی در نشاط	مانا گرگ آتا نہ تیرے پاس ہے	پر ز جمعیت سے ہو فرحت تجھے
با غلیظے خر ز یاران نفیر	در نشاط آید شود قوت پذیر	راہ مین خوش جو کوئی تنہا چلے	پس خوشی مین آئے اور قوت بڑھے
ہر خری کز کاروان تنہا رود	بر وی آن راہ از تعب صد تو شود	کاروان سے جو کہ خر تنہا چلے	اسپہ سو درجہ ہو رہ تکلیف سے
چند زخم چوب و سیخ افزون خورد	تا کہ تنہا آن بیابان را برد	کھائے از بس زخم لاٹھی آر کے	تب بیابان کو وہ تنہا طے کرے
مر ترا میگوید آن خر خوش شنو	گر نہ خر ہمچنین تنہا مرو	تجھ کو کہتا ہے وہ خر سُن لے اُسے	گر نہ تو خر ہے تو تنہا مت چلے
آن کہ تنہا خوش رود اندر رصد	با رفیقان بیگمان خوشتر رود	جو کہ تنہا جائے خوش اُمید سے	وہ رفیقوں ساتھ بس خوشتر چلے

[1] یا ہو بزدل آہ ے شعر یادہ ہمراہ بزدل ہو کہ جو خوف سے دیکھے راہ کی باتین کرکے تجکو رجوع کرے جو بزدلی سے یار کو ڈرائے ایسے ہمراہ کو دشمن جان یار بد ہے تو اُس سے بھاگ تاکہ تجھ پر زہر نہ ڈالے وہ زشت خو یار کو وہ راہزن گمراہ کرے وہ مرد نہین ہے کہ جو مغلوب زن کا ہے راہ جانباز سے پر نفع ہے اور آفت ہر نازک کو اُس کے دفع مین راہ دین کی ہر ایک گمراہ کب چلے مرد راہ کو ہوشیاری چاہئے اس واسطے راہ دین کی پر شور و شر ہے کہ ہر ایک مخنث کی راہ گوہر نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] امتحان الخ ے شعر اس راہ مین امتحان خوف نفس کا ہے جیسے چھلنی بھوسی کو جدا کرے راہ کیا ہے نقش پائے پر نشان ہو اور یار کیا ہے رائے کا نردبان ہو مانا کہ گرگ تیرے پاس نہین آتا ہے مگر تجکو فرحت نہوگی بے جمعیت کے جو کوئی راہ مین خوش تنہا چلے وہ سیر زیادہ ہمراہ رفقا کے کرے آگے اس کی مثال ہے خر جو ہجوم خرون کے گر ہمراہ چلے پس خوشی مین آئے اور قوت بڑھے جو خر کاروان سے تنہا چلے اس پر راہ سو درجہ تکلیف سے ہووے از بس زخم لاٹھی اور آر کے کھاوے تب وہ تنہا بیابان کو طے کرے یعنی تنہائی سے راہ مین ہمراہ رفقا کے سیر زیادہ ہووے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] تجکو کہتا ہے الخ ے شعر وہ خر تجکو کہتا ہے تو اس سے سُن اگر تو خر نہین ہے تو تنہا مت چل جو کہ تنہا خوش اُمید سے جائے وہ رفیقون کے ساتھ خوش زیادہ چلے ہر ایک نبی نے اس راہ نا یاب مین معجزے تیار کر یار ڈھونڈھے ہین آگے اس کی مثال ہے دیوارون کی اگر یاری نہوتی یہ انبار دھر کب بلند ہوتے اگر ہر ایک دیوارین جدا ہودین تو کیسے چھت معلق رہوے ساتھ ہوا کے اگر قلم و سیاہی کی یاری نہ ہووے کب رقم کاغذ پر جلوہ گر ہووے جو بوریا بچھا دے اگر پیوند نہ کرے ہوا اُڑا دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

هر نبی اندرین راه درست — معجزه بنمود یاران را بجست
گر نباشد یاری دیوارها — کی برآید خانه و انبارها
هر یکی دیوار اگر باشد جدا — سقف چون باشد معلق بر هوا
گر نباشد یاری حبر و قلم — کی فتد بر روی کاغذ ها رقم
این حصیری که کسی می گسترد — گر نه پیوندد بهم بادش برد
حق ز هر جنسی چو زوجین آفرید — پس نتایج شد ز جمعیت پدید
درمیان مرغ و صیاد این عجب — بس شکال افتاد شد نزدیک شب
با غلیظی خر ز یاران فقیر — در نشاط آید شود قوت پذیر
این بگفت و آن بگفت از اهتزاز — بحث شان شد اندرین معنی دراز
مثنوی را چابک و دلخواه کن — ماجرا را موجز و کوتاه کن
مرغ را چون دیده بر گندم فتاد — نفس او بی طاقت آمد در گشاد
بعد از ان گفتش که گندم آن کیست — گفت امانت از یتیم بی وصی است
مال ایتام است امانت پیش من — زان که پندارند ما را موتمن
گفت من مضطرم و مجروح حال — هست مردار این زمان بر من حلال
هست دستوری که زین گندم خورم — ای امین و پارسا و محترم
گفت مفتی که ضرورت هم توئی — بی ضرورت گر خوری مجرم شوی
ور ضرورت هست هم پرهیز به — ور خوری باری ضمان او بده
مرغ پس در خود فرو رفت آن زمان — توسنش سر بستد از جذب عنان
پس بخورد آن گندم اندر فخ بماند — چند او یس و الانعام خواند
بعد درماندن چه افسوس و چه آه — پیش ازین بایست این دود سیاه

ہر نبی نے اس رہ نایاب میں — معجزے بتلا کے ڈھونڈھے یار میں
ہوتی دیواروں کی نے یاری اگر — کب بلند ہی اور یہ انبار گھر
ہوویں دیواریں اگر ہر اک جدا — کیسے چھت رہے معلق تا ہوا
جو قلم سیاہی کی نے ہو یاری گر — کب رقم کاغذ پہ ہووے جلوہ گر
جو بناتا ہے ہر اک وہ بوریا — گر نہ ہو باہم اُڑا دیوے ہوا
حق نے جفت ہر جنس سے پیدا کیا — پس نتیجہ اُس کے ملنے سے کھلا
مرغ اور صیاد کے بس درمیان — شام تک تھیں مشکلیں ہوتی بیان
خمرہ بجوم خر کے ہمرہ گر چلے — بس خوشی میں آئے اور قوت بڑھے
یہ وہ کہتا وہ وہ کہتا با خوشی — بحث آپس میں انکی تھی انہیں بڑھی
مثنوی کو چست اور دلخواہ کر — مختصر کر قصہ اور کوتاہ کر
مرغ کی جو آنکھ گندم پر پڑی — نفس ہوا بے چین اسکا اس گھڑی
بولا گندم کسکی ملک ہے اے کریم — یہ امانت ہے کہا ملک یتیم
میں امانت رکھتا ہوں مال یتیم — کہ مجھے جانیں امین ہیں اور سلیم
بولا میں مضطر ہوں اور مجروح حال — ہے مجھے مردار اس دم بھی حلال
ہے اجازت کھاؤں اس گندم سے میں — اے امین و پارسا اسوقت میں
بولا مفتی کہ ضرورت تو نہیں ہے — بے ضرورت کھائے گر مجرم بنے
بل ضرورت میں بھی بچنا خوب ہے — اور اگر تو کھائے ضامن اسکا دے
مرغ متامل ہوا اس بات سے — اسپ کھینچے باگ کو منہ زور ہے
کھایا گندم پھنس گیا پھندے میں وہ — پس پڑھا یٰس والانعام کو
بعد پھنس جانے کے کیا افسوس ہے — یہ تردد پہلے اس سے چاہیئے

۱؎ حق نے الخ ۵ شعر حق نے جفت ہر ایک جنس سے پیدا کیا پس نتیجہ اسکے ملنے سے کھلا مرغ اور صیاد کے درمیان شام تک مشکلیں بیان ہوتی تھیں یہ وہ کہتا اور یہ کہتا خوشی سے اس میں بحث ان کی از بس بڑھی تھی تو مثنوی کو چست اور دلخواہ کر اور مختصر کر اور قصہ کوتاہ کہ جو مرغ کی آنکھ گندم پر پڑی اس دم اس کا نفس بے چین ہوا یعنی طمع نے اسکی سب باتیں رد کر دیں باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ ۲؎ بولا گندم الخ ۸ شعر مرغ نے کہا کہ یہ گندم کس کی ملک ہے کہا کہ یہ امانت ہے ملک یتیم کی میں امانت رکھتا ہوں مال یتیم کی مجکو امین و سلیم جانتے ہیں مرغ نے کہا کہ مضطر اور مجروح حال ہوں اس دم مجکو مردار بھی حلال ہے اگر اجازت ہے کہ اس گندم سے میں کھاؤں اے امین و پارسا اس وقت میں صیاد نے کہا جو کوئی مفتی ضرورت ہے بے ضرورت اگر کھائے مجرم ہے بلکہ ضرورت میں بھی بچنا خوب ہے اور اگر تو کھائے ضامن اس کا دے مرغ اس بات سے متامل ہوا اسپ کا باگ کھینچا کہ منہ زور ہے پس گندم کھایا اور دام میں پھنس گیا اور پڑھا سورہ یٰس و الانعام کو آگے اس کے حقائق ہیں ۱۲ ۳؎ بعد پھنس جانے کے الخ ۵ شعر بعد پھنس جانے کے کیا افسوس ہے یہ تردد اس کے پہلے چاہئے جس دم حرص ہوا پیدا ہو اسی دم تو نے کہا فریاد رس اس سے پہلے کہ یہ دانہ دام ہو تیرے حرص کی گردن مانند فخ کے ہوا اسی دم آہ و نالہ کا پابند ہوا اور حرص کو آہ و گریہ اول خرابی غرض کہ امید ہے کہ شہر آفت سے بچے یعنی آفت میں پھنسنے سے پہلے تردد کرنا چاہیے اور اللہ سے نجات چاہنا چاہیے بعد نزول بلا کے تردد بے فائدہ ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

آن زمان کہ حرص جنبید و ہوس | و سبدم میگو کہ اے فریادرس
پیش ازان کاین دانہ بر تو فخ شد | گرمی حرص تو ناچون فخ شود
آہ و دود و نالہ آندم کاربند | حرص را آوارہ کن اے ہوشمند
کان زمان پیش از خرابی بصرہ است | بو کہ بصرہ وا رہد ہم زان شکست
ابک لی یا باکیی یا ثاکلی | قبل ہدم البصرۃ والموصل
نح علی قبل موتی واغتفر | لا تنح لی بعد موتی واصطبر
ابک لی قبل ثبوری فی النوی | بعد طوفان النوی خل البکا
آن زمان کہ دیو میشد راہزن | آن زمان بایست یٰس خواندن
پیش ازان کاشکستہ گردد کاروان | آن زمان چوبک بزن اے پاسبان

جس گھڑی کہ پیدا ہو حرص ہوس | دم بدم کہہ تو کہ اے فریادرس
پہلے اُس سے کہ یہ دانہ دام ہو | گرمی تیری حرص کی جون تیخ ہو
آہ و نالہ کا ہو پابند اُس گھڑی | حرص کو آوارہ کر تو اے اخی
وقت سے پہلے خرابی شہر کے | ہے توقع شہر آفت سے بچے
ابک لی یا باکیی یا ثاکلی | قبل ہدم البصرۃ والموصل
رو میرے واسطے اے رونیوالے بھیجنیوالے گھر | آگے اُس سے کہ خرابی بصرہ و موصل کی ہو
نح علی قبل موتی واغتفر | لا تنح لی بعد موتی واصطبر
رو مجھپر آگے مرنے میرے سے اور مغفرت یا تنگ | اور مت رو بعد میرے مرنیکے اور صبر کر
ابک لی قبل ثبوری فی النوی | بعد طوفان النوی خل البکا
رو داول ہلاک ہونے میرے سے مرنے میں | بعد طوفان ہلاکت کے چھوڑ گریہ کو ہلا
جس گھڑی کہ دیو یہ رہزن بنے | اُس گھڑی یٰس پڑھنا چاہئے
اس سے پہلے کہ کٹے یہ کاروان | ہوشیاری چاہیئے اے پاسبان

ہائی ہوی کردن پاسبان بعد از بردن دزد اسباب کاروان را

ہا ہو کرنا پاسبان کا بعد اسباب لیجانے چوروں کے کاروان سے

پاسبانے بود در یک کاروان | حارس مال و قماش آن جملن
پاسبان شب خفت و دزد اسباب برد | رختہا را زیر ہر خاکی فشرد
روز شد بیدار گشت آن کاروان | رفتہ دیدند اسپ و سیم و اشتران
پاسبان در ہیہی و چوبک زدن | گرم گشتہ خود ہم او بد راہزن

کاروان میں ایک تھا بس پاسبان | مال و رسامان کا تھا وہ نگہبان
سو گیا حارس چور سامان لیگیا | خاک کے نیچے رکھا سامان چھپا
جو ہوا بیدار دن کو قافلا | دیکھا جا اسپ و شتر چوری گیا
پاسبان نے شور واویلا کیا | کیونکہ خود بھی راہزن وہ ایک تھا

سلہ ابک لی ۵ شعر ترجمہ میرے واسطے رو اے رونے والے اے تعزیت رکھنے والے اس سے پہلے کہ خرابی بصرہ و موصل کی ہو ترجمہ رو مجھپر آگے مرنے میرے سے اور مغفرت کر اور مت رو بعد مرنے میرے کے اور صبر کر ترجمہ رو اول ہلاک ہونے میرے سے مرنے میں اور بعد طوفان ہلاکت کے چھوڑ گریہ کو جس دم کہ یہ دیو راہزن ہے اس دم یٰس پڑھنا چاہیئے اس سے پہلے یہ کاروان اسلئے ہوشیاری چاہیئے اے پاسبان یعنی دیو کے رہزن ہونے سے اول سورۂ یٰس کو پڑھنا چاہیے چنانچہ ہنگام نزع کے اسی واسطے سورۂ یٰس پڑھتے ہیں کہ شیطان دفع ہو جائے اس کی مثال میں قصہ پاسبان کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ۲ شعر کاروان میں آہ پاسبان تھا کہ مال و سامان کا وہ نگہبان سویا اور چور سامان لے گیا اور خاک کے نیچے وہ سامان پوشیدہ کیا جو قافلہ دن کو بیدار ہوا تو دیکھا کہ مال و اسپ و شتر چوری گیا پاسبان نے شور و واویلا کیا کیونکہ وہ خود ہی ایک راہزن تھا پس ان سے کہا کہ اے نگہبان کہو کہ سامان کیا ہوا اور وہ اسباب کہاں ہے کہا کہ چور پردے میں آئے ولیکن میرے آگے سے وہ سامان لے گئے قوم نے کہا کہ اے ٹیلہ ریت کے تو کرتا کیا تھا اور کس واسطے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پس بدو گفتند ای حارس بگو	تا چه شد این رخت و این اسباب کو	پس کہا اُس سے کہ اے حارس کہو	کیا ہوا اسباب کہاں اسباب وہ
گفت دزدان آمدند اندر نقاب	رختها بردند از پیشم شتاب	بولا چور آئے نقاب اندر وے	میرے آگے سے وہ سامان لیگئے
قوم گفتندش که ای چون تل ریگ	پس چه میکردی چه بُد ای مرده ریگ	قوم بولی کہ اے ٹیلے ریت کے	کیا تو کرتا تھا و تو ہے کس لئے
گفت من یک کس بدم ایشان گروه	با سلاح و با شجاعت با شکوه	بولا مین تنہا تھا وہ اک تھا گروہ	اور سلح با شجاعت با شکوہ
گفت اگر در جنگ کم بودت امید	نعره بایستی زدن که بر جهید	بولے گر امید لڑنے کی نہ تھی	چیختا ہوتا کہ اُٹھو جلدی سبھی
گفت آن دم کارد بنمودند و تیغ	که خمش ورنه کشیمت بی دریغ	بولا دکھلائی مجھے تیغ و چھری	کہ تو چپ رہ ورنہ ماریںگے ابھی
آن زمان از ترس بستم دهان	این زمان فریاد و هیهای و فغان	میرا بند اُس دم ہوا ڈر سے وہان	کرتا ہون اسدم مین فریاد و فغان
آن زمان بسته دمم که دم زنم	این زمان چندانکه خواهی میکنم	اُس گھڑی دم بند میرا اور زبان	اس گھڑی جو کچھ کہ تم چاہو کرون
چونکه عمرت برد دیو فاضحه	بی نمک باشد اعوذ و فاتحه	جو کہ تیری عمر لے دیو سیہ	بے نمک ہووے اعوذ و فاتحہ
گرچه باشد بی نمک اکنون حنین	هست غفلت بی نمک تر زان یقین	گرچہ رونا بے نمک اب ہو مگر	گر یقین ہے بے نمک غفلت بتر
این چنین هم بی نمک مینال نیز	که ذلیلان را نظر کن ای عزیز	ایسے ہی تو بے نمک و تارہ ہو	کہ ذلیلون کو نظر کر اے نکو
قادری بیگاه چه بود یا بگاه	از تو چیزی فوت کی شد ای اله	تو ہے قادر وقت کیا بیوقت کیا	فوت کب تجھسے ہوئی شے اے خدا
گفت لا تاسوا علی ما فاتکم	کی ازو قدرتش مطلوب گم	بولا لا تاسوا علی ما فاتکم	اسکی کب قدرت سے ہو مطلوب گم

حواله کردن مرغ گرفتاری خود را بمکر صیاد و صیاد بحرص

حوالہ کرنا مرغ کا گرفتاری اپنی کو مکر صیاد سے اور صیاد کا حرص سے

گفت آن مرغ این سزای آن بود	که فسون زاهدان را بشنود	مرغ بولا وہ سزا یہ اُس کی ہے	زاہدون کی جو کہ دمبازی سُنے
گفت زاهد نی سزای آن نشاف	که خورد مال یتیمان از گزاف	بولا زاہد نے سزا جاذب کی ہے	کھائے جو مالِ یتیمان مکر سے
بعد از آن نوحه گری آغاز کرد	که فخ و صیاد لرزان شد درد	بعدہ رویا وہ آہِ سرد سے	دام اور صیاد کانپا درد سے
کز تناقضهای دل پشتم شکست	بر سرم جانان بیا می مال دست	پشت و دل ٹوٹا تناقضون سے مرا	ہاتھ رکھ سر پر مرے جاناں تو آ

سلہ بولا مین آہ ۵ شعر کہا کہ مین تنہا تھا اور وہ ایک گروہ تھا اور مسلح اور شجاع و باشکوہ تھا کہا کہ اگر امید لڑنے کی نہ تھی تو چیختا ہوتا کہ سب جلدی اٹھو کہا کہ مجھے تیغ و چھری دکھلائی کہ تو چپ رہ ورنہ ماریںگے میرا اس دم خوف سے وہان بند ہوا مین اسدم فریاد و فغان کرتا ہون سدم دم سیاہ روز بون ہوا اسدم کہ جو کچھ چاہو مین کرون آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ سے جو کہ تیری آہ ۵ شعر جو کہ تیری عمر دیو سیاہ کے اعوذ و فاتحہ بے نمک ہوئے اگرچہ رونا اب بے نمک ہوا ہی تو ایسے ہی بے نمک رو تا رہ کہ ذلیلون کو نظر کر اے کہ تو قادر ہی وقت و بیوقت کیا ہو الخ الخ ہے شے کب فوت ہوئی فرمایا ترجمہ کہ مت افسوس کرو اس چیز پر جو تم سے فوت ہوئی اسکی قدرت سے کب مطلوب گم ہو یعنی جب عمر غفلت مین گذر گئی پھر فریاد کرنا کیا فائدہ دے پس عمر گذشتہ پر افسوس نہ کرو اور آئندہ کو کوشش کرو کہ اسکی قدرت سے بعید نہین ہی آگے مرغ کا بیان ہے فافہم ۱۲ سے مرغ بولا وہ آہ ۳ شعر اس مرغ نے کہا کہ یہ سزا اسکی ہی کہ جو زاہدون کی دمبازی ہی زاہد نے کہا کہ یہ سزا جاذب نہین ہی بلکہ جو مال یتیمان کھائے مکر سے بعدہ وہ رویا آہ سرد سے کہ دام و صیاد کانپا درد سے آگے اسکا حقائق ہے فافہم ۱۲ سکے پشت و دل آہ ۶ شعر پشت و دل تناقضون سے میرا ٹوٹا میرے سر پہ ہاتھ رکھو اے جانان تو آ میرے سر کو ۱۲ تیرے ہاتھ سے سر میرا ہاتھ شکر بخشے جو نور رکھے میرے سر سے اپنا سایہ مت اٹھا بیقرار ہون بیقرار خواب میری چشم سے بیزار ہو میرے گل و شک چمن تیرے غم مین اگر مین لائق نہین ہون کہ اگر تو نالائق کو پوچھے عدم مین عدم کا کیا استحقاق اور اسپر دروازہ تیرے لطف کا کھلا یعنی جب اس مرغ التجا ہو درگاہ الٰہی نجات مین گرفتاری سے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

عـہ مت افسوس کرو [illegible]

سایۂ خویش از سر من بر مدار | بیقرار و بیقرارم بیقرار
خوابہا بیزار شد از چشم من | در غمت ای رشک سرو و یاسمن
من نخواہم عشوہ ہجران شنود | آزمودم چند خواہم آزمود
گر نیم لائق چہ باشد گر دمے | ناسزائی را بپرسی در غمی
مر عدم را خود چہ استحقاق بود | کہ برو لطف چنین درہا گشود
خاک گرگین را کرم آسیب کرد | دہ گہر از نور حس در جیب کرد
پنج حس ظاہر و پنج حس نہان | کہ بشر شد نطفۂ مردہ ازان
توبہ بے توفیقت اے نور بلند | جز کہ ریش توبہ بنود ریشخند
سبلتان توبہ یک یک برکنی | توبہ سایہ است و تو ماہ روشنی
ای ز تو ویران دکان و منزلم | چون ننالم چون بیفشاری دلم
چونکہ بے تو نیست کارم را نظام | بے تو ہرگز کار کے گردد تمام
چون گریزم زانکہ بے تو زندہ نیست | بے خداوندیت تو بندہ نیست
جان من بستان تو ای جان را اصول | زانکہ بے تو گشتہ ام از جان ملول
عاشقم من بر فن دیوانگی | سیرم از فرہنگ و از فرزانگی
چون بدرد شرم گویم راز فاش | چند ازین صبر و زحیر و ارتعاش
در حیا پنہان شدم ہمچون سجاف | ناگہان بجہم ز زیر این لحاف
ای رفیقان راہہا را بست یار | آہوے لنگیم و او شیر شکار
غیر تسلیم و رضا کو چارۂ | در کف شیر نر خونخوارۂ

سر کو راحت میرے کر سے مت اٹھا | بیقراری بیقرار اب ہون سوا
خواب میری چشم سے بیزار ہے | اے گل رشک چمن غم مین ترے
ہجر کا عشوہ سنون مین کب تلک | آزمایا آزمایا کب تلک
گر نہ مین لائق ہون کیا ہو ایکدم | گر تو نالائق کو پوچھے اب بہ غم
کیا عدم کا خاص استحقاق تھا | کہ کھلا در اس پہ تیرے لطف کا
خاک[51] عاجز کو کیا اسباب جود | نور حس کے دس گہر کی دی نمود
پانچ ظاہر پانچ باطن کے گہر | کہ ہوا اک مردہ نطفے سے بشر
توبہ بے توفیق تیری ناپسند | ریش توبہ پر نہ ہو جز ریشخند
مونچھ توبہ کی اکھیڑ اک اک سبھی | توبہ سایہ ہے تو ماہ روشنی
ای مری دکان ویران تجھسے ہے | کیون نہ روؤن جو نچوڑے تو مجھے
بے ترے نے کام کو میرے نظام | بے ترے نے کام ہرگز ہو تمام
کیسے[52] بھاگون بے ترے زندہ نہین | بے خداوندی تری بندہ نہین
جان میری بیتو ہے جان کا اصول | کیونکہ بے تیرے مین ہو جان سے ملول
عاشق اب دیوانگی کے فن پہ ہون | سیر مین فرہنگ اور دانش سے ہون
شرم جو توڑے کہون مین راز فاش | کب تلک اس سے صبر ہو اندر معاش
مین حیا مین ہون نہان سنجاف سا | کود ون باہر ناگہان پردہ اٹھا
اے رفیقو بند رکھے راہ یار | آہو لنگڑا مین وہ شیر شکار
غیر[53] تسلیم و رضا چارہ کسے | ہاتھ مین اُس شیر نر خونخوار کے

۵۱ خاک عاجز آلخ ۶ شعر خاک عاجز کو اسباب بخشش کا کیا اور نور حس کے دس گہر اسے دیے پانچ ظاہر اور پانچ باطن ایک نطفۂ مردہ سے بشر ہوا تو یہ بے توفیق تیری ناپسند ہے کہ ریش توبہ پر بجز ریشخند کے نہو مونچھ توبہ کی ایک ایک اکھیڑ کیونکہ توبہ سایہ ہے اور تو ماہ روشنی ہے اے خدا میری دکان تجھ سے ویران ہے کیون نہ روؤن مین کہ جو تو مجھے نچوڑے بے تیرے میرے کام کو انتظام نہین اور نہ بے تیرے ہرگز کام تمام ہو یعنی اے خدا تو نے خاک بھیجی کہ دس حواس سے رونق دی ہے تو یہ بے توفیق تیری کے بے رونق ہے بے تیرے میرے کام کا انتظام نہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ کیسے بھاگون آلخ ۶ شعر کیسے بھاگون کہ بے تیرے زندہ نہین ہون اور بے خداوندی تیری کے بندہ نہین ہون تو میری جان ہے کہ تو جان کا اصول ہے کیونکہ بے تیرے مین جان سے ملول ہون دیوانگی کے فن پر مین عاشق ہون اور دانش و فرہنگ سے مین سیر ہون جو تو شرم توڑے مین راز فاش کہون اور کب تک اس سے صبر ہو معاش کے مین حیا مین پوشیدہ ہون سنجاف کے مانند ناگہان باہر کو آؤن جو پردہ اٹھائے اے رفیقو راہ بندگی ہے یار نے مین آہو لنگڑا ہون اور وہ شیر شکاری ہے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ ۵۳ غیر تسلیم آلخ ۲ شعر سوا تسلیم و رضا کے کیسے چارہ ہے ہاتھ مین اُس شیر نر خونخوار کے وہ خواب و خور نہین رکھتا ہے مانند آفتاب کے روح کو بے خور و خواب کرتا ہے کہ مین ہوا میری خو ہو تا کہ تجلی مین تو دیکھے میرا جو اگر تو نے ایسا نہ دیکھا کیون بندہ ہوا تو خاک تھا طالب با حیا ہوا اگر بے ہمت سے تجکو غذا نہ دے ہے تو اس طرف ہمیشہ میری چشم جان کیون لگی اسکی مثال ہے اسواسطے بلی سوراخ پر چمی ہے کہ غذا اسکو سوراخ سے ملتی ہے دوسری بلی بام پر پھرتی ہے غذا شکار مرغ سے پائے یعنی تو میری طرف آ اور میری خو کو تجلی مین تو میرا منہ دیکھ [illegible]

ور ندارد خواب و خور چون آفتاب روحها را میکند بیخورد و خواب
که بیا من باش یا هم خوی من تا ببینی در تجلی روی من
ور نه دیدی چون چنین شیدا شدی خاک بودی طالب احیا شدی
گر ز بیسویت ندادی او علف چشم جانت چون بماندست آن طرف
گربه در سوراخ ازان شد معتکف که ازان سوراخ او شد معتلف
گربهٔ دیگر همی گردد ببام کز شکار مرغ یابد او طعام
آن یکی را قبله شد جولاهگی وان دگر جارت برای جامگی
آن یکی بیکار رو در لامکان که ازان سو دادیش قوت روان
کار آن دارد که حق را شد مرید بهر کار او ز هر کاری برید
دیگران چون کودکان این روز چند تا به شب بر خاک بازی میکنند
خوابناکی کو ز یقظه میجهد دایهٔ وسواس عشوهش میدهد
رو بخسپ ای جان که نگذاریم ما که کسی از خواب بجهاند ترا
هم تو خود را بر کنی از بیخ خواب همچو تشنه کو شنود او بانگ آب
بانگ آبم من بگوش تشنگان همچو باران میرسم از آسمان
بر جه ای عاشق بر آور اضطراب بانگ آب و تشنه و آنگاه خواب

وہ نہ رکھے خواب و خور چون آفتاب روح کو کرتا ہے بے خور اور خواب
کہ تو آ بن ہو دیا ہو میری خو تا تجلی مین تو دیکھے میرا رو
گر نہ دیکھا ایسا کیون شیدا ہوا خاک تھا تو طالب احیا ہوا
بے جہت سے گر نہ دے تجکو غذا اسطرف کیون چشم جان تیری سدا
اس لیے سوراخ پہ بلّی جمی کہ غذا اسوراخ سے اُس کو ملی
دوسری بلی پھرے ہے بام پے کہ غذا پائے شکار مرغ سے
ایک ؁ کا قبلہ ہوا جولاہگی اک کرے تنخواہ کی خاطر نوکری
ایک ہے بیکار دیکھے لامکان کہ اُدھر سے قوت اسکا ہے روان
کام وہ ہے کہ مرید حق کا بنے کام چھوڑے کام حق کیواسطے
چند دن مانند طفلان دوسرے کھیلتے ہین اندن بسر خاک پے
بھاگے بیداری سے خواب آلودگان دایۂ وسواس دھوکھا دے نہان
جا تو اے سو جان نہ آنے دون کسے کہ اُٹھائے خواب سے کوئی تجھے
کھود تو اپنے کو جڑ سے خواب کے جیسے تشنہ کہ سنے بانگ آب سے
کان مین تشنہ کے مین ہون بانگ آب چرخ سے مین آؤن چون آب سحاب
اُٹھ تو اے عاشق و کر تو اضطراب بانگ آب اور تشنہ اور اسوقت خواب

حکایت آن عاشق که شب بامید وعده معشوق بیامد بدان وثاق که اشارت کرده بود و بعضی از شب بانتظر بود تا خوابش

حکایت[۱۲] اُس عاشق کی کہ رات کو بامید وعدہ معشوق اُس مکان پر آیا کہ جہان اُس نے پتہ دیا تھا اور تھوڑی رات تک منتظر رہا

سلہ ایک کا آخ ۹ شعر ایک کا قبلہ جولاہگی ہوا اور ایک تنخواہ کی خاطر نوکری کرے ایک بیکار ہے وہ لامکان دیکھتا ہے اور اُس کا قوت اودھر سے روان ہے کام وہ ہے کہ حق کا مرید ہے کام حق کے واسطے کام چھوڑے دوسرے چند روز لڑکون کے مانند رات تک خاک پر کھیلتے ہین خواب آلودگان بیداری سے بھاگتے ہین کہ دایہ وسواس کو دھوکا پوشیدہ دے اے جان جا تو خفتہ ہو کسی کو نہ آنے دون کہ خواب سے تجکو اٹھائے تو خود کو خواب کی جڑ سے کھود جیسے کہ تشنہ آواز آب سے سنتا ہے تشنہ کے کان مین آواز آب ہون اور مین چرخ سے اولی مانند آب کے اے عاشق تو اٹھ اور اضطراب کر کہ آب اور تشنہ اور اُس وقت خواب یعنی تمام کام اس عالم مین کام وہ ہے کہ مرید ہی کا اگر اس حالت مین جو تو دیکھے وہ سب ذات حق سے ہے پس جویندہ کو غافل ہونا عجب ہے چنانچہ اسی کی مثال مین حکایت عاشق کی آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

سلہ حکایت سوم ترک نفی و حصول ہستی مین

ربودن معشوق آمد و جیبش پر از گردگان نمود و برفت

عاشقی بوده است در ایام پیش / پاسبان عهد اندر عهد خویش
سالها در بند وصل ماه خود / شاه مات و مات شاهنشاه خود
عاقبت جوینده یابنده بود / که فرج از صبر زاینده بود
گفت روزی یار او کامشب بیا / که بپختم از پی تو لوبیا
در فلان حجره نشین تا نیمشب / تا بیایم نیمشب من بی طلب
مرد قربان کرد نانها بخش کرد / چون پدید آمد مهش از زیر گرد
شب در آن حجره همی کرد انتظار / بر امید وعده آن یار غار
منتظر بنشست و خوابش در ربود / اوفتاد و گشت بیخود آن عنود
ساعتی بسید امید خوابش گرفت / عاشق دلداده را خواب ای شگفت
بعد نصف اللیل آمد یار او / صادق الوعده از آن دلدار او
عاشق خود را فتاده خفته دید / اندکی از آستین او درید
گردگان چندش اندر جیب کرد / که تو طفلی گیر این می باز نرد
چون سحر از خواب عاشق بر جهید / آستین و گردگان ها را بدید
گفت شاه ما همه صدق و صفاست / آنچه بر ما میرسد آن هم ز ماست
ای دل بیخواب ما زان ایمنیم / چون حرس بر بام چوبک میزنیم

تا سو گیا معشوق آیا اور اس کی جیب میں اخروٹ ڈالکر چلا گیا

عاشق اک اگلے زمانہ میں ہوا / عہد اپنے عہد میں کرتا وفا
وصل کا درپے تھا برسوں یار کے / شاہ مات اور مات اپنے شاہ سے
ڈھونڈھتا ہی جو وہ آخر پائے ہی / کہ فتحمندی ہے تابان صبر سے
یار اک دن بولا اس شب کو آج آ / کہ پکایا تیری خاطر لوبیا
تو فلانے گھر میں رہ تا نیمشب / آؤنگا میں نیم شب کو بے طلب
مردنے خیرات کی صدقہ دیا / گرد سے مہ اسکا جو ظاہر ہوا
اس مکان میں وہ شب کو منتظر تھا / یار کے اقرار کی امید پر
بیٹھے بیٹھے منتظر وہ سو گیا / لیٹا اور بے خود ہوا اونگھتا
اک گھڑی جگتا رہا اور سو گیا / عاشق بیدل کو کب سونا روا
بعد آدھی رات کے آیا وہ یار / اپنے وعدے کا تھا سچا وہ نگار
دیکھا عاشق اپنے کو سویا ہوا / آستین کو چاک تھوڑا سا کیا
جیب میں اخروٹ تھوڑے سے رکھے / کہ ابھی کھیل اس سے تو اک طفل ہے
صبح کو جو خواب سے عاشق اٹھا / آستین اخروٹ دیکھے ظاہرا
بولا میرا شہ ہے کل صدق و صفا / میری جانب سے ہی جو مجھکو ملا
ای دل بیخواب میں اس سے ہوں / جو نگہبان بام پر پہرا میں دوں

سے عاشق ایک الخ ۳ شعر اگلے زمانہ میں ایک عاشق ہوا ہے کہ اپنے عہد میں عہد وفا کرتا تھا یار کے وصل کا برسوں درپے تھا شاہ مات اور مات اپنے شاہ سے تھا آگے اسکا حقائق ہیں جو ڈھونڈھتا ہے وہ آخر پاتا ہے کہ فتحمندی صبر سے جگتی ہے کیونکہ جو ڈھونڈھتا ہے وہ پاتا ہے محروم نہیں رہتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲
سے یار اک دن الخ ۶ شعر ایک دن یار نے کہا کہ آج شب کو تو آ کہ تیری خاطر لوبیا پکایا ہے فلانے گھر میں آدھی رات تک رہ آدھی رات کو میں بے بلائے آؤنگا عاشق نے خیرات کی اور صدقہ دیا جو ماہ اس کا گرد سے ظاہر ہوا جو اس مکان میں شب کو منتظر تھا یار کے اقرار کی امید پر لیٹ وہ بیٹھے بیٹھے منتظر سو گیا اور بیخود ہوا وہ غنودہ ایک گھڑی جاگتا رہا اور سو گیا کب عاشق بیدل کو سونا روا ہے یعنی عاشق بیدل شوق یار میں کب سوتا ہے اور جو کہ سویا اُس نے اپنا مطلب کھویا آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سے بعد آدھی رات کے الخ ۵ شعر آدھی رات کے بعد وہ یار آیا کہ اپنے وعدہ کا وہ سچا تھا جو اپنے عاشق کو سویا ہوا دیکھا آستین کو چاک کیا چند اخروٹ جیب میں اسکی رکھے کہ ابھی کھیل تو لڑکا ہے جو عاشق صبح کو خواب سے اُٹھا آستین میں وہ اخروٹ ظاہر دیکھے کہ میرا شاہ بالکل صدق و صفا ہے وہ میری جانب سے جو مجھکو ملا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سے اے دل بیخواب الخ ۷ شعر اے دل بیخواب اس سے میں امین ہوں کہ نگہبان کے مانند بام پر میں پہرہ دوں میرے سب اخروٹ چکی نے توڑے جو میں غم سے کہتا ہوں وہ اب تھوڑا ہوا اور ملامت گریہ مار ہے کہ جنگ بعدہ دیوانے کو نصیحت مت دے میں اب عشوہ بجز کا کب تک سنونگا کہ میں نے آزمایا ہے کہ جنگ آزماؤں جو سوائے سوز عشق دیوانگی ہے وہ اس راہ میں بیگانگی رکھتا ہے میرے پاؤں میں زنجیر مت ڈال کہ میں نے سلسلہ تدبیر کو توڑا ہے سوائے زلف دلدار کے اگر مجھکو دو سو زنجیر دے تو توڑدوں یعنی میں نے بہت آزمایا ہے کہ جنگ آزماؤں پس میں بجز یار کا صدقہ کب اٹھا سکتا ہوں مجھ دیوانے کی قید کو زنجیر زلف یار کی کفایت کرتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گردگان ما درین مطحن شکست / هر چه گویم از غم خود اندکست
عاذلا چند این صداع و ماجرا / بعد ازین پندی بده دیوانه را
من نخواهم عشوهٔ هجران شنود / آزمودم چند خواهم آزمود
هر چه غیر شورش و دیوانگی ست / اندرین ره دوری و بیگانگی ست
هین منه بر پایم آن زنجیر را / که دریدم سلسله تدبیر را
غیر جعد آن نگار مقبلم / گر دو صد زنجیر آری بگسلم
عشق و ناموس ای برادر راست نیست / بر در ناموس ای عاشق مایست
وقت آن آمد که من عریان شوم / نقش بگذارم سراسر جان شوم
ای عدوی شرم و اندیشه بیا / که دریدم پردهٔ شرم و حیا
ای ببسته خواب جان از جادوئی / سخت دل یارا که در عالم توئی
هین گلوی صبر گیر و می فشار / تا خنک گردد دل عشق ای سوار
تا نسوزم کی خنک گردد دلش / ای دل ما خاندان و منزلش
خانهٔ خود را همی سوزی بسوز / کیست آن کس کو بگوید لا تجوز
خوش بسوز این خانه را ای شیر مست / خانهٔ عاشق چنین اولی ترست
بعد ازین من سوز را قبله کنم / زانکه شمعم من بسوزش روشنم
خواب را بگذار امشب ای پدر / یک شبی در کوی بیخوابان گذر
بنگر اینها را که مجنون گشته اند / همچو پروانه بوصلت کشته اند
بنگر این کشتی خلقان غرق عشق / اژدهائی گشته است گویا حلق عشق
اژدهای ناپدید دلربا / عقل همچون کوه را او کهربا

ٹوٹے چکی میں مرے اخروٹ سب / غم سے جو کہتا ہوں وہ تھوڑا ہی اب
ای ملامت گر یہ کب تک ماجری / بعدہ مجنون کو مت پند دے
ہجر کا عشوہ سنوں کب میں بک / آزمایا آزماؤں کب تک
جو کہ ہے جز شورش و دیوانگی / رکھتا ہی اس راہ میں بیگانگی
ڈال مت پامیں مرے زنجیر کو / میں نے توڑا سلسلہ تدبیر
بس سوائے زلف اُس دلدار کے / توڑ دوں گر زنجیر دو سو دے
عشق و ناموس اے برادر کب ملے / ٹھہر مت عاشق در ناموس
وقت وہ آیا کہ عریاں ہوؤں میں / نقش چھوڑوں سر بسر جان
شرم و اندیشہ کے ای دشمن تو آ / میں نے پھاڑا پردہ شرم و حیا
ایکہ باندھا خواب جان کو سحر سے / سخت جان ای یار تو عالم
صبر کی گردن پکڑ تو اور دبا / تاکہ دل ٹھنڈا ہو آخر عشق
نے جلوں تا دل نہ ٹھنڈا اسکا ہو / ای مرا دل گھر ہے اُسکا جا
گر جلا تا اپنا گھر ہی تو جلا / کون ہے کہ کہوے کوئی نا
اے جلا اس گھر کو اچھے طور سے / ایسا گھر عاشق کا ہونا خوب
بعدہ قبلہ کروں میں سوز کو / شمع روشن میری ہے سوزش
آجکی شب چھوڑ خواب ای شفقا / ایک شب کوچہ میں بیخوابوں کے
دیکھ تو ان کو کہ وہ مجنون ہوئے / وصل میں مانند پروانہ
خلق کی کشتی کو دیکھ ہے غرق عشق / اژدہا گویا ہوا ہے حلق عشق
اژدہا ظاہر نہیں اسے دلربا / عقل مثل کوہ کو وہ کہربا

ردی

لے عشق آلخ شعر اے برادر عشق و ناموس کب ملے ای عاشق مت ٹھہر و ناموس پر وقت آیا ہی کہ میں عریان ہوؤں اور نقش چھوڑدوں
جان ہوؤں اے شرم و اندیشہ کے دشمن تو آمیں نے شرم و حیا کا پردہ پھاڑا ہے کہ خواب جان کو باندھا سحر سے ای یار تو عالم میں سخت د
ہے تو صبر کی گردن پکڑ اور آتا کہ دل آخر کو عشق کا ٹھنڈا ہو نہ جلاؤں جبتک دل اُسکا ٹھنڈا نہوا ہے میرا دل اُسکا گھر ہو جاں یعنی میرا دل عشق کا گھر ہے جبتک میں نہ
عشق کا دل کب ٹھنڈا ہووے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ؎ گر جلاتا ہی آلخ ؎ شعر اگر جلاتا ہے تو اپنا گھر تو جلا کون ہو کہ کوئی نارو اکہوے
اس گھر کو اچھی طرح سے جلا ایسا گھر عاشق کا ہونا خوب ہے بعدہ میں سوز کو قبلہ کروں جو میری شمع روشن ہے سوزش سے ای شفق آج کی شب
کو چھوڑ اور ایک شب بیخوابوں کے کوچہ میں جا تو اُن کو دیکھ کہ وہ مجنون ہوے اور وصل میں مانند پروانہ کے جلے خلق کی کشتی کو دیکھ کہ غرق عشق ہے گویا
ہو گیا ہے حلق عشق کا اژدہا ظاہر نہیں ہے عقل کو وہ مانند کوہ کہربا ہی یعنی عاشق کا جلنا فراق یار میں بہتر ہے بلکہ وصال یار میں غلبہ عشق سے
جلتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

عقل ہر عطار کاگہ شد ازو / طبلہا را ریخت اندر آبجو

رہ گزین جو بر نیائی تا ابد / لم یکن حقًا لہ کفوًا احد

اے مزور چشم بکشا و ببین / چند گوئی من ندانم آن و این

از نوائی رزق و محرومی برآ / در جہان حی قیومی درآ

تا نمی بینیم ترا بینم شود / وین ندانمہات میدانم شود

بگذر از ہستی و مستی بخش باش / زین تلون نقل کن در استواش

چند نازی تو بدین مستی بست / بر سر ہر کوی چندین مست ہست

گر دو عالم پُر شود سرمست یار / جملہ یک باشند و آن یک نیست خوار

این ز بسیاری نیاید خوار ے / خوار کہ بد تن پرستی نازے

گر جہان پُر شد ز ماہتاب نور مہ / کی کشاد آید بر صاحب ذلہ

گر جہان پر شد ز نور آفتاب / کے بود خوار آن تف خوش التہاب

لیک با این جملہ بالاتر خرام / چونکہ ارض اللہ واسع بود ہ ام

گرچہ این مستی چو باز اشہب است / برتر از وی در زمین قدس ہست

مست ابرار و مقربان بدا / بر مقرب شیر او چون روبہ است

رو تو اسرافیل شو دو امتیاز / در دمند و روح ہو مست و مست ساز

مست را چون دل مزاح اندیشہ شد / این ندانم وان ندانم پیشہ شد

عقل[۱] عطار اُس سے جو آگہ ہوئی / عطر پھینکا آبجو مین بس سبھی

جو کہ اندر جا نہ نکلے تا ابد / لم یکن حقًا لہ کفوًا احد

اے فریبی آنکھ کھول اور دیکھ تو / کہو کب تک مین نجانون یہ و وہ

رزق کی آفت و محرومی سے آ / اور جہان حی قیومی مین جا

تجکو تا نا دیکھنا ہو دیکھنا / تجکو تا نا جاننا ہو جاننا

ہو تو مستی بخش کر ہستی رہا / اور مساوی مین تلون سے تو جا

نازان[۲] کب تک مستی ناچیز پر / مست اکثر ہر گلی کوچہ مین ہین

گر دو عالم پر ہو مست یار سے / جملہ ایک ہون وہ نہین اک خوار ہے

یہ بہت ہونے سے خواری پائے کب / خوار ہین تو تن پرست اور بے ادب

گر جہان پُر ہووے نور ماہ سے / کب برائی آئے اہل عشق پے

گر جہان پر ہووے نور شمس سے / عشق کی گرمی کو کب نقصان ملے

گرچہ یہ سب کچھ ہے آگے چل ذرا / کیونکہ ارض اللہ واسع ہے بڑا (زمین اللہ کی بڑی ہے ۱۲)

گرچہ یہ مستی ہے جون باز سفید / یہ زمین قدس پہ برتر کہ بدید

ہے[۳] مقرب مست پر ابرار زیر / ہے مقرب پہ جون لومڑیہ اسکا شیر

جا تو اسرافیل ہو با امتیاز / روح بخش و مست کا ہو مست ساز

مست کا جو دل ظرافت کو رکھے / یہ نجانون وہ نجانون بس کہے

۱ عقل عطار الخ ۶ شعر جو عقل عطار اس سے آگاہ ہوئی عطر سب آبجو مین پھینکا نہر کے اندر جا کہ تا ابد نہ نکلے ترجمہ نہین ہے قسم حق کیواسطے اس سے کہ تو وہ اکیلا ہے اے فریبی آنکھ کھول اور دیکھ تو کب کہے گا کہ مین نہین جانتا ہون یہ اور وہ رزق کی آفت اور محرومی سے آ اور جہان حی و قیومی مین جا تا کہ نہ دیکھنا تجکو دیکھنا ہو اور تجکو نہ جاننا جاننا ہو تو مستی بخش ہو اور مستی رہا کر اور تلون سے مساوی ہین چل یعنی دنیا چھوڑ اور طرف عالم بقا کے جا کہ نہ دیکھنا ہو دیکھے اور نہ جاننے اور مستی دنیا کو چھوڑ اور مستی بخش عقبی کو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ع ۵ نہین ہے قسم حق کے واسطے کفو وہ اکیلا ہے ۱۲

۲ نازان الخ ۷ شعر کب تک نازان ہوگا ہستی ناچیز مین کہ اکثر مست گلی کوچہ مین ہین اگر دونون عالم پر ہون مستی یار سے جملہ ایک ہون اور وہ ایک خوار نہین ہے یہ بہت ہونے سے کب یا رسے خوار ہین تو تن پرست اور بے ادب ہین اگر جہان پر ہو وے نور ماہ سے اہل عشق پر کب برائی آئے اگر جہان پر ہووے نور خورشید سے عشق کی گرمی کو نقصان کب ملے ولیکن یہ سب کچھ ہے ذرا آگے چل کیونکہ زمین اللہ کی بڑی ہے اگرچہ یہ ہستی مانند باز سفید کے ہے ولیکن زمین قدس پر زیادہ ہے یعنی مستان عشق الٰہی کب ذلیل و خوار ہون کیونکہ یہ مستی اس عالم مین زیادہ مرتبہ رکھتی ہے آگے اس مست کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۳ ہے مقرب الخ ۵ شعر مقرب مست کے اوپر ہین اور ابرار نیچے ہین کہ مقرب اونچا مانند روباہ کے ہے تو جا اور اسرافیل ہو امتیاز سے روح بخش اور مست کا مست ساز ہو جو مست کا دل ظرافت کو رکھے یہ نجانون کس واسطے کہے یہ نجانون وہ نجانون کس واسطے تاکہ تو جانے کہ جانتا ہون کہ تو کون ہے یا تون مین نفی ہے ثابت کے واسطے تو ثابت مشرد ح کر اور نفی چھوڑ دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

این ندانم وان ندانم بهر چیست	تا بدانی آنکه میدانیم کیست	یہ نجانون وہ نجانون کس لئے	تا تو جانے جانتا ہون کون ہے
نفی بهر ثبت باشد در سخن	نفی بگذار و ز ثبت آغاز کن	نفی باتون مین ہو ثابت کیلئے	کر شروع ثابت تو نفی چھوڑ دے
نیست این و نیست آن هین واگذار	آنکه آن هست است آنرا پیش آر	اُسے ہی یا ور نہ ہے وہ یہ چھوڑ دے	جو کہ ہست ہے اسکو بس تو جان لے
نفی بگذار و همان هستی پرست	این بیاموز ای پدر زان ترک مست	چھوڑ نفی اور وہ ہستی پوج تو	سیکھ ترک مست سے یہ ای گرو
نفی بگذار و همان هستی طلب	ترک و مطرب را بگو احوال شب	چھوڑ نفی ای پسر ہستی کو لے	حال شب کہہ ترک و مطرب یاد سے

استدعای امیر ترک مخمور مطرب را بوقت صبوح و معنی حدیث ان الله تعالیٰ شراباً اعدت لاولیائه اذا شربوا اسکروا و اذا اسکروا اطربوا و قوله تعالیٰ ان الابرار یشربون من کاس الی آخره

طلب کرنا امیر ترک مخمور کا قوال کو وقت صبح کے و معنی حدیث ان الله تعالیٰ شراباً اعدت لاولیائه

تحقیق واسطے اللہ کے شراب آمادہ کی گئی ہے واسطے دوستون اُس کے تھے

اذا شربوا اسکروا و اذا اسکروا اطربوا و قوله تعالیٰ

جسوقت پیتے ہین وہ شراب مست ہوتے ہین اور جب مست ہوتے ہین تو خوش ہوتے ہین فرمایا

ان الابرار یشربون من کاس الی آخره.

اللہ تعالیٰ نے تحقیق ابرار پئین گے پیالون سے

این مے که تو میخوری حرامست	ما مے نخوریم جز حلالے	پیتا ہے جو تو حرام مے ہے	ہم پیتے نہ جز حلال مے کے
جهد کن تا زنیست هست شوی	ور شراب خدا مست شوی	جہد کرتا تو نیست سے ہو مست	اور شراب خدا سے ہو تو مست
اعجمی ترکی سحر آگاه شد	وز خمار خمر مطرب خواه شد	صبح اُٹھکر ایک عجمی ترک نے	چاہا مطرب کو خمار خمر سے
مطرب جان مونس مست آن بود	نقل و قوت و قوت مست آن بود	جان کا مطرب ہو مونس مست کا	قوت و قوت مست کا ہے اور غذا
مطرب ایشان را سوی مستی کشد	باز مستی از دم مطرب کشد	سوی مستی لائے ہے مطرب انھین	پھر دم مطرب سے مستی وہ کھینچین
آن شراب حق بدان مطرب برد	وین شراب تن ازین مطرب خورد	حق کی مے پیتا وہ اُس مطرب سے ہے	پیتا اُس مطرب سے ہے یہ حق کی مے
هر دو گر یک نام دارد در سخن	لیک فرق ست این سخن تا آن حسن	دو نون رکھین نام اک اندر سخن	پر جدا ہے اس سخن سے وہ حسن
اشتباهی هست لفظی در میان	لیک خود کو آسمان کو ریسمان	اشتباہ ہے ایک لفظی درمیان	پر کہان ہے آسمان اور ریسمان

حسن

سلہ نفی ہے یہ الخ یہ شعر نہ یہ ہی نہ وہ ہے تو چھوڑ دے جو کہ مست ہے تو اسکو جان لے نفی چھوڑ دے تو وہ ہستی کو پوج اور ہستی ترک مست سے سیکھ یہ نفی ای پسر چھوڑ دے اور ہستی کو لے حال شب مطرب اور ترک مست سے کہہ یعنی جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تو مسلم ہے کہ نفی کو چھوڑ اور ہستی کو حاصل کر کیونکہ ترک مست وہی ہے آگے اسکی مثال مین امیر ترک کا قصہ فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ صبح اٹھکر آہ ۵ شعر ایک عجمی ترک نے صبح اٹھکر مطرب کو بلایا خمار خمر سے مطرب جان مست کا مونس ہے اور قوت اور غذا مست کا ہے مطرب سوے مستی انھین لاتا ہے اور پھر دم مطرب سے وہ مستی کھینچتے ہین وہ شراب حق کی اس مطرب سے پیتا ہے اور یہ شراب تن کی اس مطرب سے پیتا دونون کا ایک نام رکھتے ہین لیکن اس حسن سے وہ حسن جدا ہے یعنی مطرب ایک ہے اہل نفس شراب تن اس کی آواز سمع سے پیتا ہے اور عارف شراب عشق الٰہی پیتا ہے اسکی غذا نفسانی ہے اور اسکو غذا روحانی پہونچتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اشتباہ ہے الخ یہ شعر اشتباہ لفظی ایک درمیان ہے لیکن آسمان و ریسمان کہان ہے لفظ کی شرکت ہمیشہ راہزن ہے جیسے شرکت گبر و مومن بین جسم رکھتا ہے جسم مانند کوزہ کے سربند کے ہین تا کہ پھر ایک کوزہ مین دیکھا اس تن کا کوزہ آبحیات رکھتا ہے اور اس تن کا کوزہ زہر ممات رکھتا ہے اگر نظر مظروف پر ہے بادشاہ ہے اور اگر ظرف کا عاشق ہے گمراہ ہے لفظ کو اس تن کے مانند جان اور معنی اسکے درمیان مین مانند جان یعنی گبر و مومن مین جسم سے شرکت ہے مانند لفظ کے پس جو مظروف کو دیکھتا ہے اہل اللہ ہے اور جو ظرف کو دیکھتا ہے گمراہ ہے کیونکہ تن مانند لفظ کے اور جان مثل معنی کے اس کے اندر ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

اشتراک لفظ دائم رهزن ست	اشتراک گبر و مومن در تن ست	لفظ کی شرکت ہے دائم راہزن	ہے کبھی شرکت گبر اور مومن بیچ تن
جسمها چون کوزه های بسته سر	تا که در هر کوزه چه بود در نگر	جسم ہیں مانند کوزے منھ بند ہے	تا کہ ہر کوزے میں کیا ہی دیکھئے
کوزهٔ این تن پر از آب حیات	کوزهٔ آن تن پر از زهر ممات	کوزہ اس تن کا رکھے آبحیات	کوزہ اس تن کا رکھے زہر ممات
گر بمظروفش نظر داری شهی	ور بظرفش عاشقی تو گمرهی	اگر نظر مظروف پر ہے شاہ ہے	گر ہے عاشق ظرف کا گمراہ ہے
لفظ را ماننده این جسم دان	معنیش را اندرون مانند جان	لفظ کو مانند اس تن کو تو جان	معنی اسکے درمیان مانند جان
دیدهٔ تن دائما تن بین بود	دیدهٔ جان جان پر فن بین بود	چشم تن کے[1] جسم کو دیکھے دائما	چشم جان کی دیکھے جان خوشنما
پس ز لفظ نقشهای مثنوی	صورتش ضال ست و هادی معنوی	لفظ سے بس نقشہائے مثنوی	ہے مضل صورت و ہادی معنوی
در نبی فرمود کاین قرآن بدل	هادی بعضی و بعضی را مضل	پس کہا قرآن میں یہ قرآن بدل	ہادی بعضوں کو و بعضوں کو مضل
الله الله چونکه عارف گفت مے	پیش عارف کے بود معدوم شے	الله الله جو کہا عارف نے مے	آگے عارف کے ہو کب معدوم شے
فهم تو چون بادهٔ شیطان بود	کے ترا فهم مے رحمان بود	جو تو سمجھے بادۂ شیطان کو	کب تو سمجھے بادۂ رحمان کو
این دو انباز ند مطرب با شراب	این بدان و آن بدین آرد شتاب	بادہ مطرب دونوں باہم ہیں ملے	کھینچتا ہے یہ اسے اور وہ اسے
پر خماران از دم مطرب چرند	مطربان شان سوی میخانه برند	دم سے مطرب کی خماری کھائے ہیں	سوے خمار انکو مطرب لائے ہیں
آن سر میدان و این پایان اوست	دل شده چون گوی در چوگان اوست	وہ[2] سر میدان یہ ہیں پایان ہیں جب	اسکے چوگان میں ہیں عاشق مثل گو
در سر آنچه هست گوش آنجا رود	در سر ار صفراست آن سودا شود	جو ہے سر میں کان جائے اُس جگہے	سر میں گر سودا ہی وہ صفرا ہے
بعد از ان این دو به بیهشی روند	والد و مولود آنجا یک شوند	بعدہ بیہوش دونوں خود سے ہوں	باپ بیٹے ایک بس اسجا ہوں
چونکه گردند آشتی شادی و درد	مطربان را ترک ما بیدار کرد	جب موافق درد دارو سے ہوا	ترک نے بیدار مطرب کو کیا
مطرب آغازید بیتے خوابناک	که انلنی الکاس یا من لا اراک	کی شروع مطرب نے بیت اک خوابناک	کہ انلنی الکاس یا من لا اراک

[1] چشم تن کے آنخ ۷ شعر تن کی آنکھ جسم ہمیشہ دیکھتی ہے اور جان کی آنکھ جان دیکھتی ہے پس لفظ سے نقشہای مثنوی صورت سے مضل و معنوی سے ہادی ہیں پس قرآن میں کہا کہ قرآن دل سے بعضوں کو ہادی و بعضوں کو مضل ہے اللہ اللہ عارف نے جو کہا ہے آگے عارف کے معدوم شے کب ہو جو تو سمجھے بادۂ شیطان کو پس تو کب سمجھے بادۂ رحمان کو بادہ اور مطرب دونوں باہم ملے ہیں یہ اُسے وہ اسے کھینچتا ہے مطرب کے دم سے اہل خمار کھاتے ہیں اور خمار کی طرف ان کو بلاتے ہیں یعنی عارف جو لفظ شراب کا کہتا ہے تو کیا جانتا ہے کہ وہ کس معنی میں کہتا ہے پس بادہ و مطرب دونوں ایک ہیں کہ یہ اُسے اور وہ اسے کھینچتا ہے باقی حال آگے ہو فافہم ۱۲ [2] وہ سر میدان آہ ۵ شعر جو وہ مطرب سر میدان اور یہ شراب پایان ہیں اور ہیں پس اس کے چوگان میں عاشق مثل گو کے ہیں جو سر میں ہے کان اُس جگہ جاتا ہے اگر سر میں صفرا ہے اور وہ سودا دیتا ہے بعد وہ دونوں اپنے خود سے بیہوش ہوں اس جا پر باپ بیٹے ایک ہوں جب درد دوا سے موافق ہو ترک نے مطرب کو بیدار کیا کہ مطرب نے ایک بیت خوابناک شروع کی ترجمہ ایک جام مجکو دے تجکو نہیں دیکھتا ہوں یعنی مطرب بر سر میدان ہے کہ عاشق اس کے چوگان میں مثل گو کے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

انت وجهی لا عجب ان لا اراه | غایة القرب حجاب الاشتباه
انت عقلی لا عجب ان لم اراک | من وفور الالتباس المشتباک
حیث اقرب انت من حبل الورید | لم اقل بایا نداء للبعید
بل اغالطهم انا وی فی القفار | کی لا کتم من معی ممن اغار
این سخن پایان ندارد ای عزیز | بشنو از من نکتهٔ ای صاحب تمیز

انت وجهی لا عجب ان لا اراه[۱] | غایة القرب حجاب الاشتباه
تو منھ میرا ہی تعجب نہین اگر نہ دیکھون منھ اپنے کو | کہ نہایت نزدیکی باعث حجاب اشتباہ ہے
انت عقلی لا عجب ان لم اراک | من وفور الالتباس المشتباک
تو عقل میری ہی نہین ہے تعجب اگر نہ دیکھون تجکو | زیادہ آمیختگی اشتراک سے ۱۲
حیث اقرب انت من حبل الورید | لم اقل بایا نداء للبعید
تو نزدیک تر ہے شاہ رگ سے | نہین کہا نے کہ یا یا زاہو واسطے بعید کے
بل اغالطهم انا وی فی القفار | کی لا کتم من معی ممن اغار
بلکہ غلطی مین ڈالتا ہون مین قوم کو | واسطے اسکے کہ پوشیدہ کرون نہین اسکو کہ ساتھ ہے
بات یہ بے انتہا ہے ای عزیز | ایک نکتہ سن تو ای صاحب تمیز

آمدن ضریر بخانهٔ پیغمبر و گریختن عائشه و نهان شدن

آنا اندھے کا گھر مین پیغمبر علیہ السلام کے اور بھاگنا عائشہ صدیقہ کا اور پردہ ہونا

اندر آمد پیش پیغمبر ضریر | کای نوابخش تنور از هر خمیر
ای تو میر آب و من مستسقیم | مستغاث المستغاث ای ساقیم
چون در آمد آن ضریر از در شتاب | عائشه بگریخت بهر احتجاب
زانکه واقف بود آن خاتون پاک | از غیوری رسول رشکناک
هر که زیباتر بود رشکش فزون | زانکه رشک از ناز خیزد یا بنون
گنده پیران شوی را قما دهند | چونکه از پیری و زشتی آگهند
چون جمال احمدی در هر دو کون | کی بدست ای فر یزدانیش عون
نازهای هر دو کون او را رسد | غیرت آن خورشید صد تو را رسد

اندھا اندر آیا پیش مصطفے[۲] | کہ تو ہر تنور کو بخشنے غذا
ای تو میر آب مستسقی ہون مین | ای تو ساقی میرا فریادی ہون مین
گھر مین جلدی سے وہ اندھا آگیا | عائشہ نے بھاگ کر پردہ کیا
کیونکہ وہ خاتون پاک آگاہ تھی[۳] | بس غیوری سے رسول پاک کی
جو کہ زیبا تر ہو رشک اسکو سوا | کیونکہ رشک ہوتا ہی با ناز و ادا
پیرزن شوہر کو بس معجون دین | پیری و زشتی سے جو آگاہی رکھین
چون جمال احمدی کونین مین | کب مدد فر خدا سے بس رکھین
دونون عالم کے ہین ناز انکو روا | غیرت اُس خورشید کو سب سے سوا

[۱] انت آخ ۵ شعر ترجمہ تو منھ میرا ہی تعجب نہین اگر نہ دیکھون مین منھ اپنے کو کہ نہایت نزدیکی باعث حجاب اشتباہ ہے ترجمہ تو عقل میری ہی نہین تعجب ہے اگر نہ دیکھوں زیادہ آمیختگی اشتراک سے ترجمہ نزدیک تر ہے شاہ رگ سے نہین کہونگا مین یا کہ ندا ہے واسطے بعید کے ترجمہ بلکہ غلطی مین ڈالتا ہون مین قوم کو اسکے واسطے کہ پوشیدہ کرون مین اسکو کہ ساتھ ہے میرے ای عزیز یہ بات بے انتہا ہے ایک نکتہ سن تو ای صاحب تمیز یعنی حق بندہ مین شہ رگ سے بھی قریب ہے پس کوئی نہین جانتا ہی فافہم ۱۲
[۲] اندھا آہ ۳ شعر اندھا اندر آیا آگے مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ تو ہر ایک تنور کو غذا بخشتا ہی ای تو مالک آب ہے اور مین مستسقی ہون ای تو ساقی میرا ہی اور مین فریادی ہون جو گھر مین جلدی سے اندھا آگیا حضرت بی بی عائشہ صدیقہ نے بھاگ کر پردہ کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
[۳] کیونکہ آخ ۶ شعر کیونکہ وہ خاتون پاک آگاہ تھین غیوری سے رسول پاک کی آگے اسکے حقائق ہین جو کہ زیبا زیادہ ہو رشک اُسکو زیادہ ہو کیونکہ رشک بسبب ناز و ادا کے ہوتا ہی آگے اسکی مثال ہی پیرزن شوہر کو معجون دیتی ہی جو اسکی پیری و زشتی سے آگاہی رکھتی ہی جمال احمدی کے کونین مین کب قہر خدا کے کون مدد رکھتا ہی دونون عالم کے ناز انکو روا ہین اور غیرت اُس خورشید کو سب سے سوا ہی مین نے کیون اسنے گیند کو کھیلا ای اختر تم اُس سے منھ کو پھیر لو یعنی جو زیبا زیادہ ہوتا ہی اسکو رشک نے زیادہ ہوتا ہی اسواسطے حضرت بی بی عائشہ نے حجاب کیا کہ جمال احمدی کونین مین سب سے سوا تھا آگے خورشید جمال محمدی کا بیان ہے فافہم ۱۲

نه در افگندم بکیوان گوی را	در کشید ای اختران زو روی را	مین نے کیوان ایسے ہو کھیلا گیند کو	پھیر لو تم اُس سے منہ ای اخترو
در شعاع بے نظیرم لا شوید	ورنه پیش نور من رسوا شوید	ہو شعاع بے مثل میرے مین لا	ورنہ رسوا ہوگے تم مجھسے سدا
از کرم من ہر شبے غائب شوم	کے روم الا نمایم که روم	مین کرم سے غائب ہر شب ہوتا نہین	جاؤن کب کو مین چھپ جاتا نہین
تا شما بے من شبی خفاش دار	پر زنان پرید گرد این مطار	بے مرے خفاش سامان ان کو	گرد اس اُڑنے کے جا کر تم اُڑو
ہمچو طاؤسان پری عرضه کنید	باز سست و معجب و منکر شوید	مثل طاؤسون کے پر ظاہر کرو	پھر ہو خودبین اور منکر سست ہو
بنگرید آن پای زشت از امتیاز	ہمچو چارق که بود شمع ایاز	دیکھو پا زشت اپنا از رہ امتیاز	مثل چیلی کہ وہ ہے شمع ایاز
رو نمایم صبح بہر گوشمال	تا نگردد از منی زاہل شمال	صبح کو مین نکلون بہر گوشمال	تا نہ غرہ سے ہو تم اہل شمال
ترک آن کن کو دراز ست این سخن	نہی کردست از درازی امر کن	چھوڑ دیجے کہ دراز اب ہے سخن	نہی درازی کی کرے ہے امر کن

امتحان کردن رسول مقبول صلعم بی عائشہ را که چرا پنہان میشوی او ترا نه بیند

امتحان کرنا جناب رسول مقبول صلعم کا بی عائشہ کو کہ کسواسطے تم چھپتی ہو وہ تمکو نہین دیکھتا ہے

گفت پیغمبر براه امتحان	او نمی بیند ترا کم شو نہان	بولے پیغمبر براہ امتحان	وہ نہ دیکھے تمکو مت ہو تم نہان
کرد اشارت عائشہ با دستہا	او نه بیند لیک من بینم درا	خود کیا شہ کو اشارہ ہاتھ سے	وہ نہ دیکھے پر مین دیکھون ہون اُسے
غیرت عقل ست بر خوبی روح	پر ز تمثیلات و تشبیہ ای نصوح	روح کی خوبی پہ غیرت عقل کو	پر ہے تشبیہ اور تمثیلون سے دو
با چنین پنہانی کین روح ہست	عقل روی اینچنین رشکین چراست	ایسی پنہانی ہے حاصل روح کو	عقل کو پھر رشک اسپر کیون نہو
از که پنہان میکنی اے رشک خو	آنکه پوشیدہ ست نورش روی او	کس سے پنہان کرتی ہے ای رشک خو	کہ چھپائے نور اُس کا اسکا رو
میرود بے روی پوش این آفتاب	فرط نور اوست رویش را نقاب	بے چھپے منہ پھیرتا ہے آفتاب	اسکا زیادہ نور ہے اسکا نقاب
از که پنہان میکنی اے رشک ور	کافتاب او را نمی بیند اثر	کس سے پنہان کرتی ای رشک تم	کافتاب اُس کا نہین دیکھے اثر

۵۱ ہو شعاع الخ یہ شعر ای اخترو شعاع بے مثل میری مین تم لا ہو ورنہ رسوا ہوگے تم مجھسے ہمیشہ مین کرم سے ہر شب غائب ہوتا ہون جاؤن کب لیکن گرد مین چھپ جاتا ہون بغیر میرے خفاش کے مانند تارات کو اُس اُڑنے کے گرد تم اُڑو مثل طاؤسون کے پر ظاہر کرو پھر خودبین ہو اور منکر سست ہو دیکھو پا زشت اپنا از راہ امتیاز کے مثل چیلی کے کہ وہ شمع ایاز ہے مین صبح کو نکلون واسطے گوشمال کے تا غرہ سے تم نہ ہو اہل شمال تو چھوڑ دیجیے آسخن دراز ہے کہ امر کن بھی درازی کرتا ہے یعنی شعاع خورشید احمدی مین اے عاشقو تم فنا ہو جاؤ ورنہ تم رسوا ہوگے ہمیشہ آگے جناب رسول مقبول کے امتحان کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ بولے پیغمبر الخ ۴ شعر پیغمبر صلعم نے از راہ امتحان فرمایا کہ تمکو نہین دیکھتا ہے تم مت چھپو اُسنے شاہ کو اشارہ ہاتھ سے کیا کہ وہ نہین دیکھتا ہے دلیکن مین اُسے دیکھتی ہون آگے اسکے حقائق مین روح کی خوبی پر عقل کو غیرت اور یہ ہر تشبیہ و تمثیل سے ایسی پوشیدگی روح کو حاصل ہے پھر عقل کو اسپر رشک کسواسطے ہے یعنی حضرت رسول مقبول صلعم بظاہر حضرت بی عائشہ صدیقہ کو منع کرتے تھے پردہ کرنے سے و بباطن غیرت سے پردہ کرنے سے چاہتے تھے ایسے ہی عقل و روح بظاہر تشبیہ و تمثیل بیان کرتی ہے و بباطن غیرت رکھتی ہے کہ حقیقت نہ کھلے آگے سوال ہے فافہم ۱۲ ۵۳ کس سے الخ ۵ شعر ای رشک خو کس سے چھپاتی ہے کہ نور اسکا چھپا تا ہوا اسکا منہ کہ آفتاب بے چھپے منہ پھیرتا ہے کہ اسکا زیادہ نور اسکا نقاب ہوا اسے رشک تم اس سے پنہان کرتی ہو کہ اسکا آفتاب نہین دیکھتا ہے اثر آگے جواب ہے جو اسواسطے مجھے تن مین رشک نے یادہ ہے کہ مین خود کو پنہان کردن خود سے میرا قصد رشک کی آگ سے ساتھ چشم و گوش کے مجھ سے کرتا ہے پھر سوال ہے جو ای جان و دل بسیار تجھے ہے منہ بند کرو کہنا چھوڑو سے آگے جواب ہے ڈرتی ہون کہ اگر چپ کرون وہ آفتاب دوسری جا حجاب پھاڑ ڈالے کہنا خاموشی مین ظاہر ہے اکہ رغبت منع ہے زیادہ ہوتی ہے یعنی مین خود کو پوشیدہ خود سے کرتی ہون اور اگر اس بیان سے بھی چپ ہون تو وہ آفتاب دوسری جا سے حجاب کو پھاڑ ڈالے پس میرا اظہار خود میرا حجاب ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

رشک از آن افزون ترست اندر تنم	کز خودش خواہم کہ پنہانش کنم	رشک نے یادہ اس لیئے تن مین تجھے	کہ کرون اپنے کو پنہان آپ سے
ز آتش رشک گران آہنگ من	با دو چشم و گوش خود در جنگ من	قصد میرا رشک کی بس آگ سے	ساتھ چشم وگوش سے مجھ سے لڑے
چون چنین رشکی ست ایجان و دل	پس دہان بر بند و گفتن را ہل	ایسا رشک اے جان و دل جو ہے تجھے	بند کر منھ اور کہنا چھوڑ دے
ترسم ار خامش کنم آن آفتاب	از سوے دیگر بدراند حجاب	ڈرتی ہون گر چپ کرون وہ آفتاب	پھاڑ ڈالے دوسری جا سے حجاب
در خموشی گفت ما اظہر شود	کہ ز منع آن میل افزون تر شود	کہنا خاموشی مین اظہر ہو مرا	کہ ہو رغبت منع سے از بس سوا
گر بغرد بحر غرش کف شود	جوش احببت لان اعرف شود	جوش کف ہووے جو جوش ہو بحر کو	جوش احببت لان اعرف سنو
حرف گفتن بستن آن روزن ست	عین اظہار سخن پوشیدن ست	حرف کہنا اُس کے در کی بستگی	عین اظہار سخن پوشیدگی
بلبلانہ نعرہ زن بر روی گل	تا کنی مشغول شان از بوی گل	مثل بلبل روی گل پر شور کر	انکو بوی گل سے کر مشغول تر
تا بقل مشغول گردد گوش شان	سوی روی گل نپرد ہوش شان	قول سے مشغول تا ہو انکا گوش	روی گل کی سو نجائے انکا ہوش
پیش آن خورشید کو بس روشن ست	در حقیقت ہر دلیلے رہزن ست	آگے اُس خورشید کے کہ ہی جمیل	در حقیقت راہزن ہی ہر دلیل

آغاز کردن مطرب این غزل را در بزم امیر ترک

گل یا سوسنی یا سرو یا ماہی نمی دانم

وزین آشفتہ بیدل چہ می خواہی نمی دانم

خطاب کردن ترک کہ ای قلتبان انچہ میدانی بخوان

شروع کرنا مطرب کا اس غزل کو محفل مین امیر ترک کی

تو گل یا سرو یا سوسن و یا مہ ہے نہین جانون

کہ اس آشفتہ بیدل سے تو کیا چاہے نہین جانون

اور خطاب کرنا ترک کا کہ اے بیحیا جو تو جانتا ہے وہ گا

مطرب آغازید نزد ترک مست	در حجاب نغمہ اسرار الست	پس وہ مطرب گا یا پیش ترک مست	پردۂ نغمہ مین اسرار الست
می ندانم کہ تو ماہی یا وثن	می ندانم کہ چہ میخواہی ز من	مین نجانون کہ تو بت یا ماہ ہی	مین نجانون مجھ سے کیا خواہش رکھے
می ندانم تا چہ خدمت آرمت	تن زنم یا در عبادت آرمت	مین نجانون تیری کیا خدمت کرون	چپ ہون یا حال تیرا مین کہون

ف۱ جوش کف آہ ۵ شعر جوش کف کو ہوا۔ کہ جوش دریا کو ہو جوش احببت لان اعرف کا سنو حرف کہنا اس کے دروازہ کی بستگی عین اظہار سخن کی پوشیدگی ہے آگے مثال ہے بلبل کی مانند روح گل پر شور کر اور اُن کو بوے گل سے مشغول تر کر اور تا کہ قول سے ان کا گوش مشغول ہو اور روے گل کی طرف ان کا ہوش نہ جائے آگے اس خورشید کے کہ جمیل ہے حقیقت مین ہر دلیل راہزن ہے یعنی عین کلام کرنا ناز کی پوشیدگی ہے کیونکہ سامع کلام کی طرف جاتا ہے اور دیدار سے محروم رہتا ہے آگے مطرب کا بیان ہے فافہم ۱۲

ف۲ پس وہ مطرب الخ ۴ شعر پس وہ مطرب آگے ترک مست کے گایا نغمہ کے پردہ مین اسرار الست کو مین نجانون تو بت یا ماہ ہے مین نہ جانون مجھ سے کیا خواہش رکھتا ہے مین نہ جانون کہ تیری کیا خدمت کرون چپ رہون یا تیرا حال مین کہون اسے عجب اگر تو مجھ سے پوشیدہ نہین ہے مین نہ جانون کہ مین کہان اور تو کہان ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ف۳ صحبت آئی مجھے یہ کہ سمجھون مین ۱۲

ای عجب گر نیستی از من جدا — من ندانم من کجاؤ تو کجا
می ندانم که مرا چون می کشی — گاه در بیگاه در خون میکشی
همچنین لب در ندانم باز کرد — می ندانم می ندانم ساز کرد
چون ز حد شد ندانم از شگفت — ترک ما را زین حرارت دل گرفت
بر جهید آن ترک و دبوسی کشید — تا علیّا بر سر مطرب دوید
گرز را بگرفت سرهنگی بدست — گفت نے مطرب کشی اینم بدست
گفت این تکرار بیحد و مرش — کوفت طبعم را کوبم بر سرش
قلتبانا می ندانی گه مخور — ور بدانی آنچه میدانی بگو مقصود بر
آن بگو ای گیج که میدانیش — می ندانم می ندانم در مکش
من بپرسم کز کجایی هی مری — تو بگوئی نے ز بلخم نے هری
نه ز هند و نه ز روم و نه ز چین — نه ز شام و نه عراق و باردین
نے ز بغداد و نه موصل نه طراز — در کشی در نے و نے راه دراز
خود بگو تا از کجایی باز ره — هست تفتیح مرادا این جایگه
یا بپرسم که چه خوردی ناشتاب — تو بگوئی نے شرابے نے کباب
نے بقول و نے پنیر و نے بصل — نه ز شیر و نے ز شکر نے عسل
نه قدید و نے ثرید و نے عدس — آنچه خوردی آن بگو تنها و بس
این سخن چون ای دراز از بهر چیست — گفت مطرب زانکه مقصودم خفی ست
می رمد اثبات پیش از نفی تو — نفی کردم تا بری اثبات بو

اے عجب گر تو نہیں مجھ سے نہاں — میں نہ جانوں میں کہاں اور تو کہاں
میں نہ جانوں[۱] کہ تو کیوں کھینچے مجھے — گاہ در بے گاہ خون میں تو رکھے
میں نہ جانوں ایسے ہی وہ کہتا تھا — میں نہ جانوں میں نہ جانوں کرتا تھا
حد سے گذرا میں نہ جانوں جب بھلا — ترک دل تنگ اس حرارت سے ہوا
کود اوہ ترک اور گرز اُسنے لیا — یا علی کہکر کے مطرب پر چلا
گرز پکڑا اک جوان نے ہاتھ سے — بولا نے مطرب کشی بد بات ہے
بولا بدکردار اُس کی نے بسر — طبع میری توڑی توڑوں اسکا سر
بے حیا تو جو نہ جانے گو نہ کھا — جانتا جو کچھ ہے کہ مقصود دا
وہ کہو[۲] اے بد کہ جو تو جانے ہے — میں نہ جانوں میں نہ جانوں مت کہے
جو کہوں میں تو کہاں کا بیر یا — تو کہے میں نے ... ... کا
نے میں ہند اور روم کا ہوں نہ چین — نے عراق و شام کا نہ باردین
نے طراز و موصل و بغداد کا — یہ نہیں کیا کیوں نہیں پر تو چلا
خود کہو تا آیا تو کس جا سے ہے — کہ مفتح ہووے مقصد اس جگہ
یا میں پوچھوں روٹی کیا کھائی شتاب — تا تو کہوے نے شراب نے کباب
نے[۳] پیاز اور نے بقول نے پنیر — اور نہیں شہد اور نہ شکر اور نہ شیر
اور نہ روٹی گوشت اور نہ دال کو — کھایا جو کچھ تو نے وہ تنہا کہو
تو بڑھاتا بات کو ہے کس لئے — بولا مطرب ہے خفی مقصد مجھے
بھاگتا اثبات پہلے نفی سے — نفی کی تا اثبات تا مجکو ملے

سے ۱ میں نجانوں الخ ۲ شعر میں نجانوں کہ تو مجھے کیوں کھینچتا ہے کبھی دروازہ پر اور کبھی خون میں تو رکھتا ہے میں نجانوں وہ ایسا ہی کہتا تھا میں نجانوں میں نجانوں کیا کرتا تھا جب سے کہ میں نجانوں حد سے گذرا ترک تنگدل اس حرارت سے ہوا وہ ترک کودا اور گرز اُس سے لیا یا علی کہکر مطرب پر چلا ایک جوان نے گرز پکڑا ہاتھ سے کہا کہ نہیں یہ مطرب کشی بد بات ہے کہا اس کی بد تکرار نے طبع میری توڑی میں اسکا سر توڑوں اے بے حیا جو نہیں جانتا ہے گو مت کھا جو جانتا ہے وہ کہہ مقصد باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سے ۲ وہ کہو الخ ۱ شعر اے بد وہ کہہ کہ جو تو جانتا ہے میں نجانوں میں نجانوں مت کہو جو میں کہوں کہ تو کہاں کا ہے تو کہے کہ نہیں ہرات کا نہ میں بلخ کا نہ میں ہند کا نہ روم و نہ چین کا و نہ عراق و شام کا و نہ باردین کا نہ طراز و موصل و بغداد کا نہ رے کا راستہ مت بڑھا تا تو خود کہہ کہ آیا کس جا سے ہے کہ مقصد اس جگہ مفتح ہووے یا میں پوچھوں کہ کیا روٹی کھائی ہے تا تو کہے کہ نہ شراب و نہ کباب، یعنی تو میں نجانوں میں نجانوں کہتا ہے وہ کہہ جو تو جانتا ہے اس انکار سے اقرار بہتر جو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سے ۳ نے پیاز الخ ۴ شعر پیاز و نہ بقول نہ پنیر و شہد و نہ شکر و نہ شیر و روٹی گوشت و نہ دال تو نے جو کچھ کھایا وہ تنہا کہو تو بات بڑھاتا ہے کس واسطے مطرب نے کہا کہ مجھے مقصد پوشیدہ ہے اثبات اول بھاگتا ہے نفی سے نفی کی تا اثبات تجھکو ملے یعنی جبتک نفی نہ ہوگی اثبات اس سے بھاگتا ہے تو پس اول نفی کہ اثبات حاصل ہو چنانچہ آگے اس کی مثال میں حدیث فرماتے ہیں فافہم ۱۲

در معنی حدیث موتوا قبل ان تموتوا و تفسیر بیت

حکیم سنائی بمیر ای دوست پیش از مرگ اگر می زندگی

خواہی کہ ادریس از چنین مردن بہشتی گشت پیش از ما

معنی حدیث مین موتوا قبل ان تموتوا اور تفسیر بیت

حکیم سنائی کی تو مرنے سے پہلے دوست اگرچہ زندگی چاہے

کہ ادریس ایسے مرنے سے بہشتی ہم سے پہلے ہے

در فنا آرم بہ نفی این ساز را ۔ چون بمیری مرگ گوید راز را

جان بسی کندی و اندر پردہ ۔ زانکہ مردن اصل بد ناوردہ

تا نمیری نیست جان کندن تمام ۔ بے کمال نردبان نائی بہ بام

چون ز صد پایہ دو پایہ کم بود ۔ بام را کوشندہ نامحرم بود

چون رسن یک گز ز صد گز کم بود ۔ آب اندر دلو از چہ کے رود

غرق این کشتی نیابی ای امیر ۔ تا کہ ننہی اندرو من الاخیر

من آخر اصل دان آن کان طارق است ۔ کشتی وسواس و غی را غارق است

آفتاب گنبد ازرق شود ۔ کشتی ہش چونکہ مستغرق شود

چون نمردی گشت جانکندن دراز ۔ مات شو در صبح اے شمع طراز

تا نگشتند اختران ما نہان ۔ زانکہ پنہان است خورشید جہان

گرز بر خود زن منی بر خود شکن ۔ زانکہ پنبہ گوش آمد چشم تن

گرز بر خود میزنی ہم ای دنی ۔ عکس تست اندر فعالم این منی

مین تجاتون نفی سے اس ساز کو[1] ۔ جو مرے تو مرگ کہوے راز کو

جان بہت ماری و پردہ مین رہا ۔ جو ہے مرنا اصل نے حاصل کیا

نے مرے تا جانکنی پوری نہ ہو ۔ پہونچے کب بے سیڑھی کہہ تو بام کو

کم ہون دو پائے اگر سو پائے سے ۔ چڑھنے والا بام سے عاجز رہے

ایک گز سو گز سے رسی کم ہے ۔ ڈول مین پانی کنوین سے کب بھرے

غرق یہ کشتی نہ ہووے ای امیر ۔ جب تک اُس مین نہ رکھے بوجھ اخیر

بوجھ آخر اصل ہے صدمہ بڑا[5] ۔ کشتی وسوسہ اس کو دیوے ڈبا

آفتاب گنبد ازرق ہو تو ۔ غرق کر خود ہوش کی کشتی کو تو

نے مرے تو جانکنی ہووے دراز ۔ صبح کو ہو مات اے شمع نیاز

نے ہوئے اختر ہمارے تا نہان ۔ جان تو پنہان ہی خورشید جہان

توڑ غرہ گرز کو مار آپ پر ۔ کیونکہ پنبہ گوش آئے چشم تر

گرز مار اپنے پہ تو بس مشفقا[8] ۔ غرہ میرے فعل مین عکس ہے ترا

[1] مین تجاتون الخ شعر مین نفی سے اس ساز کو بجاتا ہون جو تو مرے مرگ راز کو کہے جان بہت ماری اور پردہ مین رہا جو مرنا اصل ہے وہ حاصل نہ کیا جب تک نہ مرے جانکنی پوری نہ ہو بغیر سیڑھی کب پہونچے بام کو اگر سو پائے سے دو پائے کم ہون چڑھنے والا بام سے عاجز رہے مثال ہے ایک گز کی سو گز سے کم رہے ڈول مین پانی کنوین سے کب بھرے یہ کشتی غرق نہ ہووے جب تک اُس مین بوجھ آخر کار نہ رکھے یعنی جبتک نفی نہ ہوگی ہرگز اثبات ثابت نہ ہوگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [5] بوجھ الخ ۵ شعر بوجھ آخر اصل صدمہ بڑا ہے کہ کشتی وسواس کو ڈبا دیوے تو آفتاب گنبد ازرق ہوا اور غرق ہوکر ہوش کی کشتی کو تو نہ مرے جانکنی دراز ہووے کہ صبح کو مات ہوا اے شمع نیاز آوے اس کی خالی ہے جبتک اے اختر جو اس کے پوشیدہ نہیں ہووے تو جان کہ خورشید جہان کا پوشیدہ ہے غرہ توڑ اور گرز خود پر مار کیونکہ چشم سر پنبہ پوش آئی ہے یعنی حواس ظاہری معطل نہیں ہوئے ہین تو جان لے کہ آفتاب معنی کا طلوع نہیں ہوا ہے پس حواس ظاہری حجاب آفتاب معنی کے ہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [8] گرز مار الخ ۸ شعر تو خود پر گرز مار میر ترک کہ میرے فعل مین غرہ تیرا عکس ہے تونے مجھ مین عکس کو اپنے دیکھا کہ تو خود کے قتل کو آمادہ ہے آگے مثال ہے جیسے چاہ کے اندر شیر ڈوبا کہ اپنے عکس کو اس نے دشمن جانا نفی بیشک ہست کی ضد ہے تاکہ تو ضد سے ضد کو ذرا جانے اس زمانے مین بجز نفی کے ضد اعلام کی کب ہے اور اس جہان مین آدمی بیدام کب ہے چاہیئے کہ بے پردہ ہو اور اس مرگ کو قبول کر اور تو اس پردہ کو پھاڑ ایسا مرگ نہیں کہ قبر مین پڑے مرگ تبدیلی چاہیئے کو فرصت ہو بجھے آگے مثال ہے جو مرد بالغ ہوا طفلی مری جو رومی ہوا زنگی چھٹی یعنی ایسی مرگ نہ حاصل کر کہ قبر مین پڑے بلکہ وہ مرگ حاصل کر کہ تبدیلی ہو کہ اوصاف ذمیمہ تیرے اوصاف حمیدہ سے بدل جاوین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

عکس خود در صورت من دیدهٔ　　در قتال خویشتن در پیچیدهٔ
دیکھا مجھ میں تو نے اپنے عکس کو　　قتل کرنے خود کو آمادہ ہے تو

همچو آن شیری که در چه شد فرو　　عکس خود را خصم می پنداشت او
جیسے شیر چاہ کے اندر شد فرو　　جانا دشمن اُس نے اپنے عکس کو

نفی ضد ہست باشد بیشکی　　تا ز ضد ضد را بدانی اندکی
نفی ضد ہی ہست کی بیشک بھلا　　تا کہ ضد سے ضد کو تو جانے ذرا

این زمان جز نفی ضد اعلام نیست　　اندرین نشاة دمی بی دام نیست
اس زمانہ نفی ضد اعلام کب　　اس جہان میں نہ آدمی بیدام کب

بی حجابت باید ستای ذو لباب　　مرگ را بگزین و بدر آن حجاب
چاہیئے بے پردہ ہوا اس مرگ کو　　کر قبول اور چھپا اس پردہ کو تو

نی چنان مرگی که در گور ہی روی　　مرگ تبدیلی که در نوری شوی
مرگ نے ایسی کہ مرقد میں پڑے　　مرگ تبدیلی کہ فرحت ہو تجھے

مرد چون بالغ شد آن طفلی بمرد　　رومی چون شد صبغهٔ زنگی ستُرد
مرد جو بالغ ہوا طفلی مری　　جو ہوا رومی تو زنگی چھٹی

خاک زر شد هیئت خاکی نماند　　غم فرح شد خار غمناکی نماند
خاک زر ہو شکل نے خاکی رہے　　غم خوشی ہو بس نہ غمناکی رہے

مصطفیٰ زین گفت ای اسرار جو　　مرده را خواہی که بینی زنده تو
اس لئے بولے نبی اے رازجو　　جو نسبت مردہ کو کہ زندہ دیکھے تو

میرود چون زندگان بر خاکدان　　مرده و جانش شده بر آسمان
مثل زندوں کے چلے ہے خاک پر　　مردہ ہو اور جان گئی افلاک پر

جانش را این دم ببالا مسکنیست　　گر بمیرد روح او را نقل نیست
جان اسکی رہے ہر دم چرخ پر　　گر مرے تو جان کو اسکی نقل ہو

زانکه پیش از مرگ او کردست نقل　　این بمردن فهم آید نی بعقل
کیونکہ ہوا نقل اُنکے پہلے مرنے سے　　فہم میں کب آئے یہ مگر عقل کے

نقل باشد نی چو نقل جان عام　　همچو نقلے از مقامے تا مقام
نقل ہے نہ ہو یوں نقل جان مردمان　　جیسے نقل ایک ہو مکان تا مکان

هر که خواهد کو ببیند بر زمین　　مرده را کو میرود ظاهر چنین
جو کوئی چاہے زمین پر مردہ کو　　دیکھے یہ چلتا ہوا ظاہر میں وہ

مر ابوبکر تقی را گو ببین　　شد ز صدیقی امیر المحشرین
دیکھے بوبکر تقی صدق کو　　صدق سے ہیں امیر صدیق کہ جو

اندرین نشاة نگر صدیق را　　تا بحشر افزون کنی تصدیق را
اس جہان میں دیکھ تو صدیق کو　　حشر میں کامل کرے تصدیق کو

پس محمد صد قیامت بود نقد　　زانکه حل شد از فنایش حل و عقد
پس محمد سو قیامت نقد تھے　　کہ فنا میں اُنکے عقدے حل ہوئے

زادهٔ ثانی ست احمد در جهان　　صد قیامت بود او اندر عیان
پیدا ثانی تھے جہان میں مصطفیٰ　　سو قیامت تھے محمد ظاہرا

زو قیامت را همی پرسیده اند　　کای قیامت تا قیامت راه چند
آپ سے پوچھا قیامت کو جو جا　　کہ اے قیامت تا قیامت بُعد کیا

با زبان حال می گفتی بسے　　که ز محشر حشر را پرسد کسے
آپ فرماتے زبانِ حال سے　　کہ کوئی محشر سے پوچھے حشر سے

سلہ۵ خاک زر ہو الخ ۶ شعر خاک زر ہو کہ شکل خاکی نہ رہے اور غم خوشی ہو اور غمناکی نہ رہے اور اسواسطے جناب رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ تو مردہ کو چاہے زندہ دیکھے کہ مثل زندوں کے خاک پر چلے اور جان آسمان پر گئی اسکی جان ہر دم آسمان پر ہو اگر مرے اسکی جان کو نقل نہیں ہے کیونکہ انسے مرگ سے پہلے نقل کی یہ فہم میں عقل کی یہ مرگ کر آئے یہ نقل نہیں ہے مانند جان مردوں کے جیسے نقل ہو ایک مکان سے ایک مکان تک یعنی جو مرنے سے اول مرتا ہو اور جان اسکی آسمان پر جاتی ہو تو بعد نفی وجود کے اسکی جان کا تصرف زمین پر ایسا ہی رہتا ہے اسکو جناب رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے المومن لا یموتون آگے اس کا بیان ہو فافہم ۱۲ سلہ۵۲ جو کوئی چاہے الخ ۷ شعر جو کوئی چاہے کہ مردہ کو زمین پر دیکھے چلتا ہوا تو بظاہر میں وہ دیکھے ابوبکر تقی صدق کو کہ جو صدق سے امیر صدیق ہوئے ہیں تو دیکھ صدیق کو پس محمد صلعم سے قیامت نقد تھی کہ انکی فنا میں عقدے حل ہوئے مصطفیٰ پیدا ثانی تھے اس جہان میں محمد صلعم صد قیامت ظاہر تھے آپ سے جو جا کر قیامت کو پوچھا کہ آپکی قیامت سے قیامت کسقدر بعد کیا ہے آپ نے فرمایا زبان حال سے کہ کوئی حشر سے حشر کو پوچھتا ہے ف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت نے فرمایا کہ وہ مردہ ہیں اور زندہ پر چلتے ہیں پس رسول اللہ سو قیامت تھے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

بہر این گفت آن رسول خوش پیام | رمز موتوا قبل موتوا یا کرام
همچنانکه مرده ام من قبل موت | زان طرف آورده ام من صیت و صوت
پس قیامت شو قیامت را ببین | دیدن هر چیز را شرط است این
تا نگردی او ندانی این تمام | خواه کان انوار باشد یا ظلام
عقل گردی عقل را دانی کمال | عشق گردی عشق را بینی جمال
نار گردی نار را دانی یقین | نور گردی هم بدانی آن و این
گفتمی برهان برین دعوی متین | گر بدی ادراک اندر خورد این
هست انجیر این طرف بسیار خوار | گر رسد مرغی قنق انجیر خوار
در همه عالم اگر مرد و زن اند | دمبدم در نزع و اندر مردن اند
این سخنها را وصیت ها شمر | که پدر گوید در آن دم با پسر
تا بروید رحمت و عبرت بدین | تا بمیرد بغض و رشک و کین
تو بدان نیت نگر در اقربا | تا ز نزع او بسوزد دل ترا
کل آت آت آن را نقد دان | دوست را در نزع و اندر فقد دان
ور غرضها این نظر گردد حجیب | این نظرها را برون افکن ز جیب
ور نیاری خشک بر عجزی مایست | زانکه با عاجز گزیده معجزیست
عجز زنجیری ست زنجیرت نهاد | چشم در زنجیر نه باید گشاد
پس تضرع کن که ای هادی زیست | باز بودم لیک گشتم این ز چیست

اس ١ لئے فرمایا احمد نے بیان | رمز موتوا قبل موتوا کا عیان
جس طرح سے میں مرا ہوں قبل موت | اس طرف لایا ہوں یہ آواز صوت
پس قیامت ہو قیامت دیکھ تو | شرط یہ ہے دیکھنے کی ہر چیز کو
نے کیا جبتک یہ جانے نے تمام | خواہ وہ انوار ہو یا ہو ظلام
عقل ہو تو عقل کا جانے کمال | عشق ہو تو عشق کا جانے جمال
نار ہو جائے یقیناً نار تو | نور ہو تو جانے نار اور نور کو
کہتا برہان ایک اس دعوے پہ مین | ہوتا گر ادراک اس لائق تمہین
ہین ٢ یہان انجیر اور زان بیشمار | مرغ مہمان آئے گر انجیر خوار
مرد اور زن سارے عالم مین جو ہین | دمبدم مرنے مین ہین اور نزع مین
ان وصیت جان ان باتونکو تو | کہ پدر اس دم کہے فرزند کو
تا اُسکے رحمت و عبرت اُس سے بھی | تا کٹے جڑ بغض و کینہ و رشک کی
اس نیت سے دیکھ سوے اقربا | تا دکھے دل نزع سے اُنکی ترا
آنیوالے آئین انکو نقد جان | دوستون کو جان گم اور ان بجان
اس ٣ نظر سے پردہ جو غرضون مین ہو | اس نظر سے دور رکھ تو آپ کو
ٹھہر مت عجز و نیاز خشک پے | کیونکہ بس عاجز کے معجز ساتھ ہے
عجز زنجیر اور رکھے زنجیر کو | دیکھو رکھنے والا تو زنجیر کو
پس تو زاری کر کہ اے ہادی جیے | باز تھا میں جھر ہوا مین کس لیئے

سـ ٥١ اس لئے فرمایا آور شعر احمد صلعم نے اس سے رمز فرمایا موتوا قبل ان تموتوا کا جیسے میں مرا ہوں قبل موت کے اس طرف سے مین لایا ہون آواز و صوت کو پس قیامت ہو تو قیامت دیکھ کہ ہر چیز کے دیکھنے کی یہ شرط ہے یہ جبتک کہا نہ جائے بالکل خواہ وہ آزاد ہو یا ظلام ہو عقل ہو تو عقل کا کمال جانے اور عشق ہو تو عشق کا جمال دیکھے نار ہو تو یقیناً نار جانے اور نور ہو تو نار و نور کو جانے مین ایک برہان کہتا اس دعوی پر اگر تمہین ادراک اس لائق ہوتا یعنی مر و تم پہلے مرنے سے کہ جیسے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہین لا الہ الا اللہ کے معنی یہی ہین کہ نفی وجود کی کرتی ہے اللہ ثابت ہو گیا گویا سمجھ کے بدل جائے گا مقام نفی اثبات ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سـ ٥٢ مین یہان آخر ٦ شعر یہان انجیر ارزان بیشمار ہین اگر مرغ انجیر خوار مہمان آئے جو مرد و زن تمام عالم مین ہین دمبدم مرتے ہین و نزع مین ہین پیش ان باتون کو تو وصیت جان کہ پدر اس وقت فرزند کو کہے تا اس سے رحمت و عبرت آئے و تا جڑ بغض و کینہ و رشک کی کٹے اس نیت سے جانب اقربا کے دیکھ کہ انکی نزع سے تیرا دل دکھے آنے والے آئین انکو نقد جان اور دوستون کو گم و لب بجان جان یعنی اگر تو خود کو فنا کرے اس دم تجھے اہل فنا کا حال معلوم ہو وسے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سـ ٥٣ اس نظر سے آخر ٨ شعر اس نظر سے جو پردہ غرضون مین ہو پس اس نظر سے تو خود کو دور رکھ عجز و نیاز خشک پر مت ٹھہر کیونکہ عاجز کے ساتھ معجزہ ہے عجز زنجیر اور تو زنجیر رکھتا ہے تو زنجیر کے رکھنے والیکو دیکھ پس تو زاری کر کہ اے ہادی جیتے مین باز تھا جھڑ ہوا اسکو واسطے مین یہ شہر زن یا دن کا نام ہے کہ نفی خسر ہر دم قہر سے ہے مین تیری نصیحت سے بجز ہوا بت شکن دعوی مین ہون اور خود بت گر ہو دیا و صنعت کی غرض ہو یاد مرگ کی ہو مثل خزان کے اور تواصل برگ ہو یہ مرگ برسون ڈھول کو ٹٹی ہے اور کان بے وقت حرکت کرتا ہے یعنی صنعت یار کیا یعنی فرض نہین ہے یاد مرگ کی ہر دم فرض ہے کہ تا تجکو خواہشات دنیا سے فراغت ہو دستیں ہنگام مرگ یاد رہنے سے کیا فائدہ آگے بیان غافل کا مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

سخت تر افشرده ام در شر قدم	که لفی خسرم ز قهرت دمبدم
از نصیحت های تو کر بوده ام	بت شکن دعوی و بت گر بوده ام
یاد صنعت فرض تر یا یاد مرگ	مرگ مانند خزان تو اصل برگ
سالها این مرگ طبلک می زند	گوش تو بیگاه جنبش می کند

سخت گاڑا ہے میں نے پاؤں بدی میں ہے	کہ لفی خسر سے ہر دم قہر ہے
میں نصیحت سے تری بہرا ہوا	بت شکن دعوی میں اور بت گر بنا
یاد صنعت فرض ہے یا یاد مرگ	مرگ ہے گر اصل خزاں تو اصل برگ
کوٹتی ہے مرگ برسوں ڈھول ہے	کان بیوقت اب ترا حرکت میں ہے

تشبیه مغفلی که عمر ضائع کند و در نزع بیدار شود به ماتم اهل حلب

تشبیہ ایسے غافل کی کہ عمر ضائع کرے اور نزع کے وقت بیدار ہووے مثل ماتم اہل حلب کے

گوید اندر نزع از جان آه مرگ	این زمان کردت خود آگاه مرگ
این گلوی مرگ از نعره گرفت	طبل او بشکافت از ضرب اشگفت
در دقایق خویش را در تافتی	رمز مردن این زمان دریافتی
روز عاشوره همه اهل حلب	باب انطاکیه اندر تا بشب
گرد آیند مرد و زن جمعی عظیم	ماتم آن خاندان دارد مقیم
تا بشب نوحه کنند اندر بکا	شیعه عاشوره برای کربلا
بشمرند آن ظلمها و امتحان	کز یزید و شمر دید آن خاندان
از غریو و شورها در سر گذشت	پر همی گردد همه صحرا و دشت

کھوے اندر نزع جان سے آہ مرگ[۵۱]	تو نے اب خود ہی کیا آگاہ مرگ
دابی گردن مرگ کی خود کھینچ کے	اور پھٹا طبل اسکا اسکی ضرب سے
نکتہ فہمی میں ہوا مشہور تو	پائی اب مرنے کی تو نے رمز کو
روز عاشورے کے سب اہل حلب	شہر انطاکیہ کے در پر تا بشب
جمع ہو کر[۵۲] مرد و زن جم غفیر	ماتم حسنین میں کرتے نفیر
رات تک نوحہ کریں اندر بکا	شیعہ عاشورہ کو بہر کربلا
گنتے ہیں ایک ایک وہ ظلم و بلا	جو یزید و شمر نے ان پر کیا
شور و غوغا اسقدر حد سے ہوا	دشت و صحرا بالکل اس سے بھر گیا

رسیدن شاعر بحلب روز عاشوره و حال معلوم نمودن و نکته گفتن و بیان حال کردن

آنا ایک شاعر کا حلب میں عاشورہ کے روز اور حال معلوم کرنا اور نکتہ کہنا اور حال بیان کرنا

یک غریبی شاعری از ره رسید	روز عاشوره و آن افغان شنید
شهر را بگذاشت و آن سو رای کرد	قصد جستجوی آن هیهای کرد

اک مسافر[۵۳] شاعر اس جا آ گیا	روز عاشورے کے اور افغان سنا
شہر کو چھوڑا وہ اس جانب گیا	جستجوی ہائے ہو میں وہ پڑا

۵۱ کھوے اندر نزع الخ یہ شعر نزع میں کھوے جان سے آہ مرگ کہ تو نے خود سے اب آگاہ کیا ہو مرگ کی خود کھینچ کر گردن مرگ کی دابی کر طبل اسکا پھٹا اسکی ضرب سے تو نکتہ فہمی میں مشہور ہوا اور اب تو نے مرگ کے رمز کو پایا جیسے روز عاشورہ کے سب اہل حلب نے شہر انطاکیہ کے دروازہ پر شب کو ہنگامہ کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ جمع ہو کر الخ یہ شعر مرد و زن جمع ہو کر ایک جم غفیر ماتم حسنین میں شور و بکا کرتے تھے رات کو نوحہ و بکا کرتے تھے شیعہ لوگ بروز عاشورہ کربلا کے واسطے ایک وہ ظلم و بلا گنتے ہیں جو یزید و شمر نے انپر کیا ہے اس قدر شور و غوغا حد سے ہوا کہ بالکل دشت و صحرا اس سے بھر گیا آگے شاعر کے آنے کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ ایک مسافر الخ یہ شعر ایک مسافر اس جا پر گیا روز عاشورہ کے اور فغان سنا پس اس نے شہر کو چھوڑا اور اس جانب گیا اور ہائے ہوئی جستجو میں وہ ٹھہرا ہر ایک سے جدا پوچھتا پھرتا تھا کہ کیا غم ہے اور کس کا ماتم ہے کوئی بڑا رئیس مر گیا کہ ایسا مجمع ادنی کام میں کب ہوا ہے مجکو اس کا نام و القاب بتلاؤ کہ میں مسافر ہوں اور تم اس گاؤں کے ہو اس شخص کا کیا نام ہے و پیشہ و وصف کیا ہے تاکہ اس کے لطف کا میں مرثیہ لکھوں کہ میں ایک شاعر ہوں تاکہ روٹی کپڑا یہاں سے لیجاؤں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پرس پرسان می شد اندر نقاد | چیست این غم بر کہ این ماتم فتاد
این رئیسی رفت باشد کہ بمرد | این چنین مجمع نباشد کار خرد
نام او والقاب او شرحم دہید | کہ غریبم من شما اہل دہ اید
چیست نام و پیشہ و اوصاف او | تا بگویم مرثیہ ز الطاف او
مرثیہ سازم کہ مرد شاعرم | تا ازین جا برگ و لالنگی برم
آن یکی گفتش کہ تو دیوانہ | تو نہ شیعہ عدو خانہ
روز عاشورا نمیدانی کہ ہست | ماتم جانی کہ از قرنی بہ است
پیش مومن کے بود این قصہ خوار | قدر عشق گوش عشق گوشوار
پیش مومن ماتم آن پاک روح | شہرہ تر باشد ز صد طوفان نوح

پوچھتا پھرتا تھا ہر اک سے ہجا | کیا ہے یہ غم کس کا یہ ماتم ...
مر گیا کوئی رئیس ہے کیا بڑا | ایسا مجمع کام ادنی کب ...
نام و القاب اس کا بتلاؤ مجھے | میں مسافر ہوں نہ تم اس گاؤں ...
کیا ہے نام و پیشہ و صفت اس شخص کا | لطف کا اس کے کہوں تا م...
مرثیہ لکھوں کہ اک شاعر ہوں میں | روٹی کپڑا پاؤں ہے تا ایجاد ...
ایک بولا اس سے دیوانہ ہے تو | نے تو شیعہ نہ ہے اس گھر کا ...
روز عاشورہ نہ جانے تو کہ ہے | ماتم اس جان کا کہ بہتر قرن ...
آگے مومن کے یہ کب قصہ ہو خوار | عشق کے مقدار کو کوشش کرا...
ماتم انکا آگے مومن کے بشر | نوح کے طوفان سے مشہ...

نکتہ گفتن شاعر جہت شیعہ حلب

نکتہ کہنا شاعر کا واسطے شیعہ حلب سـ...

گفت آری لیک کو دور یزید | کی بدست آن غم چہ دیر اینجا رسید
چشم کوران آن خسارت را بدید | گوش کران این حکایت را شنید
خفتہ بودستید تا اکنون شما | تا کنون جامہ درید ید از عزا
پس عزا بر خود کنید ای خفتگان | زانکہ بد مرگیست این خواب گران
روح سلطانی ز زندانی بجست | جامہ چون درّیم و چون خاییم دست
چونکہ ایشان خسرو دین بودہ اند | وقت شادی شد چو بشکستند بند
سوی شادروان دولت تاختند | کندہ و زنجیر را انداختند
روز ملک ست و گہ شاہنشہی | گر تو یک ذرہ از ایشان آگہی
ورنہ آگہ برو بر خود گری | زانکہ در انکار نقل محشری

بولا سچ[۲] دور یزیدی ہے کہاں | کب ہوا وہ غم ہے اب آیا یہ ...
آنکھ نے اندھوں کی وہ دیکھی بلا | کان نے بہروں کے یہ قصہ ...
آجتک سوتے تھے تم ای خود سے گم | پھاڑتے کپڑے ہو اب ماتم سے ...
اپنا تم ماتم کرو اے غافلو | کیونکہ غفلت مرگ بد ہے ...
روح اس سلطان کی زندان سے چھٹی | پھاڑیں ہم کیوں کپڑے چابیں ...
جو کہ شاہنشاہ تھے وہ دین کے | ہے خوشی کا وقت چھوٹے قیـ...
قصر سلطانی کی جانب وہ گئے | بیڑی اور کندہ کو پھینکا پاؤ...
دور ملک اور وقت سلطانی کا ہے | آگہی گر ذرہ ان سے تو ...
گر نہ[۳] آگہ ہے تو جا رو آپ پہ | کیونکہ انکاری میں ہی تو حشر ...

سـ۱ ایک بولا آخ ۴ شعر ایک نے اس سے کہا کہ تو دیوانہ ہے تو شیعہ نہیں ہے اس گھر کا دشمن ہے تو نہیں جانتا ہو کہ روز عاشورہ ہے اور ماتم اس جان کا ہو کہ بہتر قرن سے ہے ... اس کے حقائق ہیں یہ قصہ آگے مومن کے کب خوار ہوا یا تو عشق کی مقدار کو کوشش کرا انکا ماتم مومن کے نزدیک طوفان نوح سے مشہور تر ہے آگے بیان نکتہ کا ہے فافہم

سـ۲ بولا سچ آخ ۸ شعر کہا کہ سچ ہے دور یزیدی کہاں ہے وہ غم کب ہوا اور اب بیان آیا ہے اندھوں کی آنکھ نے وہ بلا دیکھی اور بہروں کے کان نے یہ قصہ سنا آجتک سوتے تھے اسے خود سے گم اب تم کپڑے پھاڑتے ہو ماتم سے اے غافلو تم اپنا ماتم کرو کیونکہ غفلت مرگ بد ہے روح اس سلطان کی زندان سے چھٹی ہم کیوں کپڑے پھاڑیں اور ہاتھ بھی چابیں جو کہ وہ دین کے شہنشاہ تھے خوشی کا وقت ہو کہ قید سے چھوٹے وہ قصر سلطانی کی جانب گئے بیڑی و کندے کو پاؤں سے پھینکا اور دور ملک اور وقت سلطانی کا ہے اگر تو ان سے آگہی اک ذرہ رکھتا ہے یا تی حال آگے ہے فافہم

سـ۳ گر نہ آگہ ہے آخ ۵ شعر اگر تو آگہ نہیں ہے جا اور خود پہ رو کیونکہ تو حشر کے انکار میں ہے تو اپنے دل و دین خراب پر گریہ کر کہ تو بجز اس خاک کے جو نہیں دیکھتا ہے اگر تو دیکھتا ہے تو کیوں وہ نہیں دلیر ہوتا ہے اور یہاں شاد اہل چشم سیر ترے منھ پر دین کی خوشی کہاں ہے اور اگر بجز دیکھتا ہے تو دست سخی کہاں ہے اب سے ہرگز دریغ نہ ہو جو قہر کو دیکھے اور دریا سکر وہ کوئی گہر جو قہر کو دیکھے یعنی تجکو دین کے حال سے آگاہی نہیں ہے کہ تو آل رسول اللہ سے آگہی نہیں رکھتا ہے آگے حرص دنیا کا بیان ہے فافہم

بر دل و دین خرابت نوحه کن	چون نمی بیند جز این خاک کهن	تو دل و دین خراب اپنے پہ رو	تو نہ جز اس خاک کے دیکھے ہے جو
ور همی بیند چرا نبود دلیر	پشت دارو جان سپار و چشم سیر	گر تو دیکھے کیوں نہیں ہووے دلیر	جان نثار اہل ہدا و چشم سیر
در رخت کو از پی دین فرخی	گر ببیدی بحر کو کف سخی	تیرے منہ پہ دین کی کان ہو خوشی	دیکھتا گو بحر کان دست تہی
آنکه جو دید آب را نکند دریغ	خاصه آن کو دید دریا را و میغ	نے دریغ ہو آب سے جو دیکھے تو	خاص وہ کوئی جو دیکھے بحر کو

تمثیل حریص دنیا بمورے کہ بہ دانہ از خرمن قانع شود

مثال حریص دنیا کی چیونٹی سے کہ ایک دانہ پہ خرمن سے قانع ہووے

مور بر دانه ازان لرزان بود	که ز خرمن آگاه خود عمیان بود	چیونٹی دانہ پہ ہو پرخوف اس لئے	اپنے خرمن سے نہ بینائی رکھے
میکشد ریک دانه را از حرص و بیم	چون نمی داند چنان جاش عظیم	لیتی اک دانہ ہے حرص و خوف سے	جو نہیں خرمن پڑا ہو کہتا اسے
صاحب خرمن همی گوید که هی	اے ز کوری پیش تو معدوم شی	صاحب خرمن کہے افسوس ہے	اندھے پن سے جانے تو معدوم شے
تو ز خرمن های ما آن دیده	کاندران دانه بجان پیچیده	تو نے وہ دیکھا ہے خرمن سے مرے	ایک دانہ ساتھ جان کے تو رکھے
ای بصورت ذره کیوان را ببین	مور لنگی رو سلیمان را ببین	اے بشکل ذرہ کیوان کو تو دیکھ	چیونٹی لنگڑی جا سلیمان کو تو دیکھ
تو نه این جسمی بل آن دیده	وا رهی از جسم گر جان دیده	تو نہیں یہ جسم بلکہ وہ چشم ہے	دیکھے گر جان کو تو چھوٹے جسم سے
آدمی دید است باقی لحم و پوست	هرچه چشمش دیده است آن چیز اوست	آدمی ہے دید باقی پوست ہے	آنکھ نے جو دیکھا وہ سب دوست ہے
کوه را غرقه کند یک خم ز نم	منفذش گر باز باشد سوی یم	خم ڈبادے کوہ کو از راہ نم	منبع اک کھل جائے جبکہ سوئے یم
چون بدریا راه شد از جان خم	خم با جیحون بر آرد اشتلم	جان خم سے رہ جو دریا میں ہوئی	خم رکھے جیحون کے اوپر برتری
زین سبب قل گفته دریا بود	گرچه نطق احمدی گویا بود	قول دریا اس سبب سے قل ہوا	گرچہ نطق احمدی نے ہے کہا
گفته او جمله در بحر بود	که دلش را بود در دریا نفوذ	قول انکے سب تھے دریا کے گہر	جو تھا انکے دل کو دریا میں گذر
داد دریا چون ز خم ما بود	چه عجب گر ماهی دریا بود	جو دو دریا جو ہمارے خم سے ہو	کیا عجب ہے ماہی دریا سے ہو جو

سے چیونٹی الخ یہ شعر کہ چیونٹی دانہ پہ ہو اس واسطے پرخوف ہے کہ اپنے خرمن سے بینائی نہیں رکھتی ہے ایک دانہ حرص سے لیتی ہے جو پڑا خرمن الگ نہیں رکھتا ہے صاحب خرمن کہتا ہے کہ افسوس ہے اندھے پن سے تو معدوم شے جانتا ہے تونے وہ میرے خرمن سے دیکھا ہے کہ ایک دانہ جان کے ساتھ تو رکھتا ہے اے ذرہ کی شکل تو کیوان کو دیکھ اور اے چیونٹی لنگڑی تو جا سلیمان کو دیکھ تو یہ جسم نہیں ہے بلکہ وہ چشم ہے کہ اگر جان کو تو دیکھے تو جسم سے چھوٹے آدمی دید ہے اور باقی پوست ہے اور جو آنکھ نے دیکھا سب وہی ہے یعنی آدمی جسم نہیں ہے دید ہے کہ جو کچھ دیکھتا ہے اسی کو دیکھتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

سے خم ڈبادے الخ یہ شعر ایک خم کوہ کو ڈبا دے از راہ نم کے جبکہ ایک منبع کھل جائے جانب بحر خم کی جان سے جو راہ دریا میں ہوئی وہ خم جیحون کے اوپر برتری رکھے اسواسطے قول دریا کا قل ہوا ہے اگرچہ نطق احمدی نے کہا ہوا ان کے سب قول گوہر دریا کے تھے جو کہ انکے دل کو دریا میں گذر تھا بخشش دریا کی جو ہمارے خم سے ہو کیا عجب ہے کہ جو ماہی دریا سے آگے اس کی مثال ہے چشم سر جو نقش قمری بر چرخ کی کو دیکھے جاری اور وہ بلکہ پر تمام جو چشم احول کی دو بینی وصف ہے کہ اول آخر دو آخر اول ہے یعنی جس حال میں منبع بحر معنی سے کھلجائے وہ جان تمام عالم سے برتر ہے اسواسطے جناب رسول مقبول صلعم کو حکم قل کا آیا کہ انکی جان ذات حق سے پیوستہ تھی لیس اُن کا کلام کلام خدا تھا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

چشم حس افسردہ بر نقش قمر / تو ہمی بینی داد و مستقر
این دوئی اوصاف دید احول است / ورنہ اول آخر آخر اول است
ہین گذر از نقش خم در خم نگر / کاندرو بحریست بے پایان دسر
پاک از آغاز و آخر آن عذاب / ماندہ محرومان قہرش در عذاب
اینچنین خم دان تو دریاء الیقین / زندہ از وے آسمان و ہم زمین
گشتہ دریاے دوئی و ہین وصل / شد ز سو در بیسوئی در عین وصل
بلکہ وحدت گشتہ او را در وصال / شد خطاب او خطاب ذو الجلال
بعد ازان گویم حقم منصور وار / تا شود بردار شہرت او سوار
تا چنین سر جہان ظاہر شود / مقبل اندر جست و جو ماہر شود
تا فزاید در جہاد و کوشش او / تا میسر گرددش دیدار ہو
اہل دل ہمچون کہ جو در دے روان / بے دوئی یک گشتہ در دریای جان
ہیچ معلوم گردد این ز بعث / بعث را جو کم کن اندر بعث بحث
شرط روز بعث اول مردن است / زانکہ بعث از مردہ زندہ کردن است
جملہ عالم زین غلط کردند راہ / کز عدم ترسند و آن آمد پناہ
از کجا جوئیم علم از ترک علم / از کجا جوئیم حلم از ترک حلم
از کجا جوئیم حال از ترک حال / از کجا جوئیم قال از ترک قال
از کجا جوئیم ہست از ترک ہست / از کجا جوئیم دست از ترک دست

جم گئی نقش قمر سے چشم سر / دیکھے تو جاری وہ قائم جا[...]
چشم احول کی دوئی اوصاف ہو / اول آخر آخر اول ہے و[...]
نقش خم کو چھوڑ خم مین دیکھ تو / اُس مین اک دریا ہے بیحد ا[...]
اول آخر سے بری شیرین وہ آب / قہر سے محروم ان مین اندر عذ[...]
ایسے خم کو جان دریا بالیقین / اُس سے زندہ آسمان ہے اور زمی[...]
ٹوٹا دریاے دوئی با عین وصل / سو سے بیسو مین گیا با عین وص[...]
بلکہ ہوئی وحدت اُسے اندر وصال / اور ہوا قول اسکا قول ذو الجلا[...]
پھر انا الحق کہے وہ منصور وار / دار پر شہرت کی ہووے تا سو[...]
بھید ظاہر ایسا تا عالم مین ہو / ہو پھر اک مقبول اندر جستج[...]
تا فزون ہو اس کا جہد و جستجو / تا میسر ہو اُسے دیدار ہ[...]
اہل دل اسمین ہون جیسے جو روان / اک ہوئی بے دوئی اندر بحر [...]
کس سے ہو معلوم یہ ہو بعث سے / بعث جو کم سعی کر اندر بحث [...]
پہلے مرنا بعث کے بس شرط ہے / کیونکہ بعث ہو زندہ کرنا مرگ [...]
سارا عالم اس سبب بھولا ہے راہ / کہ عدم سے ڈرتے اور ہے وہ پنا[...]
کان سے ڈھونڈھون علم ترک علم سے / کان سے ڈھونڈھون حلم ترک حلم [...]
کان سے ڈھونڈھون حال ترک حال سے / کان سے ڈھونڈھون قال ترک قال [...]
کان سے ڈھونڈھون ہست ترک ہست سے / کان سے ڈھونڈھون دست ترک دست [...]

ا؎ نقش خم آلخ ۵ شعر تو نقش خم کو چھوڑ اور خم مین دیکھ کہ اُس مین ایک دریاے بیحد ہے وہ آب شیرین اول آخر سے بری ہے اور محرومان قہر سے عذاب مین ہین تو ایسی خم کو دریا جان کہ اُس سے آسمان و زمین زندہ ہے دریا دوئی کا ٹوٹا عین وصل مین اور سو سے دریا دوئی کا ٹوٹا عین وصل مین بلکہ اُسے وحدت ہوئی وصال مین اور اُس کا قول خدا ہے یعنی جس جسم مین کہ دریاے ذات موجزن ہو اُسے وحدت وصال مین ہے اور اس کا کلام کلام خدا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ؎ پھر انا الحق آہ ۷ شعر پھر وہ منصور کے مانند انا الحق کہے اور دار پر شہرت کے واسطے سوار ہووے تا عالم مین ایسا بھید ظاہر ہوا اور پھر ایک مقبول اندر جستجو کے ہو تا زیادہ ہو اس کا جہد و جستجو تا میسر ہو اُسے دیدار ہو اہل دل اُسمین ایسے ہین جیسے نہر روان اور ایک ہوے بے دردی کی اندر بحر جان کے یہ کس سے معلوم ہو بعث سے بعث کو ڈھونڈھ اور بحث مین سعی کم کر کہ بعث سے اول مرنا شرط ہے کیونکہ بعث ہو زندہ کرنا بعد مرنے کے سارا عالم اس سبب سے راہ بھولا ہو کہ عدم سے ڈرتے ہین وہی پناہ ہے یعنی اندر بحر ہو کہ اہل دل مثل نہر کے جاری ہین اور ایک ہوئے ہین بے دوئی کے اور یہ بات بعث مین ظاہر ہو گی کہ جو مرنے کے بعد زندگی ہو گی آگے اسکا بیان ہو فافہم ۱۲ ؎ کان سے آلخ ۶ شعر کہان سے علم کون ترک علم سے اور کہان سے حلم ڈھونڈھون ترک حلم سے اور کہان سے حال ڈھونڈھون ترک حال سے اور کہان سے قال ڈھونڈھون ترک قال سے اور کہان سے ہست ڈھونڈھون ترک ہست سے اور کہان سے دست ڈھونڈھون ترک دست سے یہی تو کر سکتا ہوا اور نعم المعین دیدہ معدوم ہین کو ہست مین جو یہ آنکھ پیدا عدم سے ہوئی ہے بالکل معدوم دیکھا ذات ہست کو یہ جہان منتظم محشر ہے دیدہ مبدل اور نور ہے یعنی اگر یہ دیدہ مبدل گردش ہو جاے یہ جہان اسے محشر ہو جاے یعنی محشر مین کوئی چیز بلا نہ ہو گی بحر یا دحق کے بس غفلت دنیا اسے نہ رہے گی بجز آگہی کے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

هم تو تانی کرد یا نعم المعین	دیدهٔ معدوم بین را هست بین
دیدهٔ کو از عدم آمد پدید	ذات هستی را همه معدوم دید
این جهان منتظم محشر بود	گر دو دیده مبدل و انور بود
زان نه بیند آن حقائق را تمام	که برین خامان بود فهمش حرام
نعمت جنات خوش بر دوزخی	شد محرم گرچه حق آمد سخی
در دهانش تلخ گردد شهد خلد	چون نبود از وافیان در عهد خلد
مر شما را نیز در سوداگری	دست کے جنبد چو نبود مشتری
کے نظاره اهل بخریدن بود	آن نظاره گول گردیدن بود
پرس پرسان این بجید و آن بجید	از پے تغییر وقت و ریش خند
از ملول کاله می خواهد ز تو	نیست آن کس مشتری و کاله جو
کاله را صد بار دید و باز داد	جامه کے پیمود او پیمود باد
کو قدوم و کر و فر مشتری	کو مزاج گنگلی و سرسری
چونکه در ملکش نباشد حبهٔ	جز پے گنگل چه جوید جبهٔ
در تجارت نیستش سرمایهٔ	پس چه شخص زشت او چه سایهٔ
مایه در بازار این دنیا زرست	مایه آنجا عشق و دو چشم ترست
هر که او بی مایه در بازار رفت	عمر رفت و باز گشت او خام تفت
هی کجا بودی برادر هیچ جا	هی چه پختی بهر خوردن شوربا
مشتری شو تا بجنبد دست من	لعل زاید معدن آلبست من

بھی تو کر سکتا ہے اے نعم المعین	دیدهٔ معدوم بین کو ہست بین
آنکھ پیدا عدم سے ہوئی ہے جو	دیکھا کل معدوم ذات ہست کو
یہ جہان منتظم محشر سے بنے	گر یہ دیدہ بدلے اور انور بنے
نے حقائق دیکھے اس باعث تمام	کہ سمجھ خامون پہ اسکی ہے حرام
ہوئی حرام اب نعمت جنت انکی	دوزخی پر گرچہ حق آیا سخی
انکے منہ مین تلخ ہووے شہد خلد	جو وفا کرتے نہ تھے وہ عہد خلد
ہاتھ کر سکتا ہے کب سوداگری	بھی تمہارا جو نہ ہووے مشتری
دیکھنا کب وہ خریداری کا ہے	دیکھنا وہ سیر بازاری کا ہے
پوچھین یہ کتنے مین وہ کتنے مین ہے	وقت کھوئے اور تمسخر کے لئے
ناخوشی سے سامان چھنا تجھسے ہے	نے خریدا اور نہ وہ سامان لے
سامان سو بار اُس نے واپس کیا	اُس نے ناپا کپڑا اک بنا پہ ہوا
کہان وہ آنا مشتری مستعد	کہان مذاق اور مسخرا پن او ضد
جو نہ حبہ ملک مین اُس کی ذرا	ڈھونڈھے کیا جبہ تمسخر کے سوا
وہ تجارت مین نہین پونجی رکھے	کیا ہے وہ اک شخص بد جو سایہ کے
پونجی اس بازار دنیا مین ہے زر	اور وہان پونجی ہے عشق اور چشم تر
جو کہ بے پونجی گئے بازار مین	عمر کھوئی واپس آئے خام ہین
کہان تھا تو اے بھائی کس جگہ	ہین پکایا کھانے کو کیا شوربا
مشتری ہو ہاتھ میرا تا ہلے	تا ہو پیدا لعل میرے حل سے

۵۱ نے حقائق آہ ۸ شعر اس کے سبب سے حقائق نہین دیکھے بالکل کہ اسکی سمجھ خامون پر حرام ہے اب یہ نعمت جنت کی حرام ہوئی دوزخی پر اگرچہ حق سخی آیا ہے شہد خالص انکے منہ مین تلخ ہوئے جو وفا نہین کرتے تھے وہ عہد جنت مین یعنی بے روشن ہوئے چشم باطن کی حقائق نہین کھلتے ہین کہ جنت معنی اور دوزخ صورت ہے پس پس نعمت معنی کی صورت پرستون پر حرام ہے آگے اس کی مثال ہے ہاتھ سوداگری کب کر سکتا ہے جو مشتری نہ ہووے وہ کب خریداری کا دیکھنا ہے وہ تو سیر بازی کا دیکھنا ہے کہ وہ پوچھین یہ کتنے مین اور وہ کتنے مین وقت کھوئے اور تمسخر کے واسطے ناخوشی سے وہ تجھ سے سامان چاہتا ہے نہ خریدا ہے اور نہ وہ سامان لیتا ہے سو بار کس نے سامان لیکر واپس کیا اس نے کب کپڑا ناپا ہوا ناپی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ کہان وہ آگے ۵ شعر کہان ہے وہ آنا مشتری مستعد کا اور کہان مذاق و مسخرا پن اور ضد جو اس کے ملک مین حبہ ذرا نہین حبہ کیا ڈھونڈھے تمسخر کے سوا وہ پونجی تجارت رکھے وہ کیا ہے ہر ایک شخص بد ہے مانند سایہ کے اس بازار دنیا مین پونجی کیا ہے زر ہے اور وہان عشق و چشم تر ہے جو کہ بے پونجی بازار مین گئے عمر کھوئی اور واپس آئے پس وہ خام ہین یعنی اس جہان کی پونجی عشق و چشم تر ہے ۱۲ یعنی جو پونجی عشق کی نہ لیکر وہان گیا خسرة الدنیا والآخرة ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۵۳ مین کہان تھا آگے ۶ شعر ہین کہان تھا اے بھائی اور کس جگہ کیا پکایا کھانے کو شوربا مشتری ہووے ہاتھ میرا تا ہلے لڑکا میرے حل سے پیدا ہو اگرچہ مشتری کہ مجہولی رکھتا ہے دین کی دعوت کو کہ حکم شریعت کا ہے باز آ اگر جان کے گہر ترک کرے تو نوح کی دعوت کا طریقہ پکڑ تو ہمیشہ متین حق کے واسطے کرتا رہ جو کہا قبول درد سے کام خلق کے قبول رد کی فکر مت کر اور امر و نہی کو تو دیکھتا رہ ہمیشہ یعنی تو ہمیشہ حق کی گرتا رہ ہے تجھے قبول و رد سے خلقت کے ادا کرتا رہ آگے سحری نواز کا حال مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

ان یکی چون نوح در اندوه کرب — وان دگر چون احمد اندر صف حرب
این ز دنیا چون ابوذرؓ پرحذر — وان دگر در استقامت چون عمرؓ
صد هزاران خلق تشنه و مستمند — بهر حق از طمع جهدے می کنند
من هم از بهر خداوند غفور — می زنم بر در بامیدش سحور
مشتری خواهی که از وے زر بری — به ز حق کے باشد ایجان مشتری
می خرد از مالت انبانی نجس — می دهد نور ضمیر مقتبس
می ستاند این نجس جسم فنا — می دهد ملکے برون از وهم ما
می ستاند قطره چندی ز اشک — می دهد کوثر که آرد قند رشک
نقد آور تا کنی سودا ازان — نسیه را بگذار تا نه کنی زیان
باد آهی کابر اشکے چشم راند — مر خلیلی را بدان اوّاه خواند
اندرین بازار گرم بے نظیر — کهنه ها بفروش و ملکے تو بگیر
ور ترا شکے و ریبی ره زند — تاجران انبیا را کن سند
بس که افزون آن شهنشه بخت شان — می نتاند کشیدن رخت شان

ایک ہی جون نوحؑ رنج و کرب مین — دوسرا احمدؐ سا صف حرب مین
جون ابوذر ایک کو دنیا سے حذر — استقامت دوسرے کو جون عمرؓ
تشنہ اور خواہان ہزارون خلق ہے — طمع سے کوشش کرے حق کیلئے
واسطے حق کے مین اس درگاہ پہ — بھی بجا لاتا سحری ہون امید سے
واسطے زر کے تو چاہے مشتری — بہتر ایجان کب ہو حق سے مشتری
لیتا ہے[1] تجھسے نجس چمڑے کو وہ — دیتا ہے نایاب دل کے نور کو
لیتا ہے یہ وہ نجس جسم فنا — دیتا ہے برتر وہ اک ملک بقا
لیتا ہے وہ چند قطرے اشک کے — دیتا ہے کوثر جو رشک قند ہے
نقد لا تو سودا اُس سے تا کرے — چھوڑ ادھار اب انہین نقصان ملے
اشک ابر و باد آہ جاری کیا — اس سے ابراہیمؑ اوّاہ کہا
اندر اس بازار زیبا گرم کے — بیچ کہنہ اور نیا تو ملک لے
گر تجھے شک ہووے اے بندۂ خدا — تاجران انبیا کو کر سند
اس شہنشہ نے نہین بالا کیا — کوہ بار اُنکا نہ سکتا ہے اٹھا

قصۂ بلال حبشیؓ و شوق او و رنجانیدن خواجه اورا و معلوم کردن صدیقؓ حال اورا

قصہ[2] بلال حبشی کا اور شوق اُسکا اور رنجیدہ کرنا اسکو خواجہ کا اور معلوم کرنا صدیق اکبرؓ کا اُسکے احوال کو

تن فدای خار میکرد آن بلالؓ — خواجه اش میزد برائے گوشمال
که چرا تو یاد احمدؐ میکنی — بندهٔ بد منکر دین منی

تن فدا[3] سے خار کرتا وہ بلالؓ — جو کہ خواجہ دیتا اسکا گوشمال
یاد احمد کرتا ہے تو کس لئے — بندہ بد میرے منکر دین ہے

[1] لیتا ہے الی آخرہ ۹ شعر وہ تجھ سے نجس چمڑے کو لیتا ہے اور نور دل نایاب کو دیتا ہے وہ یہ نجس جسم فنا کو لیتا ہے اور ایک ملک بقا کو دیتا ہے وہ چند قطرے اشک کو لیتا ہے اور کوثر کو دیتا ہے، رشک رقند ہے اور وہ آہ پر افسوس کو لیتا ہے اور ہر آہ کو سو جاہ دیتا ہے نقد لا کہ تو اس سے سودا کرے اور وعدہ کو چھوڑ کر تا نقصان نہ ملے ابر اشک و باد آہ جاری کیا اس سبب ابراہیم کو اوّاہ کہا اور اس بازار زیبا گرم کے کہنہ بیچ اور نیا تو ملک لے اگر تجھے شک ہووے اے بندے خدا کے تاجران انبیا کو تو سند کر کہ اس شہنشاہ نے ان کو برتر کیا ہے کہ وہ انکا بار اٹھا نہین سکتا ہے یعنی تو طلب حق میں گریہ و آہ کر کہ تا تجھکو وہ جاہ و مرتبہ زیادہ دے مثل انبیا کے آگے زاری تن کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] قصہ چہارم فدا سے تن و حصول معنی مین ۱۲ [3] تن فدائی الخ ۹ شعر وہ بلال تن کو فدا خدا کا کرتا جو کہ خواجہ اُس کو گوشمال دیتا کہ تو احمد کو یاد کرتا ہے کس واسطے بدمس رہے اور میرے دین مین نہیں ہو ذاکر ہے وہ خار سے دھوپ مین مارتا تھا اور وہ احد کہتا تھا شوق یار سے یہان تک کہ اُس طرف صدیق ایک دن گئے اور وہ احد کہتا تھا خود کان سے چشم پر آب اور دل پر غم ہوا اور اُس بلال سے بوے آشنائی پائی بعدہ خلوت مین اُسے سمجھایا کہ اپنا عقیدہ جہودون سے مت رکھے مقام راز کا ہے تو مت کہہ کہ مین نے توبہ کی تمہارے روبرو دوسرے دن صبح سے صدیق اس طرف جاتے تھے خود ایک کام کو پھر احد کہتا اور بار ہا سنا ان کے حس میں شور و شر پیدا ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

میرود اندر آفتابش او بجار　　او احد می گفت بہر افتخار
تا کہ صدیق آن طرف میگشت تفت　　آن احد گفتن بگوش او برفت
چشم او پر آب شد دل پر عنا　　زان احد می یافت بوی آشنا
بعد ازان خلوت بدیدش پند داد　　کز جہودان خفیہ میدار اعتقاد
عالم السرست پنہان دار کام　　گفت کردم توبہ پیشت ای ہمام
روز دیگر از پگہ صدیق تفت　　آن طرف از بہر کاری می برفت
باز احد بشنید و ضرب زخم خار　　بر فروزید از دلش شور و شرار
باز پندش داد باز او توبہ کرد　　عشق آمد توبہ او را بخورد
توبہ کردن زین نمط بسیار شد　　عاقبت از توبہ او بیزار شد
فاش کرد اسپرد تن را در بلا　　کای محمد ای عدو توبہ ہا
ای تن من وای رگ من پر ز تو　　توبہ را گنجا کجا باشد درو
توبہ را زین پس ز دل بیرون کنم　　از حیات خلد توبہ چون کنم
عشق قہارست و من مقہور عشق　　چون شکر شیرین شدم از شور عشق
برگ کاہم پیش تو ای تند باد　　من چہ دانم تا کجا خواہم فتاد
گر ہلالم گر بلالم می دوم　　مقتدی بر آفتابت می شوم
ماہ را با زفتی و زاری چہ کار　　در پی خورشید پوید سایہ وار
با قضا ہر کو قراری میدہد　　ریشخند سبلت خود میکند
کاہ برگی پیش باد آنگہ قرار　　رستخیزی وانگہانی عزم کار
گربہ در انبانم اندر دست عشق　　یکدمی بالا و یکدم پست عشق

دھوپ مین وہ مارتا تھا جا رہے　　وہ احد کہتا تھا شوق یار سے
تا کہ صدیق اُس طرف اک دن گئے　　وہ احد کہنا سُنا خود کان سے
چشم ہوئی پُر آب اور دل پُر جفا　　اُس احد سے پائی بوے آشنا
بعد خلوت مین سمجھایا اُسے　　کہ جہودون سے عقیدہ مت کہے
ہے مقام راز مطلب مت کہے　　بولا توبہ کی تمہارے سامنے
دوسرے دن صبح سے صدیق جو　　اُس طرف جاتے تھے خود اک کام کو
پھر احد کہنا سُنا اور مارنا　　اُن کے دل مین شور و شر پیدا ہوا
پھر نصیحت کی دو پھر توبہ کرے　　عشق آئے توبہ اُسکی توڑ دے
اس طرح توبہ بہت اُس نے کری　　آخر اس توبہ سے بیزاری ہوئی
کرکے ظاہر سونپا تن اندر بلا　　اے محمدؐ اے عدو توبہ ہا
اے مری رگ رگ و تن پر تجھسے ہی　　اُس مین گنجایش کہان توبہ کی
دل سے خارج اب مین توبہ کو کرون　　کیون حیات خلد سے توبہ کرون
عشق قاہر اور مین مقہور عشق　　ہون شکر شیرین مین ہون با شور عشق
کہ ہون تیرے آگے مین اے تند ہوا　　جانون کیا ڈالے مجھے رکھین جگہ
گر ہلال و یا بلال اک ہون چلون　　مقتدی خورشید کا مین تیرے ہون
ماہ کو زاری سے بس کیا کام ہے　　مثل سایہ پیچھے دوڑے شمس کے
جو مقابل مین قضا کے آئے ہے　　اپنی داڑھی مونچھ پر وہ خود ہنسے
برگ کہ جس دم ہوا کا سامنا　　حشر اور اسدم تفکر کام کا
بیقرار اب مین ہون اندر دست عشق　　ایکدم بالا و اکدم پست عشق

۵۱ پھر نصیحت الخ ۸ شعر پھر نصیحت کی توبہ پھر کرے عشق آیا اور توبہ اس کی توڑ دی اس طرح اُس نے توبہ بہت کری آخر اس توبہ سے بیزاری ہوئی ظاہر کرکے تن بلا مین سونپا کہ اے محمدؐ اے عدو توبہ ہاے میری رگ رگ و تن تجھ سے پُر ہے اس مین گنجایش توبہ کہان رکھتی ہے اب توبہ کو دل سے خارج کرون عشق ظاہر اور مین مقہور عشق ہون اور شور عشق سے مین مانند شکر کے شیرین ہون اے تند ہوا تیرے آگے کاہ ہون مین کیا جانون کہ تو مجھے کس جگہ ڈالے، گر ہلال یا بلال ایک ہون چلون اور مقتدی تیرے خورشید کا ہون آگے اس کے حقائق مین فافہم ۱۲

۵۲ ماہ کو الخ ۵ شعر ماہ کو زاری سے کیا کام ہے سایہ کے مانند دوڑے پیچھے خورشید کے جو قضا کے مقابل مین آتا ہے وہ خود اپنی داڑھی مونچھ پر ہنستا ہے برگ کاہ اور اس دم ہوا کا سامنا حشر اور اسدم کام تفکر اب سبق مقرر ہون اندر دست عشق کے ایک دم بالا اور ایک دم پست عشق کا وہ مجکو پھراتا ہے از راہ سر کے و زیر آرام ہے نیچے اور نہ زیر یعنی مین عشق کے سبب سے بیقرار ہون اور ایک دم مجھے آرام نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

او همی گردندم بر گرد سر ۔ نے بزیر آرام دارم نے زبر
عاشقان در سیل تند افتاده اند ۔ بر قضاے عشق دل بنهاده اند
همچو سنگ آسیا اندر مدار ۔ روز و شب گردان و نالان بیقرار
گردشش بر جوے جویان شاهد است ۔ تا نگوید کس که آن جو راکد است
گر نمی بینی تو جو را در کمین ۔ گردش دولاب گردونی ببین
چون قرارے نیست گردون را ازو ۔ اے دل اختروار آرامی مجو
گر زنی در شاخ دستی کی هلد ۔ هر کجا پیوند سازی بگسلد
گر نمی بینی تو تدبیر قدر ۔ در عناصر گردش و جوشش نگر
زانکه گردشهای آن خاشاک و کف ۔ باشد از غلیان بحر با شرف
باد سرگردان ببین اندر خروش ۔ پیش امرش موج دریا بین بجوش
آفتاب و ماه دو گاو خراس ۔ گرد میگردند میدارند پاس
اختران هم خانه خانه میروند ۔ مرکب هر نحس و سعدی می شوند
اختران چرخ گر دورند هے ۔ وین حواست کاهل اند و سست پے
اختران چشم و گوش و هوش ما ۔ شب کجایند و به بیداری کجا
گاه در سعد و وصال و دلخوشی ۔ گاه در نحس و فراق و بیهشی
ماه گردون چون درین گردیدنست ۔ گاه تاریک و زمانی روشن است
گه بهار و صیف همچون شهد و شیر ۔ گه سیاستگاه برف و زمهریر

وہ پھراتا ہے مجھے از راہ سر ۔ نے ہے زیر آرام مجھ کو نے زبر
ہیں پڑے عشاق سیل تند میں ۔ وہ قضاے عشق پر دل کو رکھیں
مثل سنگ آسیا گردش کرے ۔ رات دن گریاں وہ اور بیقرار ہے
گردش اسکی جو پے رہتی ہے عیاں ۔ تا نہ کہے کوئی کہ وہ جو ہے جدا
گر کمیں میں جو نہیں تجکو دکھے ۔ گردش دولاب گردوں دیکھ لے
جو قرار اس سے نہیں گردوں کو ہے ۔ اے دل اختر وار مت آرام لے
ہاتھ سے گر شاخ پکڑے گا بچے ۔ ٹوٹ جائے جس جگہ جا کر رہے
گر نہیں دیکھے تو تدبیر قضا ۔ جوش و گردش دیکھ عناصر کی ذرا
کیونکہ گردش اس کف خاشاک کی ۔ بحر کے غلبے سے ہوتی ہے اجی
باد سرگرداں کو دیکھ اندر خروش ۔ دیکھ اس کے حکم سے دریا کا جوش
مہر و مہ دو بیل اک کولھو کے ہیں ۔ گرد پھرتے ہیں خیال اک رکھتے ہیں
ماہ و اختر خانہ خانہ سب پھریں ۔ سعد اور نحسی کے خود مرکب بنیں
چرخ کے اختر تو بس گردش کریں ۔ اور حواس اب تیرے کاہل ہیں
اپنی چشم و گوش کے اختر یہاں ۔ شب کہاں ہیں اور جگنے میں یہاں
گاہ سعد و وصل کے اندر خوشی ۔ گاہ نحس ہجر کے اندر غمی
ماہ گردوں جو کہ اس گردش میں ہے ۔ گاہ تاریکی میں گہ روشن رہے
گہ بہار و صیف مثل شہد و شیر ۔ گہ سیاست ظلم برف و زمہریر

ف۱ ہیں پڑے الی آخرہ ۔ شعر عشاق پڑے ہیں سیل تند میں اور قضاے عشق پر دل کو رکھتے ہیں مثال سنگ آسیا کے مانند گردش کرتے ہیں اور رات دن گریاں ہیں و پھرتے ہیں اس کی گردش نہر پر مانند گواہ کے ہے تا کوئی نہ کہے کہ یہ نہر ٹھہری ہے اگر تجکو نہر چھپی نہیں دکھتی ہے تو گردش دولاب گردوں کو دیکھ لے جو اس سے قرار گردوں کو نہیں ہے اے دل اختر کے مانند آرام سے اگر ہاتھ سے شاخ پکڑ لے وہ کب چھوٹے اور جس جگہ جا کر وہ ٹوٹ جائے یعنی عشاق ہیں کہ کوئی دم ان کو ایک لمحہ آرام نہیں ہے مثل چکی کے آگے اس کے عشاق ہیں فافہم ۱۲

ف۲ گر نہیں الی آخرہ ۔ شعر تو اگر تدبیر قضا نہیں دیکھے جوش اور گردش عناصر کی دیکھ کیونکہ گردش اس کف خاشاک کی دریا کے غلبہ سے ہوتی ہے باد سرگرداں کو دیکھ خروش میں اور اس کے حکم سے دریا کا جوش دیکھ مہر و ماہ دو بیل ہیں ایک کولھو کے گرد پھرتے ہیں اور ایک خیال رکھتے ہیں اور اختر خانہ خانہ پھرتے ہیں اور سعد و نحس کے مرکب ہوتے ہیں پس چرخ کے اختر تو گردش کریں اور اب بھی تیرے حواس کاہل رہیں اپنے چشم و گوش کے اختر یہاں پر شب کو کہاں ہیں اور جگنے میں کہاں یعنی اگر تو تدبیر قضا کو نہیں دیکھتا تو اپنے عناصر کے جوش و گردش کو دیکھ کہ کس کے سبب سے گردش کرتے ہیں آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

ف۳ گاہ سعد الی آخرہ ۔ شعر کبھی سعد و وصل کے اندر خوشی ہیں اور کبھی نحس و ہجر کے اندر غمگین ہیں ماہ کہ اس گردش میں ماہ گردوں کا ہو کبھی تاریکی میں کبھی روشنی میں جاتا ہے کبھی بہار و خزاں مثل شہد و شیر کے اور کبھی سیاست و ظلم برف و زمہریر اسکے مشکلات مانند گو کے ہیں اور اسکی تسخیر کو سجدہ کرتے ہیں تو ایک جزو ہے اور سب ہیں سو ہزار اسکے حکم کے آگے کیوں نہ بیقرار ہوں تو بیل کے مانند حکم میں رہ کبھی سیر یا اور کبھی قید طور میں جمیع اور جانور یعنی تو بھی پابند رہ اور اس کے حکم پر چلتا رہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چونکه کلیات پیش او چو گوست / سخره و سجده کن تسخیر اوست
تو که یک جزوی دلا زین صد هزار / پیش حکمش چون نباشی بیقرار
چون ستوری باش در حکم امیر / گه در آخور حبس و گاهی در مسیر
چونکه بر میخت به بند دبسته باش / چون کشاید چابک و برجسته باش
آفتاب از بر فلک کژ می جهد / در سیه روئی کسوفش میدهد
کز ذنب پرهیز کن هین هوش دار / تا نگردی تو سیه رو دیگ دار
ابر را هم تازیانه آتشین / میزند که هان چنین رو نی چنین
بر فلان وادی ببار این سو مبار / گوشمالش میدهد که گوش دار
عقل تو از آفتابی بیش نیست / اندران فکری که نهی آمد مایست
کژ منه ای عقل تو هم گام خویش / تا نیاید آن کسوفت رو به پیش
چون گنه کمتر بود از آفتاب / منکشف نیمی و نیمی نور و تاب
که بقدر جرم می گیرم ترا / این بود تقدیر در داد و جزا
خواه نیک و خواه بد فاش و ستیر / بر همه اشیا سمیع و بصیر
زین گذر کن اے پدر نوروز شد / خلق از اخلاق خوش بدفور شد
باز آمد شاه ما در کوے ما / باز آمد آب جان در جوی ما
می خرامد بخت و دامن میکشد / نوبت توبه شکستن میرسد
توبه را بارد گر سیلاب برد / فرصت آمد پاسبان را خواب برد
هر خماری مست گشت و باده خورد / رخت را امشب گرو خواهیم کرد
زان شراب لعل و لعل جانفزا / لعل اندر لعل اندر لعل ما

کلیات آگے ہو اسکے مثل گو / سجده کرتے اُسکے ہین تسخیر کو
تو ہے اک جزو اور ایسے سو ہزار / پیش حکم اُسکے ہون کیون نہ بیقرار
رہ تو مثل گاؤ اندر حکم میر / سیر مین گہ طویلے مین اسیر
میخ سے جو باندھین تو بستہ رہو / جو کہ کھولین چلتا اور پھرتا رہو
شمس[1] چلتا ہے جو ٹیڑھا چرخ پے / گہن اُس کو روسیہ دم مین کرے
کر تو پرہیز اُس ذنب سے ہوشیار / تا سیہ رو تو نہ ہووے دیگ وار
ابر کو بھی تازیانہ آگ کا / مارتے ہین ایسا جاو ویسا نہ جا
اُس جگہ جا کر برس یہان مت برس / گوشمالی اُس کو دیتے ہین وہ بس
شمس سے زیادہ نہ تیری عقل ہے / ٹھہر مت جس فکر مین نہی ہے تجھے
کام ٹیڑھا مت کر اے عقل اپنا تو / نہ آگے گہن تجکو اے نکو
اور[2] گنہ خورشید سے کمتر ہے جو / گہن آدھا ہو و آدھا نور ہو
جرم کے مقدار دیکھون مین تجھے / یہ جزا انصاف مین تقدیر ہے
خواه نیک و بد ہو خواه ظاہر ستیر / جملہ شے پر مین سمیع ہون اور بصیر
اے پدر اس سے گذر نوروز ہے / خلق مقصد پائے فوراً خلق سے
آیا شاہنشاہ ہمارے کوچے / آب جان آیا ہمارے جو مین پھر
بخت چلتا اور ہے دامن کھینچتا / ٹوٹنے توبہ کی نوبت ہے دلا
سیل توبہ کو دوبارہ لے گیا / آئی فرصت اور نگہبان سو گیا
ہر[3] خماری مست ہے پیکر ہے جو / آج شب گرو مین رکھون [illegible]
اس شراب لعل و لعل جان سے / لعل اندر لعل اندر لعل ہے

ف[1] شمس چلتا ہے الی آخره ۶ شعر جو آسمان پر آفتاب ٹیڑھا چلتا ہے دم بھر مین گہن اُس کو روسیاہ کرتا ہے اے ہوشیار تو پرہیز کر ذنب سے تاریک کے مانند تو سیاہ اور نہو شے تازیانہ آتش کا ابر کو بھی مارتے ہین کہ یہان جا اور ویسا نہ جا اُس جا برس یہان مت برس اور گوشمال اسکو دیتے ہین تیری عقل شمس سے زیادہ نہین ہے جس فکر مین تجکو نہی ہے مت ٹھہر اے عقل تو اپنا کام ٹیڑھا مت کر تا کہ تجکو گہن نہ آوے یعنی جبکہ تاوقت جرم کے مقدر سزا دیجاتی ہے پس تیری عقل اگر کمی ہوجاوے گی سزا ہو پہنچے گی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف[2] اور گنہ الخ ۲ شعر اور جو خورشید سے گناه کرے تو آدھا گہن ہو اور آدھا نور و قول حق تعالی کا ہے مین بمقدار جرم تجکو دیکھتا ہون انصاف مین یہ مقدر ہے جلالہ کہ نیک بد ہے خواه اول ظاہر و باطن ہو جملہ شے پر مین سمیع و بصیر ہون اے پدر اس سے تو گذر نوروز ہوا و خلق مقصد پاتی ہے اخلاق سے آگے قول بلال کا پھر شہنشاه ہمارے کوچہ مین آیا بخت چلتا ہے اور دامن کھینچتا ہے پس ٹوٹنے توبہ کی نوبت [illegible] دوبارہ توبہ کو لے گیا اور فرصت آئی اور نگہبان سو گیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف[3] ہر خماری الخ ۲ شعر جو ہر ایک خمار سے پیکر مست ہے مین آج کی شب کو اسباب گرو مین رکھون اس شراب لعل اور لعل جان سے لعل اندر لعل اندر لعل [illegible] جان افزا ہوئی تو اُٹھا نظر بند کو آب سینہ جلا نعره [illegible] تجھے خوش آئے [illegible] بلال صدیق اکبر [illegible] بلال کا ہو گیا اور زخم بلال خار کے حمل ہوئے جو زخم [illegible] چلنی ہوا بس جان وتن کا گلزار اقبال ہوا یعنی محبت رسول اللہ کو تن بلال مین ترقی ہوئی کہ زخم جلد [illegible] گل گلزار باقی حال آگے ہو فافہم ۱۲

باز خرم گشت مجلس دل فروز	خیز و دفع چشم بد اسپند سوز	پر ہوئی محفل ہو خوش و رجانفزا	اُٹھ نظر بد کو سپند اب تو جلا
نعرۂ مستانہ خوش می آیدم	تا ابد جانان چنین می بایدم	نعرۂ مستانہ خوش آئے ہے مجھے	تا ابد ایجان یوہین چاہیے
یک بلالے یا بلالے یار شد	زخم خار او را گل و گلزار شد	وہ بلال اب ہو گیا یار بلال	گل ہوے بس خار کے وہ زخم لال
گر ز زخم خار تن غربال شد	جان ز جسم گلشن اقبال شد	تن جو زخم خار سے چلنی ہوا	جان و تن گلزار اقبالی ہوا
تن بہ پیش زخم خوران جہود	جان من مست و خراب آن ودود	جسم اُسکا رکھتا زخم ہے پیش جہود	جان خراب اپنی ہے اور مست ودود
بوی جانی سوے جانم میرسد	بوی یار مہربانم میرسد	بوی جانی جان کو آئی میری ہے	بوے یار مہربان آئی مجھے
از سوی معراج آمد مصطفا	بہ بلالش حبذا آن حبذا	مصطفے سوے بلال آئے دلا	سمت سے معراج کے ای حبذا

باز گفتن صدیقؓ صورت حال بلالؓ نزد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پھر کہنا صدیقؓ کا صورت حال بلالؓ کو آگے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

چونکہ صدیقؓ از بلال دم درست	این شنید از توبۂ او دست شست	جو بلالؓ اہل سے صدیقؓ نے	دھویا توبہ سے سنا کہ ہاتھ ہے
بعد ازان صدیقؓ نزد مصطفےؐ	گفت حال آن بلال باصفا	مصطفے سے جا کہا صدیقؓ نے	اُس بلال باصفا کے حال سے
کان فلک پیمای میمون فال چست	این زمان از عشق اندر دام تست	کہ وہ میمون فال صادق عشق سے	دام مین اسدم پھنسا ہے آپ کے
باز سلطان است زان چغدان برنج	در حدث مدفون شد آن زفت گنج	بادشہ کو الوؤن سے رنج ہے	گندگی مین دفن بھاری گنج ہے
چغدها بر باز استم می کنند	پر و بالش بیگناہے میکنند	ظلم کرتے ہین وہ الّو باز پر	نوچتے ہین بے گنہ کے بال و پر
جرم او آنست کو بازست و بس	غیر خوبی جرم یوسف چیست پس	یہ ہے جرم اُس کا کہ وہ اک باز ہے	غیر خوبی جرم یوسف سا رہے
چغد را ویرانہ باشد زاد و بود	ہست شان بر باز زان خشم و جحود	بود و باش الّو کا ویرانہ جب ہے	باز پر غصہ ہے وہ اسواسطے
کہ چرا تو یاد می آری ازان	لالہ زار و جوئبار و گلستان	گہ کرے تو کس لئے یاد اسکی یان	لالہ زار و جوئبار و گلستان
یا چرا یادت بود از آن دیار	یا ز قصر و ساعد آن شہریار	یا تجھے یاد اُس وطن سے کس لئے	یا وہ قصر و دست شاہنشاہ سے

سلہ جسم رکھتا ہے الی آخرہ ۶ شعر آگے جہود کے جسم زخم رکھتا ہے اور جان میری خراب و مست خدا ہے تو جان کی میری جان کو آئی ہے اور بو یار مہربان کی مجھے آئی ہے پس مصطفے بلالؓ کی جانب آئے اور سمت معراج سے اے حبذا یعنی جناب رسول مقبول صلعم مشغول حق سے معنی ہین بلال کی جانب متوجہ ہوئے بنظر صلاحیت بلال اور فرمایا حبذا چنانچہ آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ جو بلال الی آخرہ ۹ شعر جو صدیق اکبرؓ نے بلال اہل سے سنا کہ توبہ سے اُس نے ہاتھ دھویا ہے مصطفے صلعم سے جا کر کہا اُس بلال باصفا کے حال سے کہ وہ مبارک فال عشق صادق سے اس دم آپ کے دام مین پھنسا ہے مگر باز شاہ کو الوؤن سے رنج ہے اور گندگی مین بڑا خزانہ مدفون ہے وہ الّو باز پر ظلم کرتے ہین اور اس بے گناہ کے بال و پر نوچتے ہین یہ اُس کا جرم ہے کہ وہ ایک باز ہے اور یوسف کا کیا جرم ہے بجز خوبی کے جو کہ بود و باش الّو کی ویرانہ ہے اس واسطے وہ باز پر غصہ ہے آگے قول الّو کا ہے کہ تو اس کی یاد یہان کس واسطے کرتا ہے اور لالہ زار و جوئبار و گلستان کی یاد تجکو یاد اُس وطن سے کس واسطے ہے تجھے یا اُس قصر و دست شہنشاہ سے باقی مقولہ الّو کا آگے ہے فافہم

در وہ چندان فضولی میکنی / فتنہ و تشویش در می افگنی
مسکن ما را کہ شد رشک اثیر / تو خرابہ دانی و خواری حقیر
شید آوردی کہ تا چندان ما / مر ترا سازند شاہ و پیشوا
وہم و سودائی در ایشان می تنی / نام این فردوس ویران میکنی
بر سرت چندان زنیم ای بدصفات / تا بگوئی ترک شید و ترہات
پیش مشرق چارمیخش میکنند / تن برہنہ شاخ خارش میزنند
از تنش صد جائے خون بر می جہد / او احد می گوید و سر می نہد
پند ہا دادم کہ پنہان دار دین / سر بپوشان از جہودان لعین
عاشق ست او را قیامت آمدست / تا در توبہ بر دل بستہ شدست
عاشقی و توبہ یا امکان صبر / این محالی باشد ای جان بس سطبر
توبہ کرم و عشق ہم چون اژدہا / توبہ وصف خلق آن وصف خدا
عشق ز اوصاف خدائے بے نیاز / عاشقی بر غیر او باشد مجاز
زانکہ آن مس زر اندود آمدست / ظاہرش نور اندرون دود آمدست
چون رود نور و شود پیدا دخان / بفسرد عشق مجازی آن زمان
چون شود پیدا دخان غم فزا / بفسرد و نے عشق ماند نے ہوا
وا رود آن حسن سوئے اصل خود / جسم ماند گندہ و رسوا و بد
نے در آن نوری بود نے زندگی / نے جمالش ماند و نے فرخندگی
بس بماند آب و گل بے آن نگار / گرد د آن دیوار بے مہ دیو دار

اُلّو وُن کے گاؤن مین شیخی کرے / فتنہ و شورش کو ڈالے کس لئے
جو کہ مسکن ہے ہمارا رشک تار / تو خرابہ جانے اُس کو اور خار
مکر کرتا ہے کہ تا اُلّو سب مجھے / بادشاہ اور پیشوا اپنا کرے
وہم سودا ڈالتا اُنمین تو ہے / نام اس جنت کا ویرانہ رکھے
تیرے سر پر مارین ہم سب اسقدر / تا کہے تو چھوڑا مین مکر و شر
ننگا کرکے دھوپ مین ایلا مین باندھتے / اسکو شاخ خار سے ہین مارتے
اُسکے تن سے خون ٹپکے سو جگہ / وہ احد کہتا ہے اور سجدہ کرے
کی نصیحت مین نے مخفی دین کر / بھید پنہان اس جہودون سے تو کر
وہ ہے عاشق حشر آیا ہے اُسے / تا در توبہ ہو ابند اُسپہ ہے
عاشق اور توبہ ہو ممکن صبر سے / یہ محال اک ہے بڑا ای شہ مرے
توبہ کیڑا عشق ہے جون اژدہا / توبہ وصف خلق وہ در وصف خدا
عشق ہو وصف خدائے بے نیاز / عاشقی ہے غیر پر اُسکے مجاز
کیونکہ وہ تانبا ملمع دار ہے / نور ظاہر اور دھوان باطن رکھے
نور جب جائے تو پیدا ہو دھوان / عشق ٹھنڈا ہو مجازی اس زمان
جبکہ پیدا ہو دھوان وہ غم فزا / سرد ہووے عشق نے ہووے ہوا
لوٹ جائے حسن سوئے اصل خود / گندہ تن جائے رسوا اور بد
نے ہو اُس مین نور نے ہو زندگی / نے جمال اُسمین رہے فرخندگی
بس رہے وہ پانی مٹی بے نگار / ہووے وہ دیوار بے مہ دیودار

۱ اُلّو ون کے الخ ۷ شعر تو اُلّو ون کے گاؤن مین شیخی کرتا ہو اور فتنہ و شورش کسواسطے ڈالتا ہو جو کہ ہمارا مسکن رشک ثار ہے تو اسکو خراب جانتا ہے اور خار تو مکر کرتا ہے تاکہ اُلّو مجکو بادشاہ و پیشوا کرین تو وہم سودا انمین ڈالتا ہے اور نام اُس جنت کا ویرانہ رکھتا ہے ہم تیرے سر پر اسقدر مارین کہ تا تو کہے کہ اب مین نے مکر و شر چھوڑا وہ ننگا کرکے دھوپ مین باندھتے ہین اور اسکو شاخ خار سے مارتے ہین اُسکے بدن سے سو جگہ خون ٹپکتا ہے اور احد کہتا ہے اور سجدہ کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ قولہ کی نصیحت ۶ شعر مین نے نصیحت کری کہ دین کو مخفی کر اور تو بھید ان یہودیوں سے پوشیدہ کر وہ عاشق ہوا ہے عشق آیا ہے کہ در توبہ اُسپر بند پڑا ہے عاشق کو صبر سے توبہ ممکن ہوا ای میرے شاہ یہ ایک بڑا محال ہے توبہ ایک کیڑا اور عشق مثل اژدہا کے ہے کہ توبہ وصف خلق اور وہ وصف خدا ہے عشق وصف خدائے بے نیاز اور غیر پر اسکی عاشقی مجاز ہے کیونکہ مجازی عشق تانبا ملمع دار ہے کیونکہ مجازی تو ظاہر اور باطن مین رکھتا ہے یعنی توبہ کیڑا اور عشق اژدہا ہے کہ اژدہا کے اوپر کیڑا ایک ٹھہرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ نور جب جائے الخ ۶ شعر جب حسن و عشق جائے تو دھوان بلا روشنی کا پیدا ہوا اُسوقت عشق مجازی ٹھنڈا ہو جبکہ وہ دھوان غم فزا ہو سرد ہووے اور نہ عشق ہووے نہ ہوا حسن لوٹ جائے طرف اصل اپنی کے سخن گندہ رہ جائے رسوا اور مذکور ملا کا جانب اللہ کے لوٹ جائے عکس اٹھے اور دیوار سیاہ ہو گئے نہ اُسمین نور ہو نہ زندگی ہو نہ جمال اور نہ فرخندگی ہو بس وہ پانی مٹی ہے نگار نہ سماوے اور وہ دیوار بے ماہ کے ہووے دیو کے مانند یعنی حسن حق کے کہ صورت معشوق سے لوٹ کر جانب حق کے چلا جاتا ہے اس وقت معشوق مجازی بیکار رہی ہو جاتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

قلب راکان زر زروی او بجست	بازگشت آن زر بکان خود نشست
پس مس رسوا بماند دود وش	روسیہ تر رو بماند عاشقش
نور مہ راجع شود ہم سوی ماہ	دارد عکسش زدیوار سیاہ
عشق بینایان بود بر کان زر	ہر زمانی لاجرم شد بیشتر
زانکہ کان را در زری نبود شریک	مرحبا ای کان زر لاشک نیک
ہر کہ قلبی را کند انباز کان	وا رود زر تا بکان از لامکان
عاشق و معشوق مردہ ز اضطراب	ماندہ ماہی رفتہ زان گرداب
عشق ربانی ست خورشید کمال	امر نور او ست خلقان چون ظلال

قلب کا زر رخ اُسکے سے اُڑا	لوٹ کر زر کان اپنے میں گیا
اُس دھو کمین مین تانبا الگ رہے	روسیہ عاشق یہ اُس کا بس رہے
ٹوٹ جائے نور مہ کا سوے ماہ	عکس ٹوٹے رہوے دیوار سیاہ
عشق بینایان کی زر کی کان پر	اس لئے ہر دم ہوا ہے پیشتر
کیونکہ زر کی کان مین ہی نہ شریک	مرحبا ای کان زر لاشک نیک
جو شریک کان کوئی کھوٹا کرے	جائے وہ زرکان تک بے محل سے
عاشق و معشوق مردہ رہ گئے	اور گئی بس ماہی تالاب سے
عشق ربانی ہے خورشید کمال	امر نور اور خلق ہے سایہ زوال

توکیل کردن مصطفی صلعم ابوبکر را جہت بیع بلال

وکیل کرنا مصطفی صلعم کا ابوبکر کو واسطے خریدنے بلال رضی اللہ عنہ کے

مصطفی زین قصہ چون گل برشکفت	رغبت افزون گشت او را ہم بگفت
مستمع چون یافت ہمچون مصطفی	ہر سر مویش زبانی شد جدا
مصطفی فرمود کاکنون چارہ چیست	گفت این بندہ مر او را مشتریست
ہر بہا کہ گوید او را می خرم	در زیان و حیف ظاہر ننگرم
کو اسیر اللہ فی الارض آمدہ است	سخرۂ چشم عدو اللہ شدہ است
مصطفی فرمود کای اقبال جو	اندرین رہ می شوم انباز تو
تو وکیلم باش نیمی بہر من	مشتری شو قبض کن از من ثمن
گفت صد خدمت کنم رفت آن زمان	سوی خانۂ آن جہود بی امان

احمد اس قصہ سے مثل گل کھلے	رغبت افزون ہوگئی ولیکن چپ رہے
پایا جو سامع مثال مصطفی	بال بال اُنکا زبان اک بنگیا
مصطفی بولے کہ اب چارہ ہی کیا	بولے مین لیتا ہوں مول اسکو بجا
جو کہے قیمت خریدوں اسکو مین	ظاہر النقصان نہ دیکھوں اسمین
کہ اسیر اللہ وہ آیا خاک پے	اور عدو اللہ نے پہچانا ہے
مصطفی بولے کہ ای اقبال پے	مین شریک ہوتا ہوں اب اسمین ترے
ہو وکیل آدھا تو میرے واسطے	کہ خرید اور قیمت اسکی مجھسے لے
بولے سو خدمت کردن گئے اُس گھڑی	سوی خانہ اُس یہودی خود ہی

۱۵ قلب کا آ ۔ شعر قلب کا اُسکے رخ سے نقش اُڑا اور صند لوٹ کر اپنے مکان میں گیا بس تانبا الگ رہ گیا یعنی وہ بس ہی رہ گیا اور عاشق اوسکا روسیہ ہوا اور ہر عشق بینایان کا زرکی کان پر ہے
اسواسطے ہردم سوا ہوا ہے کیونکہ زر کی کان میں شریک نہیں ہے مرحبا ای کان زر تیرا یہ نہیں ہے شاک بجو مین جو کوئی کھوٹے کو شریک کان کرے وہ زرکان تک بے محل ہے
عاشق و معشوق مردہ رہ گئے اور ماہی اُس تالاب سے گئے بس عشق ربانی خورشید کمال ہے اور نور امر ہے اور خلق سایہ زوال ہے یعنی عشق مجازی میں جبکہ
معشوق سے جدا رہتا ہے تو عاشق و معشوق مردہ رہ جاتے ہیں اور عشق حقیقی ہمیشہ ویسا ہی رہتا ہے اسکو کمی و بیشی کچھ نہیں ہوتی ہو آگے وکیل کرنا ابوبکر کا بیان ہو فافہم ۱۱
۱۵۲ احمد آہ ۔ شعر مصطفی صلعم اس قصہ سے گل کے مانند کھلے اور رغبت افزون ہوئی ولیکن خاموش ہے جو سننے والا مثل مصطفی صلعم کے پایا اُنکا بال بال ایک
زبان بنگیا مصطفی صلعم نے فرمایا کہ اب کیا علاج ہے کہا کہ اب میں مول اسکو لیتا ہوں جو قیمت کہے مت اسکو خریدوں اسمیں ظاہرا نقصان نہیں دیکھتا ہوں کہ وہ قیدی خدا
کا آیا ہے خاک پر اور اللہ کے دشمنے اسکو پہچانا ہو مصطفی صلعم نے فرمایا کہ ای اقبال ہے یعنی میں تیرے شریک ہوتا ہوں تو وکیل ہوا اور آدھا میرے واسطے خرید کر اور قیمت
اسکی مجھ سے لے باقی حال آگے ہو فافہم ۱۱ ۱۵۳ بولے آہ ۔ شعر کہا کہ سو خدمت کردن اور اسدم گئے خود اُس یہودی کے گھر کیطرف اور دل میں سوچے کہ طفل کے
ہاتھ سے گوہر مول لینا بہت آسان ہو آگے اسکی مثال ہو عقل و ایمان کو قوم جاہل سے دیو لٹ لیتا ہے ایسی نیت دیتا ہو مردانگو کہ اسکے سو گلزار خریدے اپنا جام
کو ناپتا ہو سحر سے اور سو بہانی زرکی سحر سے آگے حقائق ہیں فافہم ۱۱

گفت با خود کہ گفت طفلان گہر / می تواں آسان خریدن ای پسر
عقل و ایمان را ازین قوم جہود / می خرد با ملک دنیا دیو و غول
آن چنان زینت دہد مردار را / کہ خرد زایشان دو صد گلزار را
آن چنان مہتاب پیماید بہ سحر / کز خسان صد کیسہ بربایدبہ سحر
انبیاشان تاجری آموختند / پیش ایشان شمع دین افروختند
دیو و غول و ساحر از سحر و کید / انبیا را در نظر آن زشت کرد
زشت گرداند بجادوئی عدو / تا طلاق افتد میان جفت و شو
دیدہاشان را بہ سحری دوختند / تا چنین گوہر بہ خس افروختند
این گہر از ہر دو عالم برترست / ہین بخر زین طفل نادان کو خرست
نزد خر خرمہرہ و گوہر یکیست / آن اشک را در دُر و دریا شکیست
مر خران را ہیچ دیدی گوشوار / گوش ہوش خر چہ باشد سبزہ زار
احسن التقویم در والتین بخوان / کہ گرامی گوہرست ای دوست جان
احسن التقویم از فکرت برون / احسن التقویم از عرشش فزون
گر بگویم قیمت آن ممتنع / ہم بسوزم ہم بسوزد مستمع
لب ببند اینجا و آن سوتر مران / رفت آن صدیق سوی آن خران
حلقہ در زد چو در را بر کشود / رفت بیخود در سرای آن یہود
بیخود و سرمست در آتش نشست / از دہانش بس کلام تلخ جست
کین ولی اللہ را چون میزنی / این چہ حقدست ای عدو روشنی

سو سچ ہے ولیکن دُر کو دست طفل سے / مول لینا تو بہت آسان ہے
عقل اور ایمان کو جاہل قوم سے / دیو دیگر ملک دیتا مول لے
زینت ایسی دیتا ہی مردار کو / کہ خریدے ایسے سو گلزار کو
ایسے ناپے چاندنی کو سحر سے / لیوے سو ہمیان زر وہ سحر سے
پس سکھائی انبیا نے تاجری / آگے انکے شمع دین روشن کری
دیو و غول و ساحران نے سحر سے / انبیا دکھلائے اسکو بس برے
زشت گردانا عدو نے سحر سے / تا طلاق اک زن و شوہر میں پڑے
آنکھ کو اُن کی سحر سے سی دیا / تا عوض خس کے گہر ایسا دیا
دونوں عالم سے یہ گوہر ہے بڑا / کہ خریدو اس طفل خر سے پس ذرا
پیش خر خرمہرہ گوہر ایک ہی / دُر و دریا میں وہ خر بس شک کرے
خر کے دیکھا ہے کبھی بھی گوشوار / گوش ہوش اس خر کا کیا ہے سبزہ زار
احسن التقویم والتین میں ہے پڑھ / کہ عجب گوہر ہے یہ ای دوستو
احسن التقویم برتر فکر سے / احسن التقویم بالا عرش سے
گر کہوں میں قیمت اُس نایاب کی / میں جلوں اور سامع بس جل جائے اک
اس جگہ چپ رہ نہ آگے بڑھ ہاں / وہ گئے صدیق کس سوئے خران
در بجایا اُس نے کھولا جبکہ در / بس گئے بیخود یہودی کے وہ گھر
مست و بیخود بیٹھے وہ آتش پر / اور کلام سخت اُنھوں نے بس کیے
کیوں تو مارے اس ولی اللہ کو / کینہ یہ کیا روشنی کے ای عدو

سلہ ۵۱ پس سکھائی الخ یہ شعر پیش انبیا نے تاجری سکھائی اور شمع دین کی انکے آگے روشن کری دیو و غول و ساحروں نے سحر سے انکو انبیا دکھلائے برے پس عدو نے سحر سے زشت گردانا تاکہ زن و شوہر میں ایک طلاق پڑے سحر سے انکی آنکھ کو سی دیا تاکہ ایسا گوہر عوض خس کے دیا یہ گوہر دونوں عالم سے بڑا ہے اُس طفل خر سے اُس کو خرید لیجے کیونکہ پیش خر گوہر خرمہرہ ایک ہی اور دُر اور دریا میں وہ خر شک کرتا ہے کبھی خر کے گوشوارے کو بھی دیکھا ہے خر کا گوش ہوش کیا ہے سبزہ زار یعنی بلال ایک گوہر ہے اُس گدھے کے پاس پس اُس سے لے لینا چاہیے اس گوہر کا بیان ہو فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ احسن التقویم الخ ۶ شعر سورہ والتین میں احسن التقویم کو پڑھو اے دوستو یہ عجب گوہر ہے احسن التقویم فکر پر برتری رکھتی ہے اور احسن التقویم بالا عرش سے ہے اگر میں اس نایاب کی قیمت کہوں میں جلوں اور سامع بھی جل جائے اس جا چپ رہ اور آگے مت بڑھ پس وہ صدیق اکبر جانب آخر ان کے گئے دروازہ کھولا پس وہ بیخود ہو کے گھر گئے سب بیخود وہ آتش پر بیٹھے اور کلام سخت انھوں نے کہے یعنی تقویم جامع جمیع اسماء صفات و حقائق ہے کہ انسان اُسکو خود میں رکھتا ہے اور فکر سے معلوم نہیں ہوتا ہے بلکہ شاہ دولت سے انبیا کو معلوم ہوتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۳ کیوں تو مارے الخ ۲ شعر اس ولی کو تو کیوں مارتا ہے یہ کیا کینہ ہے اے روشنی نور کے دشمن اگر تو اپنے دین میں صادق ہے تو ظلم صادق پر کیوں کرے صدق جہودی میں تو ایک مادہ ہے اور تو یہ گمان رکھتا ہے کہ نر ہے پانچ اینٹ کج بین سے مت دیکھ سب کو اے مردود و نفرین مخلوقات کے اُس دم صدیق نے جو کچھ کہ اگر میں کہوں تیرا ہوش اڑ جاوے ینابیع الحکم یا انشعرات کے اُنکے منہ سے جاری تھا راہ بے حیات سے یعنی چشمہ کلام الٰہی کا اُس دم انکے منہ سے جاری ہوا اور وہ بے حیات کہ اسکا بیان نہیں ہو سکتا ہے اسکی مثال ہو فافہم ۱۲

گر ترا صدقی ست اندر دین خود — ظلم بر صادق دلت چون میدهد
ای تو در صدق جهودی مادهٔ — کاین گمان دادی تو بر شهزادهٔ
در همه ز آئینهٔ کژ ساز خود — منگر ای مردود نفرین ابد
آنچه آندم از لب صدیق جست — گر بگویم گم کنی تو پا و دست
آن ینابیع الحکم همچون فرات — از دهان او روان از بیجهات
همچو از سنگی که آبی شد روان — نی ز پهلو مایه دارد نی ز میان
اسپر خود کرده حق آن سنگ را — بر گشاده آب مینا رنگ را
همچنان کز چشمهٔ چشم تو نور — او روان کرده ست بی بخل و فتور
نی ز پیه آن مایه دارد نی ز پوست — روپوشی کرده در ایجاد دوست
در خلای گوش باد جاذبش — مدرک صدق کلام کاذبش
آنچه باد است اندران خرد استخوان — که پذیرد صورت حرف قصه خوان
استخوان و باد روپوش است و بس — در دو عالم غیر یزدان نیست کس
مستمع او قائل او بی احتجاب — زانکه الاذنان من الراس ای مثاب
گفت گر رحمت همی آید برو — زر بده بستانش ای اکرام خو
از منش وا خر چو می سوزد دلت — بی مؤنت حل نگردد مشکلت
گفت صد خدمت کنم پانصد سجود — بندهٔ دارم نکو لیکن جهود
تن سفید و دل سیاه او را بگیر — در عوض ده تن سیاه و دل منیر
کس فرستاده بیاورد آن همام — بود الحق سخت زیبا آن غلام
آنچنانکه ماند حیران آن جهود — آن دل چون سنگش از جا رفت زود

دین مین اپنے اگر صادق ہے تو — ظلم کیون کرتا ہو صادق پر ا[...]
مادہ اک صدق جہودی مین ہی تو — یہ گمان رکھتا ہی شہزادے پ[...]
اپنے مت دیکھ آئینہ کج بین سے تو — سب کو ای مردود نفرین خل[...]
اُس گھڑی صدیق نے جو کچھ کہا — گر کہون مین ہوش اُڑ جائے [...]
وہ ینابیع الحکم مثل فرات — اُنکے مُنہ سے جاری از رہ بیجہ[...]
جیسے[1] اک پتھر سے پانی ہو روان — نے رکھے پہلو مین مایہ نے میا[...]
آڑ حق نے اپنی کی اس سنگ کو — اور کھولا آب مینا رنگ [...]
جیسے چشمہ چشم سے ای تیرے نور — کرتا وہ جاری ہے بے بخل و فتو[...]
نے رکھی چربی وہ مایہ اور پوست — آڑ رکھتا ہی اُسے ایجاد دوس[...]
ہو خلائے گوش مین جاذب ہوئے — ہی وہ مدرک جھوٹی سچی بات[...]
یہ ہو اکیلا اس مین ہو جزو استخوان — کہ سنے آواز حرف قصہ خوا[...]
یہ ہوا اور استخوان پردہ ہی بس — غیر یزدان دونون عالم مین کس[...]
کہتا وہ[2] سنتا وہ ہے بے احتجاب — کیونکہ الاذنان من الراس ای مثا[...]
بولا رحم آتا ہے اُسپر گر تجھے — لا تو قیمت اسکی دے اور اسکو[...]
تیرا دل جلتا ہے گر تو مول لے — بے مدد حل ہو نہ یہ مشکل [...]
بولے بہتر ہو کرون صدہا سجود — نیک رکھتا ہون غلام اک مین ی[...]
تن سفید اور دل سیہ اسکو تو لے — دل سفید اور تن سیہ بدلے مین
اک جوان بھیجا کہ لایا تیز کام — سخت زیبا تر تھا الحق وہ غلا[م]
اس طرح کہ وہ جہود حیران ہوا — سنگ دل بیہوش اُسکا ہو گیا

[1] جیسے الخ، شعر جیسے ایک پتھر سے پانی روان ہو اور نہ پہلو مین اور نہ درمیان مین یہ رکھتا ہے آگے حقائق ہین اس سنگ کو حق نے اپنی آڑ کی ہے اور خود آب مینا رنگ کو کھولا ہے آگے پھر مثال ہے جیسے تیرے چشمہ چشم سے اور نور جاری کرتا ہے بے بخل کے نہ وہ مایہ چربی رکھتی ہے اور نہ پوست اُسے آڑ رکھتا ہے ایجاد دوست نے پھر مثال آگے ہے خلا گوش مین جو جیسا جاذب ہے کہ وہ جھوٹی سچی بات کی تمیز کیا ہے کہ اس مین ایک جزو استخوان ہے کہ وہ سنتا ہے آواز حرف قصہ خوان کا بس یہ ہوا اور استخوان ایک پردہ ہے سوا خدا کے دونون عالم مین کوئی نہیں ہے یعنی اب سب جہان ایک آڑ ہے اظہار حکم خدا کے کہ سب کچھ وہ کرتا ہے ان پردون کے ساتھ سے آگے اسکا بیان ہو فافہم ۱۲
[2] کہتا ہے الخ، شعر وہی کہتا ہے اور وہی سنتا ہے بے حجاب کیونکہ ترجمہ ضرور کرکان سر سے ہین کہا کہ اگر رحم آتا ہو تجھکو پس تو لا اسکی قیمت دے اور اسکو لے اگر تیرا دل جلتا ہے تو مول لے بے مدد مشکل تجھکو حل نہووے فرمایا بہتر ہے صدہا سجدے کیے کہا ایک غلام یہودی نیک مین رکھتا ہون تن سفید دل سیاہ تو اسکو دے اور دل سفید اور تن سیاہ بدلے مین دے ایک جوان بھیجا کہ تیز قدم لایا اور سخت زیبا تر تھا الحق وہ غلام اس طرح کا تھا کہ وہ جہود حیران ہوا اور اسکا سنگ دل بیہوش ہو گیا آگے اُسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

حالت صورت پرستان این بود	سنگ شان از صورت مومی شود	حال پس صورت پرستونکا یہ ہے	سنگ دل صورت سے موم ہوگیا ہے
باز کرد استیزه و راضی نشد	که برین افزون بده بی پیچ بد	پھر کیا جھگڑا نہ وہ راضی ہوا	کہ مجھے دے اسکے اوپر اور سوا
یک نصاب نقره ہم بروی فزود	تا که راضی گشت حرص آن جہود	اب نصاب اُسپر کیے چاندی سوا	وہ جہود طامع تب راضی ہوا
بیع کرد و داد و بستد بیغرض	داد گوہر سنگ بستد در عوض	کر دیا بیع اور لے ہی بے غرض	دیکے گوہر سنگ لیتا ہوں عوض
بر خیال آن که سودی کرده ام	داده سودا بیضی آورده ام	یہ سمجھکر کہ مجھے نفع ہوا	دے کے بدرو خوبرو میں نے لیا
منعقد چون گشت بیع اندر میان	یافت ایجاب و قبول ہر دو آن	ہوگئی جب بیع مقرر درمیان	لینا دینا ٹھہرا دونوں میں ہاں

خندیدن یہودی و پنداشتن آن که صدیق مغبون ست وندانستن بہای بلال را

ہنسنا یہودی کا اور سمجھنا اس بات کا کہ صدیق کو نقصان ہوا اور قیمت بلال کی نہ جاننا

قہقہہ زد آن جہود سنگدل	از سر افسوس و طنز و غش و غل	اس یہودی نے لگایا قہقہا	از رہ طنز و تمسخر واہ وا
گفت صدیقش که این خنده چه بود	در جواب پرسش او خنده فزود	بولے صدیق اُس سے تو ہنستا ہے کیوں	در جواب اُنکے ہنسا وہ اور فزوں
گفت اگر جدیت نبودی و اہتمام	در خریداری این اسود غلام	بولا اگر کوشش نہیں ہوتی تمہیں	مول لینے اس غلام حبش میں
من ز استیزه نمی افروختم	خود بعشر نیمش من بفروختم	میں نہیں جھگڑے سے کچھ ہوتا خفا	خود اسے میں دس روپیہ کو بیچتا
که بنزد من نیرزد نیم دانگ	تو گران کردی بہائش را ببانگ	میں نہ نالائق جانوں آدھے دانگ کے	تمنے قیمت کو بڑھایا آپ سے
پس جوابش داد صدیق ای غبی	گوہری دادی بجوزی چون صبی	در جواب اُسکے کہا صدیق نے	جوز عوض گوہر دیا جوں طفل نے
او بنزد من ہمی ارزد دو کون	من بجانش ناظرستم نے بلون	جانوں میں ارزاں اُسے کونین سے	جان سے میں دیکھوں نہ رنگت سے
زر سرخ است و سیہ تاب آمده	از برای رشک این احمق کده	ہے زر سرخ اور سیہ تابی رکھے	رشک دینے آیا احمق کے لئے

سلہ حال پس صورت الخ ۶ شعر یہ حال صورت پرستوں کا ہے کہ سنگ دل ان کا صورت سے موم ہو رہا ہے پھر جہودی نے جھگڑا کیا اور راضی نہ ہوا کہ مجھے اُس کے اوپر اور سوا دے پس ایک نصاب اُسپر چاندی سوا کی تب وہ جہود طامع راضی ہوا بیع کر دیا اور بے غرض لیا اور گوہر دے کر سنگ عوض میں لیا یہ سمجھکر کہ مجھے نفع ہوا اور بدرو دیکر خوبرو میں نے لیا جب آپس میں بیع مقرر ہوگئی اور دونوں میں ایجاب و قبول ٹھہرا آگے یہودی کے خوش ہونے کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اس یہودی نے الی آخرہ ۸ شعر یہودی نے قہقہہ لگایا اور از راہ طنز اور تمسخر کے واہ واہ کہا صدیق نے اُس سے کہا کہ تو ہنسا کیوں ہے درجواب اُس کے وہ اور ہنسا سو کہا کہ اگر تم کو کوشش نہ ہوتی اس غلام حبشی کے مول لینے میں تو میں جھگڑے سے کچھ خفا نہ ہوتا اُس کو میں تو دس روپیہ کو بیچتا میں آدھے دانگ کے لائق جانتا ہوں تمنے آپ سے قیمت کو بڑھایا اس کے درجواب صدیق نے کہا جوز کو عوض گوہر کے دیا مانند طفل کے میں ارزاں اُس کو جانتا ہوں کونین سے کہ میں جان سے دیکھتا ہوں اُسے نہ رنگت آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ ہے زر سرخ الی آخرہ ۵ شعر زر سرخ ہے اور سیاہ تابی رکھتا ہے اور احمق کے لئے رشک دینے آیا ہے وہ چشم جسمانی ہفت رنگ ہے کہ اُس پردہ میں کب روح کو پاتی ہیں آگے رجوع بقصہ ہے اگر تو مصر ہوتا اندر بیع کے تجکو اپنا جملہ ملک و مال دیتا اور اگر تو زیادہ مصر ہوتا تو میں غیر سے زر قرض لیکر دیتا تونے ارزاں بیچا کیونکہ ارزاں لیا تھا گوہر نہ دیکھا اور ڈبہ دیکھا یعنی بلال مانند چشم سر کے ہفت رنگ گو بظاہر سیاہ رکھتا ہے اور باطن میں اسکے نور بجا ہو کہ جہاں کو چشم سے معنی بلال کا کب رکھتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

دیدهٔ این هفت رنگ جسمها در نیابد زین نقاب آن روح را
هفت رنگی چشم جسمانی ہر سب روح کو پائے بس اس سے وہ نہ کب

گر یکیسی کردهٔ در هیچ پیش دادمی من جمله ملک و مال خویش
گر مصر ہوتا تو اندر ہیچ کے دیتا جملہ ملک و مال اپنا تجھے

در یکیسی افزودئی من زاهتمام دامن زر کردمی از غیر وام
اور مصر ہوتا زیادہ تو اگر قرض لیکر غیر سے دیتا میں زر

سهل بودی زانکه اول یافتی در ندیدی حقه را نشکافتی
بیچار زان کیونکہ ارزان تھا لیا ورنہ دیکھا اور ڈبہ وا کیا

حقهٔ سربسته جهل تو بداد زود بینی که چه غبنت او فتاد
بند ڈبا جہل تیرے نے کیا جلد دیکھے تو کہ کیا نقصان ہوا

حقهٔ پر لعل را دادی بباد همچو زنگی در سیه روئی تو شاد
مفت ڈبہ تو نے پر لعل اب دیا خوش سیہ روئی سے جیسے زنگی ہوا

عاقبت واحسرتا گوئی بسے بخت و دولت چون فروشد خود کسے
تو بہت واحسرتا آخر کہے بخت و دولت جیسے کوئی بیچدے

بخت با جامهٔ غلامانه رسید چشم بدبخت بجز ظاهر ندید
بخت آیا بالباس خادمی دیکھا ظاہر چشم بد بین نے تری

او نمودت بندگی خویشتن خوی زشتت کرد با او مکر و فن
بندگی دکھلائی اپنی بس تجھے مکر جانا تیری خوئی زشت نے

این سیه اسرار تن اسپید را بت پرستانه بگیر ای ژاژخا
اس سیہ دل تن و سفید زشت کو بت پرستوں کی طرح لے ہے عدو

این ترا و آن مرا بردیم سود هین لکم دین و لی دین ای جهود
یہ ہے تجھے اور وہ مجھے بس ہوئے سود کہ لکم دین و لی دین اے جہود

خود سزای بت پرستان این بود جلش اطلس اسپ او چوبین بود
بت پرستوں کی سزا خود یہی ہے اسپ چوبیں اسکا جھول اطلس کا ہے

همچو گور کافران پر دود و نار وز برون بر بسته صد نقش و نگار
گور کافر کی طرح پر دود و نار اور باہر سے کیے نقش و نگار

همچو مال ظالمان بیرون جمال وز درونش خون مظلوم و وبال
مال ظالم کی طرح باہر جمال اندر اسکے خون مظلوم و وبال

چون منافق از برون صوم و صلوٰة وز درون خاک سیاه بی نبات
جون منافق ظاہر صوم و صلوٰة باطنا خاک سیاہ بے ثبات

همچو ابر بی نم و پر قر و قر نی درون نفع زمین نی قوت بر
ابر بے نم پر قراقر کے مثال نے زمین کو نفع نے ہووے نہال

همچو وعده مکر و گفتار دروغ آخرش رسوا و اول با فروغ
مثل وعدہ مکر اور قول دروغ رسوا آخر اس کا اول با فروغ

بعد از آن بگرفت آن دست بلال آن ز زخم ضرب و محنت چون خلال
بعد اس کے پکڑا انہیں دست بلال ضرب میں محنت سے تھا وہ مثل خلال

۵۱ بند ڈبہ الی آخرہ ۷ شعر تیرے جہل نے ڈبہ بند کر دیا تو جلد دیکھے گا کہ کیا نقصان ہوا تو نے پر لعل مفت دیا اور خوشی اپنی سیاہ روئی سے مانند زنگی کے ہوا تو آخر کو بہت واحسرتا کہے گا جیسے کوئی بخت و دولت بیچدے بخت بالباس خادمی آیا تیری چشم بد بین نے ظاہر اس کا دیکھا پس تجھے اپنی بندگی دکھلائی اور تیری خوے زشت نے اُسے مکر جانا اس سیاہ دل سفید تن زشت کو مانند بت پرستوں کے اے عدو لے اور وہ مجھے پس فائدہ دے ترجمہ واسطے تمہارے تمہارا دین اور واسطے میرے میرا دین اے جہود یعنی تو اپنا کام کر سکتے اس سے فائدہ ہوا آگے اس کے مثال ہے ۱۲
۵۲ بت پرستوں کی آنخ ۶ شعر خود بت پرستوں کی سزا یہی ہے کہ اسپ چوبین اور اسکی جھول اطلس کی ہے کافر کی گور کے مانند دود و آتش سے پر اور باہر سے نقش و نگار کیے ہوے مال ظالم کے مانند باہر جمال اور اس کے اندر خون مظلوموں کا و وبال منافق کے مانند ظاہر نماز و روزہ باطن میں سیاہ بے ثبات اور بے نم قراقر کے مانند نہ زمین کو نفع دے اور نہ نہال ہووے وعدے کے مانند مکر و قول دروغ اول پر رونق و آخر رسوا یعنی ریا کار بظاہر بہتر و بباطن بد سیہ ہوتے ہیں آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۵۳ بعد اس کے آنخ ۷ شعر بعد اسکے ہاتھ بلال کا پکڑا کہ محنت کے ہاتھ سے وہ مثل خلال کے تھا منہ میں راہ کی خلال پاک کو اور وہ جانب شیرین زبانی کے جائے وہ اسکو ہمراہ لا کے آگے رسول اللہ کے کہ اُنہے جان سے دین قبول کیا تھا جو اس خستہ نے روے مصطفے کو دیکھا تو کہا ترجمہ خوش آئے تم بس داخل ہو در وازے سے پس بلال نیک نے جو یہ سنا بیخود ہوکر گر پڑا اور دیر تک بیہوش و بیخود رہا ہوش میں آیا تو خوشی سے رو دیا مصطفے صلعم اسکو خود چپٹا لیا کوئی کیا جانے کہ اسکو کیا دیا یعنی تو جہ باطن سے بلال

کو بدمعنی کر دیا آگے اس کے مثال ہے فافہم ۱۲

شد خلالی در دہانی راہ یافت	جانب شیرین زبانی می شتافت
آوریدش تا بنزد آن رسول	کہ بجان او کردہ بدونیش قبول
چون بدید آن خستہ روی مصطفیٰ	گفت طبتم فادخلوہا یا بہا
چون بلال این را شنید از مصطفیٰ	خر مغشیا فتاد او بر قفا
تا بدیری بیخود و بیہوش ماند	چون بہوش آمد ز شادی اشک راند
مصطفیٰ اش در کنار خود کشید	کس چہ داند بخششے کو را رسید
چون بود مسی کہ بر اکسیر زد	مفلسی بر گنج پر توفیر زد
ماہی پژمردہ در بحر او فتاد	کاروان گم شدہ زد بر رشاد
آن خطاباتی کہ گفت آن دم نبی	گر زند بر شب بر آید از شبی
روز روشن گردد آن شب چون صباح	من نتانم باز گفت آن اصطلاح
خود تو دانی کافتاب اندر حمل	تا چہ گوید با نبات و با دقل
خود تو میدانی کہ آن آب زلال	می چہ گوید باریاحین و نہال
صنع حق با جملہ اجزای جہان	چون دم و حرفست از افسون گران
جذب یزدان با اثرہا و سبب	صد سخن گوید نہان بے حرف و لب
نے کہ تاثیر از قدر معمول نیست	لیک تاثیرش ازو معقول نیست
چون مقلد بود عقل اندر اصول	وان مقلد در فروعش ای فضول
گر بپرسد عقل چون باشد مرام	گو چنانکہ تو ندانی والسلام

وہ ملی منہ مین خلال پاک کو	جانب شیرین زبانی جا پڑ دو
اُس کو ہمراہ لائے وہ پیش رسول	کہ کیا تھا جان سے دین اُسنے قبول
دیکھا جو خستہ نے روے مصطفیٰ	بولے طبتم فادخلوہا یا بہا
پس بلال نیک نے جب یہ سنا	مصطفیٰ سے بہک کے بیخود گر پڑا
دیر تک بیہوش اور بیخود رہا	ہوش مین آیا خوشی سے رو دیا
مصطفیٰ نے اُسکو خود بیٹھا لیا	کوئی کیا جانے کہ اسکو کیا دیا
ہووے کچھ کچھ مس لگے اکسیر سے	اور مفلس پر خزانے پڑ پڑے
ادھ مری ایک ماہی دریا مین پڑی	اور بھولے کاروان کو رہ ملی
وہ خطاب اسدم جو احمد نے کہے	گر کہیں شب سے تو شب مین چھوڑ دے
روز روشن ہووے وہ شب جون صباح	مین نہین کہہ سکتا ہون وہ اصطلاح
جان لے تو خود کہ شمس اندر حمل	کہتا کیا ہے بانبات و پھول پھل
جان لے تو خود کہ وہ آب زلال	کہتا کیا ہے باریاحین و نہال
صنع حق عالم کے جملہ جزو سے	مثل افسونگر کے دم اور حرف سے
جذب حق کا با اثر اور با سبب	باتین سو نہان کرے بیحرف و لب
نے کہ تاثیر قدر جاری نہین	لیک تاثیر اس کی معقولی نہین
جو مقلد عقل تھے اندر اصول	فرع مین بھی ہے مقلد ای فضول
عقل گر پوچھے کہ کیونکر ہووے کام	کہدے ایسا تو نجانے والسلام

معاتبت کردن پیغمبر علیہ السلام باصدیق کہ ترا وصیت کردم بشرکت

عتاب کرنا مصطفیٰ علیہ السلام کا صدیق رضی اللہ عنہ پر کہ تمکو مین نے وصیت کری

سلہ ہووے الخ ۶ شعر کیا کچھ ہووے کہ مس اکسیر سے بہ لگے اور مفلس خزانہ پہ پڑسے اور ایک ماہی ادھ مری دریا مین پڑی اور پھر بھولے ہوئے کاروان کو رہ ملی جو اُسدم احمد صلعم نے وہ خطاب کہے اگر شب سے کہین تو شب مین چھوڑ دے روز روشن ہووے اور شب مانند صباح کے مین نہین کہہ سکتا ہون وہ اصطلاح تو جان لے خود کہ شمس حمل مین کیا کہتا ہے ساتھ نبات و پھول و پھل کے تو جان لے خود کہ وہ آب زلال کیا کہتا ہے ساتھ ریاحین و نہال کے یعنی جناب رسول مقبول صلعم نے ساتھ بلال کے وہ عنایت کی کہ جیسے نباتات کو تازہ کرتا ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ صنع حق الخ ۵ شعر صنع حق سے جملہ جزو عالم سے افسون کرکے دم اور حرف سے ہے اور جذب مین ساتھ اثر وسبب کے سو باتین پنہان کرے کہ بے حرف و لب نہین کہ تاثیر قدر کی جاری نہین ہے ولیکن تاثیر اس کی معقول باطل ہے جو مقلد عقل کے تھے اصول مین دو فرع بھی مقام مین اگر عقل پوچھے کہ کیونکر کام ہووے ایسا کہدے تو نہین جانتا ہے والسلام یعنی صنعت خدا ہر ایک جزو عالم سے افسونگر کے مانند اثر رکھتی ہے مگر عقل مین ایک کے نہین آتی ہے آگے جناب رسول مقبول صلعم کا بیان ہے فافہم ۱۲

من بجز خود تنہا خریدی وجواب عرض نمودن صدیق رضی اللہ عنہ

سید کونین سلطان جہان — در عتاب آمد زمانی بعد از ان
گفت ای صدیق آخر گفتمت — کہ مرا انباز کن در مکرمت
تو چرا تنہا خریدی بہر خویش — باز گو احوال ای پاکیزہ کیش
گفت ما دو بندگان کوے تو — کردمش آزاد من بر روے تو
تو مرا میدار بندہ و یار غار — ہیچ آزادی نخواہم زینہار
کہ مرا از بندگی آزادی ست — بے تو بر من محنت وبیدادیست
اے جہان را زندہ کردہ زاصطفا — خاص کردہ عام را خاصہ مرا
خوابہا میدید جانم در شباب — کہ سلامم کرد قرص آفتاب
از زمینم بر کشیدہ تا سما — ہمرہ او گشتہ بودم از ارتقا
گفتم این ماخولیا بود ومحال — ہیچ گردد مستحیلی وصف حال
چون ترا دیدم بدیدم خویش را — آفرین این آئینہ خوش کیش را
چون ترا دیدم محالم حال شد — جان من مستغرق اجلال شد
چون ترا دیدم من ای روح البلاد — مہر این خورشید از چشمم فتاد
گشت عالی ہمت از تو چشم من — جز بخواری ننگرم اندر زمن
نور جستم خود بدیدم نور نور — حور جستم خود بدیدم رشک حور
یوسفی جستم لطیف و سیمتن — یوسفستانی بدیدم در تو من

تھی کہ میری شراکت سے خریدنا تمنے تنہا خرید کیا اور جواب مین عرض کرنا صدیق رضی اللہ عنہ

سید کونین[۱] سلطان جہان — بعدہ غصہ مین آئے اک ز...
بولے اے صدیق تمکو تھا کہا — کہ شریک اسمین مجھے کرنا ب...
تمنے کیون تنہا لیا اپنے لئے — پھر کہو احوال اسکا تم س...
بولے ہم دونون تمھارے ہین غلام — کر دیا آزاد اُسے تم پر تم...
تم مجھے بندہ رکھو اور یار غار — کچھ نہ آزادی مین چاہون ...
مجکو[۲] کب آزادی تیری قید سے — بے ترے ہے ظلم اور محنت ...
اصطفا سے زندہ عالم کو کیا — خاص عامونکو کیا مجھ کو ...
دیکھا تھا مین خواب مین اندر شباب — کہ مجھے کرتا سلام اک آف...
لیگیا مجھکو زمین سے تا سما — برتری مین اسکی مین ہمراہ...
سوچا مین ماخولیا یہ ہے محال — کب محال آخر ہوا ہے وصف حا...
جو تمھین دیکھا وہ دیکھا آپ کو — آفرین اُس آئینہ میری ...
جو تمھین دیکھا ہوا حال اب محال — غرق جان میری ہوئی اندر جلا...
مین[۳] نے دیکھا جو تمھین اے روح پاک — ماہ وخورشید اب دکھی ہین مجکو ...
عالی ہمت چشم میری تمسے ہے — جز بخواری سے زمانے مین ...
نور ڈھونڈھا دیکھا مین نے نور نور — حور ڈھونڈھی دیکھا مین نے رشک ...
ڈھونڈھا یوسف اک لطیف و مہ نگار — یوسفستان تم مین دیکھا آشکا...

سلہ سید کونین الخ ۵ شعر سید کونین وہ سلطان جہان اسکے بعد غصہ مین آئے ایک زمان تک فرمایا کہ اے صدیق تمکو کہا تھا کہ اسمین ... شریک کرنا تم نے اپنے لئے کیون تنہا لیا پھر تم احوال اسکا مجھ سے کہو کہا کہ ہم دونون تمھارے غلام ہین کہ اسے آزاد کر دیا تم پر بالکل تم مجھکو بندہ رکھو یار غار کہین کچھ آزادی نہین چاہتا ہون ہرگز باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ مجکو کب الخ ۷ شعر تمھاری قید سے مجھے کب آزادی ہے بغیر تمھارے مجکو ظلم ومحنت ہے عالم کو زندہ اصطفا سے کیا وعام کو خاص کیا اور مجکو سوا مین خواب مین دیکھا تھا اندر شباب کے کہ مجھے ایک آفتاب سلام کرتا ہے مجھکو زمین سے آسمان تک لیگیا مین برتری مین اُسکے ہمراہ تھا مین سوچا کہ یہ مالیخولیا ہی محال کب محال آخر کو وصف حال ہوا ... جو تمکو دیکھا آپ کو تو میرے اُس آئینہ پر آفرین ہو جیو جو تمھین دیکھا محال اب حال ہوا اور میری جان غرق ہوئی اندر جلال کے یعنی وہ خواب آپ کو دیکھنے سے سچ ہو گئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ مین نے دیکھا الخ ۶ شعر جو تمکو مین نے دیکھا اے روح پاک مہر خورشید اب ... دیکھتا ہے خاک تیری چشم عالی ہمت تم سے ہے اور بجز خواری کے زمانہ مین نہین دیکھتا ہے نور ڈھونڈھا مین نے نور نور دیکھا حور ڈھونڈھی ... مین نے رشک حور ایک یوسف لطیف ومہ لقا دیکھا پس تم مین یوسفستان ظاہر دیکھا جنت کے واسطے ڈھونڈھتا پھرتا تھا مین نے تمھارے ... جو مین جنت دیکھی یہ میری نسبت ہے ایک مدح وثنا اور تمھارے نسبت ہجو نارو یعنی جو مین ڈھونڈھتا پھرتا اس سے بہتر تمکو مین نے پایا آگے اسکی مثال ...

در پے جنت بدم در جستجو	جنتی بنمودم از ہر جزو تو	ڈھونڈھتا پھرتا تھا جنت کیلئے	دیکھی جنت ہر تمھارے جزو سے
ہست این نسبت بمن مدح و ثنا	ہست این نسبت بتو قدح و ہجا	ہی یہ نسبت میری اک مدح و ثنا	ہے تمھاری نسبت ہجو ناروا
ہمچو مدح مرد چوپان سلیم	مر خدا را پیش موسی کلیم	جیسے[۱] مدح کرتا چوپان سلیم	خاص حق کی پیش موسی کلیم
کہ بجویم اشپشت شیرت دہم	چارقت دوزم من و پشت نہم	کہ جوئین بینون تجھے مین شیر دون	جوتیان سیئون تری آگے رکھون
قدح او را حق بمدحے بر گرفت	گر تو ہم رحمت کنی نبود شگفت	ہجو اسکی حق نے لی جانے ثنا	کیا عجب رحمت رکھے گر تو روا
رحم فرما بر قصور فہمہا	اے ورائے فہمہا و وہمہا	رحم فرما تو قصور فہم پہ	ہر سوا ہے فہم سے تو وہم سے
ایہا العشاق اقبال جدید	از جہان کہنہ و نو در رسید	ایہا العشاق اقبال جدید	عالم کہنہ سے آیا تو پدید
زین جہان کو چارہ بیچارہ جوست	صد ہزاران نادرہ عالم دروست	اُس جہان سے کہ چارہ عاجزان	سیکڑون نادر ہین عالم کے وہان
ابشروا یا قوم اذ جاء الفرج	افرحوا یا قوم قد زال الحرج	ابشروا یا قوم اذ جاء الفرج	افرحوا یا قوم قد زال الحرج
آفتابی رفت در کازہ ہلال	در تقاضا کہ ارحنا یا بلال	خور[۲] گیا اندر نیستان ہلال	ہے تقاضا کہ ارحنا یا بلال
زیر لب میگفتی از بیم عدو	کوری او بر منارہ رو بگو	تو کہے پنہان عدو کے خوف سے	وہ ہے اندھا کہ تو چڑھ مینار پے
میدمد در گوش ہر غمگین بشیر	خیز اے مدبر رہ اقبال گیر	کان مین غمگین کے پھونکے ہے بشیر	اُٹھ اے مدبر رہ اقبال گیر
ای درین حبس و درین گند و شپش	ہین کہ تا کس نشنود زشتی خمش	ابتو اس محبس و کوٹھے مین رہو	نے کوئی زشتی سنے خاموش ہو
چون کنی خامش کنون ای یار من	کز بن ہر موی آمد طبل زن	کس طرح خاموش ہون مین مشتاق	ہر بن موسے جو نکلے ہے صدا
آن چنان کز شد عدو رشک خو	گوید این چندین دہل را بانگ کو	ایسا بہرا ہے عدو رشک خو	کان صدا ہے کوٹ اپنے ڈھول کو
میزند بر روش ریحان کہ طریست	او ز کوری گوید این آسیب چیست	مارین اسکے منہ پہ ریحان برملا	اندھے پن کہوے یہ آسیب کیا

قصۂ ہلال کہ بندہ مخلص بود مر خداے را وصاحب بصیرت و بے تقلید پنہان شدہ بود در بندگی مخلوق جہت مصلحت نہ کہ از عجز

تمہید قصۂ ہلال کا کہ خدا کا بندہ مخلص تھا صاحب بصیرت بغیر تقلید کے بندگی مخلوق مین پوشیدہ ہوا واسطے مصلحت کے نہ کہ

ف۱ جیسے الخ یہ شعر چوپان سلیم مدح کرتا تھا خاص حق کے آگے موسی کلیم کے کہ مین جوئین بینون اور تجھے شیر دون جوتیان سیئون اور تیرے آگے رکھون حق نے اسکی ہجو جانے ثنا کی لی اگر تو رحم روا رکھے کیا عجب ہے تو رحم فرما قصور فہم پر اے تو سوا ہو فہم و وہم سے ترجمہ اے عاشق اقبال سے عالم کہنہ سے آیا نیا ظاہر اس جہان سے کہ چارہ عاجزان ہے سیکڑون عالم کے اور وہان ہین ترجمہ اے قوم تمکو بشارت ہو کہ جب آنے کشادگی فرحت ہو تمکو دور ہوئی تنگی یعنی یا رسول اللہ اگرچہ میری مدح مانند چوپان سلیم کے بلکہ ذم ہے مگر مثل خلاق رحیم کے اسکو تم بھی قبول کروا کے مدح جناب رسول مقبول صلعم کی ہو فافہم ۱۲ ف۲ خور گیا الخ یہ شعر خورشید اندر نیستان ہلال کے گیا تقاضا ہے کہ راحت مجکو دے اندھا ہو تو مینار پر چڑھ کر کان مین ہر غمگین کے بشارت پھونکتا کہ اے مدبر اُٹھو راہ اقبال سیر کی سے اب تو اسی محبس و کوٹھے میں رہو نہ کوئی زشتی سنے اور خاموش ہو آگے جواب ہے کس طرح خاموش ہو وے کہ ہر بن موسے جو نکلتی ہے صدا عدو رشک خو ایسا بہرا ہے کہ کوٹ اُس کے منہ پر ریحان مارین برملا وہ اندھے پن سے کہے کہ یہ آسیب ہے یعنی جسکو گوش شنوا نہین ہو اُسکے آگے لاکھ اسرار کہو [illegible] بیان ہے فافہم ۱۲

چنانکہ لقمان و یوسف علیہ السلام از روی ظاہر و غیر ایشان و این ہلال بندہ سائیس بود مر امیرے را و آن امیر مسلمان بود اما چشم بستہ ۵

عاجزی سے جیسے کہ لقمان و یوسف علیہ السلام از روے ظاہر کے اور سوا اُن کے اور یہ ہلال ایک بندہ سائیس تھا ایک امیر مسلمان کا لیکن وہ چشم باطن نہ کھتا تھا ۵

چو اندا عمی کہ مادر می ارد
اگر بابن دانش تعلیم مادر کشد
کہ اذا اراد اللہ تعالی بعبد خیرا

لیک چون تن بوہم در نا رد
ممکن بود کہ از اعمی خلاصی یابد
فتح عین قلبہ لیبصر بہما الغیب

جیسے اندھا کہ مان کو رکھتا ہو
اگر ساتھ اس دانش کے تعلیم ان کی کرے
اذا اراد اللہ تعالی بعبد خیرا

لیک جون تن وہم مین لاے
ممکن ہو کہ اندھے پن سے نجات پائے
فتح عین قلبہ لیبصر بہما الغیب

جسوقت کہ ارادہ کرے اللہ تعالی طرف بندہ کے نیکی کا کھلجاتی ہین آنکھین دل کے کہ دیکھے اس غیب کو

این راہ ز زندگی دل حاصل کند
می شکنجہ خورد ستش می کشند
این کشاکش چیست بر دست و تنم
آنکہ در خوابش ہمین جوئی ویست
زان بلاہا بر عزیزان پیش بود
لاغ باخوبان کند در ہر رہے
خویش را یکدم بدین کوران دہد

کین زندگی تن وصفت نعمت
کور حیران کہ چہ و دم می کند
خفتہ ام یکبار تا خوابی کنم
چشم بکشا کان مہ نیکوی ویست
کان تجسس یا بہا خوبان خود
نیز کوران را بشور اندکہے
تا غریو از کوی کوران بر جہد

زندگی دل سے یہ رہ حاصل کرے
ہاتھ پکڑے جور اور کھینچے اُسے
یہ کشاکش ہاتھ و تن پر کس لیے
خواب مین تو جسکو ڈھونڈے وہی ہے
اس سبب آتی عزیزون سے بلا
کرتا خوبان سے ہے شوخی ہر گھڑی
آپکو اکدم وہ ان اندھون کو دے

یہ زندگی تن صفت حیوان کی ہے
اندھا حیران کھینچے ہے کیون درد سے
سوتا ہون تو چھوڑ خواب آئے مجھے
کھول آنکھین کہ وہ مہ ہی نیک ہے
یار نے جو جلوہ خوبون سے کیا
بھی پریشان کر دے اندھونکو کبھی
شور تا اندھون سے کوچے سے اٹھے

قصہ ہلال و شوق او بہ ایمان و صفت ضعیف و خواجہ او

قصہ ہلال کا اور شوق اُسکا ساتھ ایمان کے اور صفت ضعیف و خواجہ اُسکے کی

چون شنیدی بعض اوصاف ہلال
از ہلال او بیش بود اندر روش

بشنو اکنون قصہ ضعیف ہلال
خوی بد را بیش کردہ بد کنش

سن چکے تم بعض اوصاف ہلال
خوش چلن وہ تھا ہلال پاک سے

اب سنو تم قصہ ضعیف ہلال
دفع کی تھی خوے بد اسواسطے

سلہ ہاتھ پکڑے الخ ۲ شعر جو ر ہاتھ پکڑے اور اُسے کھینچے اندھا حیران ہے کہ کیون درد سے کھینچتا ہے ہاتھ اور تن پر یہ کشاکش کسواسطے ہے مین سوتا ہون تو چھوڑ مجھے خواب آئے ہے تو خواب مین جسکو ڈھونڈھتا ہے وہی ہے تو آنکھین کھول کہ وہ ہی ماہ ہے آگے حقائق اُسکے ہین اس سبب سے عزیزون پر بلا آتی ہو کہ وہ یار خوبان پر فدا ہے خوبون سے ہر گھڑی شوخی کرتا ہو اور یہی پریشان کردے اندھون کو کبھی ایک دم خود کو وہ اندھون کو دے تا کہ اندھون کے کوچہ سے شور اُٹھے یعنی غافلان دنیا پر خداوند عالم اپنا جلوہ کرتا ہے مگر اسکو بسبب پہچاننے کے آفت جانتے ہین ہیں اسواسطے عزیزون پر بلا آتی ہو مگر اُسنے اپنا جلوہ معشوقون مین سے اُنکو دکھایا ہے آگے قصہ حضرت ہلال رضی اللہ عنہ کا ہو فافہم ۱۲ سلہ سن چکے تم بعض الخ ۲ شعر ہلال کے اوصاف تم سن چکے اب تم قصہ ضعیف ہلال کا سنو وہ خوش چلن تھا ہلال پاک سے اسواسطے کہ دفع کی تھی خوے بد کو جیسا پیچھے ہٹنے والا نہین تھا کہ پیچھے ہٹے ہر گھڑی گوہر کے جانب سے مانند سنگ کے آگے پیچھے ہٹنے کا بیان ہو مثال مین فافہم ۱۲

نی چو تو پس رو که هر دم پیستری — سوی سنگی میروی انه گوهری

در تقریر همین معنی گوید

همچنان کان خواجه را مهمان رسید — خواجه از ایام سالش بر رسید
گفت عمرت چند سال است ای پسر — باز گو و در مدزد و بر شمر
گفت هجده هفده یا خود شانزده — ای برادر خوانده یا که پانزده
گفت واپس واپس ای خیره سر — باز میرو تا بکس مادرت

در تقریر همین معنی گوید

آن یکی اسپی طلب کرد از امیر — گفت رو آن اسپ اشهب را بگیر
گفت آن را من نخواهم گفت چون — گفت او واپس رو است و بس حرون
سخت پس پس میرود او سوی بن — گفت دمش را بسوی خانه کن
دم این استور نفسی شهوت است — زان سبب پس پس رود آن خود پرست
شهوت او را که دم آمد ز بن — ای مبدل شهوت عقبیش کن
چون به بندی شهوتش را از رغیف — سر کند آن شهوت از عقل شریف
همچو شاخی کش ببری از درخت — سر کند قوت ز شاخ ای نیکبخت
چونکه کردی دم او را آن طرف — گر رود واپس رود تا مکتنف
حبذا اسپان رام پیش رو — نی سپس رو نی حرونی را گرو
گرم رو چون جسم موسی کلیم — تا به بحرینش چه پهنای عظیم
هست هفصد ساله راه آن حقب — که بکرد او عزم در سیران حب

تجھسا نہیں رو کہ پس روی کرے — ہر گھڑی گوہر سے جانب سنگ کے

تقریر مین اسی معنی کے کہتا ہے

جیسے[1] مہمان آیا اک خواجہ کے یہان — پوچھا سال عمر کر اپنی بیان
بولا تیری عمر کتنے سال کی — مت چھپا اور گن تو سال اپنے سبھی
بولا اٹھارہ و سترہ سال کی — یا کہ سولہ اور پندرہ سال کی
بولا پیچھے پیچھے ہٹتا ہے اے تو — کس تلک جائیگا ہٹکر ماں کی تو

تقریر مین اسی معنی کے کہتا ہے

ایک نے[2] اک گھوڑا مانگا میر سے — بولا جا اس گھوڑے ابلق کو تو لے
بولا مین اسکو نہین لون بولا کیون — بولا وہ ہٹتا ہے پیچھے بس فزون
پیچھے پیچھے ہٹتا جائے جڑ کی سو — بولا کر دے گھر کی سو دم اسکی تو
تیرے گھوڑے نفس کی خواہش ہے دم — اس سبب پیچھے ہٹے ہی جاتو تم
اسکی خواہش کہ دم آئے اصل سے — ای عقب کی اسکی خواہش لوٹ دے
بند کی خواہش جو اسکی نان سے — عقل سے خواہش کو وہ جاری رکھے
جیسے[3] شاخون کو تو کاٹے نخل سے — شاخ سے پیدا ہو قوت جان لے
اس کی دم اس سو جو کر دی آنے یان — گر چلے واپس چلے تا لامکان
حبذا اسپ مطیع پیش رو — نے چلے واپس نہ سرکش ہو وہ دو
جسم موسیٰ کی طرح وہ تیز رو — کر گئے طے جلد وہ بحرین کو
سات سو ہی سال کی وہ راہ بڑی — کہ محبت مین بس اس نے سیر کی

۱ جیسے مہمان الخ ۴ شعر ایک مہمان خواجہ کے یہان آیا پوچھا کہ سال عمر کے اپنے بیان کر کہا کہ تیری عمر کتنے سال کی ہے تو مت چھپا اور اپنے سب سال گن کہا کہ اٹھارہ یا سترہ یا سولہ یا پندرہ سال کی کہا کہ تو پیچھے پیچھے ہٹتا ہے کیا ماں کی کس تک تو ہٹ کر جائے گا آگے اسکی دوسری مثال ہے فافہم ۲ ایک شخص نے الخ ۶ شعر ایک شخص نے ایک گھوڑا امیر سے مانگا کہا کہ تو جا اس گھوڑے ابلق کو لے لے کہا کہ مین اب اس کو نہین لیتا ہون کہا کہ کیون کہا کہ وہ بہت پیچھے ہٹتا ہے پیچھے پیچھے ہٹکر جاتا ہے اصل کی طرف کہا کہ گھر کی طرف اس کی دم کر دے آگے اس کے حقائق ہین یہ تیرے گھوڑے نفس کی دم خواہش ہے کہ اس سبب سے پیچھے ہٹتا ہے کہ اس کی خواہش اصل دم سے آتی ہے اے شخص اسکی خواہش اصل دم سے لوٹ دے جو اس کی خواہش نان ہے بندگی وہ خواہش کو عقل جاری رکھے یعنی جو خواہش نفس کی ملکہ کام رکھتی ہے اور دنیا کی طرف پیچھے ہٹتی ہے پس اسکی خواہش کو حق کی طرف کہ اصل ہے پلٹ دے کہ ارادہ عقل کی جانب جاری کرے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ ۳ جیسے الخ ۷ شعر جیسے تو نخل سے شاخون کو کاٹے شاخ سے قوت پیدا ہو جب تو نے یہان اسکی دم اس طرف کر دی اگرچہ واپس چلے تو لامکان تک چلے بہت اچھا اسپ مطیع پیش رو کہ نہ واپس جائے اور نہ وہ سرکش ہو جسم موسی کی طرح وہ تیز رو کہ بحرین جلد طے کر گئے سات سو برس کی وہ راہ بڑی کہ محبت مین اس نے سیر کی اسکی سرتن کی ہمت جبکہ بہو بیان کو سیر علیین تک آخر کو شہسوار آگے بڑھ گئے اور گدھے بوجھل طویلے مین ہے یعنی جیسے کہ انبیا و اولیا کا جسم دم بھر مین زمین کو طے کرے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

همت سیر تنش چون این بود	سیر جانش تا به علیین بود	سیر تن کی ہمت اسکی جب یہ ہو	سیر علیین تلک ہو جان کو
شهسواران در سباقت تاختند	خربطان در پایگه انداختند	شہسوار آخر کو آگے بڑھ گئے	اور گدھے بوجھل طویلے مین رہے

حکایت در تقریر همین معنی گوید

حکایت تقریر مین اسی معنی کے کہی

آن چنانکه کاروانی در رسید	در دهی آمد دری را باز دید	جیسے آیا گانون مین اک قافلا [سلہ]	دیکھا دروازہ کھلا اُس گانون کا
آن یکی گفت اندرین برد سخت	چند روزی اینجا بیندازیم رخت	ایک بولا ایسی سردی سخت مین	چند روز اس جا مین ہم ٹھہرے رہین
بانگ آمد نی بینداز از برون	وانگهانی اندر آ تو اندرین	آئی اک آواز پھینکو تم برون	اندر اسدم آؤ تم بس اندرون
هم برون افگن هر آنچه افگندنیست	در میا با آنکه این مجلس سنیست	پھینک باہر جو ہے قابل ترک کے	مت رہو اندر لا یہ محفل پاک ہے

رجوع بقصه هلال رضی الله عنه

رجوع طرف قصہ ہلال رضی اللہ عنہ کے

بد هلال استاد دل جان روشنی	سائس و بنده امیر مؤمنی	تھا ہلال اُستاد جان و دل صفا [سلہ]	بندۂ و سائیس مومن میر کا
سائسی کردی در آخر آن غلام	لیک سلطان سلاطین بنده نام	کرتا سائیسی طویلے مین غلام	لیک شاہون کا تھا شہ پر بندہ نام
سائس اسپان و نفس خویش هم	از فراوان کس شده درپیش هم	اسپ کا سائیس اپنے نفس کا	اور بہت مردم سے عالی مرتبا
آن امیر از حال بنده بیخبر	که نبودش جز بلیسانه نظر	حال سے وہ میر اسکے بے خبر	کہ مثال ابلیس تھی اسکی نظر
آب و گل میدید و روی گنج نه	پنج و شش میدید و اصل پنج نه	دیکھتا تھا آب و گل نے اسمین گنج	دیکھتا تھا پنج و شش نے اصل پنج
رنگ طین پیدا و نور دین نهان	هر پیمبر این چنین بد در جهان	رنگ گل پیدا او نور دین نہان	ہر نبی یونہی ہوا اندر جہان
آن مناره دید و بر وی مرغ نه	بر مناره شاهبازی پر فنی	ایک نے دیکھا منارہ مرغ نے	کہ منارہ پر جو اک شہباز ہے
وان دگر میدید مرغی پر زنی	لیک موی بر دهان مرغ نی	دوسرے نے مرغ دیکھا پر کھلا	لیک تھا بے بال منہ اُس مرغ کا
آنکه او ینظر بنور الله بود	هم ز مرغ و هم ز مو آگه بود	جو کوئی ینظر بنور اللہ تھا [سلہ]	مرغ سے بھی بال سے آگاہ تھا

سلہ جیسے آیا آلخ ہم شعر جیسے ایک قافلہ گانون مین آیا اور دروازہ کھلا اُس گانون کا دیکھا ایک نے کہا کہ ایسی سردی سخت مین چند روز ہم اس جا مین ٹھہرے رہین ایک آواز آئی کہ تم باہر پھینکو اسدم تم اندر آؤ باہر پھینکنے کے جو قابل ہے اُسکو باہر پھینکو اور اندر مت لاؤ یہ محفل پاک ہے یعنی بجز ترک تعلقات دنیوی کے رسائی اُس درگاہ پاک مین ہرگز نہین ہے آگے قصہ ہلال کا بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ تھا ہلال آلخ ۸ شعر ہلال اُستاد تھا اور جان و دل صفا بندہ و سائیس ایک مومن امیر کا تھا سائیسی طویلہ مین کرتا تھا غلام ولیکن شاہون کا شاہ تھا اور بندہ نام اسپ کا سائیس وہ اپنے نفس کا تھا اور بہت مردم سے عالی تبار تھا وہ امیر اُسکے حال سے بیخبر تھا ابلیس کے مانند اُسکی نظر تھی آب و گل دیکھتا تھا اور اسمین گنج نہین پنج و شش دیکھتا تھا نہ اصل پنج کی رنگ گل پیدا اور نور دین کا پوشیدہ کہ ہر ایک نبی یونہی جہان مین ہوا ہے آگے اسکی مثال ہے ایک نے منارہ دیکھا مرغ نہین کہ منارہ پر ایک شہباز ہے دوسرے نے مرغ پر کھلا دیکھا ولیکن اُس مرغ کا بال بال تھا یعنی نبی اللہ کو کفار نے ایک بشر جانا اور اُنکے منہ کو نہ دیکھا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ جو کوئی آلخ ۸ شعر جو کوئی شخص دیکھنے والا ساتھ نور اللہ کے تھا مرغ سے وہ بھی بال سے آگاہ تھا کہ آخر چشم رکھو تجاہل بال کے جبتک بال نہ دیکھے کا حال ظاہر نہوگا ایک نے پر نقش گل دیکھا گل مین اور دوسرے نے ایک دل پر نام دیکھا آگے اسکے مقابل پہچان منارہ اور طاعت مرغ ہے نہیں مرغ بے یاد و مرغ ہے وہ ولی مرد او سطحی مرغ مین کہ آگے پیچھے نہ دیکھے بجز مرغ کے وہ بال یکتا ہے پوشیدہ مرغ کا کہ ہمیشہ اُسکے ساتھ ہے جان مرغ کی کہ اسکی منقار مین بال ہے کہ اسکے کام کوئی عاریت نہین ہین اُسکی جان ہمیشہ ایسے ہو عاریت اُسکے آب کی وجہ سے فرض ہو یعنی جسم منارہ و علم طاعت مرغ ہو کہ جا بیٹھے ایسے نفع کامل ہے یا قلیل اور بال اس مرغ کا نور ہے کہ ہمیشہ جان مرغ طاعت کے ساتھ ہے جس کوئی کام اس کا درست نہین ہے آگے بیمار ہونا ہلال کا بیان ہے فافہم ۱۲

گفت آخر چشم سوے موے نہ تا نہ بینی مو نہ بکشاید گرہ
آن یکی گل دید نقشین در وحل وان دگر دل دید پر علم و عمل
تن منارہ علم و طاعت ہمچو مرغ خواہ سی صد مرغ گیر و یا دو مرغ
مرد اوسط مرغ بین است و دویس غیر مرغی می نہ بیند پیش و پس
موے آن نور است پنہان آن مرغ کہ بدو پایندہ باشد جان مرغ
مرغ کان مو نیست در منقار او ہیچ عاریت نباشد کار او
علم او از جان او جوشد مدام پیش او نہ عاریت باشد نہ دام

بولا آخر چشم رکھ تو سوے بال تا نہ دیکھے بال نے ظاہر ہو حال
ایک نے پر نقش گل دیکھا گل دوسرے نے دیکھا پر علم ایکدل
تن منارہ علم و طاعت مرغ ہی تین سوے مرغ یا دو مرغ لے
مرد اوسط مرغ بین ہی وہ وے آگے پیچھے دیکھے نے جز مرغ کے
بال وہ ہے نور اک پنہان مرغ کہ سدا ہو ساتھ اُسکے جان مرغ
مرغ کو بال اُسکے ہی منقار مین کوئی عاریت نہین کام اُسکے مین
علم اُس کی جان سے اُبلے مدام عاریت نے اُسکے آگا ورنہ دم

رنجور شدن ہلال و بیخبری خواجہ از وجہت حقارت او در نظر وی و واقف شدن مصطفے صلعم و رفتن بہ عیادت او

بیمار ہونا ہلال کا اور بیخبر رہنا خواجہ کا بہ سبب حقیر ہوتے نظر اسکی مین اور واقف ہونا مصطفے صلعم کا اور جانا اسکی عیادت کو

از قضا رنجور شد روزی ہلال مصطفے را وحی شد غماز حال
بد ز رنجوریش خواجہ بے خبر کہ برا و بد کساد و بے خطر
خفتہ نہ روز آخر اندر محستی ہیچکس از حال او آگاہ نے
آنکہ کس بود و شہنشاہ کسان عقل چون صد قلزمش جا ہر زمان
وحیش آمد رحم حق غمخوار شد کہ فلان مشتاق تو بیمار شد
مصطفے بہر ہلال با شرف رفت از بہر عیادت آن طرف
در پی خورشید وحی آن مہ دوان وان صحابہ در پیش چون اختران
ماہ می گوید کہ اصحاب نجوم للسری قدوۃ و للطاغی رجوم
میر را گفتند کان سلطان رسید او ز شادی بیدل و جان بر جہید

ہو گیا بیمار اک دن وہ ہلال[51] مصطفے کو وحی ہوئی غماز حال
خواجہ بیماری سے اُسکی بیخبر کہ اُسے جانے تھا کوتھا بیخطر
سوتا نو دن تک طویلہ مین رہا حال سے آگہ نہ اسکے کوئی تھا
جو کہ تھا مرد اور شاہ مردان[52] عقل جون سو قلزم انکے تھے روان
آئی وحی غمخوار رحم حق ہوا کہ فلان شائق ہی بیمار آپ کا
مصطفے بہر ہلال پاک کے اس کی جانب بس عیادت کو گئے
پیچھے شمس وحی ہوئے وہ مہ روان پیچھے اصحاب اُنکے مثل اختران
ماہ کہتا ہے کہ اصحابی نجوم للسرای قدوہ و للطاغی رجوم
میر کو اک نے کہا وہ آئے شاہ وہ خوشی سے دوڑا پیدل پیش راہ

۵۱ ہو گیا آلخ ۲۳ شعر ایک دن وہ ہلال بیمار ہو گیا مصطفے صلعم کو وحی ہوئی غماز حال کو کہ خواجہ اس کی بیماری سے بے خبر ہے کہ اُس کو کھوٹا جانتا تھا وہ نو دن تک طویلہ مین سوتا رہا اور کوئی حال سے آگاہ نہ تھا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ جو کہ تھا مرد آلخ ۶ شعر جو کہ مرد وہ شاہ مردان تھا نقل اُس کی مانند سو قلزم کے روان تھی وحی آئی اور رحم حق غمخوار ہوا کہ آپ کا فلان شائق بیمار ہے مصطفے صلعم ہلال پاک کے واسطے اُس کی جانب عیادت کو گئے پیچھے شمس وحی کے وہ ماہ روان ہوئے اور اُس کے اصحاب مانند اختروں کے ماہ کہتا ہے ترجمہ کہ اصحاب میرے تمہارے ہین واسطے چلنے والے کے پیشوا اور واسطے باغی کے شہاب ثاقب کسی نے امیر کو کہا کہ وہ شاہ آئے وہ خوشی سے پیدل پیش راہ دوڑ رہا تھا اس کا حال آگے ہے فافہم ۱۲

برگمان آن شادی زد دو دوست ‌ ‌ کان شہنشہ بہر آن میر آمدست
چون فرود اند ز غرفہ آن امیر ‌ ‌ جان ہمین افشاند پا مزد بشیر
پس زمین بوس و سلام آورد او ‌ ‌ کرد رخ را از طرب چون ورد او
گفت بسم اللہ مشرف کن وطن ‌ ‌ تا کہ فردوسے شود این انجمن
تا فزاید قصر من بر آسمان ‌ ‌ کہ بدیدم قطب دوران زمان
گفتش از بہر عتاب آن محترم ‌ ‌ من برائے دیدن تو نامدم
گفت روحم بہر تو خود روح چیست ‌ ‌ این بفرما کین تجشم بہر کیست
تا شوم من خاک پائے آن کسی ‌ ‌ کہ بباغ لطف تستش مغرسی
چون چنین گفت او و نخوت ابراند ‌ ‌ مصطفےٰ ترک عتاب او بخواند
پس بگفتش کان ہلال عرش کو ‌ ‌ ہمچو مہتاب از تواضع فرش کو
آن شہی در بندگی پنہان شدہ ‌ ‌ بہر جاسوسی بدنیا آمدہ
تو مگو کان بندہ آخر چی ماست ‌ ‌ این بدانکہ گنج در ویرانہاست
ای عجب چونست از سقم آن ہلال ‌ ‌ کہ ہزاران بدر ہستش پائمال
گفت از رنجش مرا آگاہ نیست ‌ ‌ لیک روزے چند بر درگاہ نیست
صحبت او با ستور و استرست ‌ ‌ سائس است و منزل او آخرست

تا لی پیٹی خوش ہوا اس وہم سے ‌ ‌ کہ شہنشہ آئے میرے واسطے
نیچے اترا بام سے پس وہ امیر ‌ ‌ جان فدا کرتا با قدام بشیر
پس زمین چومی سلام انکو کیا ‌ ‌ اور خوشی سے مثل گل چہرہ کھلا
بولا بسم اللہ مشرف کیجے گھر ‌ ‌ تا کہ جنت ہووے یہ دیوار و در
چرخ سے برتر ہو تا میرا مکان ‌ ‌ کیونکہ دیکھا میں نے پس قطب زمان
غصہ ہو فرمایا اس سے آپ نے ‌ ‌ میں نہیں آیا ہوں تیرے واسطے
بولا تم جان ہو میری جان کے لیے ‌ ‌ پھر کہو تکلیف یہ کس کے لیے
اس کسی کا خاک پا تا ہوں میں ‌ ‌ جسکا تھا کہ ہے تمہارا بندہ میں
یہ کہا بس اسنے نخوت چھوڑ کے ‌ ‌ مصطفےٰ راضی ہوئے اس بات سے
بولے ہیگا وہ ہلال عرش کہان ‌ ‌ چاندنی سان عاجزی سے فرش کان
بندگی میں شاہ وہ پنہان ہوا ‌ ‌ آیا جاسوسی کو دنیا میں ذرا
تو نہ کہہ سائیس وہ بندہ ہے مرا ‌ ‌ جان ویرانہ میں ہے گنج اک بھرا
اے مرض سے کس طرح ہے وہ ہلال ‌ ‌ کہ ہزاروں بدر اسکے پائمال
بولا رنج اسکے سے میں آگہ نہیں ‌ ‌ چند دن سے در پے وہ آیا نہیں
بیل اور خچر سے وہ صحبت کرے ‌ ‌ ہے وہ سائیس اور طویلے میں رہے

آمدن پیغمبر علیہ السلام از بہر عیادت ہلال در ستورگاہ آن امیر و نواختن ہلال رضی اللہ عنہ را

آنا پیغمبر علیہ السلام کا واسطے عیادت ہلال کے اصطبل میں اُس امیر کے اور نوازنا ہلال رضی اللہ عنہ کو

رفت پیغمبر برغبت بہر او ‌ ‌ اندر آخر آمد اندر جستجو

مصطفےٰ رغبت سے گئے اسکے لئے ‌ ‌ ڈھونڈتے تھے پس درمیان اصطبل کے

سے تالی پیٹی الخ ۲ شعر تالی پیٹی اور خوش ہوا اس وہم سے کہ شہنشاہ میرے واسطے آئے ہیں پس وہ امیر نیچے اترا بام سے اور جان فدا کرتا تھا آنے بشیر سے پس زمین چومی اور سلام کیا اور خوشی سے گل کے مانند چہرہ کھلا کہا کہ بسم اللہ شرف مشرف کیجئے تا کہ یہ در و دیوار جنت ہووے تا کہ امکان چرخ سے برتر ہو تا کہ میں نے قطب زمان کو دیکھا آپ نے اس سے غصہ ہو کر فرمایا کہ میں نہیں تیرے واسطے آیا ہوں کہا تم جان ہو اور میری جان کیا شے ہے پھر کیوں کہو یہ تکلیف کسکے واسطے ہے تا کہ میں اس کسی کا خاک ہوں کہ جسکا تھا کہ تمہارے باغ لطف میں ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سے یہ کہا الخ ۷ شعر جب اسنے نخوت چھوڑ کر یہ کہا مصطفےٰ اس بات سے راضی ہوئے اُس سے کہا کہ وہ ہلال عرش کا کہاں ہے اور چاندنی کے مانند عاجزی کے فرش کہاں ہے وہ شاہ بندگی میں پنہاں ہوا اور دنیا میں جاسوسی کو در آیا تو مت کہہ یہ سائیس بندہ میرا ہے جان تو کہ ویرانہ میں ایک بڑا گنج بھرا ہے اے مرض سے وہ ہلال کس طرح ہے کہ ہزاروں بدر اُس کے پامال ہیں کہا کہ اس کے رنج سے میں آگاہ نہیں ہوں کہ چند روز سے وہ در پہ نہیں آیا ہے بیل اور خچر سے وہ صحبت رکھتا ہے وہ سائیس ہے اور طویلہ میں رہتا ہے آگے پیغمبر علیہ السلام کے آنے کا بیان ہے فافہم ۱۲ سے مصطفےٰ الخ ۳ شعر مصطفےٰ رغبت سے اس کے واسطے گئے اور ڈھونڈھتے درمیان اصطبل کے طویلہ کہ جس وحشت سے پر تھا سب دفع ہوا جب کہ سید گئے وہ شیر نر بوئے نبی کو لے گیا جس طرح سے بوئے یوسف کو پدر پا گئے اس کے حقائق بہت ہیں فافہم ۱۲

بود آخر مظلم و زشت و پلید	این همه برخاست چون سید رسید	تھا طویلہ پر نجس اور زشت سے	یہ ہوا سب دفع جب سید گئے
بوی پیغمبر ببرد آن شیر نر	همچنانکه بوی یوسف را پدر	لیگیا بوے نبی وہ شیر نر	جس طرح سے بوے یوسف کو پدر
موجب ایمان نباشد معجزات	بوی جنسیت کند جذب صفات	باعث[1] ایمان کے نہو وین معجزات	بوے جنسیت ہوے جذب صفات
معجزات از بهر قهر دشمن است	بوی جنسیت سوی دل بردنست	معجزے ہین قہر دشمن کے لئے	بوے جنسیت بسوے دل کھینچے
قهر گردد دشمن اما دوست نے	دوست کے گردد ببسته گردنے	قہر سے دشمن ہو لیکن دوست نے	دوست کب ہوتا زبردستی سے ہے
اندر آمد او ز خواب از بوی او	گفت سرگین دان درون زین گونه بو	خواب سے چونکا جو اسکو آئی بو	سوچا گوبر کی جگہ مین ایسی بو
از میان پاے استوران بدید	دامن پاک رسول بے ندید	جو اُسے بیلون کے پائین سے دکھا	دامنِ پاک اُس رسول پاک کا
پس ز کنج آخر آمد غژغژان	روی بر پایش نهاد آن پهلوان	وہ گھسٹتا گوشۂ اصطبل سے	آیا اور مُنھ رکھا پا پر آپ کے
پس پیمبر روی بر رویش نهاد	بر سر و بر چشم و رویش بوسه داد	اُسکے مُنھ پر مُنھ پیمبر نے رکھا	سر و رو اور چشم پر بوسہ دیا
گفت یارا تو چه پنهان گوهری	ای غریب عرش چونی خوشتری	بولے یارا کیا تو پنہان لعل ہے	اے مسافر عرش کے کیا حال ہے
گفت چون باشد خود آن شوریده خواب	که در آید در دهانش آفتاب	بولا کیا حالت رکھے شوریدہ خواب	کہ دہن مین اُسکے آئے آفتاب
چون بود آن تشنه کو گل خورد	آب بر سر بنهدش خوش می برد	خاک پھانکے پیاس کی حالت مین جو	پلائے جب پانی تو پھر کیا حال ہو

در بیان آنکه مصطفی علیه السلام چون شنید که عیسی بر روی آب رفت فرمود که لو زاد یقینه لمشی علی الهواء

بیان مین اسکے کہ مصطفی علیہ السلام نے جو سنا کہ عیسیٰ پانی پر چلے فرمایا کہ لو زاد یقینہ لمشی علی الہواء

همچو عیسی بر سرش گیرد فرات	کایمنی در غرقه از آب حیات	جون مسیح[2] سر پر فرات اسکے ہے	آب حیوان مین ہوا ایمن غرق سے
گفت احمد گر یقینش افزون بدی	خود هوایش مرکب و هامون شدی	بولے احمد گر یقین ہوتا سوا	دشت و مرکب اسکی ہوتی خود ہوا
همچو من که بر هوا راکب شدم	در شب معراج مستصحب شدم	مین ہوا پر جس طرح راکب ہوا	وصل کا معراج مین طالب ہوا

[1] باعث ایمان الخ ۹ شعر معجزات ایمان کے باعث نہووے بو جنسیت کی جذب صفات کرے معجزے قہر دشمن کے واسطے ہین اور بو جنسیت کی طرح دل کی کھینچتی ہے لیکن دشمن قہر سے دوست نہین ہوتا ہے اور دوست زبردستی سے کب ہوتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے جو اُس کو بو آئی خواب سے چونکا اور سوچا کہ گوبر کی جا مین ایسی بو کہان جو اُس کو بیلو کے پاؤن مین سے دامن پاک اُس رسول پاک کا دیکھا گوشہ اصطبل سے وہ گھسٹتا آیا اور آپ کے پاؤن پر منھ رکھا اُسکے منھ پر منھ پیغمبر نے رکھا اور سر و رو و چشم کو بوسہ دیا فرمایا کہ اے یار تو پوشیدہ لعل ہے وا اے مسافر عرش کے تیرا کیا حال ہو کہا کہ کیا حال رکھے شوریدہ خواب کہ جو دہن مین اُسکے آفتاب آئے اور کیا حال ہو اُس پیاسے کا جو خاک پھانکے اور پھر پانی کو سر پر رکھکر خوش خوش لیجا دے یعنی جس کو دفعۃً اپنا مطلوب کہ جس کی تلاش مین برسون پھرتا ہو ملجائے اُس کا خوشی کیا حال ہوگا آگے اسپر یقین کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] جون مسیح الخ ۳ شعر مسیح کے مانند اُسکو فرات سر پر رکھے کہ جو آب حیوان مین غرق ہے ایمن ہو احمد نے فرمایا کہ اگر یقین سوا ہوتا تو خود اس کی دشت و مرکب ہوتی مین جس طرح ہوا پر راکب ہوا اور وصل کا معراج مین طالب ہوا یعنی کمال بس یقین کا نام ہے کہ جسقدر یقین تام ہوتا ہے اُسی قدر قرب یار کا حاصل ہوتا ہے آگے مقولہ بلال کا ہے فافہم ۱۲

گفت چون باشند سگ کور پلید | جست او از خواب خود را شیر دید
نے چنان شیری کہ کس تیرش زند | بل زہمیش تیغ و پیکان بشکند
کور بر اشکم روندہ ہمچو مار | جسمہا بکشاد در باغ و بہار
چون بود آن چون کہ از چونے رہید | در حیاتستان بیچونی رسید
گشت بیچونی بخش اندر لامکان | گرد خوانش جملہ شیران چون سگان
او ز بیچونی دہدشان استخوان | در جنابت تن مخوان این سورہ مخوان
تا ز چونے غسل ناری تو تمام | تو برین مصحف منہ کف ای غلام
گر پلیدم ور لطیفم اے شہان | این نخوانم پس بچہ خوانم دہان
تو مرا گوئی کہ از بہر ثواب | غسل ناکردہ مرو در حوض آب
ہر کہ آن در حوض ناید پاک نیست | وز برون حوض غیر خاک نیست
گر نباشد آبہا را این کرم | کہ پذیرد مر خبث را دم بدم
وای بر مشتاق و بر امید او | حسرتا بر حسرت جاوید او
آب دارد صد کرم صد احترام | کہ پلیدان را پذیرد و السلام
کہ ضیاء الحق حسام الدین کہ نور | پاسبان تست از شر الطیور
پاسبان تست نور و از تقاش | اے تو خورشید مستر از خفاش
چیست پردہ پیش روے آفتاب | جز فزونی شعشع و تیزی و تاب
حجب این خورشید بس نغزی رست | بے نصیب انی و خفاش ست و شب ست

۵۱ بوئے کیا کچھ ہووے سگ اندھا پلید | خواب سے اُٹھا و دیکھا خود کو شیر
شیر نے ایسا کہ ماریں اُسکو تیر | بلکہ ٹوٹے اُسکے ڈر سے تیغ و تیر
اندھا جائے پیٹ کے بل مثل مار | دیکھے آنکھیں کھولکر باغ و بہار
ہووے کیا وہ چون کہ چونی سے چھُٹے | اور حیات انسان بیچونی کو لے
ہووے چونی بخش اندر لامکان | شیر سب ہون اُسکے خوان پر چون سگان
دے وہ بیچونی سے اُنکو استخوان | تو جنابت مین نہ پڑھ سورہ قرآن
۵۲ ذکر ہے تا غسل چونی سے تمام | اس قرآن کو مت لگا ہاتھ اے غلام
گر پلید ہون یا کہ ہون پاک اے شہان | نے پڑھون تو کیا پڑھون اندر جہان
تو کہے مجکو کہ از راہ ثواب | تو نہ جا بے غسل اندر حوض آب
جو نہ آئے حوض مین نے پاک ہے | حوض کے باہر سوائی خاک ہے
گر نہین پانی کو ہوتا یہ کرم | کب پلیدی کو وہ دھوتا دمبدم
حیف اُسکے شائق و امید پر | حسرت اُسکے حسرت جاوید پر
آب رکھے سو کرم سو احترام | کہ پلیدون کو وہ دھووے والسلام
۵۳ اے ضیاء الحق حسام الدین کہ نور | تجھ تلک آنے نہ دے شر طیور
پاسبان تیرا علو و نور ہے | اے تو خورشید نہان خفاش سے
آگے اس خورشید کے پردہ ہی کیا | روشنی تیزی چمک کی بس سوا
پردہ اُس خورشید کا رب کا ہے نور | رات اور خفاش اس سے بس ہے دور

۵۱ بوئے کیا کچھ الخ ۶ شعر کہا کہ کیا کچھ سگ اندھا پلید ہووے خواب سے اُٹھا اور آپ کو شیر نر دیکھا ایسا شیر نہین کہ اُس کے خوف سے تیغ و تیر ٹوٹے اندھا پیٹ کے بل مثل مار کے جائے اور آنکھین کھول کر دیکھے باغ و بہار وہ کیا کچھ ہووے کہ چونی سے چھٹے اور حیات انسان بیچونی کو چونی بخش ہوئے اندر لامکان کے اور سب سیر اُس کے خوان پر مانند سگون کے ہون وہ بیچونی سے اُن کو استخوان دے اور تو نہ جنابت مین پڑھ سورہ قرآن کو یعنی وہ شخص کیا کچھ ہووے کہ خواب سے اُٹھے اور خود کو مردان خدا سے پائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ ذکر ہے الخ ۶ شعر جب تک چونی سے بالکل غسل ذکر کے اس قرآن کو ہاتھ مت لگا اگر پلید ہون پاک ہون نہ پڑھون تو کیا پڑھون جہان مین آگے مثال ہے تو مجکو کہے کہ از راہ ثواب کے تو مت جا بغیر غسل کے آب حوض مین نہ آئے پاک نہین ہے اور حوض کے باہر بجز خاک نہین ہے اگر یہ پانی کو کرم نہوتا کب بلندی وہ دمبدم دھوتا افسوس ہے اسکے شائق و امید پر اور حسرت ہے اُسکی شائق جاوید پر آب دیکھتا ہے سو کرم اور احترام کو وہ پلیدون کو دھووے والسلام یعنی اولیاء اللہ تک آنا ہیا کی نے چاہیئے اور پاکی بے صحبت اولیاء کے محال ہے بس ان دو ضد کا جمع ہونا ایک جا پر محال ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ اے ضیاء الحق الخ ۶ شعر اے ضیاء الحق حسام الدین کہ نور تجھ تلک نہین آنے دے شر طیور کا تیرا پاسبان علو و نور ہے اے تو خورشید پوشیدہ ہے خفاش نے اس خورشید کے آگے پردہ کیا ہے بجز روشنی و تیزی و چمک کے اُس خورشید کا پردہ نور رب ہے کہ شب و خفاش اس سے دور ہے اُس دونون دوری پردہ مین رہے اور سیاہ روئی افسردہ ہے تو نے بعضے قصہ ہلال کا لکھا اب تو داستان بدر کو بیان کر یعنی تو نے قصہ ہلال کا لکھا اب داستان رسول مقبول صلعم کو کہ بدر ہین تو بیان کر آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

هر دو چون دربی پرده مانده اند	یا سیه رویان فسرده مانده اند	دونون اس سے دور پردہ مین ہے	اور سیہ روئی سے افسردہ ہے
چون نوشتی بعضی از قصهٔ هلال	داستان بدر آر اندر مقال	تونے بعضے لکھا جو قصہ ہلال	داستان بدر کو تو کر مقال
آن هلال و بدر دارند اتحاد	از دوئی دور اند از نقص و فساد	وہ[۱] ہلال نہ بدر رکھین اتحاد	ہین دوئی سے دور بے نقص و فساد
آن هلال از نقص در باطن بریست	آن بظاهر نقص و تدریج آوریست	نقص باطن سے ہلال پاک ہے	نقص تدریج اک وظاہر مین رکھے
درس گوید شب بشب تدریج را	در تانی بر دهد تفریج را	پڑھتا ہے ہر شب سبق تدریج کا	ڈھیل مین فرحت کا ثمرہ دے سوا
دیگ را تدریج و استاد آنه جوش	کار ناید قلیهٔ دیوانه جوش	ڈیگ مین کھونے کو یہ تدریج سے	جوش بے موقع سے کب قلیہ پکے
در تانی گوید ای عجول خام	پایه پایه بر توان رفتن به بام	دیر کے بارے مین ہے عاقل کلام	رفتہ رفتہ چڑھتے ہین بالائے بام
حق نه قادر بود بر خلق فلک	در یکی لحظه بکن بی هیچ شک	حق نہین قادر تھا خلق چرخ پر	اک گھڑی مین کرتا کن سے جلوہ گر
پس چرا شش روز آنرا بر کشید	کل یوم الف عام ای مستفید	کس[۲] لئے چھ روز مین پیدا کیا	تھا ہر اک دن دہ ہزار اک سال کا
خلقت آدم چرا چل صبح بود	اندران گل اندک اندک می فزود	کیون بنا چالیس دن مین ابو البشر	تھوڑا تھوڑا گل مین بڑھتا وہ پدر
زین سحر تا آن سحر سالی هزار	تا باخر یافت این صورت قرار	صبح سے اُس صبح تک سال ہزار	تا بآخر پایا صورت نے قرار
خلقت طفل از چه اندر نه مه است	زانکه تدریج از سننهای شه است	کس لئے بچہ بنے نو ماہ مین	کیونکہ ہین تدریج شہ کی سنتین
نے چو تو ای خام کاکنون تاختی	طفلی و خود را تو شیخی ساختی	نے ترے مانند ای خام اب پکے	طفل تو اور شیخ اپنے کو کرے
بر دویدی چون کدو فوق همه	کو ترا پای جهاد و ملحمه	سب کے اوپر تو چڑھا مثل کدو	کان ترا پاؤن ہے کوشش کان کو
تکیه کردی بر درختان جدار	بر شدی ای اقرعک هم قرع وار	اور مسکن گر شجر دیوار کو	اے چڑھے تو تو تری مثل کدو
اول ار شد مرکبت سرو سهی	لیک آخر گشت بی مغز و تهی	پہلے مرکب گر ہوا سرو سہی	پر ہوا آخر تو بے مغز و تہی
رنگ سبزت زرد شد ای قرع زود	زانکه از گلگونه بود اصلی نبود	سبز رنگت کا کدو زرد آب ہوا	کیونکہ گلگونہ سے تھا اصلی نہ تھا

[۱] وہ ہلال و بدر الخ ۶ شعر وہ ہلال اور بدر اتحاد رکھتے ہین اور دوئی کے نقصان و فساد سے دور ہین اب ہلال نقص باطن سے پاک نقص تدریج وہ ظاہر مین رکھتا ہے ہر شب سبق تدریج کا پڑھتا ہے کہ ثمرہ فرحت کا ڈھیل مین ملتا ہے ڈھیل مین کھوئے اسے جلد باز تمام پایہ پڑھنا چاہیے بام تک آگئے اس کی مثال ہے ڈیگ کو خوش ہوتا ہے تدریج سے کہ جوش بے موقع سے قلیہ کب پکتا ہے خلق آسمان پر حق قادر نہین تھا کہ ایک گھڑی مین کن سے جلوہ گر کرتا یعنی ہلال و بدر اتحاد پر کہتے ہین کہ وہ ہی ہلال بدر ہو جاتا ہے کیونکہ باطن مین ہلال بدر رہے اسی طرح وہ ہلال اور رسول اللہ ایک ہین کہ اولیا اللہ باطن ہین بسبب قیامت کے رسول اللہ ہین مگر تدریج چنانچہ آگے اس تدریج کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۲] کس لئے الخ ۹ شعر کس واسطے آسمان کو چھ روز مین پیدا کیا کہ ہر ایک دن دہ ہزار سال کا تھا کیون چالیس دن مین ابو البشر بنا کہ تھوڑا تھوڑا گل مین وہ پڑھتا تھا صبح سے اُس صبح تک ہزار برس کا دن تھا آخر تک کہ صورت نے قرار پایا کس واسطے بچہ نو ماہ مین بنتا ہے کیونکہ شاہ کی سنت ہے اے خام تیرے مانند اب نہین پھرتا کہ تو طفل ہے اور خود کو شیخ کرتا ہے تو سب پر مثل کدو کے چڑھا تیرے پاؤن کو کوشش کہان ہے تو شجر و دیوار کو مسکن کرے ہے تو مثل کدو کے اگر دل مرکب سرو سہی ہوا ولیکن آخر کو بے مغز و تہی ہوا کدو سبز رنگت کا اب زرد ہوا کیونکہ گلگونہ سے تھا اور اصلی نہ تھا یعنی ای ریاکار تو جو خود کو سب پر غالب کرتا ہے وہ تیری کوشش کہان ہے اگرچہ اول تو سب کا قبول ہوتا ہے مگر آخر کار مردود بنتا ہے کہ تیری وہ بزرگی عارضی ہے چنانچہ آگے اس کی مثال مین قصہ پیرزال کا فرماتے ہین فافہم ۱۲

حکایت گم پیر نود سالہ کہ روی زشت را گلگونہ می اندود

بود گم پیرے نود سالہ کلان ۔ پر تشنج روے و رنگش زعفران
چون سر سفرہ رخ او تو بتو ۔ لیک در وی بود ماندہ عشق شو
ریخت دندانہاش موچون شیر شد ۔ قد کمان و ہر حسش تغییر شد
عشق شوی و شہوت و حرص تمام ۔ صید خواہ و پارہ پارہ گشتہ دام
مرغ بے ہنگام و راہی بیرہی ۔ آتش پر و درین دیگ تہی
عاشق میدان و اسپ و پای نے ۔ عاشق زمر و لب و سرنای نے
حرص در پیری جہودان را مباد ۔ ای شقی کش غدا این حرص داد
ریخت دندانہای سگ چون پیر شد ۔ ترک مردم کرد و سرگین گیر شد
این سگان شصت سالہ را نگر ۔ ہر دمی دندان سگہا تیزتر
پیر سگ را ریخت پشم از پوستین ۔ این سگان پیر اطلس پوش بین
عشق شان و حرص شان در فرج و زر ۔ دمبدم چون نسل سگ بین بیشتر
این چنین عمرے کہ مایہ دوزخ است ۔ مر قصابان غضب را مسلخ است
چون بگویندش کہ عمری تو دراز ۔ میشود دل خوش دہان از خندہ باز
این چنین نفرین دعا پندارد او ۔ چشم نگشاید سرے برنارد او
گر بدیدی یک سر مو از معاد ۔ اوش گفتی کاین چنین عمرت مباد

حکایت[۱] نوے برس کی پیر زال کی کہ روے زشت کو گلگونہ ملتی تھی

نوے[۲] سالہ زال تھی اندر زمان ۔ جھریان منھ پر رنگ اُسکا زعفران
مثل مقعد اُس کا منھ سمٹا ہوا ۔ لیکن اُس کو شوق تھا خاوند کا
مو سفید اور دانت اُسکے گر گئے ۔ قد کمان ہر حس تغیر اصل سے
عشق[۳] شوہر شہوت و حرص اسکو تام ۔ صید ڈھونڈھے اور پھٹا تھا اسکا دام
مرغ بے ہنگام ورہ سے گمرہی ۔ دیگ خالی آگ چولھے مین بھری
عاشق میدان واسپ و پا نہین ۔ عاشق نے اور لب و سرنا نہین
حرص پیری مین نہ اعدا کو بھی ہو ۔ جو خدا نے حرص دی اس زال کو
دانت ٹوٹے سگ کے جو بوڑھا ہوا ۔ چھوڑے مردم گندگی کھانے لگا
کر سگان ساٹھ سالہ پر نظر ۔ مثل سگ کے دانت ہر دم تیز تر
بوڑھے[۴] سگ کے بال تن سے جھڑ گئے ۔ ہین یہ کتے بوڑھے اطلس پہنتے
فرج و زر مین اُنکے عشق و حرص کو ۔ دمبدم جون نسل سگ بس دیکھ تو
عمر ایسی ہے کہ دوزخ کے لئے ۔ خشم کے قصاب کی سلخ ہے
جو کہے کہ عمر زیادہ ہو تری ۔ ہووے خوشدل اور آئے اسکو ہنسی
ایسی نفرین کو دعا بس جانے وہ ۔ نے اُٹھائے سر نہ آنکھیں کھولے وہ
گر معاد اک بال بھر وہ دیکھتا ۔ کہتا وہ یہ عمر ہو تجھ کو روا

[۱] حکایت بجہم خرابی دنیا و حصول موتی مین ۱۲ [۲] نوے سالہ آلخ ۳ شعر نوے برس کی ایک پیرزن زمانہ مین تھی منھ پر جھریان اور رنگ اُس کا زعفرانی تھا مقعد کے مانند اُس کا منھ سمٹا ہوا تھا لیکن اُس کو شوق خاوند کا تھا بال سفید اور اُس کے دانت گر گئے قد کمان اور ہر ایک حس متغیر اصل سے ہوئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] عشق شوہر کا آلخ ۶ شعر عشق شوہر کا شہوت و حرص بالکل تھی شکار ڈھونڈھتی تھی اور دام اُس کا پھٹا تھا آگے اس کی مثال ہے مرغ بے ہنگام وراہ سے گمراہ دیگ خالی اور چولھے مین آگ بھری عاشق میدان کا دپاؤن و اسپ نہین و عاشق سے کا و لب و سرنا نہین حرص پیری مین دشمن کو بھی نہ ہو جو خدا نے اس زال کو دی تھی جو سگ بوڑھا ہوا دانت ٹوٹے مردم کو چھوڑا گندگی کھانے لگا آگے اس کے حقائق ہین ساٹھ برس کے کتے پر نظر کر کہ مثل سگ کے دانت ہر دم تیز ہین ہنگام پیری کے حرص جوان ہوتی ہے بقول اُستاد ؎ مرد چون پیر شود حرص جوان میگردد ﴿ خواب در وقت سحرگاہ گران میگردد ﴾ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۴] بوڑھے سگ آلخ ۶ شعر بوڑھے کتے کے بال تن سے جھڑ گئے یہ بوڑھے کتے اطلس پہنتے ہین اُن کے عشق و حرص کو فرج و زر مین دمبدم نسل و سگ کے مانند تو دیکھ ایسی عمر کہ دوزخ کے لئے ہے وہ خشم کے قصاب کی سلخ ہے جو کوئی کہے کہ عمر تری زیادہ ہو تو خوشدل ہووے اور ہنسی آئے ایسی نفرین کو وہ دعا جانے نہ سر اُٹھائے نہ آنکھیں کھولے اگر وہ معاد ایک بال بھر دیکھا کہ وہ کہتا ہے کہ عمر تجھکو روا ہے یعنی انسان دعاے ترقی عمر سے خوش ہوتا ہے اور نہین جانتا ہو زیادہ عمر مین زبس تکلیف ہوتی ہے پس خیال کر کہ وہ دعا اصل مین بد دعا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

دعا کردن درویش خواجه گیلانی را و رد کردن او

گفت یک روزی بخواجه گیلئی / نان پرستی نرگدا از زنبیلیی
نان همی باید مرا نان ده مرا / تا بگویم مر ترا این یک دعا
چون ستد زد نان بگفت ای مستعان / خوش بخان و مان خود بازش رسان
گفت اگر آنست خان کو دیده‌ام / حق ترا آنجا رساند ای دژم
هر محدث را خسان بد دل کنند / حرفش از عالی بود نازک کنند
زانکه قدر مستمع آمد بنا / بر قد خواجه برد درزی قبا
چونکه مجلس بی چنین بیغاره نیست / از حدیث پست نازل چاره نیست
داستان بین این سخن را از گرو / سوی دستان عجوزه باز رو

دعا دینا درویش کا خواجہ گیلان کو اور رد کرنا اُس کا

خواجہ گیلان کو اک دن کہا(۱) / نان پرست اک نرگدا نے ظاہرا
نان مجکو چاہیے تو نان دے / تا کرون مین اک دعا تیرے لیے
جبکہ روٹی پائی کی اُس نے دعا / خوش اے گھر اپنے پہونچا اے خدا
بولا گر وہ گھر ہے جو مجکو دکھا / حق تجھے لیجائے اُسجا اے گدا
کرتے ہر عارف کو ناکس ہین خفا / حرف گر عالی ہو اُنکا دین گھٹا
کیونکہ قدر سامع آئی ہے خبر / کاٹتا درزی قبا ہے جسم پر
جو کہ بے طعنہ زنی مجلس نہین / بات گھٹ جانے سے ہے چارہ کہین
رہن سے اس بات کو تو اب چھڑا / پیرزن کے سوے قصہ پھر تو جا

وصف آن عجوزهٔ حریص و رجوع نمودن به حکایت او

چون مسن گشت و درین ره نیست مرد / تو نبه نامش عجوز سال خورد
نی مر او را راس مال و مایه / نی پذیرای قبول و پایه
نی دهنده نی پذیرنده خوشی / نی درو معنی و نی معنی کشی
نی زبان نی گوش و نی عقل و بصر / نی هش و نی بیهشی و نی فکر

وصف اُس پیرزن حریص کا اور رجوع کرنا طرف حکایت اسکی کے

جو ہوا اس رہ مین بوڑھا نہ ہو مرد(۲) / رکھ تو اسکا نام بڑھیا سال خورد
نے ہو سچا مال اور پونجی اُسے / نے ہو لینے والا سود و نفع سے
نے خوشی کو دیتا نے لیتا ہو وہ / اور رکھے معنی نہ معنی لیوے وہ
نے زبان نے کان و نے عقل و بصر / نے ہش و نے بیہشی اور نے فکر

(۱) خواجہ گیلان آلخ ۸ شعر ایک دن خواجہ گیلان کو کہا ایک نان پرست و نرگدا نے ظاہرا کہ نان مجکو چاہیے تو نان مجکو دے تا ایک دعا مین تیرے کو دون جب کہ روٹی پائی اُس نے دعا کی کہ اے خدا اس کو اپنے گھر خوش پہونچا دے کہا گیلان نے کہ اگر وہ گھر ہے جو مین نے دیکھا ہے حق تجھے اُس جا لیجائے آگے اس کے حقائق ہین ہر عارف کو ناکس خفا کرتے ہین اگر اُنکا حرف عالی گھٹا دیتے کیونکہ قدر سامع کی خبر آتی ہے کہ درزی قبا کا بُرا ہے جسم پر جو کہ مجلس بغیر طعنہ زنی کے نہین ہے بس بات گھٹجانے سے کہین چارہ ہے تو مین نے اس بات کو چھوڑا اور پھر جانب حضور پیرزن کے جا یعنی عارفون کے کلام کو ناکس گھٹا دیتے ہین بسبب کم فہمی اپنے کے اسواسطے کلام کرنے کا سامع کی عقل کے بموجب حکم آیا ہے آگے اُس پیرزن کا بیان ہے فافہم ۱۲

(۲) جو ہوا آلخ ۷ شعر جو اس راہ مین بوڑھا ہوا وہ مرد نہین تو اُس کا نام بڑھیا سال خوردہ رکھ نہ سچا مال نہ پونجی اُس کو ہے اور نہ سود و نفع سے رہنے والا نہ خوشی کو وہ دیتا ہے و نہ لیتا ہے نہ زبان و نہ کان و نہ عقل بصر و نہ ہوش و نہ بیہوشی و نہ فکر نہ نیاز نہ جمال و نہ غنودہ با تہ بتہ گندہ مانند پیاز کے نہ راہ چلنے کی نہ راہ پانی نہ قحبہ کو تڑپ و نہ سوز و آہ نہ تعصب و نہ ندامت کچھ ہے نہ سلامت کا ارادہ دل مین ہے یعنی جو حریص دنیا مین بوڑھا ہوا وہ مرد راہ نہین ہے کیونکہ اسنے کچھ زاد راہ حاصل نہین کیا ہے بس یہ خانہ دنیا خانہ خالی ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

نے نیاز و نے جمال عشوہ باز	تو بتوش گندہ مانند پیاز	نے نیاز و نے جمال عشوہ باز	تہ بہ تہ گندہ وہ مانند پیاز
نے رہی ببریدہ و نے پای راہ	نے تپش آن قحبہ رانی سوز و آہ	نے سہے رہ چلنے کی اور نے پائے راہ	نے تڑپ قحبہ کو اور نے سوز و آہ
نے تعصب نے ندامت مرد را	نے بدل عزم سلامت مرد را	نے تعصب نے ندامت کچھ اُسے	نے سلامت کا ارادہ دل میں ہے

سوال سائل از صاحب خانہ وجواب او را برسبیل طنز

سوال کرنا سائل کا صاحب خانہ سے اور جواب دینا اُسکا ازراہ طنز کے

سائلی آمد بسوے خانۂ	خشک نانے خواست یا تر نانۂ	گھر پہ اک سائل ایک آیا ناگہان	نان تازہ مانگتا یا خشک نان
گفت صاحب خانہ نان اینجا کجاست	خیرۂ این نہ دکان نانباست	بولا صاحب خانہ روٹی یاں کہاں	نانبائی کی ہے احمق نے دکان
گفت آخر پارہ پیہم بیاب	گفت اینجا نیست دکان قصاب	بولا آخر ٹکڑا اک چربی کا دے	بولا نے قصاب کی دکان ہے
گفت مشتی آرد دہ ای کدخدا	گفت پنداری کہ ہست این آسیا	بولا مٹھی آٹا گھر والے تو دے	بولا تو جانے کہ پنچکی یہ ہے
گفت باری آب دہ از مکرعہ	گفت نے نے نیست جو یا مشرعہ	بولا آخر پانی تو دے مشک سے	بولا نے یاں نہ مشک و نہر ہے
ہر چہ او درخواست از نان و سبوس	چربکی میگفت و میکردش فسوس	نان و بھوسی سے جو وہ تھا مانگتا	ہنسکے کہتے اُس کو شرمندہ سوا
آن گدا در رفت دامن در کشید	وندران خانہ بحسبت خواست رید	وہ گدا دامن سمیٹ اندر گیا	گھر میں اسکے چاہا ہگنا برملا
گفت ہی ہی گفت تن زن اے دژم	تا درین ویرانہ خود فارغ کنم	بولا ہین ہین بولا چپ وہ احمقا	ہوؤں فارغ ایسے ویرانہ میں جا
چون درینجا نیست وجہ زیستن	درچنین خانہ بباید زیستن	خود نہیں ہے یاں وجہ جینے کی ہے	ایسے گھر میں ہگنا آخر چاہیے
چون نہ بازی کہ گیری تو شکار	دست آموز شکار شہریار	جو نہیں ہے باز تو پکڑے شکار	ہاتھ پر سیکھا شکار شہریار
نیستی طاؤس با صد نقش و بند	کہ بنقشت چشمہا روشن کنند	تو نہیں طاؤس با نقش و نگار	نقش سے تا چشم ہووے نور دار
ہم نہ طوطی کہ چون قندت دہند	گوش سوی نطق شیرینت نہند	بھی نہیں طوطی کہ شکر تجکو دیں	اور باتیں تیری شیریں بس سنیں
ہم نہ بلبل کہ عاشق وار زار	خوش بنالی در چمن یا لالہ زار	بھی نہیں بلبل کہ تو عشاق وار	بس کرے خوش نالہ اندر لالہ زار

سلہ گھر پہ الخ ۹ شعر ایک کے گھر پر ناگہان سائل آیا تازی روٹی یا خشک روٹی مانگتا صاحب خانہ نے کہا کہ روٹی کہاں ہے اے احمق نانبائی کی دکان نہیں ہے کہا کہ آخر ایک ٹکڑا چربی کا دے کہا کہ قصاب کی دکان نہیں ہے کہا کہ اے گھر والے مٹھی آٹا دے کہا کہ تو جانتا ہے کہ پن چکی ہے کہا کہ آخر تو پانی مشک سے دے کہا کہ نہیں نہیں یہان مشک و نہر نہیں ہے وہ جو نان و بھوسی سے مانگتا تھا اس ہنسکر سوا شرمندہ کرتے تھے وہ گدا دامن سمیٹ کر اندر گیا اُسکے گھر مین اور ہگنا چاہا کہا کہ ہین ہین کہا کہ چپ رہ اے احمق فارغ ہوؤں اس ویرانہ مین جاکر تحقیق یہان نہین ہے جینے کی ہے پس ایسے گھر مین ہگنا چاہیے یعنی خانہ دنیا مین جو وجہ جینے کی نہین ہے پس اس گھر مین آخر ہگنا چاہیے اسی واسطے دنیا کو پاخانہ آدم علیہ السلام کا کہتے ہین آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ جو نہین ہے الخ ۷ شعر جو تو باز نہین ہے کہ شکار پکڑے کہ ہاتھ پر شہریار کے شکار سکھا ہے تو طاؤس با نقش و نگار نہین ہے کہ تا نقش تیرے سے چشم نور دار ہووے بھی طوطی نہین ہے کہ تجکو شکر دین اور تیری باتین شیرین سنیں بھی بلبل نہین کہ تو عشاق کے مانند بس خوش نالہ کرے لالہ زار مین بھی ہدہد نہین کہ تو قاصد ہے یہ مثل ملک لکلکے کہ گھر بلندی پر کرے تو سردی مین جائے ہندوستان کو اور فصل گل مین جائے ترکستان کو کیا تو بازاری ہے تجھے کیون خریدین کیا تو مرغ ہے تجھے کسواسطے کھائین یعنی تو کمال کچھ نہین رکھتا ہی کہ کوئی تیرا خواہندہ ہو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

ہم نہ ہر جا کہ بپکیہا گئے
در زمستان سوے ہندوستان روی
ورچہ بازاری و بہر چیت خرند
زین دکان بامکیسان برتر آ
کالہ کہ ہیچ خلقش ننگرید
ہیچ قلبی پیش او مردود نیست
سود او و بیع آن یار نکو
بیحدست افضال او آئس مشو
باز میگردم سوے قصہ عجوز

نے چو لک لک کہ وطن بالا کنی
در بہاران سوی ترکستان شوی
تو چہ مرغی و ترا باچہ خورند
تا دکان فضل اللہ اشترے
از خلاقت آن کریم آنرا خرید
زانکہ قصدش از خریدن سود نیست
گوش نیکو خلق و ہم نیکوش خو
سوئے دستان عجوزہ باز رو
زانکہ پایانے ندارد این رموز

بھی نہیں ہو ہر کہ قاصد تو بنے
جائے تو سردی میں ہندوستان کو
کیا تو بازاری خریدیں کیون تجھے
اس[۱] دکان مکر سے تو ہو جدا
ایسا سامان کہ نہ لیوے خلق اسے
کوئی کھوٹا اسکے آگے نے برا
لینا دینا یار کا ہے بس نکو
بیحد اسکا فضل مت مایوس ہو
سوی قصہ پیرزن جاتا ہوں میں

نے مثل لک لک کے گھر بالا کرے
جائے فصل گل میں ترکستان کو
مرغ کیا ہے تجھکو کھائیں کس لئے
فضل کی دکان تک اللہ مشتری
کہنگی سے وہ خدا مول اسکو لے
کیونکہ لینے سے نہ چاہے فائدا
کہ وہ خلق نیک ہو اور نیکخو
پھر بیان کر پیرزن کے مکر کو
کیونکہ نے حد یہ رموزیں بس کہیں

بروچسپانیدن عجوزہ عشرہای قرآن راجہت آرائش

رخ پر چپکانا پیرزن کا عشر قرآن واسطے آرایش کے

بود در ہمسایہ اش سور عجب
چون عروسی خواست رفت آن متحیف
موے ابرو پاک میکرد آن عجوز
چند گلگونہ بمالید از بطر
عشرہائے مصحف از جامی برید
تا کہ سفرہ روی او پنہان شود
عشرہا بر روی ہر جا می نہاد

کردہ بودند از قضا او را طلب
پیش رو آئینہ بگرفت آن حریف
تا بیاراید رخ درخسار پوز
سفرہ رویش نشد پوشیدہ تر
می بچسپانید بر رو آن پلید
تا نگین حلقہ خوبان شود
چونکہ بر می بست چادر می فتاد

شادی[۲] ہمسایہ مین اسکے تھی عجب
اس کو شادی کا بلاوا جو گیا
بال ابرو کو وہ کرتی صاف تھی
بسکہ گلگونہ تکبر سے ملا
عشر قرآن ہر جگہ سے کاٹ کر
مقعد رو اس کا پنہان تا کہ ہو
عشرہ[۳] ہر جا رخ پہ چپکاتی تھی وہ

اتفاقاً بس کیا اس کو طلب
آگے منہ کے اسنے آئینہ رکھا
تا ہو آرائش سے رخ کی روشنی
مقعد رو اس کا نے پنہان ہوا
رخ پہ چپکاتی تھی اپنے پیشتر
تا نگین حلقہ خوبان ہو وہ
پس وہ گرتی اوڑھتی چادر تھی وہ

حریف

ف[۱] اس دکان الخ ے شعر اس مکر کی دکان سے تو دور ہو فضل کی دکان تک کہ اللہ خریدار ہو ایسا سامان کہ خلق اُسے نہ لیوے خدا نہ پیراہن سے مول لیوے اسکے آگے کوئی کھوٹا برا نہیں ہے کیونکہ خریدنے سے وہ فائدہ نہیں چاہتا ہے یار کا دینا لینا نیک ہے کہ وہ خلق نیک اور نیکخو اُس کا فضل بیحد ہے مایوس نہ ہو پھر بیان کر پیرزن کے مکر کو پیرزن کے قصہ کی طرف میں جاتا ہوں کیونکہ یہ رموزیں وہ نہیں رکھتی ہیں یعنی تو مکر دنیا کو چھوڑ اور فضل خدا کی جانب جا کہ اللہ تیرا خریدار ہووے آگے پیرزن کا بیان ہے فافہم ۱۲ ف[۲] شادی الخ ۶ شعر اُسکے ہمسایہ میں شادی تھی اتفاقاً اسکو طلب کیا اُسکو جو شادی کا بلاوا گیا اُسنے مُنھ کے آگے آئینہ رکھا ابرو کے بال وہ صاف کرتی تھی تاکہ آرائش سے رخ کی روشنی ہو بسکہ گلگونہ تکبر سے ملا مگر مقعد رو اُس کا پنہان نہوا عشر قرآن کے ہر ایک جا سے کاٹکر اپنے رخ پر چپکاتی تھی پیشتر تاکہ مقعد رو اُس کا پنہان ہو اور نگین حلقہ خوبان ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
ف[۳] عشرہ ہر جا الخ ۶ شعر ہر جا رخ پر عشرہ چپکاتی تھی پس وہ گرتی جو چادر اوڑھتی پھرتی وہ ان عشروں کو اپنے تھوک سے رخ پر اپنے چپکاتی تھی ہر جا پھر وہ چادر نازسے سیدھی کرتی تھی اس کے عشر گرتے رخ سے خاک پر جو وہ بہت تدبیر کرتی کہا کہ شیطان پر سو لعنت ہو جو پس وہاں ابلیس متمثل ہوا اور کہا کہ اے قحبہ و مکارہ جہان میں نے تمام عمر یہ نہیں سوچا اور تجھ قحبہ کے سوا نہیں دیکھا باقی آگے ہے فافہم ۱۲

بازاد آن عشرہا را باحدد — می بچسپانید بر اطراف رو
باز چادر راست کردی از نگین — عشرہا افتادی اندر رو بر زمین
چون بسی میکرد فن آن میفناد — گفت صد لعنت بران ابلیس باد
شد مصور در زمان ابلیس زود — گفت ای قحبہ قدید بے درود
من ہمہ عمر نیندیشیدہ ام — نے ز جز تو قحبہ این دیدہ ام
تخم نادر در فضیحت کاشتی — در جہان تو مصحفی نگذاشتی
صد بلیس تو خمیس اندر خمیس — ترک من گو اے عجوز در دنبیس
چند دزدی عشر از ام الکتب — تا شود رویت ملون ہمچون سیب
چند دزدی حرف مردان خدا — تا فروشی وستانی مرحبا
رنگ بر بستہ ترا گلگون نکرد — شاخ بر بستہ تن عرجون نکرد
عاقبت چون چادر مرگت رسد — از رخت این عشرہا اندر فتد
چونکہ آید خیز خیزان رحیل — گم شود زان پس فسون قال و قیل
عالم خاموشی آید پیش بیست — وای آنکہ در درون انسیش نیست
صیقلی کن یکدو روزی سینہ را — دفتر خود ساز آن آئینہ را
کہ ز سایہ یوسف صاحبقران — شد زلیخای عجوز از سر جوان
میشود مبدل بخورشید ملوند — آن مزاج بارد برد العجوز
می شود مبدل ز سوز مریمی — شاخ لب خشکی بہ نخل خرمی
ای عجوزہ چند کوشی با قضا — نقد جو اکنون رہا کن ماضی
چون رخت را نیست در خوابی امید — خواہ گلگونہ و خواہی مدید

پھر وہ اُن عشروں کو اپنے تھوک سے — رخ پہ چپکاتی تھی اپنے ہر جگہ
پھر وہ چادر سیدھی کرتی نازسے — عشر گرتے اُسکے رخ سے خاک پے
جو بہت تدبیر کرتی کرتے وہ — بولی سو شیطان پر لعنت ہو جہ
پس ہوا ابلیس متمثل وہان — بولا اے قحبہ و مکار جہان
مین نے ساری عمر یہ سوچا نہین — تجھ سوا قحبہ کے یہ دیکھا نہین
تو نے رسوائی مین بویا تخم عجب — نے جہان کو چھوڑا قرآن کو بھی بے
تیرے سو ابلیس ہین عشر عشیر — چھوڑ مجکو تو اے زالونکی امیر
چوری کب تک عشر کی قرآن سے — تا ہو رنگین رخ ترا جون سیب کے
چوری کب تک حرف مردان خدا — تا تو بیچے اور لیوے مرحبا
رنگ بستہ سے نہ تو گلگون ہوا — شاخ بستہ تن کو نے نشو و نما
آئے آخر مرگ کی چادر تجھے — پھینک دے یہ عشر سب رخ ترے
جو کرانے والا آئے کوچ کا — گم ہو اُس سے قیل و قال پر دغا
عالم خاموشی آگے آئے جو — حیف ہے جسنے انس اسکا دل مین ہو
ایک دو دن صیقل اس سینہ کی کر — دفتر اُس آئینہ کو اپنا تو کر
کہ ہوئی سایہ سے یوسف کے عیان — وہ زلیخا پیرزن اک نوجوان
بدلے ہی خورشید گرمی سے مزاج — بارد اس بڑھیا کا جو سرد ہو مزاج
سوز مریم سے بدل جاتی ہو آب — نخل خرم سے وہ شاخ خشک لب
پیرزن کب تک قضا سے تو لڑے — چھوڑ تو ماضی کو اور اب نقد لے
رخ کو نے امید خوبی جو ترے — خواہ گلگونہ وہ خواہ سیاہی رکھے

سلہ تو نے آگے شعر تو نے رسوائی مین عجب تخم بویا ہے کہ جہان بن قرآن کو بھی نہین چھوڑا سو ابلیس تیرے عشر عشیر ہین تو مجکو چھوڑ اے زالون کی امیر عشر کی چوری کب تک قرآن سے کہ تا رنگین رخ تیرا ہو مانند سیب کے آگے اس کے حقائق ہین کب تک چوری کرتا مردان خدا کی تاکہ تو بیچے اور لیوے مرحبا رنگ بستہ سے تو گلگونہ نہو کہ شاخ بستہ تن کو نشو و نما نہین ہے آخر آئے مرگ کی چادر تجکو اور پھینکدے یہ سب عشر تیرے رخ سے جو کوچ والا آئے اس سے گم ہو قیل و قال پر دغا یعنی جو کلام عشر کا چرا کر اپنے [illegible] کرے آخر کار رسوا ہے عالم ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ عالم خاموشی الخ اے شعر جو عالم خاموشی آگے آئے افسوس ہے کہ اُس کے دل مین اُنس نہ ہو ایک دو دن اس سینہ کو صیقل کر اور اس آئینہ کو تو اپنا دفتر بنا آگے اس کی مثال ہے کہ سایہ سے یوسف کے ظاہر ہے زلیخا نوجوان ہوتی ہے بارد اُس بڑھیا کا جو حار ہوے خورشید گرمی سے مزاج بدلتا ہے بارد اس بڑھیا کا جو سرد مزاج ہے سوز مریم سے بلند ہو جاتی ہین پس نخل سے وہ درخت لب خشک ہو اے پیرزن تو کب تک قضا سے لڑیگی ماضی چھوڑ اور نقد لے رخ تیرے کو امید خوبی کی نہین خواہ گلگون وہ سیاہی رکھے یعنی اپنا آئینہ دل صاف کر کہ تو پر نور ہے دوسرے دن کو روشنی حاصل ہو اور اس آرایش ظاہری سے تجکو کچھ نہ ہوا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

حکایت رنجوریکه طبیب وی در وی امیدی نداشت گفت هر چه خواهی کن

آن یکی رنجور شد نزد طبیب	گفت نبضم را نگهدار ای لبیب
تا ز نبض آگه شوی بر حال دل	که رگ دست است با دل متصل
چونکه دل غیب است خواهی زو مثال	زو بجو که با دلستش اتصال
باد پنهان است از چشم ای امین	در غبار و جنبش برگش ببین
کز یمین است آن وزان یا از شمال	جنبش برگت بگوید وصف حال
مستی دل را نمی دانی که کو	وصف او از نرگس مخمور جو
چون ز ذات حق بعیدی وصف ذات	باز دانی از رسول و معجزات
معجزات و هم کراماتی خفی	بر زند بر دل ز پیران صفی
کاندرون شان صد قیامت نقد هست	کمترین آنکه شود همسایه مست
پس جلیس الله گشت آن نیکبخت	که به پهلوی سعیدی برد رخت
معجزه کان بر جمادے کرد اثر	یا عصا یا بحر یا شق القمر
گر اثر بر جان زند بے واسطه	متصل گردد به پنهان رابطه
بر جمادات آن اثرها عاریت	آن پی روح خوش متواریست
تا از آن جامد اثر گیرد ضمیر	حبذا نان بے هیولاے خمیر
حبذا خوان مسیحی بے کمی	حبذا اے باغ میوه مریمی
بر زند از جان کامل معجزات	بر ضمیر جان طالب چون حیات

حکایت اُس بیمار کی کہ طبیب کو اسکی اُمید نہ تھی کہا جو کچھ تو چاہے کر

وہ گیا[۵۱] بیمار اک پیش طبیب	بولا میری نبض کو دیکھ اے لبیب
تا کہ جانے نبض سے تو حال دل	کہ ہے دل سے ہاتھ کی رگ متصل
دل ہے غائب اس سے جو چاہے مثال	ڈھونڈھ اُس سے جس کو دل سے اتصال
ہے ہوا پوشیدہ آنکھوں سے اے یار	دیکھ ان میں پتے اُڑتے اور غبار
کہ یمین کو جائے یا سوے شمال	برگ کی جنبش تجھے کہہ وصف حال
دل[۵۲] کی مستی کو تو جانے کہاں پہ ہے	وصف اُس کا پا تو چشم مست سے
دور ہے جو ذات حق سے وصف ذات	جان پھر تو با رسول و معجزات
معجزات اور بس کرامات نہاں	پیر صافی سے کرے دل پر عیاں
اُنکے اندر سو قیامت نقد ہے	کمتر اُن کا مست ہمسایہ رہے
پس جلیس اللہ ہوا وہ نیکبخت	لیگیا پہلو میں نیکوں کے جو رخت
معجزہ کہ دے جمادی کو اثر	یا عصا یا بحر یا شق القمر
گر اثر جان پر کرے بے واسطہ	ہووے پنہاں متصل اک رابطہ
عاریت[۵۳] ہے وہ جمادی پر اثر	روح خوش کیواسطے پوشیدہ تر
تا کہ اُس جامد سے دل لیوے اثر	حبذا ایکی پکائی نان تر
حبذا خوان مسیحا بے ضرر	حبذا اے باغ مریم کا ثمر
جان سے کامل کے ڈالے معجزات	طالبوں کی جان کے اندر جون حیات

۵۱ وہ گیا الخ ۵ شعر وہ بیمار گیا آگے ایک طبیب کے اور کہا کہ میری نبض کو دیکھ تا کہ نبض سے تو حال دل کا جانے کہ دل سے ہاتھ کی نبض متصل ہے دل غائب ہے تو اس سے جو مثال چاہے تو اس سے ڈھونڈھ کہ جسکو دل سے اتصال ہے آگے مثال ہے ہوا آنکھوں سے پوشیدہ ہے دیکھ کہ اس میں برگ و غبار اُڑتے ہیں کہ یمین کو جاتے ہیں یا طرف شمال کے برگ کی جنبش تجھے وصف حال کہے یعنی دل کا حال اُس چیز سے معلوم کر کہ اس کے قریب ہو آگے ایکا پتا بطور حقائق کے فرماتے ہیں فافہم ۱۲ ۵۲ دل کی الخ ۲ شعر دل کی مستی تو جانتا ہے کہاں پر ہے اُسکا وصف تو پا چشم مست سے جو ذات حق سے وصف ذات دور ہے پھر تو جان ساتھ رسول و معجزات کے و کرامات نہان پیر صافی سے دل پر ظاہر کرتا ہے اُنکے اندر سو قیامت نقد ہے اور کمتر اُن کا ہمسایہ مست ہوتا ہے پس وہ نیکبخت جلیس اللہ کا ہو کہ جو نیکوں کے پہلو میں رخت لیگیا معجزہ کہ جمادی کو اثر دیتا ہے یا عصا یا بحر یا شق القمر ہے اگر جان پر بے واسطہ کرے ایک رابطہ پوشیدہ متصل ہووے یعنی دل کا حال چشم مست سے معلوم ہوتا ہے اسیطرح وصف ذات حق کا حال رسول و معجزات سے ہویدا ہوتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ عاریت الخ ۶ شعر روح خوش کے واسطے پوشیدہ تر ہے تا کہ اس جامد سے دل اثر لیوے بہت اچھی ہو گی پکائی نان تر بہت اچھا ہے خوان مسیحا کا بے ضرر اور بہت اچھا ہے باغ مریم کا ثمر کامل کی جان سے ڈالے معجزات طالبوں کی جان میں مانند حیات کے معجزہ دریا و مرغ خاک تا نفس کہ مرغ آبی و خاکی دریا میں ہلاک ہوے اور دریا ہیوں کو بغیر آب دریا میں ہلاک ہوئے اور دریا اولیاء سے بے کوشش کے ہو یعنی اولیاء اللہ سے بے کوشش کے نعمت باطنی دم بھر میں حاصل ہوتی ہے اور راہ کرامت کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

معجزہ بحرست و ناقص مرغ خاک	مرغ خاکی رفت در یم شد ہلاک	معجزہ ہے بحر ناقص مرغ خاک	مرغ خاکی بحر مین ہووے ہلاک
مرغ آبی در دوی ایمن از ہلاک	ماہیان را مرگ در دریاست خاک	مرغ آبی بحر مین سنے ہو ہلاک	ماہیون کو مرگ سب دریا ہی خاک
عجز بخش جان ہر نامحرمی	لیک قدرت بخش جان ہمدمی	عجز بخشے[1] جان کو نامحرم کی ہی	بخشے قدرت جان کو ہمدم کی ہی
چون نیابی این سعادت در ضمیر	پس ز ظاہر ہر دم استدلال گیر	جو نپائے یہ سعادت دل مین تو	پے تو ہر دم ظاہر استدلال کو
کہ اثر ہا بر مشاعر ظاہرست	وین اثر ہا از موثر مخبر است	راہ مین اکثر ہین ظاہر یے اثر	اور اثر دیتے ہے موثر کی خبر
ہست پنہان معنی ہر داوری	ہمچو سحر و صنعت آن سامری	وہ ہے پنہان اس سے اک معنی کوے	سامری کا جیسے صنعت سحر ہے
چون نظر در فعل و آثارش کنی	گرچہ پنہان ست اظہارش کنی	جو نظر آثار مین اسکے کرے	گرچہ پنہان تو کرے ظاہر اسے
قوتی کان در درون ضمرست	چون بفعل آید گواہ مظہر است	اسکی باطن مین ہی جو قوت نہان	فعل مین آئے گواہ ہووے عیان
چون بہ آثار اینہمہ پیدا شدست	چون بشد ظاہر بآثار از ذات	جو یہ سب آثار سے پیدا ہوا	کیون نہ ہو آثار سے ظاہر خدا
این سببہا و اثرہا مغز و پوست	چون بجوئی سر بسر آثار اوست	یہ سبب[2] اور کل اثر ہین مغز و پوست	تو جو ڈھونڈھے کل ہین یہ آثار دوست
دوست گیری چیزہا را از اثر	پس چرا ز آثار بخشی بے خبر	دوست رکھے چیز کو از راہ اثر	کیون موثر سے ہی اب تو بے خبر
از خیال دوست گیری خلق را	چون نگیری شاہ غرب و شرق را	دوست رکھے خیال سے تو خلق کو	کیون نہ رکھے شاہ غرب و شرق کو
این سخن پایان ندارد ای قباد	حرص ما را اندرین پایان مباد	بات تو یہ بے انتہا ہے حرص کو	میری اسمین انتہا مت ہو جیو
بازگرد و قصۂ رنجور خوان	با طبیب آگہ و بسیار دان	لوٹ تو اور قصۂ بیمار کو	با طبیب دانا بینا کے کہو

رجوع بقصۂ رنجور

رجوع طرف قصۂ رنجور کے

نبض او بگرفت و آگہ شد ز حال	کہ امید صحت او بد محال	نبض[3] دیکھی اور جانا اسکا حال	کہ اسے امید صحت تھی محال
گفت ہر چیت دل بخواہد آن بکن	تا رود از جسمت آن رنج کہن	بولا جو کچھ تیرا دل چاہے وہ کر	دور ہو یہ تن سے تیرے ضرر
ہر چہ خواہد خاطر تو وا مگیر	تا نگردد صبر و پرہیزت زحیر	جو ترا دل چاہے تو وہ کر پذیر	تا نہو پرہیز سے تو بس زحیر

سلہ عجز بخشے الخ ے شعر جان کو نامحرم کی عجز بخشتا ہی اور جان کو ہمدم کی قدرت بخشتا ہے جو تو یہ سعادت دل مین نہ پائے تو ہر دم ظاہر سے استدلال کو اکثر راہ مین ظاہر ہین اور اثر موثر کی خبر دیتے ہین پس وہ پنہان ہین تو اس سے ایک معنی کوے جیسے سامری کو صنعت و سحر ہے جو تو اس کے آثار مین نظر کرے اگرچہ پنہان ہے تو اُسے ظاہر کرے اس سے باطن مین جو قوت نہان ہے وہ فعل مین آئے اور گواہ ظاہر ہووے یہ سب آثار سے پیدا ہوا پھر کیون نہ آثار سے ظاہر ہووے خدا یعنی مولانا یہان مقام مشاہدہ کا فرماتے ہین کہ تو آثار حق کو دیکھ کہ اس سے ذات حق کو مشاہدہ کرے آنگہ اسکی ذات کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ یہ سبب الخ ے شعر یہ سبب و کل آثار مغز و پوست ہین جو تو ڈھونڈھے یہ کل آثار دوست ہین تو دوست رکھتا ہے چیز کو از راہ اثر کے تو اب کیون موثر سے بیخبر ہے دنیا کو دوست رکھتا ہے خیال سے شاہ شرق و غرب کو کیون دوست نہین رکھتا ہی بات یہ بے انتہا ہے میری حرص کو اسمین بے انتہا مت ہو جیو تو لوٹ اور قصۂ بیمار کو طبیب دانا و بینا سے کہہ یعنی آثار دنیا کے کل آثار خدا ہین پس تو شاہ شرق و غرب یعنی جناب رسول مقبول صلعم کو کیون نہین سمجھتا ہے کہ انھین ذات حق بالکل ظاہر ہے پس جس نے انکو دیکھا اُس نے خدا کو دیکھا آگے قصۂ رنجور کا بیان ہی فافہم ۱۲ سلہ نبض دیکھی الخ ے شعر نبض دیکھی اور اسکا حال جانا کہ اسے امید صحت کی محال تھی کہا کہ جو تیرا دل چاہے وہ کرتا دور ہو تیرے بدن سے وہ ضرر جو تیرا دل چاہے تو وہ قبول کر تاکہ پرہیز سے زحیر نہو وے صبر و پرہیز اس مرض مین زیان ہی جو تیرا دل چاہے وہ درمیان لا الیسی ہی ہے بحول کہ خدا نے فرمایا ترجمہ عمل کرو تم جو کچھ چاہو ہو تم کہا کہ جا اب تجکو خیر ہو جیو اُسنے کہا کہ لب جو کی سیر کو جاتا ہون کہ صحت کا وہ دروازہ کھل جاتے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

صبر و پرہیز این مرض را دان زیان ۔ ہرچہ خواہد دل در آرش در میان
ہمچنین رنجور را گفت ای عمو ۔ حق تعالی اعملوا ما شئتم
گفت رو ہین بر مرادت جان عم ۔ من تماشای لب جو می روم
بر مراد دل ہمی رفت او شتاب ۔ تا کر صحت را بیابد فتح باب
بر لب جو صوفیی بنشستہ بود ۔ دست و رو می شست پاکی میفزود
او قفایش دید چون تخییلیی ۔ کرد او را آرزوی سیلیی
بر قفای صوفی آن حیرت پرست ۔ راست میکرد از برای صفع دست
کار زو را گر نہ رانم تا رود ۔ نی طبیبم گفت کان علت شود
سیلیش اندر برم در معرکہ ۔ زانکہ لا تلقوا بایدی تہلکہ
تہلکہ است این صبر و پرہیز ای فلان ۔ خوش بکوبیش تن مزن چون کاہلان
چون زدش یک سیلی آمد طراق ۔ گفت صوفی ہی ہی ای مردود عاق
خواست صوفی تا دو سہ مشتش زند ۔ سبلت و ریشش یکایک بر کند
لیک او را خستہ و رنجور دید ۔ پس ضعیف و زار و زرد و عور دید
باز اندیشید او ضعف ورا ۔ گفت اگر مشتش زنم گردد فنا
رنج دق از وی برآوردہ دمار ۔ دید او را سخت رنجور و نزار
خلق رنجور دق و بیچارہ اند ۔ وز خداع دلو سیلی پارہ اند
جملہ در ایذای بیجرمان حریص ۔ در قفای یکدگر جویان نقیص
ای زنندہ بیگناہان را قفا ۔ در قفای خود نمی بینی چرا
ای ہوا را طب خود پنداشتہ ۔ بر ضعیفان صفع را بگماشتہ

صبر و پرہیز اس مرض میں ہے زیان ۔ جو ترا دل چاہے وہ لا درمیان
ایسے ہی فرمایا ہے رنجور کو ۔ پس خدا نے اعملوا ما شئتم
بولا جا اب خیر تجھکو ہو جیو ۔ میں لب جو کی ہوں جاتا سیر کو
دل کی خواہش پر وہ جاتا تھا شتاب ۔ تاکہ وہ صحت کا پائے فتح باب
نہر پر صوفی تھا اک بیٹھا ہوا ۔ ہاتھ منہ دھوتا و کرتا پاک تھا
دیکھی گردن اس کی جون دیوانے نے ۔ آرزو کی کہ چپت ماروں اسے
پیچھے اس صوفی کے وہ حیرت پرست ۔ پس چپت کے واسطے تانی تھا دست
گر نہ پوری آرزو ہو جائے وہ ۔ نے معالج نے کہا علت وہ ہو
اس کے تھپڑ سے ہو مجھپر معرکہ ۔ کیونکہ لا تلقوا بایدی تہلکہ
تہلکہ ہے صبر و پرہیز اے فلان ۔ مار اسے اور چپ نہ رہ جون کاہلان
جو چپت اسکے لگائی اک تڑاق ۔ بولا صوفی ہین یہ کیا مردود عاق
چاہا صوفی نے کہ مین گھونسے جڑون ۔ اور داڑھی مونچھ اسکی نوچ لون
لیک اک بیمار تر دیکھا اسے ۔ دیکھا عاجز ناتوان اسکا اسے
پر وہ سوچا ضعف اس کو ہے سوا ۔ گر مین مارون گھونسا ہووے فنا
رنج دق سے تھی ہلاکت آشکار ۔ دیکھا اس کو سخت بیمار و نزار
خلق سب رنجور دق ناچار ہے ۔ کھاتے تھپڑ دیو اک مکار سے
سب حریص ایذا میں ہیں حیران سے ۔ پیچھے اک کے دوسر النقصان دے
اے چپت مارے ہے تو بیجرم کو ۔ پیچھے اپنے کیون نہین دیکھی ہی تو
اے ہوا کو طب ہی اپنی جانتا ۔ اور ضعیفون پر چپت ہے مارتا

۵۱ نہر پر الخ ۹ شعر ایک صوفی نہر پر بیٹھا ہوا تھا ہاتھ اور منہ دھوتا و پاک کرتا تھا اسکی گردن دیکھی دیوانے کے مانند آرزو کی کہ اسے چپت مارون وہ حیرت پرست اس صوفی کے پیچھے چپت کیواسطے ہاتھ تانتا تھا اگر وہ پوری آرزو نہ ہو جائے معالج نے نہین کہا کہ وہ علت ہو جائے اسکے تھپڑ سے مجھپر معرکہ ہو ترجمہ مت ڈالو تم ہاتھون کو طرف ہلاکت کے ۱۲ صبر و پرہیز تھا کہ اے فلان اسکو مار چپت و مت رہ مانند کاہلون کے یعنی صبر و پرہیز مریض لاعلاج کو مضر ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ جو چپت الخ ۶ شعر جو ایک چپت اس کے تڑاق سے لگائی صوفی نے کہا کہ ہین یہ کیا ہو گیا رد و دعاق صوفی نے کہا کہ مین گھونسے مارون اور داڑھی مونچھ اس کی نوچ لون ولیکن ایک بیمار تر اسے دیکھا اور ناتوان و عاجز و ننگا اسے دیکھا پھر وہ سوچا کہ اسکو ضعف سوا ہے اگر مین اس کو گھونسا مارون خفا ہووے مرض دق سے ہلاکت ظاہر تھی کہ اس کو دیکھا بیمار سخت و زار آگے اس کے حقائق ہین سب خلق خدا بیمار دق و ناچار ہے کہ دیو اس کا تھپڑ کھاتا ہے یعنی مخلوق مریض ہے اور دیو سے چپت کھاتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
۵۳ سب حریص الخ ۲ شعر حیران کی ایذا مین سب حریص ہین ایک کے پیچھے دوسر النقصان دیتا ہے اے تو چپت مارتا ہے بیجرم کو تو اپنے پیچھے کیون نہین دیکھتا ہے اے تو اپنی ہوا طب جانتا ہے اور ضعیفون کو چپت مارتا ہے جسنے ہنسی کی اور یہ دا نہ بائی کہ وہ ہی آدم کا گندم تھا ہے کہ تو اس دانہ کو کھا واسطے دار کے تا تو ہووے ہمیشہ اس نے لغزش دی چپت اس کے جڑی وہ چپت جسسے اس کی ہوئی اس نے لغزش اسکو سخت دی تھی ولیکن وہ گار اسکا حق بیشتر تھا یعنی اہل نفس شیطان کے دھوکے مین اکثر اسی طرح مرتکب گناہ ہوتے ہین اور آخر کو اس کی پاداش مین ماخوذ ہوتے ہین آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

بر تو خندید آنکہ گفتی کین دو پست	اوست کادم را بگندم رہنماست	کی ہنسی جس نے بتائی یہ دوا	کہ وہی آدم کا ہے گندم نما
کہ بخور این دانہ را اے مستعین	بہر داردتا **تکونا خالدین**	کہ تو اس دانہ کو کھا اے مستعین	بہر داردتا **تکونا خالدین**
اوش لغزانید سخت اندازلق	لیک پشت و دستگیرش بود حق	اُسنے لغزش اسکو دی تھی سخت تر	پر مددگار اُسکا حق تھا بیشتر
اوش لغزانید زد او را قفا	آن قفا وا گشت گشت او را جزا	اُس نے لغزش دی چپیت اُسکے جڑی	وہ چپیت ہوئی جزا اسکی ہوئی
کوہ بود آدم اگر پر مار شد	کان تریاق است وبی اضرار شد	کوہ ۵۱ تھا آدم ہوا پر مار گر	کان تریاقی ہے نے اسکو ضرر
تو کہ تریاقی نداری ذرۂ	از خلاصی خود چرا ای غرۂ	تو نہین تریاق ذرہ بھر رکھے	کیون نجات اپنی سے تو غرہ کرے
آن خلیلانہ توکل کو ترا	وان کرامت چون کلیمت ازکجا	وہ خلیلانہ توکل تجھکو کہان	تجکو جون موسی کرامت وہ کہان
تا نبرد تیغت اسمعیل را	تا کنی شہراہ قعر نیل را	تا نہ کاٹے تیغ اسمعیل کو	تا کرے شہ راہ قعر نیل کو
گر سعیدی از منارہ اوفتید	بادش اندر جامہ افتاد و رہید	گر منارہ سے سعید اک کودتا	گھستی جامہ مین ہوا اور چھوٹتا
چون یقینت نیست آن باد حسن	تو چرا برباد دادی خویشتن	گر یقین تجکو نہین اس باد کا	آپ کو برباد کیون تو نے کیا
زین منارہ صد ہزاران ہمچو عاد	در فتادند و سر و تن باد داد	اُس ۵۲ منارہ سے ہزارون مثل عاد	گر پڑے وہ اور دیا سر تن بباد
سرنگون افتادگان زیر منار	درنگر تو صد ہزار اندر ہزار	گر پڑون گو سرنگون زیر منار	دیکھ اب تو سو ہزار اندر ہزار
تو رسن بازی نمیدانی یقین	شکر پاہا گو و میرو بر زمین	چڑھنا رسی کا نہ جانے تو نکو	چل زمین پر شکر کر پانون کا تو
پر مساز از کاغذ و از کہ مپر	کاندرین سودا بسی قت ست سر	کرکے پر کاغذ سے مت اڑ کوہ پر	ایسے سودے مین بہت سے کھوئے سر
گرچہ آن صوفی پر آتش شد ز خشم	لیک او بر عاقبت انداخت چشم	گرچہ صوفی آگ سے غصہ ہوا	پر نظر انجام پر رکھتا وہ تھا
اول صف بر کسی ماند بکام	کو نگیرد دانہ بیند بند دام	پہلا اچھپڑا اُس کسی پر ہو بکام	کہ نہ لے دانہ و دیکھے بند دام
حبذا دو چشم پایان بین راد	کہ نگہدارند تن را از فساد	حبذا ۵۳ انجام بین ہین چشم دو	کہ نگہ فتنہ سے رکھے جسم کو
آنکہ پایان دید احمد بود کو	دید دوزخ را ہم اینجا تو بتو	جس نے آخر دیکھا وہ تھے مصطفے	کہ اُنھون نے دیکھی دوزخ اس جگہا
دید عرش و کرسی و جنات را	بردرید او پردۂ غفلات را	دیکھا عرش و کرسی و جنات کو	اور پھاڑا پردۂ غفلات کو

سے ۵۱ آدم کوہ تھا الخ ۶ **شعر** آدم کوہ تھا اگر پر مار ہوا کان تریاق ہے اُسکو ضرر نہین تو تریاق ذرہ بھر نہین رکھتا ہے تو کیون اپنی نجات سے غرہ کرتا ہے وہ توکل خلیلانہ تجکو کہان اور موسی کے مانند وہ کرامت کہان تاکہ تیغ نہ کاٹے اسمعیل کو تا شاہراہ کرے قعر نیل کو اگر منارہ سے ایک سعید کودتا ہوا جامہ مین گھستی اور چھوٹتا اگر اس ہوا کا تجکو یقین نہین ہے خود برباد تو نے کیون کیا یعنی اگرچہ اُس نے چپیت مارکر خود پر بلالی مگر حق کی مددگاری سے اور بلا سے نجات پائی آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ **سے ۵۲** اس منارہ سے الخ ۶ **شعر** اس منارہ سے ہزارون عاد کے مانند گرے اور سر و تن برباد دیا گر پڑون گو سرنگون زیر منار سو ہزار اندر ہزار اب تو دیکھ تو چڑھنا رسی کا نہ جانے خوب زمین پہ چل اور تو شکر پانون کا کر کاغذ سے پر کرکے کوہ پر مت اُڑ بہت نے ایسے سودے مین سر کھوئے ہین آگے رجوع بقصہ اگرچہ صوفی غصہ سے آگ ہوا پر وہ نظر انجام پر رکھتا تھا آگے حقائق ہین پہلا چھپڑ اس کسی پر با مقصد ہو کہ دانہ لے اور بند دام دیکھے یعنی وہ شخص انجام مین بہتر ہے کہ اول تھپڑ سے آخر کو دیکھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ **سے ۵۳** حبذا الخ ۷ **شعر** دونون چشم انجام مین بہت اچھے ہین کہ نگہ رکھے فتنہ سے جسم کو جس نے آخر کو دیکھا وہ مصطفے صلعم تھے کہ اُنھون نے دوزخ اس جگہ دیکھی عرش و کرسی و جنات کو دیکھا اور پردۂ غفلتون کو پھاڑا اگر تو اسلام کو حزر سے چاہے اول چشم بند کر اور آخر کو دیکھ تاکہ عدمون کو جملہ ہست دیکھے اور ہستو کو مقید و پست دیکھے اور یہ دیکھ کہ جس کسی کو عقل ہے رات دن نیست کی جستجو مین ہے آگے اسکی مثال ہے کون تنگی مین خود کو نہ چاہے اور کون دکان سود کو نہ چاہے یعنی چشم انجام مین انسان کو آفت سے بچاتی ہے کہ عدم کو ہست جانتا ہے اور نیستی کو چاہتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

گر ہمی خواہی سلامت از ضرر ٭ چشم ز اول بند و پایان را نگر
تو سلامت کو ضرر سے چاہے گر ٭ دیکھ آخر چشم اول بند کر

تا عدمہا را ببینی جملہ ہست ٭ ہستہا را بنگری محو و پست
تا کہ تو عدموں کو دیکھے جملہ ہست ٭ اور مقید دیکھے ہستوں کو وہ پست

این ببین باری کہ ہر کو عقل ہست ٭ روز و شب در جستجوی نیست ہست
دیکھئے یہ کہ جس کسی کو عقل ہے ٭ جستجو مین رات دن ہی نیست کے

در گدائی طالب جودی کہ نیست ٭ بر دکانہا طالب سودی کہ نیست
کون تنگی مین نہ چاہے جود کو ٭ کون دکان مین نہ چاہے سود کو

در مزارع طالب دخلی کہ نیست ٭ در مغارس طالب نخلی کہ نیست
کون کھیتی مین نہ چاہے دخل کو ٭ کون تھالہ مین نہ چاہے نخل کو

در مدارس طالب علمی کہ نیست ٭ در صوامع طالب حلمی کہ نیست
کون مکتب مین نہ چاہے علم کو ٭ کون صومع مین نہ چاہے حلم کو

ہستہا را سوی پس افگندہ اند ٭ نیستہا را طالب اند و بندہ اند
ڈالا ہستوں کو ہے پیچھے بیٹھ کے ٭ نیستوں کے طالب اور بندہ ہوئے

زانکہ کان و مخزن صنع خدا ٭ نیست غیر نیستی در انجلا
کیونکہ کان اور مخزن صنع خدا ٭ نے سوائے نیستی کے ظاہرا

پیش ازین رمزی بگفتستیم زین ٭ این و آن را تو یکی بین دو مبین
اس سے پہلے رمز کی اسکی کہی ٭ یہ و وہ کو ایک دیکھ اور نہ دوئی

گفتہ شد کہ ہر صناعت گر کہ ہست ٭ در صناعت جایگاہ نیست جست
یہ کہا ہر ایک کاریگر کہ ہے ٭ دوڑا صنعت مین ہی جانب نیست کے

جست بنا موضعی ناساختہ ٭ گشتہ ویران سقفہا انداختہ
دوڑا معمار اک جگہ بے بنی ٭ کہ ہوئی ویران چھت اسکی گری

جست سقا کوزہ کش آب نیست ٭ وان درودگر خانہ کش باب نیست
دوڑا سقا کوزہ بے آب ہی ٭ اور نجار اک جو گھر بے باب ہے

وقت صید اندر عدم بین جملہ شان ٭ وز عدم انگہ گریزان جملہ شان
دیکھ عدم مین جملہ انکا وقت صید ٭ اور عدم سے بھاگین سب وہ نا امید

چون امید لا است زو پرہیز چیست ٭ با انیس خویشتن استیز چیست
جو ہے لا امید بھاگے اس سے کیون ٭ اور انیس اپنے سے تو لڑتا ہی کیون

چون انیس طبع تو آن نیستی ہست ٭ از فنا و نیست این پرہیز چیست
جو انیس طبع جانے نیست کو ٭ کیون فنا و نیست سے بھاگے ہی تو

گر انیس لا نہ ای جان پسر ٭ در کمین لا چرائی منتظر
گر انیس لا نہین تو اے پسر ٭ تو کمین مین لا کے کیون ہی منتظر

زانکہ داری جملہ دل بر کندہ ٭ شست دل در بحر لا افگندہ
کس لئے برداشتہ خاطر رکھے ٭ شست دل کی ڈالی بحر لا مین ہے

پس گریزت چیست زین بحر مراد ٭ کو بشست صد ہزاران صید داد
بحر مقصد سے تو بھاگے کس لئے ٭ شست کو وہ صید دے صدہا ترے

از چہ نام برگ را کردی تو مرگ ٭ جادوئی بین کہ نمودت مرگ برگ
برگ کا کیون نام رکھا تو نے مرگ ٭ شعبدہ ہے تو جو دیکھے مرگ برگ

بسلہ کون کھیتی مین الخ ۶ شعر کون کھیتی مین دخل کو نہ چاہے اور کون تھالہ مین نخل کو نہ چاہے کون مکتب مین علم کو نہ چاہے ہستون کو پیٹھ کے پیچھے ڈالا اور نیستون کے طالب و بندہ ہوئے کیونکہ کان و مخزن صنع خدا سوا نیستی کے ظاہر نہین اس سے پہلے رمز اسکی کہی یہ اور وہ ایک دیکھ اور دوئی نہین ہے یہ کہا کہ ہر ایک کاریگر دوڑا صنعت مین جانب نیستی کے یعنی ہستی کو چھوڑا و نیستی و عدم کو طلب کر صنعتون مین آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سطہ دوڑا معمار الخ ۸ شعر معمار دوڑا ایسی جگہ کی طرف کہ وہ ویران ہوئی اور چھت گری سقا دوڑا جو کوزہ بے آب ہے اور نجار جو گھر بے دروازہ ہے عدم مین دیکھ انکا جملہ وقت صید کے اور عدم سے بھاگین وہ سب نا امید جو امید عدم ہے اس سے کیون بھاگتا ہے اور اپنے انیس سے تو کیوں لڑتا ہے جو نیست کو انیس طبع جانتا ہے تو کیون فنا و نیست سے بھاگتا ہے اگر انیس لا نہین ہے تو کمین مین لا کے کیون منتظر ہے کسواسطے برداشتہ خاطر اور شست دل کی بحر مین ڈالتا ہی بحر مقصد سے تو کسواسطے بھاگتا ہی کہ وہ تیری شست کو صید دے یعنی جو عدم تیرا امید ہی اور تو ہر دم اسی سے ہر شے چاہتا ہے پس تو اس سے کس واسطے بھاگتا ہے اور خوف رکھتا ہے اور مرنے سے ڈرتا ہی آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سطہ برگ الخ ۶ شعر تو نے توشہ راہ کا کیون نام رکھا ہی مرگ یہ شعبدہ ہی کہ تجھ کو توشہ کو مرگ دکھاتا ہے اسکی صنعت نے تیری آنکھین بند کی ہین تا کہ تیری جان کو چاہ دنیا پسند ہو اسکے خیال مین مکر اللہ سے عدم دشت پر بار فزون چاہ سے ہی اسواسطے چاہ دنیا کو جائے پناہ کیا مرگ نے اسکو تا چاہ مین بہ کھا جو مین نے اسکی غلطیون کو کہا ہی ایسی ہی فریدالدین عطار سے مین نے سنا ہی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ذکر شاہ محمود غازی یعنی یہ مرگ دنیا زندگی ہی اور زندگی دنیا مرگ عقبی ہی یہ مکر اللہ کی غلط ایمان ہی کہ غافلون کو دکھاتا ہی در عدم دشت پر بار دنیا سے بد تر جانتے ہین حالانکہ یہان سے وہان بہت بہتر ہی چنانچہ اسکی مثال مین قصہ ایاز و محمود کا آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

ہر دو جمعیت بست سحر صنعتش / تا کہ جان را در چہ آمد رغبتش
در خیال او زنگر گردگار / جملہ صحرا فوق چہ زہر ست و مار
لاجرم چہ را پناہی ساختہ است / تا کہ مرگ او را بچاہ انداختہ است
آنچہ گفتم از غلطہاش اے عزیز / ہمچنین بشنیدم از عطار نیز
رحمۃ اللہ علیہ چون گفتہ است / ذکر شہ محمود غازی سفتہ است

اسکی صنعت نے کی آنکھین تیری بند / چاہ تیری جان کو تا ہو پسند
مگر اللہ سے خیال اس کے ہین ہے / دشت پر مار اک فزون ہے چاہ سے
اس لئے جائے پناہ چہ کو کیا / مرگ نے تا چاہ مین اُس کو رکھا
اس کی غلطی ہے جو کچھ مین نے کہا / ایسی ہی عطار سے مین نے سنا
رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہا / ذکر شہ محمود غازی کا کیا

بر تخت نشاندن سلطان محمود غلام ہندو را و گریستن او

تخت پر بٹھانا سلطان محمود کا غلام ہندو کو اور رونا غلام کا

کز غزائے ہند پیش آن ہمام / در غنیمت او فتادش یک غلام
پس خلیفہ اش کرد و بر تختش نشاند / بر سپہ بگزیدش و فرزند خواند
طول و عرض و وصف قصہ تو بجو / در کلام آن بزرگ دین بجو
حاصل آن کودک برآن تخت نضار / شستہ پہلوی قباد شہریار
گریہ میکرد و اشک میراندی بسوز / گفت شاہ او را کہ ای فیروز روز
از چہ گریی دولتت شد ناگوار / فوق افلاکے قرین شہریار
تو برین تخت و وزیران و سپاہ / پیش تخت صف زدہ چون مہر و ماہ
گفت کودک گریہ ام ہست زان / کہ مرا مادر دران شہر و دیار
از توام تہدید کردی ہر زمان / بینمت در دست محمود ارسلان
پس پدر مر مادرم را در جواب / جنگ کردی کاین چہ خشمست و عتاب
می نیابی ہیچ نفرین دگر / زین چنین نفرین مہلک سہلتر
سخت بیرحمی و بس سنگین دلے / کہ بصد شمشیر او را قاتلے

کہ غزائے ہند سے وہ نیکنام[۵۱] / لایا اک مال غنیمت مین غلام
پس خلیفہ کر بٹھایا تخت پر / سب پہ بالا جانا گردانا پسر
قصہ کا طول و عرض بس وصف ہے / ڈھونڈھ لا اندر کلام اس پاک سے
الغرض وہ طفل تخت شاہ پر / شہ کے پہلو مین ہوا بس جلوہ گر
گریہ وہ کرنے لگا از راہ سوز / بولا شہ اُسکو کہ اے فیروز روز
روتا کیون[۵۲] ہے ہوئی ہے دولت ناگوار / چرخ سے بالا قریب شہریار
تخت پر تو کل وزیر و کل سپاہ / تیرے آگے ہین کھڑے جون مہر و ماہ
طفل بولا اس لئے روتا ہون مین / کہ مری مان تھی بلاد ہند مین
تجھ سے ہر دم وہ ڈراتی تھی مجھے / تجھکو دیکھون ہاتھ مین محمود کے
پس پدر مان سے مری اندر جواب / لڑتا اور کہتا کہ یہ کیا ہے عتاب
اور بُرا کہنا نہین پاتی ہے تو / ایسے مہلک بد کو آسان جانے تو
سنگدل بیرحم تو از بسکہ ہے / کہ کرے قتل اس کو سو شمشیر سے

۵۱ کز غزائے ہند سے آگے ۵ شعر محمود نیک نام غزائے ہند نے مال غنیمت مین ایک غلام لایا اس کو خلیفہ کرکے تخت پہ بٹھایا اور سب سے بالا جانا اور پسر اپنا کیا قصہ کا طول و عرض از راہ وصف کے تو اس کلام پاک عطار مین ڈھونڈھ الغرض وہ طفل تخت شاہ پر تخت شاہ کے پہلو پر جلوہ گر ہوا گریہ وہ کرنے لگا از راہ سوز کے شاہ نے کہا اس کو اے فیروز روز باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ روتا کیون ہے آگے ۷ شعر تو کیون روتا ہے دولت ناگوار تجکو ہوئی ہے کہ چرخ سے بالا ہو اور مقرب شہریار کا تو تخت اور کل وزیر و کل سوار تیرے آگے کھڑے ہین مانند مہر و ماہ کے طفل نے کہا کہ مین اس واسطے روتا ہون کہ میری مان بلاد ہند مین تھی وہ ہر دم تجھ سے ڈراتی تھی مجکو کہ مین تجکو محمود کے ہاتھ مین دیکھون پس باپ میری مان سے لڑتا اور کہتا کہ یہ کیا عتاب ہے اور بُرا کہنا نہین پاتی ہے تو ایسی مہلک بات کو آسان جانتی ہے سنگ دل اور سبے رحم تو از بسکہ ہے کہ تو اُس کو قتل کرتی ہے سو شمشیر سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

من زگفت هر دو حیران گشتمی / دردل افتادی مرا بیم و غمی
تاچه دو رخ خوبست محمود ای عجب / که مثل گشتست در ویل و کرب
من همی لرزیدمے از بیم تو / غافل از اکرام و از تعظیم تو
مادرم کو تا ببیند این زمان / مرمرا بر تخت ای شاه جهان
یا پدر کو تا مرا بیند چنین / خوش نشسته پهلوی سلطان دین
فقر آن محمود تست ای بے سعت / طبع از دالم همی ترساندت
که بدانی رحم این محمود راد / خوش بگوئی عاقبت محمود باد
فقر آن محمود تست ای نیم دل / کم شنو زین مادر طبع مضل
چون شکار فقر گردی تو یقین / همچو کودک اشکباری یوم دین
گرچه اندر پرورش تن مادرست / لیک از صد دشمنت دشمن ترست
تن چو شد بیمار دارو جوت کرد / در قوی شد مر ترا طاغوت کرد
چون زره دان این تن پرحیف را / نی شتا را شاید و نے صیف را
یار بد نیکوست بهر صبر را / که کشاید صبر کردن صدر را
صبر مه با شب منور داردش / صبر گل با خار اذفر داردش
صبر شیر اندر میان فرث و خون / کرد او را ناعش ابن اللبون
صبر جمله انبیا با منکران / کردشان خاص حق و صاحبقران
هر کرا بینی یکے جامه درست / دان که او آنرا بکسب و صبر جست

کہنے[۱] اُن دونون سے مین حیران تھا / میرے دل مین خوف ہوتا تھا سو
اے عجب محمود دو رخ خوب کیا / کہ ہوا ہے وہ مثل مین اک بلا
مین لرزتا تیرے خوف و بیم سے / تھا مین غافل بخشش و تعظیم سے
کہان ہے ماں میری کہ دیکھے اس زمان / مجکو تخت شہ پہ اے شاہ جہان
ہے کہان یا باپ جو دیکھے مجھے / پہلوے سلطان مین بیٹھے ہوئے
فقر یہ تیرا وہی محمود ہے / طبع جس سے بس ڈراتی تھی تجھے
گر تو جانے رحم محمود نکو / خوش کہے تو عاقبت محمود ہو
فقر[۵] ہے محمود تیرا اے نکو / طبع کی گمراہ ماں سے مت سنو
گر شکار فقر ہو تو بالیقین / مثل کودک روئے تو تا یوم دین
گرچہ اندر پرورش کے تن ہے ماں / لیک سو دشمن کا دشمن ہے نہان
تن جو ہو بیمار دارو جو بنے / اور قوی ہو تجکو اک باغی کرے
اس نجس تن کو زرہ کی مثل جان / نے ہے لائق سردی و گرمی یہان
صبر کی خاطر ہے یار بد نکو / صبر کرنا کھولتا ہے صبر کو
صبر[۹] مہ کو رات سے روشن رکھے / صبر گل کو خار سے پر بو کرے
صبر مین فرث و خون کے شیر کو / دایہ بچون کا کرے ہے اے نکو
منکرون سے انبیا کو صبر نے / خاص حق کا کر دیا ہے جان رے
جس کسی کو دیکھے تو جامہ صفا / جان اُس کو صبر سے جامہ ملا

جیف

سے[۱] کہنے الخ ۷ شعر ان دونون کے کہنے سے مین حیران تھا اور میرے دل مین خوف سوا ہوتا تھا اے عجب محمود کیا دو رخ خوب ہے کہ مثال مین وہ اک بلا ہوا ہے مین تیرے خوف و بیم سے لرزتا تھا اور مین غافل تھا بخشش و تعظیم سے میری ماں کہان ہے کہ اس وقت دیکھے مجکو تخت پر اے شاہ جہان ماں اور باپ کہان ہے کہ مجھے دیکھے بادشاہ دین کے پاس بیٹھا ہوا آگے حقائق ہین یہ فقر تیرا وہی محمود ہے کہ مادر طبع جس سے ڈراتی تھی تجھے اگر تو رحم محمود کا نیک جانے تو خوش ہو کر کہے عاقبت محمود ہو جیو یعنی طبع مادر وید رہے کہ ڈراتی ہے محمود فقر ہے اور عدم مین جب جاتا ہے اور محمود فقر کی نوازش پاتا ہے تو حیران ہو کر کہتا ہے کہ مین دنیا مین ناحق ڈرتا تھا عاقبت محمود کیون نہین کہتا تھا کہ یہان اُس سے از بس آرام ہے باقی حقائق آگے ہین افہم ۱۲

سے[۵] فقر ہے الخ ۶ شعر فقر تیرا محمود ہے تو مادر گمراہ طبع سے بہت سُن اگر تو شکار فقر ہو تو مثل کودک کے روز قیامت تک اگرچہ اندر پرورش کے تن ماں ہے لیکن سو دشمن سے ہے جو تن بیمار ہو دوا ڈھونڈھنے والا بنے اور اگر قوی ہو تجکو باغی کرے تو اس نجس تن کو ایک زرہ کے مانند جان کہ لائق نہ گرمی کے یہان ہے یار بد صبر کے واسطے نیک ہے کیونکہ صبر کھولتا ہے صدر کو یعنی جسم سو دشمن کا مگر فقر کہ تجکو محمود ہے پس تو ... بندہ نہ ہو اور فقر مین صبر کو اختیار کر کہ دل کو روشن کرتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سے[۹] صبر مہ کو الخ ۶ شعر صبر ماہ کو شب سے روشن کرتا ہے صبر گل کو خار سے بو دار کرتا ہے صبر شیر کو ... بین گو بر و خون سے ... بچون کی دایہ کرتا ہے صبر نے انبیا کو منکرون کے سبب سے خاصان حق کر دیا ہے جامہ صاف جس کسی کو تو دیکھے جان کہ اُس کو صبر سے جامہ ملا ہے جس کو برہنہ و بے نوا دیکھ اُس کی بے صبری پر وہ گواہ ہے جو کوئی دہشت زدہ پرخشم ہو جان تو کہ اس کی بنا بالائی یعنی صبر سے ترقی نور باطن کی ہوتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

هر کرا دیدی برهنه و بی نوا | هست بر بی صبری او آن گوا
هر که مستوحش بود پر غصه جان | کرده باشد با دغائی اقتران
صبر اگر کردی ز الف آن بیوفا | از فراق او نخوردی این قفا
خوی با حق ساختی چون انگبین | با لبن که لا احب الآفلین
لاجرم تنها نماندی همچنان | کاتشی مانده براه از کاروان
چون ز بی صبری قرین غیر شد | در فراقش پر غم و بی خیر شد
صحبتت چون هست زر ده دهی | پیش خائن چون امانت می نهی
خوی او باکن کا مانتهای تو | ایمن آید از افول و از عتو
خوی او باکن که خو را آفرید | خویهای انبیا را پرورید
بره بدهی رمه بازت دهد | پرورنده هر صفت خود رب بود
بره پیش گرگ امانت میدهی | گرگ و یوسف را مفرما همرهی
گرگ اگر با تو نماید روبهی | هین مکن باور که ناید زو بهی
جاهل ار با تو نماید همدلی | عاقبت زخمت زند از جاهلی
او دو آلت دارد و خنثی بود | فعل هر دو بیگمان پیدا شود
مر ذکر را از زنان پنهان کند | تا که خود را خواهر ایشان کند
شلّه از مردان بکف پنهان کند | تا که خود را جنس آن مردان کند
گفت یزدان زان کس مکتوم او | شلّه سازیم در خرطوم او
تا که بینایان ما زین دو دلال | در نیفتند از فن او در جوال

جس کو دیکھے تو برہنہ بے نوا | اُسکی بے صبری پہ ہی بس گوا
جو کوئی وحشت زدہ پر خشم ہو | اُس نے پایا ہے دغا تم جان لو
کرتا صبر اُلفت سے گر وہ بیوفا | یہ چپیت اُلفت کی کب کھاتا بھلا
حق سے عادت کرتا جیسے انگبین | شیر سے کہ لا احب الآفلین
پھر نہیں تنہا تو رہتا بس یہان | جیسے رہ پر آگ رہے کاروان
غیر سے بے صبر ہو کر جو ملا | اُسکی فرقت مین تو بس غمگین رہا
زر خالص کی تجھے صحبت جو ہے | کیون امانت آسکے خائن کے رکھے
عادت اُس سے کر امانت تا تری | نقص سے ایمن ہوئے ہو ابتری
عادت اُس سے کر کہ عادت اُسنے دی | پرورش نبیون کی عادت کی کری
۵۲ دے تو بز غالہ کہ گلہ تجکو دے | ہر صفت کا پرورندہ رب وہ ہے
گرگ کو بره امانت تو نہ دے | گرگ و یوسف کو تو ہمرہ مت کرے
گرگ گر تجکو دکھائے عاجزی | مت یقین کر اُس سے نہ ہو بہتری
تجکو گر جاہل دکھائے ہمدلی | رنج آخر دیوے اُسکی جاہلی
ہے وہ خنثیٰ اور دو آلت رکھے | بیگمان وہ فعل دونون سے کرے
عورتون سے وہ ذکر پنہان کرے | تا کہ اُنکی بہن خود جا کر بنے
فرج اپنی کو چھپائے ہاتھ سے | تا کہ بس مردون کا خود بھائی بنے
۵۳ بولا یزدان فرج مخفی اُس سے ہے | فرج اُسکی مین کرون خرطوم پہ
دو دلیلون سے کہ نابینا مرے | نہ پڑے دھوکے مین اُسکے مکر سے

اہ کرتا صبر الخ ے شعر اگر وہ بے وفا صبر فرقت سے کرتا یہ چپیت فرقت کی کب کھاتا تو حق سے عادت کرتا جیسے شہد شیر سے کرتا ہے ترجمہ نہیں دوست رکھتا ہون میں ڈوبنے والے کو پھر تو تنہا نہیں رہتا یہان جیسے راہ پر آگ رہجاتی ہے بے کاروان کے بے صبر ہو غیر سے جو ملا تو اسکی فرقت مین غمگین رہا آگے اسکی مثال ہو زر خالص کی جو تجھے صحبت ہے کیون امانت آگے خائن کے رکھتا ہے اُس سے عادت کر کہ تا امانت تیری نقصان سے ایمن ہو اور ابتری نہو اس سے عادت دی اور نبیونکی عادت کی پرورش کرے یعنی اولیاء اللہ کی عادت حاصل کر کہ عادت خدا کی تجھ مین پیدا ہو اور دیو کی عادت حاصل نہ کر کہ گمراہی مین پڑے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
۵۲ دے تو آنخ ے شعر تو بز غالہ دے کہ وہ تجکو گلہ دے کہ ہر ایک صفت کا پرورندہ وہ رب ہے گرگ کو بز غالہ تو امانت نہ دے اور گرگ یوسف کو تو ہمرہ مت کرے اگر گرگ تجکو عاجزی دکھائے تو یقین مت کر کہ اس سے بہتری نہووے اگر تجکو جاہل ہمدلی دکھائے آخر اسکی جاہلی رنج دیوے آگے اسکی مثال ہے وہ خنثیٰ ہے اور دو آلت رکھتا ہے بیگمان وہ دونون سے فعل کرتا ہے وہ عورتون سے ذکر کو پنہان کرتا ہے کہ تا جا کر اُن کی بہن بنے اپنی فرج کو ہاتھ سے چھپائے تا کہ خود مردون کا بھائی بنے یعنی جاہل کا تو ہمدم نہ ہو کہ آخر کار تو گمراہی مین پڑے کیونکہ جاہل حکم خنثیٰ کا رکھتا ہے کہ ساتھ فاعل کے مفعول اور ساتھ مفعول کے فاعل ہوتا ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ بولا یزدان آنخ ے شعر حقتعالی نے فرمایا کہ اُسکے فرج مخفی ہے مین اسکی فرج بناؤن خرطوم تا کہ بینا میری دلیلون سے دھوکے مین نہ پڑے اُسکے کر سے الغرض ہر ایک ذکر سے نرمی نہیں ہوتی ہے جاہلون سے دور اگر رکھتا ہے دانشوری جاہل شیرین سخن کی دوستی مت کر کہ مثال ایکنے ہر گئے ہو جان اور چشم روشن اگر تجھے کہے اُس سے بجز حسرت کے تجکو نہ ملے باپ گو مادر کے ظاہر اکہ میرا بچہ غضب سے دُبلا ہوا اگر دوسری عورت کا بچہ لاتا اسیر تو جور و جفا کم کرتا اگر میرا بچہ تیرے جر سے ہوتا وہ عورت بھی کہتی کہ تکلیف ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

حاصل آن کز ہر ذکر ناید تری
دوستی جاہل شیرین سخن
جان مادر چشم روشن گویدت
مر پدر را گوید آن مادر بہار
از زن دیگر گرش آوردهٔ
از جز از تو گر بدے این بچه ام
ہین بچه زین مادر و تیبای او
ہست مادر نفس بابا عقل زاد
ای دہندہ عقلہا فریاد رس
ہم طلب از تست وہم آن نیکوئی
ہم تو گوئی وہم تو بشنو ہم تو باش
زین حوالت رغبت افزا در سجود
جبر باشد پر و بال کاملان
ہمچو آب نیل دان این جبر را
بال بازان را سو سلطان برد
باز گرد اکنون تو در شرح عدم
ہمچو ہندو بچه ہان ای خواجه تاش
از وجودی ترس کاکنون در دلی
لاشئی بر لاشئی عاشق شده است

ہین ز جاہل ترس گر دانشوری
کم شنو کان ہست چون زہر کہن
جز غم و حسرت از آن نفزودیت
کہ ز مکتب بچه ام شد بس نزار
بردی این جور و جفا کم کردهٔ
این فشار آن زن بگفتی نیز ہم
سیلئے بابا به از حلوای او
اولش تنگی و آخر بس گشاد
تا نخواہی تو نخواہد ہیچ کس
ما کئیم اول توئی آخر توئی
ما ہمه لاشیم با چندین تراش
کاہلی و جبر مفرست و خمود
جبر ہم زندان و بند کاہلان
آب مومن را و خون مر گبر را
بال زاغان را بگورستان برد
کو چه با زہر ست و پندارش سم
رو ز محمود عدم ترسان مباش
آن خیالت لاشیء و تو لاشئے
ہیچ نے مر ہیچ نے را راہ زدست

الغرض نے ہر ذکر سے ہو تری
جاہل شیرین سخن کی دوستی
جان مادر چشم روشن کہ تجھے
باپ کو مادر کہے بس ظاہرا
دوسری عورت کا بچہ لاتا تو
میرا بچہ ہوتا اگر جز سے ترے
چاپلوسی ماں کی اب تو چھوڑ دے[۱]
نفس ماں اور عقل تیری باپ ہے
اے خرد بخش اے مرے فریاد رس
بھی طلب تجھ سے وہ بھی وہ نیکوئی
بھی کہے تو بھی سنے تو بھی رہے
اس حوالہ سے سوا دے بندگی[۲]
جبر ہووے پر و بال کاملان
مثل آب نیل جان اس جبر کو
باز کو لیجائے پر سلطان کی سو
لوٹ اب تو جانب شرح عدم
ہندو بچہ کی طرح اے نیک پے
در وجود اپنے سے تو اے اہل قال
تو ہے لاشے عاشق لاشے ہر تو

جاہلوں سے ڈر جو ہو دانشوری
مت سنے کہ ہو مثال کہنہ زہر کی
اس سے جز حسرت کے نے تجکو ملے
میرا بچہ دبلا مکتب سے ہوا
اس سے یہ جور و جفا کم کرتا تو
کہتی عورت بھی یہی تکلیف سے
باپ کا خوش تھپڑ ہے اسکے قند سے
پہلے رنج اور بعد راحت وہ رکھے
نا نچاہے تو نچاہے کوئی کس
ہم ہین کون اول توئی آخر توئی
ہم ہین لاشے باوجود ان شکل کے
جبر و سستی مت دے اور پژمردگی
جبر ہووے قید و بند کاہلان
آب مومن کو وہ خون ہے گبر کو
زاغ کو لیجائے گورستان کی سو
زہر تھہرہ وہ ہے تو جانے سم
جاو محمود عدم سے مت ڈرے
تو ہے لاشے تیرا لاشے ہے خیال
ہیچ مانع ہو گیا ہے ہیچ کو

[۱] چاپلوسی الخ ۵ شعر ماں کی چاپلوسی تو چھوڑ دے باپ کا تھپڑ بہتر ہے اس کے قند دینے سے آگے حقائق ہین تیرا نفس ماں اور عقل باپ ہے کہ پہلے رنج و بعد راحت وہ رکھتا ہے آگے مناجات ہے اے خرد بخش دا اے فریاد رس جب تک تو نہ چاہے کوئی آدمی نچاہے بھی تجھ سے طلب و بھی تجھ سے نیکی ہم کون ہین اول توئی آخر توئی ہے بھی تو کہے کہ بھی تو سنے و بھی تو رہے کہ ہم لاشے ہین باوجود اس شکل کے یعنی تو جاہل کی دوستی پر عمل نکر کہ گمراہی مین پڑے تو اہل عقل کی پیروی کر کہ منزل مقصود کو پہونچے آگے مناجات ہے فافہم ۱۲ [۲] اس حوالہ سے الخ ۸ شعر اسی حوالہ سے بندگی سوا اور جبر و سستی و پژمردگی بہت دے جبر ہو دے پر و بال کاملوں کا اور جبر ہووے قید و بند کاہلوں کا آگے مثال ہے مثل آب نیل کے جان اس جبر کو کہ آب مومن کو خون گبر کو ہے باز کو سلطان کی طرف لیجائے اور زاغ کو طرف گورستان کے لیجائے اب تو لوٹ شرح عدم کی طرف کہ وہ زہر ٹھہرے ہے اور تو سم جانتا ہے اے نیک پے اور ہندو بچہ کی طرح جا اور محمود عدم سے مت ڈر تو اپنے وجود سے ڈر اے اہل قال کہ تو لاشے ہے اور عاشق لاشے پر ہے کہ ہیچ مانع ہوگیا ہے ہیچ کو یعنی جبر کاہل کو پر ہے اور جاہل کو قید ہے کیونکہ ہم لاشے ہین اور لاشے پر عاشق ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

قوله علیه السلام للماضین هم الموت انما لهم حسرت الفوت

قال النبی صلی الله علیه وسلم لیس للماضین هم الموت انما لهم حسرت الفوت

راست فرمود آن سپهدار بشر / که هر آن کو کرد از دنیا گذر
چون برون رفت این خیالات از میان / گشت نامعقول او براو عیان
نیستش درد و دریغ و غبن موت / بلکه هستش صد دریغ از بهر فوت
لیس للماضین هم الموت گفت / لیک شان با حسرت فوت باید جفت
که چرا قبله نه کردم مرگ را / مخزن هر دولت و هر برگ را
قبله کردم من همه عمر از حول / آن خیالاتی که گم شد در اجل
حسرت آن مردگان از مرگ نیست / زانست کاندر نقشها کردیم ایست
ماندیم آنکه این نقش است و کف / کف ز دریا جنبد و یابد علف
چونکه بحر افگنده کفها را به بر / رو بگورستان دکفها را نگر
پس بگو کو جنبش و جولانتان / بحر افگنده ست در بحران تان
تا بگویندت بلب نے بل بحال / که ز دریا کن نه از ما این سوال
نقش چون کف کے بجنبد نے ز موج / خاک بے بادی کجا آید باوج
چون غبار نقش دیدی باد بین / کف چو دیدی قلزم ایجاد بین
هین ببین کز تو نظر آید بکار / باقیت شحمے و لحمے پود و تار

اُس[1] سپہدار بشر نے سچ کہا / کہ گذر کے جو کہ دنیا سے گیا
یہ خیالات اُس سے جو خارج ہوئے / اور نامعقول اُسپر کھل گئے
اُسکو نے افسوس و حسرت موت سے / بلکہ حسرت وقت کی ہے فوت سے
لیس للماضین ہم الموت ہے / لیکن ان کو حسرتین ہین فوت سے
کہ[2] کیا بس کیون نہ قبلہ مرگ کو / اور خزانہ دولت و ہر برگ کو
احولی سے عمر بھر قبلہ کیا / اُن خیالون کو اجل سے جو فنا
حسرت اُن مردونکو نے ہے موت سے / اس سے ہے کہ صورتون مین ہم رہے
کف ہے یا صورت ہمین یہ نے کہا / کف ہلا دریا سے اور پائی غذا
کف کو جب دریا مین ڈالا بحر نے / جا کے گورستان مین کف کو دیکھ لے
پس کہو کہان ہین تمھاری جنبشین / بحر نے بحران مین ڈالا ہے تمھین
تا[3] کہین تجکو زبان حال سے / بحر سے کہ تو کہ ہم سے مت کہے
شکل جون کف کب ملے بے موج کے / بے ہوا کب خاک جائے اوج پے
شکل دیکھی جون غبار اب باد دیکھ / کف کو دیکھا قلزم ایجاد دیکھ
دیکھ تیرے کام مین آئے نظر / باقی تجھ مین گوشت چربی ہے بشر

سلہ[1] اُس سپہدار بشر نے الخ ۴ شعر اس سپہدار بشر نے سچ کہا ہے کہ جو کوئی دنیا سے گذر گیا ہے یہ خیال جو اس سے خارج ہوئے اور نامعقول اُسپر اُسکو افسوس و حسرت موت سے نہ ہووے بلکہ فوت وقت کی حسرت ہووے ترجمہ نہین ہے واسطے میرے ہودن کے غم موت کا لیکن انکو حسرتین ہین فوت سے یعنی اہل اللہ کو بعد مرگ کے کچھ حسرت نہ ہوگی بجز فوت وقت کے کہ ہم نے اپنی تمام عمر عبادت مین کیون نہین گزاری اور اکثر وقت بیکاری مین کیون گذرے آسکے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ[2] کہ کیا الخ ۱ شعر کہ مرگ کو کیون نہ قبلہ کیا اور خزانہ و دولت و برگ کو عمر بھر احولی سے قبلہ کیا اُن خیالون کو کہ اجل سے فنا ہین اور ان مردون کو حسرت موت سے نہین ہے اُس سے ہے کہ ہم صورتون مین رہے کف ہے یا صورت ہے یہ ہمکو نہین ہے کھلا کف دریا سے ہلا اور غذا پائی جو کف بحر نے صحرا مین ڈالا تھا تو جاکر گورستان کف کو دیکھ کر پس کہو کہ تمھاری جنبش کہان ہین بحر نے بحران مین تمکو ڈالا ہے یعنی یہ صورت مثل کف کے ہے کہ دریا سے اس کو حرکت ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ[3] تا کہین تجکو زبان الخ ۶ شعر تا تجکو کہین زبان حال سے یہ تو بحر سے کہ ہم سے مت کہے شکل جون کف بے موج کے کب ملے اور بے ہوا خاک اوج پر کب جائے شکل مانند غبار کے دیکھی اب باد کو دیکھ کف کو دیکھو قلزم ایجاد کو دیکھو تو دیکھ کہ نظر تیری کام مین آئی باقی تجھ مین گوشت اور چربی ہے تیری شمع مین تاب نہین اور تیرے گوشت سے مستون کو کباب نہین تو تمام تن کو گلا بھر جیسا نظر مین جا نظر بین اے بشر یعنی تو حرکت جسم کو دیکھتا ہے جان کو دیکھ کہ انسان نام کا ہے باقی گوشت و پوست ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

شمع تو در شمعہا نفزود تاب ۔ لحم تو مخمور را نامد کباب
در گداز این جملہ تن را در بصر ۔ در نظر رو در نظر رو در نظر
یک نظر دو گز ہمی بیند ز راہ ۔ یک نظر دو کون دید روی شاہ
در میان این دو فرقی بیشمار ۔ سرمہ جو واللہ اعلم بالسرار
چون شنیدی شرح بحر نیستی ۔ کوش تا دائم بدین بحر ایستی
چونکہ اصل کارگاہ این نیستی ست ۔ کو خلا و بی نشان ست و تہی ست
جملہ استادان پئے اظہار کار ۔ نیستی جویند و جائے انکسار
لاجرم استاد استادان صمد ۔ کارگاہش نیستی و لا بود
ہر کجا این نیستی افزون ترست ۔ کار حق و کارگاہش آن سرست
نیستی چون ہست بالائین طبق ۔ از ہمہ بردند درویشان سبق
خاصہ درویشی کہ شد بی جسم و مال ۔ کار فقر جسم دارد نے سوال
سائل آن باشد کہ جسم او گداخت ۔ قانع آن باشد کہ جسم خویش باخت
پس ز درد اکنون شکایت بر مدار ۔ کو ست سو نیست اسپی راہوار
این قدر گفتیم باقی فکر کن ۔ فکر اگر جامد بود رو ذکر کن
ذکر آرد فکر را در اہتزاز ۔ ذکر را خورشید این افسردہ ساز
اصل خود جذبہ ست لیک ای خواجہ تاش ۔ کار کن موقوف آن جذبہ مباش
زانکہ ترک کار چون نازے بود ۔ ناز کی در خورد جانبازی بود

شمع مین چربی سے تیری ہو نہ تاب ۔ گوشت سے تیرے نہ مستونکو کباب
سارے تن کو تو گلا اندر بصر ۔ جا نظر مین جا نظر مین ای بشر
اک[۱] نظر دیکھی ہی دو گز راہ کو ۔ اک نظر دیکھے ہے روے شاہ کو
فرق ان دونون کے اندر بیشمار ۔ سرمہ لا و اللہ اعلم بالسرار
شرح بحر نیستی کی جو سنی ۔ سعی کرنا بحر مین ہو قائمی
جو کہ جڑ کامون کی ہے یہ نیستی ۔ بے نشان او رخالی کب ہے اور تہی
کام کے اظہار کرنے کے لئے ۔ نیستی استاد سب ہین ڈھونڈھتے
اُس لئے استاد استادونکا رب ۔ کارخانہ نیستی ہے اسکا رب
جس[۲] جگہ یہ نیستی ہووے سوا ۔ کارخانہ اُسکا ہووے وہ سرا
نیستی جو کہ طبق بالائی ہے ۔ سب سے بس درویش سبقت لیگئے
خاص جو درویش ہی بے جسم و مال ۔ جسم کا ہے کام فقر اور نے سوال
وہ ہی سائل جسم جو اسکا گلا ۔ وہ ہی قانع مال اپنا جو دیا
پس شکایت درد اب تو مت کرے ۔ کان ہی گھوڑا نیست کی جانب چلے
یہ کہا مین نے تو باقی فکر کر ۔ فکر گر جامد ہے جا تو ذکر کر
ذکر[۳] تا کر دیوے جاری فکر کو ۔ آفتاب اس فکر کا کر ذکر کو
اصل جذبہ ہے و لیکن ای نکو ۔ کام کر جذبہ پہ قانع مت رہو
ترک کرنا کام کا جو ناز ہے ۔ ناز بس کب لائق جانباز ہے

[۱] اک نظر الخ ۶ شعر ایک نظر دو گز راہ کو دیکھتی ہے اور ایک روے شاہ کو دیکھتی ہے ان دونون کے اندر فرق بیشمار ہے سرمہ کو ڈھونڈھ اللہ جاننے والا بھید دل کا ہے یعنی مرشد پیدا کر اُس کی نظر عنایت سے دید تجکو حاصل ہو جو شرح بحر نیستی کی سُنی کوشش کرنا بحر مین تو قائم ہو جو کہ کامون کی جڑ یہ نیستی ہو بس کب بے نشان و خالی و تہی ہے کام کے اظہار کرنے کے واسطے سب اُستاد نیستی ڈھونڈھتے ہین اس واسطے استاد اُستادون کا رب ہے اور نیستی اُس کا کارخانہ ہے یعنی سب لوگ نیستی کو چاہتے ہین بس تو نیستی کو طلب کر کام تیرا بر تر ہو باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲
[۲] جس جگہ الخ ۶ شعر جس جا نیستی سوا ہو وے اس کا کارخانہ دوسرا ہو وے جو کہ نیستی طبق بالا ہے اس واسطے درویش سب سے سبقت لے گئے خاص کر جو درویش کہ بے جسم و بال ہے جسم و فقر کا کام بے سوال وہ سائل ہے کہ جو جسم اسکا گلا اور وہ قانع ہے کہ جس نے اپنا مال راہ حق مین دیا یعنی جو درویش کہ اپنا جسم گلائے وہ سائل ہے اور جو اپنا مال راہ حق مین دیوے وہ قانع ہے پس تو شکایت درد اب مت کر گھوڑا کہان ہے کہ نیست کی جانب چلے یہ مین نے کہا تو باقی فکر کر اگر فکر جامد کی تو جا ذکر کر یعنی نیستی حاصل کرنے کے واسطے اول ذکر کر تا فکر حاصل ہو اور فکر سے جذب پیدا ہو پس جذب تجکو یار تک پہونچا دے گا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲
[۳] ذکر تا کر دیوے الخ ۲ شعر تا ذکر جاری کر دیوے فکر کو آفتاب اس فکر کا ذکر کر اصل جذبہ ہے و لیکن تو کام کر جذبہ پر قانع مت ہو کام کا ترک کرنا جو ناز ہے بس ناز کب لائق جانباز ہے بے قبول درد کے تو فکر کر اور امر و نہی کو دیکھتا رہ تو مدام پس مرغ جذبہ آشیانہ سے اُڑے تو صبح دیکھے شمع کو پھونک دے یعنی تو قبول درد کی فکر مت کر امر و نہی کا چاہیئے پابند جب وہ گذرگاہ نور کا دیدہ بنے تو شعر دیکھ عین اندر پرست کے تو ذرہ مین خورشید بقا دیکھے اور کل دریا قطرہ مین بھرا دیکھے آگے اسکا بیان ہے ۱۲

نے قبول اندیش نے ردای غلام — امر را و نہی را می بین مدام
مرغ جذبہ ناگہان پرد ز عش — چونکہ دیدی صبح شمع آنگہ بکش
چشمہا چون شد گذارہ نور اوست — مغزہا می بیند او در عین پوست
بیند اندر ذرہ خورشید بقا — بیند اندر قطرہ کل بحر را

نے قبول ورد کی پرواے غلام — امر و نہی کو دیکھتا رہ تو مدام
مرغ جذبہ جو آشیان سے بس اُڑے — صبح دیکھی شمع کو تو پھونک دے
جب گذرگہ نور کا دیدہ بنے — مغز دیکھے عین اندر پوست کے
دیکھے ذرہ مین تو خورشید بقا — دیکھے قطرہ مین تو کل دریا بجا

بازگشتن بحکایت صوفی بر لب جوی

لوٹنا طرف حکایت صوفی کے لب جوے

گفت صوفی در قصاص یک قفا — سر نشاید باد دادن در عمی
خرقہ تسلیم اندر گردنم — بین چہ آسان کرد سیلی خوردنم
دید صوفی خصم خود را سخت زار — گفت اگر مشتش زنم من خصم وار
او بیک مشتم بریزد چون رصاص — شاہ فرماید مرا زجر و قصاص
خیمہ ویران ست و بشکستہ وتد — او بہانہ می کند تا در فتد
بہر این مردہ دریغ آید دریغ — کہ قصاصم افتد اندر زیر تیغ
چون نمی تان ست کف بر خصم زد — عزمش آن شد کش بر قاضی برد
کہ ترازوی حق ست و کیل او — زان سوی حق ست دام میل او
مخلص ست از کر دیو و حیلہ اش — آمن ست از قید دیو قبلہ اش
ہست او مقراض احقاد و جدال — قاطع جنگ دو خصم و قیل و قال
دیو در شیشہ کند افسون او — فتنہ را ساکن کند قانون او
چون ترازو دید خصم پر طمع — سرکشی بگذارد و گردد تبع

بولا صوفی اک چپت کے واسطے — اندھے پن سے سر نہ دینا چاہیے
میرے تن مین جامہ تسلیم نے — اک چپت کھانا کیا آسان مجھے
سخت لاغر دیکھا صوفی نے عدو — بولا گھونسا ماردون گر اس شخص کو
جو کنہیر اک میرے گھونسے سے گلے — شہ قصاص اور زجر فرمائے مجھے
وہ پرانا خیمہ ٹوٹی میخ ہے — ڈھونڈھتا حیلہ ہے تا کہ گر پڑے
حیف اس مردہ پہ آتا ہے مجھے — کہ قصاص جو میرا نیچے تیغ کے
جو عدو کو مار نے سکتا ہون مین — پاس قاضی کے اُسے لیجاؤن مین
کہ وہ پیمانہ ترازو حق کا ہے — کیونکہ سوے حق سدا رغبت رکھے
مکر سے ہر دیو کے جو چھوٹا ہوا — قید سے دیوون کی وہ ایمن ہوا
ہے وہ قینچی کینہ و پیکار کا — قاطع دو دشمن کی ہے تکرار کا
اُسکا افسون دیو شیشہ مین کرے — اُسکا قانون فتنہ بس ساکن کرے
جو ترازو دیکھے دشمن نے کہا — سرکشی کو ترک اور تابع ہوا

سلہ بولا صوفی الخ ۵ شعر صوفی نے کہا کہ ایک چپت کے واسطے اندھے پن سے سر نہ دینا چاہیئے جامۂ تسلیم نے میرے تن مین ایک چپت کھانا مجھے آسان کیا صوفی نے عدو کو سخت لاغر دیکھا کہا کہ اگر ایک گھونسا مارون اُس شخص کو کنہیر کے مانند میرے گھونسے سے گلے بادشاہ قصاص اور زجر مجھے فرمائے آگے مثال ہے وہ پرانا خیمہ اور ٹوٹی میخ مکر اور حیلہ ڈھونڈھتا ہے کہ تا گر پڑے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲
سلہ حیف الخ ۶ شعر اس مردہ پر مجھے افسوس آتا ہے کہ میرا قصاص زیر تیغ ہو جو مین دشمن کو مار نہین سکتا ہون اُسے پاس قاضی کے مین لیجاؤن کہ وہ پیمانہ و ترازو حق کا ہے کیونکہ حق کی جانب ہمیشہ رغبت رکھتا ہے دیو کے مکر سے چھوٹا ہوا ہے اور دیوؤن کی قید سے محفوظ رہا ہے وہ قینچی ہے جنگ و پیکار کی اور قاطع ہے دو دشمن کی تکرار کا اس کا افسون دیو کے شیشہ مین کرتا ہے اور اسکا قانون فتنہ کو ساکن رکھتا ہے یعنی علماے اہل کمال واسطے حق و باطل کی ترازو حق کی ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ جو ترازو الخ ۷ شعر جو ترازو دیکھے دشمن نے سرکشی کو ترک کیا اور تابع ہوا اگر ترازو وین منصفی نہین ہے قسم سے راضی ہووے قاضی ابلہ ہے کب راضی ہو تو طمع ہی رکھتا ہے بسبب بے دانشی و ابلہی کے قاضی رحمت اور دفع تکرار ہے اور ایک قطرہ ہے دریاے عدل محشر سے قطرہ ہے اگرچہ چھوٹا و کوتاہ دیکھتا ہے مگر لطف آب بحر کا اس سے پیدا ہے اگر تو خیمہ تن کو ظلمت سے پاک رکھے تو ایک قطرہ سے بحر کو دیکھے آگے اس کی مثال ہی ہر ایک جزو حال کل پر گواہ ہے شفق کے مانند غماز خورشید کا ظاہر ہے یعنی قاضی عدل حق کا نمونہ ہے جیسے قطرہ بحر کا نمونہ مگر ایسا نمونہ ہو کہ وہ جزو کل کا کام دیتا ہے آگے اس سے حقائق ہیں فافہم ۱۲

در ترازو نیست گر افزون دیش   از قسم راضی نہ گردد آگہیش
کے شود راضی ز تو طبع تہیش   از پی بے دانشی و ابلہیش
ہست قاضی رحمت و دفع ستیز   قطرۂ از بحر عدل رستخیز
قطرہ گرچہ خرد و کوتہ پا بود   لطف آب بحر ازو پیدا بود
از غبار ار پاک داری کلہ را   تو ز یک قطرہ بہ بینی دجلہ را
جزوہا بر حال کلہا شاہدست   چون شفق غماز خورشید آمدست
آن قسم بر جسم احمد راز حق   آنچہ فرمودست کلا و الشفق
مور بر دانہ چرا لرزان بدے   گر از ان یکدانہ خرمن دربدے
بر سر حرف آ اگر صوفی بیدل است   در مکافات جزا مستعجل ست
اے تو کردہ ظلمہا چون خوشدلی   از تقاضاے مکافی غافلی
یا فراموشت شدست آن کردہا   کہ فرو آویخت غفلت پردہا
جرم گردون شکر کردی بر صفات   گر نہ خصمیہاستی اندر قفات
لیک محبوسی برای آن حقوق   اندک اندک عذر میخواہ از عقوق
تا بیکبارت نگیرد محتسب   آب خود روشن کن اکنون یا محب

گر ترازو مین نہین ہے منصفی   نے قسم سے ہووے راضی ابلہی
کب ہو راضی وہ تو ہی طبع تہی   باعث بے دانشی و ابلہی
قاضی رحمت اور دافع جنگ ہے   ایک قطرہ بحر عدل حشر سے
قطرہ گرچہ چھوٹا اور کوتہ دکھے   لطف آب بحر پیدا اُس سے ہے
خیمہ گر ظلمت سے رکھے پاک تو   ایک قطرہ سے تو دیکھے بحر کو
جزو ہر اک حال کل پر ہے گواہ   جون شفق غماز خور ہے ظاہرا
[1] جسم احمد کی قسم کھاتا ہے حق   جو کہ فرمایا ہے کلا و الشفق
کس لئے دانہ پہ چونٹی کانپتی   گر وہ اک دانہ سے خرمن جانتی
قصہ پر آ بیدلی خرمن رکھے   اور جزا لینے مین وہ جلدی کرے
ظالما اس ظلم سے خوشدل ہی کیون   اور عوض سے اُسکے تو غافل ہی کیون
یا تو بھولا اُس کیے سے اپنے کو ہے   ڈالا پردہ تجھ پہ غفلت نے جو ہی
تیری رشک ہونا صفا پہ چرخ کو   گر چیپت مین دشمنی رکھنا نہ تو
قید ہی تو ان حقوقون کے لئے   تھوڑا تھوڑا عذر چاہ اس عاق سے
دفعتہً تجکو نہ پکڑے محتسب   روشن اب کر آپ اپنا یا محب

رفتن صوفی سوے آن سیلی زن و بردن او را بہ قاضی

جانا صوفی کا طرف اُس چیپت مارنیوالے کے اور اُس کو لیجانا پاس قاضی کے

رفت صوفی سوی آن سیلی زنش   دست زد چون مدعی بر دامنش
اندر آوردش بر قاضی کشان   کاین خر ادبار را بر خر نشان
یا بزخم درہ دہ او را جزا   آنچنانکہ راے تو بیند سزا

[2] اُس چیپت زن پاس وہ صوفی گیا   پکڑا دامن مدعی کے مثل جا
لایا اُس کو پیش قاضی کھینچکر   کہ تو اُس خر کو بٹھا پشت خر
یا دے زخم درہ سے اسکو جزا   راے تیری جس طرح دیکھے سزا

[1] جسم احمد کی آلخ ۸ شعر حق جسم احمد کی قسم کھاتا ہے کہ جو فرمایا ہی ترجمہ قسم کھاتا ہون مین شفق کی ایک دانہ پر چونٹی کسواسطے کانپتی ہے اگر وہ ایک دانہ سے خرمن جانتی تو قصہ پر آ صوفی بیدلی رکھتا ہے اور جزا لینے مین جلدی کرتا ہے آگے اسکے حقائق ہین اے شخص تو نے ظلم کیا خوشدل کیون ہے اور تقاضاے بدے سے غافل کیون ہی یا تو اسکے لئے اپنے کو بھولا جو غفلت نے تجھپر پردہ ڈالا ہے تیری صفائی سے رشک ہوتا ہے چرخ کو اگر چیپت مین دشمنی نہ رکھتا تو ان حقوقون کیواسطے قید ہے تھوڑا تھوڑا عذر چاہ اس طاق سے تا محتسب دفعۃً تجکو نہ پکڑے اب روشن کر اب اپنے کو اے محب یعنی جو ظلم کرکے تو خوشدل ہوتا ہے اس کے بدلہ سے غافل کیون رہتا ہے آگے قاضی کے پاس جانے کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] اس چیپت زن آلخ ۵ شعر اس چیپت مارنے والے کے پاس صوفی گیا اور مدعی کے مانند جا کر دامن پکڑا اس کو کھینچکر قاضی کے پاس لایا کہ تو اس خر کو بٹھا پشت پر خر یا زخم درہ سے اسکو جزا دے جیسی تیری راے سزا دیکھے کہ جو کوئی تیرے زخمون سے مرے وہ سختی مجھ پر تاوان نہ کرے تو حق کا نائب ہے و سایہ عدل کا اور حق کا آئینہ اور مستحق ہے آگے اس کا حال ہے فافہم ۱۲

کانکہ از زخم تو میرد در دیار	بر تو نادان غیبت باشد آن جبار	کہ ترے جو کوئی زخمون سے مرے	تجھ پہ نے نادان وہ سختی کرے
نائب حق است وسایہ عدل حق	آئینہ حق ست و باشد مستحق	حق کا نائب ہی وسایہ عدل حق	حق کا آئینہ ہے اور ہی مستحق
کو ادب از بہر مظلوم می کند	نے برای عرض وخشم ودخل خود	کہ ادب[۱] مظلوم کی خاطر وہ دے	بنے غرض اور خشم ونفع کے لئے
چون برای حق ورد زآجل ست	گر خطای شد دیت بر عاقل ست	جو ہے حق کے اور محشر کے لئے	گر خطا ہووے دیت عاقل پہ ہے
عاقلہ او کیست دانی ہست حق	سوی بیت المال برگردان ورق	اُسکا عاقل کون توجانے ہی حق	لوٹ بیت المال کیجانب ورق
آنکہ بہر حق زند او آمن ست	وآنکہ بہر خود زند او ضامن ست	وہ امین ہی مارے جو حق کے لئے	وہ ہے ضامن مارے جو اپنے لئے
گر بزد والد پسر را او بمرد	آن پدر را خون بہا باید شمرد	گر پسر کو باپ مارے وہ مرے	اُس پدر کو خونبہا دینا پڑے
زانکہ او را بہر کار خویش زد	خدمت او واجب آمد بر ولد	کیونکہ اُسکو مارے اپنے واسطے	خدمت اسکی واجب آئی تو پہ ہے
چون معلم زد صبی را شد تلف	بر معلم نیست چیزے لاتخف	گر[۲] معلم مارے لڑکے کو مرے	اُس معلم پہ نہین کچھ خوف ہے
کان معلم نائب استاد وامین	ہر امین را ہست حکمش ہمچنین	کہ امین آیا معلم وہ دلے	جو امین ہے اُس کو یہی حکم ہے
نیست واجب خدمت ہتابرو	پس زجر استا نبودش کار جو	لئے ہی واجب خدمت اُستا کی اُسے	نے اُسے دھمکاکے اپنا کام لے
در پدر زد او برای خود زدست	لاجرم از خون بہا دادن رست	باپ نے مارا اُسے اپنے لئے	خون بہا دینا پڑا اسواسطے
پس خودی را سر ببر باذو الفقا	بیخودی شو فانی ودرویش دار	پس خودی کا تیغ سے سر کاٹ تو	اور کر بیخود وفانی آپ کو
چو شدی بیخود ہر انچہ تو کنی	ما رمیت اذ رمیت ایمنی	جب ہوا بیخود ہی تو جو چاہے کر	ما رمیت اذ رمیت ہے نڈر
آن ضمان بر حق بود نے بر امین	ہست تفصیلش بفقہ اندر ببین	نے امین پر وہ ضمانت حق پہ ہی	اُس کی ہی تفصیل اندر فقہ کے
ہر دوکانے راست بازار دگر	مثنوی دکان فقر است ای پدر	ہر[۳] دوکان کا اور ہی بازار ہے	مثنوی دکان فقر اے یار ہے
در دکان کفشگر چرم ست خوب	قالب کفش ست اگر بینی تو چوب	کفشگر کی ہے دکان مین چرم خوب	کفش کا قالب ہی گر دیکھے تو خوب
پیش بزازان خز ادکن بود	بہر گز باشد اگر آہن بود	مخمل اطلس پاس بزازون کے ہی	گر ملے آہن تو ہی گز کے واسطے

[۱] کہ ادب الخ ۶ شعر کہ وہ ادب مظلوم کی خاطر دے نہ غرض ونہ خشم ونفع کیواسطے جو حق ومحشر کیواسطے ہی اگر خطا ہووے ذنب عاقلہ پر ہے تو جانتا ہی کہ اسکا عاقلہ کون ہے حق ہے بیت المال کی جانب ورق لوٹ جو حق کے واسطے مارے وہ امین ہے اور جو اپنے واسطے مارے وہ ضامن ہے آگے اسکی مثال ہی اگر پسر کو باپ مارے اور وہ مرے اس پدر کو خونبہا دینا پڑیگا کیونکہ اس کو اپنے واسطے مارا ہی کہ اسکی خدمت پسر پر واجب آئی یعنی جو کوئی کسی کو مارے تو دیت اُس کی عاقلہ پر ہے پس خدا کے واسطے مارے اور اس مین خطا ہو جاوے تو اسکا عاقلہ حق ہے پس دیت اُس کی حق دے گا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۲] گر معلم مارے الخ ۲ شعر اگر معلم لڑکے کو مارے اس معلم پہ کچھ خوف نہین ہے کہ وہ معلم امین آیا ہے اور جو امین ہے اس کو خدمت اُستاد کی واجب نہین اور نہ اُستاد اس سے دھمکا کر کام لے اس کو باپ نے اپنے واسطے مارا اسواسطے خونبہا اسے دینا پڑا آگے اسکے حقائق ہین پس تو خودی کا تیغ سے سر کاٹ اور آپ کو بیخود وفانی کر کہ جب تو بیخود ہوا ہے جو چاہے کر ترجمہ نہین پھینکا تو نے جس وقت کہ پھینکا تو نے پس تو بیڈر ہے امین پر نہین وہ ضمانت حق پہ ہے اس کی تفصیل فقہ مین ہی یعنی بحالت بیخودی جو تو کریگا اس کا مواخذہ تجھ سے نہوگا بموجب شریعت کے اس کی آگے مثال ہی فافہم ۱۲ [۳] ہر دکان الخ ۵ شعر ہر ایک دوکان کا اور ہی بازار ہے مثنوی دوکان فقر کی اے یار ہے کفشگر کی دوکان مین چرم خوب ہے تو وہ بھی کفش کا قالب ہے مخمل واطلس بزازون کے پاس ہے اگر آہن ہے تو گز کے واسطے ہے پس میری دوکان وحدت کی ہے جو واحد کے غیر دیکھے اس کو بت جان لے جو غیر واحد اس مین تو دیکھے ان سب چیز کو بیگمان بت جان یعنی یہ مثنوی دکان وحدت کی ہے جو تو غیر واحد کے دیکھے اسکو بت جان آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

مثنوی ما دکان وحدت است	غیر واحد ہرچہ بینی آن بت است	مثنوی میری دکان وحدت کی ہے	غیر واحد جو دیکھے بت جان لے
غیر واحد ہرچہ بینی اندرین	بیگمان نے جملہ را بت دان یقین	غیر واحد دیکھے جو کچھ اس مین تو	بیگمان بت جان اس سب چیز کو
بت ستودن بہر دام عامہ را	ہمچنان دان کالغرانیق العلی	پھانسنے[۵۱] کو عام کے تب کی ثنا	جان جیسے کالغرانیق العلی
خواندش اندر سورۂ والنجم زود	لیک آن فتنہ بُد از سورہ نبود	سورۂ والنجم مین اسکو پڑھا	لیک وہ فتنہ تھا سورہ سے نہ تھا
جملہ کفار آن زمان ساجد شدند	ہم سری بود آنکہ سر بر در زند	کافرون نے اُس گھڑی سجدہ کیا	بھید تھا وہ جو کہ سر در پر رکھا
بعد ازین حرفیست پیچاپیچ دور	با سلیمان باش و دیوان را مشور	بعد اُس کے حرف ہے اک پیچدار	چھوڑ دیون کو سلیمان کا ہو یار
ہین حدیث صوفی و قاضی بیار	وان ستمگار و ضعیف زار زار	بات اب صوفی کی اور قاضی کی کر	اور اس آزار رس عاصی کی کر

ہم در تقریر قصہ قاضی و صوفی		**بھی تقریر مین قاضی وصوفی کے**	
گفت قاضی ثبت العرش ای پسر	تا برو نقشی کنم از خیر و شر	بولا[۵۲] قاضی تختی قائم کر پسر	تا لکھون مین اُسپہ نقش خیر و شر
کو زندہ کو محل انتقام	کاین خیالے گشتہ است اندر سقام	کس نے مارا اور کہان جائے جزا	کہ مرض مین یہ خیال اسکو ہوا
شرع بہر زندگان و اغنیاست	شرع بر اصحاب گورستان کجاست	شرع ہے زندون غنی کیواسطے	شرع کب ہے اہل گورستان پے
آن گروہے کز فقیرے بے برند	صد جہت زان مردگان فانی تر اند	وہ گروہ کہ فقر سے آگاہ ہے	فانی مردون سے سوا سو وجہ سے
مردہ از یک روست فانی در گزر	صوفیان از صد جہت فانی شدند	اک جہت سے مردہ صدمہ مین فنا	جملہ صوفی سو جہت سے ہین فنا
مرگ یک قتل ست و این صد ہزار	ہر یکے را خونبہائے بے شمار	مرگ ہے اک قتل یہ لاکھون ہزار	خونبہا ہر ایک کا ہے بے شمار
گرچہ کشت این قوم را حق بارہا	ریخت بہر خونبہا انبارہا	حق نے کشتہ قوم یہ کی بارہا	اور ذخیرہ رکھا بہر خونبہا
ہمچو جرجیس اندہر یک در سرار	گشتہ کشتہ زندہ گشتہ چند بار	مثل[۵۳] جرجیس ہین یہ ہر ایک رازدار	کشتہ اور زندہ ہوئے ہین چند بار

۵۱ پھانسنے کو آلخ ۵ شعر عام کی جان پھانسنے کو جان جیسی غرانیق العلی اسکو سورہ والنجم مین پڑھا لیکن وہ فتنہ تھا سورہ سے نہ تھا اسدم کافرون نے سجدہ کیا وہ بھید تھا جو کہ سر دروازے پر رکھا اس کے بعد ایک حرف ہے پیچدار دیوؤن کو چھوڑ دو سلیمان کا یار ہو اب بات صوفی و قاضی کی کر اس آزار رس قاضی کی کر یعنی ہنگام پڑھنے کے سورہ والنجم کی جناب رسول مقبول صلعم کی باواز شیطان الفاظ غرانیق العلی کے کفار کے کان مین آئی ہے پس کفار نے سجدہ کیا حالانکہ جناب رسول مقبول صلعم نے وہ لفظ نہین [illegible] بیس خوبی کے شعر بھی اسی طور پر ہین بقول بحر العلوم یعنی جو شعر مثنوی مین غیر وحدت کے معلوم ہون اُسمین بھی ایک بھید ہے واسطے رجوع عام کے آگے قاضی صوفی کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ بولا قاضی آلخ ۷ شعر قاضی نے کہا کہ تختی قائم کر تا کہ اُسپر نقش خیر و شر کا لکھون کسے مارا جزا کہان جائیگی کہ مرض مین یہ خیال اسکو ہوا شرع زندون و غنی کے واسطے ہے اہل گورستان پر شرع کب ہے آگے اسکے حقائق ہین وہ گروہ فقر سے آگاہ ہے سو وجہ مردون سے فانی تر ہے مردہ ایک جہت سے. صدہا جہت سے فنا ہے اور سب صوفی سو جہت سے فنا ہین مرگ ایک قتل ہے اور لاکھون ہزار ہین کہ ہر ایک کا خونبہا بے شمار ہے حق نے یہ قوم بارہا کشتہ کی اور واسطے خونبہا کے ذخیرہ رکھا یعنی صوفی ہزار ہا بار مرتا و زندہ ہوتا ہے اور ہر ایک فنا کے عوض خونبہا حق پاتا ہے آگے مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۳ مثل جرجیس آلخ ۷ شعر یہ ایک راز وار مثال جرجیس کے ہین کہ چند بار کشتہ اور زندہ ہوئے ہین ذوق سنان یار سے کشتہ و زندہ ہوئے اور آرزو رکھتے ہین کہ اور زخم دے واللہ عشق دو جہان جہت سے کشتہ ہے دوبارہ قتل آگے رجوع بمقصد ہے قاضی نے کہا کہ میرے زندون پر حق ہے اہل گورستان کا مین کب حاکم ہون اگرچہ یہ ظاہر در گور نہین ہے اس کے جسم و اعضا اندر گور کے مردے ہین دیکھو اگر ایک اینٹ گور سے بچھڑ گرے غافل کب گور سے انسان جاہے یعنی تن مردہ سے جو صدمہ پہنچے وہ لائق قصاص کے نہین ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

گشتۂ از ذوق سنان داد گر　　می بزارد کہ بزن زخمی دگر
گشتہ ہین ذوق سنان یار سے　　آرزو رکھین کہ اک زخم اور دے

واللہ از عشق وجود جان پرست　　گشتہ بر قتل دوم عاشق ترست
واللہ جان پرور کے تن کے عشق سے　　گشتۂ عاشق تر دوبارہ قتل پہ

گفت قاضی من قضا دار حیم　　حاکم اصحاب گورستان کیم
بولا قاضی میرے زندون پر قضا　　کب ہو حاکم اہل گورستان کا

این بصورت گرنہ در گورست نیست　　گورہا در دودمانش آمدہ است
یہ بظاہر گر نہین در گور ہے　　اس کے جسم اعضا کے اندر گور ہے

پس بدیدی مردہ اندر گور تو　　گور را در مردہ بین اے کور تو
دیکھے تو نے مردے اندر گور کے　　گور مردہ مین تو اندھے دیکھ لے

گر ز گوری بر تو خشتی اوفتاد　　عاقلان از گور کے خواہند داد
گور سے گر اینٹ اک تجھ پر گرے　　چاہے کب انصاف عاقل گور سے

گرد خشم و کینۂ مردہ مگرد　　ہین مکن با نقش گرمابہ نبرد
خشم مت کر ف۱ ابتو مردہ جسم پے　　جنگ مت کر نقش سے حمام کے

شکر کن کہ زندۂ بر تو نہ زد　　کانکہ زندہ رد کند حق کرد رد
شکر کر زندہ نے نے مارا تجھے　　رد کیا حق نے جو زندہ رد کرے

خشم احیا خشم حق و زخم اوست　　کہ بحق زندہ است آن پاکیزہ پوست
خشم زندہ کا خدا کا خشم ہے　　کہ وہ حق کے ساتھ زندہ جان ہے

حق بکشت اور او در باچہ اش دمید　　زود قصابانہ جلد از وی کشید
حق نے مارا اوہو نکا اندر پوست کے　　مثل قصاب اسکو کھینچا جلد سے

نفخ دروی باقی آمد تاب تاب　　نفخ حق نبود چو نفخہ آن قصاب
نفخ اس کے درمیان باقی رہے　　نفخ حق نے نفخ جون قصاب کے

فرق بسیارست بین النفختین　　ازینہمہ زین است باقی جملہ شین
دونون نفخون مین بہت سا فرق ہے　　کل یہ زینت باقی سب زشتی رکھے

این حیات از وی برید و شد مضر　　وان حیات از نفخ حق شد مستمر
یہ حیات اس سے کٹے ہو ناروا　　وہ حیات ہو نفخ حق سے دائما

این دم آن دم نیست آن کاید بشرح　　ہین بر آ زین قعر چہ بالای صرح
یہ دم اس دم سا نہین کہ ہو بیان　　قعر چہ سے تو نکل تا آسمان

نیستش بر خر نشاندن مجتہد　　نقش ہیزم را کسی بر خر نہد
ف۲ اسکو نے خر پر بٹھانا جہد ہے　　نقش ہیزم کوئی بھی خر پر رکھے

بر نشست او نہ پشت خر سزد　　پشت تابوتیش اولیٰ تر سزد
لائق اسکے بیٹھنے کے کب ہے خر　　پشت تابوت اسکے لائق خوب تر

ظلم چہ بود وضع غیر موضعش　　ہین مکن در غیر موضع ضائعش
ظلم کیا ہے خرچ کرنا غیر جا　　ضائع مت کر غیر جا مین تو بھلا

گفت صوفی پس روا داری کہ او　　سیلیم زد بے قصاص و بے تسو
بولا صوفی کہ روا رکھے کہ دو　　مارے تھپڑ اور قصاص اس سے نہو

کے روا باشد کہ ہر خرس قلاش　　صوفیان را صفع اندازد بلاش
کب روا ہو کہ ہر اک اوباش خر　　صوفیون کو مارے تھپڑ دے ضرر

گفت صوفی را چہ باک از صفع خیز　　باچنین بیمار کمتر کن ستیز
ف۳ بولا قاضی کیا چپت سے خوف ہے　　جھگڑا مت کر ایسے تو بیمار سے

ف۱ خشم مت کر آلخ ۸ شعر ترجمہ مردہ پر خشم نہ کر اور نقش حمام سے جنگ نہ کر شکر کر کہ تجکو زندہ نے نہین مارا حق رد کرے جو کہ زندہ رد کرے خشم زندہ کرے خدا کا ہی کہ وہ ساتھ حق کے زندہ ہو جان سے حق نے مارا بھو نکا پوست مین اور قصاب کے مانند کھینچا پوست سے نفخ اسکے اندر باقی رہے کہ نفخ حق کا مانند نفخ قصاب کے نہین ہے دونون نفخون میں بہت فرق ہی یہ کل زینت ہی اور باقی زشتی رکھتی ہے یہ حیات اس سے کٹے ناروا ہو اور وہ حیات نفخ حق ہی دائما ہو یہ دم اس دم کے مانند نہین کہ بیان ہو قعر چاہ سے نکل بالای آسمان یعنی تو شکر کر کہ تجکو زندہ یعنی واصل حق نے نہین مارا ہی کہ اسکا مارنا عین حق کا مارنا ہی کو فعل اسکا فعل خدا کا ہی آگے رجوع بقصہ ہی فافہم ۱۲ ف۲ اسکو آلخ ۵ شعر اسکو خر پر بٹھانا کوشش نہین ہی کوئی بھی نقش ہیزم کو خر پر رکھتا ہی پشت خر اسکے بیٹھنے کے کب لائق ہی خوب تر ظلم کیا ہی غیر جگہ خرچ کرنا پس تو غیر جا مین مت ضائع کر صوفی نے کہا تو روا رکھتا ہی کہ وہ تھپڑ مارے اور قصاص اس سے نہو یہ کب روا ہی کہ ہر ایک اوباش صوفیون کو تھپڑ مارے اور ضرر دیوے یعنی وہ ظلم ہے کہ غیر موقع پر وہ شے خرچ ہو باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ ف۳ بولا قاضی آلخ ۸ شعر قاضی نے کہا کہ چپت سے کیا خوف ہی ایسے بیمار سے تو جھگڑا مت کر ای صوفی تو بیش و کم کیا رکھتا ہی کہا کہ اس جہان سے چھ درم رکھتا ہون قاضی نے کہا کہ تین درم تو خود خرچ کر اور تین درم اس بیچارے کو دے عاجز و بیمار درویش ہی بھاجی اور روٹی کیواسطے تو تین درم دے قاضی و صوفی باہم قال کرتے تھے ولیکن اس بیچارے کا سخت حال تھا جانب قاضی کے جو نظر کی صوفی کو خوب تر پائی پس ہاتھ پایا چپت کو اسطے کہ میری چپت کا قصاص ارزان ہی تو قاضی کے کان مین کچھ کہنے کو جھکا اور ایک چپت قاضی کے سر پر جڑی باقی حال چپت مارنے کا آگے ہی فافہم ۱۲

این چه داری صوفیا از بیش و کم / گفت دارم زین جهان من شش درم
گفت قاضی سه درم تو خرج کن / وان سه دیگر را بدو ده بے سخن
زار و رنجورست و درویش و ضعیف / سه درم می باشد تره و رغیف
قاضی و صوفی بهم در قیل و قال / لیک این رنجور زار و سخت حال
بر قفای قاضی افتادش نظر / از قفای صوفی آمد خوب تر
راست میکرد از پے سیلیش دست / که قصاص سیلیم ارزان شده است
سوی گوش قاضی آمد بهر راز / سیلیے آورد قاضی را فراز

صوفیا رکھتا ہے کیا تو بیش و کم / بولا رکھوں اس جہاں سے چھ درم
بولا قاضی تین تو خود خرچ کر / اور درم تین اسکو دے اے بیخبر
عاجز و بیمار اور درویش ہے / نان و بھاجی کو درم تو تین دے
قاضی اور صوفی بہم کرتے تھے قال / لیکن اس رنجور کا تھا سخت حال
گردن قاضی کی سوجھی کی نظر / گردنِ صوفی سے پائی خوب تر
ہاتھ تانا پس چپت کے واسطے / کہ قصاص ارزان چپت میری گا ہے
کان میں کچھ کہنے قاضی کے جھکا / اک چپت قاضی کے اُسنے بس جڑا

سیلی زدن رنجور قاضی را و سرزنش کردن صوفی او را

چپت مارنا بیمار رنجور کا قاضی کو اور لعن طعن کرنا صوفی کا اسکو

گفت هر ششش را بیار ای دو خصم / تا روم آزاد بے خرخاش و وصم
گشت قاضی طیره صوفی گفت هے / حکم تو عدل است لا شک نیست غے
آنچه نپسندی بخود ای شیخ دین / چون پسندی بر برادر ای امین
این ندانی گر پے من چه کنی / هم دران چه عاقبت خویش افگنی
من حفر بئرا نخواندی از خبر / آنچه خواندی کن عمل جان ای پدر
آن یکی حکمت چنین بُد در قضا / کان ترا آورد سیلی در قفا
وای بر احکام دیگر هائے تو / تا چه آرد بر سر و بر پای تو
ظالمے را رحم آری از کرم / کز برای نفقه بدهش سه درم
دست ظالم را ببر چه جای آن / که بدست او نهی حکم و عنان
تو بدان بز مانی اے مجهول داد / که نژاد گرگ را او شیر داد

بولا لاؤ چھ درم دونوں عدو / جاؤں تا آزاد میں بے عیب جو
سن ہوا قاضی تو صوفی نے کہا / حکم تیرا عدل بیشک نے بُرا
جو پسند اپنے پہ نے تو نے کیا / کیوں پسند اب بھائی پر تو نے کیا
یہ نہ جانے کھودے چہ میرے لئے / بھی اُسی چہ میں تو آخر خود گرے
من حفر بئرا خبر سے نے پڑھا / گر پڑھا ہے کر عمل اسپر سدا
تیرا حکم ایسا تھا اک اندر قضا / کہ چپت وہ تجھ پہ لایا یہ بلا
دیکھیے اب حکم تیرے دوسرے / کیا بلا لاتے ہیں تیری جان پے
رحم ظالم پر کرا از راہ کرم / کہ اُسے دے تین کھانے کو درم
دست ظالم کاٹ تو یہ کیا ہی جا / حکم رکھے ہاتھ پر اسکے سدا
تو ہے مثل اُس بُز کے اے مجہول عدل / کہ وہ بچہ گرگ کو دے شیر فضل

جواب باصواب قاضی صوفی را درین ماجرا

جواب باصواب دینا قاضی کا صوفی کو اس معاملہ میں

سا۱ بولا الخ ۳ شعر کہا کہ چھ درم تم دونوں دشمن لاؤ تاکہ میں آزاد جاؤں اور بے عیب جو قاضی سن ہوا تو صوفی نے کہا کہ حکم تیرا بیشک عدل ہے اور برا نہیں ہے جو اپنے پر تو نے پسند نہ کیا تو نہیں جانتا ہے کہ چاہ میرے واسطے کھودتا ہے بھی اُسی چاہ میں تو آخر گرے گا آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲

سا۲ من حفر الخ ۶ شعر ترجمہ جو کوئی کھودے چاہ حدیث سے نہیں پڑھا اگر پڑھا ہے اُسپر ہمیشہ عمل کر تیرا ایسا حکم تھا اندر قضا کے کہ وہ تجھ پہ بلا چپت لایا دیکھئے اب دوسرے حکم کیا بلا لاتے ہیں تیری جان پر تو رحم ظالم پر کرا از راہ کرم کے کہ اُسے تین درم کھانے کو دے ہاتھ ظالم کا تو کاٹ یہ کیا جا ہے کہ حکم ہاتھ پر اس کے رہا رکھتا ہے تو مثال اُس بُز کے ہے اے مجہول عدل کہ وہ بچہ گرگ کو دے شیر فضل کا یعنی جو کوئی کسی کے واسطے برائی کرے وہ برائی اُس کو آخر ملے آگے جواب قاضی کا ہے فافہم ۱۲

گفت قاضی واجب آید ما رضا — ہر جفا و ہر قضا کارد قضا
خوش دلم در باطن از حکم زبر — گرچہ شد رویم ترش کالحق مر
این دلم باغ ست و چشمم ابر ترش — ابر گرید باغ خندد شاد و خوش
سال قحط از آفتاب خیرہ خند — باغہا در مرگ و جان کندن رسند
ز امر حق وابکوا کثیرا خواندہ — چون سر بریان چہ خندان ماندہ
روشنی خانہ باشی ہمچو شمع — گر فرو باری تو ہمچون شمع دمع
ذوق خندہ دیدۂ ای خیرہ خند — ذوق گریہ بین کہ ہست آن کان قند
آن ترش روئی مادر یا پدر — حافظ فرزند شد از ہر ضرر
چون جہنم گریہ آرد یاد آن — پس جہنم خوشتر آمد از جنان
خندہا در گریہا آمد کتیم — گنج در ویرانہا جوای کلیم
ذوق در غمہاست پی گم کردہ اند — آب حیوان را بظلمت بردہ اند
باژگونہ نعل در رہ تا رباط — چشمہا را چار کن در احتیاط
چشمہا را چار کن در اعتبار — یار کن با چشم خود دو چشم یار
امرہم شوری بخوان اندر صحف — یار را باش و مکن از ناز اُف
یار باشد راہ را پشت و پناہ — چونکہ نیکو بنگری یارست راہ
چونکہ در یاران رسی خامش نشین — اندران حلقہ مکن خود را نگین
در نماز جمعہ بنگر خوش بہوش — جملہ جمع‌اند و یک اندیش و خموش

بولا¹ قاضی واجب آئی ہے رضا — ہر جفا و ہر بلا سے با قضا
راضی ہون حکم قضا سے مثل دُر — ترش رو ہون گرچہ مین کالحق مر (جیسے حق کروا ہے)
دل مرا باغ آنکھ میری ابر ہے — ابر روئے باغ بھی خندان رہے
قحط سالی مین ہنسی سے شمس کے — جانکنی اور مرگ باغون کو ملے
حکم حق وابکو کثیرا کو پڑھا — کیون بُھنے سر کی طرح ہنستا رہا
روشنی گھر مین ہو مثل شمع کے (رو تو بہت) — گو مثال شمع تو روتا رہے
دیکھا² ذوق ہنسنے کا اب اے زہر خند — دیکھ ذوق گریہ کہ ہے کان قند
وہ ترشرو ہونا مان یا باپ کا — نگہبان بچون کا آفت سے ہوا
جو جہنم یاد اُسکی سے رُلائے — پس جہنم خوش سوا جنت سے آئے
خندہ گریہ مین ہے پوشیدہ نہان — گنج ویرانہ مین ڈھونڈھ اے پہلوان
ذوق کو اندر غمون کے گم کیا — آب حیوان کو ہے ظلمت مین رکھا
نعل اُلٹا گانُون سے ہی تا رباط — کھول آنکھین دیکھ اندر احتیاط
کھول آنکھین دیکھ اندر اعتبار — چشم خود سے یار کر تو چشم یار
امرہم شوری کو³ پڑھ قرآن سے — نازمت کر ساتھ رہ تو یار کے
یار ہووے راہ کا پشت و پناہ — جو تو دیکھے غور سے ہے یار راہ
بیٹھ چپ یارون مین جبکہ جائے تو — مت نگین حلقہ مین کر تو آپ کو
تو نماز جمعہ مین دیکھ ہوش سے — مجمع کل اک فکر مین خاموش ہے

سلہ بولا قاضی آلخ ۶ شعر قاضی نے کہا کہ رضا واجب آئی ہر جفا و ہر بلا کے ساتھ قضا کے مین راضی ہون حکم قضا سے مثل گوہر کے اگرچہ مین ترش رو ہون ترجمہ جیسے حق کروا ہے میرا دل و دماغ اور آنکھ میری ابر ہے کہ ابر روئے اور باغ خوش و خندان رہے قحط سالی مین خندہ شمس سے جانکنی اور مرگ باغون کو ملے حکم حق کو پڑھ کہ وابکوا کثیرا ہے کیون بھنے سر کے مانند ہنستا رہا آگے مثال ہے گھر مین روشنی ہو مثل شمع کے گو تو مثال شمع کے روتا رہے یعنی ہنسنے سے رونا بہتر ہے کہ شمع روتی ہے اسواسطے روشن ہوتی ہے مثال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ دیکھا ذوق آلخ ۷ شعر ذوق ہنسنے کا دیکھا ہے اے زہر خند اب ذوق گریہ کا دیکھ کہ کان قند ہے اور وہ ترشرو ہونا مان باپ کا آفات سے بچون کا نگہبان ہوا جو جہنم اس کی یاد سے رُلائے وہ جہنم جنت سے سوا خوش آگے اس کے حقائق ہین خندہ پوشیدہ ہے گریہ مین تو گنج ویرانہ مین ڈھونڈھ ذوق کو غمون کے اندر گم کیا اور آب حیوان کو ظلمت مین رکھا نعل اُلٹا گانُون سے سرائے تک آنکھین کھول اور احتیاط مین دیکھ اور آنکھین کھول اور اعتبار مین دیکھ اور چشم یار کو اپنی چشم سے یار کر یعنی خندگی جاوید گریہ مین ہے پس تو اپنی آنکھون سے احتیاط کے ساتھ دیکھ یہ مقام دید کا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ امرہم آلخ ۶ شعر امرہم شوری کو قرآن سے پڑھ ناز مت کر اور یار کے ساتھ رہو یار کا پشت و پناہ ہووے اور اگر تو غور سے دیکھے تو یار راہ ہے جبکہ تو یارون مین جائے چپ بیٹھو اور خود کو نگین حلقہ مین مت کر آگے اس کی مثال ہے تو نماز جمعہ مین ہوش سے دیکھ کہ کل مجمع ایک فکر مین خاموش ہے خاموشی کی طرف باسامان روان ہو اور جو نشان ڈھونڈھے خود کو نشان نکر پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ دریاے عدم مین اندر رہبری کے یارون کو بنجوم جان یعنی مرشد کو حاصل کر اس کے ساتھ رہو کہ مرشد حکم ستارہ کا رکھتا ہے راہ بتانے مین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

ختها را سوی خاموشی کشان	چون نشان جویی مکن خود را نشان
گفت پیغمبر که بر نجم هوم	در دلالت دان تو یاران را نجوم
چشم برا ستارگان از ره بجوی	نطق تشویش نظر باشد مگوی
گرد و حرف صدق گویی ای فلان	گفت تیره در عقب گرد در وان
این نخواندی کالکلام ای مستهام	فی شجون جرّه جرّ الکلام
هین مشو شارع در آن حرف رشد	چون سخن بیشک سخن را می کشد
نیست در ضبطت چو بگشائی دهان	از پی صافی شود تیره روان
آنکه معصوم ره وحی خداست	چون همه صافست بگشاید رواست
زانکه ما ینطق رسول بالهوی	کی هوا زاید ز معصوم خدا
خویشتن را ساز منطیقی رجال	تا نگردی همچو من سخره مقال

سوے خاموش ہو با سامان جان	جو نشان ڈھونڈھے نکر خود کو نشان
بولے پیغمبر بہ دریاے غموم	رہبری مین جان یارونکو نجوم
دیکھ[۵۱] اختر کو تو رہ کی جستجو	قال تشویش نظر ہے چپ ہو تو
گردو حرف صدق کہو اے فلان	قول جھوٹا بعد اُسکے ہو بیان
نے پڑھا جیسے کلام اے نیکنام	فی شجون جبرہ جبر الکلام
مت نکالے راہ ان حرفون مین تو	کیونکہ کھینچے بات بیشک بات کو
بند کب ہو جبکہ کھلجاے دہان	صاف پانی بعد گدلا ہو روان
جو ہے معصوم اور رکھے وحی خدا	اور صفا کل ہے جو کہوے ہے روا
کیونکہ ما ینطق رسول بالهوی	کب ہوا سے کہوے معصوم خدا
پس تو کر اپنے کو اب گویاے حال	تا نہ مجھ سا ہو گرفتار محال

سوال کردن صوفی از قاضی وجواب قاضی مر اورا

سوال کرنا صوفی کا قاضی سے اور جواب دینا قاضی کا اسکو

گفت صوفی چون ز یک کانست زر	این چرا نفع ست وان دیگر ضرر
چون وجود ست از یکی دست آمدست	این چرا هشیار آن مست آمدست
چون زیک دریاست این جوها روان	این چرا زهرست وان نوش روان
چون همه انوار از شمس بقاست	صبح کاذب صبح صادق از کجاست
چون ز یک سرمه ست ناظر را کحل	از چه آمد راست بینی و حول

بولا[۵۲] صوفی ایک کان کے ہین جو زر	کس لئے اس سے ہی سود اس سے ضرر
جو وجود اک ہاتھ سے جملہ بنے	کیسے یہ ہشیار اور وہ مست ہے
جو یہ اک دریا سے ہین نہرین روان	کیسے یہ ہے زہر اور وہ نوش جان
نور کل ہین جو بقا کے شمس سے	صبح کاذب صبح صادق کہان سے
سرمہ[۵۳] جو ناظر نے کھینچا ایک سا	کیسے اک اک مین وہ احول دوسرا

۵۱ دیکھ اختر الخ ۸ شعر تو ستارہ کو دیکھ اور راہ کی جستجو کر اور قال تشویش نظر ہے تو خاموش ہو اگر دو حرف سچ کہوے بعد اس کے جھوٹا قال نکلے تو نہین پڑھا ترجمہ کہ کلام حاجت مین کھینچتا ہے کھینچے کلام کو تو اُن حرفون مین راہ مت نکال کیونکہ بات بیشک بات کو کھینچے ہے یعنی بات مین اور ایک بات بد نکلتی ہے جب کہ دہن کھل جائے تو بند کب ہو بعد صاف پانی کے گدلا پانی روان ہو کہ جو معصوم ہے اور وحی خدا رکھتا ہے اور صفا کل ہے وہ جو کہوے روا ہے کیونکہ ترجمہ نہین کلام کیا جناب رسول مقبول صلعم نے ساتھ خواہش کے پس کب معصوم خدا کا خواہش کہوے پس اب کر خود کو گویا ہے حال کہ مجھ سا گرفتار مقال نہو جیسا اچھی باتون کے بُری بات نکلتی ہے پس تو خاموش ہو کہ قابل مشاہدہ کا مانع ہے اگر معصوم ہو جاوے اُسوقت قال کرنا روا ہے آگے سوال صوفی کا بیان ہے فافہم ۵۲ بولا صوفی الخ ۴ شعر صوفی نے کہا کہ جو ایک کان کے زر ہین پس کسواسطے اس سے نفع اور اس سے ضرر ہے جو ایک ہاتھ سے جملہ وجود ہے کیسے یہ ہوشیار اور وہ مست ہے جو ایک دریا سے یہ نہرین روان ہین کیسے یہ زہر اور وہ نوش جان ہے جو شمس لقا ہے نور کل ہے پھر صبح کاذب و صبح صادق کہان ہے یعنی جب کہ سب چیز ایک سے پیدا ہین تو ایک بُرا اور ایک اچھا کسواسطے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ سرمہ الخ ۵ شعر جو ناظر نے سرمہ ایک سا کھینچا کیسے ایک راست بین دوسرا احول ہے جو کہ دار الضرب شاہ کی سچی ہے نقد پرکیون ضرب اچھی اور بری ہے جو حق نے راہ کو میری کہا ہے کیسے ہے یہ ہادی اور وہ رہزنی جو ایک بطن سے داماد احمق ہین کیونکہ یقین ہے ترجمہ کہ بیٹا نشانی باپ کا ہے کس نے وحدت دیکھی ہے ساتھ کثرت کے سیکڑون رکھے جنبش قرار مین یعنی عارفون کو یہ بات حاصل ہے کہ وحدت مین کثرت دیکھتے ہین آگے جواب قاضی کا ہے فافہم ۱۲

چون ز دار الضرب سلطانست راست	نقدها چون ضرب خبث ناروا ست	جو ہے دار الضرب سچے شاہ کی	نقد پر کیون ضرب اچھی اور بری
چون خدا فرموده ره را راه من	این خفیر از چیست آن یک راہزن	حق نے رہ کو جو کہا رہ ہے مری	کیسے یہ ہادی وہ رکھے رہزنی
چون زیک بطن‌اند این جبر و سفیه	چون یقین شد کالولد سر ابیه	جو کہ ہین اک بطن سے دانا سفیہ	کیون یقین ہو کالولد سر ابیہ
وحدتے کہ دید با چندین ہزار	صد ہزاران جنبش از عین قرار	کس نے وحدت دیکھی با کثرت ہزار	سیکڑون جنبش رکھے اندر قرار

جواب گفتن قاضی صوفی را

جواب دینا قاضی کا صوفی کو

گفت قاضی صوفیان خیره مشو	یک مثال در میان این شنو	بولا[1] قاضی صوفیا حیران نہ ہو	اس بیان مین اک مثال آخر سنو
این ببین و حال این را نیک دان	ور نه بینی حال را نیکو بخوان	دیکھ اسکو خوب جان اسکا تو حال	گر نہ دیکھے حال کو کر تو مقال
ہمچنان کہ بیقراری عاشقان	حاصل آمد از قرار دلستان	جس طرح سے بیقراری عاشقان	ہووے حاصل با قرار دلستان
آن چو کہ بر ناز ثابت آمده	عاشقان چون برگها لرزان شده	مثل کُہ وہ ناز پر قائم رہا	اور عاشق مثل کہ لرزان ہوا
خنده او گریه‌ها انگیخته	آب رویش آبرو ها ریخته	اُس کے ہنسنے نے رُلایا غیر کو	آب رو نے اس کی کھوئی آبرو
این ہمه چون و چگونه چون زبد	بر سر دریاے بیچون می طپد	جملہ یہ چون و چگون جون کف ہین	بحر بیچون پر ہین کرتے حرکتین
ضد و ندش نیست در ذات و عمل	زان بپوشیدند ہستیہا حلل	ضد و ند ذات و عمل مین اسکے نے	ہستیان پیدا کرین اسواسطے
ضد ضد را بود و ہستی کے دہد	بلکہ زو بگریزد و بیرون جہد	ضد بھلا[2] کب بود و ہستی ضد کو دے	بلکہ اُس سے بھاگے اور پر خوف ہو
ند چہ بود مثل مثل نیک و بد	مثل مثل خویشتن را کے کند	ند ہے مثل اک مثل بد اور نیک کے	مثل اپنے مثل کو کب کر سکے
چونکہ دو مثل آمدند اے متقی	این چہ اولیٰ تر از آن در خالقی	جو کہ دو مثل آ گئی ہے اے نیک پے	خالقی مین اُس سے برتر کیون یہ ہے
بر شمار برگ بستان ضد و ند	چون کفی در بحر بے ندست و ضد	بر مین ہین جون برگ بستان ضد و ند	بحر مین ہین مثل کف بے ضد و ند
بے چگونہ بین تو برد و مات بحر	چون چگونہ گنجد اندر ذات بحر	بے چگونہ جان برد و مات بحر	کب چگونہ آ سکے اندر ذات بحر
کمترین لعبت او جان تست	اینچگونہ و چون جان کی شد درست	لعبت اندک جان تیری اسکی ہے	کب درست ہو یہ چگونہ جان سے
پس چنان بحری کہ در ہر قطره زان	از بدن ناشی تر آمد عقل و جان	ایسا دریا ہین کہ ہر قطرہ مین ہے	جسکی عقل و جان ظاہر جسم سے

[1] بولا قاضی الخ ۷ شعر قاضی نے کہا کہ اے صوفی حیران نہ ہو اس بیان مین ایک مثال آخر کو سُن اُسکو تو خوب دیکھ اور اس کا حال جان اگر حال کو نہ دیکھے تو مقال کر آگے اسکی مثال ہے جیسے بیقراری عاشقون کو حاصل ہووے ساتھ قرار معشوقون کے کہ وہ کہ کے مانند وہ ناز پر قائم رہا اور عاشق مثل کاہ کے لرزان ہوا اُس کے ہنسنے نے غیر کو رُلایا اُس کے آب روے کھوئی یہ سب چون و چگونہ مانند کف کے ہین کہ بحر بیچون پر حرکتین کرتے ہین اسکی ذات و عمل مین ضد و ند نہین ہے اسواسطے ہستیان پیدا کرین یعنی چون و چگونہ دریاے بیچون حرکت کرتے ہین کہ ذات جو ہین ضد و ند نہین ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

[2] ضد بھلا الخ ۸ شعر ضد بود و ہستی کب ضد کو دے بلکہ اس سے بھاگے اور پر خوف رہے ند ایک مثل ہے مثل نیک و بد کے ایس اپنے مثل کو کب کر سکتی ہے جو کہ دو مثل خالقی مین آگئی ہے برابر یہ اس سے برتر کیون ہے ضد و ند مانند نہین ہے ہر دو بات بحر کا بے چگونہ آئے ذات بحر مین اسکی ادنی جہت جان تیری ہے یہ چند چگونہ جان سے کب درست ہوا ایسا دریا کہ ہر ایک اس کے قطرہ مین عقل و جان جسم سے ظاہر ہے ہر چند و چون مین کب وہ سما سکتا ہے کہ عقل اُس جا پر لا یعلمون ہے یعنی ذات مین ضد و ند نہین ہے کہ وہان چند چگون کو بھی سمائی نہین ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

کے نگنجد در مضیق چند و چون ۔ عقل کل اینجاست از لا یعلمون
عقل گوید مر جسد را کای جماد ۔ بوی بردی ہیچ از آن بحر معاد
جسم گوید من یقین سایۂ توام ۔ بوی از سایہ کہ جوید جان عم
عقل گوید کاین نہ آن حیرت سراست ۔ کہ بسزا گستاخ تر از ناسزاست
شیر این سو پیش آہو سر نہد ۔ باز اینجا نزد تیہو پر نہد
اندر اینجا آفتاب انوری ۔ خدمت ذرّہ کند چون چاکری
این ترا باور نیاید مصطفیٰ ۔ چون ز مسکینان ہمی گوید دعا
گر تو گوئی از پے تعلیم بود ۔ عین تجہیل از چہ رو تفہیم بود
بلکہ میداند کہ گنج بے شمار ۔ در خرابیہا نہاد آن شہریار
بدگمانی فعل معکوس وی است ۔ بلکہ ہر جزویش جاسوس وی است
بل حقیقت در حقیقت غرقہ شد ۔ زین سبب ہفتاد بل صد فرقہ شد
با توقل ماشئت خواہم گفت بان ۔ صوفیا خوش ہین بکشا گوش جان
مر ترا ہر زخم کاید ز آسمان ۔ منتظر میباش خلعت بعد از آن
چون قفا دیدی صفا را ہم ببین ۔ گردران با گردن آمد اسے امین
کان نہ آن شاہست کت سیلی زند ۔ کہ نہ تاج و تخت بخشد مستند
جملہ دنیا را پر پشہ بہا ۔ سیلیی را رشوت بے منتہا
گردنت زین طوق زرین جہان ۔ چیست در وزد و ز حق سیلی نہان
آن قفاہا کانبیا بر داشتند ۔ زان بلا سرہای خود فراشتند

کب سمائے بس وہ اندر چند و چون ۔ عقل کل اس جا پہ ہے لا یعلمون
عقل کہوے جسم کو کب ہی جماد ۔ پائی تونے بوے دریاے معاد
جسم کہوے مین ہون اک سایہ ترا ۔ کون ڈھونڈھے بو کو سایہ سے بھلا
عقل کہوے حیرت اک ایجا ہے ہو ۔ کہ لیاقت شوخ نالائق سے ہے
شیر یان آہو کے آگے سر رکھے ۔ باز یان تیتر کے آگے پر رکھے
اس جگہ پر آفتاب انوری ۔ کرتا ہے ذرہ کی جان سے چاکری
یہ یقین کب تجکو ہو کہ مصطفیٰ ۔ کس لئے چاہتے تھے مسکین سے دعا
گر تو کہوے واسطے تعلیم کے ۔ آگہی کیسے جہالت اک بنے
بلکہ جانے ہین کہ گنج بیشمار ۔ رکھتا ویرانہ مین ہے وہ شہریار
بدگمانی فعل معکوس اسکا ہے ۔ گرچہ ہر جزو اُس کا جاسوس اسکا ہے
بل حقیقت مین حقیقت غرق ہے ۔ اس لیے ستر و بل سو فرقہ ہے
صاف صاف اب تجھسے کرتا ہون بیان ۔ صوفیا تو کھول اپنا گوش جان
زخم جو کہ تجھکو پہونچے چرخ سے ۔ منتظر رہ خلعت اسکی بعد ہے
جو چپت دیکھی بھی راحت دیکھ لے ۔ گوشت گردن کا ہے ہمراہ ران کے
ورنہ وہ شہ ہے چپت مارے تجھے ۔ اور تاج و تخت نہ بخشے تجھے
قیمت اس عالم مین پر مچھر کا ہے ۔ رشوت اک تھپڑ کی بے پایان رکھے
اپنی گردن سے یہ پھینکے طوق زر ۔ حق کا تھپڑ کھانے والا جلد تر
انبیا نے کھایا تھپڑ جو کہ ہے ۔ سر بلند ہین اُس بلا و رنج سے

ف۱ عقل کہوے الخ ۵ شعر عقل جسم کو کہے کہ ای جماد تونے بو دریاے معاد کی پائی جسم کہے کہ مین ایک سایہ ترا ہون کون بو کو سایہ سے ڈھونڈھتا ہے عقل کہے کہ اس جا ایک حیرت ہے کہ لائق شوخ تر نالائق سے یہان شیر آہو کے آگے سر رکھتا ہے اور باز آگے تیتر کے پر رکھتا ہے اس جا پر آفتاب انوری ذرہ کی چاکری جان سے کرتا ہے یعنی اسے کچھ آگہی نہین ہے الاجان اس دریا سے آگاہ ہو سکتی ہے آگے بیان ہے فافہم ف۲ یہ یقین الخ ۷ شعر تجکو یہ یقین کب ہو کہ مصطفیٰ صلعم مسکینون سے دعا کس واسطے چاہتے تھے اگر تو کہوے کہ واسطے تعلیم کے تو آگہی جہالت کیسی ایک بنے بلکہ جانتے ہین کہ گنج بے شمار وہ شہریار ویرانہ مین رکھتا ہے بدگمانی فعل معکوس اُس کا ہے اگرچہ جزو اس کا جاسوس اس کا ہے بلکہ حقیقت مین غرق ہے اس لیئے ستر بلکہ سو فرقہ ہے اب تجھ سے صاف بیان کرتا ہون اے صوفی تو اپنے گوش جان کو کھول جو کہ زخم تجکو چرخ سے پہونچے منتظر رہ کہ خلعت اس کے بعد ہے یعنی بعد رنج کے راحت ہے آگے اس کا حال ہے فافہم ۱۲ ف۳ جو چپت الخ ۷ شعر جو تونے چپت دیکھی اب رحمت دیکھ کہ گوشت گردن کا ہمراہ ران کے ہے وہ شاہ نہین ہے کہ تجکو چپت مارے اور تاج و تخت تجکو نہ بخشے اس عالم کی قیمت مچھر کا پر ہے ایک تھپڑ کی رشوت انتہا نہین رکھتی ہے اپنی گردن سے یہ طوق پھینکے جلد حق کا تھپڑ کھایا ہے اس بلا و رنج سے سر بلند ہین ولیکن تو اپنے اندر حاضر ہو تا کہ تو اس کو اپنے گھر مین نیک پاسے ورنہ وہ خلعت پھیر لیجا ئے کہ مین نے گھر مین کوئی کس نہ پایا یعنی جو حق تھپڑ کھائے وہ خواہشات دنیا کو چھوڑ دے چنانچہ اس تھپڑ کے سبب انبیاء علیہم السلام کو یہ رتبہ ملا ہے آگے سوال صوفی کا بیان ہے فافہم ۱۲

لیک حاضر باش درخود ای فتی / تا بخانه او بیابد مر ترا
ورنه خلقت را برد او باز پس / که نیابیدم بخانه هیچ کس

لیکن اندر اپنے تو حاضر رہو / تاکہ گھر مین پائے وہ اُسکو نکو
ورنہ خلقت پھیر کر لیجائے بس / کہ نپایا مین نے گھر مین کوئی کس

باز سوال کردن آن صوفی

پھر سوال کرنا اُس صوفی کا

گفت آن صوفی که چه بودی اینجهان / ابروی رحمت گشادی در جهان
هر دمی شوری نیاوردی به پیش / بر نیاوردی ز تلوینهاش نیش
شب نه دزدیدی چراغ روز را / دی نبودی باغ عیش اندوز را
جام صحت را نبودی جام تب / ایمنی را خوف ناوردی کرب
خود چه کم گشتی ز جود و رحمتش / گر نبودی خرخشه در نعمتش
حال بودی خوب و خوش بر جملگان / تیره کم بودی روان انس و جان
جاودان بودی حضور ذوق خوش / دائما در جان بدی هم شوق خوش

بولا صوفی خوب ہوتا کہ جہان / کھولتا ابرو کی رحمت جاودان
ہر گھڑی لاتا نہین اک شور پیش / اور نہ ظاہر کرتا تلوین سے وہ نیش
نے چراتی رات یہ دن کا چراغ / نے خزان برباد کرتی عیش باغ
جام صحت کو نہ ہوتا جام تب / اور نہ ہوتا امن کو خوف کرب
خود کمی کیا رکھین اُسکی بخششین / گر نہ جھگڑا ہوتا نعمت اُسکی مین
ہوتے سب خوشحال و خوب اندر جہان / ہوتی کب تاریک جان انس و جان
اور سدا ہوتا حضور ذوق خوش / بھی ہمیشہ ہوتا جان مین شوق خوش

جواب دادن قاضی صوفی را و حکایت بطریق تمثیل

جواب دینا قاضی کا صوفی کو اور حکایت بطریق تمثیل کے

گفت قاضی بس تهی رو صوفیی / خالی از فطنت چو کاف کوفیی
تو نه بشنیدی که آن پر قند لب / عذر خیاطان همی گفتی بشب
خلق را در دزدی آن طائفه / می نمود افسانه های سابقه
قصهٔ پاره ربائی در سمرین / می حکایت کرد او با آن و این
در سمر میخواند درزی نامهٔ / گرد او جمع آمده هنگامهٔ
مستمع چون یافت جاذب آن وفود / جمله اجزایش حکایت گشته بود

بولا قاضی صوفی بے معنی تو ہی / جیسا خالی کاف کوفی عقل سے
نے سنا تو نے کہ بس وہ قصہ گو / درزیون کا مکر کہتا رات کو
وہ گروہ چوری کے اندر خلق کو / قصے اگلون کے سناتا تھا نکو
قطع مین کپڑا چرانے کے لئے / وہ حکایت کرتا این و آن سے
درزی نامہ پڑھتا تھا اندر سمر / گرد اُسکے جمع ہوتے تھے بشر
پایا جاذب جو کہ اہل سمع کو / اُس کے کل اجزا ہوئے تھے قصہ گو

سلہ بولا صوفی آلخ ے شعر صوفی نے کہا اچھا ہوتا کہ جہان کھولتا رحمت کی ابرو ہمیشہ ہر دم ایک شور پیش نہ لاتا اور ظاہر کرتا تلوین سے نیش کر نہ رات نہ دن کا چراغ نہ چراتی اور نہ خزان صید کرتی عیش باغ کو جام صحت کو جام تب کا نہ ہوتا خود کیا کمی رکھین اُس کی بخشش اگر اُس کی نعمت مین جھگڑا نہوتا تو سب خوشحال و خوب جہان مین اور ہوتی کب تار تنک جان انسان و جنات کی اور ہمیشہ ہوتا حضور ذوق خوش اور بھی ہمیشہ ہوتا جان مین شوق خوش یعنی کیا اچھا ہوتا کہ دنیا مین ہمیشہ راحت و آرام ذوق و شوق ہمیشہ رہتا اور رنج نہ ہوتا آگے جواب قاضی کا ہے فافہم ۱۲
سلہ بولا قاضی آلخ ۶ شعر قاضی نے کہا کہ اے صوفی تو بے معنی ہے جیسا کاف کوفی کا عقل سے خالی ہے تو نے نہین سنا کہ وہ قصہ گو درزیون کا مکریات کو کہتا تھا کہ وہ گروہ خلق کو چوری مین قصے اگلون کے سناتا تھا قطع کرنے مین کپڑا چرانے کے واسطے وہ حکایت بیان کرتا اسکی درزی نامہ سمرقند مین پڑھتا تھا کہ گرد اُسکے لوگ جمع ہوتے تھے اہل سمع کو جو جاذب پایا اُس کے کل اجزا قصہ گو ہوئے تھے آگے اس واعظ گوئی کا بیان ہے فافہم ۱۲

بیان حدیث ان اللہ یلقن الکلام علی لسان الواعظین بقدر ہمم المستمعین

جذب سمع است ار کسی را خوش لبیست / گرمی و جد معلم از صبی ست
چنگیی کو در نوازد بست و چار / چون نباشد گوش گردد چنگ وار
نے ترانہ یادش آید نے غزل / نے وہ انگشتش بجنبد در عمل
گر نبودی گوشہای غیب گیر / وحی ناوردی ز گردون یک بشیر
ور نبودی دیدہای صنع بین / نے فلک گشتی نہ خندیدی زمین
آن دم لولاک این باشد کہ کار / از برای چشم تیزست و نظار
عامہ را از عشق ہمخوابہ و طبق / کے بود پروای صنع عشق حق
آب تتماجی نہ ریزی در تغار / تا سگی چندی نباشد طعمہ خوار
رو سگ کہف خداوندیش باش / تا رہاند زین تغار و اصطفاش

تفسیر قول ان اللہ یلقن الکلام علی لسان الواعظین بقدر ہمم المستمعین

تحقیق اللہ تعالیٰ تلقین کرتا ہے کلام کو اوپر زبان واعظون کے بقدر شوق سننے والون کے ۱۲

جذب[۱] سمع ہے جو گائے خوش نوا / طفل سے گرمی معلم کی سوا
کان ہو چنگی کہ بجائے بیس چار / جو نہووے گوش ہووے چنگ وار
نے ترانہ یاد آوے نے غزل / نے ہلین دس انگلیان اندر عمل
اور اگر نے گوش ہوتے غیب دان / وحی نہ ہر گز آتی زیر آسمان
اور اگر آنکھین نہوتین صنع بین / نے فلک پھرتا نہ ہنستی یہ زمین
وہ دم لولاک یہ ہی ہے کہ کام (اگر نہ پیدا کرتا تجھکو ۱۲) / چشم بینا کے لئے ہے نے عوام
عشق زوجہ اور غذا سے عام کو / عشق صنع حق کی کب پرواہ ہو
پانی دھووں کا نہ بھر کونڈے مین تو / تا بہت کتا نہ پائے طعمہ کو
جا سگ کہف خداوندی رہو / تا چھڑائے تجکو اس کونڈے سے وہ

نشان جستن ترک خانہ درزی را

چونکہ درزی ہای بیرحمانہ گفت / کہ کنند آن درزیان اندر نہفت
اندر آن ہنگامہ ترکی از خطا / سخت تیرہ گشت از کشف غطا
شب چو روز رستخیز آن رازہا / کشف میکرد از پے اہل نہی
ہر کجا آئی تو در جنگ فراز / بینی آنجا دو عدو در کشف راز
آن زمان را محشر مذکور دان / وان گلوی راز گو را صور دان

پتا پوچھنا درزی کے گھر کا ترک کو

چوری[۲] بے رحمانہ اُسکی جو کہے / کہ وہ درزی کرتے ہین از رہ خفی
اک خطائی ترک اُس مجمع مین تھا / حال یہ سنکر بہت غصہ ہوا
راز شب کو مثل روز حشر کے / کرتا ظاہر اہل دانش کے لئے
جس جگہ تو آئے اور وان جنگ ہو / دیکھے اُس جا دو عدو کو راز گو
اُس گھڑی کو محشر مذکور جان / راز گو کے حلق کو تو صور جان

[۱] جذب سمع الخ ۹ شعر جو خوش آواز سے گائے تو جذب سمع کو طفل سے گرمی معلم کی سوا ہوتی ہے ایسا چنگی کہان ہے کہ مقام بیس چار کو بجائے جو اہل گوش نہووے تو چنگ کے مانند ہووے نہ ترانہ یاد آوے نہ غزل اور نہ دس انگلیان عمل مین ہین اگر گوش غیب دان نہوتے ہر گز وحی زیر آسمان نہ آتی اگر آنکھین صنع بین نہوتین فلک پھرتا نہ زمین ہنستی وہ دم لولاک یہ ہے کہ کام چشم بینا کے واسطے ہے نہ عوام کے واسطے عوام کو بسبب عشق زوجہ و غذا کے عشق صنع حق کی کب پرواہ ہے تو پانی دھوون کا کونڈے مین نہ بھر تا کتا بہت طعام نہ پائے جاہ سگ خداوندی رہو تا اس کونڈے سے وہ تجھے چھڑائے یعنی خواہشات لذائذ دنیوی سے سبب عشق خدا سے محروم ہین پس سگ نفس کو پیٹ بھر کے کھانا نہ دے کہ مثل سگ کہف کے طالب حق رہے آگے درزی کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۲] چوری الخ ۵ شعر جو چوری بیرحمانہ اسکی کہے کہ وہ درزی از راہ پوشیدگی کے کرتے ہین ایک ترک خطائی اس مجمع مین تھا یہ حال سنکر بہت غصہ ہوا شب کو راز مثل روز محشر کے ظاہر کرتا اہل دانش کیواسطے آگے اسکی مثال ہے تو جس جگہ آئے اور وہان جنگ ہو تو دو دشمن کو راز گو دیکھے اس ساعت کو محشر مذکور جان اور راز گو کے حلق کو صور جان کہ خدا نے خشم کا سامان کیا اور اس سودائی کو ظاہر رکھا درزیون کا وصف از بس کہا ترک کو افسوس آیا اور غصہ ہوا کہا اے گوش قصہ گو اب اس شہر مین کوئی ہنر مین چالاک ہے کہو آگے دعوی کرنے کا بیان ہے فافہم ۱۲

که خدا اسباب خشمی ساخته است	وان فضولی را بکوی انداخته است
بسکه غدر درزیان را ذکر کرد	حیف آمد ترک را خشم گرد
گفت ای قصاص درشهر شما	هست چابکتر درین فن دغا

که خدا نے خشم کا سامان کیا	اور اس رسوائی کو ظاہر کیا
درزیون کا مکر جو از بس کہا	حیف آیا ترک کو غصہ ہوا
بولا اب اس شہر مین ای قصہ گو	کوئی چالاک اس شہر مین ہے کہو

دعوی کردن وگرو بستن ترک که درزی دزدی از من نه خواهد برد

دعویٰ کرنا وعہد باندھنا ترک کا کہ درزی مجھ سے چرا نہ سکے گا

گفت خیاطی ست نامش پورشش	اندرین دزدی وچستی خلق کش
گفت من ضامن که با صد اضطراب	او نیارد برد از من رشته تار
پس بگفتندش که از تو چست تر	مات او گشتند در دعوی مپر
تو بعقل خود چنین غره مباش	که شوی یاوه تو در تزویرهاش
گرم تر شد ترک وبست آنجا گرو	که نیارد برد نی کهنه نه نو
مطمعانش گرم تر کردند زود	او گرو بست ودهان را برگشود
گفت رهن این مرکب تازی من	بدهم ار دزدد قماش من بفن
ور نتاند برد اسپی از شما	واستانم بهر رهن مبتدا
ترک را آن شب نبرد از فکر خواب	با خیال دزد می کرد او خراب
بامدادان اطلسی زد در بغل	شد ببازار ودکان آن دغل
پس سلامش گرم کرد آن اوستاد	جست از جا لب بترحیبش کشاد
گرم پرسیدش ز حد ترک بیش	تا فگند اندر دل او مهر خویش
چون شنید از وی نوای بلبلی	پیشش افگند اطلس استنبلی
که ببر این را قبای روز جنگ	زیر دامن واسع وبر بالاش تنگ

بولا اک درزی ہے پورش نام کا[۱]	خلق کش چوری وچستی مین سوا
بولا مین ضامن ہون گو وہ سو مکر سے	وہ نہ مجھسے ایک تاگا لے سکے
پس کہا اسکو کہ تجھسے تیز تر	کھا گئے مات اُس سے تو دعویٰ نکر
غرہ مت کر ایسا اپنی عقل پے	کہ ہو تو بیہودہ اُسکے مکر سے
گرم تر ہو اُس نے باندھا شرط کو[۲]	کہ نہ مجھسے لے سکے کہنہ نہ نو
گرم تر طامع ہوئی اُس سے اُس آن	شرط باندھی اُس نے اور کھولی زبان
بولا میری شرط اس گھوڑے پہ ہی	گر چرائے فن سے کپڑا دن دہے
گر نہ وہ کپڑے کی چوری کر سکے	اسپ لون تمسے عوض اُس شرط کے
ترک شب بھر سویا نے اس فکر سے	جنگ کرتا خیال سے اُس چور کے
صبح کو اطلس بغل مین اُسنے لے[۳]	سوے بازار آیا دکان اسکی پے
جلد درزی نے سلام اسکو کیا	جا سے اُٹھا مرحبا اس کو کہا
ترک کی پرسش کری حد سے سوا	قائم اُسکے دل مین کی اپنی وفا
جو سنا اُس سے نوائے دلکشا	ڈالا آگے اطلس اُسکے روم کا
کہ قبا کر قطع اس کی بہر جنگ	ڈھیلی نیچے سے ہو اور اوپر سے تنگ

سے۱ بولا الخ ۴ شعر کہا کہ ایک درزی پورش نام کا ہے چوری مین خلق کش اور چستی مین سوا کہا کہ مین ضامن ہون سو مکر سے وہ مجھ سے تاگا نہ لے سکے پس اس کو کہا کہ تجھ سے تیز تر اس سے مات کھا گئے تو دعویٰ مت کر اپنی عقل پر ایسا غرہ مت کر کہ تو اسکے مکر سے بیہودہ ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سے۲ گرم الخ ۵ شعر آگے اس سے گرم تر ہے کہ شرط کو باندھا کہ مجھ سے لے نہ سکے کہنہ و نیا کپڑا اُس سے طامع گرم تر ہووے اور اُسوقت اُس نے شرط باندھی اور زبان کھولی کہ میری شرط اس گھوڑے پر ہے اگر فن سے کپڑا چرائے اُسے دون اگر وہ کپڑے چوری نہ کر سکے گھوڑے اس شرط کی عوض تمسے لون شب بھر اس فکر سے ترک نہین سویا اور جنگ کرتا رہا اس چور کے خیال سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سے۳ صبح کو الخ ۶ شعر اُس نے صبح کو اطلس بغل مین لیکر سوے بازار اسکی دوکان پر آیا درزی نے اسکو جلد سلام کیا جگہ سے اُٹھا اور اسکو مرحبا کہا ترک کی پرسش حد سے سوا کی اور اُسکے دل مین اپنی وفا قائم کی جو اُس سے نواے دلکشا سنا آگے اُسکے اطلس روم کا ڈالا کہ اسکی قبا جنگ کیواسطے کر نیچے سے ڈھیلی ہو اور اوپر سے تنگ کہ اوپر کی تنگ سے بدن خوشنما ہو اور نیچے کے ڈھیلی سے میرا پاؤن نہ الجھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

تنگ بالا جسم بهر آرای را	زیر واسع تا نگیرد پای را
گفت صد خدمت کنم ای ذو ودا	دست بر دو چشم و بر سینه نهاد
پس به پیموده بدید آورد کار	بعد ازان بگشاد لب را در فشار
از حکایتهای میران در سمر	وز کرمها و عطای آن نفر
وز بخیلان وز تحیرات شان	از برای خنده داد او هم نشان
همچو آتش کرد مقراضی برون	می بریده دل برافسانه و فسون

تنگ سے اوپر کہ تن ہو خوشنما	نیچے ڈھیل سے نہ اُلجھے پا مرا
[۵] بولا سو خدمت کرون دل و جان سے	ہاتھ دونوں چشم و سینہ پر رکھے
پس اُسے ناپا و دیکھا اپنا کام	بعدہ جاری کیا اُس نے کلام
قصے میران سمر کے حال سے	اور عطا و جود انکے قال سے
اور بخیلوں بے نواؤں انکے سے	بھی پتے دیتا تھا ہنسنے کے لیے
اور نکالی قینچی مانند آگ کے	کاٹتا اور دل مین بھی قصے بھرے

مضاحک گفتن استاد و خندیدن ترک مست و چشم او بسته شدن و وصله ربودن درزی

ظرافت کہنا استاد کا اور ہنسنا ترک مست کا اور اُس کی آنکھیں چھپنا اور چرانا درزی کا کپڑے کو

یک مضاحک گفت آن چست اوستاد	ترک مست از خنده شد مست افتاد
چونکه خندیدن گرفت از داستان	چشم تنگش گشت بسته آن زمان
پاره دزدید و کردش زیر ران	غیر چشم حق ز جمله آن نهان
حق همی دید آن ولی ستار خوست	لیک چون از حد بری غماز اوست
ترک را از لذت افسانه اش	رفت از دل دعوی پیشانه اش
اطلسی چه دعوی چه رهن چه	ترک سرمست است در لاغ ای اچی
لابه کردش ترک کز بهر خدا	لاغ میگو کان مرا شد مفتدی

[۶] اک مذاق اُس اُوستاد نے جو کیا	ترک ہنس ہنس کر گرا مست اور سوا
داستان سے اُسکی جو ہنسنے لگا	تنگ چشم اُسکی ہوئیں بند اور سوا
اک چُرا کر رکھا ٹکڑا زیر ران	بس سوائے چشم حق سب سے نہان
حق نے دیکھا ہی وے ستار خو	حد سے گذرے وہ ہی تو غماز ہو
ذوق افسانہ سے اُسکی ترک کا	دعوی اغلب اپنے کا دل سے گیا
کیا ہی اطلس کیا ہی دعوی شرط کیا	ترک مست اُسکے ہزل سے بس ہوا
[۷] کی خوشامد ترک نے بہر خدا	اک ہزل کہہ تو مرا ہے پیشوا

[۵] بولا الخ ۵ شعر کہا کہ سو خدمت دل وجان سے کرون پس ہاتھ دونوں چشم و سینہ پر رکھے پس اُس کو ناپا اور اپنا کام دیکھا بعدہ اس سے کلام جاری کیا قصہ میران سمرقند کے حال سے اور عطا و جود ان کے حال سے اور ان کے بخیلوں بے نواؤں سے پتے ہنسنے کے لئے دیتا تھا اور قینچی نکالی مانند آتش کے کاٹتا اور دل مین قصے بھرے سے آگے ظرافت کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۶] اک مذاق الخ ۶ شعر اُس اُستاد نے جو ایک مذاق کیا تو ترک ہنس ہنسکر مست ہوکر گرا جو اس کی داستان سے ہنسنے لگا اس کی تنگ چشم اور سوا بند ہوئی ایک ٹکڑا چرا کر رکھا زیر ران سوائے چشم حق کے سب سے پوشیدہ آگے حقائق ہیں حق نے دیکھا ہے ولیکن ستار جو ہے جو حد سے گزرے تو وہی غماز ہووے اس کی ذوق افسانہ سے ترک کا دعوی ترک مست اس کے ہزل سے ہوا یعنی حق دانا و بینا ہے اور ہر ایک عیب کو پوشیدہ کرتا ہی اور جب حد سے گذر جاتا ہے تو وہی رسوا کر دیتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [۷] کی خوشامد الخ ۷ شعر ترک نے خوشامد کی کہ خدا کے واسطے ایک ہزل کہہ تو میرا پیشوا ہے اُس مکار نے ہنسنے کی بات کی ترک مارے ہنسی کے خاک پر چت گر پڑا جلد ایک ٹکڑا اطلس کا نیفہ مین رکھا اور ترک ٹھٹھے مارنے مین از بس غافل تھا ایسے ہی تیسری بار ترک خطائی نے کہا کہ تو ایک ہزل کہہ واسطے خدا کے ایسی کہی ہوا ہنسی کی بات کی کہ ترک غبی اس کا صید کل ہوا چشم بند اور بے عقل اور حیرت زدہ ترک مست غافل اندر قہقہہ کے تیسری بار ایک کلی چرائی کہا اس کی ہنسی سے جو فرصت ملی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گفت لاغی خندہ انگیز آن دغا   کہ فتاد از خندہ آن ترک از قفا
پارۂ اطلس سبک در نیفہ زد   ترک غافل خوش مضاحک میزد
ہمچنین بار سوم ترک خطا   گفت لاغے گوئی از بہر خدا
گفت لاغے خندہ مین تر زان دو بار   کرد او آن ترک را کلی شکار
چشم بستہ عقل جستہ مولہہ   مست ترک مدعی از قہقہہ
پس سوم بار از قبا دزدید فاخ   کز ز خندہ شہ یافت میدان فراخ
چون چہارم بار آن ترک خطا   لاغ زان اُستاد میکرد اقتضا
گفت مولع گشتہ این مفتون درین   بیخبر کین چہ خسارست وغبین
رحم آمد بروی آن اُستاد را   کرد در باقی فن بیداد را
بوسہ افشان گشت با اُستاد او   کہ مرا بہر خدا افسانہ گو
ای فسانہ گشتہ ومحو از وجود   چند چند افسانہ خواہی آزمود
خندہ مین تر از تو ہیچ افسانہ نیست   بر لب گور خراب خود بایست

کی ہنسی کی بات اُس مکار نے   ترک ہنسنے سے گرا چت خاک پر
پارہ جلد اطلس کا نیفہ مین کھا   ترک غافل بس ٹھٹھے مار
تیسری بار ایسی ہی ترک خطا   بولا کہہ تو اک ہزل بہر خدا
کی ہنسی کی بات زیادہ اُس سے بھی   صید کل اُسکا ہوا ترک غبی
چشم بند اور بے خرد حیرت زدہ   ترک غافل مست محو قہقہہ
تیسری دفعہ چرائی اک کلی   کہ ہنسی سے اُس کے جو فرصت ملی
جو کہ[۱] چوتھی بار پھر اُس ترک نے   کی ہزل کی خواہش اُس اُستاد سے
بولا اے اسیر ہوا حرص تو ہے   تو ہے اپنے بیخبر نقصان سے
رحم اُسپر آیا اُس اُستاد کو   فن کیا باقی مین اُس نے جان کو
پس لگا وہ چومنے اُستاد کو   کہ فسانہ بہر حق مجھ سے کہو
تو ہوا افسانہ بھولا جسم کو   آزمائے کب تک افسانے کو تو
نے فسانہ تیرے ہنسنے سے سوا   گور پر اپنی یہ تو مت ہو کھڑا

خطاب بانفسی کہ مثل این بلا مبتلا ست

خطاب ہر نفس سے کہ مثل اس بلا کے مبتلا ہے

اے فرو رفتہ بقبر جہل و شک   چند جوئی لاغ و دستان فلک
تا بکی نوشی تو عشوہ زین جہان   کہ نہ عقلت ماند بر قانون نہ جان
لاغ این چرخ ندیم کرد و مرد   آبروی صد ہزاران چون تو برد
میدرد میدوزد این درزی عام   جامہ صد سالکت و صد طفل خام
پیر و طفلان نشستہ پیش بہر کد   تا بہ سعد و نحس او لاغی کند
لاغ او گر باغہا را داد داد   چون دے آمد دادہا بر باد داد

اے[۲] تو ظلمت جہل کے ڈوبے ہوئے   ڈھونڈھے کبتک مکر دھوکا چرخ
اس جہان سے کب تلک دھوکے کے مُنے   نی بجا عقل اور جان تیری ہے
دھوکے اس افلاک گرداگرد نے   مثل تیرے آبرو لی لاکھ سے
پھاڑتا سیتا ہے یہ درزی عام   جامہ سو سالک کا اور سو طفل خام
بوڑھے بچے آگے اُس کے ہین گدا   سعد و نحس اُسکی سے تا ہوتی دغا
باغ کو گر دادی مگر اُس نے   جو خزان آئی کیا بر باد اُسے

۱ جو کہ چوتھی بار آخر ۶ شعر ہو گیا ہی ترک نے چوتھی بار ہزل کی خواہش کی اُس اُستاد کو اس پر رحم آیا اور اس نے کہا کہ اے ترک جو تو اسیر حرص ہوا ہے تو اپنے نقصان سے بے خبر ہے پس وہ اُستاد کو چومنے لگا کہ خدا کے واسطے مجھے کھانے کو دے آگے اسکے حقائق ہین تو ہوا افسانہ بھولا جسم کو کب تک آزمائے افسانہ کو تیرا افسانہ ہنسنے سے سوا نہین ہے تو اپنی گور پر مت کھڑا ہو یعنی خود تو افسانہ ہو گیا ہے اور اپنے جسم کو بھولا ہے اس تیرے ہنسنے سے کون سے افسانہ ہوا ہے پس تو خود کو ہلاک نہ کر کہ نفس تیری اطلس عمر کو ہر دم چراتا ہے آگے اس نفس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۲ ای تو آخر ۶ شعر اے تو ظلمت جہل کے ڈوبے ہوئے کبتک ڈھونڈھیگا مگر دھوکا آسمان سے اس جہان سے کب تک دھوکے کھئے کہ تیری عقل و جان مجاز ہے اس افلاک گرداگرد دھوکے نے تیرے مانند لاکھون کی آبرو لی یہ درزی عام پھاڑتا اور سیتا ہے جامہ سو سالک کا و سو طفل خام کا بوڑھے و بچے اسکے آگے گدا ہین کہ تا اس کے سعد و نحس سے پر دغا ہون اگر باغ کو اُس کے مکر نے داد دی جو خزان آئی اسے برباد کیا یعنی اگر آسمان ایک بار ہنساتا ہے تو سو بار رُلاتا ہے پس دوستی آسمان کی عین دشمنی ہے پس یہی حال نفس کا ہے آگے درزی چرخ کا بیان ہے فافہم ۱۲

گفتن درزی ترک را کہ اگر یکبار دیگر لاغ گویم قبایت تنگ شود

گفت درزی ترک را ازین درگذر	وای بر تو گر کنم لاغ دگر
بس قبایت تنگ آید باز بس	این کند با خویشتن خود ہیچکس
خندہ چہ رمز ار گر دانستی	آن ز گریہ صد تبر دانستی
ترک خندہ کن ایا ای ترک مست	زانکہ عمرت رفت خواہی گشت پست
چونکہ بنہاد آن قبا درزی ز دست	اسپ ابر باد داد آن ترک مست
مخلصا بشنو توئی آن ترک گول	عالم غدار خیاط چو غول
اطلس گز بہر تقوی و صلاح	دوخت باید جرح کردی از مزاح
اطلس عمر و مضاحک شہوت است	روز و شب مقراض و خندہ غفلت است
اسپ ایمان ست شیطان در کمین	با خود آ افسانہ را بگذار ہین
اطلس عمرت بمقراض شہور	برد پارہ پارہ خیاط غرور
تو تمنا می بری کاختر مدام	لاغ کردی سعد بودی بر دوام
سخت میتولی ز تربیعات آن	وز دبال و کینہ آفات آن
سخت میرنجی ز خاموشی آن	وز نحوس و قبض و کین کوشی آن
مشتری و زہرہ چون در رقص نیست	چونکہ بہرام و زحل را نقص نیست
کہ چرا زہرہ طرب در رقص نیست	بر سعود رقص و سعد او بالیست

کہنا درزی کا ترک کو اگر ایک بار اور ہزل کہوں قبا تیری تنگ ہو

بولا درزی ترک سے یہ چھوڑ دے [سلہ]	گر ہزل اک اور کہوں افسوس ہے
تنگ ہوجائے قبا تیری و لے	ایسا کوئی کرتا ہے اپنے لئے
کیا ہنسی ہی رمز یہ گر جانے تو	وہ ہے سو گریہ سے بدتر جانے تو
اب ہنسی کو ترک کر اے ترک مست	کیونکہ تیری عمر گذری ہو وے پست
جو قبا درزی نے رکھی ہاتھ سے	اپنا گھوڑا کھویا بس اس ترک نے
مخلصا [سلہ] توسن وہ تو ہی ترک گول	عالم غدار درزی مثل غول
ایسا اطلس کہ ہو تقوی کیلئے	بس ہنسی سے کھویا سینا چاہئے
عمر اطلس اور ہزل شہوت کو جان	رات دن قینچی ہنسی غفلت کو جان
گھوڑا ایمان شیطان اندر گھات ہے	ہوش میں آ اور فسانہ چھوڑ دے
عمر کا اطلس ترا مقراض سے	یوم کے پارہ کیا خیاط نے
آرزو رکھتا ہے تو کاختر مدام	سعد ہوتے خوش طبع رہتے دوام
بھاگے انکی تو نحوست سے ہی سخت	اور دبال و کینہ و آفت سے پست
انکی خاموشی سے رنجیدہ ہو تو	نحس و قبض انکے سے آزردہ ہو تو
مشتری زہرہ کو کیوں نہ رقص ہے	جو زحل بہرام کو نے نقص ہے
رقص میں زہرہ نہ خوش ہے کس لئے	اسکے سعد و رقص پر تہمت ہے

سلہ بولا درزی الخ ۵ شعر درزی نے ترک سے کہا کہ یہ چھوڑ دے اگر ایک اور ہزل کہوں افسوس ہے کہ تیری قبا تنگ ہو جاوے ایسا کوئی کرتا ہے اپنے لئے ہنسی کیا ہے اگر تو رمز جانے کہ وہ سو گریہ سے بد تر ہے ترک مست اب تو ہنسی کو ترک کر کیونکہ تیری عمر گذری پست ہو سکے جو درزی نے قبا ہاتھ سے رکھی اپنا کھویا گھوڑا اس ترک نے آگے اس کے حقائق میں فافہم ۱۲ سلہ مخلصا الخ ۱ شعر اے مخلص توسن وہ ترک گول ہے اور عالم غدار درزی ہے مثل غول کے ایسا اطلس کہ تقوے کے واسطے ہو بس ہنسی سے کھویا سینا چاہئے عمر اطلس اور ہزل شہوت کو جان رات دن قینچی اور ہنسی غفلت کو جان گھوڑا ایمان اور شیطان گھات میں تو ہوش میں آ اور افسانہ چھوڑ دے کہ تیری عمر کا اطلس مقراض سے ایام کے ٹکڑا کیا خیاط نے تو آرزو رکھتا ہے اختر ہمیشہ سعد ہوتے ہیں اور خوش طبع رہتے دوام یعنی خیاط عالم تیرے اطلس عمر کو مقراض ایام سے قطع کر کے چرائیگا تو اسپ ایمان کو شیطان کے ہاتھ مت ہار باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بھاگے الخ ۵ شعر تو ان کی نحوست سے سخت بھاگے اور دبال و کینہ و آفت سے پست ہو تو ان کی خاموشی سے رنجیدہ ہو اور نحس و قبض انکی سے آزردہ ہو کیونکہ مشتری و زہرہ کو رقص ہے جو زحل و بہرام کو نقص ہے زہرہ رقص میں کس واسطے خوش ہے اس کے سعد و رقص پرست رہے تو ان تاروں کا کھوٹا پن مت دیکھو اور اپنے دل پر عشق کر اے نیک یعنی نحوست ستاروں سے کیوں بھاگتا ہے پس ان ستاروں سے کھوٹا پن دیکھ اور اپنے دل پر عشق کر آگے گروہ بیکار کا بیان ہے فافہم ۱۲

تو مبین قلابی این اختران	عشق خود بر قلب زن بین ایفلان	کھوٹا پن مت دیکھ ان تارونکا تو	قلب پر کر عشق اپنے ای نکو

بیان آنکه بیکاران از قبیل آن ترک اند مثل در تسکین فقیران بجور روزگار وحکایت

آن یکی میشد بره سوی دکان	پیش ره را بسته دید او از زنان
پای او میسوخت از تعجیل راه	بسته از جوق زنان همچو ماه
رو بیک زن کرد و گفت ای مستهان	هین چه بسیارند این فنترگکان
رو بدو کرد آن زن و گفت ای امین	هیچ بسیاری ما منکر چنین
بین که با بسیاری ما بر بساط	تنگ می آید شما را انبساط
در لواطه می فتند از قحط زن	فاعل و مفعول رسوای زمن
تو مبین این واقعات روزگار	کز فلک میگردد اینجا ناگوار
تو مبین تحشیر روزی و معاش	تو مبین این قحط و خوف و ارتعاش
بین که با این جمله تلخیهای او	مرده او میدوتا پردای او
رحمتی دان امتحان تلخ را	نقمتی دان ملک مرو و بلخ را
آن براهیم از تلف نگریخت اند	این براهیم از شرف نگریخت اند
این نسوزد آن بسوزد ای عجب	نعل معکوس ست در راه طلب

بیان اس بات کا کہ بیکار اُس ترک کے گروہ سے ہین مثال تسکین ہین فقیرون کے ستم زمانہ سے اور حکایت

ایک[۱] جاتا راہ مین سوی دکان	دیکھا رہ مین حائل اک مجمع زنان
سوزپا سے جلد جاتا کرتا آہ	تھی ہجوم عورتون سے بند راہ
ایک عورت سے کہا ای مہربان	کس لئے یان جمع ہین یہ لڑکیان
زن مخاطب ہوکے بولی ایجوان	کچھ نہ کثرت کو ہماری دیکھ یان
باوجودیکہ ہم اس کثرت سے ہین	عیش تنگ آتا ہے تمکو دہر مین
کون زنی کرتے ہو قحط زن سے تم	فاعل و مفعول رسوا ہوئے تم
دیکھ مت[۲] یہ واقعات روزگار	کہ فلک سے ہوتی ہین یان ناگوار
دیکھ مت روزی معاشونکی کمی	دیکھ مت یہ قحط و خوف جانکنی
دیکھ کہ تلخی تجھے اُن سے ملے	اُنکا تو کشتہ و خواہشمند ہے
جان رحمت امتحان تلخ کو	جان زحمت ملک مرو و بلخ کو
وہ براہیم اُس تلف سے نہ ہٹا	یہ براہیم اس شرف سے جلد یا
نے جلا وہ اور جلا یہ ای عجب	نعل اُلٹا رکھتی ہے راہ طلب

باز مکرر کردن صوفی سوال را و جواب قاضی

پھر دوبارہ سوال کرنا صوفی کا اور جواب قاضی کا

[۱] ایک جاتا الخ ۲ شعر ایک شخص راہ مین جاتا تھا طرف دکان کے راہ مین دیکھا کہ ایک مجمع عورتونکا حائل ہے سوزپا سے جلدی جاتا تھا اور آہ کرتا تھا اور راہ ہجوم عورتون سے بند تھی ایک عورت سے کہا کہ ای مہربان یہان لڑکیان کسواسطے جمع ہین عورت مخاطب ہوکر بولی کہ ایجوان کچھ ہماری کثرت کو یہان مت دیکھو ہم باوجودیکہ اس کثرت سے ہین پھر بھی تمکو عیش تنگ آتا ہو زمانہ مین تم کون زنی کرتے ہو قحط زن سے اسواسطے تم فاعل و مفعول رسوائی ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] دیکھ مت الخ ۵ شعر یہ مت دیکھو واقعات زمانہ کے فلک سے یہان ناگوار ہوتے ہین تو مت دیکھ روزی و معاشون کی کمی اور مت دیکھو یہ قحط و خوف جانکنی یہ دیکھ کہ تجھے تلخی اُن سے ملے کہ اُنکا تو کشتہ و خواہشمند ہو گئے اس کے حقائق ہین امتحان تلخ کو تو رحمت جان وہ ابراہیم خلیل اللہ اس تلف سے نہین ہٹا اور یہ ابراہیم زردشت اس شرف سے جلد یا وہ نہ جلا اور یہ جلا ای عجب نعل الٹا رکھی ہے راہ طلب کی یعنی واقعات زمانہ کیست دیکھو اور جس کا تو خواہشمند ہے اسکی تلخی دیکھ کہ آفات دنیا سے ابراہیم خلیل اللہ نے آتش سے نجات پائی اور ابراہیم زردشت نے باوجود آتش پرستی کے اس مین جان دی ہین اس دنیا کا کام اُلٹا ہے جو آگے بیان ہے فافہم ۱۲

گفت صوفی قادرست آن مستعان — که کند سوداے ما را بے زیان
آنکه آتش را کند ورد و شجر — هم تواند کرد این را بے ضرر
آنکه گل آرد برون از عین خار — هم تواند کرد این دی را بهار
آنکه زو هر سرو آزادی کند — قادرست ار غصه را شادی کند
آنکه شد موجود ازوی هر عدم — گر بدارد باقیش او را چه غم
آنکه تن را جان دهد تا حی شود — گر نمی راند زیانش کے شود
خود چه باشد گر ببخشد آن جواد — بنده را مقصود جان بے اجتهاد
دور دارد از ضعیفان در کمین — مکر نفس و فتنهٔ دیو لعین
وقت طالب را پریشان کم کند — آئینهٔ دل را چو جام جم کند
گفت قاضی گر نبودے امر مر — ور نبودے خوب زشت و سنگ و در
ور نبودی نفس و شیطان و هوا — ور نبودی زخم و چالیش و وغا
پس بچه نام و لقب خواندی ملک — بندگان خویش را ای منهتک
چون بگفتی ای صبور و ای حلیم — کے بگفتی ای شجاع و ای کریم
صابرین و صادقین منفقین — چون بدے بے رهزن و دیو لعین
رستم و حمزه و مخنث یک بدے — علم و حکمت باطل و مندک شدی
علم و حکمت بهر راه بیرهی ست — چون همه ره باشد آن حکمت تهی ست
بهر این دکان طبع شوره آب — هر دو عالم را روا داری خراب

بولا ۱ وہ صوفی ہی قادر وہ خدا — کہ کرے وہ کام میرے کو بھلا
وہ کرے آتش کو گلہا و شجر — بھی وہ کر سکتا ہوا اسکو بے ضرر
وہ نکالے گل کو باہر خار سے — اور بہار اگ اس خزان کو کر سکے
وہ کہ اس سے سرو آزادی کرے — ہی وہ قادر خشم کو شادی کرے
وہ کہ موجود اس سے ہے ہر اک عدم — گر رکھے باقی اُسے کیا اسکو غم
وہ کہ جان دے تن کو تا زندہ رہے — گر نہ مارے کب اُسے نقصان ہے
ہووے کیا گر وہ کریم اب بخشدے — بے جہد بندہ کو مقصد جان کے
اور ۲ ضعیفون سے رکھے بس دور دو — مکر نفس اور فتنۂ شیطان کو
وقت طالب کو پریشان کب کرے — آئینہ دل کو جو جام جم کرے
بولا قاضی حکم تلخ ہوتا نہ گر — اور نہوتا نیک و بد سنگ و گہر
گر نہوتا نفس و شیطان ہوا — گر نہوتا زخم اور جنگ و دغا
پس وہ کس نام و لقب بادشاہ — اپنے بندون کو بلاتا مشفقا
کیسے کہتا اے صبور و ای حلیم — کب وہ کہتا ای شجاع و ای کریم
صابرین و صادقین منفقین — ہوتے کب بے رہزن دیو لعین
رستم و حمزہ و مخنث ہوتے ایک — علم و حکمت ہوتے سب باطل اہے نیک
علم و حکمت واسطے بیراہ کے — جو ہون سب رہ پر تو حکمت کس لیے
واسطے رونق دکان طبع کے — دونون عالم کی خرابی لائے ہے

سلہ بولا وہ صوفی الخ ے شعر اُس صوفی نے کہا کہ وہ خدا قادر ہے کہ وہ میرے کام کو بھلا کرے کہ وہ کرتا ہے آتش کو گل و شجر اور بھی وہ کر سکتا ہے اس ابراہیم کو بے ضرر وہ گل کو باہر خار سے نکالے اور بہار اس خزان کو کر سکے وہ کہ اس سے سرو آزادی کرے وہ قادر ہی کہ خشم کو شادی کرے وہ کہ موجود اس سے ہر ایک عدم ہے اگر اسے باقی رکھے کیا اس کو غم ہے وہ کہ تن کو جان دے تا زندہ رہے اور اگر نہ مارے اُسے کب نقصان ہے کیا ہووے کہ اگر وہ کہ ہم کو اب بخشدے بندہ کو جان کے بے جہد یعنی خدا قادر ہے کہ بُرے کو اچھا کر دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اور ضعیفون سے الخ ے شعر اور ضعیفون سے دور رکھے مکر نفس اور فتنۂ شیطان کو طالب کے وقت کو کم پریشان کرے آئینہ دل کو مانند جام جم کے کرے قاضی نے کہا کہ اگر حکم تلخ نہ ہوتا اور نیک و بد و سنگ و گوہر نہوتا اگر نفس شیطان نہ ہوتا اور زخم و جنگ و دغا نہ ہوتا پس وہ بادشاہ کس نام و لقب سے اپنے بندون کو بلاتا اور کیسے کہتا اے صبور و اے حلیم کب کہتا اے شجاع و اے کریم ترجمہ صابرین و صادقین اور نفقہ دینے والے کب ہوتے بے رہزن دیو لعین کے یعنی اگر بُرائی و بھلائی نہ ہوتی تو خدا بندون کو کس نام سے بلاتا کیونکہ ایجاد صفاتی حق کا کامل ظہور نہ ہوتا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ رستم و حمزہ الخ ے شعر رستم و حمزہ اور مخنث ایک ہوتے تو علم و حکمت سب باطل ہوتی علم و حکمت واسطے بیراہ کے ہی جو سب راہون پر ہون تو حکمت کس واسطے ہو دکان طبع کی رونق کیواسطے تو دونون عالم کی خرابی لاتا ہے مین جانتا ہون کہ تو پختہ ہے خام نہین ہے اور تو سوال کرتا ہے عوام کیواسطے ظلم عالم کا اور رنج جو کچھ ہے سہل تر ہر دوری حق سے اس ملک کے فقر و فاقے و درد و رنج کب مشکل ہین فراق یار سے کیونکہ یہ گذر جائینگے اور وہ گذریگا نہین اور اہل دولت ہیں کہ جان سے یقین ہے یعنی دنیا کے تمام رنج و الم سہلتر ہین فراق یار سے کہ وہ سب گذر جائین گے اور یہ فراق یار کا باقی ہمیشہ باقی رہیگا آگے اس فراق یار کا بیان ہے فافہم ۱۲

من همی دانم که تو پاکی نه خام — دین سوالت هست از بهر عوام
جور دوران و هر آن رنجی که هست — سهل‌تر از بعد حق و غفلت است
رنج و درد و جوع و فقر این دیار — صعب نبود چون فراق و بعد یار
زانکه اینها بگذرد وان نگذرد — دولت آن دارد که جان آگه برد

جانتا ہون مین تو ہے پختہ نہ خام — تو سوال اب کرتا ہے بہر عوام
ظلم عالم اور جو کچھ رنج ہے — سہل تر ہے دوری اللہ سے
فقر و فاقے درد و رنج اس ملک کے — کب ہین مشکل جو فراق یار سے
کیونکہ یہ گذرینگے وہ گذرے نہین — اہل دولت وہ کہ جان سے ہودے یقین

در بیان آنکه صبر رنج کار سهل‌تر از صبر در فراق یار

بیان مین اُسکے کہ صبر رنج کام کا سہلتر ہے فراق یار سے

آن یکی زن شوی خود را گفت هی — ای مروت را بیکره کرده طی
هیچ تیمارم نمی داری چرا — تا بکی داری درین خواری مرا
گفت شو من نفقه چاره می کنم — گرچه عورم دست و پایی میزنم
نفقه و کسوه ست واجب ای صنم — از منت این هر دو هست و نیست کم
آستین پیرهن بنمود زن — بس درشت و پر وسخ بد پیرهن
گفت از سختی تنم را می خورد — کس کسی را کسوه زینسان آورد
گفت ای زن یک سوالت میکنم — مرد درویشم همین آمد فنم
این درشت و غلیظ ناپسند — نیک اندیش ای زن اندیشه‌مند
کاین درشت و زشت‌تر یا خود طلاق — این ترا مکروه‌تر یا خود فراق
همچنین ای خواجه تشنیع زن — از بلا و فقر و رنج و محن
بیشک این ترک هوا تلخی ده است — لیک از تلخی بعد حق به است
گر جهاد و صوم سخت است و خشن — لیک این بهتر ز بعد ای ممتحن
رنج کی ماند دمی کان ذوالمنن — گویدت چونی تو ای رنجور من

[۱] ایک زن نے اپنے شوہر سے کہا — اے مروت کو کیا تو نے جدا
کچھ نہین رکھتا ہو ہے کھانا کس لئے — کب تلک رکھیگا خواری مین مجھے
بولا شوہ تدبیر نفقہ کی کرون — گرچہ ننگا ہون ولے کوشش رکھون
نفقہ اور کپڑا ہی واجب ای صنم — تجکو دونون مجھ سے ہین اور نہ ہے کم
آستین اُس زن نے دکھلائی اُسے — کہ ہے سخت اور میلے کپڑے ہین مرے
بولی تن کھاتے ہین سختی سے مرا — کوئی یہ کپڑے کسی کو دے بھلا
[۲] بولا اے زن تجھ سے کرتا ہون سوال — مرد ہو درویش ہون یہی ہے میرا حال
یہ پھٹے کپڑے ہین میلے ناپسند — لیکن اب سوچ ای زن اندیشہ مند
یہ پھٹے کپڑے سوا یا خود طلاق — یہ سب تجھے مکروہ سوا یا خود فراق
ایسے ہی اے خواجہ شاکی تو جو ہے — امتحان رنج و آفت فقر سے
گرچہ یہ ترک ہوا تلخی رکھے — پر ہے بہتر بُعد حق کے تلخ سے
گرچہ روزہ جہد سخت ہی اور کڑا — لیک اے بُعد حق کی تلخی سے بھلا
رنج دم بھر کب رہے کہ ذوالجلال — پوچھے اے بیمار میرے کیا ہی حال

سطر [۱] ایک زن نے آنخ ۶ شعر ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ اے شخص تو نے مروت کو جدا کیا کس واسطے کہ کھانا نہین رکھتا کب تک مجکو خواری مین رکھیگا شوہر نے کہا کہ تدبیر نفقہ کی کرون اگرچہ ننگا ہون ولیکن کوشش رکھتا ہون کپڑا و نفقہ واجب ہے مگر تجکو مجھ سے دونون ہین اور کم نہین ہے اس زن نے اسے آستین دکھلائی کہ سخت کپڑے میلے ہین اور کہا کہ میرا جسم سختی سے کھاتے ہین کوئی ایسا کپڑا کسی کو پہناتا ہے آگے اس کا جواب ہے فافہم ۱۲ سطر [۲] بولا اے زن آنخ ۶ شعر کہا اے زن تجھ سے سوال کرتا ہون کہ مرد درویش ہون اور یہی میرا حال ہے اگرچہ میلے و پھٹے کپڑے ناپسند ہین ولیکن اب سوچ اے زن اندیشہ مند پھٹے کپڑے سوا ہین یا خود طلاق یہ تجھے مکروہ سوا ہے یا خود فراق آگے اس کے حقائق ہین اے خواجہ ایسی ہی تو شاکی ہے امتحان رنج اور آفت فراق سے اگرچہ ترک سوا تلخی رکھتی ہے ولیکن بُعد حق کی تلخی سے بہتر ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سطر [۳] رنج دم بھر آنخ ۵ شعر رنج دم بھر کب رہے کہ ذوالجلال پوچھے اے میرے بیمار کیا حال ہے اگر نہ پوچھے تو وہ نہ سمجھ سکے ولیکن تیرا ذوق اسکی پرسش ہے وہ پہچان او لیا کہ ایک طبیب دل ہے کہ ہین پرسش بیاسے رغبت رکھتے ہین اگرچہ نام و ننگ سے کنارہ کرتے ہین ولیکن از رہ پیغام کے چارہ کرتے ہین ولیکن ان کے دل مین فکر ہوتی ہے اور معشوق و بیخبر نہین عشاق سے یعنی اولیاء اللہ اگرچہ بظاہر بیمار انکی پرسش نہین کرتے ہین ولیکن از راہ پیغام کے علاج کرتے ہین باقی آگے ہے فافہم ۱۲

ور نگوید کت نہ آن فہم و فن است	لیک آن ذوق تو پرسش کردن است	گرنہ پوچھے نہ سمجھ تو وہ سکے	لیک تیرا ذوق پرسش اسکی ہے
آن طبیبان کہ طبیبان دل اند	سوی رنجوران بپرسش مائل اند	وہ طبیبان کہ طبیبان دل ہین	پرسش بیمار سے رغبت رکھین
در حذر از ننگ و از نامی کنند	چارۀ سازند و پیغامی کنند	نام و ننگ سے گر کنارہ کرتے ہین	از رہ پیغام چارہ کرتے ہین
ورنہ در دل شان بود آن مفتکر	نیست معشوقی ز عاشق بیخبر	ورنہ دل مین انکے ہوتی فکر ہی	بیخبر معشوق نے عشاق سے
ای تو جویای نوادر داستان	ہم فسانۂ عشق بازان ابخوان	ڈھونڈھتا ہے اے تو نادر داستان [۵۱]	پڑھ فسانہ عشق بازونکا بھی ہان
پس بجوشیدی درین عہد مدید	ترک جوشی ہم نگشتی ای قدید	گرم جوشیان تو کین اس عہد مین	ترک جوشی بھی نہ تجھسے ہوئی ہے
دیدہ عمرے تو داد و داوری	وانکہ از نادیدگان ناسی تری	دیکھی تو نے عمر بھر ہے داد کو	ہان نادیدون سے غافل تر ہے تو
ہر کہ شاگردیش کرد استاد شد	تو سپس تر رفتہ ای کول لد	اسکا جو شاگرد ہوا استاد ہوا	اور تو ہٹتا ہے پیچھے احمقا
خود نبود از والدینت اعتبار	ہم نبودت عبرت از لیل و نہار	نے تجھے غیرت ہوئی ماں باپ سے	بھی نہ عبرت رات دن سے ہے تجھے

پرسیدن عارفی از کشیش کہ تو بسال بزرگتری یا ریش تو

پوچھنا ایک عارف کا کشیش سے کہ تو عمر مین بڑا ہی یا داڑھی تیری

عارفی پرسید زان پیر کشیش	کہ تو ای خواجہ مسن تر یا کہ ریش	پوچھا اک عارف نے پیر کشیش [۵۲]	کہ ای خواجہ تو مسن تر یا کہ ریش
گفت نے من پیش از و زائیدہ ام	بس بہ بے ریشی جہان را دیدہ ام	بولا مین پیدا ہون پہلے ریش سے	دیکھا بس مین نے جہان بے ریش ہی سے
گفت ریشت شد سفید از حال گشت	خوی زشت تو نگردیدست درست	بولا ہوئی داڑھی سفید حالت پھری	تیری نیکی پر نہ بد عادت پھری
او پس از تو زاد و از تو بگذرید	تو چنین خشکی ز سودای مزید	بعد تیرے پیدا ہو کر وہ بڑھی	خشک مغزی مین رہا تو ویسا ہی
تو بدان رنگی کہ اول زادۂ	یک قدم زان پیشتر ننہادۂ	پہلے تو جس رنگ سے پیدا ہوا	اک قدم اس سے نہ تو آگے بڑھا
دوغ ترشی ہمچنان در معدنی	خود نکردی تو مخلص روغنی	ویسا ہی معدن مین کھٹا ہی ہی	نے ہوا اخلاص کا پیدا تو گھی
ہم خمیری خمر الطینہ درے	گرچہ عمرے در تنور آذری	تو خمیر اک خمر الطینہ مین ہے	گرچہ ہے تنور مین اک عمر سے

۵۱ ڈھونڈھتا ہے الخ ۵ شعر اے تو نادر داستان ڈھونڈھتا ہے بھی افسانہ عشق بازون کا پڑھ تو نے اس عہد مین گرم جوشیان کرین ترک جوشی بھی تجھ سے نہین ہوئی تو نے عمر بھر داد کو دیکھا ہے جان لے کہ تو نادیدون سے غافل تر ہے اس کا جو شاگرد ہوا استاد ہوا اور تو ہٹتا ہے پیچھے تجکو غیرت ماں باپ سے نہین ہوئی اور نہ غیرت رات دن سے تجکو ہے یعنی تو داستان لوگون کی ڈھونڈھتا ہے اور اس سے عبرت نہین پکڑتا ہے کہ تیرے ماں باپ دلیل و نہار سب گذر گئے ایسے ہی تو بھی گذر جائے گا بس تو جان بوجھکر انجان بنتا ہے آگے بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ پوچھا الخ ۷ شعر ایک عارف نے پیر کشیش سے پوچھا کہ اے خواجہ تو عمر مین زیادہ ہے کہ ریش تیری کہا کہ مین اول ریش سے پیدا ہوا ہون کہ بے ریش کے یعنی جہان کو دیکھا ہے کہا کہ داڑھی سفید ہوئی اور حالت پھری مگر نیکی پر تیری بد عادت نہین پھری و تیرے بعد مین پیدا ہوکر تجھ سے بڑھی مگر تو ویسا ہی خشک مغزی مین رہا تو پہلے جس رنگ سے پیدا ہوا ایک قدم اس سے آگے نہ بڑھا آگے اس کی مثال ہے معدن مین ویسا ہی کھٹا ہے تو گھی اخلاص کا بھی نہین ہوا تو خمیر ایک خاک خام مین ہے اگرچہ تو ایک عمر سے تنور مین ہے یعنی باوجود عمر گذرنے کے تو ابھی تک چھوٹا نہین ہوا اور خواہشات دنیا مین مبتلا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

ہمچو قوم موسیٰ اندر حر تیہ ماندۂ چل سالہ بر جاے سفیہ
میدوی ہر روز تا شب در ولہ خویش را بینی در اول مرحلہ
چون نشستی با بگل در رہ شتۂ گرچہ از یار ہوس سرگشتۂ
نگذری زین بعد سی صد سالہ تو تا کہ داری عشق این گوسالہ تو
تا خیال عجل شان از جا نرفت بُد بر ایشان تیہ چون گرداب زفت
غیر آن عجلی کزو یابندۂ بے نہایت لطف ما بینندۂ
گاو طبعی زان نکوئیہای زفت از دلت در عشق این گوسالہ رفت
بارے اکنون تو ز ہر جزوت بپرس صد زبان دارند این اجزای خرس
ذکر نعمتہاے رزاق جہان کہ نہان شد او در اوراق زمان
روز و شب افسانہ جویانی تو جزو جزو تو فسانہ گوی تست
جزو جزوت تا برستت از عدم چند شادی دیدہ است و چند غم
زانکہ بے لذت نروید ہیچ جزو بلکہ لاغر گردد از ہر پیچ جزو
جزو ماند و آن خوشی از یاد رفت بل نرفت آن خفیہ شد از پیچ و ہفت
ہمچو تابستان کہ ازوی پنبہ زاد ماند پنبہ رفت تابستان زیاد
یا مثال یخ کہ زاید از شتا شد شتا پنہان و آن یخ پیش ما
ہست آن یخ زان صعوبت یادگار یادگار صیف در دی از ثمار
ہمچنین ہر جزو جزوت ای فتی در تنت از نعمتی گوید ثنا
چون زنے کہ بیست فرزندش بود ہر یکے حاکی ز حال خوش بود

مثل قوم موسیٰ اندر تیہ کے تو رہا چالیس سال اک جا پہ آ
دوڑے تو دن بھر ہی اندر حرص کے پہلی ہی منزل پہ دیکھے خود کو ہے
مثل کہ پا تیرا کیچڑ مین پھنسا پر ہوس مین پڑ کے سرگشتہ ہوا
نے تو نکلے لاکھ سال اس بعد سے عشق اس گوسالہ کا جبتک ہے
تا خیال عجل اُن کا مٹ گیا تیہ چون گرداب اِک اُنپر رہا
غیر عجل اُس سے کہ جو تجکو ملا بے نہایت لطف بس ہمکو دکھا
گاؤ طبع نیکیون سے تو ہوا عشق گوسالہ کا نے دل سے گیا
۲ اپنے تو ہر جزو سے پوچھ لے سو زبان رکھین یہ گونگے جز ترے
نعمتوں رزاق عالم کا بیان سب نہان ہین اندر اوراقِ زبان
راتدن افسانہ ڈھونڈھے تو نیا تیرا جز جز ہے فسانہ گو ترا
جب سے چھوڑا تیرے جز جز نے عدم چند دیکھین شادیان اور چند غم
کیونکہ بے لذت نہ کوئی آئے جز بلکہ لاغر ہو ہر ایک پیچون سے جز
جز رہا عشرت گئی وہ یاد سے نے گئی بل جسم سے اخفا ہوئے
۳ جیسے روئی پیدا گرمی سے ہوئی روئی باقی یاد سے گرمی گئی
یا کہ جیسے پیدا یخ سردی سے ہے جائے سردی اور یخ باقی رہے
اس صعوبت سے وہ یخ ہے یادگار پھل خزان کی گرمیون سے یادگار
ایسے ہی ہر ایک جز جز مشتقا کھوئے نعمت سے ترے تن مین ثنا
جیسے اک عورت کی بیس ہوئین پسر حال خوش سے دے ہر اک اپنے خبر

۱ مثل کہ آخر ۷ شعر کا کہ مانند تیرا پاؤن کیچڑ مین پھنسا ہوا گر تو سرگشتہ ہو ساتھ یاد و ہوا کے مانند قوم موسیٰ کے تیہ میں تو چالیس سال رہا ایک جا پر حرص میں دوڑتا ہر دن بھر خود کو اول منزل پر دیکھتا ہے تو لاکھ برس اس بعد سے نہین نکلے جب تک عشق اس گوسالہ کا اُن سے نہ گیا گرداب کے مانند وہ تیہ اُن پر رہا سو اگوسالہ کے جو تجکو اس سے ملا ہے لطف و نعمت بے نہایت دکھاتا ہے بیلون سے تو گاؤ طبع ہوا اگر عشق گوسالہ کا دل سے نہین گیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۲ اپنے تو آخر ۲ شعر تو اپنے ہر ایک جزو سے اب پوچھ لے کہ یہ گونگے جزو تیری سو زبان رکھتے ہین نعمت رزاق عالم کا بیان اور اوراق مین نہان ہے تو رات دن افسانہ نیا ڈھونڈھتا ہے اور تیرا جز جز افسانہ گو ہے جب سے تیرے جز جز نے چھوڑا ہے چند شادیان اور چند غم دیکھے ہین کیونکہ کوئی جز بغیر لذت کے نہین آتا ہے بلکہ ہر ایک پیچون سے جز لاغر ہوتا ہے جز رہا اور عشرت گئی یاد سے نہین گئی بلکہ جسم سے پوشیدہ رہی یعنی تیرے ہر ایک جز کو لذت عدم سے خبر ہے اگرچہ وہ اب عشرت گئی ہے مگر گئی نہین تیرے جسم مین پوشیدہ ہے پس تو اس کو خود مین ڈھونڈھ لے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

۳ جیسے روئی آخر ۸ شعر جیسے پنبہ گرمی سے پیدا ہوا پنبہ باقی ہے اور گرمی یاد سے گئی یا کہ جیسے یخ سردی سے پیدا ہے پس سردی گئی اور یخ باقی ہے وہ یخ اس صعوبت سے یادگار ہے اور میوہ خزان مین گرمیون سے یادگار ہین ایسی ہی ہر ایک جز تیرے تن مین نعمت سے ثنا کہتا ہے جیسے ایک عورت کے بیس لڑکے ہوئے ہین اور ہر ایک اپنے حال خوش سے خبر دیوے بغیر مستی کے حمل نہو وین آشکار زائیدہ باغ کے بہار کب ہون اسکے خاندان دیکھے ظاہر پھل عشق بازی بہار کے ہین ہر ایک شجر بچون کی پرورش مین بہار مریم کے مانند جامہ شاہ سے پوشیدہ ہو یعنی ہر ایک اپنی اصل کی خبر دیتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

حمل نبود بی ز مستی و ز لاغ
حاملان و بچگانش در کنار
ہر درختی در رضاع کودکان
گرچہ در آب آتشی پوشیدہ شد
گرچہ دریا سخت پنہان می تند
ہمچنین اجزای مستان وصال
در جمال حال وا ماندہ جہان
آن موالید از رہ این چار نیست
آن موالید از تجلی زادہ اند
زاد گفتیم و حقیقت زاد نیست
ہین خمش شو تا بگوید شاہ قل
این گل گویاست پر جوش و خروش
ہر دو گون تمثال پاکیزہ مثال
ہر دو گون سر لطیف مرتضیٰ
ہمچو یخ کاندر تموز مستجیر
ذکر آن اریاح سرد زمہریر
ہمچو آن میوہ کہ در وقت شتا
قصۂ دور تبسمہای شمس

حمل ہے مستی کے نہ ہوں آشکار
حاملان و بچے اُس کے آشکار
پرورش میں ہر شجر بچون کے یان
گرچہ[1] ہوتی ہے آگ پانی میں نہان
گرچہ دریا خود کو پنہان بس رکھے
ایسے ہی اجزائے مستان وصل کے
منھ چھپا رہوے جمال حال میں
وہ موالید اب نہیں ان چار سے
وہ تجلی سے ہیں پیدا اس لئے
زاد[2] کہتا ہوں حقیقت زاد نے
اب تو چپ رہ تا کہ کہوے شاہ قل
خود یہ گل گویا ہے پر جوش و خروش
شکل ہر دو نوع پاکیزہ مثال
دونون نوع کی راز پاک مرتضیٰ
جیسے[3] یخ گرمی کے موسم میں گرے
ذکر کرتا ان ہواؤن سرد سے
یا کہ جیسے میوہ سردی میں کرے
قصۂ ایام ہنسنے شمس کا

سبز بہاری کی شود زائیدہ ملغ
شد دلیل عشقبازی بہار
ہمچو مریم حامل از شاہی نہان
صد ہزاران کف بر و جوشیدہ شد
کف بدہ انگشت اشارت میکند
حامل از تمثالہای حال و قال
چشم غائب ماند از نقش جہان
لاجرم منظور این ابصار نیست
لاجرم مستور پردہ سادہ اند
این عبارت جز پی ارشاد نیست
بلبلی مفروش با این جنس گل
بلبلا ترک زبان کن باش گوش
شاہد عدلند بر سر وصال
شاہد احیاد حشر ماسے مضے
ہر دم افسانہ زمستان میکند
اندر آن ایام و ازمان عسیر
میکند ز افسانہ لطف صبا
دان عروسان چمن را لمس طمس

باغ سبز زائیدہ کب ہوں بے بہار
ہیں دلیل عشقبازی بہار
مثل مریم حاملہ شہ سے نہان
سیکڑوں کف جوش سے اُسپر عیان
کف اشارہ انگلیوں سے ہے کرے
حاملہ ہیں شکل حال و قال سے
دیدے غائب نقش عالم سے ہیں
اس نظر سے نے دیکھیں وہ اس لئے
پردۂ بیرنگ میں پنہان رہے
یہ سمجھنے کے لئے ارشاد ہے
بلبلی مت کر تو ہیش جنس گل
بند کر بلبل زبان کو ہو تو گوش
ہیں گواہ عدل بازار وصال
فانی اور باقی پہ انکے ہیں گواہ
یاد سردی کے فسانہ لطف سے
اندر اس ایام و اُس تکلیف کے
یاد افسانہ صبا کے لطف سے
اور عروسان چمن کے لمس کا

سلہ اگرچہ الخ ۶ شعر اگرچہ آتش پانی میں پوشیدہ ہوتی ہے ولیکن سیکڑوں کف اُسپر جوش سے عیان ہیں اگرچہ دریا خود کو نہاں رکھتا ہے کف اشارہ انگلیوں سے کرتا ہے آگے اس کے حقائق ہیں ایسے ہی اجزا مستوران وصل کے شکل حال وقال سے حاملہ ہیں جمال حال میں منہ چھپا رہتا ہے اور دیدے نقش عالم سے غائب ہیں وہ موالیدان چار عنصر سے نہیں ہیں اسواسطے وہ اس نظر سے نہیں دیکھتے ہیں وہ تجلی سے پیدا ہیں اسواسطے پردہ بیرنگ میں پوشیدہ ہیں یعنی تجلیات حالی وقالی اس نظر ظاہری سے نہیں دیکھتی ہے کہ جو مستان کے ہر ایک جزو سے پیدا ہوتے ہیں وہ ظاہر نہیں ہوتے بلکہ چشم ظاہر بین سے مخفی رہتے ہیں باقی حال آگے ہے فافہم

سلہ زاد الخ ۵ شعر زاد کہتا ہوں حقیقت میں وہ پیدا نہیں ہے یہ ارشاد سمجھنے کیلئے ہے اب تو چپ رہ تاکہ شاہ قل کہے اور تو آگے گل کے بلبلی مت کر یہ گل خود گویا ہے پر جوش خروش تو زبان کو بند کر اور گوش ہو شکل دو نوع کی پاکیزہ مثال ہے اور عدل بازار وصال کے گواہ ہیں دونوں نوع کہ باز اور پاک مرتضیٰ کے فنا فی اللہ و بقا باللہ پر گواہ ہیں یعنی اولیاء اللہ کے دونوں حال وقال انکے فنا اور بقا ہونے پر گواہ ہیں آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

سلہ جیسے الخ ۷ شعر جیسے یخ گرمی کے موسم میں یاد کرتا ہے فسانہ لطف سردی سے ذکر کرتا ہے ان ہواؤں سرد سے اندر اُس ایام اُس تکلیف کے یا جیسے میوے سردی میں یاد کرتے ہیں فسانہ لطف صبا سے قصہ ایام ہنسنے شمس کا اور عروسان چمن کے لمس کا پس وہ حال گیا اور جزو بیادگار رہ گیا تو اس سے پوچھ یا خود شمار کر جب کہ غم تجکو گھیرے تو پستی سے اُس دم نا اُمیدی سے جستجو کر اُس دم نے کہا کہ ای خشم منکر حال کی ضد انعام حق سے ہے یعنی اگر وہ حال گیا اور جزو باقی رہا تو اس جزو سے پوچھ یا خود میں شمار کر آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

حال رفت و ماند جزوت یادگار — یا ازو وا پرس یا خود یاد آر
چون فسرده گیرد غمت کن جستی — زان دم نومیده کن فسا جستی
تفتیش ای غصهٔ منکر بحال — راتبهٔ انعام ها را زان کمال
هر دمت گر نیست بهار و خرمیت — همچو چاش گل تنت انبار هیست
چاش گل تن فکر تو همچون گلاب — منکر گل شد گلاب اینت عجاب
از کپی خوبان کفران که دریغ — بر نبی خوبان نثار از مهر و میغ
آن لجاج و کفر قانون کپیست — و آن سپاس و شکر منهاج نبیست
با کپی خوبان تنکها چه کرد — با نبی رویان تنکها چه کرد
در عمارتها سگانند و عقور — در خرابیهاست گنج عز و نور
گر نبودی این فروغ اندر خسوف — گم نکردی راه چندین فیلسوف
زیرکان و هوشکافان در رهی — دیده بر خرطوم داغ ابلهی

وہ گیا حال اور رہا جزو یادگار — یا تو پوچھ اس سے و یا خود کر شمار
جبکہ غم گھیرے تجھے جستی سے تو — اس دم نومید سے کر جستجو
بولا وہ اے خشم منکر حال کے — ہو غذا انعام حق سے جان کے
کیا بہا[سلہ] عیش سے ہر دم تجھے — تو وہ گل سا تن پہ کیون انبار ہے
جسم تو وہ گل تری فکر اس گلاب — منکر گل ہو گلاب اب ہو عجاب
اون کپی خو سے دریغ افسوس ہے — یا نبی خو سے کہ مہر اوپر مرے
ہے خوشامد کفر قانون کپی — اور سپاس و شکر ہے راہ نبی
بس تھتک کیا کپی خو سے گئے — پس تفضل کیا نبی رو سے گئے
سگ ہین آبادی کے اندر پر شرور — اور خرابی بیچ تہا ہی گنج عز و نور
گر نہوتا یہ فروغ اندر خسوف — ہوتے کب گمراہ اتنے فیلسوف
زیرک و دانا سے از راہ آگہی — دیکھا پیشانی پہ داغ ابلہی

قصهٔ فقیر روزی طلب بے کسب و دعای او مستجاب شدن

قصۂ فقیر روزی طلب بے کسب کا اور مستجاب ہونا اسکی دعا کا [سلہ]

آن یکی بیچارهٔ مفلس ز درد — کو ز بیخبری هزاران زخم خورد
لابه کردی در نماز و در دعا — کای خداوند و نگهبان رعا
بی ز جهدی آفریدی مر مرا — بی فن من روزیم ده زین سرا
پنج گوهر دادیم در درج سر — پنج حس دیگر هم مستتر

ایک عاجز بے نوا کو درد سے — زخم بے خبری سے لبس لاکھون ملے
عجز سے کرتا نماز اندر دعا — کہ اے گلہ کے نگہبان اے خدا
بید اسبے کوشش کیا تو نے مجھے — اس جہان مین روزی تو بے کسب دے
پانچ گوہر سر کے ڈبے مین رکھے — پانچ حس پنہان دیئے اور دوسرے

سلہ کیا بہار و عیش الخ شعر اگر تجکو بہار و عیش ہر دم نہین ہے تن یہ تو وہ سا گل کیون انبار ہے جسم تو وہ گل اور فکر تیری گلاب سے اب گلاب منکر گلاب ہو تعجب ہے ان بندر خو سے دریغ و افسوس ہے یا کہ نبی خو سے کہ شمس ان پر مرتا ہے خوشامد و کفر ہے قانون بندر کا اور سپاس و شکر ہے راہ نبی کی بس کیا ٹھیک بندر خو سے گئے اور بس کیا تفضل نبی رو سے آبادی مین سگ پر شرور ہین اور خرابی مین گنج عز و نور اگر یہ فروغ راحت کا خسوف تکلیف نہ ہوتا کب گمراہ ہوتے اتنے فیلسوف زیرک و دانا نے از راہ آگہی کے پیشانی پر داغ ابلہی کا دیکھا یعنی جو لوگ کہ دانا و زیرک ہین وہ از راہ آگہی کے آثار بیوقوفی کے پیشانی سے دیکھتے ہین پس اس حال و قال کو خود ہمت بھی شمار کرتا ہے فافہم ۱۲

سلہ قصہ ششم یار کو اپنے آپ مین

سلہ ایک عاجز الخ ہم شعر ایک عاجز بینوا کو درد بیخبری سے لاکھون زخم ملے تا زمین عجز سے دعا کرتا کہ اے نگہبان گلہ و اے خدا بے کسب بے کوشش مجھے پیدا کیا پانچ گوہر سر کے ڈبے مین رکھے اور دوسرے پانچ حس پوشیدہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

لاتعد این داد و لاتحصی از تو
من کلیلم از بیانش شرم رو

چونکه در خلاقیم تنها توئی
کار رزاقیم هم کن مستوی

سالہا کرد این دعا بسیار شد
عاقبت زاری او برکار شد

همچو آن شخصی که روزی حلال
از خدا میخواست بے کسب و کلال

کار آوردش سعادت عاقبت
دور داؤد لدنی معدلت

آن یتیم نیز زاریہا نمود
هم ز میدان اجابت گو ربود

گاه بدظن میشدی اندر دعا
از پے تاخیر پاداش و جزا

باز ارجاے خداوند کریم
در دلش بشارت گشتی و زعیم

چون شدی نومید در جهد و کلال
از جناب حق شنیدی کہ تعال

خافضست و رافعست این کردگار
بے ازین دو بر نیاید هیچ کار

خفض ارضی بین و رفع آسمان
بے ازین دو نیست دورانش فلان

خفض و رفع این زمان نوع دگر
نیم سالی خشک نیمی سبز و تر

خفض و رفع روزگار با کرب
نوع دیگر نیم روز و نیم شب

خفض و رفع این مزاج ممتزج
گاه صحت گاه رنجوری مضج

همچنین دان جملہ احوال جهان
قحط و خصب و جنگ و صلح و افتتان

اینجهان با این دو پر اندر ہواست
زین دو جانها موطن خوف و رجاست

تا جهان لرزان بود مانند برگ
در شمال و در سموم و بعث و مرگ

تا خم یک رنگی عیسی ما
بشکند نرخ خم صد رنگ را

سلہ لاتعد یہ داد و لاتحصی تری
مین ہون گونگا شرح سے اُس جود کی

جو تو خلاقی مین تنہا ہے مرے
رزق بھی مجکو مساوی اب تو دے

سالہا اُس نے یہی کی بس دعا
اُسکی زاری نے اثر آخر کیا

جسطرح وہ شخص کہ روزی حلال
چاہتا تھا حق سے بے کسب و کلال

کام اُس نے آخر دین اُسکو نیکیان
دور داؤد نبی تھا اُس زمان

بس کی اس مشتاق نے بھی التجا
گوے میدان اجابت لیگیا

سلہ گاہ بدظن ہوتا وہ اندر دعا
باعث تاخیر پاداش جزا

پھر خداوند جہان کی بس رجا
اُس کے دل مین ہوتی خوشخبری رسا

ہوتا جو کوشش مین نومید و ملال
بس جناب حق سے سنتا کہ تعال

زیر و بالا کرنے والا ہے خدا
کام ان سب دو کے نہ ہووے روا

دیکھ پستی زمین رفع سما
گردش اُسکی کب ہے ان دو کے سوا

زیر و بالا اس زمین کا اور ہے
خشک چھ مہ سبز تر چھ مہ رہے

زیر و بالا ہے زمانہ کا بس اور
آدھا دن اور آدھی شب ہے کر تو غور

زیر و بالا اس مزاج جسم کا
گاہ صحت اور گہ رنج و بکا

سلہ ایسے ہی کل حال ہر عالم کا جان
قحط و ارزانی و صلح و جنگ مابین

اُڑتا ہے ان دونون پر سے یہ جہان
ساکن خوف و رجا ان دو سے یان

تا جہان لرزان ہو مثل برگ کے
باد و سرد و گرم بعث و مرگ سے

میرے عیسیٰ کا خم یکرنگ کا
توڑتا ہے نرخ خم سو رنگ کا

سلہ لاتعد الخ ۱ شعر یہ بخشش تیری نہ تعداد رکھتی ہے و نہ گھیری گئی بلکہ مین اس بخشش کی شرح سے گونگا ہون جو تو میری خلاقی مین تنہا ہوا اب تو مجھکو رزق بھی مساوی
دے اُس نے برسون دعا کی آخر اُس کی زاری نے اثر کیا آگے مثال ہے کہ وہ شخص کہ روزی حلال حق سے چاہتا تھا بے کسب حلال کے آخر کار اُس نے اسکو نیکیان
دین کہ اُسوقت دور داؤد نبی کا تھا اس مشتاق نے بھی التجا کی اور گوے میدان اجابت کی لیگیا یعنی جیسے داؤد نبی کے عہد مین روزی حلال طلب کرنیوالے کو
حق نے بے کسب روزی دی قصہ اسکا اوپر گذر چکا ہے اسی طرح یہ بھی دعا مانگتا ہے کہ اثر اسکی زاری نے کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ گاہ بدظن الخ ۸ شعر کبھی وہ
بدظن ہوتا دعا مین باعث تاخیر جزا کے پھر امید خداوند جہان کی اُسکے دل مین خوشخبری پہونچاتی جو کوشش مین نا امید و ملال ہوتا بس جناب حق سے تعال کہ
آگے حقائق ہین خدا زیر و بالا کرنیوالا ہے ان دو کے کام روا نہ ہوئے دیکھ پستی و بلندی آسمان کی کہ اسکی گردش ان دو کے سوا کب ہے زیر و بالا اس زمین کا اور ہے کہ
چھ مہینے خشک اور چھ مہینے تر رہتی ہے زیر و بالا اس مزاج جسم کا کبھی صحت و کبھی رنج و بکا ہے یعنی جب وہ تاخیر اثر دعا سے بدظن ہوتا تو حق اُسکے دل مین یہ شوق دیتا بس
یہی زیر و بالا حق کا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ایسے ہی الخ ۵ شعر ایسے ہی اس عالم کا کل حال جان اور قحط و ارزانی و صلح اور جنگ کو ان
یہ جہان ان دونون پر سے اُڑتا ہے اور ساکن خوف و رجا کا ہے ان دونون سے تا جہان لرزان ہے مانند برگ کے باد الم و سرد و بعث و مرگ
سے جیسے عیسی کا خم یک رنگ نرخ خم سو رنگ کا توڑتا ہے وہ جہان مانند کان نمک کے ہے جو اس مین جاے بے تلوین رہے یعنی یہ جہان رنگا رنگ ہے
اور وہ جہان مثل خم عیسی کے ایک رنگ ہے کہ جو اس مین جاے تو یک رنگ ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

کان جہان ہمچون نمکسار آمدہ است | ہر چہ آنجا رفت بے تلوین شدہ است
دو جہان کان نمک کی شکل ہے | جو کہ اس میں جائے بے تلوین رہے

بین کہ خاک این خلق زنگار زنگ را | می کند یکرنگ اندر گورہا
دیکھ[1] تو اس خلق زنگار زنگ کو | کرتی ہے اک رنگ خاک گور جو

این نمکسار جسوم ظاہر است | خود نمکسار معانی دیگر است
یہ نمکزار بدن ہے ظاہری | ہے نمکزار معانی دوسری

این نمکزار معانی معنوی ست | از ازل آن تا ابد اندر نوی ست
یہ نمکزار معانی معنوی | ہے ازل سے تا ابد طرز نوی

این نوی را کہنگی ضدش بود | وان نوی بے ضد و بے ند و عدد
اس نئے کا ہوتا کہنہ ضد ہی | وہ نیا بے ضد اور بے ند ہے

آنچنان چون نور روی مصطفی | صد ہزاران نوع ظلمت شد ضیا
جیسے روی احمدی کے نور سے | ظلمت ہر اک نوع کی پر نور ہے

از جہود و مشرک و ترسا و مغ | جملگی یک رنگ شد زان الپ الغ
یہ جہود و ترسا و مغ مشرکین | سب ہوئے اک رنگ اُن سے بالیقین

صد ہزاران سایہ کوتاہ و دراز | شد یکی در نور آن خورشید راز
سیکڑوں سائے جو تھے چھوٹے بڑے | اک ہوئے سب نور میں اس شمس کے

نے درازی ماند نے کوتہ نہ پہن | گونہ گونہ سایہ در خورشید رہن
نے بڑائی چھوٹا نے چوڑا رہے | ہر طرح کا سایہ خور میں رہن ہے

لیک یکرنگی کہ اندر محشر است | بر بد و بر نیک کشف و ظاہر است
لیکن[2] اک رنگی کہ جو محشر میں ہے | کشف اور ظاہر ہی بد اور نیک پے

کہ معانی آن جہان صورت شود | نقشہای اندر خور خصلت شود
کہ معانی اس جہان میں شکل ہو | لائق خصلت ہو صورت شکل دو

گردد آنگہ فکر نقش نامہا | این بطانہ روی کار جامہا
فکر اس دم ہووے نقش نامہا | یہ بطونہ ہووے روئے جامہا

این ہمہ سرہا مثال گاومیس | دوک نطق اندر ملل باریک ریس
راز یہ کل ہیں مثال دم کہا | کاتے مذہب میں ہی تکلا نطق کا

نوبت صد رنگی ست و صد دلی | عالم یکرنگ کے گردد جلی
نوبت سو رنگ ہی اور سو دلی | عالم اک رنگ کب ہووے جلی

نوبت زنگی ست رومی شد نہان | این شب ست آفتاب اندر دہان
نوبت زنگی ہے اور رومی چھپا | یہ ہے شب اور شمس پردہ میں گیا

نوبت گرگ ست و یوسف زیر چاہ | نوبت قبطی ست فرعون ست شاہ
نوبتے[3] گرگ اور یوسف زیر چاہ | نوبت قبطی ہی فرعون بادشاہ

تا کہ رزق بید بیغ خیرہ خند | آن سگان را حصہ باشد روزی چند
تا کہ رزق بیہدہ اور مفت سے | چند دن کو جیسے کتوں کے ہوئے

[1] دیکھ تو الخ ۸ شعر تو اس خلق زنگار زنگ کو دیکھ کہ ایک رنگ کرتی ہے خاک گور یہ نمکزار بدن کی ظاہری ہے اور نمکزار معنی کی وہ دوسری ہے یہ نمکزار معانی ہوئے ازل سے ابد تک طرز نوی ہے اور اس نئے کا کہنہ ضد ہوتا ہے اور اپنا بے ضد و بے ند ہے آگے اسکی مثال ہے جیسے روئے احمدی کے نور سے ہر نوع کی ظلمت پر نور ہے جہود و ترسا و مغ مشرکین سب اُن سے ایک رنگ ہوئے سیکڑوں سائے کہ جو تھے چھوٹے و بڑے اس شمس کے نور میں ایک ہو گئے نہ بڑا ہوا نہ چھوٹا نہ چوڑا ہووے ہر ایک قسم کا سایہ خورشید میں ہی ہے یعنی سب سائے پرتو خورشید میں ایک ہو جاتے ہیں اسیطرح عدم میں سب جا کے ایک رنگ ہوتے ہیں آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲ [2] لیکن اکرنگی الخ ۱۰ شعر لیکن ایک رنگی کہ جو محشر میں ہے کشف و ظاہر نیک و بد پر ہے کہ جو معانی اس جہان میں صورت ہوا اور وہ صورت لائق خصلت ہو اسدم فکر نقش ناموں کے ہووے اور یہ بطونہ فکر روئے جامہا کا ہووے یہ کل راز ہم گئے مانند ہیں کہ تکلا نطق کا مذہب میں کاتا ہے وقت سو رنگ سو دلی کا ہے کب عالم ایک رنگ جلی ہووے وقت زنگی کا ہے اور رومی چھپا یہ شب ہے اور شمس پردہ میں گیا یعنی اب وقت یکرنگی کا ہے بیرنگی کیونکر ظاہر ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] نوبت الخ ۲ شعر وقت گرگ کا اور یوسف زیر چاہ وقت قبطی کا ہے اور فرعون بادشاہ ہے تا کہ رزق بیہودہ و مفت سے کتوں کے حصے ہوئے چند روز کو شیر بیشہ کے اندر منتظر ہیں تا کہ آئے حکم منتشر ہوئیں اس بیشہ سے شیر باہر نکلیں اور روبرو حق کے خبر ہو نصرت سے جو ہر انسان بجرو بر گھیرے آگے بیلوں کے کہ گشتہ ہوں روز قیامت کے روز محشر کے خوفناک ہو جو منونگ عید و بیلوں کو قربانی ہے یعنی بروز حشر ایک رنگی سب پر کھل جائے گی کہ اس عالم سو رنگ میں نفس کو غلبہ و روح کو عاجز ہے مگر اولیا بروز حشر غالب ہو دینگے آگے ان کا بیان ہے فافہم ۱۲

در درون بیشه شیران منتظر | تا شود امر تعالوا منتشر
پس برون آیند آن شیران مرج | بی‌حجابی حق نماید دخل و خرج
جوهر انسان بگیرد بر و بحر | پیش گاوان سلطان روز نحر
روز نحر رستخیز سهمناک | مومنان را عید و گاوان را هلاک
جمله مرغان آبی روز نحر | همچو کشتیها روان بر روی بحر
تا که یهلک من هلک عن بینة | تا که ینجو من نجا و استیقنه
تا که بازان جانب سلطان روند | تا که زاغان سوی گورستان روند
کینه سرگین خشک استخوان | نقل زاغان آمده است اندر جهان
قند حکمت از کجا زاغ از کجا | کرم سرگین از کجا باغ از کجا
نیست لائق غزو نفس و مو غزی | نیست لائق عود و مشک کون خری
چون غزا ندهد زنان را هیچ دست | کی دهد آنکه غزای اکبرست
جز بنادر در تن زن رستمی | گشته باشد خفیه همچون مریمی
آنچنان کاندر تن مردان زنان | خفیه اند و ماده از ضعف جنان
آنجهان صورت شود و زمادگی | هر که در مردی ندید آمادگی
روز عدل و داد اندر خورست | کفش از آن پا کلاه آن سرست
تا به مطلب در رسد هر طالبی | تا به غرب خود رود هر غاربی
نیست هر مطلوب از طالب دریغ | جفت تابش شمس و جفت آب میغ
هست دنیا قهر خانه کردگار | قهر بین چون قهر کردی اختیار

شیر ہین بیشہ کے اندر منتظر | تا کہ حکم آنے کا ہووے منتشر
پس وہ نکلین باہر اس بیشہ سے | رو برو حق کے تصرف ہے ہون سیر
جو ہر انسان گھیرے بر و بحر | آگے بیلون کے کہ کشتہ روز نحر
روز نحر حشر کو ہے خوفناک | مومنون کو عید بیلون کو ہلاک
مرغ آبی جز و کل دن نحر کے | مثل کشتی کے روان ہو بحر پے
تا کہ یہلک من ہلک عن بینة (تا کہ ہلاک ہووے جو ہلاک ہوا اہل شہود سے) | تا کہ ینجو من نجا و استیقنہ (تا کہ نجات پاوے جو نجات پانیوالا ہو یقین سے)
باز تا کہ جانب سلطان اڑین | زاغ تا کہ سوی گورستان اڑین
گندگی خشک و مردار استخوان | ہے غذا زاغون کی اک اندر جہان
قند حکمت کا کہان ہو زاغ کان | کیڑا گوبر کا کہان اور باغ کان
جاہ و عزت کے نہ لائق بے خبر | مشک و عنبر کے نہ لائق کون خر
جو زنون کو کچھ نہ قدرت دے غزا | جو غزا اکبر ہے وہ کب دے بھلا
عورتون کے تن مین نادر مردمی | مثل مریم کے ہوئی ہو مختفی
ایسے ہی مردون کے جسمون مین زنی | ہے نہان اور ضعف دل سے مادگی
اس جہان مین ہو یہ صورت مادگی | دیکھے جو مردی مین نے آمادگی
عدل لائق حشر کو ہے ای بشر | کفش لائق پا کلاہ ہے لائق سر
پہونچے تا مطلب کو بس طالب ہر ایک | جائے تا غرب اپنے کو غارب ہر ایک
نے کوئی مطلوب طالب سے جدا | تاب خور کا جفت پانی ابر کا
ہے یہ دنیا قہر خانہ کردگار | قہر دیکھ اب جو کیا قہر اختیار

سـ۵۱ مرغ آبی الخ شعر مرغ آبی جز و کل نحر کے دن مثل کشتی کے بحر پر روان ہوں ترجمہ تا کہ ہلاک ہو ظہور سے تا کہ نجات پائے وہ کوئی کہ نجات پانیوالا ہی یقین سے تا کہ باز سلطان کی جانب اڑین اور زاغ گورستان کی جانب اڑین گندگی خشک و استخوان مردار غذا زاغون کی ہر جہان مین قند حکمت کا کہان لائق زاغ کہان کیڑا گوبر کا کہان اور باغ کہان بجز جاہ و عزت کے لائق نہین اور کون خر مشک و عنبر کے لائق نہین یعنی بروز حشر طالبان زین جانب جنت کے و طالبان دنیا جانب دوزخ کے جائینگے آگے مثال ہے فافہم ۱۲ سـ۵۲ جو زنون کو الخ یہ شعر جو غزا اسنے عورتون کو کچھ قدرت دے تو جو کہ غزا اکبر ہے وہ کب قدرت بھلا دیوے عورتون کے تن مین مردی نادر مثل مریم کے پوشیدہ ہوئی ایسے ہی مردون کے جسمون مین زنی پوشیدہ ہے اور ضعف دل سے مادگی اس جہان مین یہ صورت مادگی کی ہو جو نہ مردی مین دیکھے آمادگی حشر عدل لائق ہے کہ کفش لائق پا و کلاہ لائق سر ہو تا مطلب کو ہر ایک طالب پہونچے تا ہر ایک غارب اپنے غرب کو جائے کوئی مطلوب طالب سے جدا نہین ہے کہ تاب خورشید کا جفت ہوا اور پانی ابر کا یعنی جو جس چیز کے لائق ہے بروز حشر اسکو ملیگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سـ۵۳ ہے یہ دنیا الخ یہ شعر یہ دنیا قہر خانہ خدا کا ہے پس قہر دیکھ جو کہ قہر اختیار کیا مقہورون کی بال و ہڈی دیکھ کہ بحر و بر مین ڈالا تیغ قہر نے بال و پر فرعون کے گرد و دام دیکھو کہ شرح قہر حق کرتے ہین بے کلام وہ مرا اور ایک قبر اسیر بنی جب کہنہ ہوئی قبر بھی نہین رہی ہر ایک کا جوڑا عدل حق سے کیا مچھر اور مچھر کا بیل اور بیل کا آگے اس کی مثال ہے مونس و ولدار احمد صلعم کے چار یار ہین اور مونس ابوجہل کا عتبہ ذو الخمار ہین جبرئیل روحان کا کعبہ سدرہ ہوا اور بندہ شکم کا کعبہ سفرہ ہوا یعنی اس دنیا مین جو کریگا وہ پائیگا کہ جائے مکافات ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

استخوان و موی مقهوران نگر	تیغ قهر افگنده اندر بحر و بر	بال و ہڈی دیکھو مقہوروں کی ہی	بحر و بر میں ڈالا تیغ قہر نے
پر و بال مرغ بین بر گرد دام	شرح قهر حق کننده بے کلام	بال و پر مرغوں کے دیکھو گرد دام	شرح قہر حق کریں ہیں بے کلام
مرد او بر جاش خرپشته نشاند	وانکه کهنه گشت پشته هم تمام	وہ مرا اور قبر اُسپر اک بنی	جب ہوئی کہنہ رہی نہ قبر بھی
هر کسی را جفت کرده عدل حق	پیل را با پیل و بق را جنس بق	عدل حق نے جوڑا ہر اک کا کیا	مچھر اور مچھر کا پیل اور پیل کا
مونس احمد به مجلس چار یار	مونس بوجهل عتبه و ذوالخمار	مونس و دلدار احمد چار یار	مونس بوجہل عتبہ و ذو الخمار
کعبهٔ جبرئیل و جانها سدرهٔ	کعبهٔ عبد البطن شد سفرهٔ	کعبہ جبرئیل و جان سدرہ ہوا	کعبہ بندہ شکم سفرہ ہوا
قبلهٔ عارف بود نور وصال	قبلهٔ عقل مفلسف شد خیال	قبلہ[۵۱] بس عارف کا ہے نور وصال	فلسفی کی عقل کا قبلہ خیال
قبلهٔ زاهد بود یزدان بر	قبلهٔ طامع بود همیان زر	زاہدوں کا قبلہ خلاقِ بشر	طامعوں کا قبلہ اک ہمیان زر
قبلهٔ مردان حق اعمال نیک	قبلهٔ نااهل جهل مرد ریگ	قبلہ مردانِ خدا کا نیک عمل	قبلہ نااہلوں کا جہل پر خلل
قبلهٔ معنی دران صبر و درنگ	قبلهٔ صورت پرستان نقش سنگ	قبلہ اہل معنی بس صبر و درنگ	قبلہ اہل صورتوں کا نقش سنگ
قبلهٔ باطن نشینان ذوالمنن	قبلهٔ ظاهر پرستان روی زن	اہل باطن کا ہے قبلہ ذوالمنن	اہل ظاہر کا ہے قبلہ روے زن
قبلهٔ عاشق حق آمد اے پسر	قبلهٔ باطل ابلیس ست ای پدر	عاشقوں کا حق ہے قبلہ اے پسر	باطلوں کا قبلہ ابلیس اے پدر
قبلهٔ فرعون دنیا سر بسر	قبلهٔ خربنده چه بود کون خر	قبلہ فرعون کی ہے دنیا سر بسر	بندہ خر کی ہے قبلہ کون خر
همچنین برمے شمر تازه و کهن	در ملولی رو تو کار خویش کن	ایسے ہی گن تازہ کہنہ اے بشر	جا تو اندر رنج کے کام اپنا کر
رزق ما از کاس زرین شد عقار	وان سگان را آب تتماج و تغار	رزق[۵۲] میرا جام زرین سے ہے مے	پانی دھووں کا ہے کتوں کیلئے
لائق آنکه بد و خود داده ایم	در خور او رزق بفرستاده ایم	جس کے لائق جو تھا وہ ہمنے دیا	لائق اس کے بھیجا ہمنے رزق تھا
عاشق نان ساختیم آن خواجه را	سیر از جان ساختیم این را چرا	عاشق اُس خواجہ کو روٹی کا کیا	سیر جان سے اُس کو ہمنے کر دیا
زانکه آنرا عاشق نان کرده ایم	جان این را مست جانان کرده ایم	کیونکہ اُس کو عاشق نان کر دیا	جان کو اُس کی مست جانان کر دیا
چون بجوئی خود خوشی و خرمی	پس چرا از خورده خود نیست میری	خوش و خرم ہو تو اپنی خو سے ہی	رزق و خو سے اپنی کھاگے کس لئے

[۵۱] قبلہ آلخ ۸ شعر عارف کا قبلہ نور وصال ہے اور فلسفی کی عقل کا قبلہ خیال ہے زاہدوں کا قبلہ خلاق بشر اور طامعوں کا قبلہ ہمیانی زر مردان خدا کا قبلہ نیک عمل اور نااہل کا قبلہ جہل پر خلل اہل معنی کا قبلہ صبر و درنگ و اہل صورتوں کا قبلہ نقش و سنگ اہل باطن کا قبلہ ذوالمنن ہے اور اہل ظاہر کا قبلہ روے زن ہے عاشقوں کا قبلہ حق ہے اور باطلوں کا قبلہ ابلیس ہے فرعون کا قبلہ دنیا ہے اور بندہ خر کا قبلہ کون خر ہے ایسے ہی گن تازہ کہنہ کو تو جا اندر رنج کے کام اپنا کر یعنی دنیا میں جو شخص جس چیز کا طالب ہے وہی چیز اس کی قبلہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[۵۲] رزق میرا آلخ ۸ شعر میرا رزق جام زرین سے شراب ہے اور پانی دھوون کا کتوں کے واسطے ہے جو جس کے لائق تھا وہ ہمنے اُس کو دیا اور اُس کے لائق ہمنے رزق بھیجا اُس خواجہ دنیا کو عاشق روٹی کا کیا اور جان سے سیر ہم نے عاشق مولا کو کر دیا کیونکہ عاشق نان اسکو کر دیا اور اسکی جان کو مست جانان کر دیا جو تو خوش و خرم اپنی خو سے ہے رزق و خو سے اپنے کے واسطے بھاگتا ہے اگر بادگی خوش آئے جاو دکو سے اور رستمی خوش آئی تو خنجر کوے اگر عزا خوش آسے جوش ہیں اگر نہ نخچیر پسند ہو کون دے یہ بات بے انتہا ہے وہ فقیر تاب درویشی سے انیس حقیر یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہو کہ جو جسکے لائق تھا وہ ہی اسکو دیا پس جو چیز اب مجکو خوش آئے وہ تو حاصل کر جواب فقیر کا بیان ہے فافہم ۱۲

ہادگی خوش آیدت چادر بگیر	رستمی خوش آیدت خنجر بگیر	ہادگی خوش آئے تو چادر کو لے	رستمی خوش آئے تو خنجر کو لے
غازلی خوش آیدت چون عشق سن	در بهیری مائلی رو کون فروش	گر غزا خوش آئے جوشن ہین تو	گر درست ہے زنخہ پن دے کون کو
این سخن پایان ندارد آن فقیر	گشتہ است از تاب درویشی عقیر	بات یہ بے انتہا ہے وہ فقیر	تاب درویشی سے ہے از بس حقیر

خواب دیدن فقیر و نشان دادن ہاتف اورا بگنج نامہ

خواب دیکھنا فقیر کا اور بتانا ہاتف کا اسکو خزانہ کا بیجک

دید در خواب او شبی و خواب کو	واقعہ بیخواب صوفی راست خو	دیکھا[۱] اک شب خواب مین بے خواب وہ	واقعہ بیخواب تھا درویش کو
ہاتفی گفتش کہ ای دیدہ تعب	رقعہ در مشق وراقان طلب	اُس سے ہاتف نے کہا ای مبتلا	ایک بیجک ردی والے سے تو لا
خفیہ زان وراق کت ہمسایہ است	سوی کاغذ پارہاش آور دست	وہ ہے ردّی والا ہمسایہ ترا	ڈھونڈھ خفیہ کاغذون مین اُسکے جا
رقعۂ شکلش چنان رنگش چنین	پس بخوان آنرا بخلوت ای حزین	بیجک اس رنگ اور اس صورت کا ہے	جا کے خلوت مین تو اسکو دیکھ لے
چون بدزدی آن ز وراق ای پسر	پس برون رو زانبہی شور و شر	ردّی[۲] والے سے چرا لے اسکو جو	جلد تر بازار سے باہر تو ہو
تو بخوان آن را بخود در خلوتی	ہین مجو در خواندن آن شرکتی	اور پڑھ خلوت مین اسکو آپ کو	گر نہ پڑھنے مین تو شامل غیر کو
ور شود آن فاش ہین غمگین مشو	کہ نیابد غیر تو زان نیم جو	گر وہ ہووے فاش تو غمگین نہو	کہ نہ پائے غیر اس سے نیم جو
ور شود آن دیر ہین زنہار تو	ورد خود کن دمبدم لا تقنطوا	دیر اسمین ہووے گر زنہار تو	ورد خود کر دمبدم لا تقنطوا
این بگفت و دست خود آن مژدہ ور	بر دل او زد کہ رو زحمت ببر	یہ کہا اور ہاتھ سینہ پر ملا	مژدہ گو نے کہ تو رحمت کو پا
چون بخویش آمد زغیبت آن جوان	می نگنجد از فرح اندر جہان	خود مین آیا غیب سے جو وہ جوان	نے سماتا فرح سے اندر جہان
زہرۂ او بر دریدی از قلق	گر نبودی عون رفق و لطف حق	پتا[۳] اسکا پھٹتا از رہ قلق	گر مدد کرتا نہ اس کی لطف حق

سلہ دیکھا الخ یہ شعر ایک شب خواب مین دیکھا کہ وہ خواب نہیں تھا اور درویش کو واقعہ بے خواب تھا اُس سے ہاتف نے کہا اے مبتلا ایک بیجک ردی بیچنے والے سے تو لا وہ ردی والا تیرا ہمسایہ ہے اُس کے کاغذون مین خفیہ جا کر ڈھونڈھ بیجک اس رنگ اور اس صورت کا ہے تو اس کو خلوت مین جا کر دیکھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ردی والے سے الخ ۶ شعر جو اس کو چرائے ردی والے سے جلد تر بازار سے تو باہر ہو اور خلوت مین تو اس کو آپ پڑھ اور پڑھنے مین غیر کو شامل مت کر اگر وہ فاش ہووے تو غمگین مت ہو کہ غیر اس سے جو نہ پائے گا اگر اس مین دیر ہووے تو ضرور کر کہ ورد اپنا دمبدم لا تقنطوا کہا اور ہاتھ سینہ پر مژدہ گو نے ملا کہ تو رحمت حاصل کر جو وہ غیب سے خود مین آیا فرحت سے نہیں سماتا تھا جہان مین باقی آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ پتا الخ ۷ شعر از راہ قلق کے زہرہ اُس کا پھٹتا اگر لطف حق اسکی مدد نہ کرتا ایک خوشی وہ ہوئی کہ تو سو حجاب کے پیچھے سے کان اس کے خطاب حق سے سنا اور ایک خوشی وہ ہوئی کہ سوالون سے چھٹا کہ اس سے حاصل ہونا چاہا گنج کا آگے اس کے حقائق ہین اسکی حس سمجھ یہ وہ تھی سرفراز ہوئی اور آسمان پر گئی حس بصر کو کب محسوسات سے ہوئے کہ غیب کے پردون سے بھی گذر جائے اگر جو اس گذریہ از راہ حجاب کے تو اُس کو پے در پے ہو دیدار و خطاب فوج زنگی کے آگے ردم کے جو نشان ہوئی خورشید نے تیغ ماری سب علم کھل گئے یعنی جس کے حواس پردہ سے گذر جائین اس کے چشم دیدار و گوش کو خطاب ہووے اور مقام کشود کا اُسپر کھلے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

یک فرح آن کز پس پنصد حجاب　　گوش او بشنید زانحضرت جواب
یک فرح آن کز سوال آمد خلاص　　خواهش حاصل شدن آن گنج خاص
از حجب چون حس سمعش درگذشت　　شد سرافراز و ز گردون برگذشت
کے بود کان حس چشمش زاعتبار　　زان حجاب غیب هم یابد گذار
چون گذاره شد حواس از وه حجاب　　پس پیاپی گرددش دید و خطاب
چون سیاه زنگ پنهان شد ز روم　　تیغ زد خورشید و پیدا شد علوم
یک فرح آنکه نشد ردش دعا　　عاقبت آمد اجابت مر ورا
جانب دکان وراق آمد او　　دست در کرد او پی مشق از سبو
پیش چشمش آمد آن مکتوب زرد　　با علاماتے که هاتف گفته بود
در بغل زد گفت خواجه خیر باد　　این زمان امیر سیم ای اوستاد
رفت کنج خلوتے آن را بخواند　　وز تحیر واله و حیران بماند
که بدین سان گنج نامه بے بها　　چون فتاده ماند اندر مشقها
باز اندر خاطرش این فکر جست　　کز پئے هر چیز یزدان حافظ است
کے گذارد حافظ اندر اکتناف　　که کسی چیزے رباید از گزاف
گر بیابان پر شود زر و نقود　　بے رضائے حق جوے نتوان ربود
در بخوانی صد صحف بی سکتۂ　　بے قدر یادت نماند نکتۂ
ور کنی خدمت بخوانی یک کتیب　　علمهائے نادره یابی ز جیب
شد ز جیب آن کف موسی ضوفشان　　کان فزون آمد ز ماه آسمان

اک خوشی وہ کہ پس نو سو حجاب　　کان نے اس کے سنا حق سے خطاب
اک خوشی وہ کہ سوالوں سے چھٹا　　اس نے حاصل جو چاہا گنج کا
اسکی حس سمع پردہ سے بڑھی　　ہوئی سرافراز اور گردون پر گئی
کب ہو محسوسات سے حس بصر　　غیب کے پردوں کے بھی جائے گذر
اور اگر گذرین حواس اندوہ حجاب　　اسکو پے در پے ہو دیدار اور خطاب
فوج زنگی ہوئی نہان جو بیچ روم　　ہو رہے ماری تیغ کھل گئے سب علوم
اک[۱] خوشی وہ رد ہوئی اسکی دعا　　اور اجابت آئی آخر بہ ملا
ردی والے کی دکان پر وہ گیا　　کاغذوں کو لوٹنے ہر سو لگا
سامنے اس کے وہ پیچک آگیا　　اس نشان سے جو تھا ہاتف نے کہا
لے بغل میں بولا رخصت اب ہون میں　　پھر ابھی استاد واپس ہون پھر دن
گوشۂ خلوت میں جا اسکو پڑھا　　مارے حیرت کے وہ بس حیران رہا
کہ[۲] یہ پیچک اس طرح کا بے بہا　　ردیوں میں کیوں پڑا کیونکر رہا
پھر خیال اک اسکے دل میں یہ ہوا　　کہ محافظ بس ہے ہر شے کا خدا
کب محافظ آنے دے اندر بنا　　کہ کوئی ہر چیز لے از رہ دغا
گر بیابان پر ہو زر و نقد سے　　بے رضائے حق نہ اک جو لے سکے
گر پڑھے قرآن بے سکتے کے سو　　بے قدر کے یاد کب اک نکتہ ہو
گر کتب خوانی میں وہ کوشش کرے　　علم نادر پائے اپنی جیب سے
کف[۳] موسی جیب سے ہوئی نورپاش　　کہ فزون ہے ماہ سے اندر شعاع

سلہ اک خوشی وہ الخ ۵ شعر ایک خوشی وہ ہوئی کہ اسکی دعا رد نہوئی اور آخر کو اجابت آئی پھر گیا وہ ردی والے کی دوکان پر اور ہر طرف کاغذ لوٹنے لگا وہ پیچک اس کے سامنے آگیا اس نشان سے جو ہاتف نے کہا تھا بغل میں لیکر کہا کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں اور پھر ابھی اے استاد واپس آتا ہوں گوشہ خلوت میں اس کو جا کر پڑھا اور مارے حیرت کے بس حیران رہا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کہ یہ پیچک الخ ۶ شعر کہ یہ پیچک اس طرح کا بے بہا ردیوں میں کیونکر پڑا رہا پھر یہ خیال اسکے دل میں ہوا کہ ہر شے کا محافظ خدا ہے کب محافظ پناہ میں آنے دے کوئی ہر ایک چیز از راہ دغا کے لے اگر بیابان زر و نقد سے پر ہو بغیر رضائے حق کے ایک جو نہ لے سکے اگر قرآن بغیر سکتے کے سو پڑھے بغیر حکم قدر کے ایک نکتہ یاد نہووے اگر کتاب خوانی میں کوشش کرے علم نادر اپنی جیب سے پاوے یعنی بغیر حکم خدا کے کوئی شخص ایک چیز نہیں لے سکتا ہے اور نہ علم پا سکتا ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ کف موسی الخ ۷ شعر کف موسی جیب سے زور بار ہوئی کہ ماہ سے اندر شعاع کے افزون ہے جو تو موسیٰ جیب سے ڈھونڈھتا تھا اس نے تیری جیب سے نکالا تھا کہ تو جانے کہ یہ چرخ چنبری ایک عکس ہے مدرکات انسان کا نہیں کہ اول ہاتف نے اغنیا کے کونین سے اول عقل پیدا کی یہ بات پیدا و پنہان ہے کہ راز دار حقا کی عکس نہ ہوئے پھر تو طرف قصہ کے لوٹا اور قصہ فقیر و گنج کا تمام کہ یعنی جس کو موسیٰ آسمان پر ڈھونڈھتا تھا وہ جیب سے اس کے ظاہر ہوا آگے قصہ فقیر کا بیان ہے فافہم ۱۲

آنچه می جستی ز چرخ با نهیب / سر برآورده‌ست ای موسی از جیب
تا بدانی کاسمانهاے سمی / هست عکس مدرکات آدمی
نی که اول دست یزدان مجید / از دو عالم پیشتر عقل آفرید
این سخن پیدا و پنهان‌ست بس / که نباشد محرم عنقا مگس
باز سوی قصه باز آ ای پسر / قصهٔ گنج فقیر آرد بسر

ڈھونڈھتا تھا جو تو موسیٰ چرخ سے / سر نکالا جیب سے اُس نے ترے
تا تو جانے یہ کہ چرخ چنبری / عکس ہے اک مدرکات آدمی
نے کہ اول ہاتھ نے اللہ کے / پیدا اول عقل کی کونین سے
یہ سخن پیدا ہے اور پنہاں ہے بس / راز دار عنقا کی نے ہووے مگس
پھر طرف قصہ کے آ تو ای پسر / قصۂ گنج فقیر اتمام کر

تمامی قصۂ آن فقیر

اندر آن رقعه نوشته بود این / که برون شهر گنجے دان دفین
آن فلان قبه که در وی مشهدست / پشت او در شهر و رو در فدفدست
پشت کن در قبه رو در قبله آر / وانگهان از قوس تیرے واگذار
چون فگندی تیر از قوس ای معاد / برکن آن موضع که تیرت اوفتاد
پس کمان سخت آورد آن فتی / تیر پرانید در صحن فضا
پس کلند آورد و بیل و شاد شاد / کند آن موضع که آن تیر اوفتاد
کند شد هم او و هم بیل و تبر / خود ندید از گنج پنهانی اثر
همچنین هر روز تیر انداختی / لیک جاے گنج می نشناختی
چونکه این را پیشه کرده او دوام / فجفجی افتاد اندر خاص و عام
هر کسے در گفتگوی او فتاد / کین چنین بازی نباشد در نهاد
هر کسے در گفتگوے فاسدی / هر طرف برخاسته یک حاسدے

اختتام اُس فقیر کے قصہ کا

[1] اندر اُس بیجک کے یہ تحریر تھا / کہ خزانہ شہر باہر ہے گڑا
وہ فلان قبہ کہ اُس میں قبر ہے / رو بصحرا پشت جانب شہر کے
پشت کر قبہ کو مُنہ قبلہ کو موڑ / اور کمان سے تیر کو اُس دم تو چھوڑ
جو تو ڈالے تیر اپنا قوس سے / کھود وہ جا تیر جس جا پر گرے
پس کمان اک سخت لایا وہ جوان / تیر چھوڑا دشت کے بیچ درمیان
لایا وہ خوش خوش کدال اور بیلچا / کھودی وہ جا تیر جس جا پر گرا
[2] سُست ہوا وہ بھی اور بیل و تبر / گنج مخفی سے نہ دیکھا کچھ اثر
ایسے ہی ہر روز تیر اک پھینکتا / لیک جائے گنج نہ پہچانتا
جو یہی پیشہ کیا اُس نے دوام / پڑ گیا اک شور اندر خاص و عام
ہر کوئی کرنے لگا یہ گفتگو / کہ سرشت اندر نہ ایسا کھیل ہو
گفتگو ہر ایک کرتا فاسد ایک / ہر طرف پیدا ہوا پس حاسد ایک

فاش شدن خبر گنج نامه و به سمع شاه رسیدن و از وے گرفتن او

ظاہر ہونا خبر بیجک کی اور شاہ کے کان تک پہونچنا اور وہ لینا اُس سے

[1] اندر الخ ۶ شعر اس بیجک میں یہ لکھا تھا کہ خزانہ شہر کے باہر گڑا ہے وہ فلاں قبہ کہ اُس میں قبر ہے رو طرف صحرا کے و پشت جانب شہر کے ہے قبہ کی جانب پشت کر اور مُنھ قبلہ کو موڑ اور کمان سے تیر کو تو اس دم چھوڑ جو تیر تو اپنا کمان سے ڈالے جس جا پر تیر گرے وہ جا تو کھود لیں وہ جوان ایک کمان سخت لایا اور تیر درمیان دشت کے چھوڑا وہ خوش خوش کدال و بیلچہ لایا اور جس جا پر تیر گرا وہ جا کھودی یعنی لا الٰہ الا اللہ کا تیر ہر جانب دل پر ڈالنا شروع کیا کہ گنج معنی کا پتہ لگے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] سست ہوا الخ ۵ شعر بھی وہ سُست ہوا اور بیل و تبر مگر گنج مخفی سے کچھ اثر نہ دیکھا ایسے ہی ہر روز ایک تیر پھینکتا و لیکن جگہ گنج کی نہیں پہچانتا جو یہی پیشہ ہمیشہ ہو گیا تو پڑ گیا ایک شور اندر خاص و عام کے پڑ گیا ہر کوئی یہ گفتگو کرنے لگا کہ زندگی میں ایسا کھیل نہ ہو ہر ایک گفتگو فاسد کرتا اور ہر طرف حاسد پیدا ہو گیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پس خبر کردند سلطان را ازین | آن گروہے کش بُدند اندر کمین
عرضہ کردند آن سخن را زیر دست | کان فلانی گنجنامہ یافتہ است
چون شنید آن شخص کین با شہ رسید | جز کہ تسلیم و رضا چارہ ندید
پیش ازان کاشکنجہ بیند زان قباد | رقعہ را آورد پیش شہ نہاد
گفت تا این رقعہ را یابیدہ ام | گنج نے و رنج بیحد دیدہ ام
خود نشد یک حبہ از گنج آشکار | لیک پیچیدم بسے مانند مار
رفت ماہی تا چنینم تلخ کام | کہ زیان و سود این بر من حرام
تو کہ بخت بر کند زین کان عطا | اے شہ فیروز جنگ و دز کشا
مدت شش ماہ و افزون بادشا | تیر می انداخت و بر میکند چاہ
ہر کجا سختہ کمانے بود جست | تیر می انداخت بر ہر گنج جست
غیر تشویش و غم و طامات نے | ہیچو عنقا نام فاش و ذات نے

پس[۱] خبر کی شاہ کو اس بات سے | اُن گروہون نے جو گھات اُسکی تھے
کی عرض پوشیدہ جا اس بات سے | پایا پیچک اک فلانے شخص نے
جو سُنا اُس نے کہ یہ شہ نے سنا | دیکھا چارہ جز نہ تسلیم و رضا
پہلے اُس سے کہ گرفت ہووے سوا | پیچک اُس نے شاہ کے آگے رکھا
بولا جب سے مجکو یہ پیچک ملا | گنج کی جا دیکھا رنج از بس
گنج سے حبہ ہوا نے آشکار | لیک بل کھائے ہزارون مثل مار
اک مہینے سے ہون از بس تلخکام | بلکہ نقصان اور سود اسکا حرام
ہے توقع تجھ سے ہون یہ کان عطا | اے شہ اہل ظفر قلعہ کشا
چھ مہینے تک وہ شہ بلکہ سوا | پھینکتا تیر اور چاہین کھودتا
جس جگہ بہتر جو تیر انداز تھا | پھینکتا تیر اور خزانہ ڈھونڈتا
پس سوا تشویش و غم کچھ بات نے | مثل عنقا نام ظاہر ذات نے

ناامید شدن بادشاہ از نایافتن آن گنج وملول شدن او از طلب

ناامید ہونا بادشاہ کا معلوم کرنے اُس گنج سے اور ملول ہونا اُس کا طلب سے

چونکہ تعویق آمد اندر عرض و طول | شاہ شد زان گنج دل سیر و ملول
جملہ صحرا گز گز آن شہ چاہ کند | می ندید از گنج او جز ریش خند
پس طلب کرد آن فقیر دردمند | رقعہ را از خشم پیش او فکند
گفت گیر این رقعہ کش آثار نیست | تو بدین اولیٰ تری کت کار نیست

جو[۲] ہوئی بس دیر اندر عرض و طول | شہ خزانہ سے ہوا سیر و ملول
کھودے چہ گز گز پے اندر دشت کے | جز ہنسی دیکھا نہ شہ نے گنج سے
بس بلایا وہ فقیر اُس شاہ نے | آگے اُسکے پھینکا پیچک خشم سے
بولا اسکا پتہ پیچک یہ لے | اُس کے تو لائق کہ تو بیکار ہے

۱ پس خبر کی الخ ۷ شعر پس شاہ کو خبر کی اس بات سے ان گروہون نے کہ جو اس کی گھات مین تھے پوشیدہ جا کر عرض اس بات سے کی کہ فلانے شخص نے ایک پیچک پایا جو اُس نے سُنا کہ یہ بادشاہ نے سُنا بجز تسلیم و رضا کے چارہ نہ دیکھا اس نے پہلے کہ گرفت سوا ہووے اُس نے پیچک شاہ کے آگے رکھا کہ جب سے مجکو یہ پیچک ملا گنج کی جا رنج از بس دیکھا ایک حبہ گنج سے ظاہر نہ ہوا ولیکن ہزارون بل کھا کے سانپ کے مانند ایک مہینے سے از بس تلخکام ہون بلکہ نقصان اور سود اس کا حرام ہے باقی حال اس کا آگے ہے ۱۲ ۲ ہے توقع الخ ۴ شعر امید ہے کہ تجھسے یہ کان عطا اے شاہ اہل ظفر قلعہ کشا ہو چھ مہینے تک بلکہ سوا تیر پھینکتا اور چاہین کھودتا تھا جس جا تیر انداز بہتر تیر پھینکتا تھا اور خزانہ ڈھونڈتا پس سوا تشویش و غم کے کچھ بات نہین عنقا کے مانند نام ظاہر اور ذات نہین آگے ناامید ہونا شاہ کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۳ جو ہوئی الخ ۸ شعر جو دیر ہوئی شاہ خزانہ سے سیر و ملول ہوا چاہ گز گز بھر دشت مین کھودے بجز ہنسی کے شاہ نے گنج سے نہ دیکھا پس اُس شاہ نے فقیر کو بلایا اور پیچک خشم سے اُس کے آگے پھینکا کہا کہ اس گنج کا کچھ پتہ نہین یہ پیچک لے تو اس کے لائق ہے کہ بیکار ہے یہ اس کا کام نہین کہ جس کو کام ہے اگر گل جلے در پے خار نہ ہو اہل مالیخولیا کے براہ منتظر ہون کہ آہن سے کاہ پیدا ہو اس فن کو تجھ سے سخت جان چاہیے جو تو سخت جان اُس کو ڈھونڈھے اگر تو نہ پاسے مجکو ملال نہ ہو اور اگر پائے مین نے تجھ کو حلال کیا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

نیست این کار کسی کش ہست کار
نادر افتد اہل این ماخولیا
سخت جانی باید این فن را چو تو
گر نیابی نبودت ہرگز ملال
عقل راہ ناامیدی کے رود
لاابالی عشق باشد نے خرد
زیرکتا زود تن گداز و بے حیا
سخت روئی کہ ندارد ہیچ پشت
پاک می بازد نجوید ہر زد او
مید ہد حق ہستیش بے علتی
کہ فتوت دادن بی علت ست
زانکہ ملت فضل جوید با خلاص
نے خدا را امتحانے می کنند

گر ببوزد گل نگردد گرد خار
منتظر کہ روید از آہن گیا
تو کہ جانی سخت داری این بجید
ور بیابی رو ترا کردم حلال
عشق باشد کان طرف بہتر دود
عقل آن جوید کزان سودے برد
در بلا چون سنگ زیر آسیا
بہرہ جوئی را درون خویش کشت
آن چنانکہ پاک می گیرد زہو
می سپارد باز بے علت فتے
پاکبازی خارج از ہر ملت ست
پاکبازانند قربانان خاص
نے در سود و زیانے میزنند

یہ نہ اسکا کام جس کو کام ہی
اہل اس ماخولیا کے ہوں براہ
سخت جان اس فن کو تجھسا چاہیئے
گر نہ پائے تو نہ تجھکو ملال
[1]عقل راہ ناامیدی کب چلے
لاابالی عشق ہے نے عقل ہے
تن گلانے والا وہ اندر بلا
سخت رو ایسا کہ نے یاراک رکھے
پاک دے جان وہ نہ چاہے مزد کو
ہستی حق دی ہے بے علت اسے
دنیا بے علت جوانمردی رکھے
کیونکہ ملت چاہے فضل اور خلاص
نے خدا کا امتحان کرتے ہیں وہ

گر جلے گل ہو نہ در پے خار کے
منتظر کہ پیدا آہن سے ہو کاہ
سخت جان ہے جو تو اسکو ڈھونڈھیے
پائے گر تجھکو کیا میں نے حلال
عشق ہی کہ خوب دوری طے کرے
عقل وہ ڈھونڈھے کہ نفع اس سے ملے
جس طرح سے سنگ زیر آسیا
نفع جو کو آپ میں گشتہ کرے
جس طرح سے پاک لے جان سے سود وہ
سونپتا ہی پھر وے بے علت اسے
پاکبازی خارج ہر ملت سے ہی
پاکبازان بسکہ ہیں قربان خاص
نفع اور نقصان نہیں چہتے ہیں وہ

تسلیم کردن گنجنامہ با آن فقیر کہ ما ازان درگذاشتیم

سونپنا بیجاب کا اُس فقیر کو کہ ہم نے اسکو چھوڑا

چونکہ رقعہ گنج پر آشوب را
گشت ایمن ز خصمان زنیش
یاد کرد او عشق دوراندیش را

شہ مسلم داشت آن مکروب را
رفت و می پیچید در سودای خویش
کلب لیسد خویش ریش خویش را

جب وہ پُر آشوب بیجک شاہ نے
پس عدد کے نیش سے ایمن ہوا
وہ ہوا یار عشق دوراندیش کا

پھر حوالہ کردیا درویش کے
اپنے سودا میں وہ پھر جا کر پڑا
زخم اپنا آپ سگ ہے چاٹتا

[1] عقل الخ ۹ شعر عقل راہ ناامیدی کے لب چلے عشق سے کہ وہ راہ کو خوب طے کرے عشق وہ لاابالی ہی عقل نہیں ہے عقل وہ ڈھونڈھتی ہے کہ اس سے نفع لے وہ عشق تن گلانے والا ہے بلا میں رہے جنگ زیر آسیا کا عشق اب ایسا سخت رو ہے کہ یاری نہیں رکھتا ہے اور نفع جو کو خود میں گشتہ کرتا ہے وہ عاشق جان پاک پاوے اور نہ چاہے مزد کو کہ جس طرح سے جان پاک وہ ہوے جو اسے حق ہستی بے علت دے پھر وہ سونپتا ہے اسکو بے علت بے دنیا جوانمردی رکھتا ہے کہ پاکبازی خارج ہر ملت سے ہے کیونکہ ملت چاہتی ہے فضل باخلاص پاکبازان بسکہ ہیں قربان خاص وہ خدا کا امتحان نہیں کرتے ہیں اور نفع و نقصان نہیں چاہتے یعنی بہ نسبت عقل کے عشق راہ وصال یار کی خوب چلتا ہے اسواسطے عاشق امتحان خدا کا نہیں کرتے ہیں اور نہ نفع و نقصان چاہتے ہیں آگے بیجک سونپنے کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] جب وہ الخ ۳ شعر جب شاہ نے بیجک پر آشوب پھر حوالہ درویش کے کردیا پس عدو کے نیش سے ایمن ہوا اور اپنے سودا میں وہ پھر جا کر گر پڑا اور وہ عشق دوراندیش کا یار ہوا کہ سگ اپنا زخم آپ چاٹتا ہے آگے ... عشق ... فافہم ۱۲

عشق را در پیچش خود یار نیست — محرمش در ده یکی دیار نیست
عشق پیچوں سے نہ رکھے اپنا یار — محرم اُسکا ایک نے اہل دیار

نیست از عاشق کسی دیوانہ تر — عقل از سودای او کورست و کر
نے ہی عاشق سے کوئی دیوانہ تر — عقل سودا سے ہوا اُسکے کور و کر

زانکہ این دیوانگی عام نیست — طب را ارشاد این احکام نیست
کیونکہ یہ دیوانگی نے عام ہے — طب کا جاری یان نہ کچھ احکام ہے

گر طبیبے را رسد زینسان جنون — دفتر طب را فرو شوید بخون
اس طرح گر ہو طبیبوں کو جنون — دھوئیں دفتر طب کا وہ با آبِ خون

طب جملہ عقلہا مدہوش اوست — روی جملہ دلبران روپوش اوست
طب تمام عقلوں کی مدہوش اس سے ہے — روی جملہ دلبران روپوش اس سے ہے

روی در روی خود آر ای عشق کیش — نیست ای مفتون ترا جز خویش خویش
اپنی جانب آپ متوجہ تو ہو — نے ترا مفتون بجز تیرے نکو

قبلہ از دل ساخت آمد در دعا — لیس للانسان الا ما سعی
قبلہ جو دل کو کیا جو کی دعا — لیس للانسان الا ما سعی

پیش ازین کہ پاسخی نشنیدہ بود — سالہا اندر دعا پیچیدہ بود
پہلے اس سے کہ جواب آیا نہ تھا — برسوں اندر تھا دعا کے مبتلا

بے اجابت بر دعاہای تنید — از کرم آواز پنہان می شنید
بے اجابت کے دعا پر ناز تھا — جود سے سنتا تھا پنہان جو صدا

چونکہ بیدف رقص میکرد آن علیل — ز اعتماد جود خلاق جلیل
جو کہ بے دف رقص کرتا تھا علیل — با امید جود خلاق جلیل

سوی او نی ہاتف و نی پیک بود — گوش امیدش پُر از لبیک بود
اُسکے سو نے ہاتف و نے پیک تھا — گوش امید اُس کا پُر لبیک تھا

بے زبان میگفت امیدش تعال — از دلش می برد آن دعوت ملال
بے زبان کہتی امید اسکو تعال — دل سے کھوتی اُسکے وہ دعوت ملال

آن کبوتر را کہ بام آموختہ است — تو مخوان میرانش کہ پر دوختہ است
اُس کبوتر کو کہ ہادی بام کا — مت بلا ہانک اُسکو وہ سیانہ ہوا

ای ضیاء الحق حسام الدین برانش — کز ملاقات تو بر رستست جانش
ای ضیاء الحق حسام الدین نکال — اُسکو جان اسکی ہی تجھ سے ہو وصال

گر برانی مرغ جان را از گزاف — ہم بگرد بام تو آرد طواف
اگر تو ہانکے مرغ جان کو باگزاف — بھی کرے وہ بام کا تیری طواف

چینہ و نقلش ہمہ بر بام تست — بر زبان بر اوج مست دام تست
اُسکا دانہ کل ہے تیرے بام پے — اُڑتا اور پر تیرا مست دام ہے

گر دمی منکر شود دزدانہ روح — در ادای شکرت ای فتح و فتوح
جان جو ہو دزدانہ منکر ایکدم — شکر گوئی مین تری ای ذوالکرم

شحنۂ عشق مکرر کینہ اش — طشت بر آتش نہد بر سینہ اش
شحنۂ عشق دوبارہ خشم سے — اُسکے دل پر طشت پر آتش رکھے

۵۱ عشق پیچون سے الخ یہ شعر عشق پیچون کے سبب سے اپنا یار نہین رکھتا کہ محرم اسکا ایک اہل دیار نہین ہے کوئی عاشق سے نہین ہے دیوانہ تر از عقل سودا سے اسکی کور و کر ہے کیونکہ یہ دیوانگی عام نہین ہے اور نہ یہان کچھ طب کا جاری احکام ہے اگر اس طرح کا طبیبون کو جنون ہووے وہ دفتر طب کا دھوئین آب خون سے تمام طب عقلون کی اُس سے روپوش ہے اور جملہ روے دلبر اُس سے روپوش ہے تو اپنی جانب آپ متوجہ ہو کہ تیرا مفتون بجز تیرے کوئی نہین ہے جو دلکو قبلہ کیا ہو اور دعا کی ترجمہ نہین ہے واسطے انسان کے مگر وہ کہ جو کوشش کرے یعنی عشق کا کوئی رازدار نہین ہے کیونکہ عاشق سے کوئی دیوانہ تر نہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۵۲ پہلے الخ یہ شعر اس سے پہلے کہ جواب نہین آیا تھا برسون دعا مین مبتلا تھا بغیر اجابت کے دعا پر نازتھا جود سے جو پنہان صدا سنتا تھا جو کہ بغیر دف کے علیل رقص کرتا تھا بامید بخشش خلاق جلیل کے اسکی جانب ہاتف و نہ قاصد تھا اُسکا گوش اُمید لبیک سے پُر تھا بے زبان امید اسکو تعال کہتی اور وہ دعوت دل سے ملال کھوتی اس کبوتر کو کہ دعاے بام کا ہو مت بلا اور ہانک اسکو کہ وہ سیانہ ہوا ہے یعنی آشنائے بام فلک کو مت بلا بلکہ اور ہانک دے کہ وہ سیانہ ہوا آگے ہمکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ ای ضیاء الحق الخ یہ شعر ای ضیاء الحق حسام الدین اسکو نکال کہ جان اسکی تجھ سے بے وصال ہے اگر تو مرغ جانکو ہانکے سا ہو ازاف سے بھی تیرے بام کا وہ طواف کرے اسکا دانہ کل تیرے بام پر ہے تیرا مست دام اور پر اُڑتا ہے جان ایکدم منکر ہو دزدانہ مانند تیری شکر گوئی مین ای ذوالمنن شحنۂ عشق دوبارہ خشم سے اسکے دل پر آتش رکھے ملہ کیطرف ... تو گرد سے جلد جاکہ بلوایا شاہ عشق نے پھر گرد اس بام و کبوترخانہ کے کبوتر کے مانند سیر مستانہ مجکو ہے یعنی یا رسول اللہ آپ جو اُمت کو اپنی درگاہ سے نکالدو کہ جان اُنکی شحنۂ عشق پر آتش کرے اور مجکو گرد اس بام و کبوترخانہ کے سیر مستانہ ہے آگے بیان ہے فافہم ۱۲

که بیا سوی مه و بگذر ز گرد	شاه عشقت خواند زوتر باز گرد	که سوی مه آنکل تو گرد سے	جلد جا بلوایا شاه عشق نے
گرد این بام و کبوترخانه من	چون کبوتر پر زنم مستانه من	گرد اس بام و کبوترگاه کے	جون کبوتر سیر مستانه مجھے
جبرئیل عشقم و سدره‌ام توئی	من سقیمم عیسی مریم توئی	[۵۱] جبرئیل عشق مین سدره هی تو	مین هون بیمار و دم عیسی هی تو
جوش ده آن بحر گوهر بار را	خوش بپرس امروز این بیمار را	جوش دے اس بحر گوهر بار کو	اور پوچھ اب آکے اس بیمار کو
چون تو آن او شدی بحران تست	گرچه این دم نوبت بحران تست	تو هے آن اسکی تری بحران هے	گرچه اس دم نوبت بحران هی
این خود آن ناله است کو کرد آشکار	زانچه پنهانست یارب زینهار	ناله یه خود وه هے جو ظاهر کیا	کیونکه پوشیده هے ذات کبریا
دو دهان داریم گویا همچو نے	یک دهان پنهانست در لبهای وی	دو دهان رکھتا هون مین مانند نی	ایک دهن پوشیده اسکے لب مین هے
یک دهان نالان شده سوی شما	های هوی در فگنده در هوا	دوسرا تیری طرف نالان هوا	هائے هو کو آسمان مین بھر دیا
لیک داند هر که او را منظرست	که فغان این سری هم زان سرست	پر وه جانے هے که جو بینا هوا	اس دهن کی اس دهن مین هے صدا
دمدمه این نای از دمهای اوست	های هوی روح از هیهای اوست	[۵۲] نائی کے دم کی یه دمبازی هے سب	هائے هو جان کی یه هے هو جای رب
گر نبودی بالبش نے را ثمر	نے جهان را پر نه کردی از شکر	گر نهوتا نے کا ناله با اثر	نے جهان کو کیسے کرتی پر شکر
با که خفتی و ز چه پهلو خاستی	که چنین پر جوش چون دریاستی	ساتھ سویا کس کے پهلو سے اٹھا	که هوا پر جوش ایسا بحر سا
تا ابیت عند ربی خواندی	در دل دریای آتش راندی	تا ابیت عند ربی کو پڑھا	دل مین اک دریائے آتش کو بھرا
نعرهٔ یا نار کونی بارداً	عصمت جان تو گشت ای مقتدا	نعرهٔ یا نار کونی بارداً	تیری جان پاک کو عصمت هوا
ای ضیاء الحق حسام الدین و دل	کی توان اندود خورشیدی بگل	[۵۳] ای ضیاء الحق حسام الدین و دل	شمس هو سکتا هی کب پنهان بگل
قصد کردستند این گل پاره‌ها	که بپوشانند خورشید ترا	گل کے ٹکڑون نے کیا هی قصد جو	که چھپائین بس ترے خورشید کو
در دل که لعلها دلال تست	باغها از خنده مالامال تست	لعل که هین بس ترے دلال هین	بوستان خندان سے مالامال هین

۵۱ جبرئیل عشق الخ ۷ شعر مین جبرئیل اور سدره تو هے مین بیمار هون اور دم عیسی تو هے تو اس بحر گوهر بار کو جوش دے اور اس بیمار کو آکر پوچھ تو اس کی آن هو اور بحر تیری آن هو اگر اس دم نوبت بحران کی هے یه ناله خود وه هے جو ظاهر کیا کیونکه ذات کبریا پوشیده هی مین دو دهن رکھتا هون مانند نے کے که ایک دهن پوشیده اس کے لب مین هے دوسرا تیری طرف نالان هوا که هائے هو کو آسمان مین بھر دیا ولیکن وه جانتا که جو بینا هوا اس دهن کی اس دهن مین صدا هے یعنی کلام عاشق عین کلام خدا هے آگے اس کا بیان هے فافهم ۱۲ ۵۲ نائی کی الخ ۵ شعر نائی کے دم کی سب دمبازی هی جان کی هائے هو سب کے هو هائے هی اگر نے کا ناله پر اثر نه هوتا کیسے نے جهان مین شکر کرتی تو ساتھ کس کے سویا اور کس کے پهلو سے اٹھا که ایسا یه جوش بحر کے مانند هوا ترجمه تا نشبکو مین نزدیک رب اپنے کے تھا یه پڑھا اور دل مین ایک دریائے آتش کو بھرا نعرهٔ یا نار کونی برداً تیری جان کو ایک عصمت هوا یعنی دوستان حق کے خدا کے ساتھ سوتے هین اور اسی کے پهلو سے اٹھتے هین کیونکه اس کی ذات مین فنا هین آگے اس کا بیان هے فافهم ۱۲ ۵۳ ضیاء الحق الخ ۷ شعر اے ضیاء الحق حسام الدین و دل کب آفتاب پوشیده گل مین هو سکتا هے جو گل کے ٹکڑون نے قصد کیا هے تیرے خورشید کو چھپائین لعل کو وه هین تیرے دلال هین تیرے محرم مردمی کو جرأت نهین هے که سو خرمن سے ایک جو مین کهتا اے تیرے راز چاهون که ایک آه کرون اور چاه کے اندر مانند علی کے سر رکھون جو که بھائیون کا دل کینه ور کے میرے یوسف کو قعر چاه بهتر هے مین مست هو کر شور و غوغا کرون چاه کیا هے خیمه صحرا مین کر داد دنی یا رسول الله صلعم مین اگر تمهارا راز کهنا چاهون کب کهه سکتا هون اور اگر سو مین سے ایک جو کهون تو اسکو کون سن سکتا هے آگے اس کا بیان هے فافهم ۱۲

محرم مردیت را کو رستمی	تا ز صد خرمن یکی جون گفتمی	محرم مردی کو جرأت نے ترے	کہتا سو خرمن سے اک جو مین اسے
جون بجوا ہم کز سرت آہی کنم	جون علی سر را فرا جاہی کنم	جاہون تیرے راز سے آہ اک کرون	جہ کے اندر جون علی سر کو رکھون
جونکہ اخوان را دل کینہ ورست	یوسفم را قعر جہ اولی ترست	بھائیون کا جو کہ دل کینہ رکھے	قعر جہ بہتر ہے یوسف کو مرے
مست گشتم خویش بر غوغا زنم	جہ جہ باشد خیمہ بر صحرا زنم	مست ہو کر شور و غوغا ہیں کرون	جاہ کیا ہی خیمہ صحرا مین کرون
برکف من نہ شراب آتشین	وانگہان آن کر و فر مستانہ بین	دے[١٥] شراب آتشین مجکو ذرا	کر و فر مستانہ دیکھ اُسدم مرا
منتظر گو باش بے گنج آن فقیر	زانکہ ما غرقیم این دم در عصیر	منتظر بے گنج گو ہو وہ فقیر	کیونکہ مین ہون غرق آب ای بشیر
از خدا خواہ اے فقیر انیدم پناہ	از من غرقہ شدم چیزے مخواہ	اے فقیر اب جاہ حق سے تو پناہ	مجھ نہ مستغرق سے تو کچھ چیز چاہ
کہ مرا پروای آن اسناد نیست	از خود و از ریش خویشم یاد نیست	کہ مجھے پروا نہ اُس بھیک کی ہو	یاد خود سے اپنی داڑھی ہے جے
یاد سبلت کے بگنجد آب رو	در شرابے کہ نگنجد تار مو	کب سمائے یاد موچھ اور آبرو	نے شراب اندر سمائے تار مو
درده ای ساقی یکی رطل گران	خواجہ را از ریش و سبلت وارہان	بھردے ای ساقی تو اک ساغر بڑا	داڑھی موچھون سے تو خواجہ کو چھڑا
نخوتش بر ما سبالے میزند	لیک ریش از رشک ما می کند	موچھین نخوت سے چڑھاتا ہم پہ ہے	داڑھی ہم پر رشک سے نوچے وے
مات او شومات او شومات او	کہ ہمی دانیم تزویرات او	اُسکا[١٦] مات ہو اسکا مات ہو اسکا مات	کہ ہم اُس کا جانتے ہین مکر و گھات
از پس صد سالہ آنچہ آید برو	پیر می بیند معین مو بمو	سو برس بعد اُس سے جو کچھ آئیگا	دیکھتا ہے پیر اب وہ ظاہرا
اندر آئینہ جہ بیند مرد عام	کہ نہ بیند پیر اندر خشت خام	آئنہ مین جو کہ دیکھین مرد عام	کہ نہ دیکھے پیر اندر خشت خام
آنچہ لحیانی بخانہ خود ندید	ہست بر کوسہ یکایک آن پدید	جو نہ دیکھا گھر مین اہل ریش نے	دفعتًہ کوسہ پے وہ اظہار ہے
رو بدریائے کہ ماہی زادۂ	ہمجو خس در ریش جون افتادۂ	گر ہے ماہی زادہ تو دریا مین جا	مثل خس کے ریش مین کیون ہی پھنسا
خس نۂ دور از تو رشک گوہری	در میان موج و بحر اولی تری	تو نہ خس ہو دور رشک گوہری	موج دریا مین سمجھے ہے بہتری
بحر وحدانیست جفت و زوج نیست	گوہر و ماہیش غیر موج نیست	بحر[١٧] وحدت ہے نہ فرد نہ زوج ہے	ماہی اور گوہر نہ غیر موج ہے

١٥ دے شراب الخ یعنی شعر اب شراب آتشین ذرا مجکو دے اور کر و فر مستانہ اُسدم میرا دیکھ کر وہ فقیر بے گنج منتظر ہون کیونکہ مین اب غرق شراب ہون ای فقیر اب تو حق سے پناہ چاہ اور بحر مستغرق سے تو نہ چاہ کہ مجھکو اس بھیک کی پروا نہیں ہے کیونکہ یاد مجکو خود سے نہ داڑھی سے ہے کب سمائے یاد موچھ داڑھی کی کہ شراب اندر تار مو مین سماتا ہے اے ساقی بھردے ایک بڑا ساغر اور داڑھی موچھون سے خواجہ کو چھڑا دے موچھ نخوت سے چڑھاتا ہے ہمپر ولیکن داڑھی رشک سے ہمپر نوچے یعنی مجھ کو خواہش دنیا کی نہیں ہے کہ مست شراب ہون اے ساقی ایک بڑا جام شراب دے اور مجھ خواجہ کو تعلقات شریعت سے چھوڑا دے باقی حال آگے ہے فافہم ١٢ ١٦ اسکا مات ہو الخ یعنی شعر اسکا مات ہو اسکا مات ہو کہ ہم اسکے مکر و گھات جانتے ہین جو کہ اسپر سو برس کے بعد آئیگا وہ پیر اب ظاہر دیکھتا ہے جو مرد عام آئینہ مین دیکھتے ہین پیر اسکو خشت خام مین دیکھتا ہے جو اہل ریش نے گھر مین نہ دیکھا وہ کوسہ پر دفعتًہ اظہار ہے اگر تو ماہی زادہ ہے دریا مین جا مثل خس کے ریش مین کیون پھنسا ہے تو خس نہیں ہے دور ہو اے رشک گوہری موج مین تجھے بہتری ہے یعنی تو حق کا مات ہو کہ پیر طریقت وہ صادق دیکھتا ہے جو سو برس کے بعد آئیگا پس جو اہل شریعت گھر مین دیکھتے ہین وہ اہل اللہ ظاہر دیکھتے ہین تو ظاہر آرائی کا کیون پابند ہے باقی حال آگے ہے فافہم ١٢ ١٧ بحر وحدت الخ یعنی شعر بحر وحدت ہے فرد زوج نہیں ہے کیونکہ ماہی و گوہر غیر موج کا نہیں ہے اوسی شریک اسکا محال و محال ہے موج دریا اسکے سے دراز حال ہو مجھے اندر شریک ہیچ نہیں ہے دلیل احول کی کیا ہیچ کہون جو کہ مجکو احول سے شرکت ہے اب حشر کا سب مجھے کہنا لازم پڑا ایک کا اس طرف سے وصف حال ہے سیر وہ مقال کرتا نہیں بجز ردّی کے یا احول کے مانند اس ردّی کو نوش کر یہ نہیں کو سی دل کبھی خاموش کر یا کبھی چپ رہ کبھی شہ کلام کر اور احول کے مانند تو ڈھول کو ٹا یعنی ذات حق کل ایک ہے بحر وحدت ہے اور موجود مثل ماہی گوہر بغیر شرکت نہیں ہے لیکن تا جہ کہ اندر نودی شرکت نہیں ہے باقی حال آگے ہے فافہم ١٢

ای محال وای محال شرک او	دور از آن دریا و موج پاک او
نیست اندر بحر شرک و پیچ پیچ	لیک با احول چہ گویم ہیچ ہیچ
چونکہ جفت احولانیم ای شمن	لازم آمد مشرکانہ دم زدن
آن یکی زان سوی وصف است و خیال	جز دوئی ناید بہ میدان مقال
یا چو احول این دوئی را نوش کن	یا دہان بر بند و لب خاموش کن
یا بنوبت گہ سکوت و گہ کلام	احولانہ طبل میزن والسلام
چون ببینی محرمی گو سر جان	گل ببینی نعرہ زن چون بلبلان
چون ببینی مشک پر مکر و مجاز	لب ببند و خویش را چون خم بساز
دشمن آب ست پیش او مجنب	ورنہ سنگ جہل او بشکست خب
با سیاستہای جاہل صبر کن	خوش مدارا کن بعقل من لدن
صبر با نااہل اہلان را جلی ست	صبر صافی میکند ہر جا دلی ست
آتش نمرود ابراہیم را	صفوت آئینہ آمد در جلا
صبر با نامرد بد ہر مرد حق	تا چو نیکان بر ہمہ یابد سبق
جور کفر نوحیان و صبر نوح	نوح را صد صیقل مرآت روح

اک شریک اُسکا محال اور ہے محال	موج دریا سے ہو اسکے دور حال
بحر کے اندر نہین ہے شرک و پیچ	لیکن احول سے کہون کیا ہیچ ہیچ
احولون سے جو کہ شرکت ہے دلا	مشرکانہ کہنا اب لازم پڑا
اک کا اُس سو سے ہے وصف و خیال	جز دوئی کرتا نہین ہے وہ مقال
یا جو ہے احول اس دوئی کو نوش کر	یا دہن کو سی و لب خاموش کر
یا کبھی چپ رہ کبھی کر تو کلام	احولانہ ڈھول کوٹ اب والسلام
۱ تو جو محرم دیکھے کہہ اسرار جان	گل کو دیکھے چیخ مثل بلبلان
جو تو دیکھے مشک پر مکر و دغا	لب کو باندھ اور خود کو مثل خم بنا
خصم اب ہے اسکے آگے مت ہلے	سنگ جہل اُسکا نہ خم کو توڑ دے
صبر کر جاہل کے ظلم و عدل سے	کر مدارا من لدن کی عقل سے
صبر نا اہلون سے اہلون کو جلا	صبر جا کرتا ہے دل کو صفا
آتش نمرود ابراہیم کے	آئینہ کو بس صفائی بخشدے
صبر نامردون سے رکھے مرد حق	سب پہ رکھے مثل نیکونکے سبق
نوح کی امت کا ظلم اور صبر نوح	نوح کی ہوئی صیقل آئینہ روح

آمدن مریدی شیخ ابوالحسن خرقانی بزیارت شیخ رحمہ اللہ

آنا ایک مرید شیخ ابوالحسن خرقانی کا واسطے زیارت شیخ رحمہ اللہ کے

رفت درویشی ز شہر طالقان	بہر صیت بوالحسن تا خارقان
کوہہا ببرید و وادی دراز	بہر دید شیخ با صدق و نیاز

۲ اک گیا درویش از رہ طالقان	بوالحسن کا شہرہ سن تا خارقان
لمبے لمبے کوہ اور دشت دراز	دیکھنے کو شیخ کے با صد نیاز

۱ تو جو محرم دیکھے الخ ۸ شعر جس کو تو محرم دیکھے اسرار جان کہہ اور جو گل کو دیکھے مثل بلبل کے چیخ جو تو مشک پر مکر و دغا دیکھے لب جان کے باندھ اور خود کو مانند خم کے بنا جو دشمن آپ کا ہے اُس کے مت ہل کہ سنگ جہل اُس کا خم کو توڑ نہ دے جاہل کے ظلم و عدل سے صبر کر اور مدارا کر علم لدنی کی عقل سے نااہلون کے صبر سے اہلون کو جلا کیونکہ ہر جا دل صاف کرتا ہے آگے اسکی مثال ہے آتش نمرود ابراہیمؑ کے آئینہ کو صفائی بخش ہے نامردون سے مرد حق صبر رکھتا ہے اور سب پر مثل نیکون کے سبقت رکھتا ہے نوح کی اُمت کا ظلم اور صبر نوح سے آئینہ روح نوح کے صیقل ہوئی یعنی جسکو تو محرم دیکھے اُس سے اسرار جان کا کہہ اور جو دشمن ہے اُسکے آگے خاموش رہ اور صبر کر کہ تیرے دل کو جلا دے آگے مرید ابوالحسن خرقانی کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۲ اک گیا الخ ۷ شعر ایک درویش شہر طالقان کے راستہ سے گیا خارقان تک ابوالحسن کا شہرہ سُنکر کوہ و دشت دراز طے کئے شیخ کے دیکھنے کے بعد نیاز جو کچھ راہ ظلم و جفا دیکھا اگرچہ لائق بیان ہے ولیکن کوتاہ کیا جو وہ جوان مقصد پر راہ سے آیا اس سلطان کے گھر کا پتہ ڈھونڈھا پس ادب سے جو اس کا در بجایا عورت نے روزن سے سر نکالا کہ تو کیا کہتا ہے کہ کہا کہ زیارت کے واسطے آیا ہون وہ ہنسی کہ واہ واہ تو اپنی ریش دیکھ یہ سفر کرنا دیہ تشویش دیکھ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

انچہ ازرہ دید از جور و ستم	در چہ در خورد دست کوتہ می کنم	دیکھا جو کچھ راہ سے ظلم و جفا	گرچہ لائق ہے ولے کوتہ کیا
چون بہ مقصد آمد از رہ آن جوان	خانۂ آن شاہ را جست او نشان	آیا جو مقصد پہ رہ سے وہ جوان	گھر کا اُس سلطان کے ڈھونڈھا نشان
چون بصد حرمت بزد حلقۂ درش	زن برون کرد از رہ روزن سرش	بس ادب سے جو بجایا اسکا در	از رہ روزن نکالا زن نے سر
کہ چہ میخواہی بگو اے بو الکرم	گفت کہ بہر زیارت آمدم	کہ تو کیا کہتا ہے کہ اے نیک پے	بولا آیا ہون زیارت کیلیے
خندہا زد او کہ خہ خہ ریش بین	این سفر گیری و این تشویش بین	وہ ہنسی کہ واہ وا تو ریش دیکھ	یہ سفر کرنا و یہ تشویش دیکھ
خود ترا کارے نبود آن جایگاہ	تا بہ بیہودہ کنی تو عزم راہ	ے۱ خود نہ تھا کچھ کام تجکو اس جگھے	تا کیا بیہودہ تو نے عزم ہے
اشتہائے گول گردی آمدت	یا ملولی وطن غالب شدت	بیہودہ پھرنیکی ہوئی خواہش تجھے	یا وطن سے تجکو نفرت ہوئی ہے
گفت نافرجام و فحش و دمدمہ	من نتانم باز گفتن آن ہمہ	بس بُرا اور فحش و نالائق کہا	مین نہین کہ سکتا اُس سبکو ادا
از مثل وز ریشخند و بیحساب	آن مرید افتاد در غم و اضطراب	اس تمسخر اور مثل سے وہ مرید	مضطر و غمگین ہوا از بس شدید
اشکش از دیدہ بجست و گفت او	با ہمہ آن شاہ شیرین نام کو	اشک آنکھون سے بہا بولا اُس آن	باوجود اُن سب کے وہ شہ ہے کہان

پرسیدن مرید کہ شیخ کجاست و جواب نافرجام شنیدن از حرم او

پوچھنا مرید کا کہ شیخ کہان ہیں اور جواب نالائق سُننا حرم اُنکی سے

گفت آن سالوس زراق تہی	نام کو لان و کمست دگرہی	ے۲ بولی وہ مکار دانش سے تہی	دام احمق اور کمند گمرہی
صد ہزاران خام ریشان ہمچو تو	او فتادہ از وے اندر صد عتو	تجھ سے صدہا بیوقوف و ناسزا	پڑ گئے ہین اُس سے بس اندر بلا
گر نہ بینیش و سلامت وارہے	خیر تو باشد نہ گردی زو غوی	تو سلامت رہتا نے گر دیکھتا	خیر ہوتی اُس سے نے تو بہکتا
لاف کیشی کاسہ لیسی طبل خوار	بانگ طبلش رفتہ اطراف دیار	شیخی خورا اور حارص بھکرا	ہر سو آوازہ اسکی شہرت کا گیا
سبطیان این قوم گوسالہ پرست	بر چنین گاوی ہمی مالند دست	سبطی گوسالہ پرست اُس قوم کے	پھیرتے ہین ہاتھ ایسے گاؤ پے
جیفۃ اللیل ست و بطال النہار	ہر کہ او شد غرہ این طبل خوار	رات کو مردار چھوٹا دن کو ہی	جو تو غرہ ایسے حارص پر کرے
ہشتہ اند این قوم صد علم و کمال	مکر و تزویرے گرفتہ کانیست حال	ے۳ چھوڑا بس اس قوم نے علم و کمال	اور لیا مکر و دغا یہ تیرا حال

ے۱ خود نہ تھا الخ ۵ شعر تجکو خود کام اس جگہ نہ تھا کہ تونے بیہودہ عزم کیا ہو تجکو بیہودہ پھرنے کی خواہش ہوئی یا وطن سے تجکو نفرت ہوئی پس بڑا فحش و نالائق کہا مین اس کو ادا کرونگا اس تمسخر و مثل سے وہ مرید مضطر و غمگین ہوا شدید اشک آنکھون سے بہا کر اس وقت کہا باوجود اس سب کے وہ شاہ کہان ہے آگے مرید کا بیان ہے فافہم ۱۲ ے۲ بولی وہ مکار الخ ۶ شعر کہا اُس مکار تہی دانش و دام احمق اور کمند گمرہی نے کہ تجھ سے صدہا بیوقوف و ناسزا اس سے پڑ گئے ہین بلا مین اگر تو نہ دیکھتا سلامت رہتا اور اُس سے خبر ہوتی و نہ تو بہکتا شیخی خور اور حارص و بھکرا ہے کہ ہر سو آوازہ اسکی شہرت کا گیا ہی اس قوم کی سبطی گوسالہ پرست اس گاؤ پر ہاتھ پھیرتے ہین رات کو مردار اور دن کو چھوٹا ہے جو تو غرہ ایسے حارص پر کرتا ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ے۳ چھوڑا الخ ۵ شعر اس قوم نے علم و کمال چھوڑا اور لیا مکر و دغا پس یہ تیرا حال ہے اب آل موسی کہان افسوس ہے کہ عابد ان گوسالہ کو شستہ کرے پیمبر و اصحاب کی راہ کہان ہوا اور کہان نماز و سجدہ و آداب ہے شرع و تقوی پیٹھ کے پیچھے پھینکا کہان ہے عمر اور کہان ہے امر معروف اسکو ہے یہ اباحت اس قوم سے جاری ہوئی ہے و بد مشرب کی رخصت ہے یعنی اس قوم کو اس شیخ نے مثل گوسالہ کے گمراہ کر دیا ہے پس اس طور کی برائیان اُس عورت نے آگے اس مرید کے کرین آگے جواب مرید کا ہے فافہم ۱۲

آل موسی کو دریغا تا کنون عابدان عجل را ریزند خون
کو رہ پیغمبر و اصحاب او کو عمر کو امر بالمعروف او
شرع و تقوی را فگندہ سوے پشت کو نماز و سجدہ آداب درشت
کاین اباحت زین جماعت فاش شد رخصت ہر مفلس و قلاش شد

آل موسیٰ اب کہان افسوس ہے عابدان عجل کو کشتہ کرے
کان ہے رہ پیغمبر و اصحاب کی کان عمر کان امر معروف اسکو ہے
شرع و تقوی پھینکا پیچھے پیٹھ کے کان نماز و سجدہ آداب اُس کے سے
یہ اباحت جاری ہوئی اس قوم سے رخصت ہر مفلس و بدمشرب کو ہے

جواب گفتن مرید و زجر کردن آن طعنہ زن را از کفر و بیہودہ گوئی

جواب دینا مرید کا اور جھڑکنا اُس طعنہ زن کو کفر و بیہودہ کہنے سے

بانگ زد بروی جوان گفت بس روز روشن از کجا آمد عسس
نور مردان مشرق و مغرب گرفت آسمانہا سجدہ کردند از شگفت
آفتاب حق برآمد از حمیل زیر چادر رفت خورشید از خجل
ترہ ہات چون تو ابلیسی مرا کے بگرداند ز خاک این سرا
من ببادی نامدم ہمچون سحاب تا بگردی باز گردم زین جناب
عجل با آن نور شد قبلہ کرم قبلہ بے آن نور شد کفر و صنم
ہست اباحت کز ہوا آمد ضلال ہست اباحت کز خدا آمد کمال
کفر ایمان گشت و دیو اسلام یافت آنطرف کان نور بی اندازہ تافت
مظہر عشق ست محبوب بحق از ہمہ کروبیان بردہ سبق
سجدہ آدم را بیان سبق اوست سجدہ آرد مغز را پیوستہ پوست
شمع حق را پف کنی تو ای عجوز ہم تو سوزی ہم سرت ای گندہ پوز
کے شود دریا ز پوز سگ نجس کے شود خورشید از پف منطمس

وہ[۱] جوان بولا کہ چپ یہ کیا مقال روز روشن کان سے آیا کوتوال
نور نے مردونکو گھیرا شرق و غرب چرخ نے سجدہ کیا از راہ کرب
شمس حق نے جلوہ پردے سے کیا شمس خجلت سے نقاب اندر گیا
مثل تجھ ابلیس کے طعنہ زنی تجکو کب اس در سے دے برگشتگی
مثل ابر آیا نہ مین از رہ ہوا تا تو پھیر ہوؤن اس در سے جدا
عجل ہے اس نور سے قبلہ کرم قبلہ بے اس نور کے کفر و صنم
جو[۱] اباحت ہی ہوا سے ہی ضلال جو اباحت ہی خدا سے ہی کمال
کفر، ایمان دیو مسلم ہو گیا اُس طرف جو نور چمکا بس سوا
عشق کا مظہر ہے محبوب خدا فوق سب کروبیون سے لے گیا
سجدہ آدم اسکی فوقی کا گواہ پوست ساجد مغز کا ہی بس خدا
شمع حق کو پھونکتی ہی تو اے زال تو جلے اور تیرا سر اے بدخصال
کب نجس ہو دریا دہن سے سگ کے ہو گل کرے کب پھونک شمع شمس کو

[۱] وہ جوان الخ ۶ شعر اُس جوان سے کہا چپ رہ یہ کیا گفتگو ہے روز روشن ہے کہان کوتوال آیا یعنی آفتاب معنی ظاہر ہے اب تجربہ کی کیا ضرورت ہے مردون کے نور نے شرق و غرب گھیرا ہے اور چرخ نے سجدہ کیا ہے از راہ کرب کے شمس حق نے پردہ سے جلوہ کیا یہ شمس خجلت سے اندر نقاب کے گیا تجھ ابلیس کے مانند طعنہ زنی مجکو اس در سے کب برگشتگی دے ابر کے مانند مین از راہ ہوا کے نہین آیا ہون تاکہ تو پھیرا اے اور مین اس در سے ہو اؤ گوسالہ اس نور سے قبلہ دکرم ہے اور قبلہ بغیر اس نور کے کفر و صنم ہے یعنی جو کہ شیخ کو نور حاصل ہے اگر وہ قبلہ ہے تو بت و صنم ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[۱] جو اباحت الخ ۷ شعر جو اباحت ہوا سے ہے گمراہی اور جو اباحت خدا سے ہے کمال ہے کفر ایمان ہو دیو مسلمان ہو گیا جو اس طرف نور سوا چمکا محبوب خدا عشق کا مظہر ہے کہ فائق کروبیون سے ہو گیا ہے سجدہ آدم کا اُن کی فوقی کا گواہ ہے پس ہمیشہ پوست ساجد مغز کا ہے تو اے زال شمع حق کو پھونکتی ہے تو جلے اور تیرا سر اے بدخصلت دہن سگ سے دریا کب نجس ہو اور شمع شمس کو کب پھونک گل کریگی یعنی یہ تیری بدگوئی اس شیخ کے کمال کو کب زائل کر سکتی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

حکم بر ظاهر اگر هم میکنی	چیست ظاهر تو بگو زین روشنی	حکم[1] ظاہر پر اگر کرتی تو ہے	کیا ہے ظاہر کو کہو اس نور سے
جمله ظاهرها به پیش این ظهور	باشند اندر غایت نقص و قصور	سب ظواہر اُس کے بس پیش ظہور	بے نہایت رکھتے ہین نقص و قصور
هر که بر شمع خدا آرد پفو	شمع کے میرد بسوزد پوز او	شمع حق کو جو کہ پھونکے قصد سے	شمع کب گل ہو پر اُسکا منھ جلے
چون تو خفاشان بسے بینند خواب	کین جهان ماند یتیم از آفتاب	تجھسے خفاشین بہت دیکھی ہین خواب	کہ یتیم عالم ہے یہ بے آفتاب
موجهای تیز دریاهای روح	هست صد چندانکه بد طوفان نوح	روح کی دریا کی موجین تیز ہین	اُس سے زیادہ جو تھین طوفان مین
لیک اندر چشم کنعان موی رست	نوح و کشتی را بهشت و کوه جست	چشم کنعان مین پر بے بال تھا	چھوڑ کشتی نوح کو کہ پر گیا
کوه و کنعان را فرو برد آن زمان	نیم موجی تا بقعر امتحان	لیگئی کنعان و کہ کو اُس زمان	قعر تک اک نیم موج امتحان
مه فشاند نور و سگ عوعو کند	هر کسی بر خلقت خود می تند	نور[2] مہ جھاڑے و سگ عوعو کرے	ہر کوئی خلقت پہ اپنی بس تنے
شب روان و همرهان مه بتگ	ترک رفتن کے کنند از بیم سگ	شب رو اور ہمراہیان ماہ کے	چھوڑین کب پھرنا سگ کے خوف سے
جزو سوے کل رود مانند تیر	کے کند وقف از پے ہر گنده پیر	جزو جانب کل کے جائے مثل تیر	کب کرے موقوف بہر گندہ پیر
جان شرع و جان تقوی عارف است	معرفت محصول زهد سالف است	شرع اور تقوی کی عارف جان ہے	نخل ہے زہد اور ثمر عرفان ہے
زهد اندر کاشتن کوشیدن است	معرفت آن کشت را روئیدن است	زہد کوشش کرتا بونے کیلئے	معرفت کھیتی کا اُگنا خاک سے
پس چو تن باشد جهاد و اعتقاد	جان این کشتن نبات است و حصاد	جسم ہے مثل اس زمین کا جوتنا	جان ہے اس کھیتی کا اُگنا کاٹنا
امر معروف او و هم معروف اوست	کاشف اسرار و هم مکشوف اوست	امر[3] معروف اور وہی معروف ہے	کاشف اسرار وہی مکشوف ہے
شاه امروزینه و فردای ماست	پوست بنده مغز نغزش دائماست	آج کے دن کل کے دن ہے شہ مرا	پوست بندہ مغز تا در وہ سدا
چون انا الحق گفت شیخ و پیش برد	پس گلوی جمله کوران را فشرد	شیخ انا الحق بولا اور غالب ہوا	پس دبوچا سارے اندھونکا گلا
چون انای بنده شد لا از وجود	پس چه ماند بیندیش ای عنود	جب انا بندہ کے تن سے لا ہوئی	پس رہے کیا سوچ اسمین اے غبی

ف ۱ حکم ظاہر پر الخ یہ شعر اگر تو حکم ظاہر پر کرتی ہو تو کیا ظاہر ہی اس نور سے کہو سب ظہور اسکے ظہور کے سامنے بے نہایت نقص و قصور رکھتے ہین جو جو شمع حق کو قصد سے پھونکے شمع کب گل ہو لیکن منھ اسکا جلے تجھ سے خفاشین خواب بہت دیکھتے ہین کہ یہ عالم یتیم ہو بے آفتاب کے روح کے دریا کی موجین تیز ہین اُس سے زیادہ کہ جو طوفان نوح مین تھین ولیکن چشم کنعان مین پر بے بال تھا کہ کشتی و نوح کو چھوڑ کر کوہ پر گیا اسوقت کنعان و کوہ کے یتیم موج ایجان قعر تک لیگئی یعنی جو شمع حق کو پھونکے وہ کب بجھے مگر اُسکی داڑھی جلے اور آفت مین پڑے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ ف ۲ نور مہ الخ یہ شعر ماہ نور جھاڑے اور کتے عوعو کرین اور ہر کوئی اپنی خلقت پر تنے شب و روز ہمراہیان ماہ کب پھرنے کو چھوڑین خوف سگ سے جزو کل کی جانب مثل تیر کے جائے اور واسطے گندہ پیر کے کب موقوف کرے عارف شرع و تقوی کی جان ہی اور زہد درخت و عرفان ثمر ہو زاہد بونے کیلئے کوشش کرتا ہو اور معرفت اگنا کھیتی کا خاک سے اُس زمین کے جوتنے کے مانند جسم ہے اور کھیتی کا اُگنا و کاٹنا جان ہے یعنی عارف شرع اور تقوی کی جان ہو پس جسم سے جان بہر کیف بہتر ہے تو جان کا پابند رہنا چاہیئے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ف ۳ امر معروف الخ یہ شعر امر معروف اور وہی معروف ہو کاشف اسرار وہی مکشوف وہی ہے آجکے دن اور کل کے دن میرا شاہ بندہ پوست اور وہ ہمیشہ مغز ہو آگے دقائق ہو شیخ نے انا الحق کہا اور غالب ہوا اور سب اندھون کا گلا دابا اور انا حسے بندہ کے بدن سے جب بندہ کے بدن سے انا ہوئی پس کہا ہو دن میرا شاہ ہی بندہ پوست اور وہ ہمیشہ مغز ہے آگے حقائق ہین تو اسمین سوچ ای غبی اگر تیری آنکھ ہو تو کھول اور دیکھ کہ بعد آخر کیا ہوا ای وہ کب مین وہ ہان کا تا قاکہ جو سوے آسمان کے تھوکے کہ تھوک کو سوے آسمان راہ نہ ملے اور تھوک پھر اُسکے منھ پر گرے قیامت تک حق سے تھوک اسپر پڑے مثل تبت کے سب کی جان پر یعنی جب کہ انا بندہ کی لا ہوئی پھر کیا تھا بجز اللہ کے اسواسطے عارف سب پر غالب ہے بقول اُستاد ع لا کہا تو لا ہوا اور لا بھی اسمین لا ہوئی ٭ جز لا ہو ا پھر کیا ہو اللہ ہوا اللہ ہوا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

گر ترا چشم ست بکشا در نگر | بعد لا آخر چه می ماند دگر
ای بریده آن لب و حلق و دهان | که کند تف سوی ماه آسمان
سوی گردون تف نیابد مسلکی | تف بر دیش باز گردد بیشکی
تا قیامت تف برد بارو ز رب | همچو تبت بر روان بولهب
طبل و رایت هست ملک شهریار | سگ کسی که خواند او را طبل خوار
آسمانها بندهٔ ماه دینند | شرق و غرب چرخ نانخوانده اند
زانکه لولاک ست بر توقیع او | جمله در انعام و در توزیع او
گر نبودی او نیابیدی فلک | گردش و نور و مکانی و ملک
گر نبودی او نیابیدی بحار | هیئت ماهی و در شاهوار
گر نبودی او نیابیدی زمین | در درون گنج و بیرون یاسمین
گر نبودی او نیابیدی خیال | زر و لعل و مومیائی بی سوال
گر نبودی او نیابیدی جهان | بی تقاضا رزقهای بیکران
رزقها هم رزق خواران می برند | میوه ها لب خشک باران می برند
هین که معکوس ست در امر این گره | صدقه بخش خویش را صدقه بده
از فقیر ستت همه زر و حریر | هین زکوتی ده غنی را ای فقیر
چون تو ننگی جفت آن مقبول روح | چون عیال کافر اندر عقد نوح
گر نبودی نسبت تو زین سرا | پاره پاره کردمی این دم ترا
دادمی این نوح را از تو خلاص | تا مشرف گشتمی من در قصاص
لیک با خانه شهنشاه زمن | این چنین گستاخی ناید ز من

گر ہے تیری آنکھ بے اور دیکھ لے | بعد لا کے اور کیا آخر رہے
ای وہ کار آجائے لب حلق و دہان | جو کہ تھوکے سوے ماہ آسمان
سوے گردون تھوک کے نہ رہ ملے | تھوک اُسکے منھ پہ پھر اُلٹا گرے
تا قیامت حق سے تھوک اُسپر ملے | مثل تبت بولہب کی جان پہ
ہے لوا اور طبل ملک شہریار | وہ ہے سگ اسکو کہے جو طبل خوار
بندہ اُسکے ماہ کا بس آسمان | شرق و غرب اُسکے ہین سب خواہان ہان
کیونکہ لولاک اسکی ہے توقیع مین | اُسکے سب انعام اور توزیع مین
گر نہ وہ ہوتا نہین پاتا افلاک | گردش اور نور و مکان جا و ملک
گر نہ وہ ہوتا نہین پاتے بحار | صورت ماہی و دُر شاہوار
گر نہ وہ ہوتا نہین باقی زمین | گنج اندر اور باہر یاسمین
گر نہ وہ ہوتا نہین پاتے خیال | زر و لعل اور مومیائی بے سوال
گر نہ وہ ہوتا نہین پاتا جہان | بے طلب یہ جملہ رزق بیکران
رزق و اہل رزق بھی کل اسکے ہین | میوے تشنہ اسکے کل باران سے ہین
نکتہ یہ اس امر مین معکوس ہے | اپنے صدقہ بخش کو صدقہ تو دے
ہے تجھے درویش سے زر و حریر | دے غنی کو تو زکوٰۃ اب ای فقیر
جو تو زوجہ ہو اس اہل روح کی | جس طرح منکوحہ کافر نوح کی
گر نہوتی نسبت اس گھر سے تجھے | ٹکڑے ٹکڑے کرتا مین اس دم ترے
تجھ سے اب اس نوح کو کرتا خلاص | تا مشرف ہوتا مین اندر قصاص
لیک گھر مین ایسے شاہنشاہ کے | ہووے کب گستاخی مجھ نا چیز سے

۵۱ ہے لوا الخ ۵ شعر اور طبل ملک در شہریار سے وہ سگ ہے کہ جو اسکو طبل خوار یعنی بسیار خوار رکھے اس کے ماہ کا بندہ آسمان ہو کہ شرق و غرب اسکے نان کے خواہان ہین کیونکہ لولاک اسکی توقیع مین ہی اور اُس کے سب انعام و توزیع مین ہی اگر وہ نہو تو فلک نہ پاتا گردش و نور و مکان و جاہ ملک اگر وہ نہوتا بحر پاتے صورت ماہی و گوہر شاہوار یعنی جناب رسول مقبول صلعم نہوتے تو یہ زمین : آسمان نہوتا باقی حال آگے ہو فافہم ۱۲ ۵۲ نہوتا وہ الخ ۶ شعر اگر وہ نہوتا زمین نہین باتی گنج و باہر یاسمین اگر وہ نہوتا نہین پاتے زر و لعل اور مومیائی بغیر سوال کے اگر وہ نہوتا جہان نہین پاتا بغیر طلب کے یہ جملہ رزق بیکران رزق و اہل رزق بھی سب اسکے ہین اور کل میوے تشنہ اسکے باران سے ہین یہ نکتہ اس امر مین معکوس ہے کہ اپنے صدقہ بخش کو تو صدقہ دے سبب تجھے درویش سے زر و حرص ہے اے فقیر تو غنی کو زکوٰۃ دے یعنی حق نے جہان کو واسطے حضرت رسول مقبول صلعم کے پیدا کیا ہے اور اہل جہان حق کو زکوٰۃ دیتے ہین یہ امر معکوس ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۵۳ جو تو زوجہ ہے الخ ۵ شعر جو اس اہل روح کی زوجہ ہے جیسے نوح کی منکوحہ کافر تھی اگر تجکو نسبت اس گھر سے نہوتی تیرے اس دم ٹکڑے ٹکڑے مین کرتا اب اس نوح کو تجھسے جدا کرتا تا کہ مین قصاص مین مشرف ہوتا ولیکن گھر مین ایسے شاہنشاہ کے ہو کہ مجھ ناچیز سے کب گستاخی ہووے جاوے اگر کہ تو اس گھر کا کتا ہے ورنہ وہ خود کرتا جو کرنا چاہیے آگے لوٹنا مرید کا بیان ہے فافہم ۱۲

رو دعا کن کہ سگ این موطنی	ورنہ این دم کردے من کردنی	جا دعا کر کہ تو سگ اس گھر کی ہے	ورنہ وہ کر تا جو کرنا چاہیئے

باز گشتن مرید از وثاق شیخ و پرسیدن از مردم و نشان دادن کہ شیخ بفلان بیشہ رفتہ است

لوٹنا مرید کا مکان شیخ سے اور دریافت کرنا لوگون سے اور پتہ دینا کہ شیخ فلانے جنگل کو گیا ہے

بعد ازان پرسان شد او از ہر کسے	شیخ را می جست از ہر سو بسے	پوچھتا تھا بعد وہ ہر ایک سے	ڈھونڈھتا تھا شیخ کو ہر جا پے
پس کسی گفتش کہ آن قطب دیار	رفت تا ہیزم کشد از کوہسار	پس کہا اک نے کہ وہ قطب دیار	لکڑیان لینے گیا ہے کوہسار
آن مرید ذو الفقار اندیش تفت	در ہوای شیخ سوی بیشہ رفت	وہ مرید تیز فکر با حیا	شیخ کی خواہش مین جنگل کو چلا
دیو می آرد بپیش ہوش مرد	وسوسہ تا خفیہ گردد مہ گرد	دیو تالا آگے ہوش اس مرد کے	وسوسہ تا مہ نہان ہو گرد سے
کاینچنین زن را چرا آن شیخ دین	دارد اندر خانہ یار و ہمنشین	ایسی زن کو کس لیے وہ شیخ دین	گھر مین رکھے اپنا یار و ہمنشین
ضد را با ضد ایناس از کجا	با امام الناس نسناس از کجا	ضد کو ضد سے انسیت ہووے کہان	مقبل رحمن کو شیطان سے کہان
باز او لاحول میگفت آتشین	کاعتراض من ہمہ کفرست و کین	پھر پڑھی لاحول اس نے آتشین	کا اعتراض ہی میرا ہے کفر کین
من کہ باشم من با نصر فہای حق	کہ بر آرد نفس من اشکال دق	کون ہون مین عارف اللہ سے	نفس میرا اعتراض و شک کرے
باز نفسش حملہ می آورد زود	زین تعرف با دلش چون کاہ درد	نفس حملہ کرتا پھر ان شبھون سے	دل پے اسکے مثل آگ اور کاہ کے
کہ چہ نسبت دیو را با جبرئیل	کہ بود با او بصحبت ہم مقیل	دیو کو جبرئیل سے نسبت ہی کیا	کہ رکھے صحبت مین قال اس سے روا
کے تواند ساخت با آزر خلیل	چون تواند ساخت با رہزن دلیل	کب مقابل ہووے آزر سے خلیل	کب موافق ہووے رہزن کے دلیل

یافتن مرید شیخ را نزدیک بیشہ سوار شیرے

پانا مرید کا شیخ کو نزدیک جنگل کے ایک شیر پر سوار

۱ پوچھتا تھا آخ ۶ شعر بعد وہ پوچھتا تھا ہر ایک سے اور شیخ کو ہر جا پر ڈھونڈھتا تھا پس ایک نے کہا کہ وہ قطب دیار لکڑیان لینے گیا ہے کوہسار تک کہ وہ مرید تیز فکر و با حیا شیخ کی خواہش مین جنگل چلا دیو آگے ہوش اس مرد کے وسوسہ لاتا کہ تا ماہ نہان ہو گرد سے کہ ایسی عورت کو وہ شیخ دین اپنے گھر مین یار و ہمنشین رکھے ضد کو ضد سے کہین انسیت ہوتی ہے اور کہین مقبل رحمن کو شیطان سے شکوک ڈالے کہ تیرہ دل ہوا پس تسلیم ہے کہ دیو مریدون کو شیخ کی جانب سے اس طرح بہکاتا ہے مگر مرید مستفید اسی طرح بچتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

۲ پھر پڑھی آخ ۵ شعر پھر اس نے لاحول آتشین پڑھی کہ اسپر اعتراض میرا کفر و کینہ ہے مین کون ہون کہ عارف باللہ سے میرا نفس اعتراض و شک کرے پھر نفس ان شبھون سے حملہ کرتا اس کے دل پر مثل آگ و کاہ کے کہ دیو کو جبرئیل سے کیا نسبت ہے کہ اس سے صحبت مین قال کو روا رکھے اور کب موافق راہزن کے راہبر ہووے خلیل کے اور یعنی پھر شبہات دیو نفس نے مرید کے دل مین ڈالے آگے شیخ کو شیر پر سوار دیکھنے کا بیان ہے فافہم ۱۲

اندرین بود او کہ شیخ نامدار ‌ ‌ شد پدید از دور بر شیرے سوار
شیر غران ہیزمش را می کشید ‌ ‌ بر سر ہیزم نشستہ آن سعید
تازیانش مار بود از شرف ‌ ‌ مار را بگرفت چون خرزن بکف
گرچہ آن محسوس این محسوس نیست ‌ ‌ لیک آن جسم جان ملبوس نیست
تو یقین میدان کہ ہر شیخی کہ ہست ‌ ‌ ہم سواری میکند بر شیر مست
صد ہزاران شیر بیشان زیر ران ‌ ‌ پیش دیدہ غیب بین ہیزم کشان
لیک این یکرا خدا محسوس کرد ‌ ‌ تا بہ بیند نیز او کہ نیست مرد
دیدش از دور و بخندید آن خدیو ‌ ‌ گفت آنرا مشنو ای مفتون دیو
از ضمیر او بدانست آن جلیل ‌ ‌ ہم ز نور دل بلے نعم الدلیل
خواند بروی یک بیک آن ذو فنون ‌ ‌ انچہ در رہ رفت بروی تاکنون
بعد ازان در مشکل انکار زن ‌ ‌ برکشاد آن خوش سرایندہ دہن
کان تحمل از ہوای نفس نیست ‌ ‌ آن خیال نفس تست اینجا مایست
گر نہ صبرم می کشیدے بار زن ‌ ‌ کے کشیدی شیر نر بیگار من
اشتران بختیم اندر سبق ‌ ‌ مست و بیخود زیر محملہای حق
من نیم در امر و فرمان نیم خام ‌ ‌ تا بیندیشم من از تشنیع عام
عام ما و خاص ما فرمان اوست ‌ ‌ جان ما بر رو دوان جویان اوست
دور م از تحسین و تشویقش ہمہ ‌ ‌ فارغ از تکذیب و تصدیقش ہمہ

اسمین تھا بس وہ کہ شیخ نامدار[۵۱] ‌ ‌ دور سے چمکا ہی شیر اوپر سوار
شیر پر ہے بار لکڑی کا لدا ‌ ‌ اور خود اُس بار پر بیٹھا ہوا
کوڑا اُسکا سانپ تھا از رہ جلا ‌ ‌ ہاتھ مین جون کوڑا سانپ اسنے لیا
گرچہ وہ محسوس و یہ محسوس نے ‌ ‌ لیک وہ پنہان نہ جسم جان پے
تو یقین سے جان کہ جو شیخ ہے ‌ ‌ بھی سواری کرتا ہے وہ شیر پے
سیکڑون ہین شیر انکی زیر ران ‌ ‌ چشم جان کے آگے ہین ہیزم کشان
لیک محسوس حق نے اک اسکو کیا ‌ ‌ تا اُسے دیکھین کہ ہی مرد خدا
دیکھا اُسکو دور سے اور وہ ہنسا[۵۲] ‌ ‌ بولا مت سُن اسکی اور درپے رہا
جان لی اُس شیخ نے اسکی ضمیر ‌ ‌ نور دل سے کہ کہ دل اک ہی منیر
حال اُسکا شیخ نے یک یک کہا ‌ ‌ راہ سے ابتک کا سب گذرا ہوا
بعدہٗ انکار زن کے راز کو ‌ ‌ پس بیان اُس نے کیا ای راز جو
وہ تحمل نے ہوائے نفس سے ‌ ‌ یان نہ ٹھہر واب خیال نفس ہے
بار زن رکھتا نہ میرا صبر گر ‌ ‌ کب مری بیگار رکھتا شیر نر
اونٹ اک بوجھے کا مین پہلے سے ہون ‌ ‌ مست و بیخود زیر محمل حق کے ہون
حکم فرمان مین نہین خامی مجھے[۵۳] ‌ ‌ تا کرون مین خوف طعنہ عام
میرا عام و خاص اُسکا حکم ہے ‌ ‌ جان سرگردان مری اسکے لئے
دور ہون تحسین اور تشویق سے ‌ ‌ دور ہون تکذیب اور تصدیق سے

سلہ۵۱ اسمین تھا الخ ے شعر اس مین تھا کہ شیخ نامدار دور سے چمکا شیر پر سوار شیر پر بار لکڑی کا لدا تھا اور خود بار پر۔ بیٹھا ہوا تھا از راہ برتری سے اُسکا کوڑا سانپ کا تھا ہاتھ مین مانند کوڑے کے اسنے سانپ لیا تھا آگے اسکے حقائق ہین تو یقین سے جان کہ شیخ ہر بھی وہ سواری کرتا ہی شیر پر اگرچہ وہ محسوس نہین ہی ولیکن وہ چشم جان پوشیدہ نہین ہو سیکڑون شیر انکی زیر ران ہین اور چشم جان کے آگے ہیزم کشان ہین ولیکن حق نے ایک محسوس کیا تاکہ اسکو دیکھین کہ مرد خدا کا ہی یعنی سب اولیاء اللہ کو خدا نے یہ مرتبہ دیا ہی کہ شیر پر سوار ہین مگر انکو دیکھتا نہین ہے آگے رجوع بقصہ ہی فافہم ۱۲ سلہ۵۲ دیکھا اسکو الخ ے شعر دور سے اسکو دیکھا اور ہنسا اور کہا کہ مت سن اُسکی اور درپے رہا اُسکی ضمیر شیخ نے جان کی نور دل سے کہ ایک دلیل سے روشن ہی ایک ایک حال اسکا شیخ نے کہا راہ سے ابتک کا سب گذارہ ہوا بعدہ انکار زن کے راز کو اُس نے بیان کیا وہ تحمل ہوائے نفس سے نہ تھا یان نہ ٹھہر وہ خیال نفس ہی اگر میرا صبر بار زن کا نہ رکھتا کب میری بیگار شیر نر رکھتا مین اول سے ایک اونٹ بوجھے کا ہون اور مست و بیخود زیر محمل حق کے ہون یعنی اگرچہ مین طعنہ زنی عورت کا بار نہ اُٹھاتا تو شیر نر میرا ایک بار کیونکر اُٹھاتا یعنی یہ مرتبہ اس کے طعنہ سے حاصل ہوا ہی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ۵۳ حکم و فرمان الخ ے شعر مجھے حکم و فرمان مین خامی نہین کہ تا مین طعنہ عام سے خوف کرون اسکا حکم میرا عام و خاص ہی اور اسکے واسطے میری جان سرگردان ہے مین دور ہون تحسین و توفیق سے اور دور ہون تکذیب و تصدیق سے میرا فرد و جفت ہونا خواہش سے نہین میری جان مہر و ماہ کے مانند خدا کے ہاتھ مین ہی بار اس احمق کا دلاکھ کالون ظاہر رنگ و بو رنگ کے عشق سے نہین ہی اسقدر دور سے سیر شاگردون کا میرے ثمرہ کا کہان تک کر و فر ہو وہانتک جائے کہ جگہ کو راہ نہین ہی بجز چمک ق و ماہ اللہ کے کل تصویر اور وہ ہون گے دور ہی نور نور نور نور نور نور یعنی مین خواہشات نفسانی سے اس عورت کا جبر نہین اُٹھاتا ہون مجھ کو اس جگہ رسائی ہی کہ وہان بجز چمک برق ماہ اللہ کے اور کچھ نہین ہی یہ انتہا مقام سلوک ہی کہ وہم و تصور مین نہین آتا ہی اس کا بیان ہی ۱۲

فردی ما جفتی مانہ از ہواست	جان ما چون مہر در دست خداست	فرد و جفت ہونا ہوا سے نے مرا	جان مری چون مہر وہ ما دست خدا
بار آن ابلہ کشیم و صد چو او	نے ز عشق رنگ نے سودای بو	بار اس احمق کالون اور لاکھ کا	رنگ دے لیوے کے عشق سے نے ظاہر
اینقدر خود درس شاگردان ماست	کر و فر ملحمہ ما تا کجاست	میرے شاگردونکا درس ہے اسقدر	ملحمہ کا میرے کان تک کر و فر
از کجا آنجا کہ جا را راہ نیست	جز سنا برق مہ اللہ نیست	جائے وان تک کہ جگہ کو راہ نے	جز چمک برق مہ اللہ نے
از ہمہ اوہام و تصورات دور	نور نور نور نور نور نور	کل تصور اور وہمون سے ہے دور	نور نور نور نور نور نور
بہر تو من پست کردم گفت گو	تا بسازی با رفیق زشت خو	[۵۱] تیری خاطر پست کی ہر گفتگو	نا موافق یار بد خو سے ہو تو
تا کشی خندان و خوش بار حرج	از پی الصبر مفتاح الفرج	تا خوشی سے لیوے تو بار حرج	کیونکہ ہے الصبر مفتاح الفرج
چون بسازی با خسی این خسان	گردی اندر نور سنتہا رسان	جو موافق ان خسون سے ہوئے تو	ہووے داخل نور مین سنت کے تو
کانبیا رنج خسان بس دیدہ اند	از چنین ماران بسے پیچیدہ اند	کانبیا کو بس خسون سے رنج تھا	ایسے سانپون سے بہت صدمہ ملا
چون مراد و حکم یزدان غفور	بود در قدمت تجلی و ظہور	جو مراد و حکمت رب غفور	تھی قدم مین با تجلی و ظہور
بے ز ضدی ضد را نتوان نمود	وان شہ بے مثل را ضدی نبود	ضد کو بیضد کے نہین دکھلا سکا	کوئی اُس بے مثل شہ کا ضد نہ تھا

حکمت در آیہ انی جاعل فی الارض خلیفہ

حکمت اس آیت مین انی جاعل فے الارض خلیفہ

پس خلیفہ ساخت صاحب سینہ	تا بود شاہیش را آئینہ	[۵۲] پس خلیفہ صاحب دل کو کیا	اسکی شاہی کا ہو تا مرأت نما
پس صفائی بیحدودش داد او	وانگہ از ظلمت ضدش بنہاد او	پس صفا بیحد اُسے اُس نے کیا	اسدم اُسکو ضد ظلمت کا رکھا
دو علم افراخت اسفید و سیاہ	آن یکی آدم دگر ابلیس راہ	دو علم رکھے سفید اور اک سیاہ	ایک آدم دوسرا ابلیس کا
در میان آن دو لشکرگاہ رفت	چالش و بیکار آنچہ رفت رفت	درمیان اُن دو نون لشکرگاہ کے	جنگ و جھگڑے جو کچھ آپسمین ہوے
ہمچنین دور دوم ہابیل بود	ضد نور پاک او قابیل بود	دوسرا دور ایسے ہی ہابیل تھا	نور کا ضد اُسکے بس قابیل تھا
ہمچنین این دو علم از عدل و جور	تا بہ نمرود آمد اندر دور دور	دو علم یہ یون ہی عدل و جور سے	تا بہ نمرود آئے اندر دور کے

۵۱ تیری خاطر الخ ۶ شعر تیری یہ گفتگو پست کی ہے کہ ناموافق یار بد خو سے تو ہو تاکہ تا خوشی سے تو بار تکلیف لیوے کیونکہ ترجمہ صبر کنجی کشادگی کی ہے جو توان خسون سے رنج تھا اور ایسے سانپون سے بہت صدمہ ملا جو مراد و حکمت رب غفور کی قدیم مین تھی تجلی و ظہور سے تھی اور ہر ضد سے ضد معلوم ہوتی ہے اور خدا کی کوئی ضد نہین ہے اسواسطے حق نے آدم عم کو خلیفہ دنیا مین بھیجا کہ جس نے انسان ضد اللہ کا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ پس خلیفہ الخ ۶ شعر پس خلیفہ صاحب کو کیا کہ تا اس کی شاہی کا آئینہ ہے پس اُسنے بے حد صفا کیا اس دم اسکو ضد ظلمت کا رکھا دو علم رکھے ایک سفید و ایک سیاہ ایک آدم عم و دوسرا ابلیس کا درمیان اُن دونون لشکرگاہ کے جنگ و جھگڑے آپس مین ہوئے ایسے ہی دوسرا دور ہابیل کا تھا کہ اُس کے نور کا ضد قابیل تھا یہ دونون علم یون ہی عدل و جور سے نمرود تک آئے اندر دور کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ضد ابراہیم گشت و خصم او / وان دو لشکر کین گذار و جنگجو
چون درازی یافت جنگ ناخوشش / فیصل آن ہر دو آمد آتشش
پس حکم کرد آتشی را و نگر / تا شود حل مشکل آن دو نفر
دور دور و قرن قرن این فریق / تا بہ موسیٰ و بہ فرعون غریق
سالہا اندر میان شان حرب بود / چون ز حد رفت و ملالت میفزود
آب دریا را حکم سازید حق / تا کہ ماند کہ برد زین دو سبق
تا کہ فرعون را با آن فرعونیان / آب دریا غرق شان کرد آن زمان
ہمچنین تا دور و عہد مصطفیٰ[۲] / با ابوجہل آن سپہدار جفا
ہم نکر سازید از بہر ثمود / صیحہ کہ جان شان را در ربود
ہم نکر سازید بہر قوم عاد / زور چیزے تیز رو یعنی کہ باد
ہم نکر سازید بر قارون ز کین / تا فرو بردش چو اژدرہا زمین
تا حلیمی زمین شد جملہ قہر / برد قارون را و گنجش را بقعر
لقمہ را کہ ستون این تن است / دفع تیغ جوع نان چون جوشن است
چونکہ حق قہری نہد در نان تو / چون خناق آن نان بگیرد در گلو
این لباسے کہ ز سرما شد مجیر / حق دہد او را مزاج زمہریر
تا شود بر تن ترا جبہ شگرف / سرد ہمچون یخ گزندہ ہمچو برف
تا گریزی از وشق ہم از حریر / زو پناہ آری بسوی زمہریر

وہ ہوا[۱] پس ضد ابراہیم کا / جنگ و کینہ دونوں لشکر میں رہا
جنگ و جھگڑا جبکہ اُنکا بڑھ گیا / تصفیہ دونوں کا آتش نے کیا
پس حکم آتش کو دیکھ اُسنے کیا / تا کہ ان دونوں کا حل ہو ماجرا
دور دور و قرن قرن آخر گیا / موسی و فرعون تک یہ ماجرا
برسوں اُنکے درمیان جھگڑا رہا / جو تنازع اور رنج از بس بڑھا
آب دریا کو حکم حق نے کیا / پست و غالب کون ہو دونوں سے تا
تا کہ فرعون اور اُسکی قوم کو / آب دریا نے کیا غرق انکو
ایسے ہی[۲] تا دور عہد مصطفیٰ[ص] / ساتھ ابوجہل و اُس شہ کے کیا
بھی بلا کے واسطے قوم ثمود / اور جان کو لیگئی برق انکی زود
بھی بلا کی ایک بہر قوم عاد / چلنے والی تیز کو یعنی کہ باد
بھی بلا کی کینہ سے قارون پے / تا زمین نے نگلا جون اژدر اُسے
تا حلیمے ہوئی زمین کے جملہ قہر / لیگئے قارون و گنج اُسکا بقعر
جو کہ لقمہ جسم کو قائم رکھے / دفع تیغ بھوک کو جون ڈھال ہے
قہر جو[۳] حق نان میں تیری رکھے / وہ گلے میں جون خناق کر پھنسے
جامہ سردی میں کہ جو گرمی کرے / حق مزاج زمہریر اُسکو دے
تا کہ ہو نادر قبا تن پر ترے / سرد مثل برف اور تکلیف دے
پوستین سے بھاگے بھی اور تو حریر / اور لائے امن سوے زمہریر

ف۱ وہ ہوا آلخ ۷ شعر وہ ضد ابراہیم کا ہوا جنگ و کینہ دونوں لشکر میں رہا جبکہ انکا جنگ و جھگڑا بڑھ گیا آتش نے دونوں کا تصفیہ کیا آتش کو دیکھ کر حکم اُس نے کیا تاکہ ان دونوں کا ماجرا حل ہو دور دور و قرن قرن آخر آگیا موسیٰ عم و فرعون تک ماجرا انکے درمیان برسوں جھگڑا رہا جو کہ تنازع و رنج ابتک بڑھا حق نے حکم آب دریا کو کیا تاکہ پست و غالب کون دونوں سے ہو تاکہ فرعون اور اس کی قوم کو آب دریا نے غرق کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۲ ایسے ہی آلخ ۶ شعر ایسے ہی دور عہد مصطفیٰ صلعم تک ساتھ ابوجہل اور اُس شاہ کے کیا بھی بلا کرے واسطے قوم ثمود کے برق کو کہ انکی جان جلد لیگئی بھی بلا کرے قوم عاد کے واسطے تیز چلنے والے یعنی باد کو بھی بلا کرے کینہ سے قارون پر تاکہ زمین نے اُسے نگلا مانند اژدہا تا چلنے زبان کے بالکل فقیر ہوئی قارون اور اسکے گنج کو لیگئی قعر میں جو لقمہ کہ جسم کو قائم رکھے تیغ بھوک کی دفع کو مانند ڈھال کے ہے یعنی ایک کو دوسرے کا ضد کیا کہ تا معرفت حق کی اُس سے ظاہر ہو آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲
ف۳ قہر جو حق آلخ ۵ شعر قہر جو حق تیری نان میں رکھے وہ خناق کے مانند گلے میں آکر پھنسے جو کہ سردی میں گرمی کرے حق اُسکو مزاج زمہریر کا دے تاکہ قبا نادر تیرے تن پر ہو سرد برف کے مانند اور تکلیف دی تا پوستین سے تو بھاگے زحیر ہو کر اور امن لائے جانب زمہریر کی تو ایک قلہ ہے فلتین نہیں ہے اور قصہ ظلہ ہے عین تو غافل ہے یعنی بمذہب شافعی قلتین پاک ہے اسواسطے فرماتے ہیں کہ ابھی تو ایک قلہ ہے یعنی پاک نہیں ہو اور قصہ ظلہ سے غافل ہے یعنی شعیب علیہ السلام کی قوم پر عذاب جاری ہوا تھا کہ آفتاب و بارش کے مکان مانع نہیں ہوتے تھے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

تو دو قلہ نیستی یک قلہ‌ٔ | غافل از قصہ عذاب ظلہ‌ٔ
امر حق آمد بہ شہرستان و دہ | خانہ و دیوار را سایہ مدہ
مانع باران مباش و آفتاب | تا بدان مرسل شدند امت شتاب
کہ بمردیم اغلب ای مہتر امان | باقیش از دفتر تفسیر خوان
چون عصا را مار کرد آن چست دست | گر ترا عقلیست یک نکتہ بسست
سنگ بر تسبیح آمد بر شتاب | از میان اصبعین آفتاب
منکر آن دید و فرنا درد سر | دشمنی او کور گردش از نظر
تو نظر داری ولے امعانش نیست | چشمہ را افسردہ است و کردہ ایست
زین ہمی گوید نگارندہ فکر | کہ بکن ای بندہ امعان نظر
آن نمی گوید کہ آہن کوب سرد | لیک ای پولاد بر داود گرد
تن بمردت سوئے اسرافیل ران | دل فسردت رو بخورشید جہان
در خیال از بسکہ گشتی مکتسی | تک بسوفسطائی بدظن رسی
او خود از لب خرد معزول بود | شد ز حس معزول و محروم از وجود
گر ز خود دو ز لب خود معزول گشت | از وجود حس خود مفصول گشت
ہین سخن خا نوبت لب خائیست | گر بگوئی خلق را رسوائیست
چیست امعان چشم را کردن روان | چون نہ تن جان رست گویندش روان
آن حکیمی را کہ جان از بند تن | باز رست و شد روان اندر چمن

تو ہی اک قلہ نہیں ہے قلتین | قصہ ظلہ سے تو غافل ہی علین
حکم حق آیا کہ شہر و گانون مین | خانہ و دیوار تا سایہ نہ دین
مانع باران نہو اور آفتاب | تا ادھر امت گئی جلد اور شتاب
کہ مرے ہم ای پیمبر دے امان | باقی تفسیر اسکا پڑھ اندر قرآن
اس عصا کے جو کیا صانع نے یار | گر ہی عاقل اک نکتہ بس ہے یار
سنگ بس تسبیح اک کرنے لگے | انگلیون مین پہ تو خورشید سے
منکرون نے دیکھا اور نہ سر رکھا | دشمنی نے انکو بس اندھا کیا
تو نظر رکھے ولیکن غور نے | چشمہ افسردہ خیابان دار ہی
اس سبب سے کہتا ہے خلاق فکر | کہ کر اے بندے بغور اب تو نظر
وہ نہ کہوے کوٹ لوہے سرد کو | پاس جا داؤد کے فولاد تو
تن مرے جا جانب اسرافیل کے | دل مرے جا مل تو اس خورشید سے
تو خیال اندر رہو ایسی بس نہان | پہونچا سوفسطائی تک اے بدگمان
مغز سے اور عقل سے معزول تھا | حس اور تن سے وہ معزول اب ہوا
مغز سے اور خود سے گر معزول تھا | حس و تن سے اب ہوا اپنے جدا
بات مت کر وقت چپ رہنے کا ہے | گر کہے تو خلق مین رسوا بنے
غور کیا ہے چشم کو کرنا روان | تن سے جان چھوٹے کہیں اسکو روان
وہ حکیم تن کہ قیدی تن سے جان | اسکی چھوٹی ہوئی روان اندر جنان

سے حکم حق آخ ۷ شعر حکم حق آیا کہ تا شہر گانون مین خانہ دیوار سایہ ندین مانع باران و آفتاب کے نہ ہون تا ادھر امت جلد و شتاب گئی کہ اسے پیغمبر ہم مرے امن دے باقی قصہ اسکا قرآن سے پڑھ لے آگے حقائق ہے اس عصا کو جو صانع نے مار کیا اگر تو عاقل ہے ایک نکتہ بس ہے سنگ ہے ایک تسبیح کرنے لگے انگلیون کے اندر پر تو خورشید سے منکرون نے دیکھا اور سر نہ رکھا اور دشمنی نے انکو اندھا کیا تو نظر رکھتا ہے ولیکن غور نہیں ہے چشمہ افسردہ ہے کیاری کے مانند یعنی خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے مگر تجھ چشم معنی حاصل نہین ہے اسواسطے وہ تجکو دکھائی نہین دیتا ہے آگے بیان ہے فافہم ۱۲ سے اس لئے کہتا ہے آخ ۷ شعر اسواسطے خلاق فکر کہتا ہے کہ اے بندہ اب تو غور سے نظر کر وہ نہین کہتا ہے کہ سرد لوہے کو کوٹ اے فولاد تو پاس داؤد کے جا اے میرے تن پر تو جا جانب اسرافیل کے اے میرے دل تو جا اس خورشید سے مل تو خیال مین نہان سوفسطائی تک پہونچا ہے اے بدگمان وہ عقل کے مغز سے معزول تھا حس و تن سے اپنے اب جدا ہوا بات مت کر وقت تو چپ رہنے کا ہے اگر تو خلق مین رسوا ہے یعنی اہل دنیا کو عقل کامل نہین ہے تو راز مت بیان کر وقت غور کرنے کا ہے اور کہے گا تو رسوا ہوگا آگے تحقیق اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سے غور کیا ہے آخ ۵ شعر کیا ہے چشم کو روان کرنا جو تن سے جان چھوٹے اسکو روان کہتے ہین حکیم بو علی سینا نے کہ جان اسکی قید تن سے چھوٹی اور روان ہوئی جنت مین یا دوزخ کی جانب روان ہوئی جیسے چوہا کونہ کونہ مین چھپتا ہے اسنے دو لقب اُن دو نون کے رکھے ہین اسواسطے فرق کے کہ آفرین اس جان پر ہو جیو اس جان کہ جو فرمان پر چلے اگر وہ گل کو خار چاہے وہ ہوئے یعنی اسکا غور کر جو جان کہ تن کو چھوڑے عام معنی مین روان ہوتی ہین بقول حکیم بو علی سینا کے اسکو روان کہتے ہین اور ریحان کہ بسبب غفلت کے اس عالم مین سانہین ہے اسکو جان کہتے ہین پس اہل معنی کی جان کو روان کہنا چاہیئے اور غافلان دنیا کی جان آگے بیان ہود علیہ السلام کے معجزہ کا ہے فافہم ۱۲

یا روان شد او بسوی هاویه	همچو موش از زاویه در زاویه
دو لقب را او برین سر دو نهاد	بهر فرق ای آفرین بر جانش باد
در بیان آن که بر قربان رود	گر گلی را خار خواهان آن شود

یا ہوئی دوزخ کیجانب وہ روان	جیسے چوہا کونے کونے مین نہان
آن لقب آن دو کو جو اُسنے رکھے	بہر فرق آفرین اُس جا پہ ہے
اُس بیان مین کہ چلے قربان مین جو	گل کو چاہے خار جو وہ ہووے دو

بیان معجزهٔ هود علیه السلام در تخلیص مومنان از باد عذاب

بیان معجزہ ہود علیہ السلام کا مومنوں کی رہائی کی نسبت وقت نازل ہونے ہوا کے

هود گرد مومنان خطی کشید	تا ز باد آن قوم او رنجے ندید
باد طوفان بود و کشتی عصمتش	هست ازین طوفان وزین کشتی بسی
مومنان از دست باد ضائره	جمله بنشستند اندر دائره
باد طوفان بود و کشتی لطف هو	بس چنین کشتی و طوفان دارد او
قصد شاه آن نی که خلق ایمن شوند	قصدش آنکه ملک گردد بی گزند
آن خراسی میدود قصدش خلاص	تا بیابد او ز زخم آن دم مناص
قصد او آن نی که آبی بر کشد	یا که کنجد را بدان روغن کند
گاو بشتابد ز بیم زخم سخت	نی برای بردن گردون و رخت
پادشاهی را خدا کشتی کند	تا بحرص خویش بر صفها زند
لیک حق دادش چنین خوف و وجع	تا مصالح حاصل آید در تبع
همچنین هر کاسبی اندر دکان	بهر خود کوشد نه اصلاح جهان
هر یکی بر درد جوید مرهمی	در تبع قائم شده زان عالمی

ہود نے [۵۲] خط کھینچا گرد مومنان	تا ہوا سے قوم کو ہووے امان
باد طوفان تھی وہ کشتی امن کی	ہے بہت یہ کشتی اور طوفان بھی ۳۶
مومن اس باد نفر کے ہاتھ سے	دائرہ مین امن سے بیٹھے رہے
باد طوفان تھی وہ کشتی لطف ہو	وہ رکھے بس کشتی و طوفان کو
قصد ہے نے شہ کا کہ خلق ایمن رہے	قصد اُسکا ملک آفت سے بچے
خر پھرے [۵۳] چکّی سے چھٹنے کیلئے	تا نجات اک دم وہ پائے مار سے
بیل کا ہے قصد کہ پانی کھینچے	تا کہ کنجد سے جدا روغن کرے
بیل سب چلتے ہیں ڈر سے مار کے	اور نہ گاڑی کھینچنے کیواسطے
بادشاہ کو بس خدا کشتی کرے	تا چلے سیدھے وہ اپنی حرص سے
لیک حق نے خوف اُنھین ایسا دیا	اہلیت تا ہو اطاعت مین سوا
ایسے ہی ہر پیشہ ور دوکان پہ	بہر خود ساعی نہ نفع عام کے
ہر کوئی ڈھونڈھے ہے مرہم درد کا	اُس سے اک عالم اطاعت مین پڑا

۵۲ ہود نے الخ ۱ شعر ہود ع نے ایک خط کھینچا گرد مومنوں کے تا قوم کو ہوا سے امن ہو باد طوفان تھی اور وہ کشتی امن کی تھی ایسی بہت کشتی طوفان ہے مومن اس باد کے ہاتھ سے دائرہ مین امن سے بیٹھے رہے باد طوفان تھی اور لطف ہو کشتی کہ وہ بہت کشتی و طوفان کو رکھتا ہے آگے اس کی مثال ہے خدا بادشاہ کو کشتی کرے تا کہ سیدھے وہ اپنی حرص سے چلین یہ قصد شاہ کا نہین کہ خلق ایمن رہے بلکہ قصد اس کا ہے کہ ملک آفت سے بچے یعنی خداوند عالم بہت طوفان و کشتیان رکھتا ہے آگے اس کا بیان ہے مثل مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

۵۳ خر پھرے الخ ۸ شعر خر چکی کا رہائی کے لئے پھرے تا کہ ایک دم مار سے نجات پائے بیل کا قصد نہین ہے کہ پانی کھینچے یا کہ روغن کنجد سے جدا کرے سب بیل مار کے ڈر سے چلتے ہین اور گاڑی کھینچنے کے واسطے نہین و لیکن خدا نے انھین ایسا خوف دیا کہ اہلیت اطاعت مین سوا ہے ایسے ہی ہر ایک پیشہ ور دکان پر اپنے واسطے ساعی ہے نہ نفع عام کے واسطے ہر کوئی مرہم درد کا ڈھونڈھتا ہے اس سبب سے ایک عالم اطاعت مین پڑا احمق نے اس جہان کا تمام خوف کو کیا کہ جان کے خوف سے ہر ایک کام مین پڑا یعنی ہر ایک کام اپنے نفع ذات کے واسطے کرتا ہے نفع عام کے واسطے مگر خوف جان سے ہر ایک کام کرتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

حق ستون اینجهان از ترس ساخت — هر یکی از ترس جان در کار باخت
حمد ایزد را که ترسے را چنین — کرد او معمار و اصلاح زمین
این همه ترسنده اند از نیک و بد — هیچ ترسنده نمی ترسد ز خود
پس حقیقت بر همه حاکم کسیست — که قریبست او وگر محسوس نیست
هست او اندر رگین ای بوالهوس — تا نگردی فارغ از شب ای عسس
هست او محسوس اندر مکمنی — لیک محسوس حس این خانه نے
آن حسے که حق بدان حس مظهرست — نیست حس این جهان آن دیگرست
حس حیوان گر بدیدی آن صور — بایزید وقت بودی گاو و خر
آنکه تن را مظهر هر روح کرد — وانکه کشتی را براق نوح کرد
گر بخواهد عین کشتی را بجو — او کند طوفان توای نور جو
هر دمت طوفان و کشتی ای مقل — یا غم و شادیست کرد او متصل
گر نه بینی کشتی و دریا به پیش — لرزه ها بین در همه اجزای خویش
چون نه بیند اصل ترسش را عیون — ترس دارد از خیال گونه گون
مشت بر اعمی زند یک جلف مست — کور پندارد لگد زن اشترست
زانکه آندم بانگ اشتر می شنید — کور را گوش است آئینه نه دید
باز گوید کور نے این سنگ بود — یا مگر از قبه پر طنگ بود
این نبود و آن نبود و آن نبود — آنکه او ترس آفرید اینها نمود

اس جہان کا حق نے ڈر کو تھم کیا — خوف جان سے کام مین ہر اک پڑا
شکر حق کہ ایسے ڈر کو ظاہرا — اُس نے معمار اس زمین کا کر دیا
کیونکہ نیک و بد کو سب سے خوف ہی — نے کوئی خائف ڈرے ہے آپ سے
پس حقیقت مین وہ حاکم سب پہ ہی — کہ قریب اب وہ ہی گر محسوس نے
وہ ہے اندر رگھات کے ای پر ملال — تا نہ فارغ شب سے ہو تو کوتوال
جائے پوشیدہ مین وہ محسوس ہے — جس سے اس گھر کی نہ جو محسوس ہے
بس وہ حس کہ اس سے حق ظاہر دکھے — ہے نہ یان کی حس کہ وہ تو اور ہے
دیکھتی گر حس حیوان وہ صور — بایزید وقت ہوتے گاو خر
جس شے نے تن کو روح کا مظہر کیا — اور براق نوح کشتی کو دکھا
عین کشتی کو اگر چاہے بجو — وہ کرے طوفان ترا ای نور جو
ہر گھڑی کشتی و طوفان کو کرے — متصل شادی و غم سے وہ رکھے
گر نہ دیکھے بحر کشتی سامنے — اپنے اجزا مین تو لرزہ دیکھ لے
اصل پرسش کو نہ دیکھے آنکھ جو — فکر گونا گون سے کیسی خوف اسکو ہو
مارے گر اندھے کو گھونسا اک شتر — جانے اندھا کہ لگد زن ہے یہ خر
کیونکہ اندھے نے سنا آواز خر — آئینہ اندھے کا گوش اور بے نظر
پھر کہے اندھا نہین یہ سنگ تھا — یا کہ شاید گنبد تھی پر از جفا
یہ نہ تھا اور وہ نہ تھا اور یہ نہ تھا — یہ دیکھا یا جس نے ڈر پیدا کیا

سلہ شکر حق الخ یہ شعر خدا کا شکر کہ اس نے خوف ظاہر اُس نے معمار اس زمین کا کر دیا کیونکہ سب کو نیک و بد سے خوف ہے اور کوئی خائف آپ سے نہین ڈرتا ہے پس حقیقت مین وہ سب پر حاکم ہے کہ آپ وہ قریب ہے اگرچہ محسوس نہین ہے وہ اندر رگھات کے ہے اے پر ملال تا نہ فارغ شب سے کوتوال ہو وہ محسوس اس گھر کی حس سے نہین ہے بس وہ حس کہ اُس سے حق ظاہر دکھے یہان کی حس نہین ہے وہ تو اور ہے اگر حس حیوان کی صورت دیکھتے بایزید وقت ہوتے بیل گدھے یعنی وہ محسوس پوشیدہ اس حس سے ہے کہ یہ حس دنیا مین اسکو معلوم نہین کر سکتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ جس نے تن کو الخ یہ شعر جس نے تن کو روح کا مظہر کیا اور کشتی کو براق نوح کا کیا اگر وہ چاہے نفس عین کشتی کو طوفان تیرا کرے اے نور ہر دم تیرے طوفان وکشتی کو متصل شادی و غم سے وہ رکھے اگر بحر و کشتی روبرو نہ دیکھے اسکو فکر گونا گون سے کون خوف ہے آگے اسکی مثال ہے اگر کوئی اندھے کو ایک گھونسا مارے اندھا جانے کہ یہ خر لات مارتا ہے کیونکہ اندھے نے آواز خر کی نہین سنی ہے کہ اندھے کا گوش ہے نظر نہین ہے یعنی خدا کو اگرچہ ظاہر نہین دیکھتا ہے تو اس کو تلاش سے خود مین دیکھ لے آگے آثار آپ کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ پھر کہے الخ ۵ شعر پھر اندھا کہے یہ سنگ تھا یا کہ شاید گنبد تھا پر جفا یہ نہ تھا اور وہ نہ تھا یہ دیکھا یا جس نے خوف پیدا کیا آگے اسکے حقائق ہین خوف و لرزہ غیر سے ہوتا ہے ہرگز کسی کو خود سے خوف نہین ہے آگے وہ حکیم اس ڈر کو وہم کہتا ہے اُس نے اس بات سے سمجھ بوجھی کی وہم نہین ہے اور بے رواج گھر سے کوئی کھوٹا نہین چلتا ہے یعنی خوف غیر سے ہوتا ہے اپنے سے نہین ہوتا ہے بقول سلہ تا نباشد چیز کے مردم نگویند چیزہا اس صورت مین صنعت ہادی صانع کی ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

ترس و لرزه باشد از غیر یقین
ان حکیمک وہم خواند ترس را
هیچ وهمی بے حقیقت کے بود
کے دروغی قیمت آورد بی ز راست
راست را دید او رواجی و فروغ
ای دروغی که ز صدقت این نواست
از مفلسف گویم و سودای او
یا ز کشتیهاست کان پیدا و نیست
هر ولی را نوح کشتیبان شناس
کم گریز از شیر و اژدرهای نر
ز ملاقاتی ز روزگارت می برند
چون خر تشنه خیال هر یکے
نشف کرد ست خیال آن وشان
پس نشان نشف آب اندر غصون
عضو هر شاخے تر و تازه بود
گر بسید خواهی توانی کردنش
چون شد آن ناشف ز نشف بیخ خود

هیچکس از خود نترسد ای حزین
فهم کرده کرد دست او این درس را
هیچ قلبی بی صحیحی کے رود
در دو عالم هر دروغ از راست خاست
بر امید او روان کرد او دروغ
شکر نعمت کن مکن انکار راست
یا ز کشتیها و دریاهای او
گوییم از کل جزو در کل اخص است
صحبت این خلق را طوفان شناس
ز آشنایان و ز خویشان کن حذر
یادشان هان روزگارت می خرند
از نشف کن فکر را شربت کے
شبنمی که داری از بحر الحیات
آن بود که می بجنبید در رگ کون
می کشی هر سو کشیده می شود
هم توانی کرد چنبر گردنش
ناید آن سوے که امرش می کشد

خوف اور ہوتا ہے لرزہ غیر سے
وہ حکیم اس ڈر کو کہتا وہم ہے
بے حقیقت کچھ کوئی وہم ہے
جھوٹ کو بے سچ کے کب قیمت ملے
سچ کا دیکھا جو رواج اس نے سوا
سچ سے تیرے ہی رواج ہے جھوٹ کا
فلسفی اور اسکے سودا سے کہوں
بلکہ کشتی ہے کہ رغبت دل رکھے
ہر ولی کو نوح کشتیبان جان
اژدہا اور شیر سے نے بھاگ تو
عمر صحبت سے وہ کھوتے ہیں تری
جون خر تشنہ خیال ایک ایک کے
فکر ان کی چوستی ہے تو رکھے
پس نشان اس چوسنے کا عضو میں
عضو شاخوں کا تر و تازہ جو ہو
تو گرہ کر چاہے اسکو کر سکے
جب ہوئی وہ جذب اپنی اصل سے

خود سے نے ہرگز کسی کو خوف ہی
اس نے کی پٹی پڑھی سمجھ اس بات سے
بے کھرے کے نے کوئی کھوٹا چلے
جھوٹ اک سچ سے دو عالم میں چلے
جھوٹ اس امید پر اس نے کہا
شکر کر مت سچ سے کر انکار تو
یا کہ کشتی اور دریا سے کہوں
میں کہوں کل سے کہ جز سب کل میں ہے
خلق کی صحبت کو تو طوفان جان
اپنے خویش و آشنا سے بھاگ تو
عمر ضائع انکی خواہش میں تری
قیف تن سے فکر کا شربت پیے
جو رطوبت زندگی کی بحر سے
وہ ہی جو حرکت ترے عضو میں ہے
تو جھکائے جس طرف جھک جائے وہ
حلقہ گردن کا بنائے وہ بنے
نے جھکے جس سو جھکانا تو کرے

۵۱ جھوٹ کو الخ ۶ شعر جھوٹ کو بغیر سچ کے قیمت نہیں ملتی ہے اور جھوٹ ایک سچ سے دونوں عالم میں چلتا ہے جو اس نے سچ کا رواج سوا دیکھا تو اس نے جھوٹ اس سچ کی امید پر رکھا تیرے سچ سے اس جھوٹ کو رواج ہے تو شکر کر اور سچ سے انکار نہ کر فلسفی اور سودا سے اس کی کہوں یا کشتی اور دریا سے کہوں بلکہ کشتی سے کہ دل رغبت رکھتا ہے میں کل سے کہوں یا جزو سے سب جزو کل میں ہے ہر ایک ولی کو نوح کشتیبان جان اور خلق کی صحبت کو تو طوفان جان یعنی جھوٹ کو رواج سچ کے سبب سے ہے پس صحبت اولیاء کو بہتر جان کہ صحبت عوام سے کہ آفت بڑی ہے تجھے بچاوے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

۵۲ اژدہا الخ ۸ شعر اژدہا و شیر سے تو مت بھاگ اپنے عزیزوں و آشناؤں سے تو بھاگ کہ تیری عمر وہ صحبت سے کھوتے ہیں اور تیری عمر ضائع ان کی خواہش میں ہے مگر مانند خر تشنہ کے ایک ایک کے خیال سے قیف شربت فکر کا پیتے ہیں ان کی فکر چوستی ہے کہ جو رطوبت رکھتا ہے بحر زندگی سے پس نشان اس چوسنے کا عضو میں وہ ہے کہ جو حرکت تیرے عضوؤں میں ہیں آگے اس کی مثال ہے عضو شاخوں کا جو تر و تازہ ہو تو جس طرف جھکائے وہ جھک جائے یعنی جو رطوبت تو بحر زندگی سے رکھتا ہے خواہشات یاران دنیا کی تجھ سے چوسے اور پھر قابل اس درس گاہ کے نہ رہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

پس بخوان قاموا کسالی از نبی — چون نیابد شاخ از بیخش طبی
آتشین ست این سخن کوتہ کنم — بر فقیر و گنج و احوالش زنم
آتشی دیدی کہ سوزد او نہال — آتشی جان بین کزو سوزد خیال
زآتش عشق ست سوزان جان و دل — لیک انوار زد آن جان و دل
نے خیال و نے حقیقت را امان — زین چنین آتش کہ شعلہ زد بجان
خصم ہر شیر آمد و ہر روبہ او — کل شیٔ ہالک الا وجہہ
در وجوہ وجہ او رو خرج شو — چون الف در بسم در رو درج شو
از الف در بسم پنہان کردہ ایست — ہست اندر بسم اندر بسم نیست
ہمچنین جملہ حروف گشتہ مات — وقت حذف حرف از بہر صلات
او صلہ ست بی و سین زو وصل یافت — وصل بی سین الف را برنتافت
چونکہ حرفی برنتابد این وصال — واجب آمد گر کنم کوتہ مقال
چون یکے حرفے فراق سین و بیست — خامشی اینجا مہم تر واجبیست
چون الف از خود فنا شد مکتنف — بی و سین بی او ہمی گویند الف
مارمیت اذ رمیت از وبیست — ہمچنین قال اللہ از صمتش بجست
تا بود دارو ندارد او عمل — چونکہ فانی شد کند دفع علل
گر شود بیشہ قلم دریا مدید — مثنوی را نیست پایانی پدید
چار چوب خشت زن تا خاک ہست — می دہد تقطیع شعرش نیز دست

پس تو پڑھ[1] قاموا کسالی انبیا سے — جو نہ پائے شاخ جڑ سے کچھ تری
آتشین یہ بات ہے کوتہ کرون — اُس فقیر و گنج سے اب کچھ کہون
دیکھی آتش کہ جلائے وہ نہال — جان کی دیکھ آتش جلائے جو خیال
عشق کی آتش جلائے جان و دل — لیک انوار لائے جان و دل
نے حقیقت نے خیال اس سے بچے — ایسی آتش کہ وہ بھڑکے جان سے
ہر وہ ہر شیر اور روبہ کی عدو — کل شیٔ ہالک الا وجہہ
ہر وجوہ[2] وجہ مین اُس کے فنا — بسم کے اندر الف جیسے چھپا
وہ الف پنہان کیا ہی بسم مین — بسم مین ہے اور نہین ہر بسم مین
مات ہو وین سب حروف اسطور سے — وقت حذف حرف ملنے کیلئے
وہ صلہ اس سے ملے یہ بے و سین — وصل بے سین بے الف کھویا نہین
جو نہین کھوتا ہی حرف اک یہ وصال — واجب آیا گر کرون کوتہ مقال
جو کہ حرف اک ہی فراق سین بے — یان پہ چپ رہنا ضرور اور فرض ہے
جو الف خود سے فنا ہو غیب مین — بے و سین کہتے الف ہیں اسکے ہین
مارمیت اذ رمیت اُس سے ہے — ایسے ہی قال اللہ اسکے ضمن سے
جب[3] تلک دارو ہو نہ رکھے عمل — جبکہ فانی ہو کرے دفع علل
گر قلم بیشہ سیاہی بحر ہو — مثنوی کے پائے کب انجام کو
خشت سانچہ سے بنا تا خاک ہے — ہاتھ دے ہی تجکہ تقطیع شعر سے

[1] پس تو پڑھ الخ ۶ شعر پس تو پڑھ قاموا کسالی کہ جو شاخ کچھ نہ پائے جڑ سے تیری یہ بات آتشین ہر کوتہ کرون اور اس فقیر گنج سے اب کچھ کہون وہ آتش دیکھے کہ نہال کو جلائے اب جان کی آتش دیکھ کہ جو خیال جلائے عشق آتش جان و دل جلائے ولیکن ساتھ انوار کے لائے جان و دل کو نہ حقیقت و نہ خیال اُس سے بچے ایسی آتش کہ وہ جان سے بھڑکے وہ ہر ایک شیر و روبہ کی عدو ہے یعنی کل شیٔ ہالک ہے ولیکن منہ اُسکا نہین یعنی آتش عشق اگرچہ جان و دل کو جلاتی ہے ولیکن جان و دل کو پر نور کر دیتی ہے اور بجز ذات حق کے سب فنا کر دیتی ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] ہر وجوہ وجہ مین الخ ۸ شعر اسکی وجوہ وجہ مین فنا ہو جیسے بسم کے اندر الف پوشیدہ ہے وہ الف بسم مین پوشیدہ ہے اور نہین ہر بسم مین اس طور سے سب حروف مات ہو وین وقت حذف حروف ملنے کے لئے وہ صلہ ہے اُس سے یہ بے و سین ملے وصل بے و سین بے الف کو کھویا نہین جو ایک حرف نہین کھوتا ہی یہ وصال واجب آیا ہی اگر کوتہ کرون مقال کہ جو ایک حرف فراق بے و سین ہی یہان چپ رہنا ضرور و فرض ہے جو الف خود سے فنا ہو غیب مین بے و سین یہ اسکی الف کہتے ہین مارمیت اذ رمیت اُس سے ہی اور ایسے ہی قال اللہ اسکی ضمن سے ہے یعنی تو حق مین مثل الف بسم کے فنا ہو اگرچہ بظاہر نہین ہے مگر پڑھنے مین آتا ہے اسی طرح جب تو حق مین فنا ہو گا گو تو نہ ہو گا مگر تیرا ہونا ذات حق مین قائم رہیگا آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ [3] جب تلک الخ ۴ شعر جب تلک خود دارو ہو نہین عمل کرتی ہے جبکہ وہ فانی ہو دفع بیماری کو کرے اگر بیشہ قلم اور دریا سیاہی ہو کب مثنوی کے انجام کو پائے جب تک خاک ہے اینٹین گڑھا کر اور تقطیع تجھ کو مات دے شعر سے ہے جنگل تر ہے اور فنا ہووے عین دریا سے وہ جنگل عیان ہے جو خاک نہ رہے اور فانی ہو دریا کف سے خاک کو پیدا کرے اس واسطے حق تعالی نے کہا ہے کہ تم کلام بھرے دریا سے کرو جب کام نہ ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون نماند بیشها سر در کشید
بیشها از عین دریا سر کشید

چون نماند خاک بودش جف کند
خاک سازد بحر او چون کف کند

بهر این گفت آن خداوند فرج
حدثوا عن بحرنا اذ لا حرج

باز گرد از بحر و رو در خشک نه
هم ز لعبت گو که کودک راست به

تا ز لعبت اندک اندک در صبا
جانش گردد با یم عقل آشنا

عقل از ان بازی همی آید صبی
گرچه با عقل ست در ظاهر ابی

کودک دیوانه بازی کی کند
جزو باید تا که کل را پے کند

جو نہ جنگل رہوے اور رہوے نہان
عین دریا سے وہ جنگل ہو عیان

جو نہ رہوے خاک اور فانی بنے
بحر کف سے خاک کو پیدا کرے

اس لئے حق نے کہا کہ تم کلام
میرے دریا سے کرو جب ہو نہ کام

بحر[۱] سے پھر اور خشکی مین تو جا
کہہ تو لعبت سے ہون لڑکے خوش سوا

اسکی جان لعبت سے تا اندر صبا
عقل کے دریا سے ہو کچھ آشنا

عقل اُس بازی سے آئے طفل کو
گرچہ ظاہر عقل سے سرکش ہو وہ

کودک دیوانہ بازی کب کرے
چاہیئے جز تا پتا وہ کل کا دے

رجوع بقصہ فقیر گنج طلب

رجوع طرف قصہ فقیر گنج طلب کے

یک خیال آن فقیر بے ریا
عاجز آورد از بیا و از بیا

بانگ او تو نشنوی من بشنوم
زانکه در اسرار همراز ویم

طالب گنجش مبین خود گنج اوست
دوست کے باشد بمعنی غیر دوست

سجده خود را میکند هر لحظه او
سجده پیش آئینه است آن بهر رو

گر بدیدی ز آئینه او یک پشیز
بے خیال او نماندی هیچ چیز

هم خیالاتش هم او فانی شدی
دانش او محو نادانی شدی

دانشے دیگر ز نادانی ما
سر برآوردی عیان کانی انا

اسجدوا لآدم ندا آمد همی
کادمید و خویش بینیدش دمی

اس[۲] فقیر بے ریا کے خیال نے
کر دیا آؤ آؤ سے عاجز مجھے

تم سنو تو بانگ اُسکی مین سنون
کیون مین اسکے بھید کا ہمراز ہون

وہ نہ طالب گنج کا خود گنج وہ
دوست کب معنی مین غیر دوست ہو

وہ کرے ہر لحظہ سجدہ آپ کو
سجدہ پیش آئینہ ہے بہر رو

آئینہ سے دیکھتا گر اک پشیز
بے خیال اس کے نہ رہتی کوئی چیز

بھی ہوتا فانی بھی اسکا خیال
عقل بے عقلی کی ہوتی پائمال

میری[۳] بیعقلی سے یہ اک اور سوا
پیدا ہوئی ظاہرا کانی انا

اسجدوا لآدم ندا آئی یہی
دیکھو خود کو اُسمین تم ہو آدمی

ف۱ بحر سے آخ ۴ شعر تو بحر سے پھر اور خشکی مین جا اور لعبت کے حال سے کہ کہ لڑکے خوش سوا ہون لعبت سے اس کی جان تا صبا مین دریاے عقل سے کچھ آشنا ہو اُس بازی سے عقل آئے طفل کو اگرچہ عقل سے وہ ظاہر سرکش ہے لڑکا دیوانہ کھیلتا نہین ہے پس جزو چاہیئے تا پتا وہ کل کا دے یعنی مجاز کی باتین کرتا حقیقت اہل طلب پر رکھے کیونکہ جزو کل کا پتا دیتا ہے فافہم ۱۲ ف۲ اس فقیر آخ ۶ شعر اُس فقیر بے ریا کے خیال سے آؤ آؤ سے مجھ کو عاجز کر دیا آگے حقائق ہیں تو بانگ اس کی نہین سنتا مین سنتا ہون کیونکہ مین اس کے بھید کا ہمراز ہون وہ طالب گنج کا نہین ہے دوست کب تک معنی مین غیر دوست کے ہو وہ ہر لحظہ سجدہ آپ کرے کہ پیش از آئینہ سجدہ واسطے منہ کے ہے اگر آئینہ سے ایک کوڑی پھر دیکھتا ہے کوئی چیز بے خیال اس کے نہ رہتی بھی وہ فانی ہوتا وہی اس کا خیال اور عقل بے عقلی کی ہوتی پائمال باقی حال آگے ہے ۱۲ ف۳ میری بے عقلی سے آخ ۲ شعر میری بے عقلی سے ایک عقل اور سوا پیدا ہوتا بظاہر ترجمہ کہ تحقیق مین ہون ترجمہ سجدہ کرو آدم کو بھی ندا آئی کہ اس مین خود کو دیکھو تم آدمی ہو ان کی آنکھ احولی دور کرے تا زمین عین چرخ چیز ہوئی لا الہ کہکر الا اللہ کہا لا ہو ہکر الا ہو انور وحدت کھلا وہ حبیب اور وہ خلیل باہدا وقت وہ ہے کہ میرا کان کھینچتا ہے طرف چشمہ کے کہ تو اس دہن ہو جو مین نے چھپایا تو مت کہ خلق کو اگر تو کہے خود کہے خود نہ ہووے انکار اور اظہار کے قصد سے تو جرم دار ہو یعنی جب خود کو فنا کیا تو اللہ ثابت ہوا لا مین الا اللہ ہے بقول استاد ف لا کہا تو لا ہوا وہ لا بھی اُس مین لا ہوا ٭ جز لا ہوا کل لا ہوا پھر کیا ہوا اللہ ہوا ٭ پس پس جو بات پوشیدہ ہے تو اس کو مت کہہ اور اگر کہیگا تو مجرم ہوگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

احولی از چشم ایشان دور کرد — تا زمین شد عین چرخ لاجورد
احولی دور آنکھ سے انکی کری — ہوئی زمین تا عین چرخ چنبری

لا الہ گفت و الا اللہ گفت — گشت لا الا اللہ و وحدت شگفت
لا الہ کہکر جو الا اللہ کہا — ہوکے لا الا اللہ سو وحدت کھلا

آن حبیب و آن خلیل با رشد — وقت آن آمد کہ گوش ما کشد
وہ حبیب اور وہ خلیل با ہدا — وقت وہ ہے کان کھینچے ہمارا

سوی چشمہ کہ دہان زینہا بشو — آنچہ پوشیدیم از خلقان مگو
سوے چشمہ کو دہن تو اُس سے دھو — جو چھپایا میں نے مت کہہ خلق کو

ور بگوئی خود نہ گردد آشکار — تو بہ قصد کشف گردی جرم دار
گر تو کہوے خود نہوے آشکار — قصد سے اظہار کے ہو جرم دار

لیک من اینک بر ایشان می تنم — قائل این سامع این ہم منم
لیکن اُسدم میں پریشان کہتا ہون — میں ہی کہنے سننے والا ہون

صورت درویش و نقش گنج گو — رنج کشیدن این گروہ از رنج کو
صورت درویش نقش گنج سے — کہ گروہ یہ رنج ہے کہ رنج سے

چشمۂ راحت بر ایشان شد حرام — میخورند از زہر قاتل جام جام
چشمۂ راحت ہوا اُن پر حرام — زہر قاتل سے ہیں پیتے جام جام

خاکہا پر کردہ دامن می کشند — تا کنند این چشمہا را خشک بند
خاک پر دامن کو بس لائے وہین — تا کہ خشک اور بند چشموں کو کرین

کے شود این چشمۂ دریا مدد — منطمس زین مشت خاک نیک و بد
چشمۂ دریا مدد یہ کب بھرے — نیک و بد کی ایک مٹھی خاک سے

لیک گوید با شما من بستہ ام — بے شما من تا ابد پیوستہ ام
بولا با خود سے ترے میں بند ہون — اور بیخود سے ترے شامل ہون

قوم معکوسند اندر مشتہا — خاک خوار و آب را کردہ رہا
اشتہا میں قوم یہ معکوس ہے — خاک کھائے اور پانی چھوڑ دے

ضد طبع انبیا دارند خلق — اژدہا را یار میدارند خلق
ضد طبع انبیا رکھے ہے خلق — یار اپنا اژدہا رکھتی ہے خلق

چشم بند خصم او چون دانستۂ — ہیچ دانی از چہ دیدہ بستۂ
چشم بند خصم جو جانے تو ہے — کچھ بھی جانا چشم بند ہو کس لئے

ہر چہ بگشادی بدل آن دیدہا — یک بیک بشنو البدل زان آن نزا
کس نے کھولا تو نے بدلا دیدہ کا — بدلا بد تر جان تو اُس کو سدا

لیک خورشید عنایت تافتہ — آیسان را از کرم دریافتہ
چمکا خورشید عنایت از خدا — نا امیدون کو کرم سے پالیا

نرد بس نادر ز رحمت باختہ — عین کفران را انابت ساختہ
نرد نادر اپنی کھیلی رحم سے — عین کفران کو کیا امید سے

ہم ازین بدبختی خلق آن جواد — منفجر کردہ دو صد چشمہ و داد
بدنصیب خلق سے جواد نے — دو سو چشمے لطف کے جاری کئے

غنچہ را از خار سرمایہ دہد — مہرہ را از مار پیرایہ دہد
دیتا غنچہ کو ہے رونق خار سے — دیتا مہرہ کو ہے رونق مار سے

ف لیکن اسدم آلخ ۷ شعر ویکن اسوقت میں پریشان کہتا ہون اس کا میں ہی کہنے والا و سننے والا ہون صورت درویش و نقش گنج سے کہ گروہ پر رنج ہے رنج سے کہہ چشمۂ راحت ان پر حرام ہوا کہ زہر قاتل سے جام جام پیتے ہین خاک دامن میں وہ بھر کے لاتے ہین کہ تا خشک و بند چشمون کو کرین یہ چشمۂ دریا بدو کب کرے ایک مٹھی خاک نیک و بد سے چشمہ نے کہا کہ تیرے باخود سے میں رُکا ہون اور بیخود ہونے سے شامل ہون یہ قوم اشتہا میں معکوس ہے خاک کھائے اور پانی کو چھوڑ دے یعنی اہل دُنیا کا کام برعکس ہے کہ صورت ظاہری پر مرتے ہین اور معنی سے بھاگتے ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۱ ف ۲ ضد طبع آلخ ۷ شعر خلق طبع انبیا کی ضد رکھتی ہے اور اژدہا کو یار اپنا رکھتی ہے چشم بند دشمن کی تو جانتا ہے کچھ بھی جانا کہ چشم بند کس لئے ہے کس پر بدلا دیدہ کا تو نے کھولا اس کو بدلا بد تر جان سو خورشید عنایت کا خدا سے چمکا اور نا امیدون کو کرم سے پالیا اپنے رحم سے نرد نادر کھیلے اور عین کفران کو امیدوار کیا ہے بدنصیب خلق سے کریم جواد نے دو سو چشمے لطف سے جاری کئے آگے اس کی مثال ہے غنچہ کو رونق دیتا خار سے مہرہ کو رونق دیتا مار سے ہے یعنی حق تعالیٰ اپنے کرم سے عیبون کو بھلا کرتا ہے اور برائی کو بھلائی کردیتا ہے باقی مثال آگے ہے فافہم ۱۱

از سواد شب برون آرد نہار ۔ وز کف معسر برو ماند یسار
آرد ساز د ریگ را بہر خلیل ۔ کوہ باد آورد ساز د ہم رسیل
کوہ با وحشت دران ابر ظلم ۔ برکشاید بانگ چنگ و زیر و بم
خیز ای داؤد از خلقان نفیر ۔ ترک آن کردی عوض از ما بگیر

٥١ ظلمت شب سے عیان دنکو کرے ۔ تنگدستی سے فراخی بس وہ دے
ریگ کو آٹا کرے بہر خلیل ۔ کوہ کو داؤد سے دے قال و قیل
کوہ وحشت ناک تیرہ ابر مین ۔ بانگ چنگ زیر و بم باہم کرین
اُٹھ تو اے داؤد تارک خلق کے ۔ تو نے چھوڑا وہ عوض مجھسے تو لے

انابت طالب گنج و پشیمانی او از تعجیل و بے صبری

دعا مانگنا طالب گنج کا اور پشیمان ہونا اُس کا جلدی و بے صبری سے

گفت آن درویش کای دانای راز ۔ از پے این گنج کردم یاوہ تاز
دیو حرص و آز و مستعجلگی ۔ نے تامل جست و نے آہستگی
من ز دیگی لقمۂ نا دوختم ۔ کف سیہ کردم دہان را سوختم
خود نہ گفتم چون درین نا موقنم ۔ زان گرہ زن این گرہ را حل کنم
قول حق را ہم ز حق تفسیر جو ۔ ہین مخا ژاژ از گمان ای یاوہ گو
آن گرہ کو زد ہم او بگشایدش ۔ مہرہ کو انداخت او بربایدش
گرچہ آسانت نمود این سان سخن ۔ کے بود آسان رموز من لدن
گفت یارب توبہ کردم زین شتاب ۔ چون تو در بستی تو کن ہم فتح باب
بر سر خرقہ شدم بار دگر ۔ در دعا کردن بُدم ہم بے ہنر
کو ہنر کو من کجا دل مستوی ۔ اینہمہ از عکس تست این ہم توئی

٥٢ بولا وہ درویش کای پروردگار ۔ گنج کی خاطر کرون بیہودہ کار
دیو حرص و آز کا ہے تیز رو ۔ نے تامل ڈھونڈھے نے آہستہ ہو
دیگ سے ایک لقمہ نے مین نے کیا ۔ منھ جلایا کف سیہ مین نے کیا
نے کہا خود بے یقین کیون مین ہون ۔ اُس گرہ زن سے گرہ یہ حل کرون
قول حق کو حق سے تو معلوم کر ۔ مت گمان سے کہہ تو بیہودہ مگر
وہ گرہ دی جسنے کھولے گا وہی ۔ مہرہ جو ڈالیگا لیویگا وہی
سہل دکھلایا اگرچہ یہ سخن ۔ سہل کب ہیں وے رموز من لدن
بولا یارب توبہ جلدی مین نے کی ۔ تو نے جو در باندھا کھولیگا تو ہی
٥٣ پھر دوبارہ مین گیا ہون کسب پہ ۔ تھا دعا کرنے مین جو بے ہنر
کان ہنر کان دل کہان دلکی خوشی ۔ یہ ترا کل عکس ہے یہ بھی توئی

٥١ ظلمت شب کو آنکہ سہ شعر ظلمت شب سے دن کو عیان کرے اور تنگدستی سے فراخی دے ریگ کو آٹا واسطے خلیل کے کرے اور وہ کوہ کو داؤد سے باتین کرائے کوہ وحشت ناک ابر تیرہ مین بانگ چنگ زیر و بم کی باہم کرین اے داؤد تارک خلق کے تو اُٹھ تو نے چھوڑا وہ عوض مجھسے لے یعنی خداوند عالم فرماتا ہے کہ اے تارک الدنیا جو تو نے دنیا کو میرے واسطے ترک کیا ہے تو عوض مجھسے اُس کا لے کہ مین تیرے واسطے وافی و کافی ہون آگے طالب گنج کا بیان ہے فافہم ١٢

٥٢ بولا وہ درویش آنکہ ٨ شعر اُس درویش نے کہا کہ اے پروردگار مین گنج کی خاطر بیہودہ کام کرون دیو حرص و آز کا تیز رو ہے نہ تامل ڈھونڈھے وہ نہ آہستہ ہوتا ہے مین نے دیگ سے ایک لقمہ نہین لیا منھ جلایا اور ہاتھ سیاہ مین نے کیا خود نہین کہا کہ بے یقین مین کیون رہون اُس مشکل ڈالنے والے سے مشکل حل کرون تو قول حق سے معلوم کر اور گمان سے بیہودہ مت کہہ کہ جس نے وہ گرہ دی وہی کھولیگا اور جس نے وہ مہرہ ڈالیگا وہی لیوے گا اگرچہ سہل دکھلایا مگر یہ رموز من لدن سہل کب ہووے درویش نے کہا کہ یارب اس جلدی سے توبہ کی جو تو نے دروازہ بند کیا تو ہی کھولیگا یعنی درویش نے رجوع بحق کی کہ اے رب میرے مین جو حرص کی آفت مین پڑا اب تو ہی اس مشکل کو میری حل کریگا باقی حال آگے ہے فافہم ١٢

٥٣ پھر دوبارہ آنکہ ٦ شعر پھر دوبارہ مین کسب پر گیا جو مین دعا کرنے مین بے ہنر تھا کہان ہنر اور کہان دل کہان دل کی خوشی یہ تیرا عکس ہے یہ بھی تو ہی ہے میری عقل و تدبیرین ہر شب خواب مین کشتی کے مانند غرق ہون قعر آب مین نہ مین رہون نہ وہ میرا ہنر رہے مثل تن مردہ سکے بے ہنر پڑا رہے رات بھر تا صبح وہ شاہ علا آپ ہی الست کردے اور آپ ہی بلی کہان بلے کہ کل سیل لے گیا یا نہنگ اُس کل کو کھا گیا یعنی ہنگام خواب شب کے عقل و تدبیرین بالکل جاتی رہتی ہین آگے اس کا بیان ہے ١٢

هر شبی تدبیر و فرهنگم بخواب — همچو کشتی غرقه میکردم در آب
خود نه من میمانم و نے آن هنر — تن چو مردار ی فتاده بے خبر
تا سحر جمله شب آن شاه علا — خود همی گوید الست و خود بلا
کو بلی کو حمله را اسیلاب برد — یا نهنگے کرد گل را خورد و مرد
صبحدم چون تیغ گوهر بار خود — از نیام ظلمت شب بر کشد
آفتاب شرق شب را طے کند — آن نهنگ آن خورده را قے کند
رسته چون یونس ز جوف آن نهنگ — منتشر گردیم اندر بو و رنگ
خلق چون یونس مسبح آمدند — کاندرین ظلمات پر راحت شدند
هر یکے گوید به هنگام سحر — چون ز بطن حوت شب آمد برون
کے کریمی کاندران لیل وحش — گنج رحمت بهی و چندین چشش
چشم تیز و گوش باز و تن سبک — از شب همچون نهنگ ذو الحبک
از مقامات وحش رو زین سپس — هیچ نگریزیم با ما چون تو کس
موسی آنرا نار دیده نور بود — زنگی دیدیم شب را حور بود
ما نمی خواهیم غیر از دیده ٔ — دیده ٔ تیزی کہ گشتے بگزیده ٔ
بعد ازین ما دیده خواهیم از تو بس — تا بپوشد بحر را خاشاک و خس
ساحران را چشم چون رست از عمی — کف زنان بودند بے این دست و پا
چشم بند خلق جز اسباب نیست — هر که لرزد بر سبب ز اصحاب نیست
لیک حق اصحاب و نا اصحاب را — در گشاد و برد تا صدر سرا
با کفش نا مستحق و مستحق — معتقان رحمتند از بند رق

نقل تدبیرین مری هر شب بخواب — مثل کشتی غرق هوون با قعر آب
نے رهون خود مین نه وه میرا هنر — مثل مردون هو گئے پڑا ره بے خبر
رات بھر تا صبح وه شاه علا — آپ هی کہوے الست آپ هی بلا
کان بلی کہ سیل گل کو لے گیا — یا نهنگ اس گل کو بالکل کھا گیا
صبحدم[۵۱] خود تیغ گوهر بار کو — کھینچے نیزه نیام شب سے روبرو
آفتاب شرق کو شب طے کرے — وه نهنگ اس کھائے سب کو قے کرے
چھوٹا جون یونس نهنگ کے بطن سے — رنگ و بو نے کر دیا حیران مجھے
خلق تسبیح کو جون یونس آئی هے — اندر اس ظلمت کے دیں راحت رکھے
انتظار صبح مین هر اک کہے — ماہی شب کے جو چھوٹے بطن سے
کا ہے کریم اس رات وحشت ناک مین — گنج رحمت بخشا اور یه لذتین
چشم تیز اور گوش باز و تن صفا — شب سے کہ هے جون نهنگ کے ملا
بعده[۵۲] اس جائے وحشتناک سے — بھاگین کیون هم ساتھ جبکہ تجھ سے هے
نار موسی کو دکھے وه نور تھا — زنگی شب هم نے دیکھا حور تھا
هم نهین چاہتے سوائے چشم کے — چشم تیری باب قابل جو کہ هے
بعده هم چشم چاہین تجھ سے بس — تا نه دریا کو چھپائے خار و خس
ساحرون کی چشم سے پرده اٹھا — تھے بجاتے تالیان بے دست و پا
چشم بند خلق جز اسباب نے — جو تنے اسباب بے اصحاب نے
لیک حق اصحاب و نا اصحاب کو — کھولا در کو لے گیا تا صدر هو
مستحق[۵۳] نا مستحق ہاتھ اسکے هے — طاعت اور رحمت سے بس آزاد هے

۵۱ صبحدم آلخ ے شعر صبحدم خود تیغ گوهر بار نیز نیام شب سے اپنے کھینچے آفتاب شرق شب کو طے کرے تو وه نهنگ اس سب کھانے کو قے کرے مثل یونس جو نهنگ کے بطن سے چھوٹا رنگ و بو نے مجھکو حیران کر دیا خلق تسبیح کو یونس کے مانند آئی هے اس ظلمت مین بس راحت رکھتی هے صبح کے وقت هر وقت هر ایک کہے جو ماہی شب کے بطن سے چھوٹے کہ اے کریم اس رات و دن وحشت ناک مین گنج رحمت بخشا اور نه لذتین چشم تیز اور گوش اور تن صاف شب سے هے کہ مانند نهنگ کے پر بلا هے یعنی روح شب کو هنگام خواب کے اس عالم کو جاتی هے اور پھر صبح کو واپس آتی هے آگے اسکا بیان آتا هے فافهم ۱۲ ۵۲ بعده آلخ شعر بعده اس جائے وحشت ناک سے هم کیون بھاگین جبکہ تجھ سا ساتھ هے نار موسی کو دکھی وه نور تھا همنے زنگی شب کو دیکھا وه حور تھا هم سوائے چشم کے نهین چاہتے جو کہ چشم تیری باب قابل هے بعده هم تجھ سے ساحرون کی چشم سے پرده اٹھا تالیان بجاتے تھے بے دست و چشم بند خلق کی سوا اسباب پر نے ده اصحاب نهین لیکن حق تعالی اصحاب و نا اصحاب کو دروازه کھول کر لیگیا صدر هو تک یعنی جو پابند عالم اسباب هے وه یار حق کا نهین ولیکن حق تعالی دوست و دشمن کو صدر تک لیجاتا هے باقی حال آگے هے فافهم ۱۲ ۵۳ مستحق آلخ ے شعر مستحق و نا مستحق اس کے ہاتھ سے اطاعت و رحمت سے آزاد هے عدم مین اسکے مستحق کب تھے جو اس نے جان و دانش همکو دی هے همکو کیا عدم مین استحقاق تھا کہ تا ایسی عقل و جان نے منھ دکھایا اے هر ایک اغیار کو یار کیا اور اے خلعت گل هر ایک خار کو دیا اور خلعت گل تو پھر میری خاک کو پاکیزه کر اور تو هی ناچیز کو چیز کر یه تو نے پہلے دعا سکھائی تھی ورنه طاقت خاک کی کب دعا کرنے کی تھی جو دعا تو نے سکھائی مجھکو تو اس دعا کو مستجاب کر یعنے همکو کیا استحقاق تھا جو تو نے همپر عنایت کی هے یه سراسر تیری مهربانی هے کہ جو دعا مجھکو سکھائی هے تو قبول کر باقی حال آگے هے فافهم ۱۲

درعدم ما مستحقان کے بُدیم	کہ برین جان و برین دانش زدیم	ہم عدم مین مستحق کب اسکے تھے	دی ہین جو جان و دانش اُسنے ہی
درعدم ما را چہ استحقاق بود	تا چنین عقلے و جانے رو نمود	کیا عدم مین ہمکو استحقاق تھا	منہ دکھایا ایسی عقل وجان کا
ای بکرده یار ہر اغیار را	ای بداده خلعت گل خار را	اے کیا ہے یار ہر اغیار کو	خلعت گل دے دیا ہر خار کو
خاک ما را ثانیا پالیز کن	ہیچ نے را بار دیگر چیز کن	خاک کو پھر میری تو پاکیزہ کر	اور پھر ناچیز کو تو چیز کر
این دعا امر تو کردی زابتدا	ورنہ خاکی را چہ زہرہ این ندا	یہ دعا پہلے سکھائی تو نے تھی	ورنہ کب کرتی طالب خاک کی
چون دعا مان امر کردی ای عجاب	این دعای خویش را کن مستجاب	جو دعا مجھ کو سکھائی اے عجاب	اس دعا کو اپنی کر تو مستجاب
شب شکستہ کشتی فہم و حواس	نے امیدے ماندہ نے خوف و نہ یاس	شب نے [۵۱] توڑی کشتی فہم و حواس	نے رہی اُمید نے خوف و ہراس
برده در دریای حیرت ایزدم	تا ز چہ فن پُر کند بفرستدم	لیگیا حق بحر حیرت مین مجھے	دم کو رونق میری کس فن سے دے
آن یکی را کرده پُر نور و جلال	وین دگر را کرده پُر وہم و خیال	کر دیا اس اک کو پُر نور و جلال	کر دیا اس اک کو پُر وہم و خیال
گر بخویشم ہیچ رای و فن بدی	رای و تدبیرم بحکم من بدی	ساتھ اپنے رائے گر ہوتی مری	رائے میرے حکم مین ہوتی سبھی
شب نرفتی ہوش بے فرمان من	زیر دام من بدی مرغان من	شب نہ جاتا ہوش بے میرے کہے	مرغ میرا دام مین رہتا مرے
بودمی آگہ ز منزلہای جان	وقت خواب و بیہشی و امتحان	جانتا مین اپنی منزلہای جان	وقت خواب و بیہشی و امتحان
چون کفم زین حل عقدہ او تہی ست	اے عجب این معجبی من ز چیست	جو نہ [۵۲] طاقت حل مشکل مین مجھے	اے عجب یہ نخوتین کیون ہین مجھے
دیده را نادیده خود انگاشتم	باز زنبیل دعا برداشتم	مین نے خود دیدہ کو نادیدہ گنا	پھر اُٹھایا مین نے زنبیل دعا
چون الف چیزی ندارم ای کریم	جز دلی دل تنگ تر از چشم میم	جون الف کچھ نہ رکھون مین اے کریم	دل سوا دہ تنگ ہے جون چشم میم
این الف وین میم ام بود ماست	میم ام تنگ است الف زو نر گداست	یہ الف اور میم بس ام ہی میرا	میم ام ہے تنگ الف ہی تر گدا
این الف چیزے ندارد غافلی است	میم دل تنگ آن زمان عاقلی ست	نے الف کچھ رکھے یہ ہی غافلی	میم دل تنگ اور اسدم عاقلی
در زمان بیہشی خود ہیچ من	در زمان ہوش پنجاه [۵۳] پیچ من	بیہشی کے وقت مین کچھ ہیچ مین	ہوش کے ہون وقت پیچا پیچ مین
ہیچ دیگر بر چنین ہیچی منہ	نام دولت بر چنین گیجے منہ	اور مت [۵۳] رکھ ہیچ ایسے ہیچ پے	نام دولت مت رکھ اہل ہیچ پے

[۵۱] شب نے الخ ۶ شعر شب نے کشتی فہم و حواس کی توڑ دی نہ خوف نہ امید رہی مجکو حق بحر حیرت مین لیگیا تاکہ میرے دم کو رونق کس فن سے دی اُس نے ایک نور جلال کر دیا اس ایک کو پُر وہم خیال کیا اگر اپنے ساتھ میری رائے ہوتی بس سب جائے میرے حکم ہوتے شب کو ہوش بے میرے کہے نہ جاتا اور میرے مرغ میرے دام مین رہتا مین اپنی منزلہا جان کی جانتا وقت خواب بیہوشی و امتحان کے یعنی خواب شب نے مجکو کمال کو پہونچایا اگر مین کیا کرون کہ میرے اختیار مین کچھ نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[۵۲] جو نہ طاقت الخ ۶ شعر جو مجکو حل مشکل مین طاقت نہین ہے اے عجب کہ یہ نخوتین کیون مجکو ہین مین نے خود دیدہ کو نادیدہ کیا اور پھر زنبیل دعا کو اُٹھایا اے کریم الف کے مانند کچھ نہین رکھتا ہون سوا دل کے کہ تنگ ہے مانند چشم میم کے یہ الف و میم میرا ام ہے میم ام تنگ ہے اور الف تر گدا ہے الف کچھ نہین رکھتا ہے یہ غافلی ہے میم دل تنگ اس دم عاقلی ہے بیہوشی کے وقت مین پیچا پیچ ہون یعنی الف قامت و میم دل کہ اللہ و محمد ہے پس وہ میرے دام مین کہ پرورش میری کرتے ہین باقی آگے ہے فافہم ۱۲

[۵۳] اور مت رکھ الخ ۷ شعر اور ہیچ ایسے ہیچ پر مت رکھ اور اہل ہیچ پر نام دولت مت رکھ مین کچھ نہین رکھون مجھے بہتر کر اور جو رکھون دیر سے سو لیکن ہے اگر نہین رکھون مجھے رکھنے والا کر یہ کہ کھو گیا مجھے کہ مین آب دیدہ مین ننگا ہون کہ جو مین نہ میرے در پر دیدہ بنا ہون بے دیدہ کو آب دیدہ سے نبات و سبزہ اس چراگاہ سے دی اگر آب رہوے تو آب عین دی ترجمہ مثل آنکھین بہی ہطالین کی بہت رونے والین اُس نے آب دیدہ بنا بخشش حق سے باوجود اس جاہ و اقبال کے یعنی مجھ بندہ مردہ دل کو گریہ سے اس دنیا مین سرسبز کر گریہ سے مقصد آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

خود ندارم هیچ به سازد مرا　　نه چون دهم دارم ست این صد عنا
ور ندارم هم تو دارائیم کن　　رنج دیدم رحمت افزائیم کن
هم در آب دیده عریان بیستم　　بر در تو چونکه دیده نیستم
ز آب دیده بنده بے دیده را　　سبز و بخش و هم نباتے زین چرا
ور نماند آب آبم ده ز عین　　همچو عینین نبی هطالتین
او چه آب دیده جست از جود حق　　با چنان اجلال و اقبال سبق
چون نباشم زاشک خم نا یک رسیس　　من تهی دست و قضاء او کاسه لیس
چون چنان چشم اشک را مفتون بود　　اشک من باید که صد جیحون بود
قطره زان زین دو صد جیحون بهشت　　که بدان یک قطره جن و انس رست
چونکه باران جست آن روضه بهشت　　چون بجوید آب شوره خاک زشت
ای اخی دست از اجابت تو بدار　　با اجابت بار دادیت چه کار
نان که سد و مانع این آب بود　　دست از نان میباید شست زود
خویش را موزون و چست و سخته کن　　ز آب دیده نان خود را پخته کن
اندرین بود او که الهام آمدش　　کشف شد این مشکلات از ایزدش

کچھ نہ رکھوں میں کرے بہتر مجھے　　جو رکھوں میں وہ ہم سے سو رنج ہے
گر نہ رکھوں رکھنے والا کر مجھے　　رنج دیکھا رحمت افزا کر مجھے
آب دیدہ میں ہوں میں ننگا کھڑا　　در پہ تیرے جو نہ میں دیدہ بنا
بندہ بے دیدہ کو آب دیدہ سے　　اس چراگہ سے نہایت سبزہ دے
گر نہ رہوے آب دے تو آب عین　　مثل عینین نبی هطالتین
اس نے آب دیدہ ڈھونڈھا جو حق سے　　حق کے با این جاہ اور اقبال کے
کیوں نہ کاتوں اشک سے باریک میں　　ہوں قضا سے چننے والا بھیک میں
اشک کی آنکھ ایسی جو مفتوں ہوا　　اشک میرا مثل سو جیحوں ہوا
قطرہ بہتر اس کا سو جیحوں سے ہے　　پیدا اس قطرہ سے انس و جن ہوئے
جو کہ باران ڈھونڈھے وہ روضۂ بہشت　　کیوں ہے ڈھونڈھے آب شور خاک زشت
ای اخی کرنے دعا سے مت رکے　　روا اجابت سے تجھے کیا کام ہے
جو کہ روٹی مانع اس پانی کی ہے　　ہاتھ اس روٹی سے دھونا چاہئے
خود کو موزون اور بخشندہ بنا　　روٹی اپنے آب دیدہ سے پکا
اسمیں تھا کہ آگیا الہام اسے　　کھل گئیں یہ مشکلیں اللہ سے

الہام آمدن فقیر و کشف شدن آن مشکل برد　　الہام ہونا اس فقیر کو اور کھلجانا ان مشکلوں کا اسکو

گفت گفتم بر کمان تیر بسیار　　کے بگفتم من که اندر کش تو زه
می نه گفتم کاین کمان را سخت کش　　در کمان نه گفتمت نے بر کنش
از فضولی تو کمان افراشتی　　صنعت قواسی تو بر داشتی
ترک این سخته کمانے رو بگو　　در کمان نه تیر و پریدن مجو

بولا رکھنے تیر کو میں نے کہا　　کب کمان میں کھینچنے کو ہے کہا
نے کہا میں نے کمان کو کھینچ تو　　رہ کمان میں نے کمان کچھ اینچ تو
تو نے کی بالا فضولی سے کمان　　اور کمانداری کی صنعت کی عیاں
جان کمان کے کھینچنے کو چھوڑ تو　　پھینک مت اور رکھ کمان میں تیر کو

س۱ کیوں نہ کاتوں الخ ۸ شعر میں اشک سے کیوں نہ کاتوں باریک کہ قضا سے چاہنے والا بھیک کا ہوں جو ایسی آنکھ اشک پر مفتون ہوا اشک میرے مثل جیحون کے ہو اس کا ایک قطرہ سو جیحون سے بہتر ہے پیدا اس قطرہ سے انس و جن ہوئے جو کہ باران ڈھونڈھے وہ روضۂ بہشت تو کیوں ڈھونڈھے آب شور و خاک زشت اے اخی دعا کرنے سے سب دیکھے تجھے روا ہو جانے سے کیا کام جو کہ روٹی اس پانی کی مانع ہے تو ہاتھ اس روٹی سے دھونا چاہئے خود کو موزون و سنجیدہ بنا اور روٹی اپنے آب دیدہ سے پکا اس میں تھا وہ الہام کیا کہ یہ مشکلیں اس کو اللہ سے ہو گئیں یعنی تو دعا کرے اور مت رکے تجھے روا جابت سے کیا کام ہے۔ آگے قبولیت دعا کا بیان ہے فافہم ۱۲

س۲ بولا رکھنے الخ ۵ شعر کہا میں نے تیر کے رکھنے کو کہا ہے میں نے نہیں کہا کب کمان میں کھینچنے کو کہا ہے میں نے نہیں کہا کہ تو کون ہے میں نے نہیں کہا کہ تو کمان کو کھینچ بلکہ کمان میں رکھ اور مت اینچ کمان کو تو نے فضولی سے کمان کو بلند کیا اور کمانداری کی صنعت کو کمان کیا جانے کہ تو کمان کے کھینچنے کو چھوڑ اور مت پھینک اور کمان میں تیر کو رکھ جس جا پر تیر گرے گنج طلب اور چھوڑ زور کو عجز سے ڈھونڈھ آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲

چون بیفتد تیر آنجا می طلب	زور بگذار و بزاری خود سبب	کر طلب وہ تیر جس جا پہ گرے	چھوڑ زور اور ڈھونڈھ زاری کو عجز سے
انچہ حق ست اقرب از حبل الورید	تو فگندی تیر فکرت را بعید	جیسے[1] حق اقرب ہے با حبل الورید	تونے پھینکا تیر فکر اپنا بعید
اے کمان و تیرہا برساختہ	صید نزدیک تو دور انداختہ	اے کمان سے تیر تونے کھینچکر	دور پھینکا صید ہے نزدیک تر
ہر کہ او دور است دور از روی او	کا زماید قوت بازوے او	دور جو ہے دور اپنی روسے ہی	آزمایا قوت بازوسے ہے
ہر کہ دور انداز تر او دور تر	در چنین گنج ست او مہجور تر	دور تر چھوڑا اسے وہ ہی دور تر	وہ ہے ایسے گنج سے مہجور تر
فلسفی خود را زاندیشہ بکشت	گو بدو کو را سوی گنج ست پشت	فلسفی نے مارا خود کو فکر سے	کہد و اس کی گنج کی سو پشت ہے
گو بدو چندانکہ افزون میدود	از مراد دل جدا تر می شود	کہد و[2] اُس سے جسقدر دوڑے ہی تو	دور تر مقصد دل کے سے ہو تو
جاہدوا فینا بگفت آن شہریار	جاہدوا عنا نگفت ای بیقرار	جاہدوا فینا کہا اُس شاہ نے	جاہدو عنا کہا ہے اُس نے ہی
ہمچو کنعان کو ز ننگ نوح رفت	بر فراز قلۂ آن کوہ رفت	جیسے کنعان شرم نوح سے گیا	چوٹی پر اس کوہ کی جو تھا بڑا
ہر چہ افزون تر ہمی جست او خلاص	سوی کہ می شد جدا تر از مناص	جو رہائی ڈھونڈھی اُسنے بس سوا	سوے کہ آیا خلاصی سے جدا
ہمچو این درویش بہر گنج و کان	ہر صباحی سخت تر جستی کمان	جیسے یہ درویش بہر گنج و کان	ڈھونڈھتا تھا ہر سحر سخت اک کمان
ہر کمانے کو گرفتی سخت تر (یعنی کمان سخت تر ۱۲)	بودی از گنج نشان بدبخت تر	جو کمان لیتا تھا وہ بس سخت تر (یعنی بہت مضبوط کمان ۱۲)	ہوتا تھا وہ گنج سے بدبخت تر (یعنی وہ گنج اسے نہ ملتا تھا ۱۲)
این مثل اندر زمانہ جانی ست	جان نادانان برنج ارزانی ست (اسے ارزان گنج ۱۲)	یہ زمانہ مین مثل مشہور ہے	جان نادانو کی ارزان رنج سے
زانکہ نادان ننگ دارد ز اوستاد	لاجرم رفت و دکان نو کشاد	کیونکہ[3] نادان رکھے ننگ اُستاد سے	کھوے جا دکان نو کو اس لئے
آن دکان بالای استادان کار	گندہ و پر کژدم ست و پر زمار	وہ دکان ہونے بغیر اُستاد کے	پُر نجاست اور بچھو سانپ سے
زود ویران کن دکان باز گرد	سوی سبزہ گلستان و آبخورد	جلد ویران کر دکان اور لوٹ تو	جانب سبز و گلستان آب جو
نے چو کنعان کو زکبر و ناشناخت	از کہ عاصم سفینۂ نوز ساخت	نے جو کنعان کہ ز راہ ناشنا	کشتی امن اُس نے کہ عاصم کہا

[1] جیسے حق الخ ۵ شعر جیسے حق قریب تر رگ گردن سے ہے اور تو نے اپنا تیر پھینکا دور یعنی خدا تیرے نزدیک ہے اور تو خدا کو آسمان پر ڈھونڈھتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے اے تو نے کمان سے تیر کھینچکر دور پھینکا اور صید نزدیک تر ہے اور جو اپنے روسے دور ہی اور قوت بازوسے آزماتا ہے جو دور تر ڈالے وہ دور تر ہے اور وہ ایسے گنج سے مہجور تر ہے فلسفی نے خود کو فکر سے مارا کہدو اسکی گنج کی طرف پشت ہے یعنی اہل عقل نے حق کو آسمان پر ڈھونڈھا اور اہل دل نے خود مین ڈھونڈھا وہ محروم ہوئے اور یہ اصل آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] کہدو الخ ۷ شعر کہ جسقدر تو دوڑتا ہے دل کے مقصد سے تو دور تر ترجمہ کوشش کرو خود مین اُس شاہ نے کہا کہ ترجمہ کوشش کرو ہم سے اُس نے نہین کہا ہے آگے اس کی مثال ہے جیسے کنعان شرم نوح سے گیا اُس کوہ کی چوٹی پر جو بڑا تھا اس نے سوا رہائی ڈھونڈھی طرف کوہ کے آیا خلاصی سے علٰحدہ جیسے روشن یہ درویش واسطے گنج دکان کے ہر سحر ایک سخت کمان ڈھونڈھتا تھا جو وہ کمان سخت تر لیتا تھا وہ گنج سے بدبخت تر ہوتا تھا یہ مثل مشہور ہے کہ جان نادانوں کی ارزان رنج سے ہے یعنی حق تعالی نے خود مین کوشش کرنے کو کہا ہے نہ سوے حق کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] کیونکہ الخ ۶ شعر کیونکہ نادان ننگ رکھتا ہے اُستاد سے اس واسطے دکان نو جاکر کھولتا ہے وہ دُکان بغیر اُستاد کے ہووے پر نجاست و بچھو سانپ سے جلد ویران کر اور لوٹ جانب گلستان کے و سبزہ آبجو کے نہین مانند کنعان کے جو از راہ ناآشنائی کے اُس نے کوہ عاصم کو کشتی امن کیا علم تیر اندازی اسے پردہ تھا اور وہ مراد اس کی اس کے پاس تھی اسے بہت علم و ذکاوت و زیرکی غول کے مانند رہنے کے رہزن ہوگئی یعنی علم و ہنر دنیا کا رہزن ہے اور نہ ہر واسطے سالک کے ہے کہ منزل جو مقصود ہے دور کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

علم تیر اندازیش آمد عجیب	وان مراداد بدہ حاضر بجیب	علم تیر اندازی پر وہ تھا اُسے	وہ مراد اسکی تھی پاس اُسکے و
ای بسا علم و ذکاوات و فطن	گشتہ رہرو را چو غول و راہزن	اسے بہت علم و ذکاوت زیرکی	غول سان رہرو کے رہزن ہو گئی
بیشتر اصحاب جنت ابلہ اند	تا ز شر فیلسوفی می رہند	صاحب جنت ہین ابلہ بیشتر	تا نہ پہونچے عقل کا کچھ انکو شر
خویش را عریان کن از جملہ فضول	ترک خود کن تا کند رحمت نزول	کر تو دفع خود سے اب جملہ فضول	چھوڑ خود کو تا کرے رحمت نزول
زیرکی ضد شکست ست و نیاز	زیرکی بگذار با گولی بساز	زیرکی ضد شکست و عاجزی	زیرکی چھوڑ اور رہے تو ابلہی
زیرکی شد دام برد و طمع گاز	تا چہ خواہد زیرکی را پاکباز	زیرکی ہی دام بردہ طمع و آز	کیا کرین گے زیرکی کو پاکباز
زیرکان با صنعت قانع شدند	ابلہان از صنع در صانع شدند	قانع صنعت پہ ہوے ہین زیرکان	صنع سے صانع مین گئے ہین ابلہان
زانکہ طفل خورد را مادر نہار	دست و پا باشد نہادہ در کنار	کیونکہ مان بچہ کی دن کو دست و پا	باندھتی گندھکسے ہین بس ظاہرا

داستان آن سہ مسافر مسلمان و جہود و ترسا کہ بہ منزلے رفتند و لقمہ یافتند و ترسا و جہود سیر بودند و مسلمان صائم

داستان اُن تین مسافر مسلمان و جہود و ترسا کی کہ ایک مکان پر گئے اور کھانا پایا ترسا و جہود پیٹ بھرے تھے اور مسلمان روزہ دار

یک حکایت بشنو اینجا ای پسر	تا نہ گردی ممتحن اندر ہنر	اک حکایت سن تو اس جا ای پسر	تا نہ ہو تو ممتحن اندر ہنر
آن جہود و مومن و ترسا مگر	ہمرہی کردند باہم در سفر	مومن و ترسا جہود سبے بصر	تینون ہمرہ بس ہوے اندر سفر
با دو گمرہ ہمرہ آمد مومنے	چون خرد با نفس و با آہرمنی	مومن آیا ساتھ دو کافر کو لے	نفس و شیطان جیسے ہمرہ عقل کے
مروزی و رازی افتند در سفر	ہمرہ و ہمسفرہ پیش ہم دگر	مروزی اور رازی وہ اندر سفر	ہمرہ و ہمنوش تھے باہمدگر
در قفس افتند زاغ و چغد و باز	جفت شد در حبس پاک و بے نماز	اک قفس مین آگئے زاغ و چغد و باز	پھنس گئے باہم تھے پاک او بے نما

سا ۵ صاحب جنت ہین آلخ ۶ بیشتر ابلہ صاحب جنت ہین تاکہ شر عقل کا ان کو کچھ نہ پہونچے اب جملہ فضول کو خود سے دفع کر اور خود کو چھوڑ تا رحمت نزول کرے زیرکی دام پر دو طمع و حرص ہے زیرکی کو کیا کرے گی پاکباز و زیر خاک قانع ہوئے ہین صنعت پر اور ابلہ صنعت سے صانع مین گئے ہین کیونکہ مان بچہ کے دست و پا گندھک مین باندھتی ہے ظاہرا یعنی زیرکان دنیا صنعت پر قانع رہتے ہین اور ابلہان کہ جنتی ہین وہ صنعت سے صانع کو گئے ہین اور منزل مقصود پر پہونچے ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

۵۲ داستان ہفتم صنعت سے صانع پہچاننے مین

۵۳ اک حکایت آلخ ۵ شعر ایک حکایت سن تو اس جا پر تاکہ تا امتحان لینے والا تو نہ ہو اندر ہنر کے مومن و ترسا و جہود یہ تینون ہمراہ سفر مین ہوئے مومن دو کافرون کو ہمراہ لیکر آیا جیسے نفس و شیطان ہمراہ عقل کے وہ سفر مین مروزی و رازی کے ہمراہ و ہمنوش باہمدگر تھے آگے اس کی مثال ہے باز و چغد و زاغ ایک قفس مین پھنس گئے کہ باہم پاک و بے نماز تھے یعنی عقل ہمراہ نفس کے وہ شیطان کے باہم دنیا مین کہ سفر آخرت ہے شریک ہوئے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

کرده منزل شب بیک موضع بهم ‏ مشرقی و مغربی قانع بهم
مانده در منزل ز ره خرد و شگرف ‏ روزها باهم ز سرما و ز برف
چون گشاده شد ره و بکشاد بند ‏ بگسلند و هر یکے سوے روند
چون قفس را بشکند شاه خرد ‏ جمع مرغان هر یکے سوے پرد
بر گشاده هر یکے پر شوق باد ‏ در هوای جنس خود سوی معاد
بر گشاده هر دمی با اشک و آه ‏ لیک پریدن ندارد روی و راه
چونکه ره واشد پرد مانند باد ‏ سوی آن کز باد او پر می گشاد
آن طرف کش بود اشک و سوز آه ‏ چونکه فرصت یافت آنسو کوفت راه
در تن خود بنگر این اجزای تن ‏ از کجا جمع آمدند اندر بدن
آبی و خاکی و بادی آتشی ‏ عرشی و فرشی و رومی و کشی
از امید عود هر یک بسته طرف ‏ اندرین منزل بهم از بیم برف
برف گوناگون جمود هر جماد ‏ در شتا و بعد آن خورشید داد
چون بتابد تف آن خورشید چشم ‏ کوه گردون گاه ریگ و گاه پشم
در گداز آید جمادات گران ‏ چون گداز تن بوقت نقل جان
چون رسیدند این سه همره منزلے ‏ هدیه شان آورد حلوا مقبلے
برد حلوا پیش آن هر سه غریب ‏ محسنی از مطبخ انی قریب
نان گرم و صحن حلوای عسل ‏ برد آنکه در ثوابش بود امل

۵۱ شبکو اک موضع مین ٹھہرے آن کے ‏ مشرقی و مغربی باہم رہے
ٹھہرے منزل مین کسل سے راہ کے ‏ چند دن باہم رہے وہ برف سے
تاکہ ٹوٹے بند اور رستہ کھلے ‏ چھوٹے ہر اک اور اک جانب چلے
جس طرح شاہ خرد توڑے قفس ‏ جمع مرغان ہر طرف اُڑ جائین بس
کھولے ہین ہر اک نے پر باشوق باد ‏ خود ہوائے جنس مین سوے معاد
کھولے ہر دم پر کو ہے با اشک و آہ ‏ پر نہ طاقت رکھے اُڑنیکی نہ راہ
جب کھلے رہ تو اُڑین مانند باد ‏ اسطرف کہ تولتے پر تھے بباد
اُس طرف کہ اُنکو تھا گریہ و آہ ‏ جو ملی فرصت تو لی اُس سمت راہ
۵۲ دیکھ اپنے تن مین یہ اجزائے تن ‏ جمع کس جا سے ہوئے اندر بدن
آبی و خاکی و بادی آتشی ‏ عرشی و فرشی و رومی و کشی
لوٹنے کو مستعد ہر ایک ہے ‏ باہم اس منزل مین خوف برف سے
برف انواع جماد ہر ایک جسم ہے ‏ فصل سردی بعد وہ شمس سے
جبکہ چمکے تیز وہ خورشید چشم ‏ کوہ ہووے گاہ ریگ اور گاہ پشم
آئے گلنے مین جمادات گران ‏ جیسے گلتا تن ہے وقت نقل جان
۵۳ تینون ہمرہ پہونچے اک منزل پہ جو ‏ لایا حلوا تحفہ اک مرد نکو
لیگیا تینون کے پاس حلوا بھی ‏ مطبخ انی قریب سے سخی
گرم روٹی اور حلوا شہد کا ‏ لے گیا بہر ثواب اک با خدا

۵۱ شب کو الخ ۸ شعر شب کو ایک موضع مین آنکے ٹھہرے اور مشرقی و مغربی باہم رہے منزل مین کسل راہ سے ٹھہرے اور چند روز وہ باہم برف سے رہے تاکہ بند ٹوٹے اور نہ کھلے اور ایک چھوٹے ایک جانب کو جائے آگے حقائق ہین جس طرح شاہ خرد قفس توڑے اور جمع مرغان ہر طرف اُڑ جائین ہر ایک پر تولتا ہے شوق و باد سے خود ہوا سے جنس سے طرف معاد کے ہر دم پر تولتا ہے با اشک و آہ ولیکن طاقت اُڑنے کی و راہ کی رکھتا ہے جب راہ کھلے تو اُڑین مانند باد کے اس طرف کہ انکو گریہ و آہ تھا جو فرصت ملے تو اس سمت راہ لی یعنی جیسے مرغ قفس کے ٹوٹنے سے ہر طرف اُڑ جاتے ہین ویسے ہی روح قفس کے کالبد ٹوٹنے سے جانب معاد کے جاتی ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۵۲ دیکھ اپنے تن مین الخ ۶ شعر دیکھ اپنے تن مین کہ یہ اجزائے تن کس جا سے جمع ہوئے ہین آبی و خاکی و بادی و آتشی عرشی و فرشی و رومی و کشی ہر ایک لوٹنے کو مستعد ہے باہم اس منزل مین خوف برف سے برف انواع جماد کا ایک جسم ہے فصل سردی مین دوری شمس سے جبکہ وہ خورشید چشم چمکے کوہ کبھی ریگ و کبھی پشم ہووے گلنے مین آئے جمادات گران بھی تن گلتا ہے وقت نقل جان کے یعنی طلوع شمس اجل سے برف جماد ہر وجود کا کہ سردی دنیا مین جما ہے پگھل جاوے اور ہر ایک اشیا اپنی اپنی اصل کو جاتی ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۵۳ تینون الخ ۷ شعر جو تینون ہمراہ ایک منزل پر پہونچے ایک مرد نیک حلوا تحفہ مین لایا تینون کے پاس حلوا لیگیا مطبخ انی قریب سے سخی روٹی گرم اور حلوا شہد کا ایک باخدا واسطے ثواب کے لیگیا ترجمہ علم و ادب واسطے اہل شرع کے ہے ترجمہ ضیافت مہمانداری خدا نے امانت رکھی واسطے اہل قریہ کے ترجمہ ہر روز گانون مین ایک نیا مہمان آتا ہے کہ انکے واسطے سوائے خدا کے کوئی فریادرس نہین ترجمہ ہر رات گانون مین مہمان نیا ہمارے پہونچنے والون ہین سوائے خدا بزرگ کے یعنی اہل اللہ کو نعمت علم و ادب ہے اور اہل دنیا کو نعمت طعام ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

الکیاسة والادب لاہل المدر | الضیافة والقریٰ لاہل الوبر
الضیافة للغریب والقریٰ | اودع الرحمٰن فی اہل القریٰ
کل یوم فی القریٰ ضیف حدیث | مالہ غیر الٰہ من مغیث
کل لیل فی القریٰ وفد جدید | مالہم ثم سوے اللہ المجید

تخمہ بودند آن دو بیگانہ ز خور | بود صائم روز آن مومن مگر
چون نماز شام آن حلوا رسید | بود من ماندہ در جوع شدید
آن دو کس گفتند ما از خور پریم | امشبش بنہیم و فردا می خوریم
صبر گیریم از خورش امشب تن زنیم | بہر فردا لوت را پنہان کنیم
گفت مومن امشب این خوردہ شود | صبر را بنہیم تا فردا بود
پس بدو گفتند زین حکمت گری | قصد تو آنست تا تنہا خوری
گفت ای یاران نہ کہ ما سہ تنیم | چون خلاف افتاد ما قسمت کنیم
ہر کہ خواہد قسم خود بر جان زند | وانکہ خواہد قسم خود پنہان کند
آن دو گفتندش ز قسمت درگذر | گوش کن قسام فی النار از خبر
گفت قسام او بود کو خویش را | کرد قسمت بر ہوا نے بر خدا
ملک حق و جملہ قسم او ستی | قسم دیگر را دہی دوگوستی
این اسد غالب شدی ہم بر سگان | گر نبودی نوبت آن بدرگان
این اسد غالب شدی ہم بر بقور | گر نبودی نوبت آن گاو زور

الکیاسة والادب لاہل المدر
علم ادب واسطے اہل شہر کے ہے ۱۲
الضیافة والقریٰ لاہل الوبر
ضیافت و مہمانداری واسطے اہل قریہ کی ہے ۱۲
الضیافة للغریب والقریٰ
ضیافت مہمانداری کرنا مسافر کی اور دیہات میں بہتر ہے
اودع الرحمٰن فی اہل القریٰ
امانت رکھی ہے خدا نے تعلق واسطے اہل قریہ کے ۱۲
کل یوم فی القریٰ ضیف حدیث
ہر روز گانؤن مین ایک مہمان نیا ہے ۱۲
مالہ غیر الٰہ من مغیث
کہ نہین ہے واسطے اُس کے سوا خدا کے کوئی فریادرس
کل لیل فی القریٰ وفد جدید
ہر رات گانؤن مین ایک جماعت نیا ہے ۱۲
مالہم ثم سوے اللہ المجید
کہ نہین ہے ان واسطے سوا اللہ بزرگ کے ۱۲

وہ[1] جہود و گبر بس پُر ہضم تھے | اور مومن روزہ دار اک تھا وہ
جو نماز شام کو حلوا ملا | بھوک سے مومن تھا بس عاجز سوا
بولے وہ تو پیٹ اپنا ہے بھرا | کھائین گے کل آج شب رکھین چھپا
ہم کرین صبر آج شب کو چپ رہین | واسطے کل کے چھپا اس کو رکھین
بولا مومن آج شب کھائین اسے | اور رکھین بس صبر کل کیو واسطے
بولے[2] اُس کو کہ ہین تیری حکمتین | قصد ہے تجکو کہ تنہا کھاؤن مین
بولا اے یارو نہین ہم تین ہین | جو تخالف ہے اسے ہم بانٹ لین
جو کہ چاہے حصہ اپنا جان کو دے | جو کہ چاہے حصہ پوشیدہ رکھے
بولے دونون اُس سے مت تقسیم کر | اور سُن قسام فی النار از خبر
بولا وہ قسام ہے کہ آپ کو | بس ہوا پہ بانٹے اور نہ حق پہ دو
ملک حق اور قسم اُس کی ہے سبھی | غیر کو دے قسم ہے اہل دوئی
ہوتا کتون پہ یہ غالب شیر نر | اُن بدون کا ہوتا غلبہ نے اگر
ہوتا غالب بیل پہ یہ شیر نر | ہوتا اُن بیلون کا غلبہ نے اگر

سلہ[1] وہ جہود الخ ۵ شعر وہ جہود و گبر بد ہضم تھے اور مومن روزہ دار تھا جو نماز شام کو حلوا ملا بھوک سے مومن عاجز تھا دونون نے کہا کہ اپنا پیٹ بھرا ہے کل کھائین گے آج شب چھپا رکھین، ہم صبر کرین آج شب کو چپ رہین اور واسطے کل کے اس کو چھپا رکھین مومن نے کہا کہ آج شب کو اسے کھائین اور کل کے واسطے صبر کو رکھین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ[2] بولے اس کو الخ ۸ شعر اُس کو کہا کہ تیری حکمتین ہین تجھ کو قصد ہے کہ مین تنہا کھاؤن کہا اے یارو نہین ہم تین ہین جو تخالف ہے اسے بانٹ لین جو چاہے اپنا حصہ جان کو دے اور جو چاہے اپنا حصہ پوشیدہ رکھے اُس سے دونون نے کہا تقسیم مت کر اور سُن قسام فی النار خبر ہے کہ بانٹنے والا دوزخ مین ہے کہا وہ قسام ہے کہ آپ کو خواہش پر بانٹے اور خدا کے واسطے نہین بلکہ حق اُس کی سب قسم ہے غیر کو دے قسم اہل دوئی سے شیر نر کتون پر غالب ہوتا اُن بدون کا اگر غلبہ نہ ہوتا یہ شیر نر غالب ہوتا بیل پر اُن بیلون کا اگر غلبہ نہ ہوتا یعنی وہ قاسم اہل دوزخ سے ہے کہ جو خود از راہ خواہش کے بانٹے اور خدا کے واسطے نہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

قصد شان آن کان مسلمان غم خورد — شب برو در بینوائی بگذرد
بود مغلوب او به تسلیم و رضا — گفت سمعاً طاعةً اصحابنا
پس بخفتند آن شب و برخاستند — بامدادان خویش را آراستند
روی شستند و دهان هر یکے — داشت اندر ورد راه و مسلکی
یک زمانے هر یکی آورد روی — سوی ورد خویش از حق فضل جوی
مومن و ترسا جهود و گبر و مغ — جمله را رو سوی آن سلطان الغ
مومن و ترسا جهود و نیک و بد — جملگان را هست رو سوی احد
بلکه سنگ و خاک و کوه و آب را — هست واگشت نهانی با خدا
این سخن پایان ندارد هر سه یار — رو بهم کردند آن دم یار وار
آن یکی گفتا که هر یک خواب خویش — آنچه دید او دوش گو آور به پیش
هر که خوابش بد بود حلوا خورد — قسم هر مفضول را فاضل برد
آنکه اندر عقل بالاتر رود — خوردن او خوردن جمله بود
فائق آید جان را انوار او — باقیان را بس بود تیمار او
عاقلان را چون بقا آمد ابد — پس بمعنی این جهان باقی بود
پس جهود آورد آنچه دیده بود — تا کجا شب روح او گردیده بود
گفت در ره موسیم آمد به پیش — گربه بیند دنبه اندر خواب خویش
در پے موسی شدم تا کوه طور — هر سه ما گشتیم ناپیدا از نور

قصد اُنکا تھا کہ مسلم کھائے غم — اُس پہ شب فاقہ میں گذری پر ستم
تھا یہ تسلیم و رضا مغلوب وو — بولا مانا اور سُنا جو تم کہو
پس وہ سوئے رات کو اور اُٹھے — صبح کو آراستہ وہ خود ہوئے
دھویا اپنا ہاتھ مُنہ ہر ایک نے — ورد اپنے دین کے پڑھنے لگے
دیر تک وردوں کے متوجہ رہے — اور حق سے چاہتے والے فضل کا
مومن و ترسا جہود و مغ ہیچے — سب کا مُنہ ہے جانب اُس سلطان کا
مومن و ترسا جہود و نیک و بد — اپنا سب رکھتے ہیں مُنھ سوئے احد
بلکہ سنگ و خاک کوہ و آب کا — تو بنا آخر ہے پنہان یا خدا
بات یہ بے انتہا تینوں ہی یار — تب ہوئے باہم مخاطب یار وار
ایک بولا اپنے ہر اک خواب کو — کل کی شب جو کچھ کہ دیکھا ہے کہو
کھائے حلوا خواب جسکی ہو سوا — لیوے فاضل حصہ ہر مفضول کا
عقل کے اندر جو کوئی ہو سوا — اُسکا کھانا کھانا ہو ہر ایک کا
جان پر انوار اُس کی فوق ہے — باقیون کو اُسکی خدمت چاہیے
عاقلوں کو جو بقا آئی مدام — پس بایں معنی جہان باقی دوام
پس جہودی نے جو دیکھا شب کو تھا — روح کی گردش جہاں تک تھی کہا
بولا موسیٰ راہ میں مجکو ملے — دیکھے بلّی خواب میں دنبہ کو ہے
پیچھے موسیٰ کے گیا تا کوہ طور — ہوگئے ہم تینوں تن پنہان تو نور

سے۱ قصد اُن کا الخ ۵ شعر اُن کا ارادہ تھا کہ مسلمان غم کھائے اور شب اُس پر فاقہ میں گذرے وہ مغلوب تسلیم و رضا سے تھے کہا کہ سنا و مانا جو تم کہو پس وہ رات کو سوئے اور پھر اُٹھے اور صبح کو وہ سب آراستہ ہوئے ہر ایک نے اپنا ہاتھ مُنھ دھویا اور اپنے دین کے درود پڑھنے لگے وردوں کی طرف متوجہ رہے اور حق سے چاہنے فضل کے رہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سے۲ مومن الخ ۷ شعر مومن و ترسا و جہود و مغ ہیچے سب کا مُنھ اُس سلطان کی جانب ہے مومن و ترسا و جہود و نیک و بد سب اپنا منھ جانب احد رکھے ہیں بلکہ سنگ و خاک و کوہ و آب کا لوٹنا آخر ہے پوشیدہ جانب ضد کے یہ بات بے انتہا ہے وہ تینوں باہم مخاطب ہوئے یار کی مانند ایک نے کہا کہ ہر ایک اپنے خواب کو جو کل کی شب دیکھا ہے کہو وہ حلوا کھائے جس کا خواب سوا ہو اور حصہ فاضل ہوئے ہر مفضول کا جو کوئی عقل کے اندر سوا ہو اس کا کھانا ہر ایک کا کھانا ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سے۳ جان پر انوار الخ ۶ شعر اس کی جان پر انوار فوق ہے باقیون کو اس کی خدمت کرنا چاہیئے آگے اس کے حقائق ہیں جو عاقلوں کو بقا آئی ہے بدام پس معنی میں یہ جہان باقی دوام پس جہودی نے جو شب کو دیکھا تھا اور روح کی گردش جہانتک تھی کہا کہ مجھکو راہ میں موسیٰ علیہ السلام ملے کہ بلّی خواب میں دنبہ دیکھتی ہے میں پیچھے موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور تک گیا اور ہم تینوں تن نور میں پوشیدہ ہوگئے تینوں سایہ خورشید سے محو ہوگئے اور بعدہ اس نور سے ایک دروازہ کھلا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

هرسه سایه محو خورشید زان آفتاب — بعد ازان زان نور یک شد فتح باب
نور دیگر در دل آن نور رست — پس ترقی جست آن ثانی درست
هم من وهم موسی وهم کوه طور — هرسه گم گشتیم از اشراق نور
بعد ازان دیدم که سه شاخ شد — چونکه نور حق در د نفاخ شد
وصف هیبت چون تجلی زد بر و — می شکست از هم همی شد سو بسو
زان یکی شاخی که آمد سوی یم — گشت شیرین آب تلخ همچو سم
وان دگر شاخش فرو شد در زمین — چشمهٔ زاد و برون آمد معین
که شفای جملهٔ رنجوران شد آب — از همایونی وحی مستطاب
وان یکی شاخ دگر پریده زود — تا جوار کعبه که عرفات بود
باز ازان صعقه چو با خود آمدم — طور برجا نه افزون نه کم
لیک زیر پای موسی همچو یخ — می گذارید و نماندش شاخ و شیخ
با زمین هموار شد که از نهیب — گشت بالایش ازان هیبت نشیب
باز با خود آمدم زان انتشار — باز دیدم طور موسیٰ برقرار
وان بیابان سربسر در ذیل کوه — برخلائق شکل موسیٰ باشکوه
چون عصا و خرقهٔ او خرقه شان — جمله سوی طور خوش دامنکشان
جمله کفها در دعا افراخته — نعرهٔ ارنی بهم در ساخته
باز آن غشیان چو از من رفت زود — صورت هر یک دگرگونم نمود

ہر سہ سایہ محو خورشید ہو گیا — بعد ازان اُس نور سے اک دکھلا
نور اور اُس نور کے دل میں اُگا — پس بڑھا وہ اور وہ ثانی گھٹا
میں ہی موسیٰ اور میں ہی کوہ طور — ہو گئے گم تینوں اندر شرق نور
دیکھا کہ پُر تن وہ شاخ آخر بنا — نور حق نفاخ جو اُس میں ہوا
وصف ہیبت نے تجلی اُسپہ کی — ٹوٹیں آپس سے گئیں ہر سو سبھی
شاخ آئی اُس کی اک دریا کی سو — کر دیا بس شیریں آب تلخ کو
دوسری شاخ اک گئی اندر زمین — پیدا چشمہ سے ہوا آب معین
کہ مریضوں کا ہوا شافی وہ آب — باعثِ الطاف وحی آفتاب
تیسری[۵۲] شاخ اک گئی اندر زمین — جانبِ عرفات کعبہ وہ گئی
ہوش اُس صعقہ سے جو آیا مجھے — طور کو ویسے ہی دیکھا جائے پے
لیک زیر پائے موسیٰ مثل یخ — گلتی تھی اور نے رہی وہ شاخ شیخ
کوہ ہموارہ زمین ڈر سے ہوا — ہو گئی بلندی پست ڈر سے ظاہرا
ہوش اُس وحشت سے پھر مجکو ہوا — طور اور موسیٰ کو دیکھا اپنی جا
دامن کہ میں بیابان ایک تھا پر — خلق سے ہمشکل موسیٰ اور در
انکا خرقہ[۵۳] اسکے جون خرقہ و عصا — طور کی سو خوش رواں ہر ایک تھا
اور اُٹھائے سب نے تھے دست دعا — لب پہ ارنی کی تھی لنکے بس صدا
پھر غشی وہ جلد مجھ سے جو گئی — صورت ہر اک کی مجھے اور ہی دکھی

۵۱ نور اور آگے شعر ایک اور یعنی اُس نور کے دل میں اُگا پس وہ بڑھا اور وہ ثانی گھٹا میں بھی اور موسیٰ عم بھی اور کوہ طور بھی ہم تینوں گم ہو گئے شرق نور میں دیکھا کہ پھر کوہ طور آخر میں شاخ بنا نور حق نفاخ جو اس میں ہوا اور وصف ہیبت نے اُسپر تجلی کی آپس سے ٹوٹیں اور سب ہر سو گئیں ایک شاخ اس کی دریا کی طرف آئی کہ دریا کے آب تلخ کو شیرین کر دیا دوسری شاخ زمین میں گئی چشمہ سے پیدا ہوا آب معین کہ وہ آب مریضوں کو شافی ہوا باعث الطاف ذی مستطاب کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ تیسری الخ ۶ شعر تیسری شاخ جانب عرفات جلدی سے اُڑی اور کعبہ گئی جو ہوش اس بیہوشی سے مجھے آیا طور کو ویسے ہی اپنی جائے پر دیکھا ولیکن زیر پائے موسیٰ یخ کے مانند گلتی تھی اور نہ رہی وہ شاخ کے برابر زمین کے خوف سے ہوا اور بلندی پست ہوئی خوف سے ظاہرا پھر مجکو ہوش وحشت سے ہوا طور و موسیٰ کو اپنی جا پر دیکھا دامن کوہ میں ایک بیابان پُر تھا خلق سے ہمشکل موسیٰ کے ڈر کے مانند باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ اُنکا خرقہ الخ ۹ شعر اُن کا خرقہ مانند خرقہ و عصا موسیٰ عم کے طور کی جانب ہر ایک خوش رواں تھا اور سب نے دست دعا اُٹھائے تھے اور اُنکے لب پہ صدا ارنی کی تھی پھر وہ غشی جو مجھ سے جلد گئی ہر ایک کی صورت مجھے اور ہی دکھی وہ سب انبیا تھے اہل دل کہ اُس وقت میں نے جانا تھا انبیا کا اتحاد پھر ملائک میں نے دیکھے کہ صورتیں انکی تھیں اجرام برف سے دوسرے ملائک مستعین دیکھے کہ صورتیں اُن کی جملہ آتشین تھے وہ جہودی اس طور سے حال کہتا تھا پس اکثر جہودی ہیں کہ انجام کو خوش گئے ہیں آگے اسکے حقائق میں اب تو کسی کافر کو حقارت دیکھ و مسلمان مرے و نیک ہووے تو اسکے انجام سے کیا خبر رکھتا ہے کہ جو تو بالکل نفرت اُس سے کرتا ہے یعنی مولانا اس خواب کے پیرایہ میں سیر سلوک کاملین کی فرماتے ہیں اور یہ بھی تعلیم کرتے ہیں کہ بعضے کفار بھی بولایت وہی اس طور سے کمال کو پہونچتے ہیں آگے دوسرے ترسا کا خواب بیان ہے فافہم ۱۲

انبیا بودند ایشان اہل دو	استحاد انبیا ام فہم شد
باز املاکی ہمی دیدم شگرف	صورت ایشان بُد ز اجرام برف
حلقۂ دیگر ملائک مستعین	صورت ایشان ہمہ بُد آتشین
زین نمط میگفت احوال آن جہود	بس جہودی کاخرش محمود بود
ہیچ کافر را بخواری منگرید	کہ مسلمان مُردنش باشد امید
چہ خبر داری ز ختم عمر او	تا بگردانی از و یکبارہ رو
بعد ازان ترسا درآمد در کلام	کہ مسیحم رو نمود اندر منام
من شدم با او بچارم آسمان	مرکز و مثوای خورشید جہان
خود عجب ہای قلاع آسمان	نسبتش نبود بہ آیات جہان
ہر کسی داند اے فخر البنین	کہ فزون باشد فن چرخ از زمین

انبیا وہ سب تھے بس اہل ولا	مین نے جانا اتحادِ انبیا
پھر ملائک مین نے دیکھے بس شگرف	صورتین انکی تھین با اجرام برف
دوسرے دیکھے ملائک مستعین	صورتین انکی تھین جملہ آتشین
وہ جہودی کہتا حال اس طور سے	تھین جہود اکثر کہ آخر خوش گئے
مت کسی کافر کو دیکھو اب خوار تو	کہ مرے مسلم وہ اور ہو بہتر نکو
تو خبر کیا اُس کی آخر سے رکھے	جو کہ نفرت اُس سے یا کل تو کرے
بعدہٗ[1] ترسا لگا کرنے کلام	کہ مسیح کو دیکھا مین اندر منام
چرخ چوتھے پر مین ساتھ اُنکے گیا	شمس عالم کا ہے مرکز اور بنا
ہے عجب تحقیق قلعۂ آسمان	نسبت اُسکی کب ہو آیات جہان
جانتا ہے ہر کوئی اے مشفقا	کہ زمین سے چرخ کی فن مین سوا

حکایت شتر و گاو و قچ کہ بندی گیاہ در راہ یافتند

حکایت شتر و گاؤ و مینڈھے کی کہ راہ مین پولہ گھانس کا پایا

اشتر و گاو و قچی در پیش راہ	یافتند اندر روش بندِ گیاہ
گفت قچ بخش ار کنیم این را یقین	ہیچکس از ما نگردد سیر ازین
لیک عمر ہر کہ باشد بیشتر	این علف او را ست اولی گو بخور
کہ اکابر را مقدم داشتن	آمدہ است از مصطفےٰ اندر سنن
گرچہ پیران را درین دوران لیام	در دو موضع پیش میدارند عام
یا درآن لوتی کہ آن سوزان بود	یا بران پل کز خلل ویران بود
خدمت شیخی بزرگی قائدے	عام نادر بے قرینۂ فاسدے

اونٹ[2] و مینڈھے بیل کو رہ مین ملا	چلتے چلتے ایک پولا کاہ کا
بولا مینڈھا حصہ گر اس کا کرین	سیر کوئی ہو سیر اک ہم مین نہین
لیک ہم مین عمر ہو جس کی سوا	اُس کو ہے اس گھاس کا کھانا روا
کہ بزرگون کو مقدم رکھتے ہین	مصطفےٰ سے آئی ہین یہ سنتین
گرچہ پیرون کو لئیم اس دور مین	دو جگہ مین آگے رکھتے عام مین
یا کہ اُس کھانے مین جو سوزان ہو	یا کہ اُس پل پر جو پر نقصان ہو
اور بزرگ و شیخ کی بس خدمتین	عام سب آفت کے آنے تک کرین

سلہ بعدہٗ ترسا الخ یہ شعر بعدہ ترسا کلام کرنے لگا کہ مجھ کو مسیح خواب مین دکھے مین اُن کے ساتھ چوتھے آسمان پر گیا کہ شمس عالم کا مرکز اور بنا ہے عجب تحقیق قطع آسمان ہے اس کی نسبت کب نشانیان جہان کی ہون ہر کوئی جانتا ہے کہ زمین سے گے فن سوا ہین یعنی آسمان زمین سے بہتر ہے بلندی مین جیسے اشتر گاؤ و مینڈھے سے بڑا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اونٹ الخ یہ شعر اونٹ و مینڈھے و بیل کو ایک پولا کاہ کا چلتے چلتے راہ مین ملا مینڈھے نے کہا کہ اگر اسکا حصہ کرین تو ہم تینون مین ایک بھی سیر نہ ہووے ولیکن ہم مین سے جس کی عمر بڑی ہو اُس کو اس گھاس کا کھانا روا ہے کہ بزرگون کو مقدم رکھتے ہین اور سنت مصطفےٰ سے آئی ہے آگے حقائق ہین اگر یہ لئیم بوڑھون کو اس دور مین دو جگہ آگے رکھتے ہین یا کہ اس کھانے مین کہ جو سوزان ہو یا کہ اُس پل پر جو پر نقصان ہو اور بزرگ و شیخ کی خدمتین عام بے آفت آنے تک کرین یعنی عام لوگ خدمت بزرگون کی ہنگام آفت آنے کے کرتے ہین آگے اس کی مثال مین قصہ صورت پرستون کا فرماتے ہین فافہم ۱۲

مثل در بیان صورت پرستان و شر ایشان در لباس خیر

خیر شان اینست چه بود شر شان — قبح شان را باز دان از فر شان
سوی جامع میشدی یک شهریار — خلق را میزد نقیب و چوبدار
آن یکی را سر شکستی چوب زن — وان دگر را بر دریدی پیرهن
درمیانه بیدلی ده چوب خورد — بیگناهی که برو از راه گرد
خونچکان رو کرد با شاه و بگفت — ظلم ظاهر بین چه پرسی از نهفت
خیر تو اینست جامع میروی — تا چه باشد شر و ظلمت ای غوی
یک سلامی نشنود پیر از خسی — تا نه پیچد عاقبت از وی بسی
گرگ دریابد ولی را به بود — تا که دریابد مرا در انفس بد
زانکه گرگ ار چه که بس استمگریست — لیکش آن فرهنگ و کید مکر نیست
ورنه کی اندر فتادی او بدام — مکر اندر آدمی باشد تمام
مکر زان اوست کو دارد کرم — بشنود آواز گوید نشنوم

مثل بیان میں صورت پرستوں کے اور شر اُنکا لباس خیر میں

اُنکا شر کیا کچھ ہو جو یہ خیر ہے — قبح اُنکی جان ان کے حسن سے
جاتا اک مسجد کی سو تھا شہریار — مارتے تھے خلق کو بس چوبدار
ایک کا سر توڑا لکڑی مارکے — دوسرے کی پھاڑے کپڑے زور سے
کھائی اک بیدل نے آکہیں ضربیں دس — بیگنہ تھا کہ ہٹو رستہ سے بس
خون ٹپکتا شاہ سے جاکر کہا — ظلم ظاہر دیکھ مت پوچھے چھپا
جائے مسجد کو یہ تیری خیر ہے — شور و شر تیرے ہو کس طور سے
نے سنے اک پیر ناکس سے سلام — تا نہ لپٹے آخر اُس سے بس تمام
گرگ گر پھاڑے ولی کو خوب ہی — نفس بد سے کہ وہ پھاڑے بس اُسے
گرچہ ہے گرگ ایک پر ظلم و جفا — لیک نے عقل اسکو اور مکر و دغا
ورنہ کب پھنستا وہ گرگ از راہ دام — مکر اندر آدمی کے ہے تمام
مکر ملک اُسکا کہ جو رکھے غنا — بس سنے آواز کہوے نے سُنا

بازگشتن بحکایت شتر و گاو و قچ

گفت قچ با گاو و اشتر کای رفاق — چون چنین افتاد ما را اتفاق
هر یکی تاریخ عمر ابدا کنید — پیرتر اولیست باقی تن زنید
گفت قچ مرج من آمدزان عهود — با قچ قربانی اسمعیل بود

لوٹنا طرف حکایت اونٹ و بیل و مینڈھے کے

بولا مینڈھا گاو و اشتر سے کہ یار — اتفاقاً آپڑ گیا یہ مجھ پہ کار
عمر کی تاریخ ہر ایک تم کہو — ہے بڑا بہتر د باقی چپ رہو
بولا وہ مینڈھا چرا اس عہد میں — ساتھ اسمعیلؑ کے مینڈھے کے میں

سطر۵۱ اُن کا شر آلخ ۶ شعر اُن کا شر کیا کچھ ہو کہ جو یہ خیر ہے ان کی جان کی قبح ان کے حسن سے ہے ایک شہریار مسجد کی سمت جاتا تھا اور مخلوق کو چوبدار مارتے تھے ایک کا سر لکڑی مار کر پھوڑا اور دوسرے کے کپڑے پھاڑے ایک بیدل نے دس ضربیں کھائیں بیگناہ تھا کہ ہٹو رستہ سے خون ٹپکتا جاکر شاہ سے کہا کہ ظلم ظاہر دیکھو پوشیدہ مت پوچھے جانا کہ مسجد کو ہے یہ تیری خیر ہے تا شور و شر تیرے کس طور کے ہوں گے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲ سطر۵۲ نے سنے آلخ ۵ شعر ہر ایک ناکس سے سلام نہ سنے جب تک اُس سے تمام آخر نہ لپٹے اگر ولی کو گرگ پھاڑے خوب ہے نفس بد سے کہ وہ اُسے پھاڑے اگرچہ گرگ ایک پر ظلم و جفا ہے ولیکن اس کو عقل و مکر و دغا نہیں ہے ورنہ وہ گرگ کب پھنستا دام سے مکر آدمی ہے بالکل مکر اُس کا ملک ہے کہ جو غنا رکھے پس آواز سنے اور کہے کہ نہیں سنا یعنی نفس بد سے گرگ بہتر ہے کہ وہ اس کو پھاڑے کہ شر نفس کا اس گرگ سے بدتر ہے کہ مکر نفس کھلتا نہیں ہے آگے اونٹ و بیل کا بیان ہے فافہم ۱۲ سطر۵۳ بولا مینڈھا آلخ ۵ شعر مینڈھے نے گاو و شتر سے کہا کہ اے یار اتفاقاً مجھ پر یہ کام پڑ گیا تم ہر ایک کی عمر کی تاریخ بتاؤ کہ بڑا بہتر ہے باقی چپ رہو کہا مینڈھے نے کہ میں چرا اُس عہد میں اسمٰعیل عم کے مینڈھے کے ساتھ بیل نے کہا میں بوڑھا ہوں کہ میری جوڑی آدم عم نے اُس بیل سے کی کہ اس بیل کا جوڑی ہوں کہ جو آدم عم نے ہل میں جوتا تھا زمین پر کھیتی کو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گاو گفته بوده ام من سال خورد	جفت آن گاوم کش آدم جفت کرد
جفت آن گاوم که آدم جدّ خلق	در زراعت بر زمین میکرد فلق
می شنید این گاو و قچ اشتر شگفت	سر فرود آورد و آن را برگرفت
بر هوا برداشت آن بند قصیل	اشتر بختی سبک بے قال و قیل
که مرا خود حاجت تاریخ نیست	کاینچنین جسمی و عالی گردنیست
خود همه کس داند ای جان پدر	که نباشم از شما من خورد تر
داند این را هر که ز اصحاب نهاست	که نهاد من فزون تر از شماست
جملگان دانند کاین چرخ بلند	هست صد چندانکه این خاک نژند
کو کشاده قلعه هاے آسمان	کو نهاد بقعه هاے خاکدان
پس مسلمان گفت کای یاران من	پیشم آمد مصطفیٰ سلطان من
سید سادات سلطان رسل	مفخر کونین و هادی سبل

بیل بولا مین ہون بوڑھا کہ مری	جوڑی آدم نے کری اس بیل کی
جوڑی ہون اس بیل کا آدم نے جو	ہل مین جوتا تھا زمین پر کشت کو
اونٹ [۵۱] نے جو بیل و مینڈھے سے سنا	سر جھکایا اپنا اور اس کو لیا
اور اٹھایا اونچا پولا گھاس کو	جلد تر اس اونٹ نے بے گفتگو
کہ مجھے حاجت نہین تاریخ کی	کہ بڑا ہے جسم اور گردن مری
جانتے ہین سب مجھے خود ای پسر	کہ نہین ہون تم سے مین بس خورد تر
اسکو جانے ہے جو ہے صاحب ذکا	کہ مرا ہے جسم تم سب سے بڑا
جانتے سب ہین کہ یہ چرخ علا	ہے کئی درجہ زمین سے بس بڑا
پس کہان قلعہ فلک کا بسط پن	اور کہان فرش زمین کا خانہ تن
پس [۵۲] مسلمان بولا اے یارو مرے	پاس آئے مصطفیٰ خوشخو مرے
سید کونین سلطان زمان	مفخر دارین و ہادی جہان

رجوع به تقریر ترسا و نوبت رسیدن بمسلمان

رجوع طرف تقریر ترسا کے اور نوبت پہونچنے مسلمان کی

پس مرا گفت آن یکی بر طور تاخت	با کلیم الله و نرد عشق باخت
وان دگر را عیسیٰ صاحب قران	برد بر اوج چهارم آسمان
خیز اے پس مانده دیده ضرر	بارے این حلوای یخنی را بخور
آن هنرمندان پرفن راندند	نامهٔ اقبال و منصب خواندند
آن دو فاضل فضل خود دریافتند	با ملائک فضل خود را یافتند

بس کہا مجکو گیا اک طور پر	اس کلیم حق کے ہمرہ عشق کر
دوسرے کو وہ مسیح باحیا	آسمان چوتھے پہ ہمرہ لیگیا
اٹھ تو اے آفت رسیدہ در بلا	شوق سے اس پختہ حلوی کو تو کھا
وہ [۵۳] ہنرمند اہل پرفن تو گئے	نامۂ اقبال و منصب پڑھ گئے
فضل اپنا دونون فاضل نے لیا	فضل کو ہمسر ملائک کے کیا

۵۱ اونٹ نے الخ ۹ شعر اونٹ نے جو بیل و مینڈھے سے سنا سر اپنا جھکایا اور اُس پولہ گھاس کو اونچا اٹھایا جلد اُس اونٹ نے بغیر گفتگو کے کہ مجکو حاجت تاریخ کی نہین کہ میرا جسم و گردن بڑی ہے مجھے خود سب جانتے ہین کہ تم سے نہین ہون خوردتر جو صاحب ذکا ہے وہ اس کو جانتا ہے کہ میرا جسم تم سے بڑا ہے آگے رجوع بقصہ حقائق خواب ترسا ہے یہ سب جانتے ہین کہ یہ آسمان کئی درجہ زمین سے بڑا ہے پس کہان قلعہ فلک کا بسط پن اور کہان فرش زمین کا خانہ تن پس مسلمان نے کہا کہ اے میرے پیارے پاس مصطفیٰ صلعم خوشخو آئے سید کونین سلطان زمان مفخر دارین اور ہادی جہان آگے جواب مسلمان کا ہے فافہم ۱۲ ۵۲ پس کہان الخ ۴ شعر پس مجھ کو مصطفیٰ صلعم نے فرمایا کہ ایک طور پر گیا اُس کلیم حق کے ہمراہ عشق کر کے دوسرے کو وہ مسیح باحیا چوتھے آسمان پر ہمراہ لیگیا تو اے آفت رسیدہ در بلا شوق سے اٹھ اور اس پختہ حلوے کو کھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ وہ ہنرمند الخ ۸ شعر وہ ہنرمند واہل پرفن تو گئے اور نامۂ اقبال و منصب پڑھ گئے دونون فاضل نے اپنا فضل لیا اور فضل کو ہمسر ملائک کیا ای احمق ساده تو پیچھے رہ اٹھ اور حلوے کے اوپر چا پس اُس کو دونون نے کہا کہ اے احمق پھر ای عجب کیا حلوا تم نے کھایا ہے کہا کہ جو وہ سلطان فرماتے ہین مین کیا ہون کہ تابع اس حکم کے نہ ہون حکم موسیٰ علم سے پھرے مگر بلا مین خوش دیا ناخوش کہتے ای ترسا تو مسیحا کے حکم سے سر کو پھیرے یہ بات خوب ہے یا زشت ہے مین کیسے فخر انبیاء سے پھرون کہ حلوا مین نے اسدم کھایا مین خوش ہون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ای سلیم گول وا پس مانده هین   برجه و بر کاسهٔ حلوا نشین
پس بگفتندش که ای ابلہ حریص   ای عجب خوردی تو حلوای خبیص
گفت چون فرمود آن شاه مطاع   من تو باشم تا کنم زان امتناع
تو جهودی ز امر موسیٰ سرکشی   گر بخوانند و ز خوشی و ناخوشی
تو مسیحی هیچ از امر مسیح   سر توانی تافت از خوب و قبیح
من ز فخر انبیا چون سرکشم   خورده ام حلوا درین دم سرخوشم
پس بگفتندش که والله خواب راست   تو بدیدی وین به از صد خواب ماست
خواب تو بیداری است ای بو نظر   که به بیداری عیانستش اثر
خواب تو بیداریست ای خوش نهاد   که تو در خوابت رسیدی با مراد
خواب تو بیدار است ای نیکخو   که ازان خوابت رسد امر کلوا
خواب تو بیداری است ای نیکمرد   که ازان خواب تو روی ماست زرد
خواب تو بیداری است ای جان   که همان را ظاهرا دیدی عیان
خواب تو مانند خواب انبیاست   که شد این خواب تو بی تعبیر راست
درگذر از فضل و از جلدی و فن   کار خدمت دارد و خلق حسن
بهر این آورد ما یزدان برون   ما خلقت الانس الا یعبدون
سامری را آن هنر چه سود کرد   کان فن از باب اللهش مردود کرد
چه کشید از کیمیا قارون ببین   که فرو بردش بقعر خود زمین
بوالحکم آخر چه بربست از هنر   سرنگون رفت او ز کفران در سقر
خود هنر آن دان که دید آتش عیان   نے کپ دل علی النار الدخان

ای تو سادہ احمق اب پیچھے رہا   اُٹھ تو اور حلوے کے اوپر بیٹھ جا
پس کہا اُس کو ای احمق بھکنگے   ای عجب کیا کھایا حلوا تو نے ہے
بولا جو فرمائیں وہ سلطان مجھے   مین ہون کیا تابع ہون انکے حکم کے
تو یہودی حکم موسیٰ سے پھرے   گر بلائین خوش و یا ناخوش ب تجھے
تو مسیحا کے اے ترسا حکم سے   سر کو پھیرے خوب ہو یا زشت ہے
کیسے فخر انبیا سے مین پھرون   کھایا حلوا مین نے اسدم خوش ہون
پس کہا واللہ سچا خواب ہے   تیرے بہتر سو ہمارا خواب ہے
خواب و بیداری تری ہی ای بشر   کہ ہے بیداری مین اسکا پس اثر
خواب و بیداری تری ای خوش نہاد   کہ ملی ہے خواب مین تجھکو مراد
خواب و بیداری تری ہی ای نکو   کہ ملا اس خواب سے حکم کلوا
خواب بیداری ہے تیری نیکمرد   خواب سے تیرے ہمارا منھ ہی زرد
خواب بیداری تری ای سرجان   کہ اُنھون کو دیکھا تو نے بین عیان
مثل خواب انبیا خواب اب تری   خواب بے تعبیر جو سچی ہوئی
فضل سے تو چھوڑ دے لا او فن   کام رکھے خدمت اور خلق حسن
اس لئے ہمکو خدا لایا برون   ما خلقت الانس الا یعبدون
(نہین پیدا کیا جنے انسان کو مگر واسطے عبادت کے ۱۲)
سامری کو اس ہنر سے کیا ملا   حق نے مردود اسکو اس فن سے کیا
کیمیا سے کیا ملا قارون کو   کہ زمین نے اسکو نگلا جان لو
بوالحکم کو کیا ہنر سے بس ملا   سرنگون دوزخ مین کفران سے پڑا
وہ ہنر ہے جو عیان دیکھے تو نار   نے دھوین کو دلیل نار یار

۵۱ پس کہا الخ ۶ شعر پس کہا واللہ خواب سچا ہے تیرا۔ ہمارے خوب سے تیرا خواب بیداری ہے کہ بیداری مین مراد ملی ہے تیرا خواب بیداری ہے کہ اس خواب سے حکم کلوا ملا ہے تیرا خواب بیداری ہے کہ تیرے خواب سے ہمارا منھ زرد ہے تیرا خواب بیداری ہے کہ تونے اُن کو ظاہر دیکھا ہے یعنی جس خواب کا اثر بیداری مین مرتب ہو وہ خواب مثل خواب انبیاء کے بیداری ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

۵۲ مثل خواب الخ ۶ شعر اب تیرا خواب مثل انبیا کے ہے کہ خواب بے تعبیر کے سچا ہوا تو فضل سے بدلا اور فن چھوڑ کام رکھتی ہے خدمت و خلق حسن اس واسطے خدا باہر لایا ہے ترجمہ نہین پیدا کیا ہم نے انسان کو مگر واسطے عبادت کے آگے اس کی مثال ہے اُس ہنر سے سامری کو کیا ملا کہ حق نے اس فن سے اس کو مردود کیا قارون کو کیمیا سے کیا ملا کہ سرنگون دوزخ سقر مین گیا یعنی ہنر و بد لانے سے خدمت کرنا بہتر ہے کہ موجب نخوت و گمراہی کا ہوتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ وہ ہنر الخ ۶ شعر ہنر وہ ہی کہ جو نار کو عیان دیکھے مین دھوین کو دلیل نار کا لاوے دانا کے آگے تیری دلیل لنگ ہو جو مقابل طبیبون کے دلیل ہو جو تیری دلیل اسکے سوا نہین فائدہ وہ این دیکھا مت نار و دیکھ تیری دلیل دلیل اس عصا کی مانند ہی کہ اندھے کے ہاتھ مین طبیبون پر دلیل جواب میری دلیل ہی مانند فکر ہے کہ میرا غلبہ آگے دانا کے قلیل ہے کرو فر شہرت مشہور کو مین نہ دیکھون مجھے معذور رکھو یعنی وہ ہنر ہی کہ عیان دیکھے نہ دلیل سے معلوم کرے پس دلیل سے عیان بہتر ہے چنانچہ اس کی مثال ہے قصہ دقاق کا آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

ای دلیلت کند تر نزد لبیب	در حقیقت از دلیل آن طبیب
چون دلیلت نیست جز این ای پسر	ژاژ میخا در گمیزے می نگر
ای دلیل تو مثال آن عصا	در کف دل علے عیب العمی
ای دلیل ما چو منکر ماذلیل	بیشی ما پیش دانایان قلیل
غلغل وطاق وطرب و گیر ودار	گر نمی بینم مرا معذور دار

پیش دانا کند ہو تیری دلیل	جو مقابل ہو طبیبوں کو دلیل
جو دلیل اب تیری ہے اسکے سوا	دیکھ قارورہ میں مت کہ ناروا
اس عصا کے مثل تیری ہے دلیل	ہاتھ میں اندھے کے عیبوں پے دلیل
ہے دلیل اب میری جن فکر ذلیل	میرا غلبہ آگے دانا کے قلیل
کر وفر اور شہرت مشہور کو	میں نہ دیکھوں رکھ مجھے معذور تو

منادی کردن سید ملک ترمذ کہ ہر کہ در سہ روز یا چہار روز بہ سمرقند رود وہ چندین خلعت وزر دہم وشنیدن دلقک واز دہ تاختن بشہر ترمذ

منادی کرنا سید ملک ترمذ کی کہ جو تین روز یا چار روز میں سمرقند کو جائے اس قدر خلعت اور زر دوں میں اور سننا دلقک کا اور دوڑ کر آنا شہر کو گانوں سے

سید ترمذ کہ آنجا شاہ بود	مسخرہ او دلقک دلخواہ بود
داشت کاری در سمرقند او مہم	جست الاغی تا شود او مستتم
زد منادی کانکہ او در پنجروز	آرد م پیغام خوب با فروز
بخشم او را زر و گنج بے شمار	تا شود میر و عزیز اندر دیار
دلقک اندر دہ بد وچون آن شنید	بر نشست وتا بہ ترمذ می دوید
مرکبے در اندران دہ شد سقط	از دوانیدن فرس را زان نمط
پس بدیوان در دوید از گرد راہ	وقت نا ہنگام رہ جست او بشاہ
فجفجی در جملہ دیوان در فتاد	شورش در وہم آن سلطان فتاد
خاص وعام شہر را دل شد ز دست	تا چہ تشویش و بلا حادث شدست

سید ترمذ کہ وان کا شاہ تھا[51]	مسخرہ دلقک تھا اک اس شاہ کا
تھا سمرقند اندر اسکو ایک کام	ڈھونڈھتا قاصد کو کہ تا وہ ہو تمام
کی منادی پانچ دن کے درمیان	جو جواب اسکا کوئی لاوے یہان
اسکو دوں میں زر و گنج بیشمار	تا وہ ہو میر و عزیز اندر دیار
گانوں میں دلقک تھا جو اُسنے سنا	ہو سوار اسدم وہ ترمذ کو چلا
گھوڑے دس اس دوڑ میں اسکے مرے	تیز دوڑائے جو گھوڑے اس لیے
دوڑتا دیوان میں آیا راہ سے[52]	اور گیا بے وقت آگے شاہ کے
شور سب دیوان میں اُس کا پڑا	وہم میں شہ کے پڑا اک تہلکہ
خاص و عام اس شہر کا دل اُڑ گیا	کہ ہوئی کیا پیدا آفت اور بلا

ف۵۱ سید ترمذ الخ ۶ شعر سید ترمذ وہان کا بادشاہ تھا اور دلقک اس شاہ کا مسخرہ تھا اسکو سمرقند میں ایک کام تھا قاصد کو ڈھونڈھا کہ وہ تمام ہووے منادی کی کہ پانچ دن میں جو کوئی اس کا جواب یہان لاوے اُس کو گنج بے شمار دوں تاکہ وہ امیر وعزیز اس ملک کا ہو دلقک گانوں میں تھا جو اُس نے سنا وہ سوار ہو کر ترمذ کو چلا گیا اس کے دس گھوڑے اس دوڑ میں مرے جو کہ گھوڑے تیز دوڑائے اس واسطے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ف۵۲ دوڑتا الخ ۶ شعر راہ سے دوڑتا دیوان خانہ میں آیا اور بے وقت آگے شاہ کے گیا اس کا شور دیوان خانہ میں اور شاہ کے وہم میں ایک تہلکہ پڑ گیا اس شہر کے خاص وعام کا دل اُڑ گیا کہ کیا آفت وبلا پیدا ہوئی یا کہ دشمن در پے آزار ہے یا کوئی ہولناک بلا اُٹھی غیب سے ہے کہ دلقک نے بہت دوڑ اسے چند گھوڑے کشتہ کئے راہ میں در پہ شاہ کے ایک مخلوق جمع ہوئی کہ دلقک ایسا جلد یون آیا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

یا عدو قاہرے در قصد ماست ۔ یا بلاے مہلکے از غیب خاست
کہ زدہ دلقک بسیران درشت ۔ چند اسپے قیمتی در راہ کشت
جمع گشتہ بر سراے شاہ خلق ۔ تا چرا آمد چنین اشتاب دلق
از شتاب او وجد و اجتہاد ۔ غلغل و تشویش در ترمد فتاد
آن یکی دو دست برزانو زنان ۔ وان دگر از وہم واویلا کنان
از نفیر و فتنہ و خوف و نکال ۔ ہر دلی رفتہ بصد گونہ خیال
ہر یکے فالی ہمی زد از قیاس ۔ تا چہ آتش اوفتاد اندر پلاس
راہ جست و راہ دادش شاہ زود ۔ چون زمین بوسید گفتش ہین چہ بود
ہر کہ می پرسید حالی زان ترش ۔ دست برلب می‌نہاد یعنی خمش
وہم می افزود آن فرہنگ او ۔ جملہ در تشویش گشتہ دنگ او
کرد اشارت دلقک اے شاہ کرم ۔ یک دمی بگذار تا من دم زنم
تا کہ باز آید بہ من عقلم دمی ۔ کہ فتادم در عجائب عالمے
بعد یک ساعت کہ شاہ از وہم و ظن ۔ تلخ گشتش ہم گلو و ہم دہن
او ندیدہ بود دلقک را چنین ۔ کہ از و خوشتر نبودش ہمنشین
دائما دستان و لاغ افراشتی ۔ شاہ را بس شاد و خندان داشتی
آنچنان خنداندش کردی درست ۔ کہ گرفتی شہ شکم را با دو دست
کہ ز زور خندہ خو می کردی تنش ۔ رو در افتادی ز خندہ کردنش
باز امروز این چنین زرد و ترش ۔ دست برلب می‌زند کای شہ خمش

یا کہ دشمن درپے آزار ہے ۔ یا اٹھی مہلک بلا ہی غیب سے
کہ بہت دوڑا کے دلقک نے کئے ۔ کشتہ گھوڑے چند اندر راہ کے
شاہ کے در پر ہوئی اک جمع خلق ۔ کہ یہ ایسا جلد کیون آیا ہی دلق
اُس کی گھبراہٹ و جلدی سے سوا ۔ شور و غل ترمذ مین از بس مچ گیا
ایک تھا ہاتھون سے زانو پیٹتا ۔ وہم سے واویلا کرتا دوسرا
شور و غل اور فتنہ آفات سے ۔ سو طرح کے خیال ہر اک کو ہوے
مارتا ہر ایک فال از رہ قیاس ۔ تا پڑی کیا آگ ہے اندر پلاس
راہ ڈھونڈھی اسکو شہ نے راہ دی ۔ جو زمین چومی کہا کیا بات تھی
پوچھتا جو حال اُس سے وہ ترش ۔ ہاتھ رکھتا لب پہ اور کہتا خمش
عقل اُس سے وہم کو کرتی سوا ۔ دنگ ہو تشویش مین ہر اک پڑا
شہ سے دلقک نے اشارہ سے کہا ۔ چھوڑ دم بھر تا کہ مین دم لون ذرا
ہے امید اب آئے پھر عقل فزون ۔ کہ پڑا مین اک عجب عالم مین ہون
بعد ساعت کے فکر سے شاہ کا ۔ بھی دہن اور بھی گلا کڑوا ہوا
اُس نے دیکھا ایسا دلقک کو نہ تھا ۔ کہ ندیم اُس سا نہین تھا خوشنما
کہ ظرافت داستان کہتا سدا ۔ اور ہنساتا شاہ کو رکھتا با مزا
بیٹھے بیٹھے وہ ہنساتا بس اُسے ۔ کہ پکڑتا پیٹ کو شہ ہاتھ سے
تن پسینے مین ہنسی سے ڈوبتا ۔ مُنھ کے بل گرتا ہنسی کرتا جو تھا
پھر وہ ایسا آج ہے زرد و ترش ۔ رکھتا لب پہ ہاتھ کہ اے شہ خمش

سلہ اس کی گھبراہٹ آگے ۷ شعر اُس کی گھبراہٹ اور جلدی سے شور و غل زمین مین از بس پڑ گیا ایک زانو ہاتھ سے پیٹتا تھا اور دوسرا وہم سے واویلا کرتا تھا شور و غل و فتنہ و آفات سے سو طرح کے خیال ہر ایک کو ہوئے ہر ایک فال کرتا تھا از راہ قیاس کے کہ کیا آگ پڑی اندر ٹاٹ کے راہ ڈھونڈھی اس کو شاہ نے راہ دی جو زمین چومی اور کہا کہ کیا بات تھی جو حال پوچھا اس سے وہ ترش لب پر ہاتھ رکھتا اور کہتا خاموش عقل اس بات سے وہم کو سوا کرتی ہے اور ہر ایک دنگ ہو کر تشویش مین پڑا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ شہ سے آگے ۵ شعر شاہ سے دلقک نے اشارہ سے کہا دم بھر چھوڑ کہ تا مین دم لون امید ہے کہ اب پھر عقل فزون آئے کہ مین اک عجب عالم مین پڑا ہون بعد ساعت کے فکر سے شاہ کا بھی دہن و گلو کڑوا ہوا اس نے ایسا دلقک کو نہ دیکھا تھا کہ اس سا ندیم خوش نہین تھا کہ سدا داستان ظرافت سے کہتا اور ہنساتا شاہ کو بامزا رکھتا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بیٹھے بیٹھے آگے ۸ شعر وہ اسے بیٹھے بیٹھے ہنساتا کہ شاہ پیٹ کو ہاتھ سے پکڑتا ہنسی سے بدن پسینے مین ڈوبتا منھ کے بل گرتا جو وہ ہنسی کرتا پھر وہ ایسا زرد و ترشرو آج ہے کہ لب پر ہاتھ رکھتا ہے کہ اے شاہ خاموش وہم اندر وہم و خیال ہے شاہ کو کیونکہ ملال نہ ہوا ہو شاہ کے دل کو ایک غم سے پرہیز تھا کیونکہ خرم شاہ از بس خونریز تھا سمرقند اس کا تخت گاہ اور ایک وزیر ہوشمند وہ اس شاہ کا تھا اور اس طرف کے شاہ اس نے مارے تھے یا دغا سے یا جنگ و باز دسے شاہ ترمذ کو جو اس سے وہم تھا وہ وہم دلقک کی حرکت بڑھاتی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

وہم در وہم خیال اندر خیال | شاہ را تا خود چہ آید از نکال
کہ دل شہ با غم و پرہیز بود | زانکہ خرم شاہ بس خونریز بود
جائے تخت او سمرقند گزین | بُد وزیرے داہی او ہمنشین
بس شہان آن طرف را کشتہ بود | یا بہ حیلت یا بہ سطوت آن عنود
وین شہ ترمذ ازو در وہم بود | وز فن دلقک ہمی وہمش فزود
گفت زوتر باز گو تا حال چیست | اینچنین آشوب تو از شر کیست
گفت من در دہ شنیدم آنکہ شاہ | زد منادی بر سر ہر شاہ راہ
کہ کسی خواہم کہ تازد در سہ روز | تا سمرقند او چو پیک با فروز
گنج ہا بدہم ورا اندر عوض | چون شود حاصل ز پیغامش غرض
من شتابیدم بر تو بہر آن | تا بگویم من ندارم آن توان
اینچنین کاری نیاید خود ز من | تا ازین امید را بر من متن
گفت لعنت بر چنین زودیت باد | کہ دو صد تشویش در شہر اوفتاد
از برای این قدر ای خام ریش | آتش افگندی درین مرج حشیش
ہمچو این خامان با طبل و علم | کہ الغ خانیم در فقر و عدم
لاف شیخی در جہان انداختہ | خویشتن را بایزیدی ساختہ
ہم ز خود واصل شدہ سالک شدہ | محفلی واکردہ در دعوت کدہ
خانۂ داماد پُر آشوب و شر | قوم دختر را نبودہ زان خبر
ولولہ کہ کار نیمی راست شد | شرطہای کان ز سوی ماست شد

وہم اندر وہم خیال اندر خیال | شاہ کو کیونکر نہین ہووے ملال
شہ کو دل کے غم سے اک پرہیز تھا | کیونکہ خرم شاہ بس خونریز تھا
جای تخت اُسکی سمرقند اور بہا | اک وزیر ہوشمند اُس شاہ کا
اُس طرف کے شاہ مارے اُسنے تھے | یا دغا سے یا کہ جنگ زور سے
شاہ ترمذ کو جو اُس سے وہم تھا | وہم وہ دلقک کی حرکت سے بڑھا
۵۱ بولا کہہ کر کیا یہ تیرا حال ہے | یہ پریشانی تری کس خوف سے
بولا موضع مین سُنا کہ شاہ نے | بس منادی کی ہی ہر اک جائے پے
کہ کوئی بس تین دن مین جا سکے | تا سمرقند اب مثال پیک کے
تا خزانہ دون اُسے اندر عوض | جو جواب اُسکے سے حاصل ہو غرض
پاس تیرے آیا ہون مین اس لئے | تا کہون مجھ مین نہ طاقت اُسکی ہے
اور نہ ایسا کام مجھ سے ہو سکے | بلکہ یہ امید مجھ سے مت رکھے
۵۲ بولا لعنت ایسی جلدی پر تری | تجھسے سارے شہر مین ہیبت پڑی
تو نے اتنے کے لئے ای بے حیا | یہ لگائی آگ بھس مین نفع کیا
ایسے ہی یہ خام ہین باکر و فر | کہ بڑے خان فقر مین ہم ہین مگر
دعوی شیخی کا جہان مین بس کیا | بایزید وقت اپنے کو گنا
آپ ہی سالک ہوا واصل ہوا | جاے دعوت مین کی محفل برپا
۵۳ خانۂ داماد مین تو شور و شر | اور نہین لڑکی کی یان پر کچھ خبر
شوق ہے کہ کام آدھا بنگیا | جو کہ شرطین ہمنے کی تھین ٹھہرا

۵۱ بولا آخ ۶ شعر کہا کہ تو جلد تیرا کیا حال ہے یہ پریشانی تیری کس خوف سے ہے دلقک نے کہا مین نے گانؤن مین سُنا کہ شاہ نے منادی کی ہے ہر ایک جا پر کہ کوئی تین دن مین جا سکے سمرقند قاصد کے مانند تا خزانہ اسے دون کہ جو اسکے جواب سے عرض حال ہو مین تیرے پاس اسواسطے آیا ہون تا کہ کہون مجھ مین اس کی طاقت نہین ہے اور مجھ سے ایسے کام نہ ہو سکے بلکہ یہ اُمید مجھ سے مت رکھ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ بولا لعنت آخ ۵ شعر کہا کہ ایسی جلدی پر تیری لعنت ہے کہ تجھ سے تمام شہر مین ہیبت پڑی تو نے اتنے کے واسطے اے بیحیا آگ بھس مین لگائی نفع کیا ہے آگے اس کے حقائق مین ایسے ہی یہ خام باکر و فر ہین کہ بڑے خان ہم فقر مین ہین دعوی شیخ ہونیکا جہان مین کیا اور بایزید وقت خود کو گنا آپ ہی سالک ہوا اور واصل ہوا اور دعوت کی جا مین محفل برپا کی یعنی ریاکاران فقر خود سالک و واصل بنکر دعوی شیخی کا کرتے ہین اور معنی مین ساتھ یار کے کچھ بھی معرفت نہین رکھتے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۳ خانۂ داماد آخ ۸ شعر داماد کے گھر مین تو شور و شر ہے اور لڑکی کے یہان پر کچھ خبر بھی نہین ہے شوق ہے کہ آدھا کام بن گیا جو کہ ہم نے شرطین کی تھین گھر کو جھاڑا اور آراستہ کیا اور اس ہوس سے مست ہو کر خوش خوش پھر اس طرف سے ایک پیغام بھی نہین آیا اور نہ ایک چڑیا اس بام سے یہان آئی اس بہت پیغام جانے سے وہان ہمنشی سے بھی کوئی جوان نہین آیا آگے حقائق ہین نہ یار اس سے ولیکن آگاہ ہے کیونکہ دل سے دل تک پوشیدہ راہ ہے جواب تجکو امید اس یار سے ہے کیونکہ راہ جواب خط سے خالی ظاہر و باطن سے اسکے سو نشان ہین ولیکن بس کر اور پردہ فاش مت کر جبکہ تیرے دل مین یار کی الفت بھری ہے تو دل کو دل سے راہ ہے پھر تجھے یار سے کیون نہین خبر ہو پہنچتی ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

خانها را رفته و آراسته — زین هوس سرمست و خوش برخاسته
گھر کو جھاڑا اور کیا آراستہ — اس ہوس سے مست خوش خوش بھرا

زان طرف آمد یکی پیغام نی — مرغی آمد اینطرف زان بام نی
اس طرف سے آیا اک پیغام نے — آئی اک چڑیا نہ یان اس بام سے

زین رسالات مزید اندر مزید — در مضاحک یک جوابی نارسید
اس بہت پیغام جانے سے وہان — نے ہنسی سے بھی کوئی آیا جواب

نے ولیکن یار ما زین آگه است — زانکه از دل سوی دل پنهان رهست
نے ولیکن اس سے یار آگاہ ہے — کیونکہ دل تک دل سے پنہان راہ ہی

پس ازان یاری که امید شماست — از جواب نامه ره خالی چراست
تجھکو جو امید ہے اس یار سے — کیون جواب خط سے خالی راہ ہی

صد نشانست از سرار و از جهار — لیک بس کن پرده زین در بر مدار
ظاہر و باطن سے اُسکے سو نشان — لیک بس کر اور نہ کر پردہ عیان

باز رو تا قصهٔ دلق جهول — که بلا آورد بر خویش از فضول
پھر[1] بیان کر قصۂ دلق جہول — کہ بلا لایا ہے خود پر وہ فضول

پس وزیرش گفت ای حق را ستن — بشنو از بندهٔ کمینه یک سخن
پھر وزیر اُس شہ کا بولا ای شہا — بندۂ احقر سے سن اک ماجرا

دلقک از ده بهر کاری آمده‌ست — رای او گشت و پشیمان زان شده‌ست
گانون سے دلق آیا ہے اس کام کو — رائے جو بدلی پشیمان اُس سے ہے

زاب و روغن کهنه را نو می کند — او بمسخرگی برون شومی کند
آب و روغن کہنہ کو بس نو کرے — اور تمسخر سے بچاتا خود کو ہے

خنجر را بنمود پنهان کرد تیغ — باید افشردن مر او را بی دریغ
تیغ پنہان کی بنا تا نیام ہے — اُس کو بیشک دابنا اب چاہیئے

او میان بنمود و پنهان کرد کارد — بی گمان او را همی باید فشارد
کی چھری پنہان نیام اُسنے عیان — چاہیئے اس کو دبانا بے گمان

پسته را یا جوز را تا نشکنی[2] — نه نماید دل نه بدهد روغنی
توڑے جبتک تو پستہ جوز کو — نے بنائے مغز نے روغن دیوے

مشنو این دفع وی و فرهنگ او — در نگر در ارتعاش و رنگ او
مت سن اسکی دفع اور فرہنگ کو — دیکھ لرزہ کو اور اسکے رنگ کو

گفت حق سیماهم فی وجههم — زانکه غماز است سیما و منم
بولا حق سیماہم فی وجہہم (پیشانیان انکی انکے منہ پر ہے ۱۲) — ناصیہ غماز ہے اے منتظم

این معاین هست ضد آن خبر — که به شر سرشته آمد این بشر
دیکھنا ظاہر مین ہے ضد خبر — کہ بنایا سات شر کے ہی بشر

گفت دلقک با فغان و با خروش — صاحبا در خون این مسکین مکوش
کرکے بس واویلا دلقک نے کہا — میرے خون مین کر نہ کوشش صاحبا

بس گمان و وهم آید در ضمیر — کان نباشد حق و صادق ای امیر
دل مین آتا ہے بہت وہم و گمان — کہ نہ وہ سچ ہووے ای میر زمان

ان بعض الظن اثم است ای وزیر[3] — نیست استم راست خاصه بر فقیر
(تحقیق بعضے گمان گناہ ہے ۱۲)
ان بعض الظن اثم ہے ای وزیر — نے ستم کرنا ہے بہتر با فقیر

[1] پھر بیان کر الخ ٦ شعر پھر بیان کر قصہ دلقک کا وہ فضول پر بلا لایا ہی پس وزیر نے اس شاہ سے کہا کہ ای شاہ بندۂ احقر سے سن ایک ماجرا کہ دلقک گانؤن سے کام کو آیا ہے رائے جو بدلی اُس سے پشیمان ہو کر آب روغن کہنہ کو نو کرتا ہی اور تمسخر سے خود کو بچاتا ہے تیغ پوشیدہ کی اور نیام بنایا ہی اسکو بیشک دابنا چاہیئے چھری پوشیدہ اور نیام اس نے عیان کیا اسکو بیگمان دابنا چاہیئے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

[2] توڑے جب تک الخ ٦ شعر جبتک توڑے جوز و پستہ کو نہ مغز بنائے نہ روغن دے اس کی دفع و فرہنگ کو مت سن اور اس کے لرزہ و رنگ کو دیکھ حق نے کہا ترجمہ و پیشانیان انکی انکے منہ پر کہ پیشانی غماز ہے ای منتظم ظاہر مین دیکھ ضد خبر ہے کہ شر کے بنایا بشر کو ہے دلقک نے واویلا کرکے کہا کہ ای وزیر میرے خون مین کوشش مت کر دل مین بہت وہم و گمان آتا ہی کہ سچ نہ ہووے ای امیر زمانہ کے یعنی حال دل کا منہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دل مین یہ بات ہے کہ منہ آئینہ دل کا ہے چنانچہ عارف اس بات کو خوب اور یہ راہ پہچانتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ -

[3] ان بعض الخ ٤ شعر ترجمہ تحقیق بعضے گمان گناہ ہین ستم کرنا بہتر نہیں ہے فقیر پہ شہ اسکو پکڑتا ہے جو اُس سے رنج رہتا ہے اور کیسے اس کو پکڑے جبکہ خود کو خوش کرے قول وزیر نے شاہ مین اثر کیا اور رکھو لنے اس مکر کے درپے ہوا شاہ نے کہا کہ دلقک کو زندان مین رکھو اور خوشامد کرو مگر اسکی مت سنو ڈھول کے مانند تم اسکو کوٹو تا کہ ڈھول کے مانند تمھین آگہی دے آگے اس کے حقائق مین کیونکہ ڈھول پر خالی ہوتا ہے اور آواز اسکی کل سے آگہی دیتی ہے تا بھید اپنا وہ کہے خلاصہ اس طور کہ دل کو قرار آئے یعنی اسکو کوٹو کہ وہ بھید مثل ڈھول کے اپنا بیان کرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

تشنه نگیرد آنکه می رنجاندش / از چه گیرد آنکه می خنداندش
گفت صاحب پیش شه جاگیر شد / کاشف این مکر و این تزویر شد
گفت دلقک را سوی زندان برید / چاپلوش و زرق او را کم خرید
میزنیدش چون دهل اشکم تهی / تا دهل وار او دهد تان آگهی
زانکه هم پر هم تهی باشد دهل / بانگ او آگه کند ما را ز کل
تا بگوید سر خود را ز اضطرار / آنچنان که گیرد این دلها قرار
چون طمانینست صدق با فروغ / دل نیارامد به گفتار دروغ
کذب چون خس باشد و دل چون دهان / خس نگردد در دهان هرگز نهان
تا درو باشد زبانے می زند / تا بدانش از دهان بیرون کند
خاصه کاندر چشم افتد خس ز باد / چشم افتد در نم و بند و کشاد
ما پس این خس را زنیم اکنون لگد / تا دهان و چشم زین خس وا رهد
گفت دلقک ای ملک آهسته باش / روی حلم و مغفرت را کم خراش
تا بدین حد چیست تعجیل و نقم / من نمی پرم بدست تو درم
آن ادب که باشد از بهر خدا / اندران مستعجلی نبود روا
زانچه باشد طبع و خشم عارضی / می شتابد تا نگردد منقضی
ترسد ار آید رضا خشمش رود / انتقام و ذوق از وفایت شود
شهوت کاذب شتابد در طعام / خوف فوت ذوق هست آن خود سقام
اشتها صادق بود تاخیر به / تا گوارنده شود آن بیگره
تو پے دفع بلایم مے زنی / تا به بینی رخنه را بندش کنی

تشنہ نہ پکڑے ہر اسے خود رنج دے / کیسے پکڑے اسکو جو کہ خوش کرے
قول صاحب نے اثر شہ مین کیا / کھوسنے اس مکر کے درپے ہوا
بولا شہ دلقک کو زندان مین کھو / اور خوشامد مکر اس کا مت سنو
ڈھول کے مانند کر لو تم اسے / آگہی تا دے تمھین جون ڈھول کے
کیونکہ پر ہے اور خالی ڈھول ہے / آگہی آواز اس کی کل سے دے
تا کہے وہ بھید اپنا باضطرار / اس طرح کہ دل کو آئے بس قرار
جو ہے[1] اطمینان دل کو صدق سے / جھوٹی باتون سے وہ کب آرام لے
جھوٹ مثل خس ہو دل مثل دہان / خس نہین ہرگز دہن مین ہو نہان
جب تلک وہ ہو زبان اسپر لگے / عقل اسکو منھ سے تا باہر کرے
گر ہوا سے آنکھ مین اک خس پڑے / آنکھ بند ہو اور کھلے پانی بھرے
لات مارون اس خس ناچیز پے / تا دہان اور چشم اس خس سے کھلے
بولا دلقک اے ملک اب ٹھہر تو / چھیل مت تو روی حلم و عفو کو
اتنی[2] جلدی اور تیزی کس لیے / مین نہ بھاگون ہاتھ مین ہون آپ کے
وہ ادب ہوتا ہے جو بہر خدا / اس مین جلدی کرنا ہے ہرگز روا
طبع مین جو عارضی خشم آئے ہے / جلدی کرتا ہے نہ تا جاتا رہے
خشم جائے آئے جو ترس و رضا / انتقام اور ذوق اس سے ہو فنا
بھوک جھوٹی جلدی کھانے مین کرے / جو مرض سے خوف جانے ذوق سے
بھوک سچی خوب ہو تاخیر سے / ہضم ہو اچھی طرح بے نقص کے
مارے مجھ کو تو پے[3] دفع بلا / بند رخنہ کر کہ جو تجھ کو دکھا

[1] جو ہے الخ ۶ شعر جو دلکو اطمینان صدق سے ہو وہ کب جھوٹی باتون سے آرام لے آگے اسکی مثال ہے جھوٹ خس کے مانند و دل مثل دہن کے ہی بس ہرگز خس دہن مین پوشیدہ نہین ہو جب تک وہ ہو زبان اسپر لگے تا عقل اسکو منہو سے باہر کرے اگر ہوا سے خس آنکھ مین پڑے آنکھ بند ہو اور کھلے اور پانی بھرے اس خس ناچیز پر لات مارون تا دہان اور چشم اس خس سے چھٹے دلقک نے کہا کہ ای بادشاہ اب تو ٹھہر اور روے حلم اور عفو کو مت چھیل یعنی دلکو صدق سے آرام ہی پھر جھوٹی باتون سے کب آرام لیتا ہی آگے رجوع بقصہ ہی فافہم ۱۲ [2] اتنی جلدی الخ ۶ شعر اتنی جلدی اور تیزی کسواسطے ہی مین نہین بھاگون کہ تیرے ہاتھ مین ہون وہ ادب جو ہوتا ہی کہ جو واسطے خدا کے ہی اور اسمین جلدی کرنا ہرگز روا نہین جو طبیعت مین خشم عارضی آتا ہی وہ جلدی کرتا ہی کہ تا جاتا نہ رہے جو خشم جائے و ترس رضا آئے انتقام ذوق اس سے فنا ہو آگے مثال ہی جھوٹی بھوک جلدی کھانے مین کرتی ہی بجز مرض کے خوف نجانے ذوق سے سچی بھوک تاخیر سے خوب ہو اور اچھی طرح سے ہضم ہو بغیر نقصان کے یعنی خشم عارضی سے طبیعت جلدی کرتی ہی انتقام مین کہ خشم جاتا نہ رہے اور خشم اصلی مین یہ باتی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [3] مارے مجکو آپ نے شعر تو مجکو اسواسطے دفع بلا کو رخنہ بند کر کہ جو تجکو دکھا ہی تاکہ اس رخنہ سے نہ بلا آئے اسکے سوا رخنہ بہت قضا کھتی ہی علاج دافع بلا کب ستم ہی بلکہ احسان و عفو و کرم علاج ہی کہا ترجمہ کہ صدقہ رد کرتا ہی بلا کو سوا مرض تیرے کو صدقہ ہی ای فتی مارتا درویش کو صدقہ نہین ہی اور اندھا چشم حلم اندیش کو شاہ نے کہا کہ خیر نیک تمے ہو ولیکن جو خیر کرے اسکی جا بہ اسکے مثال شطرنج مین ہی شاہ کی جا پر رخ رکھے ... بیان ہے فافہم ۱۲

تا از آن رخنه برون ناید بلا غیر آن رخنه بسے دارد قضا
چارهٔ دفع بلا نبود ستم چارهٔ احسان باشد وعفو وکرم
گفت الصدقة ترد للبلا داد مرضاک بصدقه یافتی
صدقه نبود سوختن درویش را کور کردن چشم حلم اندیش را
گفت شه نیکوست خیر وموقعش لیک چون خیرے کنی در موضعش
موضع شه رخ نهی ویرانی است موضع شه پیل هم نادانی ست
در شریعت هم عطا هم زجر هست شاه را صدر و فرس را درگه است
عدل چه بود وضع اندر موضعش ظلم چه بود وضع در ناموقعش
عدل چه بود آب ده اشجار را ظلم چه بود آب دادن خار را
نیست باطل هرچه یزدان آفرید از غضب وز حلم وز نصح ومکید
خیر مطلق نیست زینها هیچ چیز شر مطلق نیست زینها هیچ نیز
نفع وضر هر یکی از موضعی است علم ازین رو واجب است ونافع است
اے بسا زجرے که بر مسکین رود در ثواب از نان وحلوی به بود
زانکه حلوا گرمی وصفرا کند سیلیش از خبث مستنقا کند
سیلیش در وقت بر مسکین بزن که رهاند آتش از گردن زدن
زخم در معنی فتد بر خوے خود چوب بر گرد او فتد نے بر نمد
بزم وزندان ست هر بهرام را بزم مخلص را وزندان خام را
شق باید ریش را مرهم کنی چرک را در ریش مستحکم کنی
تا خورد مر گوشت را در زیر آن نیم سودی باشد و پنجه زیان
از لقت آن اندرش ویران شود چرک ناگه درمیان پنهان شود

تاکہ اس رخنہ سے نے آئے بلا اُس سوا رخنے بہت رکھے قضا
چارۂ دفع بلا کب ہو ستم چارہ ہو احسان اور عفو وکرم
بولا الصدقة ترد للبلا داد مرضاک بصدقه یافتی
نے ہے صدقہ مارنا درویش کو اندھا کرنا چشم حلم اندیش کو
شاہ بولا خیر ہے بس نیک تر پر کرے جو خیر اسکی جاے پر
شہ کی جا پر رخ رکھے ویرانی ہے شہ کی جا پر پیل بھی نادان رکھے
شرع[1] مین ہی جود اور تنبیہ جو تخت شہ کو اور رکھے در اسپ کو
عدل کیا ہے خرچ کرنا جائے پے ظلم کیا ہی خرچ کرنا بے جگھے
عدل کیا ہی دینا آب اشجار کو ظلم کیا ہے آب دینا خار کو
نے ہی باطل حق نے جو پیدا کیا حلم وغصہ اور نصیحت اور دغا
نے انھون سے خیر مطلق کوئی شے نے اُنھون سے شر مطلق کوئی ہے
نفع وضر ہر ایک کا ہی جاے پے علم واجب ہی ونافع اس لئے
اے[2] ستم اکثر کہ ہو مسکین پے نفع مین بہتر ہے حلوے نان سے
کیونکہ حلوا گرمی اور صفرا کرے پاک کے تھپڑ اُس کو دی ناپاک سے
مار تھپڑ اُس گھڑی مسکین کے کہ چھڑائے جان اسکی قتل سے
خوی بد پر زخم معنی مین پڑے گرد پے ڈنڈا پڑے نمدے پے نے
بزم وزندان رکھے ہر شاہ نکو بزم دے مخلص کو زندان خام کو
زخم کو چیر اُلٹا تو مرہم رکھے اُس کے اندر ریٹ کو محکم کرے
نیچے اُس کے کھائے وہ تا گوشت ہی ہو بہت نقصان نفع تھوڑا ہو
زخم اندر اسکے تیزی سے سڑے ریٹ ناگہ درمیان اُسکے چھپے

[1] شرع مین الخ ۶ شعر جو شرع مین جود اور تنبیہ ہے تخت شاہ اور گاہ اسپ کو ہے عدل کیا ہی خرچ کرنا جا پر اور ظلم کیا ہے خرچ کرنا بے جگہ عدل کیا ہے آب دینا درخت کو ظلم کیا ہے آب دینا خار کو جو حق نے پیدا کیا وہ باطل نہین ہے حلم وغصہ ونصیحت ودغا انھون مین سے کوئی چیز مطلق ہے اور نہ انھون سے کوئی شر مطلق ہے نفع وضرر ہر ایک کا جگہ پر ہے اس واسطے علم واجب ونافع ہے یعنی عدل وظلم ایک صورت پر ہی مگر دونون مین اتنا فرق ہی کہ ہر شے کو اپنی جگہ پر خرچ کرنا عدل ہے اور بے جگہ خرچ کرنا ظلم ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] اے ستم اکثر آلخ ۸ شعر اے ستم کہ اکثر مسکین پر ہو نفع مین بہتر ہے حلوا ونان سے کیونکہ حلوا گرمی وصفرا کرے اور تھپڑ اسکو پاکی دے کہ اسکی جان چھوڑائے قتل سے آگے اس کی مثال ہے معنی مین زخم ہووے بد پر پڑے اور گرد پر ڈنڈا پڑے نمدے پر نہین محفل وزندان ہر ایک شاہ رکھتا ہے کہ مخلص کو محفل وخام کو زندان دیتا ہے زخم کو چیرنا چاہیے تو اُلٹا مرہم رکھتا ہے اور اس کے اندر ریٹ کو محکم کرتا ہے تا گوشت کو وہ اسکے نیچے کھائے اور بہت نقصان وتھوڑا نفع ہو اسکے اندر زخم تیزی سے سڑے اور ریٹ ناگاہ اسکے درمیان سڑے یعنی بعضے جا پر ستم حلوا دینے سے بہتر ہوتا ہے کیونکہ وہ ستم اسپر نہین ہی بلکہ اسکی خوے بد پر ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

جلال الدین زرگر ولد عبدالخالق زرگر
زینہ کدل گاڈہ ...

گفت دلقک من نمیگویم گذار	لیک می گویم تحری پیش آر	بولا دلقک نے کہوں مین چھوڑ تو[١]	پر مین کہتا ہون کہ تو کر فکر تو
این رہ صبر و تانی را مبند	صبر کن اندیشہ می کن روز چند	بند مت کر راہ صبر اور ڈھیل کو	تھوڑے دن کو فکر اور کر صبر تو
در تانی بر یقینی بر زنی	گوشمال من بایقا نے کنی	کہ تامل مین یقین ہووے تجھے	تا یقین سے گوشمالی دے مجھے
در روش مپشی مکبا خود چرا	چونکہ می شاید شدن بر استوا	راہ مین مپشی مکبا کس لئے	جو برابر راہ مین تو چل سکے
مشورت کن با گروہ صالحان	بر پیمبر امر شاورہم بدان	مشورہ کر با گروہ با صالحان	مصطفے پر امر شاورہم کو جان
امرہم شوری برای این بود	کز تشاور سہو و کژ کمتر شود	امرہم شوری ہوا ہے اس لئے	کہ کجی اور سہو کم شوری سے ہے
کاین خردہا چون مصابیح انورست	بیست مصابیح از یکی روشن ترست	[٢]چون چراغ روشن اک عقل ہے	بیس روشن ہون چراغ اک ایک سے
بو کہ مصباحی فتد اندر میان	مشتعل گشتہ ز نور آسمان	ہے یقین آئے چراغ اک درمیان	ہووے روشن نور سے بس آسمان
غیرت حق پردہ انگیختست	سفلی و علوی بہم آمیختست	ڈالا پردہ غیرت اللہ نے	سفلی و علوی بہم شامل ہوے
گفت سیروا می طلب اندر جہان	بخت و روزی را ہمی کن امتحان	بولا سیروا کر طلب اندر جہان	بخت اور روزی کو کر تو امتحان
در مجالس می طلب اندر عقول	آنچنان عقلی کہ بود اندر رسول	مجلسون مین کر طلب اندر عقول	عقل ایسی جو کہ رکھتے تھے رسول
زانکہ میراث از رسول آن است بس	کو ببیند غیبہا از پیش و پس	کیونکہ میراث اب نبی کی وہ ہے بس	کہ وہ دیکھے غیب از رہ پیش و پس
در بصرہا می طلب ہم آن بصر	کہ نتابد وصف آن این مختصر	[٣]کر بصرہا مین طلب تو وہ بصر	کہ نہ وصف اسکا رکھے یہ مختصر
بہر آن کردست منع آن شکوہ	از ترہب و ز شدن خلوت بکوہ	اس لئے منع کیا اس شاہ نے	خلوت گہ اور ترہب کے لئے
تا نہ گردد فوت این نوع التقا	کہ نظر بخت است و اکسیر بقا	تا نہ صحبت ایسی ہو فوت و فنا	کہ نظر ہے بخت و اکسیر بقا
در میان صالحان یک اصلحی ست	بر سر توقیعش از سلطان صحی ست	صالحون کے درمیان ہے صلح ایک	صاد شاہی اسکے ہے فرمان پے ایک
کان دعا شد با اجابت مقترن	کفو او نبود کبار انس و جن	کہ دعا اسکی اجابت کو رکھے	کفو اسکے نے ہے جن و انس سے

[١] بولا دلقک الخ ٦ شعر دلقک نے کہا کہ مین نہین کہتا ہون کہ تو چھوڑ دے لیکن مین کہتا ہون کہ تو فکر کر راہ صبر و ڈھیل کو بند مت کر تھوڑے دن تو صبر و فکر کر کہ تامل مین تجھے یقین ہوے تا یقین سے مجکو گوشمالی دیوے راہ مین تجھے مپشی مکبا کس واسطے ہے جو راہ مین تو برابر چل سکے گروہ صالحون سے تو مشورہ کر مصطفے صلعم پر امر شاورہم کو جان اسواسطے امرہم مشہور ہوا ہے کہ مشورے سے کجی و سہو کم ہے یعنی ہر امر مین مشورہ کرنا چاہیئے کہ کجی اور سہو سے بچے آگے اس کا بیان ہے فافہم ١٢ [٢] چون چراغ الخ ٦ شعر یہ عقل چراغ روشن کے مانند ہے کہ بیس چراغ روشن ہون اس ایک سے یقین ہے کہ ایک درمیان آسکے اور اس کے نور سے آسمان روشن ہووے غیرت اللہ نے پردہ ڈالا سفلی و علوی باہم مل گئے کہا کہ ترجمہ سیر کرو تم جہان مین طلب کرو اور بخت و روزی کو امتحان کر محفلون مین طلب کر اندر عقل کے ایسی عقل کہ رسول مقبول صلعم رکھتے تھے کیونکہ اب میراث نبی کی وہ ہے کہ وہ غیب کو پیش و پس دیکھے یعنی عقل میراث انبیا کی ہے پس تو اس عقل کو حاصل کر کہ وہ غیب تجھ پر ظاہر ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ١٢ [٣] کر بصرہا مین الخ ٦ شعر بصرہا مین تو وہ بصر طلب کر کہ وصف اسکا یہ مختصر نہ رکھے اس شاہ نے اس واسطے منع کیا ہے خلوت کوہ اور ترہب کے واسطے تا ایسی صحبت موت و فنا نہ ہو کہ نظر بخت و اکسیر بقا رکھے صالحون کے درمیان ایک صلح ہے کہ صاد شاہی اس کے فرمان پر ہے کہ اس کی دعا اجابت کو رکھتی ہے اور جن و انس ہے اسکی کفو نہیں ہے ان کے حلق مین حلوا ترش ہے کہ ان کافرون کی صحبت حق کے آگے باطل ہے یعنی صحبت اولیاء اللہ سے تو بصارت حاصل کر کہ چشم معنی تیری روشن ہو آگے قول حق تعالی کا ہے فافہم ١٢

در مری اش آنکه حلوا ها مضرست	حجت ایشان بر حق داحض است	حلق مین اُنکے وہ حلوا ترش ہے	حجت اُنکی پیش حق داحض ہے
گرچه ما او را بخود افراشتیم	عذر حجت از میان برداشتیم	گرچه ہمنے[۱۵] اُسکو خود اعلیٰ کیا	ضد و حجت درمیان سے کھو…
قبله را چون کرد دست حق عیان	پس تحری بعد ازان مردود دان	دست حق نے جو کیا قبلہ عیان	پھر تحری کو تو بس مردود جان
هین بگردان از تحری رو و سر	که پدید آمد معاد و مستقر	پھر تحری سے تو سر کو پھیر لے	کہ ہوا ظاہر ہے قبلہ جان کے
یکزمان زین قبله گر ذاهل شوی	سخرهٔ هر قبلهٔ باطل شوی	دم بھر اس قبلہ سے گر غافل ہو تو	پس مطیع قبلۂ باطل ہو تو
چون شوی تمییزده را ناسپاس	بجهد از تو خطرهٔ قبله سپاس	جو تو ہو تمیز دہ کا ناسپاس	تجھ سے نکلین خطرۂ قبلہ شناس
گر ازین انبار خواهی بر و بر	نیم ساعت روز همدردان مبر	گر تو اس انبار سے چاہے ثمر	مت ہو ہمدردون سے دم بھر دور تر
کاندر آن دم که ببری زان معین	مبتلا گردی تو با بئس القرین	اُس گھڑی کہ تو کرے ترک معین	مبتلا تو ہووے با بئس القرین

قصهٔ تعلق موش با چغز و بستن پای خود بر پای او و صید کردن زاغ ایشان را

قصہ تعلق موش کا ساتھ مینڈک کے اور باندھنا اپنے پانون کو اُسکے پانون سے اور شکار کرنا زاغ کا اُن کو

از قضا موشی و چغزی باوفا	بر لب جو گشته بودند آشنا	اتفاقاً[۱۶] موش و مینڈک آب کا	نہر پر باہم ہوئے تھے آشنا
هر دو تن مربوط میعادی شدند	هر صباحی جمع یک جا آمدند	وقت دونون نے مقرر کر لیا	ہر سحر ہوتے تھے جمع ایک جا
نرد دل با همدگر می باختند	وز وساوس سینه می پرداختند	نرد دل کی کھیلتے آپس مین تھے	سینہ خالی کرتے وہ وسواس تھے
هر دو را دل از تلاقی متسع	همدگر را قصه خوان و مستمع	دل ملاقاتون سے دونونکا خوشی	کہتے سنتے قصے آپس مین کبھی
راز گویان با زبان و بی زبان	الجماعة رحمة تاویل دان	راز کہتے بازبان بے زبان	الجماعة رحمة تاویل جان
آن اشر چون جفت آن شاد آمدی	پنج ساله قصه اش یاد آمدی	موش ہوتا اُسکے ملنے سے جو شاد	پنج سالہ قصے بس کرتا وہ یاد

۱۵ گرچه ہم نے الخ ۷ شعر اگرچه ہم نے اس کو اعلیٰ کیا اور ضد و حجت کو درمیان سے کھو دیا جو دست حق نے قبلہ عیان کیا پھر تحری کو تو مردود جان پھر تحری سے تو سر کو پھیر لے کہ قبلہ ظاہر ہوا ہے اگر دم بھر اس قبلہ سے تو غافل ہو تو مطیع قبلہ باطل کا ہو جو تو تمیز دینے والے کا ناسپاس ہو تو تجھ سے خطرہ قبلہ شناس نکلین اگر تو اس انبار سے ثمر چاہے تو مت ہمراہیون سے دم بھر دور ہو اس دم کہ تو ترک معین کرے پس تو مبتلا ہو وے ساتھ بد مصاحب کے یعنی جب کہ تجھ کو مرشد حاصل ہوا اُس دم تو تحری دلیل سے سر کو پھیرے اور ان کی صحبت کو غنیمت جان کہ مصاحب آفت جان ہے آگے مصاحب بد کا حال مینڈک و موش کی مثال مین بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۱۶ اتفاقاً الخ ۶ شعر اتفاقاً موش و مینڈک پانی کا نہر پر باہم آشنا ہوئے تھے دونون نے وقت مقررہ پر صبح ایک جا جمع ہوتے تھے اور نرد دل آپس مین کھیلتے تھے اور سینہ خالی کرتے تھے وسواس سے دونون کا حال ملاقات سے خوشی تھا اور کبھی قصہ آپس مین کہتے و سنتے تھے زبان بے زبانی سے راز کہتے ترجمہ ضرور کہ جماعت رحمت ہے تاویل جان لے موش اس کے ملنے سے خوش ہوتا قصہ پنج سالہ وہ یاد کرتا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

جوش نطق از دل نشان دوستی ست	بستگی نطق از بے الفتی ست	جوش نطق ہو اک نشان دوستی	بند ہونا نطق کا بے الفتی
دل کہ دلبر دید کے ماند ترش	بلبلے گل دید کے ماند خمش	دل کو دلبر دیکھے کب ہووے ترش	گل کو بلبل دیکھے کب رہوے خمش
ماہی بریان ز آسیب خضر	زندہ گشت و سوی دریا شد مقر	ماہی بریان حضر کے سایہ سے	زندہ ہو کر بھاگے جانب بحر کے
یار چون با یار خوش بنشستہ شد	صد ہزاران لوح سر دانستہ شد	یار بیٹھے یار کے خوش پاس جو	سیکڑوں اسرار سے آگاہ ہو
لوح محفوظ است پیشانی یار	راز کونینش نماید آشکار	لوح محفوظ اک ہی پیشانی یار	راز کونین اُس سے ہووے آشکار
ہادی راہ است یار اندر قدوم	مصطفے زین گفت اصحابی نجوم	راہ کا ہادی ہی یار اندر قدوم	مصطفے بولے کہ اصحابی نجوم
نجم اندر ریگ و دریا رہنماست	چشم اندر نجم نہ کو مقتداست	بحر و ریگستان میں انجم رہنما	دیکھتا انجم کو کہ وہ ہے مقتدا
چشم را با روی او مید ارجعت	گرد منگیزان ز راہ بحث و گفت	آشنا کر آنکھ اُس کے روسے تو	مت اُٹھا حجت سے گرد راہ کو
زان کہ گرد نجم پنہان زان غبار	چشم بہتر از زبان با عثار	کیونکہ پنہان گرد ہو اُس نجم سے	چشم بہتر ہے زبان سے جان لے
تا بگوید زانکہ وحیش شعار	کان نشاند گرد ننگیزد غبار	تا کہے وہ وحی ہے جسکے شعار	گر بٹھائے گرد اُٹھائے نے غبار
چون شد آدم مظہر وحی و داد	ناطقہ او علم الاسماء کشاد	پس ہوئے آدم جو مظہر وحی کے	علم الاسما کہا نطق انکی نے
نام ہر چیزے چنانکہ ہست آن	از صحیفہ دل روی گشتش زبان	نام ہر شے کہہ دی جس طور سے	بس زبان راوی صحیفہ دل ہے
فاش میگفتی زبان از رویتش	جملہ را خاصیت و ماہیتش	کہتی ظاہر اسکی رویت سے نہان	سبکی خاصیت و ماہیت عیان
آنچنان نامے کہ اشیا را سزد	نے چنانکہ حیز را خواند اسد	نام ایسا کہ وہ لائق شے کے ہو	ایسا نے کہ کہوے شیر اک حیز کو
نوح نہصد سالہ در راہِ سوی	بود ہر روزیش تذکیر نوی	اور برابر سال نو سو نوح نے	ذکر اک ہر دن کیا نو طرز سے
لعل او تازہ ز یاقوت القلوب	نے رسالہ خواند نے قوت القلوب	تازہ لعل اُنکا بیا قوت القلوب	نے رسالہ دیکھا نے قوت القلوب
وعظ را ناموختہ ہیچ از شروح	بلکہ ینبوع کشوف و شرح روح	وعظ نے سیکھا کسی اک شرح سے	کھل گئے بل چشمے شرح روح کے

سطر ۵۱ جوش نطق آخ ۶ شعر جوش نطق اک نشان دوستی ہے اور نطق کا بند ہونا بے الفتی ہے آگے اس کی مثال ہے دل کو دلبر دیکھے تو کب ترش ہووے گل کو بلبل دیکھے کب خاموش ہووے ماہی بریان حضر کے سایہ سے جانب بحر کے زندہ ہو کر بھاگے جو یار پاس یار کے بیٹھے سیکڑوں اسرار سے آگاہ ہووے لوح محفوظ پیشانی یار ہے کہ راز کونین اس سے ظاہر ہووے کہ یار رہنمائی میں ہادی راہ ہے مصطفے صلعم نے فرمایا ترجمہ کہ اصحاب میرے ستارے ہیں یعنی صحبت مرشد سے اسرار منکشف ہوتے ہیں کہ پیشانی مرشد کی لوح محفوظ ہے پس بقول حضرت رسول مقبول صلعم کل اولیاء اللہ اصحاب نجوم ہیں آگے اس کا بیان ہے فافہم ۵۲ بحر و ریگستان آخ ۶ شعر ستارے ریگستان میں رہنما ہیں انجم کو دیکھ کہ وہ مقتدا ہیں تو آنکھ کو انکے روسے آشنا کر اور حجت سے گرد راہ کو مت اٹھا کیونکہ ستارہ اس گرد سے پنہان ہو چشم بہتر ہے زبان سے تا وہ کہے کہ وحی جسکی شعار ہو گر بٹھائے اور غبار نہ اٹھائے جو آدم مظہر وحی کے ہوئے انکی نطق نے علم الاسماء کہا ہر ایک شے کا نام جس طور سے ہو زبان راوی صحیفہ دل سے ہو یعنی اولیاء اللہ سے تو اپنی آنکھ کو آشنا کر اور دلیل اور حجت کو درمیان لا کہ بلاغ انکی دید کا ہو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ کہتی ظاہر آخ ۶ شعر زبان اس کی رویت سے ظاہر سب کی خاصیت و ماہیت عیان ایسا نام کہ وہ لائق شے کے ہو اور ایسا نام نہیں کہ ایک چیز کو شیر کہوے چنانچہ نوح عم نے نوسو برس ہر روز ایک ذکر کیا نئے طرز سے اُن کا لعل تازہ ہے روشنی دینے والوں سے اور نہ رسالہ دیکھا علم لدنی کا نہ وعظ سیکھا کسی ایک شرح کی بلکہ چشمے شرح کے کھل گئے اسی سے جو کوئی رسم کھائے تو گونگے سے آپ نطق جوش کرے یعنی جبکہ دل بینی سے دل روشن ہوتا ہے تو عارف خود بخود وہ باتیں بے سیکھے بیان کرتا ہے کہ کسی کی عقل میں نہیں آتی ہیں آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

زان می کان مے چو نوشیدہ شود — آب نطق از گنگ جوشیدہ شود
طفل نوزادہ شود حبر و فصیح — حکمت بالغ بخواند چون مسیح
از کہے کہ یافت زان می خوش لبی — صد غزل آموخت داؤد نبی
جملہ مرغان ترک کردہ چیک چیک — ہم زبان و یار داؤد ملیک
چہ عجب گر مرغ گردد مست او — چون شنید آہن صدای دست او
صرصرے بر عاد قتالی شدہ — مر سلیمان را چو حمالی شدہ
صرصرے می برد بر سر تخت شاہ — ہر صباح و ہر مسا یک سالہ راہ
ہم شدہ حمال و ہم جاسوس او — گفت غائب را کنان محسوس او
باد چون گفتار غائب یافتی — سوی گوش آن ملک بشتافتی
کہ فلانی اینچنین گفت آن زمان — ای سلیمان شہ صاحب قران
این سخن حدی ندارد گفت موش — چغز را روزی کہ ای مصباح ہوش

کھائے اُس مے سے جو کوئی شخص مے — آب نطق اک جوش گونگے سے کرے
[1] طفل نوزادہ ہو دانا اور فصیح — حکمت بالغ کہے مثل مسیح
کوہ سے کہ گویا اُس سے وہ ہے — سو غزل سیکھی نبی داؤد نے
چیخنا بس چھوڑا جملہ مرغ نے — ہمزبان داؤد مرسل کے ہوئے
کیا عجب گر مرغ اُس سے مست ہو — جو سنے آہن نے بانگ دست کو
باد قوم عاد پر قاتل ہوئی — اور سلیمان کی وہ اک حامل ہوئی
[2] باد لیجاتی تھی سر پر تخت شاہ — ہر سحر ہر شام کو اک سالہ راہ
ہوئی وہ حامل اُنکی اور جاسوس تھی — اور خبر بھی غیب کی محسوس کی
باد جو پاتی خبر بس غیب سے — کان تک پہونچاتی وہ اُس شاہ کے
کہ کہا ایسا فلان نے اُس زمان — اے سلیمان شہ صاحب قران
بات یہ بیحد ہے مینڈک کو کہا — موش نے اک دن کہ ای صاحب ولا

تدبیر موش با چغز کہ میان ما وسیلتے باید کہ بوقت حاجت ہمی توانم بر تو آمدن و سخن گفتن

تدبیر کرنا موش کی ساتھ مینڈک کے کہ ہمارے درمیان مین ایک واسطہ چاہیئے کہ وقت حاجت کے مین تیرے پاس نہین آسکتا ہون نہ بات کر سکتا ہون

وقتہا خواہم کہ گویم با تو راز — تو درون آب داری ترکتاز
بر لب جو من ترا نعرہ زنان — نشنوی در آب بانگ عاشقان
من بدین وقت معین ای دلیر — می نگردم از ملاقات تو سیر

[3] راز کہنا تجھسے چاہون وقت پے — اور تو رہتا ہے اندر آب کے
مین لب جو پر پکارون ہون تجھے — آب مین تو بانگ عاشق نے سُنے
اس مقرر وقت مین اب ای دلیر — مین نہ ہوتا ہون ترے ملنے سے سیر

ف۱ طفل نوزادہ الخ ۵ شعر طفل نوزادہ فصیح اور دانا ہو وے اور حکمت بالغ مثل مسیح کے۔ کہ کوہ سے کہ وہ اس مین سے گویا ہے سو غزل داؤد نبی نے سیکھی جملہ مرغ نے چیخنا چھوڑا اور ہمزبان داؤد مرسل کے ہوئے کیا تعجب ہے کہ اُس سے اگر مرغ مست ہو کہ جو سنے آہن نے بانگ دست کو باد قوم عاد پر قاتل ہوئی اور وہ سلیمان عم کی ایک حامل ہوئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۲ باد الخ ۵ شعر باد سر پر لیجاتی تھی تخت شاہ کو ہر سحر و شام کو ایک برس کی راہ وہ ان کی حامل ہوئی و جاسوس بھی اور خبر غیب سے وہ اس شاہ کے کان تک پہونچاسکے کہ فلان نے اس وقت ایسا کہا اے سلیمان شاہ صاحب قران یہ بات بیحد ہے مینڈک کو کہا موش نے ایک دن اے صاحب ولا یعنی شراب معرفت جس کو حاصل ہو تمام اشیاے جہان اُس کے تابع ہو آگے موش و مینڈک کا بیان ہے فافہم ۱۲
ف۳ راز کہنا الخ ۳ شعر تجھ سے راز کہنا چاہتا ہون وقت پر اور تو رہتا ہے اندر آب کے مین لب جو پر پکارتا ہون تجھ کو تو آب مین عاشق کی آواز نہین سنتا ہے اس مقرر وقت مین تیرے ملنے سے مین سیر نہین ہوتا ہون آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

پنج وقت آمد نماز ای رہنمون — عاشقانرا فی صلوٰة دائمون
نے به پنج آرام گیرد آن خمار — کاندرین سرہاست نی پانصد ہزار
نیست زرغبا طریق عاشقان — سخت مستسقی ست جان صادقان
نیست زرغبا طریق ماہیان — زانکه بے دریا ندارد انس جان
آب این دریا که ہائل بقعه ایست — با خمار ماہیان یک جرعه ایست
یکدم ہجران بر عاشق چو سال — وصل سال متصل پیشش خیال
عشق مستسقی ست مستسقی طلب — در پے ہم این و آن چون روز و شب
روز بر شب عاشق ست و مضطر است — چون ببینی شب برو عاشق تر است
نیستشان از گفتگو پروای ایست — از پے ہم شان یکی دم ایست نیست
این گرفته پائے آن آن گوش این — این بر آن مدہوش و آن بیہوش این
در دل معشوق جمله عاشق است — در دل عذرا ہمیشه وامق است
در دل عاشق بجز معشوق نیست — در میانشان فارق و مفروق نیست
بر یکی اشتر بود این دو درا — پس چه زرغبا بگنجد این دو را
ہیچکس با خویش زرغبا نمود — ہیچکس با خود به نوبت یار بود
آن یکیی نه که عقلش فہم کرد — فہم این موقوف شد بر مرگ مرد
جز مگر مردے که پیش از مرگ مرد — رخت ہستی را بسوی یار برد
ور بعقل ادراک این ممکن بدے — قہر نفس از بہر چه واجب شدے
با چنان رحمت که دارد شاہ ہش — بے ضرورت چون بگوید نفس کش

پانچ وقت آئی نماز اے رہنمون — عاشقونکو فی صلوٰة دائمون
پانچ پر آرام کب عاشق کو ہی — بھید اسمین ہے نہ پانصد لاکھ ہے
کب ہے زرغبا طریق عاشقان — سخت مستسقی ہے جان صادقان
کب ہے زرغبا طریق ماہیان — کیونکہ بے دریا نہ رکھین انس جان
آب دریا کا ڈرائے سبکو یان — پر ہے اک جرعہ خمار ماہیان
ہجر دم بھر عاشقون کو مثل سال — سال بھر کا وصل انکو اک خیال
عشق مستسقی ہے مستسقی طلب — اسکے آگے در پے جون روز و شب
شب پے عاشق روز ہے اور مبتلا — جو تو دیکھے دن پہ عاشق شب سوا
گفتگو سے نے وہ چاہین ٹھہرنا — ٹھہرنا اُنکو نہ اکدم ہے روا
اُسنے پکڑا پاؤن اُسنے اسکا گوش — اُسکو ہوش اس سے نہ اسکو اس سے ہوش
دلمین سب معشوق کے عاشق بسے — دل مین عذرا کے سدا وامق ہی بسے
دل مین عاشق کے بجز معشوق نے — اُسکے اندر فارق و مفروق نے
اک شتر پر بجتے دو گھنٹے ہین اب — کیسے زرغبا سمائے دو مین اب
کوئی اپنے سے بھی زرغبا کرے — کوئی خود سے وقت پر یاری رکھے
ایسی ایکی نے کہ جانے عقل اُسے — جاننا موقوف اس کا مرگ پے
جانے وہ کہ پہلے مرنے سے مرا — یار کی سو رخت ہستی لے گیا
ہوتا ممکن جاننا گر عقل سے — ہوتا قہر نفس واجب کس لئے
باوجود اس رحم کے وہ شہریار — بے ضرورت کہتے کیونکر نفس مار

۵۱ پنج وقت الخ ۱۰ شعر نماز پانچ وقت آئی ہے اور ان کی اور عاشقونکی نماز ہمیشگی کی ہے ترجمہ نماز ہمیشہ ہے پانچ وقت پر عاشق کو آرام کب ہے اسمین بھید ہے نہ پانچسو نہ لاکھ کے زرغبا کب طریق ماہیون کا ہے کیونکہ بے دریا کے انس و جان نہ رکھین آب دریا کہ سب کو یہان ڈراتا ہے ولیکن ایک جرعہ خمار ماہیون کا ہے دم بھر کا ہجر عاشقونکو مثل سال کے اور سال بھر کا وصل انکو ایک خیال ہے یعنی نماز پانچ وقت کی اورون کی اور عاشقون کی نماز ہمیشگی کی ہے کیونکہ نماز وصال یار ہے پس عاشق وصال یار سے دوری کب گوارہ کرتا ہے اسواسطے ہر دم نماز مین رہتا ہے زرغبا اورون کے واسطے ہے عاشق کے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ عشق مستسقی الخ ۵ شعر عشق مستسقی ہے اور مستسقی طلب ہے کہ در پے اُس کے مانند رات دن کے شب پر عاشق روز ہے اور مبتلا ہے جو دیکھے تو دن پر شب عاشق سوا ہے گفتگو سے پر نہین چاہتے ہین ٹھہرنا کہ انکو ٹھہرنا ایک دم روا نہین ہے اُس نے پاؤن پکڑا اور اس نے اسکا گوش اسکو ہوش اس سے نہ اسکو ہوش اس سے سب معشوق کے دل مین عاشق ہے اور دل مین عذرا کے سدا وامق ہے یعنی عاشق و معشوق دونون کو خواہش ایک دوسرے کی ہے کہ ایک دوسرے کے در پے ہے مانند رات دن کے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ دل مین عاشق کے الخ ۲ شعر دل مین عاشق کے بجز معشوق کے نہین اور اس کے اندر فارق و مفروق نہین آگے مثال ہے ایک شتر پر دو گھنٹے بجتے ہین زرغبا جیسے دو مین سمائے کوئی خود سے زرغبا کرے اور کوئی خود سے وقت پہ یاری رکھے ایسی اکائی نہین ہے کہ عقل اُسے جانے اسکا جاننا موقوف مرگ پر ہے وہ جانے کہ جو پہلے مرنے سے مرا اور یار کی طرف رخت ہستی کی لیگیا اگر عقل سے جاننا ممکن ہوتا نفس پر قہر واجب کس واسطے ہوتا باوجود اس رحم کے وہ شہریار بے ضرورت کیون کہتے کہ نفس کو یعنی عاشق و معشوق مین ایسی یگانگی ہے کہ عقل اسکو نہین جان سکتی ہے اگر جاننا عقل سے ممکن ہوتا تو نفس پر قہر کس واسطے واجب ہوتا اور جناب رسول مقبول صلعم کیون نفس کشی کو فرماتے آگے موت کی خوشامد کا بیان ہے فافہم ۱۲

مبالغہ کردن موش در لابہ و زاری در وصلت

گفت اے یار عزیز مہرکار / من ندارم بے رخت یکدم قرار
روز نور و مکسب و تابم توی / شب قرار و راحت خوابم توی
از مروت باشد ار شادم کنی / وقت بیوقت از کرم یادم کنی
در شبا روزی وظیفہ چاشتگاہ / راتبہ کردی وصال ای نیکخواہ
من بدین گفتار قانع نیستم / در ہوا ایست طرفہ انسانیستم
پانصد استسقاستم اندر جگر / با ہر استسقا قرین جوع البقر
بے نیازی از غم من اے امیر / دہ زکات جاہ و بنگر در فقیر
این فقیر بے ادب نادر خورست / لیک لطف عام تو زان برترست
می نجوید لطف عام تو سند / آفتابے بر حدثہا می زند
نور او را زان زیانے نامدہ / آن حدث خشکی ہیزم شدہ
تا حدث در گلخنی شد نور یافت / بر در و دیوار حمامے بتافت
بود آلایش شد آرایش کنون / چون بروی خواند خورشید آن فسون
شمس ہم معدہ زمین را گرم کرد / تا زمین باقی حدثہا را بخورد
جزو خاکی گشت و رست از وی نبات / ہکذا یمحو الالہ السیآت
جزو خاکی گشت و شد اوپر ز نور / ہکذا یغفر لمن یعطی الغفور

مبالغہ کرنا موش کا خوشامد و زاری وصل مین

بولا [۱] اے یار عزیز مہربان / مجکو بے رخ تیرے نہ آرام جان
دن کو نور تاب میری توئی ہے / شب کو راحت خواب میری تو ہی ہے
اب مروت سے مجھے ارشاد کر / وقت بیوقت اب مجھے تو یاد کر
رات اور دن مین وظیفہ صبح کا / وصل سے تو نے مقرر کر دیا
مین نہین قانع ہون اس اکبار سے / ہون فنا خواہش مین اپنی انس سے
رکھے [۲] استسقے بہت میرا جگر / رکھے استسقے ہر اک جوع البقر
غم سے بے پروا ہے تو ای امیر / دے زکات جاہ و دیکھ اندر فقیر
یہ فقیر بے ادب نا اہل ہے / تیرے لطف عام سے برتر ولے
چاہیے مخصوصی ترا کب لطف عام / گندگی پر بھی پڑے خورشید تام
نور خور نے اس سے نے پائی کمی / گندگی وہ خشک ہو ہیزم ہوئی
گندگی گلخن مین جا روشن ہوئی / چمکی در دیوار پے حمام کی
تھی [۳] وہ آلایش اب آرایش ہوئی / اس پے خور نے کی تھی جو افسونگری
گرم معدہ خاک کا خور نے کیا / گندگی باقی کو اُس نے کھا لیا
جزو خاکی ہو اُگے اُس سے نبات / ہکذا یمحو الالہ السیآت
جزو خاکی وہ ہوئی اور پر یہ نور / ہکذا یغفر لمن یعطی الغفور

سلہ بولا اے یار الخ ۵ شعر موش نے کہا کہ اے یار عزیز مہربان مجکو بے رخ تیرے آرام جان نہین ہے دن کو نور اور تاب میری تو ہی ہے اور شب کو راحت و خواب میری تو ہی ہے اب مروت سے مجھے ارشاد کر وقت بے وقت اب مجھے تو یاد کر رات دن مین وظیفہ صبح کا وصل تو نے مقرر کر دیا مین قانع نہین ہون اس ایک بار سے مین تیرے انس کی خواہش مین فنا ہون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ رکھے استسقا الخ ۶ شعر میرا جگر بہت استسقا رکھتا ہے اور ہر ایک استسقا جوع البقر رکھتا ہے ای امیر تو میرے غم سے بے پرواہ ہے زکوٰۃ جاہ کی دے اور اندر فقر کے دیکھ یہ فقیر بے ادب و نا اہل ہے ولیکن تیرے لطف عام سے برتر ہے تیرا لطف عام کب مخصوصی چاہے کہ گندگی پر بھی خورشید تمام پڑتا ہے نور خورشید نے اُس سے کمی نہ پائی وہ گندگی خشک ہو کے ہیزم ہو کے گندگی گلخن مین جا کر روشن ہو اور در و دیوار حمام پر چمکے یعنی لطف عام مرشد کا خصوصیت نہین رکھتا ہے تمام پر برابر لطف ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ تھی وہ آلایش الخ ۸ شعر وہ آلایش تھی اب آرائش ہوئی ہے خورشید نے اسیر افسون گری کی خورشید نے گرم معدہ کو خاک کیا اور باقی گندگی کو اُس نے کھا لیا جزو خاکی ہو کر اُس سے نبات اُگی ترجمہ اس طرح بدل دیتا ہے اللہ تعالیٰ گناہون کو وہ جزو خاکی ہوئی اور پر نور ترجمہ اس طرح بخشتا ہے واسطے اُس کے عطا کرتا ہے بخشش یہ گندگی کو کرے کہ جو بدتر ہے کہ نبات و نرگس و نسترین کہے مناسب ادا کرے اُسے حظ کیا بخشے اندر جزا کے جو وہ ایسے خلعت خبیثون کو دے تو خوبیان کیا کچھ وہ لطیفون کو دے وہ خدا انکو دے ترجمہ کہ نہین دیکھا میری آنکھ نے نہ زبان پر آئے اور نہ اندر لغت کے یعنی شمس مرشد دل پر آلائش کو آرائش دیتا ہے اور سرسبز کر دیتا ہے آگے اسکی مناجات ہے فافہم ۱۲

بلحدث کان بدتر نیست این کند　　کش نبات و نرگس و نسرین کند
تا بہ نسرین مناسک در وفا　　حق چہ بخشد در جزا و در عطا
چون خبیثان را چنین خلعت دہد　　طیبین را تا چہ بخشد در رسد
آن دہد حق شان کہ لا عین رأت　　کہ نگنجد در زبان و در لغت
ما کییم این را بیان کن یار من　　روز من روشن کن از خلق حسن
منگر اندر زشتی و مکروہیم　　کہ ز پر زہری چو مار کوہیم
ای کہ من زشت و خصالم نیز زشت　　چون شوم گل چون مرا او خار کشت
نوبہار احسن گل دہ خار را　　زینت طاؤس دہ این مار را
در کمال زشتیم من منتہی　　لطف تو در فضل و در فن منتہی
حاجت این منتہی زان منتہی　　تو برآری غیرت سرو سہی
چون بمیرم فضل تو خواہد گریست　　از کرم گرچہ ز حاجت او بریست
بر سر گورم بسے خواہد نشست　　خواہد او چشم لطیفش اشک بست
نوحہ خواہی کرد بر محرومیم　　چشم خواہی بست از مظلومیم
اندکے از لطفہا اکنون بکن　　حلقہ در گوش من کن زین سخن
آنچہ خواہی گفت تو با خاک من　　بر فشان بر مدرک غمناک من
دستگیرم در چنین بیچارگی　　شاد گردانم دران غمخوارگی

گندگی کو یہ کرے بدتر جو ہے　　کہ نبات و نرگس و نسرین کرے
تا مناسک جو کرے نسرین ادا　　کیا خدا بخشے اُسے اندر جزا
اپنے خلعت جو خبیثون کو وہ دے　　خوبیان کیا کچھ لطیفونکو وہ دے
وہ خدا دے اُنکو لا عین رأت　　نے زبان پر آئے نے اندر لغت
کون ہون مین تو بیان کر اُس سے　　دنکو روشن جو کرے تو خلق سے
دیکھو مت زشتی و مکروہی مری　　کہ ہون پر زہری سے جون مار کوہی
مین زشت ہون میری خصلت زشت ہے　　کیسے گل ہون خار بویا ہے مجھے
نوبہار حسن گل دے خار کو　　زینت طاؤس دے اس مار کو
زشتی کامل مین ہون مین منتہی　　لطف تیرا فضل و فن مین منتہی
حاجتین اس منتہی کی ای شہا　　جلد تر اُس منتہی سے بر تو لا
جو مرون مین فضل تیرا روئیگا　　گرچہ پاک حاجت سے ہے وہ او رجدا
گور پر میری بہت بیٹھے گا تو　　اشک جاری چشم سے رکھیگا تو
میری محرومی پہ بس تو روئیگا　　میری مظلومی پہ حیران ہوئیگا
تھوڑا ان لفظون سے کر از راہ جوش　　اس سخن سے کر مجھے حلقہ بگوش
تو کہے جو کچھ کہ میری خاک سے　　ڈال میری مدرک غمناک پے
تھام ہاتھ اس عاجزی مین تو مرا　　شاد غمخواری مین کر مجکو سدا

لابہ کردن موش مر چغز را کہ بہانہ میندیش و در امر من تاخیر میندار و فی التاخیر آفات و تمثیل

خوشامد کرنا موش کی مینڈک سے کہ تو بہانہ نہ کر اور میرے کام مین تاخیر مین آفت ہے اور تمثیل

سلہ کون ہون الخ ۶ شعر مین کون ہون تو اسے بیان کر اور دن کو تیرے روشن تو خلق سے کر میری زشتی و مکروہی مت دیکھ کہ پر زہر ہونے سے مانند مار کوہی کے ہون اے مین زشت ہون اور میری خصلت زشت ہے مین کیسے گل ہوؤن کہ مجھے خار بویا ہے تو بہار حسن گل خار کو دے اور زینت طاؤس اس مار کو دے مین اس زشتی کامل مین منتہی ہون اور تیرا لطف فضل اور فن مین منتہی ہے اے شاہ حاجتین اس منتہی کی جلد تر اس منتہی سے بر لا یعنی اس منتہی بدی کی حاجتین ای منتہی لطف اپنے سے بر لا کہ اپنی مراد کو پہونچے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ جو مرون مین الخ ۶ شعر جو مین مرون تیرا فضل روئیگا اگرچہ وہ حاجت سے پاک اور جدا ہے میری گور پر تو بہت بیٹھے گا اور چشم سے تو اشک جاری کریگا تو میری محرومی پر بس روئیگا اور بس مظلومی پر حیران ہوئیگا تھوڑا ان لطفون سے اب از راہ جوش اس سخن سے کر حلقہ بگوش تو جو کچھ میری خاک سے کہے میری مدرک غمناک پر ڈال تو اس عاجزی مین میرا ہاتھ تھام اور غمخواری مین مجکو سدا شاد کر یعنی اے خدا تو مجھ پر لطف و کرم کر عاجزی مین میرا ہاتھ تھام کہ بیکس و ناتوان ہون آگے موش کی خوشامد کا بیان ہے فافہم ۱۲

صوفی را گفت خواجہ سیم پاش	کای قدمہای ترا جانم فراش	سہ۱ بولا اک صوفی کہ اک خواجہ سخی	زیر پا تیرے ہی فرش اب جان مری
یکدرم خواہی تو امروز ای شہم	یا کہ فردا چاشتگاہی سہ درم	اک درم لے آج مجھ سے تو ای شاہ	یا کہ کل تو سہ درم لے صبحگاہ
گفت امروز این درم راضی ترم	کہ دہی امروز فردا صد درم	بولا اک درہم پے راضی تر ہوں میں	آج دے کہ سو درم کل پاؤں مین
سیلی نقد از عطاے نسیہ بہ	یک قفا پشت کشیدم نقد دہ	نقد تھپڑ جود نسیہ سے بھلا	رکھے گردن آگے تیرے نقد لا
خاصہ آن سیلی کہ از دست تو است	ہم قفا ہم سیلیش مست تو است	خاص تھپڑ ہے کہ تیرے دست سے	بھی چپت گردن بھی تجھ سے مست ہے
ہین بیا ای شادی جان جہان	خوش غنیمت دار نقد این زمان	آ تو اے شادی جان جہان	خوش غنیمت رکھ تو یہ نقد زمان
در مدزدان روے ماہ از شبروان	سر مکش زین جوی ای آب روان	سہ۲ مت چرا شبرو سے تو وہ ماہ رو	مت رک ای آب روان اس جو سے تو
تا لب جو خندد ای ماء معین	وز لب جو سر بر آرد یاسمین	تا ہنسے لب جو کا با ماء معین	اور لب جو سے اُگے بس یاسمین
چون ببینی بر لب جو سبزہ مست	پس بدان از دور کاینجا آب ہست	مست سبزہ جو لب جو پر دکھے	دور سے تو جان یان پہ آب ہے
گفت سیماہم وجوہ کردگار	کہ بود غماز باران سبزہ زار	بولا سیماہم وجوہ کردگار	ہوتا ہے غماز باران سبزہ زار
گر ببارد شب نہ بیند ہیچکس	کہ بود در خواب ہر نفس و نفس	شب کو گر برسے نہ دیکھے کوئی کس	خواب مین ہوتا ہے ہر نفس و نفس
تازگی ہر گلستان جمیل	ہست بر باران پنہانے دلیل	تازگی ہر گلستان کی ای عقیل	ہے برسنے آب پہ پنہان دلیل
ای اخی من خاکیم تو آبیی	لیک شاہ رحمت و وہابیی	ای اخی مین خاکی اور آبی ہے تو	لیک شاہ رحم وہابی ہی تو

رجوع بحکایت چغز و موش است — رجوع طرف حکایت مینڈک و موش کے ہی

آنچنان کن از عطا و از کرم	کہ گہ و بیگہ بخدمت می رسم	سہ۳ ایسا کر از راہ عطا و جود کے	کہ مین ہر دم آؤن خدمت مین ترے
بر لب جو من بجان میخوانمت	من نہ بینم از اجابت مرحمت	تجکو جو پر مین بلاتا ہون بجان	مین اجابت سے نہ دیکھون رحم وان
آمدن بر آب بمن بستہ شد	زانکہ ترکیبم ز خاکی رستہ شد	بند آنا آب پر میرا ہوا	کیونکہ میرا خاک سے قالب بنا

سہ۱ بولا الخ ۶ شعر ایک صوفی سے ایک خواجہ سخی نے کہا کہ تیرے زیر پا میری جان فرش ہے آج تو ایک درم مجھسے لے یا کہ کل تو سہ درم صبحکو دے کہا کہ مین ایک درم پر راضی ہون آج دے کہ سو درم کل مین پاؤن پھر نقد جود اُدھار سے بہتر ہے تیرے آگے گردن رکھے کہ نقد لا خاص تھپڑ کہ میرے ہاتھ سے ہے بھی چپت و بھی گردن تجھ سے مست ہے تو آ اے شادی جان جہان اور تو خوش غنیمت رکھ یہ نقد زمان باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سہ۲ مت چرا الخ ۷ شعر وہ ماہ رو شبرو سے مت چرا اور اے آب روان مت رک اس جو سے طالب ہو ہنسی ماء معین سے اور آب جو سے اُگے یاسمین سبزہ مست اب جو دیکھے تو دور سے جان کہ یہان آب ہے کہا سیماہم وجوہ خدا سے کہ سبزہ زار غماز باران ہوتا ہے اگر شب کو برسے اور کوئی نہ دیکھے کہ ہر نفس و نفس خواب ہوتا ہے ہر گلستان کی تازگی برستے آب پہ پوشیدہ دلیل ہے آگے رجوع بقصہ ہے اے اخی مین خاکی اور تو آبی ہے ولیکن تو شاہ رحم وہابی ہے یعنی تھپڑ نقد بخشش اُدھار سے بہتر ہے کہ یہ بات ظاہر مخزن باطن کی آگے مینڈک کا بیان ہے فافہم ۱۲

سہ۳ ایسا کر الخ ۵ شعر ایسا کر از راہ جود و عطا کے مین ہر دم تیری خدمت مین آؤن تجکو نہر پہ مین کہتا ہون جان سے ولیکن مین اجابت سے وہان رحم نہین دیکھتا ہون میرا آنا آب پر بند ہوا کیونکہ میرا خاک سے قالب بنا ہے کوئی قاصد یا نشان مقرر کر تاکہ میری جزا تجکو بیان کرے اس امر مین وہ دونون بار بحث کرنے تھے آخر کو باہم یہ قرار ٹھہرا ۱۲

یار سوی یا نشان کن یا مدد
تا ترا از بانگ من آگہ کند

بحث کردند اندرین کار آن دو یار
آخر این بحث آن آمد قرار

کہ بدست آرید یک رشتۂ دراز
تا ز جذب رشتہ گردد کشف راز

یک سری بر پای این بندہ ز تو
بستہ باشد دیگری بر پای تو

تا بہم آییم زین فن ما دو تن
اندر آمیزیم چون جان با بدن

ہست تن چون ریسمان بر پای جان
می کشاند بر زمین از آسمان

چغز جان در آب خواب بیہشی
رشتہ از موش تن آمد در خوشی

موش تن زان ریسمان بازش کشد
چند تلخی زین کشش زان می چشد

گر نبودی جذب موش گندہ مغز
عیشہا کردی درون آب چغز

باقیش چون وز بر خیزی ز خواب
بشنوی از نور بخش آفتاب

یک سر رشتہ گرہ بر پای من
زان سر دیگر تو بر پا عقدہ زن

تا توانم من درین خشکی کشید
مر ترا انک شد سر رشتہ پدید

تلخ آمد بر دل چغز این حدیث
کہ مرا در عقدہ آرد این خبیث

ہر کراہت در دل مرد بہی
چون در آید ز افتی نبود تہی

وحی حق دان آن فراست نہ وہم
نور دل از لوح کل کردست فہم

امتناع پیل از سیران بہ بیت
با حد آن پیلبان و بانگ ہیت

جانب کعبہ نرفتی پای پیل
با ہمہ لت نی کثیر و نی قلیل

گفتتی کہ خشک شد پاہای او
یا بمرد آن جان ہول افزای او

کر مقرر کوئی قاصد یا نشان
تا ندا میری کرے تجکو بیان

اس امر مین بحث کرتے دونون یار
ٹھہرا یہ آخر کو بس باہم قرار

کہ بہم پہونچاؤ[51] اک رشتہ دراز
جذب رشتہ سے ہو اظہار راز

اک سرا یہ بندہ باندھے پانون کو
دوسرا باندھے ترے وہ پانون پر

تا ملین اس فن سے ہم تم دونون تن
ہم ملین آپس مین جون جان و بدن

مثل رشتہ تن ہی جان کے پانون پے
اسکو کھینچے ہے زمین پر چرخ سے

آپ غفلت مین ہے مینڈک جان کی
رشتہ موش تن کا ہی اندر خوشی

موش[52] تن رشتہ سے پھر کھینچے اسے
اس کشش سے تلخی از بس جان چکھے

گر نہ ہوتی یہ کشش اس موش کی
کرتا مینڈک آب مین از بس خوشی

آنکھ دن کو خواب سے تیری کھلے
حال باقی تو سنے اس شمس سے

اک سرا رشتہ کا میرے پانون پر
دوسرا تو باندھ اپنے پانون پر

تا سکون خشکی مین تجکو کھینچنا
اب ہوا سر رشتہ پیدا اظاہرا

بات یہ مینڈک کو آئی ناگوار
کہ مجھے پھندے مین پھانسے یار مار

جو کراہت[53] دل مین اہل اللہ کے
آئے وہ خالی نہ ہو آفات سے

وحی حق جان اس فراست کو نہ وہم
نور دل نے لوح کل سے کی ہے فہم

حملۂ کعبہ سے رکنا پیل کا
باوجودے پیلبان جد مین رہا

جانب کعبہ نہ جاتا پائے پیل
مغز گل تھا نے زیادہ نے قلیل

تو کہے کہ ہو گیا خشک اسکا پا
یا کہ نکلے جان با ہول و بلا

۵۱ کہ بہم آلخ ۵ شعر کہ ایک رشتہ دراز بہم پہونچاؤ تا کہ جذب رشتہ سے راز اظہار ہو ایک سرا یہ بندہ پانون پر باندھے اور وہ دوسرا تیرے پانون پر باندھے تا اس فن سے ہم تم دونون ملین اور آپس مین ہم ملین مانند جان و تن کے آگے اس کے حقائق ہین رشتہ کے مانند بدن ہے جان کے پانون پر کہ اس کو زمین پر کھینچتا ہے آسمان سے جان کی مینڈک آب غفلت مین ہے اور رشتہ موش بدن کا خوشی ہے یعنی مینڈک جان کو کہ بحر معنی کا رہنے والا موش تن کہ خشکی خاک کا اس عالم سے اس عالم مین کھینچتا رہے اور غفلت مین ڈالتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ موش تن آلخ ۶ شعر موش تن پھر رشتہ سے اسے کھینچے اور اس کشش سے از بس جان تلخی چکھے اگر اس موش کی یہ کشش نہ ہوتی مینڈک آب مین از بس خوشی کرتا تیری آنکھ دن کو خواب سے کھلے باقی حال تو اس شمس سے سنے آگے رجوع بقصہ ہے کہ ایک سرا رشتہ کا میرے پانون پر اور دوسرا تو باندھ اپنے پانون پر سر رشتہ بظاہر پیدا ہوا یہ بات بظاہر مینڈک کو ناگوار آئی کہ مجکو پھندے مین پھانستا ہے یار آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۵۳ جو کراہت آلخ ۸ شعر جو اہل اللہ کے دل مین کراہت ہووے وہ آفت سے خالی نہ ہووے اس فراست کو وحی حق جان نہ وہم کہ نور دل نے لوح کل سے فہم کی ہے آگے اس کی مثال ہے پیل کا رکھنا حملہ کعبہ سے باوجودیکہ فیلبان کوشش کرتا تھا کعبہ کی جانب پانون پیل کا نہ جاتا مغز گل تھا نہ زیادہ نہ قلیل تو کہے کہ اسکا پانون خشک ہو گیا یا کہ جان نکلی جان کو حق آگاہ کرے اور صاحب فیل کو گمراہ کرے جب اسکا امر مین کی طرف کرتے تو پیل سو گھوڑون سے تیز جاتا حس پیل زخم غیب سے آگاہ تھی وہی حق کی حس پھر کیا کچھ دکھتی ہو یعنی جب چیز سے اہل اللہ کے دلمین کراہت آتی ہو وہ آفت سے خالی نہین ہوتی ہے بس وہ فراست وحی حق ہو وہم نہین ہے آگے اسکی مثال ہو فافہم ۱۲

پیل را حق جان آگہ مے کند / وان خسان را گول گمره میکند
چونکه گردی سرش سوی یمن / پیل نرصد اسپه گشتی گام زن
حس پیل از زخم غیب آگاه بود / چون بود حس ولی با ورود
نے که یعقوب نبی گفت آن زمان / که از وجستند یوسف کنعان
از پدر چون خواستند آن را دوان / تا برندش سوی صحرا یک زمان
جمله گفتندش میندیش از ضرر / یکدو روزش مهلتی ده ای پدر
تو چرا ما را نه پنداری امین / یوسف خود سپری با حافظین
تا بهم در مرج بازی کنیم / ما درین دعوت امین و محسنیم
گفت میدانم که نقلش از برم / میفروزد در دلم درد و سقم
این دلم هرگز نمی گوید دروغ / که ز نور عرش دل دارد فروغ
آن دلیل قاطعی بد بر فساد / وز قضا آن را نکرد او اعتماد
درگذشت از وی نشانی آنچنان / که قضا در فلسفه بود آن زمان
این عجب نبود که کور افتد بچاه / بل عجب افتادن بینای راه
کاین قضا را گونا گون تصریفهاست / چشم بندش یفعل الله مایشاست
هم بداند هم بداند دل فنش / موم گردد بهر آن مهر آهنش
گوئیا دل گویدے که میل او / چون درین شد هرچه باشد باشدش
خویش را هم زین مغفل میکند / در عقابش جان مغفل میکند

پیل کی حق جان کو آگہ کرے / صاحب پیلون کو وہ گمرہ کرے
جب یمن کی سمت کرتے اسکا سر / پیل سو گھوڑون سے جاتا تیز تر
حس پیل آگہ تھی زخم غیب سے / حس ولی حق کی پھر کیا کچھ لکھے
۵۱ نے کہ یعقوب نبی سے جب کہا / مانگا یوسف بھائیون نے اپنے جا
بھائیون نے جبکہ چاہا باپ سے / سوے صحرا تاکہ لیجائین اُسے
بولے سب اُن سے نکر فکر ضرر / ایک دو دن کی دے مہلت اے پدر
کس لئے ہمکو نہین جانے امین / اپنا یوسف سونپ دے یا حافظین
تاکہ ہم سب مل کے کھیلین دشت بین / اس طلب مین ہم امانتدار ہین
بولے مین جانون کہ میرے پاس سے / جانا اسکا دلکو صدمہ دے مرے
دل ۵۲ مرا ہرگز نہ کہتا جھوٹ ہے / کہ منور ہے وہ نور عرش سے
وہ دلیل قاطع رکھتے تھے فساد / نے قضا سے اُس کا رکھتا اعتماد
محو اُن سے وہ نشان بالکل ہوا / عقل کی پابند تھی اُس دم قضا
یہ عجب سے چاہ مین اندھا گرے / ہے عجب بینا گرے جو راہ سے
یہ تصرف گوناگون رکھے قضا / چشم بندی یفعل اللہ مایشا
اُس کا فن دل جانے اور تو جانے ہے / موم آہن ہو محبت کے لئے
گویا ۵۳ دل کہوے کہ خواہش اسکی جو / کیسے ہوئی جو کچھ ہوئی مجھ سے کہو
آپ کو بھی اُس سے غافل کرتا ہے / جان کو وہ اپنی پاگل کرتا ہے

۵۱ نے کہ آلخ ۶ شعر نہین یعقوب نبی سے نے کیا کہ جب بھائیون نے یوسف کو اُن سے جاکر مانگا جبکہ بھائیون نے آپ سے چاہا تاکہ صحرا کی طرف اسے لیجائین سب نے ان سے کہا کہ فکر ضرر نہ کرو اور ایک دو دن کی مہلت دے اے پدر مجکو کس واسطے مین نہین جانتا اپنا یوسف نہین سونپتا ہے ساتھ نگہبانون کے تاکہ ہم سب مل کر دشت مین کھیلین ہم اس طلب مین امانت دار ہین نہین جانتا ہون میرے پاس سے اُس کا جانا میرے دلکو صدمہ دیگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ دل مرا آلخ ۶ شعر میرا دل ہرگز جھوٹ نہین کہتا ہو کہ وہ روشن ہے نور عرش سے وہ دلیل قاطع فساد کی رکھتی تھی اس کا اعتماد بسبب قضا کے نہ رکھا وہ نشان اُن سے بالکل محو ہوا کہ قضا اُس دم عقل کی پابند تھی آگے اس کی مثال ہے یہ عجب نہین کہ چاہ مین اندھا گرے بلکہ یہ تعجب ہے کہ بینا راہ سے گرے یہ تصرف قضا گوناگون رکھتی ہے چشم بندی یفعل اللہ مایشا اُس کا فن دل جانتا ہے اور تو جانتا ہے کہ آہن موم ہوتا ہے محبت کے واسطے یعنی تصرفات قضا کے ایسے ہین آگاہ لوگ جانتے ہین اور پھر وہ کام کرتے ہین کیونکہ اللہ جو چاہتا ہے وہ فعل کرتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ گویا دل آلخ ۸ شعر گویا دل کہے کہ حق کی خواہش کیسے ہوئی جو کچھ ہوئی مجھ سے کہو اس سے غافل آپ کو بھی کرتا ہے اگر وہ پہلوان اس مین مات ہووے بس وہ مات نہووے امتحان ہووے سو بلا سے ایک بلا مول لے ایک پستی اسکو بلندی دے آگے اس کی مثال ہے ایسا خام شوخ کہ جو اُسے شراب نے چھڑایا صد باخمار خام سے آخر کو پختہ و استاد ہوا جان کی بندگی سے چھٹ مست بادہ بیزاری سے ہوا اور بے تمیز ہوکر بالکل خلق سے چھٹا ان نے عقیدے سست پر تقلید سے اور خیال دیدہ بے دید سے یعنی شراب عشق الٰہی سے مست ہوکر خلق سے چھٹا اور خیال دیدہ بے دیدہ سے بچایا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گر شود مات اندرین آن بو العلا — آن نباشد مات باشد ابتلا
یک بلا از صد بلا ایش وا خرد — یک هبوطش بر معارجہا برد
خام شوخی کہ رہانیدش مدام — از خمار صد ہزاران نشت خام
عاقبت او پختہ و استاد شد — جست از رق جہان آزاد شد
از شراب لایزالی گشت مست — شد ممیز و ز خلائق باز رست
ز اعتقاد سست پر تقلیدشان — وز خیال دیدہ بے دیدشان
ای عجب چہ فن زند ادراکشان — پیش جزر و مد بحر بے نشان
زان بیابان آن عمارتہا رسید — ملک و شاہی و وزارتہا رسید
زان بیابان عدم مستان شوق — میرسد اندر شہادت جوق جوق
کاروان در کاروان زین بادیہ — می رسد در ہر مسا و غادیہ
آید و گیرد وثاق ما گرد — کہ رسیدم نوبت ما شد تو رد
چو پسر چشم خرد را بر کشاد — زود بابا رخت بر گردون نہاد
جادۂ شاہ است این سو این زان — وان ازان سو صادران و واردان
نیک بنگر ما نشستہ می رویم — تو نہ بینی قاصد جائے تو ایم
بہر مالے می نگیری راس مال — بلکہ از بہر غرضہا در مآل
پس مسافر آن بود ای رہ پرست — کہ مسیر و روش در مستقبل ست
ہمچنان کز پردہ دل بیملال — دمبدم در میرسد خیل خیال
گر نہ تصویرات از یک معدنند — در پی ہم سوے میان چون میرسند

مات ہووے اسمین گروہ پہلوان — پہ نہ ہووے مات ہوشہ امتحان
سو بلا سے اک بلا لے مول اُسے — ایک پستی بس بلندی اسکو دے
خام شوق ایسا چھڑایا جو اُسے — مے نے اک صد با خمار خام سے
پختہ اور اُستاد آخر کو ہوا — اور جہان کی بندگی سے وہ چھٹا
مست بادۂ لایزالی سے ہوا — پر تمیز ہو خلق سے بالکل چھٹا
سست عقیدہ اُنکے پر تقلید سے — اور خیال دیدۂ بے دید کے
۵۱ اے عجب کیا فن کرے کھینچے اُسے — آگے جزر و مد بحر غیب سے
اس بیابان سے عمارت آئی ہے — ملک شاہی اور وزارت آئی ہے
اس بیابان عدم سے مست شوق — آتے ہین دنیا کے اندر جوق جوق
کاروان در کاروان اس دشت سے — آتے ہین ہر وقت صبح و شام سے
آتے ہین اور لیتے ہین وہ گھر مرا — کہ ہماری نوبت آئی ہے تو جا
۵۲ جیسے آنکھیں عقل کی کھولے پسر — جلد سامان چرخ پر رکھے پدر
یہ سڑک شاہی ہے اس سو روان — اور اُدھر سے آئین جائین میہمان
خوب دیکھ ہم بیٹھے بیٹھے جاتے ہین — تو نہ دیکھے ہم روان تو جاتے ہین
مال کی خاطر نہ تو لے راس مال — بل غرض کو جو کہ ہے اندر مآل
پس مسافر وہ ہے اے فرخندہ پے — کہ مسیر و اُسکا مُنھ آگے کو ہے
۵۳ جیسے پردہ دل سے بیرنج و ملال — پہونچتی ہے دمبدم فوج خیال
گر خیالات اک نہیں معدن سے ہین — آگے پیچھے سوی جان کیون آتے ہین

۵۱ اے عجب الخ ۵ شعر اے عجب کیا فن کرے کہ اُسے کھینچے آگے جزر و مد بحر غیب کے اس بیابان سے عمارت آئی ہے ملک شاہی وزارت آئی ہے اس بیابان عدم سے مست شوق دنیا کے اندر جوق جوق آتے ہین اس دشت سے کاروان کاروان آتے ہین ہر وقت صبح و شام کے وہ آتے ہین اور لیتے ہین گھر میرا کہ ہماری نوبت آئی ہے تو جا یعنی ملک عدم سے ایک مخلوق اس جہان مین آتی ہے اور چلی جاتی ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲
۵۲ جیسے آنکھین الخ ۷ شعر جیسے پسر عقل کی آنکھین کھولے اور پدر سامان خرچ پر جلد رکھے یہ سڑک شاہی اس سوے روان اور اُدھر سے آئین و جائین میہمان خوب دیکھ کہ ہم بیٹھے جاتے ہین جو نہ دیکھے کہ ہم نئی جا پر روان ہین تو مال کی خاطر راس المال سے بلکہ غرض کو جو کہ اندر مآل کے ہے پس وہ مسافر ہے اے فرخندہ پے کہ سیر کرنیکو اسکا منھ آگے ہو آگے چلتا ہین ۵۳ جیسے پردہ الخ پردۂ دل سے بے رنج و ملال پہونچتی ہے دمبدم فوج خیال کی اگر خیالات ایک معدن سے نہیں ہین سمت جان کے آگے پیچھے کیون آتے ہین یعنی ہم اس جہان سے ایسے اُدھر چلے جاتے ہین جیسے خیالات اِدھر سے چلے آتے ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

جوق جوق اسپاه تصورات ما
جرها پر می کنند و می روند
فکرها از اختران چرخ دان
سعد دیدی شکر کن ایثار کن
ہاکیسم این را بیا دای یار من
روح را تابان کن از انوار ماه
از خیال و وہم وظن بازش رہان
تا ز دلداری خوب تو دلی
اے عزیز مصر جانم دستگیر
ای عزیز مصر جانم آن تست
در خلاص او یکے خواب بین
ہفت گاؤ لاغر پر از گزند
ہفت خوشہ زشت خشک ناپسند
قحط از مصرش برآمد ای عزیز
یوسفم در حبس تو ای شہ نشان
از سوی عرشی کہ بودم مربط او
پس فتادم زان کمال مستتم

سوی چشمه دل شتابان از ظما
دائما پیدا و پنهان می شوند
دائر اندر چرخ دیگر آسمان
نحس دیدی صدقه و استغفار کن
طالعم مقبل کن و چرخی بزن
زانکہ زآسیب ذنب شد دل سیاه
از چه وجور رسن بازش رہان
پر برآرد بر پرد ز آب و گلی
عذر این زندانی خود در پذیر
یوسف مظلوم در زندان تست
زود کان الله یحب المحسنین
ہفت گاؤ فربہش را میخورند
سنبلات تازه را می چرند
ہین مباش ای شاه این را مستخر
ہین ز دستان زنانم دا رہان
شہوت مادر فگندم کاہبطوا
از فن زالی بہ زندان رحم

جوق جوق آتے ہین لشکر خیال کے
پر سبو کرتے ہین اور جاتے ہین وہ
جان فکر اختران چرخ سے
سعد دیکھے شکر او ر ایثار کر
ہم ہین کون اسکو تو لی ای میر یار
کر تو روشن روح نور ماہ سے
اسکو وہم و خیال وظن سے پھر چھڑا
تا کہ دل دلداری سے خوش ہو تری
ای عزیز مصر میری جان کا
ای عزیز اب جان تیری ملک ہے
خواب دیکھ اسکی رہائی مین این
سات لاغر گاؤ جو ہین رنج مین
سات خوشے جو کہ خشکی رکھتے ہین
قحط مصر اسکے سے نکلا ای عزیز
مین ہون یوسف قید مین تیری شہا
ربط رکھنے والا مین تھا عرش سے
پس پھنسا مین اُس کمال قرب سے

تشنہ جانب چشمہ دل کے مرے
اور سدا پید انہاں ہوتے ہین وہ
کرتے ہین گردش وہ اور ہی چرخ پے
نحس دیکھے صدقہ استغفار کر
طالع مقبل کر مرا لوٹ اکیبار
دل سیہ صدمہ ذنب سے جو کہ ہے
اور چہ وجور رسن سے پھر چھڑا
پر نکالے آب و گل سے اور اڑے
عذر من قیدی کو اپنے کر بیا
یوسف مظلوم زندان مین ترے
جلد کان الله یحب المحسنین
تحقیق الله دوست رکھتا ہے نیکون کو
سات فربہ گاؤ کو وہ کھاتے ہین
تازہ خوشے سات کو وہ چرتے ہین
رکھ نہ قید اسکو ای شاہ پر تمیز
عورتون کے مکر سے مجکو چھڑا
اہبطو مین خواہش نے مجھے ڈالا
زال کے مکرون سے اندر رحم کے

سے جوق جوق آنچ ۶ شعر لشکر خیال کے جوق جوق آتے ہین تشنہ جانب چشمہ دل میرے کے سبو کرتے ہین اور وہ جاتے ہین اور ہمیشہ وہ پیدا نہان ہوتے ہین جان انجم فلک سے کہ وہ گردش کرتے ہین اور آسمان پر ہین جو کہ سعد دیکھے شکر و ایثار کر اور جو نحس دیکھے صدقہ و استغفار کر ہم کون ہین تو اس کو لا میر الطالع مقبل کر اور ایکبار لوٹ کو روح روشن کر فرمایا اے جو کہ دل صدمہ ذنب سے سیاہ ہے یعنی فکر ہین مانند اخترون کے جان کر گردش کرتے ہین اور چرخ پر ہین جو نیک آئین شکر کر اور نحس ہے استغفار کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
سے اُس کو آنچ ۷ شعر پھر اسکو وہم و خیال و گمان سے چھڑا اور چاہ وجور رسن سے چھڑا تا کہ دل تیری دلداری خوش سے آب و گل سے پر نکالے اور اے اے عزیز مصر میری جان کا عذر سن اور اپنے قیدی کو دیکھ کر اے عزیز اب جان تیری ملک ہے کہ یوسف مظلوم تیرے زندان مین ہے اسکی رہائی مین جلد الخ مین خواب دیکھ ترجمہ کہ تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے نیکون کو سات دبلی گاؤ جو رنج مین ہین سات فربہ گاؤ کو وہ کھاتی ہین سات خوشے جو کہ خشکی رکھتے ہین سات خوشے تازہ کو وہ چرتے ہین یعنی دل کہ مثل یوسف کے قید زندان بدن ہے اے عزیز مصر میری جان عذر سن اسکو اس قید سے رہا کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سے ۱۳ قحط مصر الخ ۵ شعر قحط مصر اسکے سے نکلا اس کو قید مت رکھ اے شاہ پر تمیز مین یوسف تیری قید مین ہون اے شاہ تو عورتون کے مکر سے مجکو چھڑا مین ربط رکھنے والا عرش سے تھا مجکو اہبطو نے خواہش مین ڈالا پس مین پھنسا اس کمال قرب سے زال کے مکرون سے اور رحم کے اندر روح کو زندان مین لائے عرش سے عورتون کا مکر بڑا ہے اسواسطے میری پستی اول آخر عورت سے ہے مین روح تھا تن مجنون کس طور سے یعنی روح مکر نفس مین گرفتار ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

روح را از عرش آرد در حطیم — لاجرم کید زنان باشد عظیم
اول و آخر ہبوط من ز زن — چونکہ بودم روح و چون ہستم بدن
بشنو این زاری یوسف در عثار — یا بران یعقوب بیدل رحم آر
نالہ از اخوان کنم یا از زنان — کہ فگندندم چو آدم از جنان
زان مثال برگ دی پژمردہ ام — کز بہشت وصل گندم خوردہ ام
چون بدیدم لطف و اکرام ترا — وان سلام و صلح و پیغام ترا
من سپند چشم بد کردم پدید — در سپندم نیز چشم بد رسید
دافع ہر چشم بد از پیش و پس — چشمہاے پر خمار تست و بس
چشم بد را چشم نیکویت شہا — مات و مستاصل کند نعم الدوا
بل ز چشمت کیمیاہا می رسد — چشم بد را چشم نیکو می کند
چشم شہ بر چشم باز دل زدہ است — چشم بازش سخت با ہمت شدہ است
تا ز بس ہمت کہ یابید از نظر — می نگردد باز شہ جز شیر نر
شیر چہ کان شاہباز معنوی — ہم شکار تست ہم صیدش توئی
شد صفیر باز جان در مرج دین — نعرہای لا احب الآفلین
باز دل را کز پے تو می پرید — از عطاے بیحدت چشمی رسید
یافت بینی بوی و گوش از تو سماع — ہر حسی را قسمتی آرد مشاع
ہر حسی را چون دہی رہ سوی غیب — نبود آن حس را فتور و مرگ و شیب
مالک الملکی بحس چیزے دہی — تاکہ بر حسہا کند آن حس شہی

روح کو زندان مین لائے عرش سے — ہے زنون کا کید عظیم اسواسطے
اول و آخر پستی میری زن سے ہے — روح تھا مین تن بنون کس طور سے
رنج مین یوسف کے زاری گوش کر — یا کہ تو کر رحم اُس یعقوب پر
عورتون سے روؤن یا اخوان سے مین — کہ جنان سے نکلا جون آدم کہین
اس سے جون برگ خزان پژمردہ ہون — وصل کی جنت سے گندم خوردہ ہون
دیکھا مین نے جو ترے اکرام کو — اور سلام اور صلح اور پیغام کو
چشم بد کو لایا مین اسپند جو — چشم بد پہونچے مرے اسپند کو
چشم بد کے دفع کرنے کے لئے — تیری چشم پر خمار اب بس کرے
چشم بد کو چشم نیک اے شہ تری — دفع کر دے خوب ہے چارہ گری
کیمیا بل پہونچے تیری چشم سے — چشم بد چشم نیکو تر کرے
چشم باز دل پہ شہ نے کی نظر — چشم باز اس کی ہے باہمت مگر
تا اُس ہمت سے کہ ہے اندر نظر — نے پکڑتا باز شہ جز شیر نر
شیر کیا وہ شاہباز معنوی — صید تیرا ہے و صید اسکا توئی
اپنے باز جان کے اندر راہ دین — ہے صدا لا احب الآفلین
باز دل کو کہ اُڑا تیرے لئے — چشم بد پہونچی تری اس جود سے
بینی بو اور گوش سننا تجھ سے لے — حصہ ہر اک حس کا شامل آئے ہی
راہ ہر حس کو تو سوئے غیب دے — مرگ و نقصان پھر نہ اس حس کو ملے
مالک الملک حس کو جو اک چیز دے — تا حسون پر پس وہ حس شاہی کرے

حکایت سلطان محمود غزنوی و رفاقت او شب با دزدان

حکایت سلطان محمود غزنوی کی اور رفاقت کرنا اس کی رات کو ساتھ چورون کے

ف۱ رنج مین آگے شعر یوسف کی زاری رنج مین گوش کر یا تو اس یعقوب بے رحم کر مین عورتون سے روؤن یا اخوان سے کہ مین آدم کے مانند جنت سے نکلا اس سے برگ خزان کے مانند پژمردہ ہون جنت سے وصل کو گندم خوردہ ہون جو مین نے دیکھا تیرے آرام کو اور سلام صلح و پیغام کو چشم بد کو جو مین اسپند جو لایا تو میرے اسپند کو چشم بد پہونچے دفع کرے چشم بد کے جو مین اسپند لایا تو میرا اسپند کو چشم بد پہونچے دفع چشم بد کے واسطے تیری چشم پر خمار بس کرتی ہے چشم بد کو تیری چشم نیک اے شاہ رفع کرے یہ چارہ گری خوب ہے یعنی دفع نظر بد کا ایک نظر دوا ہے جیسے پلیدی کو آب پاک دور کر دیتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ف۲ کیمیا آگے ۹ شعر بلکہ کیمیا تیری چشم کو پہونچے کہ چشم بد کو نیکو تر کر دیا چشم باز دل پر شاہ نے نظر کی کہ چشم باز اسکی باہمت ہوئی تا اس ہمت سے کہ از راہ نظر کے ہے باز شاہ نہین پکڑتا بجز شیر نر کے شیر کیا وہ شاہ باز معنوی تیرا صید ہے اور اُسکا صید تو ہے یعنی باز جان کی راہ دین مین خدا سے لا احب الآفلین باز دل کو تیرے واسطے اُڑا چشم بد پہونچی اس تیرے وجود سے ناک بو و گوش سننا تجھ سے لے ہر ایک حس کا حصہ شامل آتا ہے تو ہر ایک حس کو جو راہ سوئے غیب دے پھر اس حس کو مرگ و نقصان نہ ملے جو حس کو مالک الملک ایک چیز دے تا وہ حس اور حسون پر شاہی کرے یعنی جو نظر عنایت مرشد کی سالک مین اثر کرے اس کو وہ ہمت حاصل ہو کہ ہر ایک حس اس کی کو پھر مرگ و نقصان نہ پہونچے اور سب حسون پر اس کو شاہی ملے چنانچہ اس کی مثال مین آگے سلطان محمود کو فرماتے ہین فافہم ۱۲

شب چو شہ محمود می گشت فرد | با گروہ دزد شب رو باز خورد
پس بگفتندش کد امین بو الوفا | گفت شہ من ہم یکی ام از شما
آن یکی گفت ای گروہ مکرکیش | ہین بگوئید از فن و فرہنگ خویش
تا بگوید با حریفان در سمر | کو چہ دارد در جبلت از ہنر
آن یکی گفت ای گروہ فن فروش | ہست خاصیت مرا اندر دو گوش
کہ بدانم سگ چہ میگوید بانگ | قوم گفتندش ز دینارے دو دانگ
آن دگر گفت ای گروہ زر پرست | جملہ خاصیت مرا چشم اندر ست
ہر کرا شب بینم اندر قیروان | روز بشناسم مر او را بے گمان
گفت یک خاصیتم در بازو ست | کہ زنم من نقبہا با زور دست
گفت یک خاصیتم در بینی ست | کار من در خاکہا بو بینی ست
سر الناس معادن داد دست | کہ رسول آن را پیے چہ گفتہ است
من ز خاک تن بدانم کاندر آن | چند نقد ست و چہ دارد او ز کان
در یکی کان زر بے اندازہ درج | وان دگر دخلش بود کمتر ز خرج
ہمچو مجنون بو کنم ہر خاک را | خاک لیلی را بیابم بے خطا
بو کنم دانم ز ہر پیراہنے | گر بود یوسف دگر اہریمنے
ہمچو احمد کہ برد بو از یمن | زان نصیبی یافت این بینی من
کہ کدامین خاک ہمسایہ زر ست | یا کدامین خاک صفر و ابتر ست

جو کہ پھرتا شب کو تھا محمود شاہ | اک گروہ دزد شب رو سے ملا
پس کہا اسکو یہان کیا تو کون ہے | بولا شہ تم مین سے مین بھی ہون ویسے
بولا اک اُنمین سے ای قوم دغا | عقل و فن اپنا کہو تم ظاہرا
تا کہو یارون سے تم اور دو خبر | کون کیا رکھتا ہی عادت مین ہنر
ایک بولا اسے گروہ باہنر | میرے دونون کان مین ہی یہ اثر
کہ مین جانون جو کہ سگ نے کچھ کہے | بولے دو آنہ روپے مین بس تو ہے
دوسرا بولا اے قوم زر طلب | خاصیت میری ہی بس آنکھون مین سب
بس شب تیرہ مین دیکھون جسکو مین | بیگمان پہچانون اسکو روز مین
بولا اک بازو مین خاصیت مرے | کہ مین دیتا نقب ہون بس ہاتھ سے
بولا اک تاثیر میری ناک مین | کام میرا سونگھنے کا خاک مین
سر الناس معادن کا ملا | کہ نبی نے اس لئے ہی وہ کہا
جانون خاک تن سے مین کہ درمیان | اسکے نقد اب کسقدر او زر کان
ایک کان مین زر ہے اندازہ بھرا | دوسرے مین دخل کم خرچ ہی سوا
سونگھون مجنون کیطرح ہر خاک کو | خاک لیلی پاؤنمین بے جستجو
جانون ہر اک پیرہن مین سونگھ کے | اہرمن کا ہی و یا یوسف کا ہے
مثل احمد کہ یمن سے پائے بو | اس سے حاصل حصہ میری ناک کو
کہ ملی ہے خاک زر سے کونسی | یا تہی ہے خاک زر سے کونسی

سلہ جو کہ پھرتا آخ ۹ شعر جو کہ محمود شاہ شب کو پھرتا تھا ایک گروہ دزد شب رو سے ملا پس اُسکو کہا کہ تو کون ہے شاہ نے کہا مین ایک تم مین سے ہون ایک نے اُن مین سے کہا کہ اے قوم دغا تم عقل و فن اپنا ظاہر کہو تا یارون سے کہو اور خبر دو کہ کون کیا رکھتا ہے عادت مین ہنر ایک نے کہا کہ اے گروہ باہنر میرے دونون کان مین یہ اثر ہے کہ سگ جو کچھ کہے مین جانتا ہون کہا کہ تو بھی دو آنہ روپیہ مین سے ہے دوسرے نے کہا کہ اے قوم زر طلب میری آنکھون مین یہ خاصیت ہے کہ مین شب تیرہ مین جسکو دیکھتا ہون اسکو دن مین بیشک پہچانتا ہون ایک نے کہا کہ میرے بازو مین خاصیت ہے کہ مین نقب دیتا ہون ہاتھ سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا اک آخ ۷ شعر ایک نے کہا کہ میری ناک مین تاثیر ہے کہ میرا کام سونگھنے کا خاک مین ہی بھید الناس معادن کا ملا اسواسطے نبی نے وہ کہا خاک تن سے مین جانتا ہون کہ درمیان اسکے کس قدر نقد زر ہے کہ ایک کان مین زر از بس بھرا ہی دوسرے مین دخل کم اور خرچ سوا ہی مجنون کے مانند سونگھ ہر خاک کو خاک لیلی کے مین پاؤن بے جستجو کہ مین ہر ایک پیراہن سونگھ کر جانون کہ اہرمن کا ہی و یا یوسف کا ہی احمد کے مانند کہ یمن سے بو پائی اُس سے حصہ حاصل میری ناک کو ہی یعنی اہل معنی کی حس شامہ بوے معنی کو معلوم کرتی ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ کہ ملی ہی آخ ۶ شعر کہ کونسی خاک زر سے ملی ہے یا کونسی خاک زر سے نہین ملی ہے ایک نے کہا کہ میرے پنجہ مین تاثیر ہے کہ کمند ڈالتا ہی بام پر اگرچہ قصر کسقدر بلند کنگرہ پر اُسکے مین کمند ڈالون جیسے احمد نے کمند بخت الٰہی تھی کہ وہ کمند اُنکو لیگیا تخت تک حق نے کہا کہ اے کمند انداز بہر سے جانو مارمیت اذ رمیت یعنی کمند محنت سے جناب رسول مقبول صلعم کو خدا تک پہونچا دیا اور ایک کردیا فعل انکا عین فعل حق کا ہی آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

گفت یک یک خاصیت در پنجه ام / که بکمندی افگنم طول علم
قصر اگرچه چند باشد بس بلند / کنگرش در سخت گردانم کمند
همچو احمدؐ که کمند انداخت سخت / که کمندش برد سوی تخت و بخت
همچو احمدؐ که کمند انداخت جانش / تا کمندش برد سوی آسمانش
گفت حقش ای کمند انداز بیت / آن ز من دان ما رمیت اذ رمیت
پس بپرسیدند زان شه کای سند / مر ترا خاصیت اندر چه بود
گفت در ریشم بود خاصیتم / که رهانم مجرمان را از سقم
مجرمان را چون بجلادان دهند / چون بجنبد ریش من ایشان رهند
چون بجنبانم به رحمت ریش را / طے کنند آن قتل و آن تشویش را
قوم گفتندش که قطب ما توئی / چون خلاص روز محنت ها توئی
بعد از ان جمله بهم بیرون شدند / سوی قصر آن شه میمون شدند
چون سگی بانگی بزد از دست راست / گفت میگوید که سلطان با شماست
خاک بو کرد آن دگر از ربوهٔ / گفت که این هست از وثاق بیوهٔ
پس کمند انداخت استاد کمند / تا شدند آن سوی دیوار بلند
جای دیگر خاک را چون بوی کرد / گفت خاک مخزن شاهی ست فرد
نقب زن زد نقب و در مخزن رسید / هر یکی از مخزن اسبابی کشید
پس زر و زربفت و گوهرهای زفت / قوم بردند و نهان کردند نقب
شه معین دید منزل گاه شان / حلیه و نام و پناه و راه شان
خویش را دزدید از ایشان باز گشت / روز در دیوان بگفت آن سرگذشت

بولا اک تاثیر پنجہ مین مرے / کہ کمند اک ڈالتا ہون بام پے
قصر ہووے جسقدر گرچہ بلند / کنگرہ پر اُس کے مین ڈالون کمند
جیسے ڈالی تھی کمند احمدؐ نے سخت / لیگئی اُنکو کمند اب تا بہ تخت
جیسے احمدؐ نے بجان ڈالی کمند / لیگئی تا چرخ اُنکو بھی کمند
بولا حق کہ اے کمند انداز بیت / مجھ سے جانو ما رمیت اذ رمیت
پوچھا[1] اس شہ سے کہ اے فرخندہ پے / خاص تجکو خاصیت کس شے مین ہے
بولا خاصیت مری داڑھی مین ہے / کہ چھڑاؤن مجرمون کو قید سے
مجرمون کو جبکہ جلادونکو دین / جو ہلے داڑھی مری تو وہ چھٹین
جب مین رحمت سے ہلاؤن ریش کو / طے کرین اس حجت و تشویش کو
قوم بولی تو ہمارا قطب ہے / جو خلاصی روز محنت کی رکھے
بعدہ سب مل کے وہ باہر گئے / اور جانب قصر شاہی کے چلے
سگ جو بولا اُنکے سیدھے ہاتھ پے / بولا کتا شہ تمھارے ساتھ ہے
خاک سونگھی دوسرے نے ڈھیر سے / بولا کہ یہ ایک گھر بیوہ کا ہے
پس کمند ڈالی جو اُس اُستاد نے / تا چڑھے وہ اک بلند دیوار پے
دوسری جا پر جو سونگھا خاک کو / بولا خاک مخزن شہ ہے نکو
نقب زن نے دی نقب مخزن مین گیا / اور ہر ایک نے مال مخزن سے لیا
بس زر و زربفت اور گوہر بڑے / لیگئے وہ لوگ اور پنہان کیے
جا مقرر دیکھی انکی شاہ نے / اور انکا نام و حلیہ راہ سے
اُن سا اپنے کو چھپایا اور پھرا / دن کو دیوان مین کہا وہ ماجرا

سلہ۱ پوچھا الخ ۷ شعر اُس شاہ سے پوچھا کہ اے فرخندہ پے تجکو خاصیت کس شے مین ہے کہا کہ خاصیت میری داڑھی مین ہے کہ مجرمونکو قید سے چھڑاؤن جبکہ مجرمون کو جلادون کو دین جو میری داڑھی مین رحمت سے ہلاؤن اس حجت و تشویش کو طے کرین قوم نے کہا کہ تو ہمارا قطب ہے جو روز محنت کی خلاصی رکھتا ہے بعدہ وہ سب مل کر باہر گئے اور قصر شاہی کی طرف چلے جو کتا بولا انکے سیدھے راستے پر کہا کہ یہ کہتا ہے کہ شاہ تمھارے ہمراہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ۲ خاک سونگھی الخ ۶ شعر دوسرے نے خاک ڈھیر سے سونگھی کہا کہ یہ ایک گھر بیوہ کا ہے پس کمند اُس اُستاد نے ڈالی تا وہ ایک بلند دیوار پر چڑھے دوسری جا پر جو اُس خاک کو سونگھا کہا کہ خاک مخزن شاہ کی ہے نقب زن نقب دے کر گیا اور ہر ایک نے مال مخزن سے لیا پس زر و زربفت و گوہر نے وہ لوگ لے گئے اور پوشیدہ کیے شاہ نے انکی جگہ مقرر دیکھی اور انکا نام و حلیہ و راہ سے دیکھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ۳ اپنے آپ ۲ شعر اُنسے خود کو چھپایا اور پھرا اور دن کو دیوان مین وہ ماجرا کہا پس سپاہی مست ہو کر دوڑے تا ہر ایک نے ہر ایک کو باندھا دست بستہ طرف دیوان کے آئے اور وہ خوف جان سے لرزان تھے جب وہ پیش شاہ آکر کھڑے ہوئے وہ شاہ مثل ماہ کے یار شب اُسکا تھا وہ چور کہ شب کو جس کسیکو دیکھتا تھا اور دنکو بیشک دیکھکر پہچانتا تھا بادشاہ کو تخت پر دیکھا کہا کہ گشت شب مین یہ ہمارے ہمراہ تھا داڑھی مین اکثر خاصیت اس کی یہ ہی جاری گرفت بھی ایک اس سے ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

پس روان گشتند سرہنگان مست تاکہ ہر سرہنگ دزدی را ببست
دست بستہ سوی دیوان آمدند وز نہیب جان ہمہ لرزان شدند
چونکہ استادند پیش تخت شاہ یار شب شان بود آن شاہ چو ماہ
آنکہ شب بر ہر کہ چشم انداختی روز دیدی بیشکش بشناختی
شاہ را بر تخت دید و گفت این بود با ما دوش شب گرد و قرین
آنکہ چندین خاصیت در ریش اوست این گرفتِ ما ہم از تفتیش اوست
عارف شہ بود چشمش لاجرم برگشاد از معرفت لب با حشم
وَہُوَ مَعَکُم گفتۂ این شاہ بود فعل ما میدید و سرِ ما شنود
چشم من رہ برد شب را شناخت جملہ شب با روی ماہش عشق باخت
امتِ خود را بخواہم من ازو کو نگرداند ز عارف ہیچ رو
چشم عارف دان امانِ ہر دو کون کہ بدو یابید ہر بہرام عون
زان محمد شافع ہر داغ بود کہ ز خز شہ چشم او مازاغ بود
در شب دنیا کہ محجوب است شید ناظر حق بود زو بودش امید
از الم نشرح دو چشمش سرمہ یافت دید آنچہ جبرئیل آن بر نتافت
ہر یتیمی را کہ حق سرمہ کشد گرد او در یتیم بار شد
نور او بر درہا غالب شود آنچنان مطلوب را طالب شود
در نظر بودش مقامات العباد لاجرم نامش خدا شاہد نہاد
آلتِ شاہد زبان و چشم تیز کز شب خیزش ندارد سر گریز

پس سپاہی دوڑے شاہی مست ہو تا ہر اک نے باندھا ہر اک چور کو
دست بستہ سب دیوان آئے وہ اور خوف جان سے لرزان تھے وہ
جب کھڑے آکر ہوئے وہ پیش شاہ یار شب انکا تھا وہ شہ مثل ماہ
وہ کہ شب کو جس کسی کو دیکھتا دن کو بیشک دیکھکر پہچانتا
بادشہ کو تخت پر دیکھا کہا گشت شب مین یہ ہمارے ساتھ تھا
خاصیت داڑھی مین اکثر اسکی ہے یہ ہماری بھی گرفت اک اس سے ہے
چشم عارف اسکی شہ تھی اس لئے کھولا اُس نے لب کو اس عرفان سے
وَہُوَ مَعَکُم بولا وہی شاہ تھا راز سنتا فعل سب کے دیکھتا
کھوج شب سے شہ کو جانا چشم نے عشق شب بھر ہمکو تھا اس ماہ سے
اپنی اُمت سے مین چاہون اس لئے عارفون سے رو نگردانی کرے
چشم عارف امنِ کونین جان کہ مدد لی اُس سے ہر شہ نے یہان
اس لئے تھا شافع مجرم نبی صلعم کہ بجز شہ چشم مازاغ انکی تھی
چشم دنیا کی کہ خور محجوب ہے حق کے ناظر اور خواہشمند تھے
چشم الم نشرح سے انکی سرمہ سا دیکھا جو جبریل علیہ السلام نے پردہ کھلا
وہ یتیم ایسے کہ سرمہ دے خدا ہو وہی وہ در یتیم بے بہا
نور انکا درپے بس غالب رہے جسطرح مطلوب پر طالب رہے
عبدیت پیش نظر تھی آپ کے نام شاہد حق نے رکھا اس لئے
آلہ شاہد کا زبان و چشم ہے دیدہ شب خیزی سے نے عاجز رہے

سلہ چشم عارف الخ ۲ شعر اس کی چشم شاہ سے عارف تھی اسواسطے اس نے لب کو کھولا اس عرفان سے اس نے کہا کہ وہ تمھارے ساتھ یہ شاہ تھا سب کے راز سنتا اور سب کے فعل دیکھتا تھا کھوج شب سے چشم نے شاہ کو جانا کہ شب بھر ہمکو عشق اس ماہ سے تھا مین امت سے اس واسطے چاہتا ہون کہ عارفون سے روگردانی نکرے چشم عارف کو امن کونین کا جان کہ ہر ایک شاہ تھے اور ولی اس سے یہان اس واسطے نبی شافع گنہگاران تھے کہ بخشا کے انکی چشم مازاغ تھی یعنی جناب رسول مقبول صلعم اس شب دنیا مین مثل محمود شاہ کے دزدان اہل دنیا کے اکثر شامل ہوئے تو بروز حشر و نشر عارفان الٰہی کہ جنھون نے از راہ معرفت کے اللہ و رسول کو یہان پہچان لیا ہے بروز حشر حضور کو پہچان کر مستعد شفاعت کے ہو وینگے پس شفاعت عام حضور کی سبکی شافع ہوگی حتی کہ مسلمان گنہگار و ملحدان کفاران و جمیع کافران دیگر بعد جزا و سزا کے تکلیف و دوزخ سے نجات پاوین گے چنانچہ مسلمان گنہگار و موحدان کفار جنت کو جاکر تجلی جنانیہ مین مشاہدہ کرینگے اور کفار عام دوزخ مین تجلی جہنمیہ مین مشاہدہ کرکے عبادت و عرفان کو ادا کرینگے چنانچہ بحر العلوم نے اس حالت کو شرح مین تیسرے دفتر کے آخر مین بداستان حکمت آفریدن دوزخ مین مشرح کیا ہے ملاحظہ فرمائین بخوبی معلوم ہوجائیگا یہ سب اثر شفاعت حضرت رسول مقبول صلعم مین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ شب مین الخ ۶ شعر دنیا کی شب مین کہ خورشید محجوب ہے حق کی نظر او خواہشمند تھے انکی چشم الم نشرح سے سرمہ سا تھی جو دیکھا وہ جبرئیل پر نہین کھلا وہ ایسے یتیم کہ خدا سرمہ دے کہ وہ در یتیم بے بہا ہووین انکا نور گوہر پر غالب ہے جسطرح مطلوب پر طالب رہے آپکے پیش نظر عبدیت تھی اسواسطے حق نے نام شاہد رکھا شاہد کا ایک زبان دیدہ چشم ہے زندہ شب خیزی سے عاجز نہ رہے آنکھ اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

گر ہزاران مدعی سر بر زدند | گوش قاضی جانب شاہد کشند
قاضیان را در حکومت این فن است | شاہد ایشان را دو چشم روشن است
گفت شاہد زان بجای دیدہ است | کو بدیدہ بی غرض سر دیدہ است
مدعی دیدہ است اما با غرض | پردہ باشد دیدۂ دل را غرض
حق ہمی خواہد کہ تو زاہد شوی | تا غرض بگذاری و شاہد شوی
حق ہمی گوید غرض را ترک کن | تا قبول افتد ترا یا ما سخن
کاین غرضہا پردۂ دیدہ شود | بر نظر چون پردہ پوشیدہ شود
پس نہ بیند جملہ را با طم و رم | حبک الاشیاء یعمی و یصم
در دلش خورشید چون نورے فشاند | پیشش اختر را مقادیری نماند
پس بدید او بیحجاب اسرار را | سیر روح مومن و کفار را
در زمین حق را و در چرخ سمی | نیست پنہان تر ز روح آدمی
باز کرد از حق دو چشم خویشتن | آنکہ صاحب نعت آمد در سخن
باز کرد از رطب و یابس حق نورد | روح را من امر ربی مہر کرد
پس چو دید آن روح را چشم عزیز | پس برو پنہان نماند ہیچ چیز
شاہد مطلق بود در ہر نزاع | بشکند گفتش خمار صد صداع
نام حق عدل است و شاہد آن اوست | شاہد عدل است زین رو چشم دوست
منظر حق دل بود در دو سرا | کہ نظر بر شاہد آید شاہ را

گر ہزارون ۵۱ مدعی دعوی کرے | گوش شاہد کی طرف قاضی رکھے
قاضیونکا ہے حکومت مین یہ کام | چشم روشن انکی شاہد ہین تمام
قول شاہد اس سبب دیدہ کی جا | بے غرض دیکھا ہے اس نے ماجرا
مدعی نے دیکھا لیکن باغرض | ہے حجاب چشم دل گویا غرض
حق یہی چاہے کہ تو زاہد بنے | تا غرض تو چھوڑ اور شاہد بنے
حق یہی کہوے غرض کو ترک کر | تا سخن مقبول ہو تیرا بشر
کہ غرض یہ پردۂ دیدہ بنے | با نظر چون پردہ پوشیدہ بنے
پس نہ دیکھے سبکو ہو حشمت سے گم | حبک الاشیاء یعمی و یصم
محبت اشیاء کی اندھا بہرا کردیتی ہے ۱۲
دل ۵۲ مین اس کے خور نے ڈالا نور جا | نے رہی قدر آگے اسکے نجم کو
دیکھا اس نے بیحجاب اسرار کو | سیر روح مومن و کفار کو
نے زمین و آسمان مین حق کی ہے | بس نہان تر آدمی کی روح ہی
کھولا حق سے اپنی دونون چشم کو | اس کسی نے صاحب نعت ہے جو
رطب و یابس سے کیا حق نے عیان | روح کی من امر ربی سے عیان
پس جو دیکھی چشم نے روح عزیز | نے رہی پوشیدہ اسپر کوئی چیز
شاہد ۵۳ مطلق ہو ہر تکرار مین | قول سے دور اسکے ہون سو آفتین
عدل نام حق و شاہد اس کا کار | شاہد عدل اس لئے ہے چشم یار
حق کا منظر دل دو عالم مین ہے | کہ نظر شاہد کے اوپر شہ رکھے

۵۱ گر ہزارون الخ یہ شعر اگر ہزارون مدعی دعوی کرین گوش قاضی کا شاہد کی طرف رہے قاضیون کا حکومت مین یہ کام ہے کہ شاہد انکی بالکل چشم روشن ہین اسواسطے قول شاہد کا دیدہ کی جگہ ہے کہ اسنے بے غرض ماجرا دیکھا ہے اگرچہ مدعی نے دیکھا ہے ولیکن ساتھ غرض کے گویا غرض حجاب چشم دل کی ہے حق یہی چاہتا ہے کہ تو زاہد بنے تاکہ تو غرض چھوڑے اور شاہد بنے حق یہی کہتا ہے کہ غرض کو ترک کر تاکہ تیرا سخن مقبول ہو کہ یہ غرض پردہ دیدہ بنے اور ساتھ نظر کے پردہ پوشیدہ ہے پس وہ سبکو نہ دیکھے اور حشمت سے کم ہے ترجمہ کہ محبت اشیا کی اندھا و بہرا کردیتی ہے یعنی جناب رسول مقبول صلعم گواہ ہین ثبوت دعوے کا گواہون پر منحصر اور اگر گواہ ہو نکا زبان و چشم ہے کہ چشم سے دیکھے و زبان سے کہے پس حضرت رسول مقبول صلعم نے حق کو دیکھا اور زبان سے فرمایا اور امت کے واسطے حق تعالی نے انکو ساتھ نام شاہد کے پکارا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ دل مین الخ اسکے آگے شعر اسکے دل مین خورشید نے نور ڈالا تو اس کے آگے قدر انجم کو نہ رہی اسرار کو اس نے بیحجاب دیکھا اور سیر روح مومن و کفار کو حق کی زمین و آسمان مین پوشیدہ نہیں ہے آدمی کی روح سے اس کسی نے اپنی دونون چشم کو کھولا ساتھ حق کے کہ جو صاحب نعت ہے حق نے رطب و یابس سے عیان کیا وہ اس کی من امر ربی سے پنہان جسکی چشم نے روح عزیز دیکھی اسپر پوشیدہ کوئی چیز نہیں ہے یعنی جس کے دل مین خورشید معنی نے نور ڈالا وہ اسرار روح کو دیکھتا ہی ہے پس جس نے روح کو دیکھا اسکو پوشیدہ کوئی چیز نہ رہی کہ روح سے زیادہ کوئی شے یہان پر پوشیدہ نہیں ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ شاہد مطلق الخ یہ شعر ہر تکرار مین شاہد مطلق ہو اس کے قول سے سو آفتین دور رہون عدل نام حق کا اور شاہد اسکا کام ہے سو واسطے شاہد عدل نام چشم یار ہے دل دونون عالم مین حق کا منظر ہے کہ شاہد کے اوپر شاہ نظر رکھے عشق شاہ بازی او در عشق خدا باعث اسرار عالم کا ہوا اسی واسطے حق نے لولاک لما کہا اندر شب معراج کے قضا حاکم نیک و بد پر نبی نے قضا پر شاہد حاکم ہے پس بند قضا میر قضا ہوگیا تو خوش ہوا کریم خیبر مرتضی یعنی چشم علی کرم اللہ وجہہ کی اس عرفان سے شب دنیا مین شاہ شناس ہوئی اور فیض ان سے جمیع اولیا کو حاصل ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

عشق حق و عشق شاہد بازیش | بود مایہ جملہ پردہ سازیش
پس از ان لولاک گفت اندر لقا | در شب معراج شاہد باز ما
این قضا بر نیک و بد حاکم بود | بر قضا شاہد نہ حاکم می شود
شد اسیر آن قضا میر قضا | شاد باش ای چشم تیز مرتضی
عارف از معروف پس درخواست کرد | کای رقیب ما تو اندر گرم و سرد
ای مشیر ما تو اندر خیر و شر | از اشارتہات دل آن بیخبر
ای یرانا لا یراہ روز و شب | چشم بند ما شدہ دیدہ سبب
چشم من از دیدہ ہا افسردہ شد | تا کہ در شب آفتابم دیدہ شد
لطف معروف تو بود ای منتہی | پس کمال البر فی اتمامہ
رب اتمم نورنا بالساہرہ | و انجنا من مفضحات القاہرہ
(اے رب میرے تمام کر نور میرے کو زمین قیامت مین | اور نجات دے ہم کو رسوائی غالب سے ۱۲)
یار شب را روز مہجوری مدہ | جان قربت دیدہ را دوری مدہ
بعد تو مرگست از فکر و نکال | خاصہ بعدی کان بود بعد الوصال
آنکہ دیدستت مکن نادیدہ اش | آب زن بر سبزۂ بالیدہ اش
من نکردم لاابالی در طریق | تو مکن ہم لاابالی ای شفیق
ہین مران از روی خود او را بعید | آنکہ او یکبار روی تو بدید
دید روی جز تو شد غل گلو | کل شیء ما خلا اللہ باطل
باطلند و می نمایندم رشد | زانکہ باطل باطلان را میکشد
ذرہ ذرہ کاندرین ارض و سماست | جنس خود را ہر یکی چون کہرباست

عشق شاہد بازی و عشق خدا | باعث ایجاد عالم کا ہوا
بولا لولاک اس لئے اندر لقا | وہ شب معراج مین شاہ ولا
نیک و بد پر ہے قضا حاکم بنے | نے قضا پر شاہد اب حاکم رہے
ہو گیا بندہ قضا میر قضا | خوش ہو تو اے چشم تیز مرتضی
عارف[۱] اس معروف سے خواہش کرے | کاے رقیب اس حال مین میر تو ہی
تو مشیر اے میر اندر خیر و شر | دل اشارون سے ترے ہی بیخبر
ای یرانا لا یراہ روز و شب | ہوئی نظر بندی مری دیدہ سبب
یہ چشم چشمون سے ہوئی میری سوا | تا مجھے خورشید در شب مین دکھا
تیرا لطف عام ہے ملک خوشی | پس کمال البر فی اتمامہ
رب اتمم نورنا بالساہرہ | و انجنا من مفضحات القاہرہ
(اے رب میرے تمام کر نور میرے کو زمین قیامت مین | اور نجات دے ہمکو رسوائی غالب سے ۱۲)
یار شب[۲] کو روز مہجوری نہ دے | قرب دیدہ جان کو دوری نہ دے
بعد تیرے موت ہو از رہ ملال | خاص بعد ایسا کہ ہو بعد وصال
جس نے دیکھا تجکو مت محروم کر | ڈال پانی اس کے سبزہ زار پر
مین نے بیباکی نہ کی اندر طریق | تو بھی بیباکی نہ کر اے شفیق
رو برو سے ہانک مت اسکو اے یار | جس نے دیکھا رو کو تیرے ایکبار
دید غیر رو ہوا طوق گلو | کل شیء ما خلا اللہ باطل
ہین وہ باطل نیک دکھتے ہین مجھے | کیونکہ باطل کھینچتا باطل کو ہے
ذرہ ذرہ جو رکھے ارض و سما | جنس خود کو ہی ہر اک جون کہربا

[۱] عارف آنچ ۶ شعر اس معروف سے عارف خواہش کرے کہ اے تو رقیب اس حال مین میرا ہے اے تو مشیر میرا خیر و شر مین ہے کہ دل اشارون سے تیرے بیخبر ہے اے دکھلا مجکو وہ جو نہین دیکھتا ہون مین اس کو روز و شب اور نظر بندی دیدہ سبب کی میری چشمون سے میری چشم سوا ہوئی یہان تک کہ مجھے خورشید شب مین دکھا تیرا لطف عام ملک خوشی ہے ترجمہ کمال نیکیون کا اس کے تمام ہونے مین ہے ترجمہ اے رب میرے تمام کر نور میرے کو زمین قیامت مین اور نجات دے مجکو رسوائی غالب سے یعنی عارف مشاہدہ یار سے بینا ہوتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۲] یار شب کو آنچ ۸ شعر یار شب کو روز قیامت نور قرب دیدۂ جان کو دوری مت دے تیرا بعد دور رہے از راہ ملال کے خاصکر ایسا بعد کہ بعد وصال کے ہو جس نے تجکو دیکھا محروم مت کر اور پانی ڈال تو اس کے سبزہ زار پر مین نے بیباکی اندر طریق کے نہ کی تو بھی بیباکی فکر کرے اے شفیق اس کو روبرو سے مت ہانک اے یار جس نے تیرے منھ کو ایک بار دیکھا دید روے غیر طوق کا ہوا ترجمہ کل شے جو دوری اللہ ہو رکھے باطل ہے جو نیک مجکو دیکھتے ہین وہ باطل ہین کیونکہ باطل باطل کو کھینچتا ہے جو کہ ذرہ ذرہ ارض و سما رکھتا ہے کہربا کے مانند ہر ایک جنس کو کھینچتا ہے یعنی جو خواہشات اللہ کی کہ حق سے دور کرتی ہے وہ باطل ہے کہ جنس جنس کو کھینچتی ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

معده نان رامی کشد تا مستقر * می کشد مر آب را تف جگر
چشم جذب بتان زین کوبهاست * مغز جویان از گلستان بوبهاست
زانکه حس چشم آمد رنگ کش * مغز وبینی می کشد بوهای خوش
زین کششها ای خدای رازدان * تو بجذب لطف خودمان ده امان
غالبی بر جاذبان ای مشتری * شاید از درماندگان را وا خری
رو بشه آورد چون تشنه با بر * آنکه بود اندر شب قدر او چو بدر
چون لسان و جان او بود آن او * آن او با او بود گستاخ گو
گفت ما گشتیم چون جان بند طین * آفتاب جان توئی در یوم دین
وقت آن شد ای شه مکتوم سیر * کز کرم ریشی بجنبانی بخیر
هر یکی خاصیت خود وا نمود * آن هنرها جمله بدبختی فزود
آن هنرها گردن ما را ببست * زان مناصب سرنگون ساریم پست
آن هنر فی جیدها حبل مسد * روز مردن نیست زین فنها مدد
جز همان خاصیت آن خوش حواس * که بشب بد چشم او سلطان شناس
آن هنرها جمله غول راه بود * غیر چشمی کو ز شاه آگاه بود
شاه را شرم آمد از وی روز بار * که بشب بر روی شه بودش نظار
سگ چو بیدار است شب چون پاسبان * بی خبر نبود ز شبخیز شهان
هین ز بدنامان نباید ننگ داشت * هوش بر اسرارشان باید گماشت
هر که او یکبار خود بدنام شد * خود نباید نام جست و خام شد

معده[۵۱] کھینچے نان کو ای صاحبو * اور جگر کی گرمی کھینچے آب کو
چشم جذاب بتان اس کو سے ہی * مغز جویان گلستان بو سے ہی
کیونکہ حس چشم آئی رنگ کش * مغز بینی کھینچتی ہی بوے خوش
ان کشش سے ایخدائے رازدان * جذب لطف اپنے سے دی ہمکو امان
جاذبون پر تو ہے غالب مشتری * عاجزون کو مول لے شاید تو ہی
سوے[۵۲] شہ رو لایا جون تشنہ با بر * قدر کی شب مین تھا جون مانند بدر
جون زبان و جان ملک اسکی ہی دو * ایک اسکی اس سے تھی گستاخ گو
بولا ہم جون جان قید گل ہوئے * تو ہے جان شمس روز حشر کے
وقت وہ ہی ای شہ پوشیدہ سیر * کہ ہلائے ریش تو اپنی بخیر
خاصیت ہر اک نے کی اپنی بیان * اُس ہنر نے سبکی شامت کی عیان
اُس ہنر سے پھانسا آفت مین ہمین * سرنگون عاجز ہم اس منصب سے ہین
وہ ہنر[۵۳] فی جیدها حبل مسد * روز مرنے کے نہ اس فن سے مدد
پس سوائے خاصیت اس نیک کے * کہ تھی شب مین چشم آگہ شاہ سے
وہ ہنر سب اُنکے غول راہ تھے * چشم اک تھی کہ تھی آگہ شاہ سے
شرم آئی شہ کو دن دربار کے * اُس سے آگہ جو تھا شب مین شاہ سے
جونگہبان سگ جگے ہے رات بھر * شہ کی شب خیزی سے تو ہو بیخبر
ننگ[۵۴] بد نامونکا اب تم مت کرو * ہوش اُنکے راز پر بس تم رکھو
جو ہوا بدنام کوئی ایک بار * نام مت چہ اُن سے ہو تو خامکار

۵۱ معدہ کھینچے الخ ۵ شعر نان کو معدہ کھینچتا ہی اور آب کو جگر کی گرمی کھینچتی ہی چشم کھینچنے والی بتون کی کوے دنیا سے ہی مغز گلستانوں سے بو کو ڈھونڈھتا ہی کیونکہ حس چشم رنگ کش آئی ہی اور مغز بینی بوی خوش کھینچتی ہی ای خدائے رازدان کشش سے ہمکو امان دے اپنے جذب لطف سے تو ہی غالب ای مشتری دلون پر کہ شاید تو عاجزون کو مول لے یعنی ای خدا تو خواہشات دنیا سے مجھکو چھڑا اور اپنی خواہش تو مجھکو دے آگے رجوع بقصہ ہی فافہم ۱۲ ۵۲ سوے شہ الخ ۶ شعر شاہ کی طرف متوجہ ہوا جیسے تشنہ ساتھ آب کے جو کہ شب قدر مین تھا مانند بدر کے زبان و جان کے مانند وہ اسکی ملک تھا کہ اسکی ملک سے گستاخ گو تھی کہا کہ ہم جان کے مانند قید گل ہوئے تو دن قیامت کے جان ہی اب وقت وہ ہی ای شاہ پوشیدہ سیر کہ تو اپنی ریش ہلا کے ساتھ خیر کے اپنی ہر ایک نے خاصیت بیان کی اور اس ہنر نے شامت سبکی عیان کی اس ہنر نے آفت مین ہمین پھانسا ہم اس منصب سے سرنگون و عاجز ہین باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ ۵۳ وہ ہنر الخ ۵ شعر وہ ہنر فی جیدها حبل مسد ہے کہ روز مرنے کے اس فن سے مدد نہین ہی پس ہوا خاصیت اس نیک کے کہ شب مین اس کی چشم شاہ سے آگاہ تھی وہ سب ہنر ادن کے غول راہ تھے سوا ایک چشم کے کہ وہ شاہ سے آگاہ تھی شاہ کو شرم آئی دن دربار کے اُس سے کہ جو آگاہ تھا شب شاہ سے آگے مثال ہی نگہبان کی مانند کہ جاگتا ہی رات بھر اور شاہ کی شب خیزی سے بیخبر نہین ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۴ ننگ بدنامون سے الخ ۴ شعر اب ننگ بدنامون سے مت کر اور ان کے راز پر تم ہوش رکھو جو کوئی بدنام ہوا یکبار اُن سے نام مت چاہ کہ تو خام کار ہووے آگے اس کی مثال ہی اے بہت زر کہ سیہ تاب اسکو دین تاکہ تاراج سے وہ امن مین رہے کوئی کیونکر اب میرا اسرار جانے تو دونون چشم کھول اور میری سمت آ یعنی عارف از راہ ندامت کے خود کو بدنام کرتے ہین تو اُن سے ننگ مت کر بلکہ چشم بینا کر اور انکو دیکھ کہ وہ ایک آفتاب زمین ہین آگے مثال مین گوہر شب چراغ کا حال بیان کرتے ہین فافہم ۱۲

ای بسا زر که سیه تابش کنند	تا شود ایمن ز تاراج و گزند	اے بہت زر کہ سیہ تاب اسکو دین	تا رہے تاراج سے رہ امن مین
هر کسی چون پے برد در سر ما	باز کن دو چشم و سوے ما بیا	کوئی کیونکر جانے اسرار اب مرا	کھول دو چشم اور میری سمت آ

قصه چریدن گاو بحری در نور گوہر شب چراغ و ریختن تاجر خاک بر سر گوہر تابنده

قصہ چرنے گاؤ بحری کا گوہر شبچراغ کی روشنی مین اور ڈالنا سوداگر کا خاک کو اوپر اُس گوہر روشن کے

گاو آبی گوہر از آب آورد	بنهد اندر مرج و گردش می چرد	گاؤ آبی لائے گوہر آب سے	دشت مین رکھے وہ گرد اسکے چرے
در شعاع نور گوہر گاو آب	می چرد از سنبل و سوسن شتاب	روشنی مین اُس گہر کی گاؤ آب	چرتا ہے سنبل و سوسن سے شتاب
زان فگنده گاو آبی عنبر است	که غذایش نرگس و نیلوفر است	عنبر گوہر ہے آبی گاؤ کا	نرگس و نیلوفر اُسکی ہے غذا
هر که باشد قوت او نور جلال	چون نزاید از لبش سحر حلال	جس کسی کی ہو غذا نور جلال	کیون نہ اُسکا قول ہو سحر حلال
هر که چون زنبور وحیستش نقل	چون نباشد خانه او پر عسل	جسکی جون زنبور وحی ہووے نقل	کیون نہووے خانہ اُسکا پر عسل
می چرد در نور گوہر آن بقر	ناگہان گردد ز گوہر دور تر	گاؤ وہ نور گہر مین بس چرے	دور تر گوہر سے ناگہ وہ رہے
تاجری بر در نهد وحل سیاه	تا شود تاریک مرج و سبزه گاه	ڈالے اُس گوہر پہ گل تاجر سیاہ	تا کہ ہو تاریک اُس سے سبزہ گاہ
پس گریزد مرد تاجر بر درخت	گاو جویان مرد را با شاخ سخت	پس شجر پہ دوڑ کر تاجر چڑھے	گاؤ ڈھونڈھے مرد کو پس سینگ سے
چند بار آن گاو تازد گرد مرج	تا کند آن مرد را در شاخ درج	گاؤ پھر اُس دشت مین گردش کرے	تا کہ مارے مرد کو وہ سینگ سے
چون از او نومید گردد گاو نر	آید آنجا که نهاده بد گہر	جبکہ ہو نومید اُس سے گاؤ نر	آئے اُس جا کہ رکھا تھا وہ گہر
وحل بیند فوق دُر شاہوار	پس ز طین بگریزد او ابلیس وار	دیکھے گل بالائے در شاہوار	بھاگے اُس گل سے وہ مثل ابلیس وار

ف ۱ گاؤ آبی الخ ۵ شعر گاؤ آبی گوہر آب لائے اور دشت مین رکھے اور اُس کے گرد چرے اُس گوہر کی روشنی مین گاؤ آبی سنبل و سوسن چرتا ہے شتاب گاؤ آبی کا گوبر عنبر ہے کہ نرگس و نیلوفر اُس کی غذا ہے آگے اس کے حقائق ہین جس کسی کی غذا نور جلال ہو اُس کا قول کیون نہ سحر حلال ہو جس کی زنبور کے مانند وحی نقل ہووے اُس کا قول سحر حلال کیون نہ ہووے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

ف ۲ گاؤ وہ الخ ۶ شعر وہ گاؤ نور گوہر مین چرے اور دور تر ناگاہ گوہر سے رہے اس گوہر پر گل سیاہ تاجر ڈالے تاکہ اس سے سبزہ گاہ تاریک ہو پس درخت پر تاجر دوڑ کر چڑھے اور گاؤ مرد کو سینگ سے ڈھونڈھے پھر گاؤ اس دشت مین گردش کرے تاکہ مرد کو سینگ سے مارے جبکہ گاؤ اس سے نا اُمید ہووے اُس جگہ آئے کہ جہان وہ گوہر رکھا تھا جو اُس گل گوہر پر دیکھے بھاگے اس گل سے ابلیس کے مانند آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

کان بلیس از متن طین کور وکرست	گاو کے داند کہ در گل گوہرست
اہبطوا افگند جانرا در حضیض	از نمازش کرد محروم آن محیض
ای رفیقان زینہار ازین مقال	اتقوا ان الہوی حیض الرجال
اہبطوا افگند جان را در بدن	تا بگل پنہان بود دُر عدن
تاجرش داند ولیکن گاو نے	اہل دل دانند ہر گل گاو نے
ہر گلی کاندر دل او گوہریست	گوہرش غماز طین دیگریست
وان گلی کز رش حق نورے نیافت	صحبت گلہای پر در برنتافت
این سخن پایان ندارد موش ما	ہست بر لبہا چو در در گوش ما
کہ وہ [1] ہی ابلیس گل سے بیخبر	گاؤ کب جانے کہ گل مین ہی گہر
اہبطوا نے جان کو پستی مین رکھا	حیض نے بس کی نماز اُس سے جدا
اے رفیقو لو پناہ اس بات سے	بھاگو خواہش سے کہ حیض انسانکا [illegible]
اہبطوا نے ڈالی جان اندر بدن	تا کہ گل مین ہو نہان دُر عدن
جانے تاجر اسکو لیکن گاؤ نے	اہل دل ہین جانتے سب گاؤ نے
ایسا گل کہ دلمین اسکے ہی گہر	دے وہ گوہر دوسرے گل سے خبر
لمع حق سے نور جو گل نے رکھا	وہ گل پر دُر سے نے صحبت رکھا
بات یہ بیحد ہے اور چوہا مرے	لب پہ ہے جیسے کہ گوہر کان پے

رجوع بقصۂ موش وچغز و ربودن زاغ موش وچغز را

رجوع کرنا طرف اس قصہ کے کہ موش نے مینڈک کو طلب کیا

آن سر رشتۂ عشق رشتہ می کشد	بر امید وصل چغز با رشد
می تند بر رشتۂ دل دمبدم	کہ سر رشتہ بدست آوردہ ام
ہمچو تاری شد دل و جان در شہود	تا سر رشتہ بمن روے نمود
چون غراب البین آمد ناگہان	او شکار موش و بردش زان مکان
چون بر آمد بر ہوا موش از غراب	منسحب شد چغز نیز از قعر آب
موش در منقار زاغ و چغز ہم	در ہوا آویختہ پا در رقم
خلق می گفتند زاغ از مکر و کید	چغز آبی را چگونہ کرد صید
وہ [2] سر رشتہ عشق رشتہ کھینچے ہی	وصل مینڈک نیک کی امید [illegible]
رشتۂ دل پر وہ نخوت بس کرے	کہ سر رشتہ ہوا حاصل مجھے
تار سا دل جان شہود اندر ہوا	جیسے مجکو یہ سر رشتہ ملا
ناگہان آیا غراب البین جو	لیچلا کرکے شکار اُس موش کو
جب معلق موش کوے سے ہوا	آپ سے مینڈک بھی ساتھ اسکے کھنچا
یہ جو [3] چونچ مین کوے کی موش اندر ہوا	بھی لٹکتا تار مین مینڈک بندھا
خلق کہتی زاغ نے حیلے سے یار	مینڈک آبی کو کیا کیسے شکار

[1] کہ وہ ابلیس الخ ۸ شعر کہ وہ ابلیس گل سے بیخبر ہے گاؤ کب جانے کہ گل مین گوہر ہی اہبطوا نے جان کو پستی مین رکھا حیض نے اس سے نماز کو جدا کیا اے رفیقو اس بات سے تم بھاگو اور دزد خواہش سے کہ حیض انسان کا ہے اہبطوا نے جان کو ڈالا بدن مین تاکہ دُر عدن گل مین نہان ہو تاجران اولیا اس کو جانتے ہین ولیکن احمقان گاؤ نہین ایسا گل کہ اسکے دل مین گوہر ہے وہ گوہر دوسرے گل سے خبر دیتا ہے جو گل لمع مین سے نور نہین رکھتا ہو وہ گل پر گوہر سے صحبت نہین رکھتا ہو یہ بات بیحد ہے اور موش میرے لب پر ہے جیسے گوہر کان پر یعنی خواہشات دنیا نے گوہر جان کو گلاب وجود مین خمیر کر دیا ہے مگر اولیاء اللہ اسکو جانتے ہین و غافلان دنیا کیونکہ اولیاء اللہ اس لمع حق سے ڈر رکھتے ہین آگے موش و مینڈک کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] وہ سر رشتہ الخ ۴ شعر وہ سر رشتہ عشق سر رشتہ کو کھینچتا ہی مینڈک نیک وصل کی امید وہ نخوت رشتہ دل پر کرے کہ مجکو سر رشتہ حاصل ہوا دل و جان شہود مین تار کے مانند ہو جب کہ مجکو یہ سر رشتہ ملا جو ناگہان غراب البین اجل آیا شکار کرکے موش کو لیچلا جب زاغ سے موش معلق ہوا مینڈک بھی آب مین سے اُسکے ساتھ کھنچا زاغ کی چونچ مین موش اندر ہوا کے بھی تار مین لٹکتا تھا مینڈک بندھا ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] خلق کہتی ہے الخ ۴ شعر مخلوق کہتی کہ زاغ نے حیلے سے مینڈک آبی کو کیسے شکار کیا کس طرح پانی مین گھسکر کے گیا مینڈک آبی کب شکار زاغ تھا وہ مینڈک کہتا یہ سزا اسکی تھی کہ جو ناکس آبی سے ملے آگے اسکے حقائق ہین یار یا جنسون سے فریاد و فغان ہے کہ ہمنشین نیک ڈھونڈھو اے مہربان یعنی یار ناجنس سے فریاد ہے کہ بجز رنج کے اور کچھ اس سے حاصل نہین ہوتا ہے پس تو ہمنشین نیک ڈھونڈھو کہ اس سے تجکو نفع پہونچے اور دین اور دنیا حاصل ہو آگے اس یار بد کا بیان ہے فافہم ۱۲

چون شد اندر آب و جوشش در ربود | چغز آبی کے شکار زاغ بود
چغز میگفت این سزای آن کسے | کو چو بے آبان شود جفت خسے
ای فغان از یار ناجنس ای فغان | همنشین نیک جوئید ای مهان
عقل را افغان ز نفس پر عیوب | همچو بینی بدی بر روئے خوب
عقل میگفتش که جنسیت یقین | از ره معنی ست نے از ماء و طین
هین مشو صورت پرست و این مگو | سر جنسیت بصورت در مجو
صورت آمد چون جماد و چون حجر | نیست جامد را ز جنسیت خبر
جان چو مور و تن چو دانہ گندمی | می کشاند سو بسویش هر دمی
مور داند کان حبوب مرتهن | مستحیل و جنس من خواهد شدن
آن یکی مورے گرفت از راه جو | مور دیگر گندمے بگرفت و دو
جو سوئے گندم نمی تازد و لے | مور سوئے مور می آید بلے
رفتن جو سوئے گندم تابع است | مور را بین کو بجنسش راجع است
تو مگو گندم چرا شد سوے جو | چشم را بر خصم نه نے بر گرد
مور اسود بر سر نمد سیاه | مور پنهان دانه پیدا پیش راه
عقل گو دید چشم را نیکو نگر | دانه هرگز کے رود بے دانه بر
زین سبب آمد سوئے اصحاب کلب | هست صورتها حبوب و مور قلب
زان شود عیسی سوئے پاکان چرخ | بد قفسها مختلف یک جنس فرخ

کس طرح پانی مین گھسکرے گیا | مینڈک آبی کب شکار زاغ تھا
کہتا وہ مینڈک سزا یہ اسکی ہے | جو کہ بے آبی نا کس سے ملے
یار ناجنسون سے فریاد و فغان | ہمنشین نیک ڈھونڈھو اے مہربان
عقل کو فریاد عیب نفس سے[۱] | جیسے بینی بد ہو روئے خوب پے
عقل کہتی اسکو جنسیت جو ہے | از رہ معنی ہی نے گل آب سے
مت ہو تم صورت پرست اور مت کہو | راز جنسیت کا صورت سے نہ لو
صورت آئی جون جمادات و حجر | جنسیت سے نے جمادون کو خبر
تن جون دانہ گندم و جون مور جان | کھینچتی پھرتی ہو اُسے وہان وہان
مور جانے دانہ وہ لایا ہوا | جنس اور تحلیل ہووے گا مرا
راہ سے اک مور نے جو پالیا[۲] | دوسری اک مور نے گیہون لیا
پاس گیہون کے نہین جو جا سکے | مور جانب مور کے پر آ سکے
جانا جو کا سوے گندم جبر سے | دیکھو جنبش کر کے جاتی مور ہے
تو نہ کہہ کیونکر گیا گیہون پہ جو | دیکھ تو مالک کو نے مملوک کو
کالے نمدے پر ہے اک مور سیاہ | مور پنہان دانہ ظاہر ہے براہ
چشم کو کہہ عقل دیکھ اب غور سے | دانہ کب جاتا ہی بے حمّال کے
اس لئے آیا سوے اصحاب کلب | صورتین دانہ ہین اور ہی مور قلب
اس لئے عیسیٰ ملائک سے ملا[۳] | مختلف پنجرا و مرغ اک جنس تھا

سلہ عقل کو فریاد الخ ۶ شعر عیب نفس سے عقل کو فریاد ہے جیسے روئے خوب پر بینی بد ہو عقل کہتی ہے کہ جو اسکو جنسیت ہے از راہ معنی کے ہے نہ گل و آب سے تو صورت پرست مت ہو اور مت کہہ از راہ جنسیت کے صورت سے مت لو صورت مثل جماد و سنگ کے آئی ہو کہ جمادون کو جنسیت خبر نہین تن مثل دانہ گندم کے و جان مثل چیونٹی کے کہ وہ اُسے کھینچے پھرتی ہے یہان وہان مور جانتا ہے کہ وہ دانہ لایا ہوا جنس و تحلیل میرا ہووے گا یعنی جان جسم کو اگرچہ لے پھرتی ہے کہ تا جسم میری جنس ہو پس تو صورت پرست نہ ہو کہ راز جنسیت کا تجکو معلوم نہین ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ راہ سے الخ ۷ شعر ایک چیونٹی نے جو راہ سے پایا اور دوسری چیونٹی نے گیہون لیا گیہون جو پاس نہین جا سکے ولیکن چیونٹی جانب چیونٹی کے آ سکے جو کا جانا طرف گندم کے پھیر سے دیکھو کہ جنبش کر کے چیونٹی جاتی ہے تو مت کہہ کہ گیہون پاس جو کے کیونکر گیا تو مالک کو دیکھ اور مملوک کو مت دیکھ آگے اسکی مثال ہے نمدہ سیاہ پر ایک چیونٹی سیاہ ہو کہ چیونٹی پوشیدہ اور دانہ راہ پر ظاہر جاتا ہے عقل چشم کو کہے کہ اب غور سے دیکھ کب دانہ بے حمال کے جاتا ہی اسواسطے اصحاب کہف کی جانب کتا آیا کہ صورتین دانہ ہین اور قلب چیونٹی ہین یعنی قلب اُن کو ایک دوسرے کے پاس لئے پھرتا ہی مگر قلب پوشیدہ ہے دکھائی نہین دیتا ہے آگے مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ اس لئے عیسیٰ الخ ۶ شعر اسواسطے عیسیٰ ع ملائک سے ملے کہ پنجرے مختلف اور مرغ ایک جنس تھا یہ قفس ظاہر اور وہ مرغ پنہان ہے مگر بے قفس کش کے قفس کب جا سکتا ہی آگے اسکے حقائق ہین وہ خوش دیدہ ہی کہ اسکی عقل امیر ہے اور عافیت مین وہ صاحب بصیر ہے افعال نیک و بد عقل سے لا اور چشم سے نہین کہ سفید و سیاہ کہے چشم کو عزہ گھوڑے سبزہ پر اور عقل کہے امتحان کرتے رہو چشم کام مین بلا ہی مرغ ہے اور چشم دام مین نجات مرغ ہے اور چشم دام مین چشم ظاہر بین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

این قفس پیدا و آن فرخش نہان / بے قفس کش کے قفس باشد روان
ای خنک چشمی کہ عقلش شد امیر / عاقبت بین باشد و حبر و قریر
فرق زشت و نغز از عقل آورید / نے ز چشمی کو سیہ گفت و سپید
چشم غرہ شد بخضرای دمن / عقل گوید بر محک ماش زن
آفت مرغ ست چشم کام بین / مخلص مرغ ست چشم دام بین
دام دیگر بد کہ عقلش در نیافت / وحی غائب بین بدان سو می شتافت
جنس و ناجنس از خرد تانی شناخت / سوی صورتہا نشاید زود تاخت
نیست جنسیت بصورت ولیک / عیسی آمد در بشر جنس ملک
بر کشیدش فوق این نیلی حصار / مرغ گردونی چو چغزش زاغ وار

یہ قفس ظاہر و پنہان مرغ ہے / بے قفس کش کے نفس کب جا سکے
اے وہ خوش دیدہ کہ عقل اسکی امیر / عاقبت بین ہووے اور صاحب بصیر
فعل بد اور نیک لائے عقل ہے / چشم سے سنے کہ سفید و سیہ کے
سبزہ گھوڑے پہ ہے غرہ چشم کو / عقل کہدے امتحان کرتا رہو
ہے بلائے مرغ چشم کام بین / ہے نجات مرغ چشم دام بین
دام دیگر کہ نپائے عقل اُسے[۵۱] / وحی غائب بین اُدھر کو جائے ہی
جنس ناجنس عقل سے تو پا سکے / جانب صورت نہ جانا چاہیے
میری تیری جنسیت صورت مین نے / تھے بشر عیسیٰ ملک کی جنس سے
کھینچا اُن کو آسمان پر ایک بار / مرغ گردون نے جون مینڈک سا زاغ دار

بردن پریان عبد الغوث را مدتی در میان خود و بعد از آن بہ شہر آمدن پیش فرزندان و باز پیش پریان رفتن ۔

لیجانا پریون کا عبد الغوث کو ایک مدت اپنے درمیان و بعد آنا شہر مین پاس فرزندون کے اور پھر پریون کے پاس جانا

بود عبد الغوث ہم جنس پری / چون پری نہ سال در پنہان بری
شد زنش را نسل از شوی دگر / وان یتیمانش ز مرگش در سمر
مدتی بگذشت زو نامد خبر / زو طمع ببرید ہم زن ہم پسر
کہ مر او را گرگ زد یا رہزنے / یا فتاد اندر چہے یا مکمنی
جملہ فرزندانش در اشغال مست / خود نہ گفتندی کہ بابائی بدست
بعد نہ سال آمد آن ہم عاریہ / گشت پیدا باز شد متواریہ

جنس پریون سے تھا عبد الغوث بھی[۵۲] / لے گئی نو سال جو پنہان پری
زن کو فرزند اُس کے اور شوہر ہوئے / تھے یتیم آوارہ اُسکی مرگ سے
گذری مدت اسکی نے آئی خبر / زن ہوئی نومید اس سے اور پسر
کہ اُسے مارا ہے رہزن گرگ نے / یا گرا چہ مین یہ اندر غار کے
مست مشغول اسکے سب فرزند تھے / نے کوئی کہتا ہمارا باپ ہے
نو برس بعد آیا وہ بھی عاریت / ہو کے ظاہر پھر نہان کی باز گشت

[۵۱] دام دیگر الخ ۶ شعر دوسرا دام کہ عقل اُسے نہ پائے وحی غائب بین ادھر کو جاتی ہے جنس اور ناجنس کو تو عقل سے پا سکے پس جانب صورت کے نہ جانا چاہیے میری اور تیری جنسیت صورت مین نہین عیسیٰ بشر تھے ملائک کی جنس سے ایک بار ان کو آسمان پر کھینچا مرغ گردون نے مثل مینڈک کے و زاغ کی جنسیت اصل معنی کی ہے صورت کی نہین جیسے عبد الغوث شریک پریون کے ہوئے بباعث جنسیت معنی کے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۵۲] جنس پریون الخ ۸ شعر عبد الغوث جنس پریون سے تھا جو نو برس کی پری کا پوشیدہ لے گئی اُس کی عورت کو فرزند دوسرے خاوند سے ہوئے آوارہ بچے یتیم اس کی مرگ سے تھے ایک مدت گذری اور اس کی خبر نہ آئی زن و فرزند اس سے نا امید ہوئے کہ اسے رہزن و گرگ نے مارا ہے یا چاہ یا غار مین گرا ہے اس کے سب فرزند مست و مشغول تھے کوئی نہین کہتا کہ ہمارا باپ ہے نو برس کے بعد وہ آیا بھی عاریت ظاہر ہو کر پھر پوشیدہ باز گشت کی ایک مہینے تک زن و فرزند کو دیکھا پھر واپس گیا سبھون سے وہ چھپکر ایک مہینے وہ مہمان فرزندون کا رہا بعدہ انکا پتہ کسی نے نہ پایا آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

یک مہی فرزند و زن را دید باز ۔ گشت پنہان کس ندیدش باز زاں
یک مہی مہمان فرزندان خویش ۔ بود زان پس کس ندیدش رنگ بیش
بود ہمجنسی پریانش چنان ۔ کہ رباید روح را زخم سنان
چون بہشتی جزو جنت آمدہ ست ۔ ہم ز جنسیت شود یزدان پرست
نے نبی فرمود جود و محمدہ ۔ شاخ جنت دان بدنیا آمدہ
مہرہا را جملہ جنس مہر خوان ۔ قہرہا را جملہ جنس قہر دان
لاابالی لاابالی آورد ۔ زانکہ ہمجنسند ایشان در خرد
بود جنسیت در ادریس از نجوم ۔ ہشت سال او با زحل شد ہم قوم
در مشارق در مغارب یار او ۔ ہم حدیث و محرم اسرار او
بعد غیبت چونکہ آورد او قدوم ۔ بر زمین میگفت او درس نجوم
پیش او استارگان خوش صف زدہ ۔ اختران در درس او حاضر شدہ
آنچنانکہ خلق آواز نجوم ۔ می شنیدند از خصوص و از عموم
جذب جنسیت کشیدہ تا زمین ۔ اختران را پیش او کردہ مبین
ہر یکے نام خود و احوال خود ۔ باز گفتہ پیش او شرح رصد
چیست جنسیت یکے نام نظر ۔ کہ بدان یابند رہ در یکدگر
آن نظر کہ کرد حق در وی نہان ۔ چون نہد در تو تو گردی جنس آن
ہر طرف چہ میکشد تن را نظر ۔ بیخبر را کہ کشاید باخبر

ایک مہ دیکھا زن و فرزند کو ۔ پھر گیا واپس سبھوں سے چھپکے وہ
ایک مہ مہمان فرزندان رہا ۔ نے کسی نے پایا بعد اُس کا پتا
اس طرح ہمجنس پریون کا تھا وہ[۵۱] ۔ کہ سنان کا زخم لیوے جان کو
جو بہشتی آیا ہمجنس جنان ۔ جنسیت سے حق پرست ہو بیگمان
نے پیمبر نے کیا جود و سخا ۔ شاخ جنت آئی دنیا مین بھلا
مہر کو تو جملہ جنس مہربان ۔ قہر کو تو جملہ جنس قہر جان
لاابالی لاابالی لائے ہے ۔ کیونکہ ہمجنس ہین وہ اندر عقل کے
جنسیت انجم سے تھی ادریس کو ۔ تھا زحل سے آٹھ سال ہمدرس وہ
مشرق و مغرب مین تھے بس یار وہ[۵۲] ۔ ہمکلام و محرم اسرار وہ
بعد گم جانے کے جبکہ آئے وہ ۔ درس دیتے تھے زمین پر نجم کو
باندھی صف انجم نے اُنکے سامنے ۔ اختر اُنکے درس مین حاضر ہوئے
اس طرح کرتے تھے انجم سب کلام ۔ سنتے آواز اُنکی تھے سب خاص و عام
جذب جنسیت زمین تک لائی تھی ۔ اخترون کو اور کیا ظاہر سبھی
کہتا ہر اک نام خود احوال خود ۔ آگے اُنکے کہتا اور شرح رصد
جنسیت کیا ہے ہی اک نام نظر[۵۳] ۔ کہ ہین پاتے اُس سے آپس مین گذر
وہ نظر کہ حق نے کی اُس مین نہان ۔ جو رکھے تجھ مین تو ہو جنس اُسکی ہان
ہر طرف کھینچے ہی تن کو کیا نظر ۔ بے خبر کو کون کردے باخبر

۵۱ اس طرح ہمجنس الخ ۶ شعر وہ اس طرح ہمجنس پریون کا تھا کہ زخم سنان جان کو لیوے جزو جنت جو بہشتی آتا ہے اسواسطے جنسیت سے حق پرست بیگمان ہوا پیغمبر صلعم نے نہین کہا کہ جود وہ معنی ایک شاخ جنت کی دنیا مین آئی تو مہر جان اور قہر کو جملہ جنس قہر جان لاابالی لاابالی کو لاتا ہے کیونکہ وہ اندر عقل کے ہمجنس ہین ادریس علیہ السلام کو جنسیت انجم سے تھی کہ زحل سے آٹھ برس ہمدرس تھے یعنی جنس کو جنس اپنی طرف کھینچتی ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۲ مشرق و مغرب الخ ۸ شعر مشرق و مغرب مین وہ یار تھے اور ہمکلام و محرم اسرار بعد گم جانے کے جب وہ آتے ہین پر وہ انجم کو درس دیتے ہین انکے روبرو انجم نے صف باندھی اور اختر انکے روبرو حاضر ہوئے انجم اس طرح کلام کرتے تھے کہ خاص و عام انکی آواز سنتے تھے جذب جنسیت زمین تک لائی تھی اخترون کو اور سبکو ظاہر کیا ہر ایک اپنا احوال کہتا اور انکے آگے شرح رصد کہتا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ جنسیت کیا ہے الخ ۲ شعر جنسیت کیا ہے ایک نام نظر ہے کہ اس سے آپس مین گذر پاتے ہین وہ نظر کہ حق نے اس مین پوشیدہ کی جو تجھ مین رکھے تو اس کی جنس ہو ہر طرف تن کو کھینچتی ہے کیا نظر بیخبر کو کون کھینچے باخبر آگے مثال ہے جو حق مرد مین خود عورت کی رکھے وہ مخنث ہووے اور اپنی کون دیوے اور جو حق مرد کی خو عورت مین رکھے وہ طالب زن ہووے اور سبورہ کرے جو تجھ مین صفات جبرئیل کی رکھے چوچہ کے مانند ڈھونڈتے ہوا مین رستہ چشم منتظر ہوا مین رکھے زمین سے دور عاشق چرخ کا ہو یعنی اہل اللہ سب آپس مین ہمجنس ہین کہ نظر حق کی سب مین برابر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

حق چو اندر مرد خوی زن نهد	او مخنث گردد و کون می دہد	مرد حق مین جو کہ خوے زن رکھے	وہ مخنث ہووے اپنی کون دے
چون نهد در زن خدا خوی نری	طالب زن گردد او چون سعتری	سر دگی خو جو کہ حق زن مین رکھے	طالب زن ہووے سیبورہ کرے
چون نهد در تو صفات جبرئیل	ہمچو فرخی در ہوا جوئی سبیل	جو رکھے تجھ مین صفات جبرئیل	ڈھونڈھے جون چوچہ ہوا مین تو سبیل
منتظر بنهاده دیده در ہوا	از زمین بیگانہ عاشق بر سما	چشم رکھے منتظر اندر ہوا	ہو زمین سے دور عاشق چرخ کا
چون بود در تو صفتہای خری	صد ہنر گر ہست در آخر پری	اور ۵۱ صفاتین خر کی بھی تھین تجھ مین جو	سو ہنر بس رکھے نے گھوڑے ہو
از پے صورت نیامد موش خوار	از خبیثی شد زبون موش خوار	موش صورت کے نہ باعث سے ہو خوار	ہے خبیثی سے زبون موش خوار
طعمہ جوی خائن و ظلمت پرست	از پنیر و جوز از دوشاب مست	ہو غذا جو خائن و ظلمت پرست	جوز سے اور عرق انگورون سے مست
باز اشهب را چو باشد خوی موش	ننگ موشان باشد و عار وحوش	باز کے پٹھے کو جو ہو خوے موش	شرم رکھین اس سے جو ہین اور وحوش
خوی آن ہاروت و ماروت ای پسر	چون بگشت و داد شان خوی بشر	کہ ہے ہاروت اور ماروت اے پسر	جو کہ بدلے دے انھین خو بشر
در فتادند از لنحن الصافون	در چہ بابل فتادہ واژگون	بس لنحن الصافون سے وہ گرے	چاہ بابل مین نگون سر وہ گرے
لوح محفوظ از نظرشان دور شد	لوح ایشان ساحر و مسحور شد	لوح محفوظ انکی نظرون سے چھپا	سحر و ساحر لوح اُن کی ہو گیا
سر ہمان و پر ہمان ہیکل ہمان	موسی بر عرش فرعونی نہان	۵۲ سر وہی اور پر وہی صورت وہی	خوار فرعون عرش پر موسیٰ نبی
در پے خو باش و با خوش خو نشین	خو پذیری گل و روغن ببین	در پے خو رہ و خوش خو ساتھ بیٹھ	خو پکڑنا گل کا اور روغن کا دیکھ
خاک گور از مردہ ہم یابد شرف	تا نہد بر گور او دل روی کف	پائے خاک گور مردہ سے شرف	تا رکھین اس گور پر دل و کف
خاک از ہمسایگی جسم پاک	چون مشرف آمد و اقبالناک	خاک ہمسائے سے جسم پاک کے	جو مشرف اور با اقبال ہے
پس تو ہم الجار ثم الدار گو	گر دلے داری برو دلدار جو	تو بھی گھر لے بس پڑوسی ڈھونڈھ لے	گر رکھے دل جا تو اور دلدار لے
خاک تو ہم سیرت جان می شود	سرمہ چشم عزیزان می شود	تیری خاک ہم سیرت جان ہوگی	سرمہ چشم عزیزان ہوگی
اے بسا در گور خفتہ خاک وار	بہ ز صد زندہ بہ نفع و انتشار	ای بہت خون خاک خفتہ گور مین	نفع مین بہتر بہت زندون سے ہین
سایۂ بود او و خاکش سایہ مند	صد ہزاران زندہ در سایہ و بند	سایہ وہ ہین خاک انکی سایہ مند	سائے مین زندہ ہین صد ہا انکے بند

۵۱ اور صفاتین الخ ے شعر اور جو صفاتین خر کی تجھ مین رکھے تو سو ہنر رکھے ولیکن گھوڑے سے بڑھ صورت کے باعث موش خوار نہین ہے بلکہ خبیثی سے زبون موش خوار ہے غذا سے ڈھونڈھنے والا خائن و ظلمت پرست ہو اور جوز اور عرق انگورون سے مست ہو جو باز کے پٹھے کو خوے موش ہوا اس سے شرم رکھین موش خوے ہاروت و ماروت کی خو بدی انھین خوے بشر بس وہ لنحن الصافون سے گرے چاہ بابل مین اور نگون سر پڑے لوح محفوظ انکی نظرون سے چھپا سحر و ساحران کی خو ہو گیا یعنی جو بد خوئی اختیار کرے وہ درجہ اعلیٰ سے اسفل مین گرے مثل ہاروت و ماروت کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۵۲ سر وہی الخ ۸ شعر وہی سر اور وہی پر اور وہی صورت فرعون خوار اور موسیٰ عرش پر خو کا در پے رہا اور خوش خو کے ساتھ بیٹھ اور گل کا اور روغن کا خو پکڑنا دیکھو آگے اس کی مثال ہے خاک گور مردہ سے شرف پائے کہ تا اس گور پر دل و رو و کف رکھین خاک ہمسایہ جسم پاک سے جو مشرف با اقبال ہے پس تو بھی پڑوسی ڈھونڈھ کر گھر لے اور اگر دل نذر کھتا ہے تو جا اور دلدار لے خاک تیری ہم سیرت جان کی ہوگی اور سرمہ چشم عزیزان ہوگی اے بہت مانند خاک کے خفتہ گور مین نفع بہتر بہت زندون سے پاتے ہین وہ سایہ مین خاک اُن کی سایہ مند انکے سایہ مین صد ہا زندہ بند ہین یعنی تو بصحبت بزرگون کے ہر کہ عزیزون کا ہووے بعد مرنے کے آگے اس کی مثال مین حکایت فرماتے ہین فافہم ۱۲ داستان ہشتم اولیا کے لا ابالی ہونے مین ۱۲

داستان مرد وظیفہ دار از محتسب تبریز کہ وام بسیار کردہ بود بر امید وظیفہ وا ز وفات او بیخبر بود واز ہیچ کس وام او گذاردہ نمی شد الا از محتسب متوفی گذاردہ شد۔ بیت

داستان مرد وظیفہ دار محتسب تبریز کی کہ اُسنے وظیفہ کی امید پر قرض لیا تھا اور اسکی وفات سے بیخبر تھا اور کسی سے قرض اُسکا ادا نہین ہوتا تھا الا محتسب متوفی سے ادا ہوا۔ بیت

لیس من مات فاستراح بمیت	انما المیت میت الاحیاء	نہ وہ مردہ کہ مرکے راحت ملے	نہ وہ ہی مردہ کہ وہ تو زندہ ہے
آن یکی درویش ز اطراف دیار	جانب تبریز آمد وام دار	اک[1] فقیر از راہ اطراف دیار	جانب تبریز آیا قرض دار
نہ ہزارش وام بود از زرگر	بود در تبریز بدر الدین عمر	قرض زر تھا نو ہزار اُس پر اگر	تھا پے تبریز بدر الدین عمر
محتسب بود از یکے بحر آمدہ	ہر سر مویش یکے حاتم کدہ	محتسب تھا ایک وہ بحر سخا	ہر سر مو اسکا اک حاتم کی جا
حاتم ار بودے گدای او شدی	سر نہادی خاک پایش وشدی	ہوتا حاتم اسکا ہوتا اک گدا	سر جھکا تا ہوتا اُسکا خاک پا
گر بدادی تشنہ را بحر زلال	در کرم شرمندہ بودی زان نوال	دیتا گر تشنہ کو وہ بحر زلال	ہوتا اس جود و کرم سے انفعال
در بکردی ذرۂ را مشرقی	بودی آن در ہمتش نالائقی	گر وہ اک ذرہ کو کرتا مشرقی	جانتا ہمت سے وہ نالائقی
بر امید او بیامد آن غریب	کو غریبان را بدی خویش و قریب	آیا وہ امید پر اُس کی غریب	کہ غریبوں کا تھا وہ خویش و قریب
بر درش بود آن غریب آموختہ	وام بجید از عطایش توختہ	عادی در پے اُسکے آنیکا تھا وہ	اسکی بخشش سے وہ کرتا قرض کو
ہم بپشتی آن کریم او وام کرد	کہ بہ بخششہاش واثق بود مرد	قرض[2] پشتی اس سخی نے کر لیا	جود وہ اس کی جود سے مضبوط تھا
لاابالی گشتہ بودہ وام جو	بر امید قلزم اکرام از	تھا وہ بے پروا جو لیتا قرض ہے	اس کی بحر جود کی امید پے
وام داران زو ترش او شاد کام	ہمچو گل خندان از آن روض الکرام	قرضخواہ اُس سے ترش و خوش تھا وہ	جون گل خندان تھا اس بخشش کا وہ

سلہ ایک فقیر آنخ ۸ شعر ایک فقیر از راہ اطراف کے تبریز کی جانب قرضدار آیا اُسپر قرض نو ہزار کا تھا مگر بدر الدین تبریزی کے واسطے تھا کہ وہ محتسب ایک دریاے سخا تھا اور ہر سر مو اُس کا ایک حاتم کی جانب تھا اگر حاتم ہوتا اس کا ایک گدا ہوتا سر جھکاتا اور اس کا خاک پا ہوتا اگر تشنہ کو بحر زلال دیتا اس جود و کرم سے انفعال ہوتا اگر وہ ایک ذرے کو مشرقی کرتا وہ ہمت سے نالائقی جانتا اس کی امید پر وہ غریب آیا کہ غریبوں کا وہ خویش و قریب تھا وہ عادی اس کے در پر آنے کا تھا اور اس کی بخشش پر وہ قرض کرتا تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ قرض پشتی آنخ ۷ شعر اس سخی کی پشتی سے قرض لیا جو کہ اس کی جود و بخشش سے وہ بہت مضبوط تھا وہ بے پروا تھا کہ جو قرض لیتا اسکے بحر جود کی امید پر قرضخواہ اُس سے ترش اور وہ خوش تھا مانند گل خندان کے اس بخشش سے آگے اس کے حقائق ہین اس کی پشت گرم ہوئی شمس عرب سے اس کو کیا غم تھا خود رو لب سے جو کہ عہد و پیمان ابر سے رکھ آب دینے سے کب ڈرے افسوس ہو جو جادوگرون نے جانا دست خدا اس دست و پا کو دست و پا کب جانا آگے مثال ہے جیسے روباہ کو شیر سے پشت ہے وہ قید و سے کا مغز توڑے مشت سے یعنی وہ محتسب جناب رسول مقبول صلعم سے کہ ان کو خدا سے مدد ملتی تھی اولب سے ہو انکو کیا غم تھا آگے اسکی مثال ہیں جعفر صادق کا قصہ فرماتے ہین فافہم ۱۲

گرم شد پشتش ز خورشید عرب	چه غمش بود از سبال بولهب	گرم ہوئی پشت اسکی با شمس عرب	کیا غم اس کو باغرور بولہب
چونکه دارد عهد و پیوند سحاب	کے دریغ آید سقایانش آب	جو کہ رکھے عہد و پیمان ابر کے	کب ہو افسوس آب دینے کے لیے
ساحران واقف از دست خدا	کے نهد این دست و پا را دست و پا	ساحرون نے جانا جو دست خدا	جانا کب اس دست و پا کو دست و پا
روبہی کہ ہست او را شیر پشت	بشکند مغز پلنگان را بہ مشت	شیر سے جس لومڑی کو پشت ہے	مغز توڑے تیندوے کا مشت سے

آمدن جعفر رضی اللہ عنہ بہ تنہا بہ گرفتن قلعہ و مشورت کردن ملک آن قلعہ با وزیر در دفع او و گفتن وزیر ملک را کہ زینہار ملک را بوے تسلیم کن کہ او موید است

آنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا واسطے لینے قلعہ کے اور مشورہ کرنا اس قلعے کے بادشاہ کا وزیر سے اُنکے دفع کرنے مین اور کہنا وزیر کا بادشاہ کو کہ ضرور ملک انھین سونپ دے کہ وہ مضبوط ہین

چونکہ جعفر رفت سوے قلعۂ	قلعہ نزد گام خنگش جرعۂ	جو کہ[1] جعفر قلعہ لینے کو گئے	اک قدم قلعہ تھا آگے اسپ کے
یک سوارہ تاخت تا قلعہ بکر	تا در قلعہ ببستند از خطر	پس جریدہ قلعہ تک حملہ کیا	خوف سے در بند قلعہ کر لیا
زہرہ نے کس را کہ پیش آید بجنگ	اہل کشتی را چہ زہرہ با نہنگ	کس کو طاقت کہ کرے پس اُن سے جنگ	اہل کشتی کو نہ طاقت با نہنگ
روی آورد آن ملک سوی وزیر	کہ چہ چارہ است اندرینوقت اے مشیر	بادشہ[2] نے کی رجوع سوے وزیر	کہ علاج اسوقت کیا ہے اے مشیر
گفت آنکہ ترک گوئی مکر و فن	پیش او آئی بہ شمشیر و کفن	بولا بہتر ہے کہ چھوڑ اب مکر و فن	آگے اُس کے آ بہ شمشیر و کفن
گفت آخر نے یکے مردیست فرد	گفت منگر خوار در مردی مرد	بولا نے آخر وہ تنہا مرد ہے	بولا تنہا خوار مت دیکھ اُسے
چشم بکشا قلعہ را بنگر نکو	ہمچو سیماب است لرزان پیش او	کھول آنکھین دیکھ قلعہ کو نکو	کانپے جون سیماب آگے اُسکے وو
بر سر زین آنچنان محکم پی است	گوئیا شرقی و غربی با وی است	اسقدر ثابت قدم ہے زین پہ	گویا شرقی غربی وہ ہمرہ رکھے
چند کس ہمچون فدائی تاختند	خویشتن را پیش او انداختند	چند کس دوڑے فدائی کے مثال	اور کیا پیش اسکے خود کو پائمال

[1] جو کہ جعفر الخ سو شعر جو کہ جعفر صادق قلعہ لینے کو گئے ان کے آگے اسپ کے قلعہ ایک قدم تھا پس قلعہ تک جریدہ حملہ کیا پس قلعہ کا در خوف سے بند کر لیا کس کو طاقت کہ اُن سے جنگ کرے کہ اہل کشتی کو طاقت نہنگ سے نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] بادشاہ نے الخ ۲ شعر بادشہ نے وزیر کی طرف رجوع کی کہ اس وقت علاج کیا ہے اے مشیر کہا کہ بہتر ہے اب مکر و فن چھوڑ اور اس کے آگے آ با شمشیر و کفن کہا کہ نہین وہ آخر تنہا مرد ہے کہا اس کو تنہا مت دیکھ آنکھین کھول اور قلعہ کو دیکھ وہ اُس کے آگے کانپتا ہے مانند سیماب کے وہ اس قدر زین پر ثابت قدم ہے کہ گویا مردان شرقی و غربی ہمراہ رکھتا ہے چند کس فدائیوں کے مانند دوڑ اسکے اور خود کو اُس کے آگے پامال کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ہر یکی را او بہ گرزی می فگند / سرنگون ساز اندر اقدام سمند
دادہ بودش صنع حق جمعیتی / کہ ہمی زد تن تنہا لشکری
چشم من چون دید روی آن قباد / کثرت اعداد از چشمم فتاد
اختران بسیار و خورشید از یکیست / پیش او بنیاد ایشان مندکیست
گر ہزاران موش پیش آرند سر / گربہ را نی ترس باشد نی ضرر
گو بپیش آیند موشان ای فلان / نیست جمعیت درون جان شان
ہست جمعیت بصورت در فشار / جمع معنی خواہ ہین از کردگار
نیست جمعیت ز بسیاری جسم / جسم را بر باد قائم دان چو اسم
در دل موش ار بدی جمعیتی / جمع گشتی چند موش از ہمتی
بر زدندی خویش را بر گربہ / ہر یکی بر وی زدندی حربہ
بر زدندی چون فدائی حملہ / خویش را بر گربہ بی مہلہ
آن یکی چشمش بکندی از ضراب / وان دگر گوشش دریدی ہم بتاب
وان دگر سوراخ کردی پہلوش / از جماعت گم شدی بیرون شدش
لیک جمعیت ندارد جان موش / بجہد از جانش ز بیم گربہ ہوش
گر بود اعداد موشان صد ہزار / خشک گردد از یکی گربہ ہزار
از رمہ انبہ چہ غم قصاب را / انبہی ہش چہ بند و خواب را

ڈالتا[۱] ہر ایک کو وہ گرز سے / سرنگون قدمون پہ اپنے اسپ کے
صنع حق نے دی تھی جمعیت اُسے / کہ تباہ لشکر کی سب اک شخص نے
دیکھا رو اُس شہ کا میری چشم نے / محو ہوئی کثرت مری اُس چشم سے
بیشمار اختر و خورشید ایک ہے / اصل انکی کیا ہے آگے شمس کے
سیکڑون چوہے مقابل آئین گر / خوف نے گربہ کو ہووے نے ضرر
گر مقابل آئین چوہین اور لڑین / تے ہی جمعیت اُنھونکی جان مین
ابتری[۲] صورت مین جمعیت رکھے / جمع معنی چاہ تو اللہ سے
نے ہے جمعیت بہت سے جسم سے / جسم قائم باد پر جون اسم کے
ہوتی جمعیت جو دل مین موش کے / جمع ہوتے موش جرات سے وے
آپ کو گربہ کے اوپر ڈالتے / مارتے سب مل کے حربہ سے اُسے
حملہ جون اہل فدا کے کرتے وہ / بے تامل گرتے خود گربہ پے وہ
ضرب سے ایک آنکھ اسکی پھوڑتا / دوسرا کانون کو اُسکے کاٹتا
تیسرا پہلو کو اُس کے چھیدتا / بھاگ جاتی گربہ اُن سے برملا
لیک[۳] جمعیت نہ رکھے جان موش / خوف سے گربہ کے جائین انکے ہوش
گر ہزارون چوہے ہون اندر شمار / خشک جان ہون ایک گربہ سے ای یار
ہجم گلہ سے نہ غم قصاب کو / ہوش کا انبوہ نہ روکے خواب کو

ف۱ ڈالتا الخ ۶ شعر وہ ہر ایک کو ڈالتا ہے گرز سے گھوڑے کے قدمون پر سرنگون اسکو صنع حق نے جمعیت دی تھی کہ ایک قوم تباہ کی ایک شخص نے دو اُس شاہ کا میری چشم نے دیکھا بس کثرت میری چشم سے محو ہوئی آگے اسکی مثال ہے اختر بیشمار و خورشید ایک ہے آگے خورشید کے اگر سیکڑون چوہے مقابل آئین نہ خوف گربہ کو ہووے وہ نہ ضرر اگر چوہے مقابل آئین اور لڑین انکی جان مین جمعیت نہین ہے یعنی جس کو جمعیت دل ہے وہ ایک بھاری سب پر آگے اس جمعیت کے حقائق ہین فافہم ۱۲

ف۲ ابتری صورت مین الخ ۷ شعر جمعیت صورت مین ابتری رکھتی ہے تو جمعیت معنی کی چاہ اللہ سے بہت سے جسم سے جمعیت نہین ہے جسم قائم باد پر ہے مانند اسم کے موشون کے دل مین جمعیت ہوتی ہے تو موش جرأت سے جمع ہوتے خود کو گربہ پر ڈالتے اور سب مل کے حربہ سے اُسے مارتے اہل فدا کے مانند وہ حملہ کرتے اور بے تامل گربہ پر گرتے ایک ضرب اُس کی آنکھ پھوڑتا اور دوسرا اُس کے کان کاٹتا تیسرا اُس کے پہلو کو چھیدتا اُن سے گربہ بھاگ جاتی برملا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ف۳ لیک جمعیت الخ ۶ شعر ولیکن جان موش کی جمعیت نہین رکھتی ہے کہ گربہ کے خوف سے اُن کے ہوش جاتے ہین اگر ہزارون چوہے شمار مین ہون ایک گربہ سے خشک جان ہون قصاب کو ہجوم گلہ سے غم نہین اور موش کا انبوہ خواب کو نہ روکے وہ مالک ہے کہ جو جمعیت شیر کو دیوے تا گلہ گور کو مارے گلہ گور کو دم بھر مین گذبڈ کردے اور کوئی نہ کہہ سکے کہ راہ سے ہٹو صد ہا گور بارہ سینگ کے فیت ہو جاتے ہین اسکے جست شیر کے یعنی ... شیر گلہ گور کو اتا ہے اسلئے جمعیت معنی کی حاصل کرنا چاہئے آگے جس کا بیان ہے فافہم ۱۲

مالک الملک ست جمعیت دهد	شیر را تا بر گله گوران جهد
در زمانی شان بسازد ترت مرت	کس نیارد گفتنش از راه برت
صد هزاران گور ده شاخ دلیر	چون عدم باشد به پیش صول شیر
مالک الملک ست بدهد ملک حسن	یوسفی را تا بود چون ماه مزن
در رخی بنهد شعاع اختری	تا شود شاهی غلام دختری
بنهد اندر روی دیگر نور خود	که ببیند نیم شب هر نیک و بد
یوسف و موسی ز حق بردند نور	در ید و رخسار و در ذات الصدور
روی موسی بارقی انگیخته	پیش رو او توبره آویخته
نور رویش آنچنان بردی بصر	که ز مردانه دو چشم مار گر
او ز حق درخواسته تا توبره	گردد آن نور قوی را ساتره
توبره گفت از گلیمت ساز هین	کان لباس عارفی آمد یقین
کان کسا بر نور صبری یافته است	او ز جان بر تار و پودش تافته است
جز چنین خرقه نخواهد شد صولان	نور ما را بر نتابد غیر آن
کوه قاف ار پیش آید بهر سد	همچو کوه طور نورش بر درد
از کمال قدرت ابدان رجال	یافت اندر نور بیچون احتمال
آنکه طورش بر نتابد ذرهٔ	قدرتش جا سازد انه قاروره
آنچه طورش بر نتابد ای کیا	ذرهٔ اندر زجاجه ساخت جا

ف۱ وہ ہے مالک یوں جمعیت جو دے	شیر کو تا مارے گلہ گور کو
کردے گڈبڈ دم مین گلہ گور کو	کہہ سکے نے کوئی کہ رہ سے ہٹو
گور بارہ سینگ کے صدہا دلیر	نیست ہو جاتے ہین پیش جست شیر
وہ ہے مالک گر وہ ملک حسن دے	یوسف کنعان کو مثل ماہ کے
رخ کے اندر تاب اختر کی رکھے	شہ غلام اک تا کہ دختر کا بنے
دوسرے رخ مین رکھے وہ نور خود	تا کہ دیکھے نیم شب کو نیک و بد
یوسف و موسی نے پایا حق سے نور	ہاتھ مین اور رخ مین اور اندر صدور
روے موسی مین چمک بجلی کی تھی	انکے رو کے آگے تھی پردا کشی
نور رو ایسا بصر کو انکا لے	کہ زمرد لیوے چشم مار سے
پس خدا سے اُسنے چاہا تھا نقاب	تا کہ اُس نور قوی کا ہو حجاب
ف۲ بولا کمل سے کر اپنا حجاب	کہ لباس عارفان ہے بیحساب
صبر اُس برقعہ نے پایا نور پے	تانا بانا اُس کے نور جان رکھے
اس سوا خرقہ کے نے ہووے نقاب	نور کی میرے دلائے کوئی تاب
آئے گر کہ قاف پردہ کے لئے	نور مثل طور بس پھاڑے اُسے
قدرت کامل سے انسان کا بدن	ہو گیا حامل بہ نور ذوالمنن
جس کے ذرہ کی نہ طاقت طور کو	رکھدیا قدرت نے قارورہ مین وہ
ف۳ طور تاب اسکی نہین جو لا سکا	ذرہ اک قندیل مین اسکا رکھا

ف۱ وہ ہے مالکہ الخ ۷ شعر اگر وہ ملک حسن کا دیوے یوسف کنعان کو مثل ماہ کے تاب اختر کی اندر رخ کے رکھے تاکہ شاہ غلام ایک دختر کا ہے دوسرے رخ مین نور اپنا رکھے تاکہ نصف شب کو وہ نیک وبد دیکھے یوسف و موسیٰ نے حق سے نور پایا ہاتھ مین و رخ مین وصدر مین رخ مین موسیٰ مین چمک بجلی کی تھی کہ رو کے آگے پردہ ڈالا تھا انکا نور ایسا کہ بصر کو لے بس خدا سے اس نے نقاب چاہا تاکہ اُس نور قوی کا حجاب ہو آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ف۲ بولا کمل الخ ۶ شعر حق نے کہا کہ کمل سے اپنا نقاب کر کہ لباس عارفون کا بے حساب ہے اس برقعہ سے صبر پایا نور پر کہ تانا بانا اس کا نور جان رکھتا ہے سوا اس خرقہ کے کہ نقاب نہ ہووے کہ میرے نور کی تاب نہ لائے اگر کوہ قاف پردہ کے واسطے آئے نور طور کے مانند اُسے پھاڑے قدرت کامل سے انسان کا بدن حامل ہو گیا نور ذوالمنن سے جس کے ذرے کی طور کو طاقت نہین قدرت سے وہ قارورہ مین رکھدیا یعنی کمل نور جلالی کا متحمل ہوتا ہے کہ وہ چرندون سے ہی ہواسطے عارف کمل کا لباس پہنتے ہین کیونکہ بدن حائل نور کا ہوتا ہے آگے اس نور کا بیان ہے فافہم ۱۲ ف۳ طور تاب اس کی الخ ۷ شعر جو طور تاب اس کی نہ لاسکا ایک ذرہ اس کا قندیل مین رکھا مشکوۃ زجاجی جگہ گور کی آیا جس کے نور سے کوہ قاف وطور پھٹے ان کے جسم کو مشکوۃ جان اور جان کو زجاج کہ عرش و آسمان پر چمکا کہ یہ چراغ انکا نور حیران ہے اس نور سے جیسے اختر صبح سے فانی رہتا ہے اسواسطے مصطفےٰ صلعم نے حکایت کی بادشاہ لایزال و پاک سے کہ مین سماؤن افلاک مین نہ عقول نہ نفوس پاک ہین دل ہین مومن کے رہون مانند جان کے بیچون وبیچگون سے جہان مین یعنی وہ نور حق نے جسم و جان مین رکھا ہے کہ آنکھون سے دیکھتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

گشت مشکوٰۃ زجاجی جای نور — کہ ہمی در روز نورش قاف وطور
جسم شان مشکوٰۃ دان جانشان زجاج — تافتہ بر عرش وافلاک این سراج
نورشان حیران این نور آمدہ — چون ستارہ زین ضحی فانی شدہ
زین حکایت کرد آن ختم رسل — از ملیک لایزال ولم یزل
کہ نگنجیدم در افلاک وخلا — در عقول ودر نفوس باعلی
در دل مومن بگنجیدم چو ضیف — بی زچون وبی چگونہ بی زکیف
تا بدلالی آن دل فوق وتحت — یابد از من پادشاہیہا وتخت
بی چنین آئینہ این خوبی من — بر نتابدنی زمین ونی زمن
بر دوکون اسپ ترحم تاختیم — بس عریضہ آئنہ بر ساختیم
ہر دمی زین آئنہ پنجاہ عرس — بنگر آئینہ وے شرحش مپرس
حاصل آن کز لبس خویشش پردہ ساخت — کہ نفوذ او قمر را می شگافت
گر بدی پردہ زغیر لبس او — پارہ گشتی در بدی کوہ دوتو
ز آہنین دیوارہا نافذ شدی — توبرہ با نور حق چہ فن زدی
گشتہ بود آن آئنہ صاحب تفی — بود وقتی سوز خرقہ عارفی
گشتہ بود آن آئنہ ستار نور — زانکہ بود از خرقہ یک باحضور
زان شود آتش رہین سوختہ — کوست با آتش زپیش آموختہ
در ہوای عشق آن نور رشاد — خود صفورا ہر دو دیدہ باز داد
اول او بربست یک چشم وبدید — نور روی او ویک چشمش پرید
بعد ازان صبرش نماند وآن دگر — برکشاد وکرد خرج آن قمر

آیا مشکوٰۃ زجاجی جائے نور — وہ ہے جس کے چھپتے کہ قاف وطور
جسم مشکوٰۃ انکا جان او رجان زجاج — یہ چمکا عرش وآسمان پر یہ سراج
نور حیران انکا ہے اس نور سے — جیسے اختر صبح سے فانی رہے
مصطفےٰ نے کی حکایت اس لئے — بادشاہ لایزال وپاک سے
کہ سماؤن مین نہین افلاک مین — نے عقول وہ نے نفوس پاک مین
دل مین مومن کے بسون جون میہمان — بیچگون بیچون ہے اندر سے جہان
تا دل اس دلالی پن سے فوق وتحت[1] — پائے مجھ سے بادشاہی اور تخت
ایسے بے آئینہ کب خوبی مری — نے زمان وہ نے زمین سے اٹھ سکے
اسپ دوڑایا دو کون پر رحم کا — آئنہ جوڑا بنایا بس سوا
آئنہ سے سو خوشی ہر دم مین ہو — آئنہ دیکھ اسکے مت پوچھ حال کو
پس لباس اپنے سے وہ پردہ کیا — اور نفوس اسکا قمر کو پھاڑتا
ہوتا اگر پردہ لباس غیر سے — ہوتا شق گر ہوتے پردے کوہ کے
پار ہوتا[2] آہنی دیوار سے — کرتا کیا تن برقعہ نور یار سے
وہ ہوا تھا آئینہ گرمی بھرا — ایک وقت عارف کا خرقہ سوز تھا
وہ ہوا تھا آئنہ ستار نور — کیونکہ تھا وہ ایک خرقہ باحضور
سوختہ کی رہین آتش اس لئے — کہ وہ آتش کا ہے عادی قبل سے
عشق مین اس نور موسی کے سنو — بی صفورا کھو دئین دو نون چشم کو
دیکھا اول باندھکر اک آنکھ کو — اسکے نور روئے کھوئی آنکھ دو
بعدہ بے صبر ہو وہ دوسری — کھولدی اور اس قمر پہ خرچ کی

[1] تا دل الخ ۶ شعر دل اس دلالی پن سے فوق وتحت مین مجھسے بادشاہی پاوے اور تخت بغیر ایسے آئینے کے کب خوبی میری بھی زمان و زمین مین اٹھ سکے دونون جہان مین اسپ دوڑایا رحم کا پس آئینہ سوا جوڑا بنایا تھا آئینہ سے سو خوشی ہر دم مین ہو آئینہ دیکھ اور اسکے حال کو مت پوچھ پس اپنے لباس سے وہ پردہ کیا کہ اسکا نفوذ قمر کو پھاڑتا اگر پردہ لباس غیر سے ہوتا شق ہوتا اگر کوہ سے پردے ہوتے یعنی اس نور کا آئینہ دل کو بنایا ہے کہ متحمل ہوا ہے فافہم ۱۲

[2] پار ہوتا الخ ۷ شعر آہنی دیوار سے پار ہوتا برقعہ کیا تن کرتا نور یار سے وہ آئینہ گرمی بھرا ہوا تھا اور ایک وقت عارف کا خرقہ سوز تھا وہ آئینہ ستار نور ہوا تھا کیونکہ وہ ایک خرقہ باحضور تھا آتش رہین سوختہ کی اس واسطے ہے کہ وہ آتش کا قبل سے عادی ہے اس نور موسی کے عشق مین سنو بی صفورا نے کھوئین دونون چشم کو اول ایک کو بند کرکے دیکھا کہ ان کے نور روئے وہ آنکھ کھوئی بعدہ بے صبر ہو کر دوسری کھول دی اور اس پر قمر پہ خرچ کی آگے اس کے حقائق مین فافہم ۱۲

همچنان مرد مجاهد نان دهد | چون بروز نور طاعت جان دهد
یس زنی گفتش که چشم عبهری | چون ز دستت رفت حسرت میخوری
گفت حسرت میخورم که صد هزار | دیده بودی تا همی کردم نثار
روزن چشمم ز مه ویران شدست | لیک مه چون گنج در ویران شدست
کی گذارد گنج کاین ویرانه هم | یاد آرد از رواق خانه ام
حق شنید این و دو چشمش باز داد | دید موسی راز نورش ساز داد
از نظر این نور رو پنهان نشد | از خزینه خاص بد ویران نشد
نور روی یوسفی وقت عبور | در فتادی در شباک و در قصور
پس بگفتندی درون خانه در | یوسف است این سو بسیران در گذر
زانکه بر دیوار دیدندی شعاع | فهم کردندیش اصحاب بقاع
خانه را کش دریچه است آنطرف | دارد از سیران یوسف این شرف
هین دریچه سوی یوسف باز کن | در شکافش فرجه آغاز کن
عشق ورزی آن دریچه کردن است | کز جمال دوست دیده روشن است
پس همیشه روی معشوقه نگر | این بدست تست بشنو ای پسر
راه کن در اندرونها خویش را | دور کن ادراک دور اندیش را
کیمیا داری دوای پوست کن | دشمنان را زین صناعت دوست کن
چون شدی زیبا بدان زیبا رسی | کو رهاند روح را از بیکسی

۵۱ ایسے ہی مرد مجاہد نان دے | ذوق دے جو نور طاعت جان دے
ایک عورت نے کہا کہ چشم کو | تونے کھوئی کیون کرے حسرت ہے تو
بولی حسرت ہی مجھے کہ سو ہزار | ہوتی آنکھین اور کرتی مین نثار
چشم ہوئی ویران مری اُس ماہ سے | پر وہ مہ جون گنج ویرانہ مین ہے
گنج کب چھوڑے کہ ویرانہ مرا | یاد لائے رونق خانہ مرا
حق نے سنکر پھر دو آنکھین اسکو دین | دید موسیٰ کے موافق بس کرین
۵۲ نے نظر سے نور یہ اُس کے چھپا | خاص مخزن سے تھا نے ویران ہوا
نور رخ یوسف کا ہنگام گذر | روزنون سے کرتا ہر گھر مین اثر
گھر مین اپنے کہتا یہ ہر ایک تھا | سیر کرنے یوسف اس رہ سے گیا
کیونکہ دکھتی تھی شعاع دیوار سے | صاحب خانہ سے اُس کو جانتے
ہے دریچہ جس کے گھر کا اس طرف | سیر یوسف سے وہ رکھے یہ شرف
جانب یوسف دریچہ کھول تو | سیر کر روزن سے اسکی اے نکو
عشق کرنا کھولنا روزن کا ہے | دیدہ روشن ہے جمال دوست سے
۵۳ دیکھ دائم تو رخ معشوق کو | یہ ہے تیرے ہاتھ مین سن اسکو تو
راہ کر باطن مین اپنے اے نکو | دور کر ادراک دور اندیش کو
کیمیا پائے دوائے پوست کر | دشمنون کو اس ہنر سے دوست کر
جو ہوا زیبا تو زیبا سے ملے | کہ چھوڑائے روح کو وہ عجز سے

۵۱ ایسے ۹ الخ ۶ شعر مرد مجاہد ایسے ہی نان دے جو نور طاعت ذوق دے تو جان دے ایک عورت نے کہا کہ چشم کو تونے کھویا تو حسرت کیون کرتی ہے کہا کہ مجھے حسرت ہے کہ سو ہزار آنکھین ہوتین اور مین نثار کرتی میری چشم ویران اُس ماہ سے ولیکن وہ مانند گنج کے ویرانہ مین ہے گنج کہ چھوڑے کہ ویرانہ میرا نہ یاد لائے رونق خانہ سے حق نے سن کر پھر اُس کو دو آنکھین دین اور دید موسیٰ کے موافق بس کرین یعنی مرد مجاہد کو جو طاعت ذوق دے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ نے نظر سے الخ ۷ شعر یہ نور اس کی نظر سے نہ چھپا کہ خاص مخزن سے تھا ویران نہ ہوا اور ہنگام گذر کے تو رخ یوسف کا روزنون سے ہر ایک گھر مین اثر کرتا ہر ایک اپنے گھر مین یہ کہتا تھا کہ یوسف اس راہ سے سیر کرنے گیا کیونکہ دیوار پر دکھتی تھی صاحب خانہ اس کو جانتے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ جس کے گھر کا دریچہ اُس طرف ہے وہ سیر یوسف جان سے یہ شرف رکھتا ہے تو جانب یوسف کے دریچہ کھول اور سیر اُسکی روزن سے کر عشق کرنا کھولنا روزن کا ہے کہ دیدہ روشن ہے جمال دوست سے یعنی روزن دل کا کھول کہ تو معنی مثل ستارون کے مشاہدہ ہون چنانچہ سیر سلوک اول جو کشود ہوتا ہے تو انوار بطور لوائح و لوامع و ستارے و ماہ و خورشید کے آسمان دل پر سالک کو مشاہدہ ہوتے ہین اور اختر و ماہ تیرہ مین پوشیدہ ہوتے ہین آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۵۳ دیکھ دائم الخ ۹ شعر تو رخ معشوق کو ہمیشہ دیکھ یہ تیرے ہاتھ مین ہے تو اس کو سن اپنی راہ باطن مین کر اور ادراک دور اندیش کو دور کر کیمیا ملے تو دوا پوست کی کر اور اس ہنر سے دشمنو کو دوست کر زیبا ہوا تو زیبا سے ملے کہ روح کو چھوڑائے عجز سے اسکا غم باغ جان کی پرورش ہے اور مردہ غم کو زندہ دیکھے اُس کا دم اس ملک و دنیا کا وہ دے بلکہ گوناگون وہ صد ہا دے یعنی باطن میں تو اپنی راہ کر کہ سالک کیا وہ صد ہا ملک اور دے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

پرورش مر باغ جانہا را امش	زندہ کردہ مردۂ غم را دمش
نے ہمہ ملک جہانِ دون دہد	صد ہزاران ملک گوناگون دہد
بر سر ملک جمالش داد حق	ملکت تعبیرِ درس و سبق
ملکت حسنش سوِ زندان کشید	ملکت علمش سوِ کیوان کشید
شہ غلامان او شد از علم و ہنر	ملک علم از ملک حسن آسودہ تر

باغ جان کی پرورش ہی اسکا نم	زندہ رکھے مردۂ غم اسکا دم
نے جہان اس ملک دنیا کا وہ دے	بلکہ ملک گوناگون صدہا وہ دے
[۵۱] حق نے دی ملک جمال اسکو یہ جو	شاہی تعبیر پے تعلیم کو
ملک حسن اس کو بزندان لیگیا	ملک علم اُن کو بہ کیوان لیگیا
شہ غلام انکا ہے از رہ علم کے	ملک علم افضل ہے ملک حسن سے

رجوع بحکایت مرد وام دار و آمدن بہ تبریز و آگاہی از فوت محتسب

رجوع طرف حکایت مرد قرضدار کے اور آنا تبریز مین اور آگاہ ہونا وفات محتسب سے

آن غریب ممتحن از بیم دام	از رہ آمد سوی آن دار السلام
شد سوی تبریز و کوی گلستان	خفتہ امیدش فراز گلستان
زد ز دار الملک تبریز ستی	بر امیدش روشنی بر روشنی
جانش خندان شد از ان روضۂ رجال	از نسیم یوسفِ و مصر جلال
گفت یا حادی انخ لی ناقتی	جاء اسعادی و طارت فاقتی
ابر کی یا ناقتی طاب الامور	ان تبریز مناجات الصدور
اسرحی یا ناقتی حول الریاض	ان تبریزا لنا نعم المفاض
سار بانا بار بکشا ز اشتران	شہر تبریز ست کوی گلستان
فر فردوسی ست این پالیز را	شعشۂ عرشی ست مر تبریز را
ہر زمانی موج روح انگیز جان	از فراز عرش بر تبریزیان
چون وثاق محتسب جست آن غریب	خلق گفتندش کہ بگذشت آن حبیب

[۵۲] وہ مسافر ممتحن باخوف دام	راہ سے آیا سوے دار السلام
سوے تبریز و سوِ گلشن گیا	سوئے امید اُس کے گل تکیہ کیا
پہونچا دار الملک مین تبریز کے	روشنی کی اُسکی بس اُمید پے
جان ہوئی خوش اسکی با روضۂ رجال	با نسیم یوسف مصری جلال
بولا یا حادی انخ لی ناقتی	جاء اسعادی و طارت فاقتی
ابر کی یا ناقتی طاب الامور	انّ تبریزاً مناجات الصدور
اسرحی یا ناقتی حول الریاض	انّ تبریزاً لنا نعم المفاض
کھول بوجھا اونٹ کا اے سار بان	شہر ہے تبریز کوے گلستان
رونق جنت ہے اس پالیز کو	عرش کی ہے روشنی تبریز کو
موج روح انگیز جان کی ہر زبان	سوے تبریز عرش پر سے ہر زمان
[۵۳] ڈھونڈھتا گھر محتسب کا جو غریب	خلق بولی اُس سے گذرا وہ حبیب

۵۱ حق نے دی الخ ۳ شعر حق نے اسکو ملک حسن پر شاہی دی تعبیر پے تعلیم کو تو ملک حسن انکو زندان تک لیگیا اور ملک علم انکو کیوان تک لے گیا شاہ انکا غلام ہے از راہ علم کے پس ملک علم افضل ہے ملک حسن سے یعنی حسن سے علم افضل ہے آگے مرد قرضدار کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ وہ مسافر الخ ۱۰ شعر وہ مسافر ممتحن خوف قرض سے راہ سے طرف دار السلام کے آیا جانب تبریز و جانب تبریز گلشن گیا اور سوے امید اسکے گل کو تکیہ کیا پہونچا دار الملک مین تبریز کے اسکی روشنی کی امید پر اسکی جان خوش ہوئی روضۂ رجال اور نسیم یوسف مصر جلال سے ترجمہ کہا اے حادی بٹھا ناقہ میری کو آئی نیکبختی اور اُڑی حاجت میری ترجمہ بیٹھ اے ناقہ کہ خوش ہوا ہر کام میرا تحقیق تبریز مناجات دلون کا ہے ترجمہ چر اے ناقہ میرے گرد باغون کے تحقیق تبریز مجکو جگہ فیض کی ہے اے ساربان کھول بوجھا اونٹ کا شہر تبریز ہے اور کوے تبریز گلستان ہے رونق جنت کی ہے اس پالیز کو اور عرش کی روشنی ہے تبریز کو موج روح انگیز جان کی ہر دم سوے تبریز عرش پر سے وارد ہے یعنی تبریز دنیا کی جانب دین ہر دم بامید بوے یوسف جناب رسول مقبول صلعم کے آسمان سے آتی ہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۵۳ ڈھونڈھتا الخ ۸ شعر جو وہ گھر غریب محتسب کا ڈھونڈھتا تھا خلق نے اس سے کہا کہ وہ حبیب گذر گیا اسنے پرسون دنیا سے نقل کی ہر مرد و زن اسکی نقل سے زرد رو ہین وہ طائر عرشی سوے عرش گیا جو اُسے بوے خوش نقد سے آئی جو اُسکا سایہ پناہ خلق تھا شمس نے اسکو جلدی طے کر دیا اُس ساحل سے کشتی پرسون لیگیا چونکہ خواجہ عملدہ سے سیر تھا آہ کر کے بیہوش ہو گیا گویا وہ بھی اسکے پیچھے مر گیا پس گلاب آب منہ پر چھڑکا اور ہمراہی اُسپہ نوحہ گر ہوئے رات بھر بیہوش بعد اس بیہوشی کے ادھر مری جان اسکی غیب سے لوٹی آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

او بمرد از دار دنیا نقل کرد — مرد و زن در واقعه او روی زرد
رفت آن طاوٗس عرشی سوے عرش — چون رسید از هاتفانش بوی عرش
سایه اش گرچه پناهِ خلق بود — در نوردید آفتابش زود زود
راند او کشتی ازین ساحل پریر — گشته بود آنخواجه زین غمخانه سیر
نعره زد مرد و بیهوش او فتاد — گوئیا او نیز در پے جان بداد
پس گلاب و آب بر رویش زدند — همرهان بر حالتش گریان شدند
تا بشب بیهوش بود و بعد ازان — نیم مرده باز گشت از غیب جان

اُسنے کی دنیا سے پرسون نقل ہے — مرد و زن کُو زرد اسکی نقل سے
وہ گیا طاوٗس عرشی سوے عرش — آئی ہاتف سے اُسے جو بوے عرش
سایہ اس کا جو پناہ خلق تھا — شمس نے طے اسکو جلدی کر دیا
کشتی اس ساحل سے پرسون لیگیا — غمکدہ سے جو کہ خواجہ سیر تھا
آہ کرکے مرد بیہوش ہو گیا — گویا وہ بھی اُسکے پیچھے مر گیا
پس گلاب ور آب چھڑکا موکھ پر — اُسپہ ہمراہی ہوئے بس نوحہ گر
رات بھر بیہوش بعد اُس ہوش کے — ادھ مری جان اسکی لوٹی غیب سے

باخبر شدن آن غریب از وفات محتسب

خبردار ہونا اُس غریب کا وفات محتسب سے

الحمد للّٰہ الذی خلق السمٰوات والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذین کفروا بربہم یعدلون ہو الذی خلقکم من طین ثم قضیٰ اجلاً

الحمد للّٰہ الذی خلق السمٰوات والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذین کفروا بربہم یعدلون ہو الذی خلقکم من طین ثم قضیٰ اجلاً

چون بہوش آمد بگفت ای کردگار — مجرمم بودم بخلق امید وار
گرچه خواجه بس سخاوت کرد وجود — هیچ آن کفو عطاے تو نبود
او کله بخشید و تو سر پر خرد — او قبا بخشید تو بالا و قد
او زرم داد و تو دست زر شمار — او ستودم داد و تو عقل سوار
خواجه شمعم داد تو چشم قریر — خواجه نقلم داد تو طعمه پذیر
او وظیفه داد و تو عمر و حیات — وعده اش زر وعدهٔ تو طیبات
او وثاقم داد و تو چرخ و زمین — در وثاقت او و صد چون او زمین

ہوش میں جب آیا بولا اے خدا[۵۱] — ہون مین مجرم خلق سے طامع ہوا
گرچہ خواجہ نے سخاوت بس کری — تیری بخشش کی کفو سے کچھ نہ تھی
اُسنے ٹوپی تونے سر مجکو دیا — اُس نے جامہ تونے دی عقل سوا
اُس نے زر تونے دیا دست شمار — اُسنے گھوڑا تونے دی عقل سوار
اُسنے شمع چشم روشن تونے دی — اُس نے قوت اور تونے طعمہ اُسے دی
دی غذا اُسنے و تونے دی حیات — اُسکا وعدہ زر و تیرا طیبات
اُس نے گھر تونے دیا چرخ و زمین — تیرے گھر مین ایسے گھر صدہا زمین

۵۱ ہوش مین آکر ے شعر ہوش مین آیا کہا کہ اے خدا مین مجرم ہون کہ خلق سے طامع ہوا اگرچہ خواجہ نے بہت سخاوت کی تیری بخشش کی وہ کچھ کفو نہ تھی اُس نے ٹوپی اور تونے مجکو سر دیا اُس نے جامہ اور تونے قد بخشش کیا اُس نے زر اور تونے عقل سوا دیا اُسنے شمع اور تونے چشم روشن دی اُس نے قوت اور تونے اُس سے قوت دی اُس نے غذا اور تونے حیات دی اُسکا وعدہ زر اور تیرا طیّبات اُسنے گھر دیا تونے چرخ و زمین دی کہ تیرے گھر مین ایسے گھر صدہا رہین یعنی بخشش خلق کی عارضی ہو تیری بخشش کے مقابل مین دائم و قائم ہے آگے اُس کا بیان ہے فافہم ۱۲

آنچه او داد ای ملک هم از تو داد | که دل و دست ورا کردی تو راد
زر ازآن تست او زر نافرید | نان ازآن تست نانش از تو رسید
آن سخا و رحم هم تو دادیش | کز سخاوت میفزودی شادیش
من چه میگویم همه تو میدهی | بار منت بر کسی کے می نهی
من مر او را قبلهٔ خود ساختم | قبله سازِ اصل را نشناختم
ماکجا بودیم کان دانای دین | عقل می کارید اندر ماء و طین
چون همیکرد از عدم گردون پدید | وین بساط خاک را می گسترید
ز اختران می ساخت او مصباحها | در طبائع قفل با مفتاحها
ای بسا بنیادهای پنهان و فاش | مضمر این سقف کرد و این فراش
آدم اصطرلاب گردون علوست | وصف آدم مظهر آیات اوست
هر چه درو می نماید وصف اوست | همچو عکس ماه اندر آب جوست
بر صطرلابش نقوش عنکبوت | بهر اوصاف ازل دارد ثبوت
تا ز چرخ غیب وز خورشید روح | عنکبوتش درس گوید با شروح
عنکبوت او صطرلاب رشاد | بے منجم در کف عام اوفتاد
انبیا را داد حق تنجیم این | غیب را چشم بباید غیب بین
در چه دنیا فتادند این قرون | عکس خود را دید هر یک چه درون
عکس در چه دید و از بیرون ندید | همچو شیر گول اندر چه دوید

جو دیا[1] اُس نے ای شہ تجھسے دیا | کہ دل و دست اُسکا تجھسے ہی سخا
زر تری ملک اُس سے نہ پیدا ہی زر | نان تری ملک اُسکو نان دی تو نے پر
وہ سخا و رحم بھی تو نے دیا | کہ سخاوت سے خوشی اسکو کیا
کیا کہوں میں تو ہی سب کچھ چیز ہی | بار منت کب کسی پر تو رکھے
میں نے قبلہ اپنا بس اسکو کیا | رب قبلہ کو نہ پہچانا ذرا
ہم کہاں پر تھے کہ یہ دانائے دین | عقل کو بوتا تھا اندر ماء و طین
جو عدم سے لایا تھا چرخ برین | اور بچھاتا تھا وہ یہ فرش زمین
کرتا[2] اختر سے چراغوں کو عیاں | طبع سے کرتا وہ قفل و کنجیاں
ای بہت بنیاد پنہاں اور عیاں | فرش اس چھت میں کریں اُسنے نہاں
آدم اصطرلاب ہے افلاک کا | وصف آدم مظہر ذاتِ خدا
جو کچھ اُسمیں دکھتا اُسکا وصف ہے | جیسے عکس ماہ اندر آب کے
اُس صطرلابوں پہ نقش عنکبوت | وصف ازلی کیلئے رکھے ثبوت
شمس جان میں تا کہ چرخ غیب سے | عنکبوت اسکا بیان شرح کرے
عنکبوت ارشاد اصطرلاب کا | بے منجم دست عاموں میں پڑا
انبیا[3] کو یہ نجوم میں حق نے دین | غیب کو لازم ہے چشم غیب بین
چاہ دنیا میں قرون یہ سب پڑے | عکس اپنا دیکھا اندر چاہ کے
عکس چہ میں دیکھا اور باہر سے نے | دوڑے مثل شیر اندر چاہ کے

[1] جو دیا آنخ یے شعر ای شاہ جو اُس نے دیا تجھسے دیا کہ دل دوست اور تجھ سے سخاوت ہے زر تیری ملک ہے ولیکن نان اُسکو تو نے دی ہے وہ سخاوت و رحم بھی تو نے دیا کہ سخاوت سے اسکو خوش کیا ہے میں کیا کہوں سب کچھ تو ہی ہے ای بار منت کا کب کسی پر رکھے میں نے اسکو اپنا قبلہ کیا اور رب قبلہ کو ذرا نہ پہچانا ہم کہاں پر تھے کہ یہ دانائے دین عقل کو بوتا تھا پانی اور مٹی میں جو عدم سے چرخ برین پر لاتا تھا اور یہ فرش زمین بچھاتا تھا یعنی جو کچھ اُس نے دیا ہے کہ اس کا دنیا میں تیری بخشش ہے بس اسکو جانا اور رب تجھے پہچانا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] کرتا اختر سے آنخ یے شعر چراغ عیاں کرتا اختر سے اور طبع سے قفل و کنجیاں کرتا ہے بہت سی بنیاد نہاں و عیاں اُس نے اس چھت و فرش زمین نہاں کری ہیں آدم اصطرلاب افلاک کا ہے اور وصف آدم مظہر ذات خدا ہے جو کچھ اسمیں دکھتا ہے اسکا وصف ہی جیسے عکس ماہ کا آب میں اس اصطرلابوں پر نقش عنکبوت وصف ازلی کیلئے ثبوت رکھتا ہے تاکہ شمس جان میں چرخ غیب سے عنکبوت اسکا شرح بیان کرے عنکبوت ارشاد اصطرلاب کا بے منجم کے دست عاموں میں پڑا ہی یعنی اصطرلاب ایک مکان منجم نکالا ہے کہ منجم اسمیں بیٹھکر سیر کواکب کی دیکھتے ہیں اور نقش عنکبوت اُسمیں ایک آلہ مشابہ ہے کہ جسمیں کواکب کو دیکھتے ہیں پس وجود انسان حقتعالی نے صورت بصورت اصطرلاب بنایا ہی اور اس میں قلب دوم بصورت نقش عنکبوتی ہی کہ حال آسمان قلب کا اسمیں مشاہدہ ہوتا ہی پس وصف انسان مظہر ذات خدا ہی آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲ [3] انبیا کو آنخ یہ شعر حقتعالی نے یہ نجومی انبیا کو دین غیب کو چشم غیب بین لازم ہی یہ سب قرن چاہ دنیا میں پڑے کہ اپنا عکس چاہ میں دیکھا باہر نہ دیکھا شیر کے مانند چاہ میں دوڑے باہر سے جان کہ جو کچھ چاہ میں دکھتا ہی وہ درندہ شیر کہ آیا اندر چاہ کے اُس کو خرگوش لیگیا راہ سے کہ فلان چاہ کے اندر شیر ہی اندر چاہ کے نوچا اور اُس چاہ کے اندر بدلہ لے جو تو غالب ہے اس کا سر توڑ یعنی سب عکس کو قلب کے اندر مکاشفہ سے دیکھتے ہیں اور باہر مشاہدہ میں کہ وہ باہر ہر جا ہے آگے معاد کا بیان ہے فافہم ۱۲

از برون دان ہرچہ در چاہت نمود
ورنہ آن شیری کہ در چہ شد فرود

برد خرگوشش ازرہ کای فلان
در تگ چاہ است آن شیر ژیان

در رو اندر چاہ و کین از وی بکش
چون ازو غالب تری سر بر کنش

آن مقلد سخرۂ خرگوش شد
وز خیال خویشتن پرجوش شد

او نگفت این نقش او یا آب نیست
این بجز تقلیب آن قلاب نیست

تو ہم از دشمن چہ کینہ می کشی
ای زبون شش غلط در ہر ششی

آن عداوت اندرو عکس حق است
کز صفات قہر آنجا مشتق ست

وان گنہ در وی ز عکس جرم تست
باید آن خو را ز طبع خویش شست

خلق زشتت اندران روی نمود
مر ترا او صفحۂ آئینہ بود

چونکہ قبح خویش دیدی ای حسن
اندر آئینہ بر آئینہ مزن

میزند بر آب استارہ سنی
خاک تو بر عکس اختر می زنی

کاین ستارہ نحس در آب آمدست
تا کند مر سعد ما را زیر دست

خاک استیلا بریزی بر سرش
چونکہ پنداری ز شبہہ اخترش

عکس پنہان گشت و سوی غیب راند
تو گمان بردی کہ آن اختر نماند

آن ستارہ نحس ہست اندر سما
ہم بدانسو بایدش کردن دوا

بلکہ باید دل سوی بیسوی بست
نحس این سو عکس آنسو ست

داد داد حق شناس و بخشش
عکس آن داد ست اندر پنج و شش

جان باہر چاہ مین جو کچھ دکھے
ورنہ کب شیر آتا اندر چاہ کے

لیگیا خرگوش اسکو راہ سے
کہ فلانے چہ کے اندر شیر ہے

جا تو اندر چہ کے بدلا اُس سے لے
جو تو غالب ہی سر اسکا توڑ دے

وہ[1] مقلد سخرۂ خرگوش تھا
اور خیال اپنے سے بس پرجوش تھا

نے کہا یہ پیدا نقش آب نے
یہ ہین پلٹے سب اس قلب کے

تو بھی کیا دشمن سے کینہ چاہیے ہی
شش جہت مین تو غلط ہر ایک سے

وہ عداوت اسمین عکس جرم ہے
کہ وہ ہے مظہر صفات قہر سے

جرم اسمین تیرا عکس جرم ہے
پس وہ عادت خود سے ڈھونڈنا چاہیے

خلق بد تیرا ہے اُس رخ مین دکھا
صفحۂ آئینہ وہ بس تھا ترا

جو برائی اپنی دیکھی اے نکو
آئینہ مین توڑ آئینہ نہ تو

عکس[2] اختر ڈالے اندر آب کے
خاک بس تو ڈالے اس سے عکس پے

نحس اختر آیا اندر آب کے
سعد کو تا پشت میری وہ کرے

خاک مین غلبہ سے ڈالے اُسپہ تو
شبہہ سے جو جانے اختر عکس کو

عکس پنہان عیب کی جانب گیا
تو گمان رکھے نہ وہ اختر رہا

وہ ستارہ نحس ہے افلاک پے
وان دوا بھی اسکی کرنا چاہیے

چاہیے بے سو کے سو دل باندھنا
نحس یہ ہے عکس نحس اُس سمت کا

حق[3] کی بخشش کی تو بخشش جان لے
عکس اُس بخشش کا ہے اس حال پے

[1] وہ مقلد الخ ۷ شعر وہ مقلد سخرہ خرگوش کا تھا اور اپنے خیال سے پرجوش تھا یہ نہین کہا کہ نقش پیدا کیا ہوا آپکا نہین ہے یہ سب کچھ پلٹے اس قلاب کے ہین آگے اس کا بیان ہے تو بھی دشمن سے کیا چاہتا ہے تو غلط ہر ایک سے شش جہت مین ہے وہ اس ہین عداوت جرم تھا عکس جرم ہے پس وہ عادت خود سے ڈھونڈھنا چاہیے جو اسی رخ مین دیکھا خلق بد ہے کہ وہ صفحہ آئینہ تیرا تھا جو برائی اپنی آئینہ مین دیکھی تو آئینہ کو نہ توڑ یعنی جو سبب تجھے دشمن مین خلق بد دیکھتا ہے وہ اس مین تیرا عکس تجھکو دیکھتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ [2] عکس اختر الخ ۶ شعر اختر عکس ڈالتا ہے آب مین پس تو خاک ڈالے اس کے عکس پر اختر آیا آب مین تا وہ میرے سعد کو پست کرے پس تو اُسپر خاک ڈالے غلبہ سے جو تیرے عکس تو اختر جانے غیب کی جانب عکس پنہان کیا تو گمان رکھے کہ وہ اختر رہا وہ ستارہ نحس افلاک پر دوا بھی اس کی کرنا چاہیے آگے اسکے حقائق ہین بے سو کی جانب دل باندھنا چاہیے یہ نحس ہے عکس نحس اس سمت کا یعنی دل بے سو کیجانب باندھنا چاہیے کہ عکس نحس ہے نحس اس سمت کا کہ وہان سے اس کا عکس یہان دیکھتا ہے پس تو اس طرف رجوع کر یہان اسکے دفع کے واسطے کوشش مت کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] حق کی بخشش الخ ۶ شعر تو بخشش کو حق کی بخشش جان لے عکس بخشش اس جا پہ ہے اگر داد نا کس کی افزہ لن رنگ ہے سے تو مرے اور میراث آخر ہے عکس کتنک نظارے کے اندر ٹھہرے تو اصل سکھ دینے کا پیشہ گر جو بخشش حق نے اپنی نیاز سے کی اور داد کے ساتھ عمر دراز ہوئی خالدین ہوئی تو جمعہ زندہ کرنے والا ہوتی کا ہے جا طرف اسکے حق نے تجھے ملا ہے داد کو جان کے مانند جیسے تو اس کی ملک اور وہ تیری ملک ہے یعنی بخشش بندہ کی عکس بخشش خدا کی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گر بود داد خسان افزون زریگ	تو بمیری وان بماند مرده ریگ	داد ناکس گر فزون ہو ریگ سے	تو مرے میراث وہ آخر رہے
عکس آخر چند پاید در نظر	اصل بینی پیشہ کن ای کژ نگر	عکس ٹھہرے کب تلک اندر نظر	دیکھنے کا اصل کے پیشہ تو کر
حق چو بخشش کرد بر اہل نیاز	با عطا بخشید شان عمر دراز	حق نے بخشش کی جو با اہل نیاز	داد کے ساتھ اُن کو دی عمر دراز
خالدین شد نعمت و منعم علیہ	یحیی الموتی است فاجتاروا الیہ	خالدین ہوئی نعمت و منعم علیہ	یحیی الموتی ہے فاجتاروا الیہ
داد حق با تو در آمیزد چو جان	آن چنانکہ آن تو باشی و تو آن	حق بلائے تجھسے جون جاندار کو	جیسے تو آن اسکی تیری آن وہ
گر نماند اشتہای نان و آب	بدہدت بی این دو قوت مستطاب	گر نہ خواہش آب اور نان کی رہے	دیوے بے اُن دو کے وہ قوت تجھے
فربہی گر رفت حق در لاغری	فربہی پنہانت بخشد آن پری	گر مٹا یا جاوے دبلے پن مین دے	حق مٹا یا پنہان اُس سو سے تجھے
چون پری را قوت از بو میدہد	ہر ملک را قوت جان او میدہد	جیسے قوت وہ پری کو بو سے دے	ہر ملک کو قوت جان وہ روح سے دے
جان چہ باشد تا توانی زان سند	حق بعشق خویش زندہ ات میکند	جان کیا ہے تو سند اسکو رکھے	عشق اپنے سے خدا زندہ کرے
زو حیات عشق خواہ و جان مخواہ	تو از و آن ذوق خواہ و نان مخواہ	زندگی عشق چہ تو چاہ جان نہ چاہ	ذوق اُس سے چاہ تو اور نان نہ چاہ
خلق را چون آب دان صاف و زلال	اندر و تابان صفات ذوالجلال	خلق کو تو جان جون آب زلال	اُسمین روشن ہین صفات ذوالجلال
علمشان و عدلشان و لطف شان	چون ستارہ چرخ بر آب روان	اُسکا علم و عدل و لطف اندر جہان	جون ستارہ آب جاری پر عیان
بادشاہی زید آن خلاق را	بادشاہی جملگان عاجز ورا	بادشاہی زیب دے خلاق کو	سبکی شاہی ہیچ اُس کے روبرو
بادشاہان مظہر شاہی حق	فاضلان مرآت آگاہی حق	بادشہ ہین مظہر شاہی حق	فاضل آئینہ ہین آگاہی حق
قرنہا بگذشت و این قرن نوست	ماہ آن ماہ است آب آن آب نیست	قرن گذرے یہ ہین تو قرن اک نیا	مہ وہ مہ ہے پانی وہ پانی نہین
عدل آن عدلست فضل آن فضل ہم	لیک مستبدل شد آن قرن و امم	عدل وہ عدل اور فضل اک فضل وہ	پر یہ بدلا قرن و مخلوق اے نکو
قرنہا بر قرنہا رفت ای ہمام	وین معانی برقرار و بر دوام	قرن پر بس قرن گذرے اے ہمام	یہ معانی یون رہین قائم دوام
آب مبدل شد درین جو چند بار	عکس آن خورشید دائم برقرار	آب اندر جو کے بدلا چند بار	عکس اُس خورشید کا ہی برقرار
پس بنایش نیست بر آب روان	بلکہ بر اقطار عرض آسمان	آب جاری پر نہین اسکی بنا	بلکہ رکھتا ہے فلک پر اپنی جا

۵۱ گر نہ خواہش الخ ۷ شعر اگر خواہش آب و نان کی نہ رہے وہ بغیر ان دو کے تجکو قوت دیوے گر مٹا یا جاوے تو دبلے پن مین حق مٹا یا پنہان دے تجھے آگے اس کی مثال ہے جیسے وہ پری کو قوت بو سے دے اور فرشتون کو قوت جان کی بو سے دے جان کیا ہے تو اس کو سند رکھے خدا اپنے عشق سے زندہ کرے تو زندگی عشق کی چاہ اور جان مت چاہ نور خدا اس سے چاہ اور نان مت چاہ تو خلق کو مانند آب زلال کے جان کہ اس مین صفت ذوالجلال روشن ہین اس کا علم و عدل و لطف جہان مین مانند ستارہ آب جاری پر عیان ہو یعنی تو خدا سے عشق چاہ اور جان مت چاہ کہ خلق مین صفات حق کے مانند عکس کے عیان ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۵۲ بادشاہی الخ ۷ شعر بادشاہی خالق کو زیب دے اُسکے روبرو سب کی شاہی ہیچ ہے بادشاہ مظہر شاہی حق کے ہین اور فاضل آئینہ ہین آگاہی کے قرن گذرے اور یہ قرن ماہ وہ ماہ ہو اور پانی وہ پانی نہین ہے عدل وہ عدل اور فضل وہ فضل ہے لیکن یہ مخلوق قرن بدلا ہوا ہے قرن پہ قرن گذرے یہ معانی یون ہی قائم و دائم رہین گے آگے مثال ہو آب اندر جو کے چند بار بدلا و لیکن عکس اس خورشید کا برقرار ہو آب جاری پر و لیکن اسکی بنا نہین بلکہ فلک سے پر اپنی جا رکھتا ہے یعنی پر تو حق قائم ہے مگر اجسام بدلتے جاتے ہین آگے اس کا بیان سب ہے فافہم ۱۲

این صفتہا چون نجوم معنوی ست	دان کہ برچرخ معانی مستوی ست	یہ صفت[1] رکھے نجوم معنوی	جان معنی ہے فلک پر مستوی
خوبرویان آئینہ خوبی او	عشق ایشان عکس مطلوبی او	خوبرو آئینہ اس خوبی کا ہے	عشق اُنکا عکس مطلوبی کا ہے
ہم باصل خود رود این خد وخال	دائما در آب کے ماند خیال	جانے اپنی اصل کو یہ خد وخال	کب ہمیشہ آب مین رہوے خیال
جملہ تصویرات عکس آب جوست	چون بمالی چشم خود خود جملہ اوست	جملہ تصویرین ہین عکس آب جو	خود وہی ہے جو ملے تو آنکھ کو
باز عقلش گفت بگذر زین حول	خل دوشاب ست ودوشاب خل	عقل بولی احولی چھوڑو جناب	ہے دوشاب اک سرکہ سرکہ ہے دوشاب
خواجہ را از چشم ابلیس لعین	منگر ونسبت مکن او را بطین	چشم شیطان سے نہ دیکھو اب شاہ کو	اور نسبت اسکو مت دے گِل سے
خواجہ را جان بین مبین جسم گران	مغز بین او را مبینش استخوان	شاہ کو مت دیکھ جسم اور دیکھ جان	مغز تو دیکھ اسکو مت دیکھ استخوان
خواجہ را چون غیر گفتی از قصور	شرم دار ای احول از شاہ غیور	کتنا[2] غرہ سے ہے شہ کو غیر جو	شرم رکھ احول تو باشاہ نکو
خواجہ را کو در گذشتہ است ای اثیر	جنس این موشان تاریکی مگیر	خواجہ کو جو گذرا ہے آسمان	جنس ہے نے موش تاریکی کے جان
ہمرہ خورشید را شب پر مخوان	آنکہ او مسجود شد ساجد مدان	ہمرہ خورشید کو شب تو نہ مان	جو ہوا مسجود وہ ساجد نہ جان
عکسہا را ماند و این عکس نیست	در مثال عکس خود نمود نیست	عکس کے مانند اور نے عکس ہے	نیست مثل خود نہین دیکھا اُسے
آفتابے دید و یخ جامد نماند	روغن گل روغن کنجد نماند	خور کو دیکھا پھر وہ یخ جامد کہان	روغن گل روغن کنجد کہان
چون مبدل گشتہ اند ابدال حق	نیستند از خلق برگردان ورق	جو مبدل ہوگئے ابدال حق	وہ نہین ہین خلق سے لوٹ او ورق
قبلۂ وحدانیت او چون بود	خاک مسجود ملائک چون شود	قبلۂ وحدانیت وہ کیونکہ ہو	خاک مسجود ملائک کیسے ہو
چون درین جو دید عکس سیب مرد	دامنش را دید آن پر سیب کرد	جوہین[3] عکس سیب دیکھا ایک نے	دامن اسکا دیدے پرسیب ہے
آنچہ در جو دید کے باشد خیال	چونکہ شد از دیدنش پر صد جوال	جومین جو کچھ دیکھا کب ہووے خیال	دیدے سو تھیلی اسکی مال مال
عکسہا را ماند و این نیست عکس	در مثال عکس حق معنیست عکس	عکس کے مانند ہے اور نے ہو عکس	ہم مثال عکس حق مین معنی عکس

سلہ۱ یہ صفت آلخ یہ شعر نجوم معنوی یہ صفت رکھتی ہو جان کہ معنی فلک پر مستوی ہے خوبرو اس خوبی کا آئینہ ہے اس کا عشق عکس مطلوب کا ہے خد وخال اپنی اصل کو جانے اور کب ہمیشہ آب مین خیال رہے جملہ تصویرین عکس آب جو ہین بس خود وہی ہے جو تو آنکھ کو ملے عقل نے کہا کہ اے جناب احولی چھوڑو کہ دوشاب سرکہ ہے اور سرکہ دوشاب ہے تو چشم شیطان سے شاہ کو مت دیکھ جان دیکھو مغز دیکھو استخوان مت دیکھو یعنی تو دوئی کو چھوڑ اور توحید کو دیکھو کہ جسم وجان ایک ہے اور خوبرویون کے اندر اس کا پرتو ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ۲ کتنا غرہ سے آلخ یہ شعر تو شاہ کو غرہ سے جو غیر کہتا ہے اے احول تو شرم رکھ شاہ سے کہ کون بلند ہے عرش تاریکی کی جنس سے مت جان ہمراہی خورشید کو شب نہ مان جو مسجود ہوا اُسے ساجد نہ جان عکس کے مانند عکس نہین ہے مثل عکس اپنے کے اس نے نیست دیکھا ہے آگے اسکی مثال ہو خورشید کو دیکھا پھر وہ یخ جامد کہان ہے روغن گل روغن کنجد کہان رہا ہے جو ابدال حق کے مبدل ہو ہو وہ مخلوقات سے نہین ہین تو ورق لوٹ وہ آئینۂ وحدانیت کیونکہ ہوا اور خاک مسجود ملک کیسے ہوا یعنی جو کہ حق مین فنا ہو گیا وہ بشر کب رہا کیونکہ وہ عکس کے مانند ہے ولیکن عکس نہین ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ۳ جوہین آلخ ۵ شعر ایک نے جوہین عکس سیب دیکھا اس کا دامن دیدہ سے پر سیب ہے جو کچھ جو مین دیکھا کب خیال ہووے دیدے سو تھیلی اس کی مالا مال ہے عکس کے مانند ہے یہ عکس نہین ہے مثال عکس کی حق مین معنی عکس ہے تن مت دیکھو اور جان مت دیکھو ہر اگونگا ہو ترجمہ تکذیب کی حق کی جو وہ آیا نزدیک اُنکے ترجمہ نہین پھینکا تو نے جو وقت پھینکا تو نے وہ احمد ہووے دید انکی دید حق ہو اسواسطے یعنی جناب رسول مقبولؐ کا دیکھنا عین خدا کو دیکھنا ہو بموجب حدیث شریف کے من رآنی فقد رای الحق یعنی جس نے مجکو دیکھا تحقیق اُس نے حق کو دیکھا آگے حضور کا بیان ہے فافہم ۱۲

تن مبین وجان بکن کن صم بکم   کذبوا بالحق لما جاءهم
مارمیت اذ رمیت احمد بدہ است   دیدن او دیدن خالق شدہ است
حق مرا او را برگزید از انس و جان   رحمة للعالمینش خواند از آن
خدمت او خدمت حق کردن است   روز دیدن دیدن این روزن است
خاصہ این روزن درخشان از خود است   نے ذریعہ آفتاب و مرقدست
ہم ازان خورشید زو بر روزنے   لیک از راہ و سوی معہودنے
درمیان شمس و این روزن رہی   ہست مر روزن را نشد زان آگہی
تا اگر ابری برآمد چرخ پوش   اندرین روزن بود نورش بجوش
غیر این راہ ہوا و شش جہت   درمیان روزن و خور الفتت
مدحت و تسبیح او تسبیح حق   میوہ میروید زعین این طبق
سیب روید زین طبق خوش لخت لخت   عیب نبود گر نہی نامش درخت
این سبد را تو درخت سیب خوان   کہ میان ہر دو رہ آمد نہان
انچہ روید از درخت بارور   زین سبد روید ہمان نوع از ثمر
پس سبد را تو درخت بخت بین   زیر سایہ این سبد خوش می نشین
نان جو اطلاق آورد ای مہربان   نان چرا میخوانیش محمودہ خوان
خاک کہ چون چشم روشن کرد جان   خاک رہ را سرمہ بین و سرمہ دان
چون ز روی این زمین تابد شرق   من چرا بالا کنم رو در عیوق

تن نہ دیکھو اور جان سنکھو ہو صم بکم   کذبوا بالحق لما جاءهم
مارمیت اذ رمیت احمد ہوے   دید اُنکی دید حق ہے اس لئے
خلق سے برتر انھین حق نے کیا [سلہ]   رحمة للعالمین انکو کہا (رحمت واسطے مخلوقات کے یا)
انکی خدمت حق کی خدمت جان لے   دید اُنکی دید اس روزن کی ہے
خاصہ یہ روزن منور آپ ہے   نے ذریعہ آفتاب چرخ سے
مارا اُس روزن پہ بھی خورشید نے   لیک از راہ و طرف معبود کے
درمیان اس شمس اس روزن کے بھی   راہ نے روزن کو اُس سے آگہی
تا اگر اک ابر آئے چرخ پوش   ہووے اُس روزن مین نور اُسکے کو جوش
[سلہ] شش جہت راہ ہوا کے غیر جان   روزن و خور کے ہی الفت درمیان
اسکی تسبیح و ثنا تسبیح رب   اس زمین سے میوہ اُگتا ہی عجب
سیب اُگتا ہے زمین سے سخت سخت   عیب نے گر رکھے نام اسکا درخت
ٹوکری کو تو درخت سیب جان   دونون رہ کے درمیان آیا نہان
جو درخت بارور سے وہ اُگے   ٹوکری سے بھی ثمر وہ ہی ملے
ٹوکرے کو تو درخت بخت جان   زیر سایہ اس شجر کے بیٹھ یان
نان جو اسہال لائے مہربان   نان مت جانے اُسے مسہل تو جان
خاک [سلہ] رہ نے چشم روشن کی جو جان   خاک رہ کو سرمہ دیکھ اور سرمہ جان
اس زمین سے جبکہ چمکے روشنی   کیون سوے اختر مین ہون اب ملتجی

سلہ خلق سے الخ ۶ شعر انکو حق تعالی نے خلق سے برتر کیا کہ انکو رحمة للعالمین کہا خدمت انکی حق کی خدمت جان لے دن کی دید عین اُس روزن کی دید ہے آگے اسکی مثال ہے خاصکر یہ روزن خود آپ منور ہے آفتاب چرخ کے ذریعہ سے بھی اس روزن پر خورشید نے مارا لیکن از راہ طرف معبود کے تھین درمیان اُس شمس اور اُس روزن کے بھی راہ ہے مگر روزن کو اُس سے آگہی نہین ہے تا اگر ایک ابر آئے چرخ پوش مگر اُس کے نور کو اُس روزن مین جوش ہووے یعنی حق آفتاب و روزن جناب رسول مقبول صلعم ہین کہ آفتاب و روزن مین کچھ فرق نہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ شش جہت الخ ۷ شعر شش جہت از راہ ہوا کے سوا یہان روزن و خورشید کی الفت درمیان ہے اس کی تسبیح و ثنا رب کی تسبیح ہے کہ اس زمین سے میوہ عجب اُگتا ہے آگے اس کی مثال ہے سیب زمین سے سخت سخت اُگتا ہے عیب نہین ہے اگر اسکا نام درخت رکھے تو ٹوکرے کو درخت سیب جان کہ دو راہ کے درمیان پوشیدہ آیا ہے جو وہ درخت بارور سے اُگے وہی ثمر ٹوکرے سے ملے تو ٹوکرے کو درخت سخت جان یعنی جس شخص سے کرامت حق ظاہر ہوئی پس تو حق جان اور اسکی صحبت اختیار کر آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ خاک رہ الخ ۹ شعر خاک رہ نے چشم و جان روشن کی اس خاک راہ کو سرمہ دیکھ اور سرمہ جان اس زمین سے جبکہ روشنی چمکے مین سوے اختر کیون ملتجی ہوون نیست کو ہست مت کہ اے شوخ چشم ایسے جو ین کلوخ کب خشک رہے اور اس خورشید کے آگے کب ہلال چمکے اور آگے رستم کے کب زور آزمان ہووے وہ پروردگار طالب و غالب ہے کہ ہستیوں کو نیست کر دے زینہار دو نعمت جان بندہ کو اپنے خواجہ مین تو جان باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

نیست را ہستش مخوان ای چشم شوخ ۔ در چنین جو خشک کے ماند کلوخ
پیش این خورشید کے تابد ہلال ۔ با چنین رستم چہ باشد زور زال
طالب ست و غالب ست آن کردگار ۔ تا ز ہستیہا بر آرد او دمار
دو مگوی و دو مدان و دو مخوان ۔ بندہ را در خواجۂ خود محو دان
خواجہ ہم در نور خواجہ آفرین ۔ فانی ست و مردہ و مات و دفین
چون جدا بینی ز حق این خواجہ را ۔ گم کنی ہم متن و ہم دیباجہ را
چشم دل را ہین گذارہ کن ز طین ۔ آن یکی قبلہ است دو قبلہ مبین
چون دو دیدی ماندی از ہر دو طرف ۔ آتشی در خفت فتاد و رفت خفت

نیست کو مت ہست کہہ ای چشم شوخ ۔ ایسی جو مین خشک کب رہے ہو کلوخ
آگے بس اس خور کے کب چمکے ہلال ۔ رو برو رستم کے کیا ہو زور زال
طالب اور غالب ہے وہ پروردگار ۔ نیست کردے ہستیون کو زینہار
دو نہ کہہ اور دو نہ جان اور دو نہ نان ۔ بندہ کو خواجہ مین اپنے محو جان
خواجہ اندر نور خواجہ آفرین ۔ فانی اور مردہ ہی اور مات و دفین
جو جدا تو دیکھے حق سے خواجہ کو ۔ گم کرے بھی متن بھی دیباجہ کو
چشم دل کو پار کر اس جسم سے ۔ ایک قبلہ کو دو قبلہ مت کرے
تو نے دو دیکھے دو عالم سے رہا ۔ سوختہ آتش سے ملتے ہی گما

مثال دو بین ہمچو آن غریب شہر کاشان کہ عمر نام داشت کہ خباز بسبب این نامش بہ دکان دیگر حوالہ کرد او فہم نہ کرد کہ ہمہ دوکانہا یکی ست

مثال دو بین کی مانند اس مسافر کاشان کے ہی کہ عمر نام رکھتا تھا کہ نانبائی نے بسبب اس نام کے اسکو دوسری دکان پر بھیجا اور وہ نہ سمجھا کہ سب دکانین ایک ہین

گر عمر نامی تو اندر شہر کاش ۔ کس نیفروشد بصد دانگی لواش
چون بیک دکان بگفتی عمرم ۔ این عمر را نان فروشید از کرم
او بگوید رو بدین دیگر دکان ۔ زین یکی نان بہ کزین پنجاہ نان
گر نبودی احول او اندر نظر ۔ او بگفتی نیست دوکان دگر
پس زدی اشراق این ناحولی ۔ بر دل کاشی شدی عمری علی

شہر کاشان مین عمر نامی ہو تو ۔ نان نہ بیچے کوئی سوداگر کو
اک دکان پر جو کہے مین ہون عمر ۔ اس عمر کو نان بیچو تم مگر
وہ کہے جا دوسری دکان پے ۔ وہ پچاس حصہ ہی بہتر ایک سے
گر نہ اک احول وہ ہوتا اور دوبین ۔ وہ یہ کہتا دوسری دکان نہین
روشنی پس دیتی یہ نااحولی ۔ دل پہ کاشی کے عمر ہوتا علی

سلہ ۵۱ خواجہ الخ یہ شعر خواجہ نور آفرین مین فانی اور مردہ ہی اور مات دوفین ہے جو خواجہ کو تو حق سے دور دیکھے تو متن و بھی دیباچہ کو گم کرے تو چشم دل کو اس جسم سے پار کر اور ایک قبلہ کو دو قبلہ مت کہہ تو نے دو دیکھے دونون عالم سے رہ گیا سوختہ آتش کے ملتے ہی گما یعنی حضرت رسول مقبول صلعم نور حق مین فنا ہین وہان دوئی نہین ہے اور جس نے خدا و ند تعالی اور جناب رسول مقبول صلعم کو دو دیکھا و دو جانا وہ دونون عالم سے رہ گیا بموجب حدیث شریف کے السلامۃ فی الوحدۃ والآفات بین الاثنین یعنی سلامتی وحدت مین ہی اور آفات دوئی مین ہی آگے اس دو بین کی مثال مین عمر و علی کا قصہ بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ شہر کاشان الخ تو عمر نامی شہر کاشان مین ہی کوئی روٹی نہین بیچتا ہی سوداگر کو جو ایک دوکان پر کہے کہ مین عمر ہون کہ اس عمر کو تم نان بیچو وہ کہے کہ تو دوسری دوکان پر جا کہ پچاس حصہ بہتر ہی ایک سے آگے اسکے حقائق ہین اگر وہ ایک احول و دو بین نہ ہوتا تو وہ یہ کہتا کہ دوسری دکان نہین ہے پس یہ نااحولی روشنی دیتی دل پر کاشی کے اور عمر رض علی رض ہوتا اسواسطے وہ نانبائی کو کہے کہ اس عمر کو تو نان نعمت سے دے یعنی حضرت عمر پابند شریعت کے تھے اور حضرت علی پیر توحید کے پس وہ عمر نامی بھی دو بین تھا کہ ہر دکان پر جاتا تھا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

این ازینجا گوید آن خباز را	این عمر را نان فروش ای نانوا	اس لئے وہ نان بائی کو کہے	اس عمر کو نان باقیمت تو دے
چون شنید او هم عمر از احولی	در کشید آن نان که هست آن علی	جو سنا[۵۱] اس نے عمر با احولی	کھینچی وہ نان کہ ہے یہ ملک علی
پس فرستادش به دکان بعید	نان زمیش روی او اندر کشید	بھیجا اس کو دوسری دوکان پے	اُسکے پس آگے سے روٹی کھینچ لے
کہ عمر را نان ده ای اتباز من	راز یعنی فهم کن ز آواز من	کہ عمر کو نان دے ای میرے یار	اور سمجھ آواز سے تو راز کار
او همت زان سو حوالت میکند	هین عمر آمد که تا بر نان زند	ایسے ہی وہ بھی حوالہ بس کرے	کہ عمر آیا ہے روٹی کے لئے
چون بیکدکان عمر بودی برو	در همه کاشان ز نان محروم شو	گر عمر تو ایک دوکان پہ ہو جا	سارے کاشان میں نہ روٹی پائیگا
ور بیکدکان علی گفتی بگیر	نان ازانجا بے حوالہ بے زحیر	ایک دکان پہ علی گر تو کہے	بے حوالہ نان تو اس جا سے لے
احولی دو بین چو بے بر شد ز نوش	احولی صد بینی ای مادر فروش	احول دو بین جو بے توشہ ہوا	احول صد بین تو ہے ای بیحیا
اندر آن کاشان خاک از احولی	چون عمر می گرد چون نبوی علی	پھر تو اس کاشان دنیا میں اخی	احولی سے ہے عمر تو بے علی
هست احول را درین ویرانه دیر	قوت انواع که کند ابلیس ضیر	اس[۵۲] خراب آباد میں احول کو ہر	قوت انواع کہ پسند ابلیس کے
در دو چشم حق شناس آمد ترا	دوست پر بین عرصهٔ هر دو سرا	گر دو چشم حق شناس آئے تجھے	دوست سے ہر دو جہاں تجھ کو دکھے
وا رمیدی از حواله جا بجا	اندرین کاشان پر خوف و رجا	تو حوالے سے چھٹا ہر جائے پے	اندر اس کاشان کے جا و خوف پے
اندرین جو غنچه دیدی با شجر	همچو هر جو تو خیالش ظن مبر	دیکھا اس جو میں جو غنچہ با شجر	مثل ہر جو تو خیال اسپر نہ کر
که ترا از عین این عکس نقوش	حق حقیقت گر دو بینی تو روش	کہ تجھے عین اس نقوش عکس سے	حق حقیقت ہو تو اس کا رو دکھے
چشم ازین آب از حول حر میشود	عکس می بیند سبد پر می شود	چشم احول پاک ہو اس آب سے	عکس دیکھے تو کرا تیرا بھرے
پس بمعنی باغ باشد این نه آب	پس مشو عریان چو بلقیس از حباب	باغ ہے معنی میں یہ نے آب ہی	شہ سے عریاں مت ہو جوں بلقیس کے
بار گوناگون ست بر پشت خران	هین بیک چوب این خران را تو مران	ہے[۵۳] خروں پر بار گوناگوں لدا	ایک لاٹھی سے نہ ہانک ہر اک گدھا

۵۱ جو سنا الخ ۸ شعر جو اس نے عمر کا نام سنا احولی سے نان کھینچی کہ یہ ملک علی کی ہے اسکو دوسری دکان پر بھیجا پس اُسکے آگے سے روٹی کھینچکر کہا کہ اے میرے یار کو نان دے اور آواز سے تو سمجھ راز کام کا ایسے ہی وہ بھی حوالہ کرے کہ عمر روٹی کے واسطے آیا گر تو عمر ہے ایک دکان پر جا کہ سارے کاشان میں تو روٹی نہ پائے گا اگر تو ایک دکان پر علی کہے تو بغیر حوالہ کے اُس جا سے نان لے جو احول دو بین ہے توشہ ہوا پس تو احول صد بین ہے ای بیحیا پھر تو اس کاشان دنیا میں احولی سے عمر ہے علی نہیں ہے یعنی تو دو بین ہے کیونکہ ایک دکان سے دوسری دکان پر گیا روٹی لینے اگر ایک بین ہوتا تو دوکان دوکان سب ایک تھیں دوسری دوکان پر نہ جاتا اسی طرح دنیا میں ایک بین رہ اور دو بینی کو چھوڑ دے مثل علی کے یعنی اہل توحید رہو کہ افضل عبادت توحید ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ اس خراب آباد میں الخ ۲ شعر اس خراب آباد میں احول کو قوت انواع ہے اور وہ پسند ہے ابلیس کے آگر تجکو چشم حق شناس آئی ہے دونوں جہان کو دوست پر دیکھے تو حوالہ سے ہر جا پر چھٹا اندر اس کاشان کے رجا و خوف کے اس جو میں جو غنچہ با شجر دیکھا ہر جو کے مانند تو خیال اسپر نہ کر کہ تجکو عین اس نقوش و عکس سے حق حقیقت ہوئے اور اُس کا منہ نہ دیکھے چشم احول اس آب سے پاک ہو عکس دیکھے اور تیرا ٹوکرا بھرے معنی میں باغ بھی یہ آب نہیں ہے شاہ یعنی وجود اولیا کے مانند ہر وجود کو خیال مت کر کہ معنی میں باغ ہے آب نہیں ہے تو بلقیس کے مانند آبگینہ کو آب جان کر برہنہ مت ہو آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۳ ہے خروں الخ ۲ شعر خروں پر بار گوناگوں لدا ہے ایک لاٹھی سے ہر ایک گدھے کو مت ہانک کہ ایک گدھے پر لعل و گوہر کا بار ہے اور ایک گدھے پر سنگ مرمر کا بار تو سبکو ایک حکم مت دے اور اس جو میں ماہ دیکھ اے عاکس مت جان آب خضر ہے اب جانور نہیں ہے جو اسمیں کھتا ہے ذوق جلوہ گر ہے جو کی تہ سے ماہ کہتا ہے کہ میں ماہ ہوں میں عکس نہیں ہوں ہمکلام ہمراہ ہوں یعنی تو ہر ایک انسان ایکسان مت جان کہ خلق الانسان میں تفاوت ہے اور انسان اولیا مظہر حق کے ہیں آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

بر یکے خر بار لعل و گوہر ست — بر یکے خر بار سنگ مرمر ست
بر ہمہ جوہا تو این حکمت مران — اندرین جو ماہ بین عکسش مخوان
آب خضر ست این نہ آب آدم و دد — ہرچہ اندر وے نماید حق بود
زین تنگ جو ماہ گوید من مہم — من نہ عکسم ہم حدیث و ہمرہم
اندرین جو انچہ بر بالا ئیست — خواہ بالا خواہ در وی دارد ست
از دگر جوہا مگیر این جوے را — ماہ دان این پرتو مہر وی را
اندرین جو ہرچہ می خواہی مبین — از نعیم و تاج و تخت و ملک و دین
اندرین جو ہرچہ داری تو مراد — باز بین و شکر کن بہرزہ یاد
جملہ مطلوبات خلق ہر دو کون — گشت موجود اندروے بے چند و چون
این سخن پایان ندارد آن غریب — گریہ کرد از درد آن مرد لبیب

ایک خر پے لعل و گوہر کا ہی بار — ایک خر پے سنگ مرمر کا ہی بار
حکم اک سب جو پے مت کر تو روان — دیکھ مہ اس جو مین عکس اسکو نہ جان
آب خضر اک ہے نہ آب جانور — جو دکھے اسمین ہے وہ حق جلوہ گر
تہ سے جو کی مہ کہے مین ماہ ہون — مین نہ عکس ہون ہمکلام ہمراہ ہون
اندر[1] اس جو کے جو کچھ بالا پہ ہے — خواہ بالا خواہ اندر اُس کے ہر
دوسری جو سا نہ جان ہر جو کو تو — ماہ جان اس پرتو مہر و کو تو
اندر اس جو کے جو چاہے دیکھ لے — تاج و تخت اور ملک اور دین سے
اندر اس جو کے جو تو رکھے مراد — دیکھ لے اور شکر کرتا ہو زیاد
دو جہان کے خلق کے مطلب سبھی — ہو گئے موجود بے بعد اے اخی
بات یہ بے انتہا ہے وہ غریب — گریہ بس کرتا ہے بادرد حبیب

توزیع کردن پاے مرد در جملہ شہر تبریز و جمع شدن اندک چیزے و رفتن آن غریب بہ تربت محتسب بہ زیارت و این قصہ را بر سر گور او بطریق نوحہ گفتن

بھیک مانگنا ساعی کا تمام شہر تبریز مین اور جمع ہونا تھوڑے روپیہ کا اور جانا اُس غریب کا زیارت کو محتسب کی تربت پر اور قصہ کہنا اُس کی گور پر رو رو کر

واقعہ آن وام او مشہور شد — پاے مرد از درد او رنجور شد
از پے توزیع گرد شہر گشت — وز طمع می گفت ہر جا سرگذشت
ہیچ ناورد از رہ گدیہ بدست — غیر صد دینار آن گدیہ پرست

حال[2] مشہور اس کے قرضہ کا ہوا — ساعی کا دل درد سے اُسکے دکھا
مانگنے کو شہر کے اندر پھرا — اور طمع سے کہتا ہر جا ماجرا
کچھ نہ از راہ گدائی کے ملا — اُس گدا کو سَو روپے کے بس سوا

[1] اندر اس جو کے الخ ۶ شعر جو بالا پر ہے وہ اندر اس جو کے ہے خواہ بالا پر وخواہ اس مین ہے تحقیق اس جو کو دوسرے جو کے مانند نہ جان و اسپر تو مہر و کو ماہ جان اس جو کے اندر جو چاہے دیکھ لے تاج و تخت اور ملک اور دین سے اس جو کے اندر جو تو مراد رکھے دیکھ لے اور شکر کر کہ تا زیادہ ہو دونون جہان کے خلق کے مطلب سے سب موجود ہو گئے بے بعد کے بات بے انتہا ہے اور وہ غریب گریہ کرتا ہے مرد حبیب سے یعنی وجود اولیا کو دوسرے وجود کے مانند نہ جان کہ وہ پر نعمت باغنی سے ہے آگے اُس غریب کا بیان ہے فافہم ۱۲

[2] حال مشہور الخ ۶ شعر اُس کے قرضہ کا حال مشہور اور اُس کے ساعی کا دل درد سے دکھا شہر کے اندر مانگنے کو پھرا اور طمع سے ماجرا کہتا از راہ گدائی کے کچھ نہ ملا اُس گدا کو سو روپیہ کے سوا ساعی اس کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ پکڑا اور گور سخی پر اپنے ساتھ لے گیا کہا کہ جو بندے کو توفیق ملے کہ دو بس مہمانی مبارک کرے اپنا مال اُس کی صرف راہ کرے اور اپنی جان اُس کی صرف جاہ کرے یعنی جو توفیق تجکو ملے تو مہمانی مبارک کر اور اپنا مال صرف کر آگے اُس کا بیان ہے فافہم ۱۲

پای مرد آمد بدو دستش گرفت شد بہ گور آن کریم بس شگفت
گفت چون توفیق یابد بندۂ کو کند مہمانی فخر خندۂ
مال خود ایثار راہ او کند جان خود ایثار جاہ او کند
شکر او شکر خدا باشد یقین چون باحسان کرد توفیقش قرین
ترک شکرش ترک شکر حق بود حق او لاشک بحق ملحق شود
شکر مے کن مر خدا را در نعم نیز مے کن ذکر و شکر خواجہ ہم
رحمت مادر اگرچہ از خداست خدمت او ہم فریضہ ست و سزاست
زین سبب فرمود حق صلوا علیہ کہ محمد بود محتاج الیہ
در قیامت بندہ را گوید خدا ہین چہ کردی انچہ من دادم ترا
گوید اے رب شکر تو کردم عیان چون ز تو بود اصل آن روزی و نان
گویدش حق نکردی شکر من چون نکردی شکر آن اکرام و فن
بر کریمی کردۂ حیف و ستم نے ز دست او رسید این نعمتم
چون بگور آن ولی نعمت رسید گشت گریان زار و آمد در نشید
گفت اے پشت پناہ ہر نبیل مرتجی و غوث ابناء السبیل
اے غم ارزاق ما بر خاطرت اے چو رزق عام احسان و برت
اے فقیران را عشیرہ و والدین در خراج و خرج در ایفائے دین
اے چو بحر از بہر نزدیکان گہر دادہ تحفہ مر سوئے دوران مطر

ساعی پاس آیا وہ پکڑا اُسکا ہاتھ لیگیا گور سخی پر اپنے ساتھ
بولا جو توفیق بندہ کو ملے کہ وہ مہمان مبارک بس کرے
مال اپنا اُسکے صرف رہ کرے جان اپنی اسکی صرف جہ کرے
شکر[1] اُسکا شکر حق کا ہے یقین کی جو توفیق اُس نے احسان سے قرین
ترک شکر اُسکا ہے ترک شکر حق حق سے ملحق ہے بلا شک اسکا حق
نعمتون مین شکر حق کا کرتا رہ شکر خواجہ بھی ہمیشہ کرتا رہ
گرچہ رحمت مان کی ہے اللہ سے خدمت اسکی بھی تجھے بس فرض ہے
اس لئے حق نے کہا صلوا علیہ کہ محمد بس تھے محتاج الیہ
حشر کو پوچھے گا بندہ سے خدا جو دیا مین نے تھا تجکو کیا کیا
کہوے[2] مین نے شکر رب تیرا کیا جو کہ تو تھا اصل روزی نان کا
حق کہے کہ شکر میرا نے کیا جو کیا نے شکر اُس اکرام کا
یہ جفا تو نے کریم اپنے پہ کی نے ملے ہاتھ اسکے سے نعمت مری
جو ولی نعمت کی پہونچا گور پے رویا اور آیا وہ اندر قال کے
بولا اے پشت پناہِ عاقلان مرتضےٰ و غوث جملہ عاجزان
تجھ پہ غم ہے جو ہمارے رزق کا مثل رزق عام احسان ہے ترا
ای فقیرونکا ہے یار اور مائی باپ[3] خرج و امد قرض کے دینے مین آپ
اے جو دریا پاس والون کو گہر تحفہ بخشا اور دوران کو مطر

[1] شکر اُسکا الخ ۶ شعر اس کا شکر حق کا شکر ہے جو اس نے توفیق احسان سے قرین کی اس کا ترک شکر حق کا ترک شکر ہے اسکا حق بلا شک حق سے ملحق ہے نعمتون مین شکر حق کا کرتا رہ شکر خواجہ بھی ہمیشہ کرتا رہ آگے اس کی مثال ہے اگرچہ رحمت مان کی اللہ سے ہے اس کی خدمت بھی تجھ پر فرض ہے اس لئے حق نے کہا ترجمہ درود اوپر اس کے کہ محمد صلعم جائے احتیاج تھے حشر کو اللہ پوچھے گا بندہ سے کہ جو مین نے تجھ کو دیا تھا کیا کیا آگے اس کا جواب ہے فافہم ۱۲ [2] کہوے الخ ۶ شعر وہ کہے مین نے تیرا شکر کیا کہ جو تو روزی و نان کا اصل تھا حق کہے کہ میرا شکر اس اکرام کا نہین کیا جفا تو نے کریم اپنے پر کی کہ اس کے ہاتھ سے میری نعمت نہین ملی تھی آگے رجوع بقصہ ہے جو ولی نعمت کی گور پہ پہونچا دیا اور آیا اندر قال کے کہا کہ اے پشت پناہ عاقلان و مرتضیٰ و غوث جملہ عاجزان اے تجھ پر ہمارے رزق کا غم ہے مانند رزق کے تیرا احسان ہے یعنی منعم کا شکر حق کا ہے بخشش اس کی عین بخشش حق کی ہے بس شکر کریم کا کرنا شکر حق کا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [3] اے فقیرون کا الخ ۶ شعر اے فقیرون کا یار اور مان باپ ہے آمد و خرج اور قرض کے دینے مین اے تو نے دریا کے مانند نزدیکون کو گوہر تحفہ بخشا اور دورون کو قطرے بخشے تجھ سے مین گرم پشت تھا اے آفتاب رونق ہر ایک محل و ہر ایک گنج و خراب مین اے تجکو کبھی نہ جبین ابرو دیکھا اے جو میکائیل کے مانند تو رزاقی کرے اے دل تیرا بحر جیب ملا ہے سوا اے کوہ قاف کرم کا تو عنقا ہے یاد نہ کیا کہ مجھ پر گذرا اور تیری ہمت ہمیشہ شکستہ نہ ہوئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پشت ماگرم از تو بود ای آفتاب — رونق هر قصر و هر گنج خراب
ای ندیده کس برابرویت گره — ای چو میکائیل راد و رزق ده
ای دلت پیوسته با دریای غیب — ای بقاف مکرمت عنقای غیب
یاد ناورده که از مالم چه رفت — سقف قصر همتت هرگز نکفت
ای من و صد همچو من در ماه و سال — مر ترا چون نسل تو گشته عیال
نقد ما و جنس ما و رخت ما — نام ما و فخر ما و بخت ما
تو نه مردی لیک بخت ما بمرد — عیش ما و رزق مستوفی بمرد
این همه از حق بد و تو واسطه — درمیان ما و حق تو رابطه
واحد کالالف در بزم کرم — صد چو حاتم گاه ایثار نعم
حاتم از مرده بمرده می دهد — گردگانهای شمرده میدهد
تو حیاتے میدهی در هر نفس — کز نفیسی می نگنجد در نفس
تو حیاتے میدهی بس پایدار — نقد زری بے کساد و بیشمار
وارثے نابوده یک خوے ترا — اے فلک سجده کنان کوے ترا
خلق را از گرگ غم لطفت شبان — چون کلیم الله شبان مهربان

تجھسے مین تھا گرم پشت ای آفتاب — رونق ہر محل و ہر گنج خراب
اے کبھی دیکھا نہ چین ابرو تجھے — اے جون میکائیل رزاقی کرے
اے ملا دل تیرا بحر غیب سے — اے کریم قاف کا عنقا تو ہے
یاد سے لایا کہ کیا گذرا اب مجھے — نے شکستہ ہوئی تری ہمت ور
(۵۱) اے ہین اور سو مجھسے اندر ماہ و سال — ہو گئے جون نسل تیری وہ عیال
نقد میرا جنس میرا اور رخت — نام میرا فخر میرا اور بخت
نے مرا تو بخت میرا مر گیا — بلکہ عیش و رزق سارا مر گیا
یہ تھا سب کچھ حق سے اور تو واسطہ — ہم مین اور حق مین تھا اک تو رابطہ
تو کرم مین ایک ہے مثل ہزار — مثل سو حاتم رکھے بخشش و نثار
مردہ حاتم دیتا مردہ کو ہے جو — ماہ گن گن کر کے دے ہی جوز کو
تو حیات ہر دم مین دے ہی ایک تو — نے نفیسی سے سمائے دم مین وہ
(۵۲) دیتا تو ہے اک حیات پائدار — تو ہے اک زر بے کساد و بیشمار
تیری خو کا نے کوئی وارث ہوا — اے فلک تیرے یہان سجدہ کیان
گرگ غم سے لطف ہی تیری شبان — جون کلیم الله شبان مہربان

گریختن گوسفند از کلیم الله و شفقت و مهربانی او

بھاگنا ایک بکری کا موسی عم سے اور شفقت و مہربانی کرنا موسی عم کی اُسپر

گوسپندے از کلیم الله گریخت — پای موسی آبله شد نعل ریخت
(۵۳) بھاگی اک بکری کلیم الله سے — موسی اُٹھکے آبلے پاین پڑے

سلہ ۵۱ ای من الخ ۷ شعر ایک مین اور سو مجھسے اندر سال و ماہ مین ہوگئے مانند نسل تیری کے وہ عیال نقد میرا اور جنس میرا اور رخت میرا نام اور فخر میرا اور بخت تو ہے تو مرا بخت میرا مر گیا عیش و رزق میرا آگیا یہ سب کچھ حق سے تھا اور تو واسطہ ہم مین اور حق مین تو ایک رابطہ تھا تو ایک کرم مین ہے مثل ہزار کے اور ہو تو حاتم کے مانند بخشش و نثار رکھتا ہے حاتم مردہ مردہ کو دیتا ہے تو ہر دم مین ایک حیات تو دیتا ہے اور نفیس ہونے سے وہ ہر دم مین نہین سماتا ہے یعنی حاتم وہ مردہ اہل دیتا ہے مردہ ول کو دیتا ہے اور تو دیتا ہے اور تو ہر دم مین ایک حیات تو دیتا ہے پس بمعنی یہ تعریف جناب رسول مقبول صلعم کی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ دیتا ہے تو الخ ۳ شعر تو ایک حیات پائدار دیتا ہے اور تو ایک زر بے کھوٹا و بیشمار ہے تیرے خو کا کوئی وارث نہ ہوا اور تیرے یہان فلک سجدہ کنان ہے گرگ غم لطف تیرے سے چرواہے کلیم الله کے مانند شبان مہربان ہے آگے قصہ شبانی موسی عم کا مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ ۵۳ بھاگی الخ ۹ شعر ایک بکری بھاگی کلیم الله سے اور موسی عم تھکے اور آبلے پاین پڑے اس کے پیچھے شب تک ڈھونڈھتے پھرے کہ گلا انکی آنکھ سے غائب ہو گیا بکری سست ہوئی کسل راہ سے پس موسی عم اُس کے گرد جھاڑتے تھے اُس کی پشت پر ہاتھ پھیرتے تھے اور مثل مادر کے اُسپر محبت کرتے نیم ذرہ کے برابر رنج و غصہ نہین اور بجز محبت و رحم کے گریہ نہین کہا کہ مانا تجھے مجھ پر رحم نہین کیون جفا خود پر کرے تیری طبع نے اسوقت حق نے فرشتون سے کہا کہ یہ جوان نبوت کے لائق ہے آگے اس کے حقائق ہین مصطفے صلعم نے فرمایا کہ ہر نبی نے چوپانی کری خواہ وہ طفل ہو یا پیر ہوے چوپانی کئے وے امتحان کے حق نے نبیتہ وائی جوانکو نہین دی یعنی انبیا سے حق تعالی نے اول بکریان چروائی ہین تا کہ طریقہ نگہبانی امت کا حاصل ہو آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

در پے او تا بشب در جستجو — وان رمہ غائب شدہ از چشم او
گوسپند از ماندگی شد سست و ماند — پس کلیم اللہ گرد از وے فشاند
کف ہمی مالید بر پشت و سرش — می نوازش کرد ہمچون مادرش
نیم ذرہ تیرگی و خشم نے — غیر مہر و رحم و آب چشم نے
گفت گیرم بر منت رحمی نبود — طبع تو بر خود چرا استم نمود
با ملائک گفت یزدان آن زمان — کہ نبوت را ہمی زیبد فلان
مصطفےٰ فرمود کہ خود ہر نبی — کرد چوپانی چہ برنا چہ صبی
بے شبانی کردن و آن امتحان — حق ندادش پیشوائی جہان
تا شود پیدا وقار و صبر شان — کردشان پیش از نبوت حق شبان
گفت سائل کہ تو ہم اے پہلوان — گفت من ہم بودہ ام دہرے شبان
ہر امیرے کو شبانی بشر — آن چنان آرد کہ باشد موتمر
حلم موسیٰ وار اندر رعی خود — او بجا آرد بہ تدبیر و خرد
لاجرم حقش دہد چوپانیے — بر فراز چرخ مہ روحانیے
آن چنانکہ انبیا را زین رعی — بر کشید و مرد داد رعی اصفیا
خواجہ باری تو درین چوپانیت — کردی آنچہ کو ر کرد و شبانیت
دانم آنجا در مکافات ایزدت — سروری جاودانہ بخشدت
بر امید کف چون دریای تو — در وظیفہ دادن و ایفای تو
وام کردم نہ ہزار از زر گزاف — تو کجائی تا شود این درد صاف
تو کجائی تا بصد چندان کرم — با من خستہ بجا آری نعم
تو کجائی تا دو صد لطف و عطا — با غریب خستہ دل آری بجا

اُسکے پیچھے ڈھونڈھتے شب تک پھرے — ہو گیا گلہ وہ غائب آنکھ سے
سُست ہوئی بکری جو کسل راہ سے — پس تھے موسیٰ گرد اُس کی جھاڑتے
پھیرتے تھے ہاتھ اُسکی پشت پے — مثل مادر کرتے اُسپر مہر تھے
نیم ذرہ رنج اور غصہ نہین — جز محبت رحم کے گریہ نہین
بولے مانا رحم مجھ پر نے تجھے — کیون جفا کی خود پے تیری طبع نے
حق نے فرمایا فرشتون سے اُس آن — کہ نبوت کے یہ لائق ہے جوان
مصطفےٰ بولے کہ چوپانی کرے — ہر نبی وہ خواہ طفل و پیر ہے
بے کئے چوپانی اور بے امتحان — حق نے دی نے پیشوائی جہان
[1] تا تحمل صبر اُن کا ہو عیان — کہ کیا پہلے نبوت سے شبان
بولا سائل تم بھی اے فخر زمان — بولے مین بھی بس رہا مدت شبان
ہر امیر اس جا شبانی بشر — خود کرے ایسی کہ جیسا ہو امر
حلم چون موسیٰ شبانی مین وہ خود — بس بجا لائے بہ تدبیر خرد
دیوے حق چوپانی اسکو ضرور — چرخ روحانی پے جو ہین اہل نور
جیسے نبیون کو شبانی سے ملا — کر دیا حق نے شبان اصفیا
[2] خواجہ تو نے جیسے چوپانی کری — گو رتیری بھی کرے اب ویسے ہی
جانو اللہ نے عوض مین دی تجھے — سروری عقبیٰ کی بس دی ہی تجھے
تیرے دست جود کی امید پے — اور وظیفہ دینے وعدہ پر ترے
نو ہزار اب قرض زر مین نے لیا — تو کہان ہے تا یہ درد ہو دے صفا
تو کہان ہے تا یہ سو چندان کرم — ساتھ مجھ خستہ کے تو لائے نعم
تو کہان ہے تا دو صد لطف و عطا — مجھ غریب خستہ پہ لائے بجا

[1] تا تحمل الخ ۶ شعر تا تحمل و صبر اُن کا عیان ہو کہ نبوت سے پہلے شبان کیا سائل نے کہا کہ تم بھی اے فخر زمان فرمایا کہ ہان مین بھی مدت تک شبان رہا ہر ایک امیر دنیا مین شبان رہا ہر ایک امیر دنیا مین شبانی بشر کی خود ایسی کرے کہ جیسا امر ہو موسیٰ عم کے مانند حلم شبانی کو خود بجا لائے تدبیر و خرد سے حق اس کو چوپانی دیوے پر ضرور چرخ روحانی پر اصل نور ہین جیسے نبیون کو شبانی سے ملا کہ حق نے شبان اصفیا کا کر دیا یعنی سرداران دنیا کو بھی حق تعالیٰ نے شبان مخلوقات انبیا کے مانند ظاہر کیا اور اہل اللہ کو باطن کیا کہ یہ دونون انتظام ظاہر و باطن کا کرتے ہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [2] خواجہ تو نے الخ ۷ شعر اے خواجہ جیسے تو نے چوپانی کری اب کور بھی ویسی چوپانی کرے جانون کہ اے تجکو کہ اے تجکو اللہ نے عوض مین سروری عقبیٰ کی دی ہو تیرے دست جود کی امید پر اور تیرے وظیفہ دینے کے وعدہ پر مین نے نو ہزار روپیہ قرض کیا تو کہان ہے کہ تا یہ درد صاف کہان ہے کہ تا یہ سو چند کرم مجھ خستہ کے ساتھ نعمت لائے تو کہان ہے کہ تا وہ دو سو لطف و عطا مجھ غریب خستہ پہ بجا لائے تو کہان ہے کہ تا ہنس ہنس گر کہے کہ تو دو سو چند یا دہ مجھ سے لے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

توکجائی تاکه خندان چون چمن	گوئیم بستان دو صد چندان زمن	توکہان ہی تاکہ ہنس ہنس کر کہے	کہ تو دو صد چند زیادہ مجھ سے لے
توکجائی تا مرا خندان کنی	لطف و احسان چون خداوندان کنی	توکہان[1] ہی تاکہ خوش مجھکو کرے	لطف و احسان مثل سلطان تو کرے
توکجائی تا بری در مخزنم	تاکنی ازوام و فاقه ایمنم	توکہان مخزن مین لیجائے مجھے	تا امان دے قرض و فاقہ سے مجھے
من همی گویم بس و تو مفضلم	گفته کاین هم گیر از بهر دلم	مین کہون بس اور کہے تو اور لے	یہ بھی اب میری خوشی کیواسطے
چون همی گنجد جهانے زیر طین	چون بگنجد آسمانے در زمین	کیسے اک عالم سمائے زیر طین	کیسے آئے آسمان اندر زمین
حاش لله تو برونی زین جهان	هم بوقت زندگی هم این زمان	حاشا اللہ تو ہے افزون جہان	بھی بوقت زندگی بھی اس زمان
در هوای غیب مرغی می پرد	سایهٔ او بر زمین می گسترد	مرغ اُڑتا ہے ہوائے غیب پے	سایہ اُسکا بس زمین پہ جائے ہے
جسم سایه سایهٔ سایه دل است	جسم کے اندر خور پایه دل است	جسم[2] سایہ سایہ سایہ دل کا ہے	جسم کب ہم پایہ رتبہ دل کا ہے
مرد خفته روح او چون آفتاب	در فلک تابان و تن در جامهٔ خواب	مرد خفتہ اس کی جان جیسے آفتاب	چرخ پر چمکے تن اندر جامہ خواب
جان نهان اندر بود همچون سجاف	تن تقلب می کند زیر لحاف	جان پوشیدہ خلا مین جون سجاف	کروٹین لیتا ہے تن زیر لحاف
روح چون من امر ربی مختفی است	هر مثالے که بگویم منتفی ست	روح چون من امر ربی کے خفی (حکم رب کے پردے سے)	جو مثال اب لاؤن ہے وہ منتفی
اے عجب کو لعل شکر بار تو	وان جوابات خوش و اسرار تو	اے عجب کو لعل وہ شیرین ترا	وہ جوابات خوش و رنگین ترا
اے عجب کو آن عقیق لعل خا	آن کلید قفل مشکل هاے ما	اے عجب کو وہ عقیق لعل خا	اور کلید قفل مشکل کا ترا
اے عجب کو آن دم چون ذوالفقار	آنکه کردی عقلها را بے قرار	اے عجب کو وہ دم جون ذوالفقار	جو کہ عقلون کو کرے ہے بیقرار
چند گوئی فاخته سان ای عمو	کو کو کو کو کو کو کو کو	کب[3] تلک جون فاخته کہویگا تو	کو کو کو کو کو کو کو کو
کو هم آنجا که دل و اندیشه اش	دائم آنجا بد چه شیر و بیشه اش	کو وہان کہ فکر و دل اسجائے ہے	ہووے دائم مثل بیشہ و شیر کے
کو هم آنجا که صفات رحمت است	قدرت است و نزهت است و فطنت است	کو وہان ہے کہ صفت رحمت کی ہی	قدرت و نزہت ہی اور فطنت بھی ہے

سلہ ۱ توکہان ہے الخ ۶ شعر توکہان ہے کہ تا مجکو خوش کرے اور لطف و احسان بادشاہ کے مانند کرے توکہان ہے کہ مخزن مین لیجاوے تا قرض فاقہ سے مجھے امن دے مین کہون بس اور تو کہے اور لے یہ بھی اب میری خوشی کے واسطے ایک عالم کیسے سمائے زیر خاک اور آسمان کیسے آئے اندر زمین کے حاشا للہ تو جہان سے باہر ہے جیتے وقت زندگی کے اور بھی اسوقت مین آگے مثال ہے مرغ اُڑتا ہے ہوائے غیب مین اور سایہ اُس کا زمین پر جاتا ہے یعنی تو آسمان و جہان سے زیادہ ہے پھر کیسے زیر خاک سوتا ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ ۲ جسم سایہ الخ ۷ شعر دل کے سایہ کا سایہ جسم ہی پس دل کا ہمسایہ و ہم مرتبہ کب جسم ہے مرد خفتہ اور اسکی جان مانند آفتاب کے چرخ پر چمکے اور تن اندر جامہ خواب کے جان خلا مین پوشیدہ مانند سنجاف کے اور تن کروٹین لیتا ہے زیر لحاف کے روح مانند امر ربی کے پوشیدہ ہے جو مثال اب مین لاؤن وہ ناقص ہے آگے رجوع بقصہ ہے اے عجب وہ لعل شیرین تیرا کہان ہے اور وہ جوابات خوش و رنگین تیرا ہے اے عجب وہ عقیق لعل خا کہان اور کلید قفل مشکل کی تیری اے عجب وہ دم جون ذوالفقار کہان ہی کہ جو عقلون کو بیقرار کرتا ہے یعنی دل کے سایہ کا سایہ جسم ہے پھر دل کا جسم کب سایہ ہے کیونکہ روح حکم کے مانند پوشیدہ ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ۳ کب تلک الخ ۲ شعر توکسے تلک فاختہ کے مانند کہیگا کہان کہان کہان اس جا کہان ہے کہ فکر و دل اس جا پر ہے اور ہمیشہ ہووے مثل بیشہ و شیر کے کہان اس جا ہے کہ وصف رحمت کی ہے اور قدرت و نزہت اور فطنت بھی ہے کہان اسجا ہے کہ امید مرد و زن کیجاتی ہے ہنگام اندوہ و غم کے کہان اس جا ہے کہ جب امراض آئے چشم کو امید صحت پر رکھے کہان اُس طرف کہ دفع زشتی لیگئے اُس طرف ہے کہ دل اشارہ کرے یعنی کہان اُس جگہ ہوتا ہے کہ جہان دور ہوتی ہے اور اکائی مین کہان نہین ہوتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

کو ہم آنجا کہ امید مرد و زن ‏ ‏ میرود در وقت اندوہ و حزن
کو ہم آنجا کہ بوقت علتے ‏ ‏ چشم دارد بر امید صحتے
آن طرف کہ بہر دفع زشتی ‏ ‏ باد جوئی بہر گشت و کشتئے
آن طرف کہ دل اشارت میکند ‏ ‏ چون زبان یا ہو عبارت میکند
او مع اللہ ست بے کو کو ہمی ‏ ‏ کاش جولاہانہ ماکو گفتمی
عقل ماکو تا ببیند غرب و شرق ‏ ‏ روحہا را میزند صد گونہ برق
جزر و مدش بد بہ بحرے ور زبد ‏ ‏ منتفی شد جزر و باقی ماند مد
نہ ہزارم وام و من بیدسترس ‏ ‏ ہست صد دینار ازین تقریع و بس
حق کشیدت ماندہ ام در کشمکش ‏ ‏ میروم من بر تو با واخا خوش
ہمتے میدار با پر حسرتت ‏ ‏ ای ہمایون دست و رو و ہمتت
آدم ہر چشمۂ اصل جنون ‏ ‏ یافتم دروی بجائے آب خون
چرخ آن چرخ ست و تاب آن تاب نیست ‏ ‏ جوی آن جوئیست آب آن آب نیست
محسنان ہستند کو آن مستطاب ‏ ‏ اختران ہستند کو آن آفتاب
تو شدی سوے خدا اے محترم ‏ ‏ پس بسوی حق روم من نیز ہم
مجمع و پایۂ علم ماوی القرون ‏ ‏ ہست حق کل لدینا محضرون
نقشہا گر بے خبر گر با خبر ‏ ‏ در کف نقاش باشد محتضر
دمبدم در صفحۂ اندیشہ جان ‏ ‏ ثبت و محوی میکند آن بے نشان

کو وہان ہے کہ امید مرد و زن ‏ ‏ جاے ہے ہنگام اندوہ و حزن
کو وہان کہ آئے جب امراض ہے ‏ ‏ چشم کو امید صحت پر رکھے
اُس طرف تو دفع زشتی کے لئے ‏ ‏ باد چاہے پھرنے کشتی کے لئے
اُس طرف کہ دل اشارت بس کرے ‏ ‏ جون زبان یا ہو عبارت بس کرے
وہ مع اللہ ہے کہ کو دان بے ہین ‏ ‏ کاش جولاہانہ ماکو کہتا مین
عقل ماکو دیکھتی تا غرب و شرق ‏ ‏ سوخت کرتی روح کو صد گونہ برق
کف دریا کے تھا بس جزر و مد ‏ ‏ جزر نفی ہو رہا باقی دو مد
نو ہزار اب قرض دین بیدست ہی ‏ ‏ سو ملے دینار جو کی التجا
کھینچا تجکو حق نے مین اندر بلا ‏ ‏ جاتا ہون مین تجھ پہ ہو رحم خدا
اپنی پر حسرت پہ ہمت رکھ غنی ‏ ‏ اے مبارک دست و رو ہمت تری
اصل چشمون پر مین آیا پر جنون ‏ ‏ پایا مین نے آب کی جا اسمین خون
چرخ وہ چرخ اور نہ تاب آب وہ ‏ ‏ جو وہ ہے جو اور نہ آب آب وہ
ہین بہت محسن کہان وہ مستطاب ‏ ‏ ہین بہت اختر کہان وہ آفتاب
تو گیا سوے خدا اے محترم ‏ ‏ مین بھی چلتا ہون سوے حق لیکے غم
جاے گشت و مجمع و جمع قرون ‏ ‏ پیش حق کل لدینا محضرون
نقش گر ہین بے خبر یا با خبر ‏ ‏ ہاتھ مین نقاش کے حاضر ہین سب
ورق اندیشہ مین اُنکے دمبدم ‏ ‏ محو تا ثبت وہ کرے اور بیش و کم

سلہ وہ مع اللہ الخ ۶ شعر وہ ساتھ اللہ کے ہے کہان کہان اس جا پر نہین کاش جولاہے کے مانند ماکو کہتا مین یعنی ماکو مالی جولاہون کو کہتے ہین کہ تانا اس مین رکھکر جولاہے بنتے ہین اور ماکو کے معنی نہین کے بھی آتے ہین چنانچہ اگلے شعر مین بھی معنی ہین عقل ماکو دیکھتی شرق و غرب تک کہ روح کو سوخت کرتی سو طرح کی برق دریا سے کف مین یہ جزر و مد تھا پس جزر نفی ہوا باقی مد رہا یعنی کف مراد جسم سے ہے کہ روح کا اس مین جزر و مد ہے پس جزر یعنی جسم فانی ہوا اور وہ نفی روح باقی رہی آگے رجوع بقصہ ہے نو ہزار اب قرض اور مین بیدست و پا جو التجا کی تو سو دینار ملے تجکو حق نے کھینچا اور مین اندر بلا کے جاتا ہون تجھپر رحم خدا کا ہو اپنی پر حسرت پر تو رحم رکھ اے تیری ہمت دوست در دمبارک باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ اصل چشمون پر الخ ۶ شعر چشمون کی اصل پر مین پر جنون آیا اسمین آب کی جا مین نے خون پایا چرخ وہ چرخ ہے اور تاب وہ تاب نہین ہے جو وہ جو ہے اور آب وہ آب نہین ہر محسن بہت ہست ہین وہ مستطاب کہان ہے اور اختر بہت ہین وہ آفتاب کہان ہے اے محترم تو سوے خدا گیا مین بھی چلتا ہون سوے حق ولیکن غم لیکے آگے اس کے حقائق ہین جاے گشت و مجمع و جمع قرون آگے حق کے ترجمہ سب ہمارے ہاتھ مین حاضر ہین اگر نقش بیخبر یا باخبر ہین ولیکن ہاتھ مین نقاش کے حاضر ہین یعنی کل اشیا جہان کی دست قدرت حق مین موجود ہین آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۳ ورق اندیشہ الخ ۱ شعر انکے ورق اندیشہ مین دمبدم وہ محو و اثبات کرے و بیش و کم خشم لاتا ہے اور رضا لیجاتا ہے اور بخل دیتا ہے و سخا لیجاتا ہے کبھی کینہ لیوے اور صفا لاوے عاجزی کاٹے اور عطا ہووے اب میرے مدرکات صبح و شام محو و اثبات سے کوئی دم خالی نہین آگے مثال ہے کوزہ گر کوزہ کا کارساز ہے ورنہ کوزہ کب چوڑا و دراز ہووے چوب ہاتھ مین نجار کے ہے ورنہ کیونکر وہ تلف ہو یا کٹے یہ کپڑا ہاتھ مین خیاط کے ہو ورنہ خود کیونکر وہ سلے یا پھٹے پاس سقا کے مشک ہے ورنہ وہ خود کب تر ہووے یا تہی یعنی خلق بغیر خالق کے کم و بیش کچھ نہین کر سکتی ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

خشم می آرد رضا را می برد — بخل می روید سخا را می برد
می برد حقد و صفا آرد همی — بد رود عجز و عطا کارد همی
هم بلحظه مدرکات شام و غدو — هیچ خالی نیست زین اثبات و محو
کوزه گر با کوزه باشد کارساز — کوزه از خود کی شود پهن و دراز
چوب در دست درودگر معتکف — ورنه چون گردد بریده مؤتلف
جامه اندر دست خیاطی بود — ورنه آن خود چون بدوزد یا درد
مشک با سقا بود ای منتهی — ورنه آن خود کی شود پر یا تهی
هر دمی پر می شوی و تهی شوی — پس بدان کاندر کف صنع وی ئی
چشم بند از چشم روز آگه بود — صنع از صانع چسان پیدا شود
چشم داری تو بچشم خود نگر — منگر از چشم سفیهی بی خبر
گوش داری تو بگوش خود شنو — گوش گولان را چرا باشی گرو
بی ز تقلیدی نظر را پیشه کن — هم برای عقل خود اندیشه کن
بشنو از من یک حکایت در نظیر — تا شوی از سر گفت من خبیر

خشم لاتا اور رضا لیجائے ہے — بخل دیتا اور سخا لیجائے ہے
گاہ کینہ لیوے اور لائے صفا — عاجزی کو کاٹے اور بوئے عطا
مدرکات صبح ہر شام اب مرے — کوئی دم خالی نہ محو اثبات سے
کوزہ گر کوزے کا ہے بس کارساز — کوزہ کب ہو خود ہی چوڑا اور دراز
چوب ہے بس ہاتھ مین نجار کے — ورنہ کیونکر وہ تلف ہو یا کٹے
ہے یہ کپڑا ہاتھ مین خیاط کے — ورنہ کیونکر خود سلے وہ یا پھٹے
پاس سقا کے ہی مشک اے منتہی — ورنہ کب خود ہووے پُر وہ یا تہی
ہر گھڑی تو پُر و خالی ہو سے — اُسکے دست صنع مین خود کو لکھے
چشم بند آگہ ہے چشم دور سے — صنع ظاہر کیسے اب صانع سے ہے
چشم تو رکھے تو دیکھ اُس چشم سے — دیکھ مت اس چشم سے بیکار ہے
گوش تو رکھے تو سن اس گوش سے — گوش بے معنی کا کیون پابند ہے
دید کا کر پیشہ بے تقلید کے — اور کر اندیشہ اپنی عقل سے
اک حکایت مجھسے سن اندر نظیر — تا ہو راز قول سے میرے خبیر

دیدن خوارزم شاه در سیر آن در موکب خود اسپ نادر و تعلق او بآن اسپ و سرد کردن عماد الملک آنرا از دل شاه و گزیدن شاه گفت او را بر دیده خود چنانچه حکیم سنائی در الٰهی نامه گوید

دیکھنا خوارزم شاہ کا ہنگام سیر کے ایک اسپ نادر اپنے لشکر مین اور رغبت اُس کی ساتھ اُس اسپ کے اور بے رونق کردینا اعتماد الملک کا اس کو بادشاہ کے دل سے اور پسند کرنا بادشاہ کا اسکے قول کو اپنی دید پر جیسے کہ حکیم سنائی آلہی نامہ مین فرماتا ہے

سلہ ہر گھڑی الخ ۱۲ شعر تو ہر دم پُر و خالی ہوتا ہے کہ اس کے دست صنع مین تو خود کو رکھتا ہے چشم بند آگاہ ہے چشم بینے دل سے صنع ظاہر کیسے صانع سے ہوئی ہے اگر تو چشم رکھتا ہے تو اس چشم سے دیکھ اور اس چشم سے مت دیکھ کہ بیکار ہے اگر تو گوش سے سن اور اس گوش بے معنی کا کیون پابند ہے دید کا پیشہ کر بے تقلید کے اور اندیشہ کر اپنی عقل سے ایک حکایت مجھ سے سن نظیر مین تا میرے راز قول سے ہو خبردار یعنی چشم بند کی صنعت سے معنی چشم بینے والی آنکھ سے ہے اگر تو وہ چشم معنی رکھتا ہے تو کوشش کر کے اس چشم سے صنع صانع کو دیکھ اور ظاہر کو از راہ تقلید کے مت دیکھ چنانچہ اس کی مثال مین قصہ خوارزم شاہ آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

چون زبان حسد شود نخاس | بستانند یوسف از کرباس

جو حسد کی زبان ہو نخاس | لے تو یوسف کم گز سے جون کرباس

از دلالی برادران یوسف حسودانہ در دل مشتریان آن چندان حسن پوشیدہ شد کہ وکانوا فیہ من الزاہدین

بھائیونکی حسودانہ دلالی سے حسن یوسف کا مشتریونکے دلمین از حد پوشیدہ ہوا کہ وکانوا فیہ من الزاہدین

بود امیری را یکی اسپ گزین | در گلہ سلطان نبودش ہمقرین
او سوارہ گشت در موکب پگاہ | ناگہان دید اسپ را خوارزم شاہ
چشم شہ را فر و رنگ او ربود | تا برجعت چشم شہ بر اسپ بود
بر ہر آن عضوی کہ افگندی نظر | ہر یکی خوشتر نمودی زان دگر
غیر چستی وکشی و روحنت | حق مر او را دادہ بد نادر صفت
پس تجسس کرد عقل بادشاہ | کاین چہ باشد کو زند بر عقل راہ
چشم من سیر است و پر است و غنی | از دو صد خورشید دارد روشنی
ای رخ شاہان بر من بندئی | نیم اسپم در رباید تا لحقی
جادوی کردست جادو آفرین | جذبہ باشد آن نہ خاصیات این
فاتحہ خواند و بسی لاحول کرد | فاتحہ اش در سینہ می بفزود درد
زانکہ او را فاتحہ خود می کشید | فاتحہ در جر و دفع آمد وحید
گر نماید غیر ہم تمویہ اوست | ور رود غیر از نظر تنبیہ اوست
پس یقین گفتش کہ جذب آن سریست | کار حق ہر لحظہ نادر آوریست
اسپ رنگین گاو زرین ز ابتلا | می شود مسجود از مکر خدا

رکھتا تھا[1] اک اسپ بہتر اک امیر | نے طویلہ شہ مین ہمد اُس کا نظیر
ایک دن گھوڑے پہ لشکر مین چڑھا | ناگہان خوارزم شہ کو وہ دکھا
چشم شہ مائل کری اُس رنگ نے | چشم شہ تا وا پسی تھی اسپ پے
جب نظر پڑتی تھی اُسکے عضو پے | ایک سے دیکھتے تھے بہتر دوسرے
چستی اور خوبی نہ کھینچنے کے سوا | حق نے دین نادر صفاتین نرالا ہرا
فکر مین بس ڈوبی عقل بادشاہ | کہ یہ کیا ہے عقل پر کی بند راہ
چشم[2] میری سیر ہے اور غنی | دو سو خورشید دنکی رکھے روشنی
روے شہ پیادہ ہے میرے سامنے | اسپ ادنی نے کیا مائل مجھے
خالق جادو نے جادو کردیا | کھینچے وہ ہے نہ اثر اسکا ذرا
فاتحہ پڑھکے بہت لاحول کی | فاتحہ نے درد کی بس زیادتی
کیونکہ وہ ہندو ہے اسکی فاتحہ | دافع و تسخیر آئی فاتحہ
غیر دکھلائے طمع اُس کا جان | غیر اُٹھ جائے ہدایت اسکی مان
اُسنے جانا کہ ہے جاذب وہ مرا | کام نادر لائے ہے ہر دم خدا
اسپ[3] رنگین گاو از رہ امتحان | مکر حق سے ہو وے مسجود جہان

[1] رکھتا تھا الخ ۶ شعر ایک امیر اسپ بہتر رکھتا تھا کہ طویلہ شاہ مین وہ گھوڑے پر سوار ہوا ناگہان وہ خوارزم شاہ کو نظر آیا چشم شاہ کو مائل کیا اس رنگ نے کہ چشم شاہ کے واپس ہونے تک جب نظر اُس کے عضو پر پڑتی تھی ایک یہ بہتر دوسرے سے دکھلائی دیتے تھے چستی وخوبی وکھینچنے کے سوا حق نے نادر صفتین ظاہر کردی تھین پس عقل شاہ کی فکر مین ڈوبی یہ کیا ہے جس نے عقل پر بند راہ کی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] چشم تیری الخ ۷ شعر میری چشم سیر پری اور غنی ہے کہ دو سو خورشید دن کی روشنی رکھتی ہے میرے روبرو روے شاہ پیادہ ہے کہ ادنی نے مجھے مائل کیا ہے خالق جادو نے جادو کردیا کہ وہ کھینچتا ہے اور ذرا اثر اسکا نہین ہے فاتحہ پڑھ کے لاحول کی فاتحہ نے درد کی زیادتی کری آگے حقائق ہین کیونکہ اسکی خواہندہ فاتحہ ہو اور دافع وتسخیر فاتحہ آئی ہے آگے غیر دکھلانے اسکا طمع جان اگر غیر اُٹھ جائے اسکی ہدایت جان آگے رجوع بقصہ ہے اُسنے جانا کہ دوسرا جاذب ہے کہ ہر دم خدا کام نادر لاتا ہے یعنی فاتحہ اس نے دفع درد کے واسطے پڑھی تھی مگر وہ درد فاتحہ سے اور زیادہ ہوا کیونکہ فاتحہ کشادگی زیادہ کرتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] اسپ رنگین الخ ۷ شعر اسپ گاو زرنگین از راہ امتحان کے مگر حق سے مسجود جہان ہوے آگے اسکی مثال ہے کافر کے آگے بت کی مثال نہین ہے کہ روحانیت وحال بت مین ہے وہ جاذب نہان اندر نہان کیا ہے کہ اس جہان سے چمکتا ہے اس جہان مین عقل وجان اس خواہش سے محجوب ہے مین نہ دیکھون اگر تو سکتا ہے دیکھ لے آگے رجوع بقصہ ہے جب بادشاہ اس سیر سے لوٹا یہ اپنے ملک مین خاصون سے کہا اُسدم کم چوبداروں کو دیا کہ جلد گھوڑا لاؤ اُس کے گھر جا کر آتش کے مانند وہ گروہ پہونچا وہ امیر مثل کوہ پشم کے ہو گیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پیش کافر نیست بت را ثانیے   نیست بت را فر و نے روحانیے
چیست آن جاذب نہان اندر نہان   در جہان تابندہ از دیگر جہان
عقل محجوبست و جان ہم زین کمین   من نمی بینم تو می تانی ببین
چونکہ شاہنشہ زسیر آن باز گشت   با خواص مملکت ہمراز گشت
پس بسرہنگان بفرمود آن زمان   تا بیارند اسپ را زان خاندان
ہمچو آتش در رسیدند آن گروہ   ہمچو پشمی گشت امیری ہمچو کوہ
جانش از درد و حزن بر لب رسید   جز عماد الملک زنہاری ندید
کہ عماد الملک بد پاسے علم   بہر ہر مظلوم و ہر مقتول غم
محترم تر زو نبد خود سروری   پیش سلطان بود چون پیغمبری
بے طمع بود و اصیل و پارسا   رائض و شب خیز حاتم در سخا
پس ہمایون رائے و باتدبیر داد   آزمودہ رائے او در ہر مراد
ہم بہ بذل جان سخی و ہم بمال   طالب خورشید غیب او چون ہلال
در امیری او غریب و محتبس   در صفات و فقر و خلت ملتبس
بود ہر محتاج را ہم چون پدر   پیش سلطان شافع و دفع ضرر
مر بدان را ستر چون حلم خدا   خلق او بر عکس خلقان خدا
بارہا می شد بسوے کوہ فرد   شاہ با صد لابہ او را منع کرد
ہر دم از صد جرم را شافع شدی   چشم سلطان را ازو شرم آمدی
رفت او پیش عماد الملک راد   سر برہنہ کرد در پایش فتاد
کہ خرم با ہر چہ دارم گو بگیر   تا نگیرم حاصلم را ہر مغیر

آگے کافر کے نہین بت کی مثال   کہ نہین روحانیت بت مین نہ حال
ہے وہ کیا جاذب نہان اندر نہان   اُس جہان سے چمکے اندر اس جہان
عقل و جان محجوب اس خواہش سے ہے   مین نہ دیکھون تو سکے تو دیکھ لے
جبکہ لوٹا بادشہ اُس سیر سے   یہ کہا خاصون سے اپنے ملک کے
حکم اُسدم چوبدارون کو دیا   لاؤ گھوڑا جلد اُسکے گھر کو جا
آگ کے مانند پہونچا وہ گروہ   ہو گیا جون پشم اسیر مثل کوہ
در ۵۱ د و غم سے لب پے آئی اسکی جان   جز عماد الملک نے دیکھی امان
کہ عماد الملک مرجع عام تھا   بھی ہر اک مظلوم و ہر مقتول کا
سب سے برتر اور بڑا سرور تھا وہ   پیش سلطان مثل پیغمبر تھا وہ
بے طمع تھا اور اصیل و پارسا   اور شب خیز و مجاہد اور سخا
اور مبارک رائے با تدبیر تھا   آزمودہ کار تھا ہر کام کا
بھی کرم سے خرچ کرتا جان و مال   شمس غیبی کا تھا طالب جون ہلال
وہ ۵۲ امیری مین غریب و رقید تھا   دوستی اور فقر مین تھا وہ چھپا
تھا ہر اک محتاج کا مثل پدر   شہ کے آگے شافع و دفع ضرر
تھا بدون کا پردہ جون حلم خدا   خُلق اُسکا خَلق سے برعکس تھا
جاتا تنہا گاہ ہے جانب کوہ کے   منع کرتا شہ خوشامد سے اُسے
شافع ہر دم ہوتا سو جرمون کا وہ   شرم آتی اُس سے چشم شاہ کو
پاس عماد الملک کے پس وہ گیا   کھولا سر اور پانون پر اُسکے رکھا
کہ مین خر ہون کہ وہ سب کچھ میرا ہے   تا نہ حاصل میرا کوئی لوٹ ہے

۵۱ درد و غم الخ ۶ شعر درد و غم سے اس کی جان لب پر آئی بجز عماد الملک کے جاے امن نہ دیکھی یعنی جناب رسول صلعم کے سوا اپنی امن گاہ نہ دیکھی کہ عماد الملک مرجع عام تھا ہر ایک مظلوم و مقتول وہ اسپ سے برتر وہ بڑا سردار تھا اور آگے سلطان کے مثل پیغمبر کے تھا بے طمع و اصیل و پارسا تھا اور شب خیز و مجاہد و سخی تھا اور مبارک رائے و باتدبیر تھا آزمودہ ہر کام کا تھا بھی کرم سے جان و مال خرچ کرتا اور شمس غیبی کا طالب تھا ہلال کے مانند باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۵۲ وہ امیری مین الخ ۷ شعر وہ امیری مین غریب و قید تھا اور صفات دوستی و فقر مین پوشیدہ تھا ہر ایک محتاج کا مثل پدر تھا اور شاہ کے آگے شافع و دفع ضرر تھا بدون کا پردہ تھا مانند حلم خدا کے اور اسکا خلق خلق سے برعکس تھا تنہا کبھی جاتا جانب کوہ شاہ خوشامد سے اُسے منع کرتا ہر دم سو جرمون کا وہ شافع ہوتا کہ چشم شاہ کو اُس سے شرم آتی آگے رجوع بقصہ ہے پس وہ عماد الملک کے پاس گیا سر کھولا اور اُس کے پانون پر رکھا کہ مین آزاد ہون کہ وہ کہ سب کچھ میرا لے تاکہ میرا حاصل کوئی لوٹ نہ لے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آن کی اسپ جانم رہن اوست	گر برد مردم یقین ای خیر دوست	اک ۵۱ وہ گھوڑا جان مری اسکی گرد	گروہ لیوے مین مرون ای نیک خو
گر برد این اسپ را از دست من	من یقین دانم نخواہم زیستن	گر یہ گھوڑا لیوے میرے ہاتھ سے	ہے یقین میری نہ جان باقی رہے
چون خدا پیوستگی ام دادہ است	بر سرم مال ای مسیحا زود دست	دی ہی قربت جو خدا نے یہ مجھے	اے مسیحا ہاتھ رکھ سر پر مرے
از زر و زن وعقارم صبر ہست	این تکلف نیست بے تزویر ہست	زر و زن اور ملک سے صبر اب مجھے	نے تکلف سے ہے نہ مکر سے
اندرین گرمی نداری یاورم	امتحان کن امتحان گفت وفرم	اسمین گر سچا نہ جانے تو مجھے	امتحان اس قول کا کر تو مرے
آن عماد الملک گریان چشم مال	پیش سلطان در دوید آشفتہ حال	وہ عماد الملک بس روتا ہوا	آگے شہ کے دوڑتا غمگین گیا
لب ببست ۵۲ پیش سلطان ایستاد	از گویان باخدا رب العباد	پیش ۵۲ شہ چپکا کھڑا جا کر ہوا	اور کہتا راز تھا وہ باخدا
ایستادہ راز سلطان می شنید	واندران اندیشہ اش آن می تنید	راز وہ سنتا تھا سلطان کا کھڑا	پر اس اندیشہ مین وہ مشغول تھا
کای خدا گر آنجوان گرفت راہ	لش نشاید ساختن جز تو پناہ	کا ای خدا گر اس نے کم کی اپنی راہ	کہ نہ لائق اسکو جز تیرے پناہ
تو از ان خود کن و بر وی مگیر	گرچہ او خواہد خلاص او رہا	دیکھ اپنی ونہ رکھ اسیر روا	گرچہ وہ قیدی سے چھٹا ہی رہا
زانکہ محتاج اند این خلقان ہمہ	از گدا گیر تا سلطان رب	کیونکہ یہ محتاج ہے مخلوق سب	شاہ سے لیکر گدا تک میرے رب
با حضور آفتاب باکمال	رہنمائی جستن از شمع وذبال	شمس انور کے حضور اور سامنے	رہنمائی ڈھونڈھتا اک شمع سے
در حضور مہر پر انوار و راغ	رہنمائی جستن از شمع و چراغ	اور حضوری مین ضیائے شمس کے	ڈھونڈھنا رہ کا چراغ نار سے
بیگمان ترک ادب باشد زما	کفر نعمت باشد و فعل ہوا	بیگمان ۵۳ ترک ادب ہی ہم سے یا	کفر نعمت ہے و یا فعل ہوا
لیک اغلب ہوشہا در افتکار	ہمچو خفاش اند ظلمت دوستدار	لیک لاغر ہو تن اندر فکر کے	مثل چمگادڑ کے ظلمت دوست ہے
در شب ار خفاش کرمی می خورد	کرم را خورشید ہم می پرورد	شب مین گر خفاش کھاتا کرم ہی	کرم کو پالا بھی ہے خورشید نے
در شب ار خفاش از کرمی مست است	کرم از خورشید جنبیدہ شدہ است	شب مین گر خفاش مست ہوتا ای	شمس سے پیدا ہوا بھی کرم ہے

۵۱ اک وہ گھوڑا الخ ۶ شعر اک وہ گھوڑا کہ میری جان اس کی گرد ہے اگر وہ لیوے مین مرون اگر یہ گھوڑا لیوے ہاتھ سے یقین ہے کہ میری جان باقی نہ رہے جو مجکو حق نے قربت دی ہے اے مسیحا میرے سر پر ہاتھ رکھو زر و زن وملک سے مجکو صبر ہے یہ تکلیف سے ہے وہ نہ مکر ہے اگر تو اس مین مجھے سچا نہ جانے تو میرے اس قول کا امتحان کریں وہ عماد الملک روتا ہوا آگے شاہ کے آیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ پیش الخ ۷ شعر شاہ کے آگے خاموش جا کر کھڑا رہا اور راز کہتا تھا وہ خدا سے کہ سلطان کا راز وہ سنتا تھا کھڑا ہوا اور اس اندیشہ مین وہ مشغول تھا کہ اے خدا اگر اس نے اپنی راہ گم کی ہے کہ اس کو لائق بجز تیرے پناہ نہین ہے تو اپنی طرف اسیر روانہ رکھ اگرچہ وہ ہر ایک قیدی سے رہائی چاہتا ہے کیونکہ یہ سب مخلوق محتاج ہے شاہ سے لیکر گدا تک اے میرے رب اس کی مثال ہے شمس انور کے حضور سامنے رہنمائی ایک شمع سے ڈھونڈھتا اور حضوری مین ضیائے شمس کی راہ ڈھونڈھنا چراغ نار سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ بیگمان الخ ۴ شعر ہم سے بیگمان ترک ادب ہے یا کفر نعمت ہے و یا فعل ہوا ہے ولیکن اکثر ہوش فکر مین مثل چمگادڑ کے ظلمت دوست ہے اگرچہ چمگادڑ شب مین کرم کھاتا ہے ولیکن کرم کو بھی خورشید نے پالا ہے اگر شب مین خفاش کرم سے مست ہے مگر کرم بھی شمس سے پیدا ہوا ہے ایسا خور کہ اس سے ضیا نکلتی ہے اپنے دشمن کو غذا کھلاتا ہے نہ کہ ایسا چمگادڑ کہ راہ گم کیوے اور آخر روزی بھی خورشید سے پائی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آفتابے کہ ضیا زو می زہد	دشمن خود را نوالہ می دہد	ایسا خور کہ اُس سے نکلے ہے ضیا	دشمن اپنے کو کھلاتا ہے غذا
نے کہ خفاشے کہ او رہ گم کند	آخر ہم خورشید ہم یابد سند	نے کہ خفاش ایسا کہ رہ گم کرے	پائے آخر روزی بھی خورشید سے
لیک شہبازیکہ او خفاش نیست	چشم بازش شاہ بین و روشنی ست	لیک[1] وہ شہباز کہ خفاش نے	شاہ بین اور روشن اُسکی چشم ہے
گر بہ شب جوید چو خفاش او نمود	در ادب خورشید مالد گوش او	شب مین جون خفاش ڈھونڈھے گر	اُسکے کھینچے گوش ادب مین خور سوا
گویدش گیرم کہ آن خفاش لد	علتے دارد ترا بارے چہ شد	کہوے مانا کہ وہ خفاش گدھا	رکھتا علت تھا تجھے پھر کیا ہوا
مالشت بدہم بزجر و اکتیاب	تا نتابی سر تو دیگر ز آفتاب	گوشمالی خوب سی اب دون تجھے	تا نہ پھیرے سر تو پھر خورشید سے

مواخذہ یوسف صدیق ع بہ حبس بضع سنین بہ سبب یاری خواستن از غیر حق کہ واذکرنی عند ربک	مواخذہ یوسف صدیق ع علیہ السلام کا قید خانہ مین چند سال بسبب مدد چاہنی غیر حق سے کہ واذکرنی عند ربک

آنچنانکہ یوسف از زندانیی	با نیاز ی خاضعی سعد انیی	جس[2] طرح یوسف نے اک محبوس سے	اندرہ عجز و نیاز و حسکم کے
خواست یاری گفت چون بیرون روی	پیش شہ گردد اموررت مستوی	چاہی یاری بوے جبکہ تو چھٹے	پیش شہ مامور تو رہ کام ہے
یاد من کن پیش تخت آن عزیز	تا مرا ہم واخرو زین حبس نیز	یاد کرنا مجکو تو پیش عزیز	تا بلائے قید سے مجکو وہ نیز
کے دہد زندانیی در اقتناص	مرد زندانیے دیگر را خلاص	کب رہائی دیوے قیدی قید سے	دوسرے قیدی کو اندر قید کے
اہل دنیا جملگان زندانیند	انتظارِ مرگ دار فانی اند	اہل دنیا جملہ قید و بند ہین	انتظاری مرگ دنیا کی رکھین
جز بگر نادر یکے فردانیی	تن بہ زندان جان او کیوانیی	پر سوا اک مرد نادر عصر کے	تن ہو زندان مین و جان افلاک پے
پس جزاے آنکہ دید او را معین	ماند یوسف حبس در بضع سنین	اُس جزا مین کہ اُسے دیکھا معین	قید مین یوسف رہا بضع سنین

سلہ لیک زہ ماہ آنخ ہم شعر ولیکن وہ شہبازکہ وہ چمگادڑ نہین ہے اور شاہ بین و روشن اس کی چشم ہے اگر شب مین چمگادڑ کے مانند وہ غذا ڈھونڈھے خورشید اس کے کان کھینچے ادب مین سوا اور کہوے کہ مانا وہ چمگادڑ علت رکھتا تھا پھر تجھے کیا ہوا تھا اب تجھے گوشمالی خوب سی دون تاکہ پھر تو سر نہ پھیرے خورشید سے یعنی تیرہ دلان دنیا حق سے غافل ہین وہ مراد دنیا کو حق سے پاتے ہین مگر جو آگاہ دل راغب طرف دنیا کے ہو اُس کو غذا زیادہ عذاب دیے گا کہ تو آگاہ ہو کر کیون طرف غیر اللہ کے رجوع کرتا ہے اور مدد چاہتا ہے جیسے یوسف علیہ السلام کو سات سال اور زندان مین رکھا آگے اُن کا قصہ مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

سلہ جس طرح آنخ ے شعر جیسے یوسف ع نے ایک قیدی سے از راہ عجز و نیاز و حلم کے مددگاری چاہی اور کہا کہ جب تو چھٹے اور آگے شاہ اپنے کام پر مامور ہووے تو مجکو یاد کرنا آگے عزیز کے تاکہ وہ مجکو قید سے بلالے آگے حقائق ہین کب قیدی قید سے رہائی دیوے دوسرے قیدی کو جو قید مین ہے اہل دنیا جملہ قیدی و بند ہین جو انتظاری مرگ دنیا کی رکھتے ہین و لیکن سوا ایک مرد نادر عصر کے کہ تن زندان مین ہیچ اور جان افلاک پر اس جزا مین کہ اُسے معین دیکھا قید یوسف رہا سات برس یعنی اہل دنیا قیدی ہین اور قیدیان دنیا کو کب قید سے چھڑا سکتے ہین بجز اولیاء اللہ کے باقی حال آگے ہین فافہم ۱۲

یاد یوسف دیو از عقلش سترد وز دلش دیو آن سخن از یاد برد
زان خطای کامد از نیکو خصال اندر زندان زد او ہفت سال
گرچہ تقصیر آمد از خورشید داد یا تو چون خفاش رفتی در سواد
بین چہ تقصیر آمد از بحر و سحاب تا تو یاری جوئی از ریگ و سراب
عام اگر خفاش طبع اند و مجاز یوسفا آخر تو داری چشم باز
گر خفاشی رفت در کور و کبود باز سلطان دیدہ را باری چہ بود
پس ادب کردش بدین جرم اوستاد کہ مساز از چوب پوسیدہ عماد
لیک یوسف را بخود مشغول کرد تا نیاید در دلش زان حبس درد
آنچنانش اُنس و مستی داد حق کہ نہ زندان ماندش نے غسق
نیست زندانی وحش تر از رحم ناخوش و تاریک و پر خون و وخم
چون کشادت حق دریچہ سوی خویش در رحم اندر فزاید تنت بیش
اندران زندان ز شوق بی قیاس خوش شگفت از غرس جسم تو حواس
زان رحم بیرون شدن آید درست میگریزد از زہار اسوی پشت
راہ لذت از درون دان نز برون ابلہی دان جستن از قصر و حصون
آن یکی در کنج مسجد مست و شاد وان دگر در باغ ترش و بیمراد
قصر چیزی نیست ویران کن بدن گنج در ویرانہ است ای میر من
آن نمی بینی کہ در بزم شراب مست آنگہ خوش شود کو شد خراب

یاد یوسف عقل سے لی دیو نے[۵۱] اور بھلائی بات وہ دل و جان سے
اُس خطا سے کہ ہوئی اُس نیک سے سات سال اور حق سے زندان مین رہے
کیا ہوئی تقصیر خور سے ظاہرا تا تو جون خفاش ظلمت مین گیا
کیا ہوئی تقصیر بحر و ابر سے تا سراب و ریگ سے یاری تو لے
عام گر خفاش طبع ہین سب ہی یوسفا تیری تو ہین چشمین کھلی
گر گیا خفاش ظلمت مین بھلا باز سلطان بین کو پھر کیا ہو گیا
دی سزا اس جرم سے اُس نیک کو[۵۲] کہ نہ کر تھم چوب بوسیدہ کو تو
لیک یوسف کو بخود شاغل کیا تا نہ دل پر قید اُسکے ہو بلا
ایسی حق نے اُنس مستی دی اُسے کہ نہ ظلمت قید یاد آئی اُسے
ظلمت و زندان رحم سے نے سوا ناخوش و تاریک خون سے وہ بھرا
جو دریچہ حق نے کھولا اپنی سو رحم مین ہر دم ہوان تیران کو
اندر اُس زندان کے زیادہ شوق سے مثل گل تن مین حواس آخر کھلے
بد نکلنا رحم سے جانے وہ ہے فرج سے بھاگے ہے جانب پشت کے
لذت اندر سے ملے باہر سے نے[۵۳] احمقی ہے ڈھونڈھنا پس قصر سے
گوشہ مسجد مین اک ہی مست و شاد دوسرا گلشن مین ترش و بیمراد
کچھ نہین ہے قصر ویران تن کو کر گنج ویرانہ مین ہوتا ہے پسر
تو نہ یہ دیکھے کہ جب پیوین شراب اُس گھڑی ہو مست و خوش جب ہو خراب

سـ۵۱ یاد یوسف آخ ۶ شعر یوسف کی یاد اُسکی عقل سے دیونے لی اور وہ بات بھلائی دل و جان سے اس خطاب سببسے کہ اس نیک سے ہوئی کہ سات سال اور حق کی طرف سے زندان مین رہے خورشید سے کیا ظاہر تقصیر ہوئی تا کہ تو چمگادڑ کے مانند ظلمت مین گیا اور باد ابر سے کیا تقصیر ہوئی تا سراب و ریگ سے تو مددگاری لیتا ہے اگر عالم سب چمگادڑ طبع ہین اے یوسف تیری تو چشم کھلی ہین اگر چمگادڑ ظلمت مین بھلا گئی باز سلطان بین کو پھر کیا ہو گیا یعنی غافلون سے تو تقصیر خود ہوئی ہے آگے آگاہون سے کیون تقصیر ظاہر ہوئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سـ۵۲ دی سزا آخ ۷ شعر اُس جرم سے سزا دی اُس نیک کو کہ چوب بوسیدہ کو تو تھم نہ کر ولیکن یوسف کو ساتھ اپنے شامل کیا تا اس کے دل پر قید بلا نہ ہووے حق نے ایسی اُنسیت و محبت اسے دی کہ ظلمت و قید اُسے یاد نہ آئی آگے اس کی مثال ہے رحم مادر سے ظلمت فرزندان سوا مین ہے کہ ناخوش و تاریک خون سے بھرا ہے جو حق نے دریچہ اپنی طرف کھولا کہ رحم مین تیرا تن ہر دم نیک ہو اس زندان کے زیادہ ذوق سے گل کے مانند تن مین آخر حواس کھلے رحم سے نکلنا وہ بد جانتا ہے کہ فرج سے بھاگتا ہے جانب پشت کے یعنی جبکہ بچہ رحم مادر کے اندر تاریکی مین رہتا ہے اور بسبب روشنی باطنی کے خوش ہوتا ہے اسی طرح یوسف ع کو زندان مین حق نے اپنے شغل مین خوش و خرم رکھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سـ۵۳ لذت اندر سے آخ ۶ شعر لذت اندر سے ملے باہر سے نے پس قصر سے ڈھونڈھنا احمقی ہے آگے مثال ہے ایک شخص گوشہ مسجد مین مست و شاد ہے اور دوسرا گلشن مین ترش و بیمراد ہے قصر کچھ نہین ہے تو ویران تن کو کر کہ گنج ویرانہ مین ہوتا ہے تو یہ نہین دیکھتا کہ شرابی اسدم خوش ہو کہ جب خراب ہو گر چہ خانہ نفس کے خراب کر اور گنج ڈھونڈھ گنج ہے اسکو تاب نہ خانہ پر نقش و تصویر و خیال ہو اور یہ صورت مانع گنج وصال کی ہو یعنی دنیا پر نقش و خیال ہے اور اہل صورت پرست کو مانع وصال یار ہے پس تو اپنے تن کو خراب کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گرچه پرنقش هست خانه در کنش	گنج جو در گنج آباد آن کنش	گرچہ ہے پرنقش خانہ کر خراب	گنج ڈھونڈھ اور گنج سے دے اسکو تاب
خانهٔ پرنقش و تصویر خیال	وین صور چون پرده بر گنج وصال	[51] خانۂ پرنقش و تصویر خیال	اور یہ صورت مانع گنج وصال
تابش گنج ست تابشهای زر	کاندرین سینه همی جوشد صور	گنج کی تابش و پرتو زر کا ہے	جوش دل مین جو خیالونکا اُٹھے
هم ز لطف و جوش جان باثمن	پردهٔ بر روی جان شد شخص تن	جان بے قیمت کے لطف و جوش سے	تن ہوا ہے پردہ روی جان پے
هم ز لطف و عکس آب باشرف	پرده شد بر روی آب اجزای کف	جیسے لطف و عکس آب صاف سے	کف ہوا ہے پردہ روے آب سے
پس مثل بشنو که در افواه خواست	کانچه بر ما می رود آن هم زماست	پس مثل سُن لے کہ وہ شہرت رکھے	کہ وہ ہم سے ہی جو گذرے ہم پہ ہے
زین حجاب این تشنگان کف پرست	ز آب صافی اوفتاده دور دست	اس حجب سے تشنگان کف پرست	آب صافی سے پڑے ہین دور دست
آفتابا با چو تو قبله و امام	شب پرستی و خفاشی می کنیم	آفتابا تجھ سا یا قبلہ و امام	شب پرستی و خفاشی ہمکو تام
سوی خود کن این خفاشان را مطار	زین خفاشی شان بخر ای مستجار	ان خفاشون کو اُڑا تو اپنی سو	اس خفاشی سے خرید اب انکو تو
این جوان زان جرم ضالست و مغیر	کو مرا بگرفت و تو او را مگیر	[52] یہ جوان گمراہ ہے اُس جرم سے	مست پکڑ تو اُس نے پکڑا مجکو ہے
در عماد الملک این اندیشه ها	گشته جوشان چون اسد در بیشه ها	یہ عماد الملک مین افکار تھے	جوش زن جون شیر اندر دشت کے
ایستاده پیش سلطان ظاهرش	در ریاض قدس جان طاهرش	شہ کے آگے وہ کھڑا تھا ظاہرا	جان اسکی قدس مین تھی طاہرا
چون ملائک او باقلیم الست	هر دمی می شد بشرب تازه مست	وہ ملائک سا باقلیم الست	شرب سے ہوتا تھا ہر دم تازہ مست
اندرون پر شور و بیرون پر غمی	در تن همچون لحد خوش عالمی	باطنا پر شور پر غم ظاہرا	جون لحد تن مین ہے خوش عالم بھرا
و اندرین حیرت بد و در انتظار	تا چه پیدا آید از غیب و سرار	تھا اسی حیرت مین اسکو انتظار	غیب سے کیا بھید ہووے آشکار
اسپ را اندر کشیدند آن زمان	در بر خوارزم شاه اسپاهیان	[53] سامنے خوارزم شہ کے اسپ کو	وہ سپاہی لائے اسدم تند خو
الحق اندر زیر این چرخ کبود	آنچنان اسپی بقد و تگث بود	باخدا اس چرخ کے نیچے نہ تھا	ایسا گھوڑا تیز رو اور خوشنما

۵۱ گنج کی الخ ۷ شعر گنج کی تابش و پرتو زر کا ہے جان بے قیمت کے لطف جوش سے تن پردہ ہوا ہے روے جان پر آگے مثال ہے جیسے لطف عکس آب صاف سے پردہ ہوا ہے روے آب پر پس مثل سن لے کہ وہ شہرت رکھتی ہے کہ وہ ہم سے ہے جو ہمپر گذرتا ہے اس پردہ سے تشنگان کف پرست آب صافی سے دور پڑے ہین اے آفتاب تجھ سا باقبلہ و امام ہو اور شب پرستی و خفاشی ہم کو ہو ان خفاشون کو تو اپنی جانب اُڑا لے اس خفاشی سے تو اُن کو خرید کر یعنی جان صاف کا پردہ تن ہے پس یا رسول اللہ صلعم ان غافلون کو تم اپنی جانب بلاؤ و بینا کرو ورنہ بقول استاد از ماست کہ بر ماست آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۵۲ یہ جوان الخ ۶ شعر یہ جوان اُس جرم سے گمراہ ہے تو اسکو مت پکڑ اس نے مجکو پکڑا ہے عماد الملک مین فکرین تھین جوش زن سے جیسے شیر بیشہ وہ ظاہرا شاہ کے آگے کھڑا تھا لیکن جان اس کی قدس مین اڑتی تھی وہ ملائک کے مانند اقلیم الست مین شرب سے ہر دم تازہ ہوا تھا باطنا پرشور اور ظاہرا پرغم جیسے لحد تن مین جوش عالم بھرا ہے اس کو اسی حیرت مین انتظار تھا کہ غیب سے کیا بھید ظاہر ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ سامنے الخ ۷ شعر خوارزم شاہ کے روبرو اسپ کو وہ سپاہی اسدم لائے یا خدا زیر چرخ ایسا گھوڑا تیز اور خوشنما نہ تھا اس کا رنگ ہر دیدہ کو محو کرتا تھا مرحبا اس برق ماہ زائیدہ کو مانند مقاور و ماہ کے تیز رو گیا اور گھاس اس کی صرصر تھی جو آگے اس کی مثال ہے ایک شب مین ماہ عرصۂ فلک کو طے کرتا ہے پھر جل کے تو پھر کس لئے معراج سے منکر ہے وہ سو ماہ کے مانند عجیب در یتیم ہے کہ ایک اشارہ سے ماہ دو نیم ہوا یعنی جبکہ ماہ ایک شب مین برج فلک کو طے کرتا ہے اگر حضور نے شب معراج عالم خالہ ملا کو طے کیا کیا تعجب ہے کیونکہ وہ سو ماہ کے مانند ہین آگے معجزہ شق القمر کا بیان ہے فافہم ۱۲

مہر بودی رنگ او ہر دیدہ را	مرحبا آن برق مہ زائیدہ را
ہمچو راہ و چون عطارد تیز رو	گوئیا صرصر علف بودش نہ جو
ماہ عرصۂ آسمان را در شبے	می برد اندر مسیر و مذہبے
چون بیک شب مہ برد ابراج را	از چہ منکر می شوی معراج را
صد چو ماہ است آن عجب دُرِّ یتیم	کہ بیک ایمای او مہ شد دو نیم
آن عجب کو در شگاف مہ نمود	ہم بقدر فہم حس خلق بود
کاروبارِ انبیاؑ و مرسلون	ہست از افلاک و اختر ہا برون
تو برون شو ہم ز افلاک و دوار	وانگہی نظارہ کن آن کاروبار
در میان بیضۂ چون فرخہا	نشنوی تسبیح مرغان ہوا
معجزات اینجا نخواہد شرح گشت	اسپ سلطان گوی و حال سرگذشت
آفتاب لطف حق بر ہر چہ تافت	از سگ و از اسپ فر کہف یافت
تاب لطفش را تو یکسان ہم بدان	سنگ را و لعل را داد او نشان
لعل را زان ہست نور مقتبس	سنگ را گرمی و تابانی و بس
آنکہ بر دیوار افتد آفتاب	آن چنان نبود کز آبی اضطراب

خوب کرتا اسکا رنگ ہر دیدہ کو	مرحبا اُس برق مہ زائیدہ کو
جون عطارد اور مہ کے تیز رو	گویا صرصر گھاس تھی اسکی نہ جو
ایک شب مین ماہ عرصہ چرخ کو	طے کرے ہے سیر مین پھر چل کے وو
طے کرے جو شب مین مہ برج سما	کس لئے منکر ہے تو معراج کا
ہی وہ جون سو مہ عجب در یتیم	کہ ہوا مہ اک اشارے سے دو نیم
وہ عجب[1] شق القمر مین جو دکھا	بھی بقدر فہم حس خلق تھا
کاروبار مرسلین و انبیا	ہے فلک انجم سے باہر اور سوا
تو بھی سو افلاک سے باہر ہو یار	اور دیکھ اسوقت تو وہ کاروبار
مثل چوجہ تو ہے بیضہ مین چھپا	کب سنے تسبیح مرغان ہوا
معجزون کی شرح کب ہو اس جگہ	اسپ اور سلطان کا کہہ تو ماجرا
جسپہ[2] چمکا شمس لطف اللہ کا	اسپ و سگ سے کہف کا رتبہ ملا
تاب لطف اسکی کو تو اکسان مت جان	لعل و پتھر کو دیا اُس نے نشان
اُس سے ہی بس لعل جاذب نور کا	سنگ کو گرمی و تابانی ذرا
پڑتا ہے دیوار پر جو آفتاب	سو نہیں ویسا جو دکھے ہی زیر آب

رجوع بہ حکایت سلطان و اسپ و پشیمان کردن

رجوع طرف حکایت سلطان و اسب و عماد الملک کے و پشیمان ہونا بادشاہ کا

چون فی می حیران شد از وی شاہ فرد	روی خود سوی عماد الملک کرد
کای اخی ہین خوب اسپی ہست این	از بہشت ست این مگر نے از زمین
شاہ[3] حیران اس سے دم بھر جو ہوا	منہ عماد الملک کی جانب کیا
کہ اخی یہ اسپ از بس پاک ہے	یہ بہشتی ہے نہیں اس خاک سے

[1] وہ جب مع ۵ شعر شق القمر مین وہ عجب جو دیکھا بقدر فہم حس خلق کو تھا کاروبار انبیا اور مرسلین کا فلک دوار سے باہر و سوا ہے تو بھی اے یار افلاک سے باہر ہو اور اسوقت وہ کاروبار تو دیکھ آگے اس کی مثال ہے تو چوجہ کے مانند بیضہ مرغ مین پوشیدہ کب مرغان ہوا کی تسبیح سنتا ہے اس جا معجزون کی کہ تشریح ہو تو اسپ سلطان کا ماجرا کہہ یعنی اولیاء انبیاء کا کاروبار فلک سے باہر ہے پس تو اے سالک فلک سے باہر ہو کہ تا تجھ کو دکھے کیونکہ فلک مثل بیضہ کے ہے اور تو مثل بچہ کے اُس مین بند ہے باہر مرغان ہوا آواز کب سن سکتا ہے فافہم ۱۲ [2] جسپہ چمکا الخ مع ۳ شعر مجھ آفتاب لطف اللہ کا چمکا اسپ و سگ رتبہ اصحاب کہف کا ملا اسکی تاب لطف کو اکسان مت جان کہ اس نے پتھر کو نشان دیا اس سے لعل جاذب نور کا ہے اور سنگ کو گرمی و تابانی ذرہ آگے اس کی مثال ہے جو آفتاب دیوار پر پڑتا ہے ویسا نہیں ہے کہ جو زیر آب رکھتا ہے یعنی آفتاب انوار الٰہی برابر سب پر پرتو ڈالتا ہے مگر جو قابل ہے گرمی اُس سے پاتا ہے مگر نشانی آفتاب کی سب مین پائی جاتی ہے آگے رجوع بقصہ سلطان و اسپ ہے فافہم ۱۲ [3] شاہ حیران الخ ۲ شعر شاہ اس سے حیران جو دم بھر ہوا عماد الملک کی جانب منہ کیا کہ اے اخی یہ سب از بس پاک ہے یہ بہشتی ہے اس خاک سے نہین ہے عماد الملک نے کہا اے شاہ دیو تیری رغبت سے فرشتہ ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پس عماد الملک گفتش اے خدیو　　چون فرشتہ گرد داز میل تو دیو
در نظر آنچہ آوری گردد نیکو　　پس گش و رعناست این کرہ ولیک
ہست ناقص این سر اندر پیکرش　　چون سر گاؤست گوئی آن سرش
در دل خوار زم شہ این کار کرد　　اسپ را در منظر او خوار کرد
چون غرض گردد دلالہ و صفی　　از سہ گز کرپاس یابی یوسفی
چونکہ ہنگام فراق جان شود　　دیو دلالہ در ایمان شود
پس فرو شد ابلہ ایمان اشتاب　　اندران تنگی بیک ابریق آب
وان خیالی باشد و ابریق نے　　قصد آن دلالہ جز تخریق نے
این زمان کہ تو صحیح و فربہی　　صدق را ہر خیال میدہی
میفروشی ہر زمانی زر کان　　می ستانی ہمچو طفلان گردگان
پس دران رنجوری روز اجل　　نیست نادر گر بود اینت عمل
در خیالی صورتے چون شیدہ　　ہمچو جوزی وقت دق بوسیدہ
ہست از آغاز چون بدر این خیال　　لیک آخر می شود ہمچون ہلال
گر تو اول بنگری در آخرش　　فارغ آئی از فریب فاترش
جوز پوسیدہ ست دنیا ای امین　　امتحانش کم کن از دورش ببین
شاہ دید آن اسپ را با چشم حال　　وان عماد الملک با چشم مآل
چشم شہ دو گز ہمی دید از نغز　　چشم آن پایان نگر پنجاہ گز

پس عماد الملک بولا اے خدیو　　ہو فرشتہ تیری رغبت سے بھی دیو
جو تری مد نظر ہے وہ ہی نیک[1]　　یہ ہی رعنا اسپ بہتر ہو ولیک
ہے وجود اُسکے مین ناقص اُسکا سر　　مثل بیل اسکا ہو سر ای دادگر
دل مین یہ خوار زم شہ کے جم گیا　　اسپ خوار اُسکی نظر مین ہو گیا
جو غرض دلالہ ہوا و روصف کو　　تین گز کھادی سے پائے یوسف تو
جبکہ ہنگام فراق جان ہو　　دیو دلالہ پے ایمان ہو
بیچے بس ایمان کو ابلہ شتاب　　جان کنی مین بھر اک ابریق آب
وہ خیال اک ہو نہین ابریق ہو　　جز بلا ہو قصد نے دلال کو
اس گھڑی[2] تو تندرست ہے اور بحال　　صدق کو دیتا ہے تو ہر خیال
بیچتا ہر دم ہے زر کان تو　　مثل کودکے ہی تو اخروٹ کو
اس مرض کے درمیان روز اجل　　نے ہو نادر گر یہ ہو تیرا عمل
تو خیال زر بنائے شکل کو　　تو نے جب جون جوز بوسیدہ ہو وہ
بدر سا آغاز سے ہو وہ خیال　　لیکن آخر مین ہو وہ مثل ہلال
گر تو انجام اسکا اول دیکھ لے　　بس تو فارغ ہووے اسکے مکر سے
جوز بوسیدہ[3] ہو دنیا جان لے　　آزما کم دیکھ اسے تو دور سے
دیکھا شہ نے اسپ چشم حال سے　　چشم آخر سے عماد الملک نے
چشم ظاہر شاہ کو دو گز دکھا　　چشم آخر بین کو بس سو گز دکھا

ف۱ جو تری آنخ ے شعر جو تیری مد نظر ہے وہ نیک ہے اور یہ اسپ رعنا و بہتر ہے ولیکن اس کے وجود مین سر اسکا ناقص ہے کہ بیل کے مانند سر اسکا ہی یہ دل مین خوار زم شاہ کے جم گیا اور اسپ اس کی نظر مین خوار ہو گیا آگے حقائق ہین جو غرض دلالہ ہوا اور وصف کو ہو یوسف کر تین گز کھادی مین تو پاوے جبکہ ہنگام فراق جان کا ہو دیو دلالہ در پے ایمان ہو ابلہ شتاب ایمان کو بیچے جان کنی کے وقت واسطے ایک ابریق آب کے اور وہ ایک خیال ہو ابریق نہ ہو دلالہ کو بجز بلا کے قصد نہ ہو یعنی خیال انسان کو جو جم جاتا ہے وہ مشکل سے دور ہوتا ہے فافہم ۱۲ ف۲ اس گھڑی آنخ ۶ شعر اس دن تو تندرست ہے اور بحال ہے تو صدق کو دیتا ہو واسطے خیال کے ہر دم تو زر کان کو بیچتا ہے اور کودک کے مانند اخروٹ لیتا ہی اس مرض کے درمیان اجل کے دن نادر نہین ہے اگر یہ تیرا عمل ہے تو خیال مین شکل کو بنائے جو کہ مانند ٹوٹے جو وہ بوسیدہ ہو خیال آغاز سے بدر کے مانند ہے ولیکن آخر مین وہ مثل ہلال کے ہو اگر تو اس کا انجام دل دیکھ لے بس تو فارغ ہووے اس کے مکر سے یعنی عالم زندگی مین خیال انجام کا چاہیئے کرنا کہ یہ خیالات دنیوی ناقص و خراب ہین پس تو انجام بین رہ آگے مثال ہے فافہم ۱۲ ف۳ جوز بوسیدہ آنخ ۷ شعر جان لے دنیا جوز بوسیدہ ہے کم آزما اور اسے تو دیکھ دور سے آگے رجوع بقصہ ہے شاہ نے اسپ دیکھا چشم حال سے اور عماد الملک نے چشم آخر سے شاہ کی چشم ظاہر سے دو گز دکھا اور چشم آخر بین کو سو گز دکھاتا وہ سرمہ عجب ہے حق جسکو دے کہ پیچھے سو پردون کے اسکو جان دکھی چشم سید جو کہ انجام بر تھی دنیا کو مردار کہا اس چشم سے آگے رجوع بقصہ ہے اسواسطے اسکا جو ایک غیب سنا شاہ کا دل سرد گھوڑے سے ہوا اپنی چشم چھوڑی اور اسکی چشم لی اپنا ہوش چھوڑا اور اسکی بات سنی یعنی چشم آخر بین بہتر ہے چشم حال بین سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

تاچہ سرمہ است آنکہ یزدان میکشد | کز پس صد پردہ بیند جان رشد
چشم سید چون بآخر بود جفت | پس بدان دیدہ جہان را جیفہ گفت
زان یکی عیبش کہ بشنید و خسپ | پس فسر اندر دل او مہر اسپ
چشم خود بگذاشت چشم او گزید | ہوش خود بگذاشت قول او شنید
این بہانہ بود کان دیان فرد | از نیاز آن بر دل شہ سرد کرد
در ببست از حسن او پیش نظر | این سخن بُد درمیان چون بانگ در
پردہ کرد آن نکتہ را بر چشم شہ | کہ ازان پردہ نماید مہ سیہ
پاک بنّائے کہ بر سازد حصون | در جہان غیب از گفت و فسون
بانگ در دان گفت را از قصر راز | تاکہ بانگ دراشد ست آن بافراز
بانگ در محسوس و در از حس برون | یبصرون این بانگ و در لا یبصرون
چنگ حکمت چونکہ خوش آواز شد | تاچہ در از روض جنت باز شد
بانگ گفت بد چو در وامی شود | از سقر تاخود چہ در وامی شود
بانگ در بشنو چو دوری از درش | ای خنک او را کہ وا شد منظرش
چون تو می بینی کہ نیکی می کنی | بر حیات و راحتی بر می زنی
چونکہ تقصیر و فسادی می رود | آن حیات و ذوق پنہان میشود
دید خود بگذار از دید خسان | کہ بمردارت کشند این کرگسان
چشم چون نرگس فرو بندی کہ چین | کہ عصا مُ کش کہ کورم ای امین
وین عصا کش کہ گزیدی در سفر | باز بین کو ہست از تو کور تر

تاعجب سرمہ ہی وہ حق دے جسے | تیکھے سو پردون کے جان اسکو دکھے
چشم سید جو کہ تھی انجام پے | جیفہ دنیا کو کہا اُس چشم سے
اس لئے اک عیب اسکا جو سُنا | شاہ کا دل سرد گھوڑے سے ہوا
چشم اپنی چھوڑی اسکی چشم نے | ہوش اپنا چھوڑا بات اسکی سُنی
یہ[۱] بہانا تھا کہ اُس خلّاق نے | سرد دل شہ کا کیا اُس عجز سے
باندھا اور اُس حسن سے پیش نظر | یہ سخن تھا درمیان جون بانگ در
چشم شہ پر وہ سخن پردہ بنا | کہ دکھے پردے سے اسکو مہ سیا
ایسے بانی کہ بنائے قلعہ کو | بس جہان غیب بین با گفتگو
قال بانگ در ہی قصر راز سی | تا بلند اُس سے ہوا آواز ہی
بانگ در محسوس و در حس سے برون | یبصرون یہ بانگ و در لا یبصرون
چنگ[۲] حکمت جو ہوا بس خوش نوا | تا عجب در باغ جنت سے کھلا
جو جدا ہوتا ہے بانگ قول بد | کھلتا ہی اک در عجب دوزخ سے خود
بانگ در سُن در جو تجھ سے دور ہے | اے وہ اچھا جسکو وہ کھڑکی کھلے
جو کہ تو دیکھے کہ نیکی تو کرے | بس حیات اور راحتون پر توڑ پڑے
جو فساد اور جرم پیدا تجھسے ہو | بس حیات اور ذوق خفا مجھ سے ہو
دید ناکس سے بچھوڑ اپنی تو دید | کھینچین تجھ کو گدھ بمردار پلید
مثل نرگس کے تو آنکھین بند کر | کہ عصا کھینچ اندھا مین ہون اے بشر
جو[۳] عصا کش تونے ہی ہمراہ لیا | دیکھ تو تجھ سے ہی وہ اندھا سوا

ف۱ یہ بہانا الخ ۶ شعر یہ بہانا تھا کہ اس خلاق نے شاہ کا دل سرد کیا اُس عجز سے دروازہ باندھا پیش نظر اس حسن سے یہ سخن درمیان مین تھا مانند بانگ دریا کے چشم شاہ پر سخن پردہ بنا کہ پردہ سے اسکو ماہ سیاہ دکھے ایسا بنانے والا کہ قلعہ کو بنائے جہان غیب مین گفتگو سے گفتگو بانگ در ہے قصر راز سے تاکہ بلند آواز ہوا بانگ در محسوس اور در حس سے باہر نہ بانگ رکھتی ہے اور در دکھتا نہین یعنی گفتگو انسان کی در راز کی بانگ ہے بانگ رکھتی ہے اور راز کہتا نہین ہے آگے اس کا حال ہے فافہم ۱۲ ف۲ چنگ حکمت الخ ۷ شعر چنگ حکمت بس خوشنما ہوا تا کہ عجب در باغ جنت کھلا بانگ قول بد کی جو جدا ہوتی ہے تو ایک عجیب در دوزخ سے خود کھلتا ہے بانگ در کی سن جو در تجھ سے بند ہے اے وہ اچھا ہے کہ جسکو وہ در جیسے کھلے جو تو دیکھے کہ تو چنگی کرتا ہے بس حیات اور راحتون پر تو پڑتا ہے جو فساد اور جرم مجھ سے پیدا ہو بس حیات و ذوق تجھے ہو دیدناکس سے تو اپنی دید بچھوڑ کہ تجھکو گدھ کھینچین طرف مردار پلید کے نرگس کے مانند تو آنکھین بند کر کہ عصا کھینچے مین اندھا ہون یعنی قول نیک بانگ در جنت کی ہے و در قول بد بانگ در دوزخ کی ہے بس تو اپنی دید کو دیدناکس سے مت چھو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ جو عصا کش الخ ۶ شعر اے تو نے جو عصا کش ہمراہ لیا تو دیکھ کہ وہ تجھ سے اندھا ہوا ہے تو اندھون کے مانند رسی خدا کی پکڑ اور امر و نہی کے سوا رغبت نہ کر رسی خدا کی کیا ہے ہوا کا چھوڑنا کہ عاد کو یہ ہوا صرصر ہوئی ہے مخلوق قید میں ہے از راہ ہوا کے خشم شحنہ و شعلہ نار از راہ ہوا کے مشکین بندھتا خوف دار آزاد ہوا کے یعنی رسی خدا کی ترک ہوا ہو ہے بس تو اس رسی کو امر و نہی کے موافق پکڑ آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

دست کورانہ بہ حبل اللہ زن	جز بہ امر و نہی یزدانی متن	مثل اندھون کے پکڑ حبل خدا	کرنہ رغبت امر و نہی کے بس سوا
چیست حبل اللہ رہا کردن ہوا	کاین ہوا شد صرصری مر عاد را	حبل حق کیا ہے ہوا کا چھوٹنا	عاد کو صرصر ہوئی ہے یہ ہوا
خلق در زندان نشستہ از ہواست	مرغ را پرہا ببستہ از ہواست	قید مین مخلوق ہے از رہ ہوا	مرغ پر بستہ رہے از رہ ہوا
ماہی اندر تابہ گرم از ہواست	رفتہ از مستوریان شرم از ہواست	مچھلیان بھنتی ہین بس از رہ ہوا	بیحیا تین عورتین از رہ ہوا
خشم و شحنہ شعلۂ نار از ہواست	چار میخ و ہیبت و دار از ہواست	خشم شحنہ شعلہ نار از رہ ہوا	مشکلین بندھنا خوف و دار از رہ ہوا
شحنۂ اجسام دیدی بر زمین	شحنۂ احکام جان را ہم ببین	جسم[1] کے شحنہ کو دیکھا خاک پے	شحنۂ احکام جان بھی دیکھ لے
روح را در غیب خود اشکنجہ ہاست	لیک تا نجہی شکنجہ در خفاست	ہے شکنجہ غیب مین خود روح کا	تا نہ بھاگے ہے وہ اشکنجہ چھپا
چون رہیدی بینی اشکنجہ دمار	زانکہ ضد از ضد بہ گردد آشکار	جبکہ تو بھاگے دکھے اشکنجہ دو	کیونکہ ضد سے ضد ہے ظاہر کہ نکو
آنکہ در چہ زاد و در آب سیاہ	او چہ داند لطف دشت و رنج چاہ	آب تیرہ چاہ مین پیدا ہے جو	لطف دشت و رنج چہ کیا جانے وہ
چون رہا کردی ہوا از بیم حق	در رسد سغراق از تسنیم حق	خوف حق سے چھوڑی تو نے جو ہوا	بادۂ تسنیم جنت ہو عطا
لا تطرق فی ہواک سلسبیل	من جناب اللہ نحو السلسبیل	لا تطرق فی ہواک سلسبیل	من جناب اللہ نحو السلسبیل
لا تکن طوع الہوی مثل الحشیش	ان ظل العرش اولی من عریش	لا تکن طوع الہوی مثل الحشیش	ان ظل العرش اولی من عریش
گفت سلطان اسپ را واپس برید	زود تر زین مظلمہ بازم خرید	بولا[2] سلطان اسپ کو واپس کرو	اور نجات اس مظلمہ سے مجکو دو
با دل خود شہ بفرمود این قدر	شیر را مفریب زین راس البقر	اسقدر دل مین کہا اس شاہ نے	شیر کو سر بیل سے دھوکا نہ دے
پای گاو اندر میان آری ز داو	او نزد حق بر اسپی شاخ گاو	درمیان لاتا ہے بیل از راہ کین	سینگ گھوڑے کے اگاتا حق نہین
بس مناسب صنعت این شہرزاو	کی نہد بر جسم اسپ او عضو گاو	بس مناسب صنعت استاد ہے	بیل کا اعضا نہ گھوڑے پر رکھے
زان ابدان و امناسب ساختست	قصرہای منتقل پرداختست	کی مناسب خلقت ان جسمونکی ہے	پھرنیوالے محل بس پیدا کیے
در میان قصرہا تخشہ کہا	از سوی بیسوی این حجرہا	اور[3] ان محلون مین کی ہین موریان	سوے محبوبی کو نہرین ہین روان
وز درون شان عالمی بی منتہا	در میان خرگہی چندین فضا	اور ان مین ایک عالم ہے بڑا	اندران خیمونکے جنگل ہین سوا

[1] جسم کے شحنہ کو الخ ۷ شعر دیکھا جسم کے شحنہ کو کہ خاک پر احکام جان کے شحنہ کو بھی دیکھ لے غیب مین شحنہ روح کا ہے جب تک نہ بھاگے وہ شکنجہ چھپا ہے جبکہ تو بھاگے
وہ شکنجہ دیکھے کیونکہ ضد سے ضد ظاہر ہے جو آب تیرہ چاہ مین پیدا ہے لطف دشت و رنج چاہ کا وہ کیا جانے جو تو نے خوف حق سے ہوا چھوڑی بادہ تسنیم جنت کی عطا ہو ترجمہ
مائل مت ہو دل مین خواہش مانند گھاس کے ہے تحقیق سایہ عرش کا بہتر ہے جھونپڑے سے یعنی غیب مین روح کا شکنجہ ہے جب تک تو فنا نہ ہووے وہ شکنجہ تجھ کو معلوم
نہ ہووے پس تو اپنی خواہش کو چھوڑ کہ یار سے ملے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [2] بولا سلطان الخ ۶ شعر سلطان نے کہا کہ اسپ کو واپس کر اور مجھ کو نجات اس مظلمہ
سے دو اور شاہ نے اسقدر دل مین کہا کہ شیر کو بیل کے سر سے دھوکا نہ دے بیل کو درمیان از راہ کینہ کے لاتا ہے کہ حق گھوڑے کے سینگ اگاتا نہین ہے صنعت استاد کی
مناسب ہے بیل کے اعضا گھوڑے پر نہین رکھتا ہے ان جسمونکی مناسب خلقت ہے کہ محل پھیرنے والے پیدا کیے اور ان محلون مین موریان کی ہین سوئے سے بیسوئی کو نہرین
روان ہین یعنی حق نے اپنی صنعتین مناسب کی ہین کہ ایک کا اعضا دوسرے پر نہین رکھا ہے اور وجود انسان کے ایک محل ہے وان ہین کہ انمین موریان سوئی سے بیکسوئی کو جاتی ہین
آگے اسکا بیان ہے [3] اور ان مین الخ ۵ شعر اور ان محلونمین ایک عالم بڑا ہے اور ان خیمونمین جنگل ہوا ہے کبھی دیو ماہ کو تیرہ دکھائے اور کبھی قعر چاہ کو باغ دکھائے قبض و بسط چشم و دل کی ذو الجلال سے
ہے جو کہ دمبدم سحر حلال کرتا ہے اسواسطے مصطفے صلعم نے حق سے چاہا کہ نیک و بد کی ماہیت مجکو دکھلا جو تو انتہا تا کہ وقت لوٹنے مجکو پشیمانی سے تعلق نہووے یعنی جو دنیا ہے
مین ایک عالم بڑا ہے اسواسطے جناب رسول مقبول صلعم نے ماہیت اشیاء کے دیکھنے کی دعا حق تعالی سے کی تھی بموجب حدیث اللہم ارنا الاشیاء کما ہی آگے رجوع بقصہ ہے فافہم
[4] ہم کردان مت ہو خواہش طبع مین جو چیز ہے اسنے جناب خدا ہی طرف چشمہ سلسبیل کے ۱۲ مت ہو تا مائل خواہش دل مین مانند گھاس کے ۱۲ تحقیق سایہ عرش کا بہتر ہے جھونپڑے سے ۱۲

گہ چو گز بوسے نماید ماہ را	گہ نماید روضہ قعر چاہ را	گہ دکھائے دیو تیرہ ماہ کو	گہ دکھائے باغ قعر چاہ کو
قبض و بسط و چشم و دل از ذوالجلال	دمبدم چون می کند سحر حلال	قبض و بسط چشم و دل ہا ذوالجلال	دمبدم کرتا ہے جون سحر حلال
زین سبب درخواست از حق مصطفےٰ	زشتہا را زشت و حق را حق نما	مصطفےٰ نے حق سے چاہا اس لئے	نیک و بد کی ماہیت دکھلا مجھے
تا باخر تو بہ گردانی ورق	از پشیمانی نیفتم در قلق	انتہا تک جو کہ تو لوٹے ورق	نے پشیمانی سے مجکو ہو قلق
مکر گر کرد آن عماد الملک فرد	مالک الملکش بدان ارشاد کرد	جو[۵۱] عماد الملک نے حیلہ کیا	حاکم الحاکم نے وہ بتلا دیا
حیلۂ محمود این باشد و لیک	تو تمیز باش مر بد را ز نیک	حیلہ محمود یہ ہے جان لے	تو تمیز اب نیک و بد مین کر ہی سے
مکر حق سرچشمۂ این مکرہاست	قلب بین الاصبعین کبریاست	مکر حق سرچشمہ ان مکرون کا ہے	قلب بین الاصبعین ایزد رکھے
آنکہ سازد در دلت مکر و قیاس	آتشی داند زدن اندر پلاس	تیرے دل مین مکر جو پیدا کرے	ٹاٹ مین آتش لگانا وہ سکے
بے نہایت آمد آن خوش سرگذشت	چون غریب از گور خواجہ باز گشت	بے نہایت آیا اب وہ ماجرا	جو غریب اُس گور خواجہ سے پھرا

بازگشتن بحکایت غریب و امداد و خواب دیدن پامرد

لوٹنا طرف حکایت غریب قرضدار کے اور خواب دیکھنا ساعی کا

پامردش سوی خانہ خویش برد	وجہ صد دینار را با او سپرد	پس[۵۲] اُسے ساعی گھر اپنے لیگیا	توڑا سو دینار کا اُس کو دیا
نولش آورد و حکایتہاش گفت	کز امید اندر دلش صد گل شگفت	پس کھلایا کھانا اور قصے کہے	سو طرح کے اُسکے دلمین گل کھلے
آنچہ بعد العسر یسرا دیدہ بود	با غریب از قصہ آن لب کشود	دیکھا بعد العسر یسر اُسنے تھا جو	اُس مسافر سے کہا اس حال کو
نیم شب بگذشت افسانہ کنان	خواب شان انداخت مرعای جان	آدھی[۵۳] رات اسکو تو کھانیمن گئی	خواب اسکو دشت جان مین لیگئی
دید پامرد آن ہمایون خواجہ را	اندران شب خواب در صدر سرا	دیکھا ساعی نے ہمایون خواجہ کو	خواب مین شب کے جو سویا گھر مین وہ

۵۱ جو عماد الملک نے الخ ۵ شعر جو عماد الملک نے حیلہ کیا حاکم الحاکم نے وہ بتلا دیا یہ حیلہ محمود ہے جان لے ولیکن تو تمیز اب نیک و بدمین کرے مگر حق ان مکرون کا سرچشمہ ہے ترجمہ درمیان دو انگلیون کے حق رکھتا ہے جو تیرے دل مین مکر پیدا کرے وہ ٹاٹ مین آتش لا سکتا ہے اب وہ ماجرا بے نہایت آیا جو غریب اس گور خواجہ سے پھرا یعنی جس حیلہ سے مخلوق کو نفع پہونچے اور حیلہ محمود ہے کہ مکر حق سرچشمہ مکرون کا ہے آگے حکایت غریب کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ پس اسے الخ ۳ شعر پس اس کو ساعی اپنے گھر لیگیا اور سو دینار کا توڑا اس کو دیا پس کھانا کھلایا اور قصے کہے کہ سو طرح کے گل اس کے دل مین کھلے جو اس نے بعد رنج کے آرام دیکھا تھا اُس مسافر سے اس حال کو کہا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ آدھی رات الخ ۲ شعر اس کو آدھی رات قصون مین گئی اور خواب اس کو دشت جان مین لے گئی ساعی نے خواجہ ہمایون کو دیکھا خواب شب مین جو وہ گھر مین سویا خواجہ نے ساعی سے کہا کہ اے خیرخواہ جو تو نے کہا وہ سب مین نے سنا اس کے جواب دینے کا حکم نہ تھا اور بے اشارہ مجھ سے نہ کچھ کہہ سکا آگے اس کے حقائق ہین جو مین چگونہ و چون سے واقف ہوا میرے لب پر حق مہر رکھتا ہے تا غیب کا بھید ظاہر نہ ہووے اور تا نظم عالم کا برہم نہ ہووے یعنی اہل گور سب بیان کا سنتے ہین مگر حکم جواب دینے کا نہین ہے کہ راز دہان کا ظاہر ہو نہ جاوے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

خواجہ گفت ای پامرد با نمک — آنچہ میگفتی شنیدم یک بیک
لیک پاسخ دادنم فرمان نبود — بے اشارت لب نیارستم کشود
ما چو واقف گشتہ ایم از چون و چند — مہر بر لبہاے ما بنہادہ اند
تا نگردد رازہای غیب فاش — تا نگردد منہدم نظم معاش
تا نگردد ہیچکس واقف بران — تا نسوزد پردہ دعوی دران
تا ندرد پردہ غفلت تمام — تا نماند دیگ حکمت نیم خام
تا نیفتد از طبق سرپوش غیب — تا نبیند دیدنی را عین ریب
ما ہمہ گوشیم گر شد نقش گوش — ما ہمہ نطقیم اما لب خموش
ما ہمہ عینیم گر شد نقش عین — بل ہمہ عینیم ما بے میغ و غین
غرق دریائیم گرچہ قطرہ ایم — جملگی شمسیم گرچہ ذرہ ایم
بے حجاب درد کل آبیم صاف — در جہان جاودان گشتہ معاف
ہر چہ ما دادیم دیدیم این زمان — کانجہان عینست و لیکن آنجہان
روز کشتن روز پنہان کردن ست — تخم در خاکی پریشان کردن ست
وقت بدرودن گہ منجل زدن — وقت اظہار آمد و پیدا شدن

بولا خواجہ ساعی سے ای خیر خواہ — جو کہا تو نے وہ سب مین نے سُنا
حکم دینے کا جواب اُسکے نہ تھا — بے اشارہ کچھ نہ تجھ سے کہہ سکا
جو چگون و چون سے مین واقف ہوا — مہر لب پر میرے رکھے ہے خدا
تا نہ ہووے بھید ظاہر غیب کا — تا نہ برہم نظم عالم ہو بھلا
تا نہووے اس سے واقف کوئی کس — تا جلے پردہ نہین دعوی کا بس
تا پھٹے پردہ نہ غفلت کا تمام — تا نہ ہووے دیگ حکمت نیم خام
نے طبق سے غیب کا سرپوش اُٹھے — مدعی تا راز کو نے دیکھ لے
ہم ہین کل گوش اور بہرا نقش گوش — ہم ہین کل نطق اور لیکن لب خموش
عین کل ہم بہرا نقش عین ہے — عین کل ہم بے غبار و ابر کے
غرق ہم دریا مین قطرہ گرچہ ہین — شمس کل ہم ہین ذرہ گرچہ ہین
بے حجاب درد آب صاف ہین — ہم ہین آزاد اس جہان پاک مین
جو دیا تھا ہمنے دیکھا اس زمان — یہ جہان بہتر و بدتر وہ جہان
روز بونے کا ہی کھیتی کے لئے — خاک اندر تخم ریزی کے لئے
کاٹنے کا یہ درانتی کا ہے وقت — اور آیا پیداواری کا ہی وقت

گفتن خواجہ در جواب آن پامرد وجوہ وام آن دوست را کہ بہ تبریز آمدہ بود و نشان دادن جائے دفن آن سیم را و پیغام بہ وارثان کہ البتہ ازان ہیچ باز نگیرند

کہنا خواجہ کا جواب مین اُس ساعی قرضدار غریب کو کہ تبریز مین آیا تھا اور بتا دینا جائے دفن مال کو اور کہلا بھیجنا وارثون کو کہ ہرگز اس مین سے نہ لین

۵۱ تا نہووے آلخ ۶ شعر تا اسیر کوئی شخص واقف نہ ہووے اور تا پردہ دعوی کا نہ جلے تا پردہ غفلت کا بالکل نہ پھٹے اور تا دیگ حکمت کی نیم خام نہ ہووے طبق سے تا ہر سرپوش نہ اُٹھے تا راز کو مدعی نہ دیکھ لیوے ہم ہین کل گوش اور نقش گوش بہرا ہے ہم ہین کل نطق و لیکن خاموش لب ہین ہم ہین کل عین اور نقش عین بہرا ہے ہم ہین عین کل بے غبار و ابر کے اگرچہ ہم قطرہ ہین و لیکن غرق دریا ہین اگرچہ ہم ذرہ ہین ولیکن کل شمس ہین یعنی ہم بالکل چشم و گوش ہین اور چشم و گوش ظاہری بیکار ہین کہ ہم دریاے ذات مین پنہان ہین پس ہم وہی ذات ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ بے حجاب آلخ ۲ شعر ہم اب صاف بے حجاب درد کے ہین اور ہم آزاد اس جہان پاک مین ہین جو ہم نے دیا تھا اسوقت دیکھا کہ یہ جہان بہتر اور بدتر وہ جہان ہے دن بونے کا کھیتی کے واسطے ہی اور خاک مین تخم ریزی کے واسطے یہ وقت کاٹنے درانتی کا ہے اور وقت پیداوار کا آیا ہے یعنی جو کچھ دنیا مین ہم نے دیا تھا اب اس عالم مین ہم وہ دیکھتے ہین پس دنیا مین کھیتی کرنے و بونے کا وقت ہے اور اس جہان مین کاٹنے و نفع اُٹھانے کا وقت ہے آگے خواجہ کا خواب مین کہنے کا بیان ہے فافہم ۱۲

بشنو اکنون راز مہمان جدید | من ہمی دیدم کہ او خواہد رسید
ہم شنیدہ بودم از دمش خبر | بستہ بہر او دو سہ پارہ گہر
کہ وفائی وام او ہست آن بیش | تا کہ ضیفم وا نگردد سینہ ریش
وام دارد از ذہب او نہ ہزار | وام را از بعض او گو واگزار
فضلہ ماند زان بسی گو خرج کن | در دعا گوئی مرا ہم درج کن
خواستم تا آن بدست خود دہم | در فلان دفتر نوشتہ است آن رقم
خود اجل مہلت ندادم تا کہ من | خفیہ بسپارم بدو در عدن
لعل و یاقوت است بہر وام او | در خنوری و نوشتہ نام او
در فلان طاقیش مدفون کردہ ام | من غم آن یار پیشین خوردہ ام
قیمت آن می نداند جز ملوک | فاجتہد یا بیعان لم یخدعوک
در بیوع آن کن تو از خوف غرار | کہ رسول او رخصت سہ روز اختیار
از کساد آن مترس و در میفت | کہ رواج آن نخواہد ہیچ خفت
وارثانم را سلامی من بگوی | وین وصیت را بیان کن مو بموی
تا نہ بسیاری آن زر شکنند | بی گرانی پیش آن مہمان نہند
ور بگوید او نخواہم این فرہ | گو بگیر و ہر کہ او خواہی بدہ
زانچہ دادم باز نستانم فقیر | سوی پستان باز ناید ہیچ شیر
گشتہ باشد ہمچو سگ قی را اکول | مسند صدقہ از قول رسول
بہر او بنہادہ ام آن از دو سال | کردہ ام من نذر یا ذا الجلال

سلہ سن تو اب مہمان نو کے راز کو | جانتا تھا میں کہ بس آویگا وہ
بھی سُنی تھی اُسکے قرضہ کی خبر | رکھے دو تین اُسکے خاطر تھے گہر
کہ وفا اس کی وہ قرضہ کو کرے | تا مرا محروم مہمان نہ پھرے
وہ قرض رکھتا ہے زر سے نو ہزار | بعض سے کرے ادا قرضہ وہ یار
باقی لائے اپنے خرچہ میں اُسے | اور دعا میں وہ کرے شامل مجھے
چاہا میں نے دیوں اپنے ہاتھ سے | اور فلان دفتر میں لکھا ہی اُسے
نے اجل نے مجھکو مہلت دی کہ تا | میں وہ خفیہ گوہر اسکو سونپتا
سلہ لعل و یاقوت اُسکے قرضہ کیلئے | ایک کلیا پہ لکھا نام اسکا ہی
اور فلانے طاق میں گاڑا اُسے | میں نے غم کھایا ہے اسکا قبل سے
جانے قیمت اسکی نہ جز شاہ کے | سعی کر بیع میں نہ نقصان ہو تجھے
خوف کھوٹے پن سے گر بیع میں کر تو یار | جو نبی سے تین دن ہیں اختیار
کھوٹے پن سے مت تو ڈر کر بیچنا | کہ چلن اسکا نہ کمتر ہوئے گا
وارثوں کو میرے تو کہنا سلام | اور بیان کرنا وصیت کا پیام
تا زیادہ مال سے حیران رہیں | بے تامل آگے مہمان کے رکھیں
سلہ گر کہے وہ میں نہیں لیتا سوا | کہد وے اور جسکو چاہے کر عطا
جو دیا میں نے نہ واپس لوں ذرا | شیر پستان میں کہیں واپس گیا
قے کا کھانے والا مثل سگ ہوا | صدقہ واپس لے بقول مصطفٰے
دو برس سے رکھا وہ اس کے لئے | وہ نذر میں نے کری اللہ سے

سلہ سن تو الخ ۔ شعر تو اب مہمان نو کے راز کو سن میں جانتا ہوں کہ وہ آویگا بھی اُس کے قرضہ کی خبر سنی تھی اور تین گوہر اُس کے خاطر رکھے تھے کہ اس کے قرضہ کو وہ وفا کرے تا میرا مہمان محروم نہ پھرے وہ نو ہزار روپیہ قرض رکھتا ہے تا بعض سے وہ قرضہ ادا کرے باقی اسے اپنے خرچ میں لاوے اور مجکو دعا میں شامل کرے میں نے چاہا اپنے ہاتھ سے دوں اور فلانے دفتر میں اُسی رقم کو لکھا ہے مجکو اجل نے مہلت نہیں دی کہ تا میں وہ گوہر خفیہ اُسے سونپتا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ لعل و یاقوت الخ ۔۔ شعر لعل و یاقوت اس کے قرضہ کیواسطے ایک جگہ پر اس کا نام لکھا ہے اور فلانے طاق میں اُسے گاڑا ہے کہ میں قبل سے اسکا غم کھایا ہے اس کی قیمت بجز شاہ کے نجانے بیع میں اس کی سعی کر کہ تجھے نقصان نہ ہووے تو وہ کھوٹے پن سے بیع میں کرے جو نبی سے تین دن اختیار کے ہیں تو کھوٹے پن سے گر کر مت بیچنا کہ اس کا چلن کمتر نہ ہوویگا میرے وارثوں کو تو سلام کہنا اور میری وصیت کا پیام بیان کرنا تا کہ زیادہ مال سے حیران رہیں اور بے تامل آگے مہمان کے رکھیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ گر کہے الخ ۔ شعر اگر وہ کہے کہ میں سوا نہیں لیتا کہدو کہ لے اور جسکو چاہے بخشدے جو میں نے دیا ذرا واپس نہ لونگا کہیں شیر پستان میں واپس گیا ہے آگے مثال اس کی ہے قے کا کھانیوالا سگ کے مانند ہوا جو صدقہ واپس لے بقول مصطفٰے علیہ السلام کے وہ اسکے واسطے دو برس سے رکھا ہے کہ میں نے وہ نذر اللہ سے کری ہے اور اگر وہ پھینکے اُس نذر کو نہ لو کہ وہ بخشش اُسکے سر پر ڈالدو جو کوئی وہاں آئے جو کوئی وہاں آئے اس نذر کو سے کہ تحفہ بزرگوں کا کب واپس پھرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

در بندو در نیابد آن زرش — کو بریزند آن عطار ابر سرش
ہر کہ آنجا بگذرد زر می برد — نیست ہدیہ مصلحان را مسترد
در روا دارند چیزی زان ستد — بیست چندان خود زیان شان میرسد
گہ روان من پڑد لاند زود — صد دریغ محنت بر ایشان بر کشود
از خدا امید دارم من لبق — کہ رساند حق را با مستحق
دو قضیہ دیگر او را شرح داد — لب نگر او بجو اہم بر کشاد
تا بماند دو قضیہ سر در راز — ہم نہ گردد مثنوی چندین دراز
برجہید از خواب انگشتک زنان — گہ غزل خوان و گہ نوحہ کنان
گفت مہمان در چہ سودا ہاستی — پا بمردا مست و خوش برخاستی
تا چہ دیدی خواب دوش ای بو العلا — کہ نمی گنجی تو در شہر و فلا
خواب دیدہ فیل تو ہندوستان — کہ رمیدستی ز حلقۂ دوستان
گفت سودا ناک خوابی دیدہ ام — در دل شب آفتابی دیدہ ام
خواب دیدم خواجۂ بیدار را — آن سپردہ جان بے دیدار را
خواجہ را دیدم بخواب ای بو العلا — آن سپردہ جان ز راہ کبریا
خواب دیدم خواجۂ معطی المنی — واحد کالالف از امر خدا
مست و بیخود اینچنین بر می شمرد — تا کہ مستی عقل و ہوشش را ببرد
در میان خانہ افتاد او دراز — خلق انبہ گرد او آمد فراز
با خود آمد گفت اے بحر خوشی — اے نہادہ ہوشہا در بیہشی

اور اگر پھینکے وہ اُس زر کو نہ لو — کہدو وہ بخشش اُسکے سر پڑ ڈال لو
جو کوئی آئے وہاں اس زر کو لے — تحفہ بس نیکو نکا کب واپس پھرے
گر ذرا لینا رکھین اسے روا — بیس حصّے انکا نقصان ہو سوا
گر مری جان کو وہ کچھ تکلیف دین — انپہ سود روا زرے محنت کے کھلین
مین رکھون امید حق سے ای نکو — کہ وہ بس پہونچائین حق حقدار کو
پائے مطلب اُسنے اور دو دوسرے — لب نہین کھولونین اسکے ذکر سے
تا وہ دو مطلب ہین پوشیدہ راز — کبھی نہووے مثنوی ازبس دراز
خواب سے چٹکی بجاتا وہ اٹھا — گاہ غزلین پڑھتا گہ گریہ کنان
بولا مہمان تجھ کو کیا سودا ہوا — ساعیا تو مست اور خوش جو اُٹھا
خواب مین کیا شب کو دیکھا ای نکو — شہر و جنگل مین سماتا ہے نہ تو
دیکھی خواب ہند تیرے فیل نے — جو کہ بھاگا حلقۂ احباب سے
بولا سودا کی بھری دیکھی ہے خواب — دیکھا مین نے نصف شب مین آفتاب
خواجۂ بیدار دیکھا خواب مین — اُسنے جان دی دید نایاب مین
خواب مین خواجہ کو دیکھا ای علا — جان سونپی اُس نے بہر کبریا
خواب مین دیکھا وہ خواجہ باسخا — تھا ہزار اک وہ بحکم کبریا
مست و بیخود گنتا تھا وہ ایسے ہی — تا کہ مستی عقل اُس کی لے گئی
وہ دراز اب گھر کے اندر تھا پڑا — خلق انبہ گرد اُسکے تھی سوا
ہوش مین آ بولا اے بحر خوشی — اے تو رکھے ہوش اندر بیہشی

سلہ گر ذرا الخ شعر اگر اس سے ذرا لینا روا رکھین بیس حصے انکا نقصان سوا ہووے اگر میری جان کو وہ کچھ تکلیف دین انپر دروازے محنت کے کھلین مین امید حق سے رکھتا ہون کہ وہ حق حقدار کو پہونچائین اور دو مطلب دوسرے اس سے حاصل ہوئے ہین اُس کے ذکر سے لب نہ کھولون تا کہ وہ دو مطلب پوشیدہ راز ہین کہ مثنوی دراز نہ ہووے وہ خواب سے چٹکی بجاتا اُٹھا کبھی غزلین پڑھتا اور کبھی روتا یعنی دیدار جناب رسول مقبول صلعم سے خواب مین فوائد دین و دنیا کے اسے حاصل ہوئے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا مہمان الخ شعر مہمان نے کہا کہ تجکو کیا سودا ہوا ہے ساعی جو تو مست و خوش اُٹھا خواب مین کیا شب کو دیکھا کہ شہر و جنگل مین تو سماتا نہین ہے تیرے فیل نے دیکھی خواب ہندی جو کہ حلقۂ احباب سے بھاگتا ہے کہ سودا کی بھری خواب دیکھی ہے کہ مین نے نصف شب مین آفتاب دیکھا ہے خواجۂ بیدار کو دیکھا خواب مین کہ اُس نے اس نایاب کی دید مین جان دی خواب مین خواجہ کو دیکھا اور اُس نے جان سونپی واسطے خدا کے خواب مین وہ خواجہ باسخا دیکھا کہ وہ ایک برابر ہزار کے تھا بحکم خدا یعنی جناب رسول مقبول صلعم کو کہ حیات النبی ہین خواب مین دیکھا آگے صنوبر کا حال در پردہ محتسب کے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ مست و بیخود الخ شعر مست و بیخود ایسے ہی گنتا تھا تا کہ مستی عقل اسکی لیگئی وہ گھر کے اندر دراز پڑا تھا انبوہ خلق کا اسکے گرد سوا تھا ہوش مین آ کر کہا کہ ای بحر خوشی تو ہوش رکھتا ہے بیہوشی مین تو خواب مین بیداری کو رکھتا ہے اور تو عاشقی مین معشوقی کو رکھتا ہے فقر مین تو غنی کو پوشیدہ کرتا ہے اور طوق دولت فقر مین پنہان باندھتا ہے ضد کے اندر ضد پوشیدہ ہے اور آگ اندر آب سوزان ہے بھری ہے آتش نمرود مین ایک باغ ہے کہ اب سوا ہووے عطا و خرچ سے یعنی ضد کے اندر ضد بھری ہے اسواسطے خواب کے بیداری ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

خواب در بنهادهٔ بیداربے ‌‌‌ بستهٔ در بیدے دلدارے
منعمے پنهان کنی در ظل فقیر ‌‌‌ طوق دولت بندی اندر غل فقیر
ضد اندر ضد پنهان مندرج ‌‌‌ آتش اندر آب سوزان مندمج
روضهٔ در آتش نمرود درج ‌‌‌ دخلها رویان شده از بذل و خرج
تا بگفته مصطفے شاه نجاح ‌‌‌ السماح یا اولی النعما رباح
ما نقص مال من الصدقات قط ‌‌‌ انما الخیرات نعم المرتبط
جوشش و افزونی زر در زکوٰة ‌‌‌ عصمت از فحشا و منکر در صلوٰة
آن زکوٰتت کیسهٔ ترا پاسبان ‌‌‌ وان صلاتت هم ز گرگانت شبان
میوهٔ شیرین نهان در شاخ و برگ ‌‌‌ زندگی جاودان در زیر مرگ
زبل گشته قوت خاک از شیوهٔ ‌‌‌ زان غذا زاده زمین را میوهٔ
در عدم پنهان شده موجودیے ‌‌‌ در سرشت ساجدی مسجودیے
آهن و سنگ از برونش مظلمی ‌‌‌ وز درون نوری و شمع عالمی
درج در خوفی هزاران ایمنی ‌‌‌ در سواد چشم چندین روشنی
اندرون گاو تن شهزادهٔ ‌‌‌ گنج در ویرانهٔ بنهادهٔ
تا خری پیری گریزد زان نفیس ‌‌‌ گاو بیند شاه نے یعنی بلیس

خواب مین بس رکھے بیداری کو تو ‌‌‌ عاشقی مین رکھے معشوقی کو تو
فقر مین پنہان کرے تو منعمی ‌‌‌ طوق دولت فقر مین باندھے خفی
ضد اندر ضد ہے پنہان اور خفی ‌‌‌ آگ اندر آب سوزان کے بھری
آتش نمرود مین اک باغ ہے ‌‌‌ ہوئی سو آمد عطا و خرج سے
تا کہ بولے مصطفے[۱] شاہ نجاح ‌‌‌ السماح یا اولی النعما رباح
عطا و بخشش ہمہ جا اے صاحب نعمت فائدہ تمہارا ہے
مال کم نہین ہوتا ہے صدقہ دینے سے ہرگز
ما نقص مال من الصدقات قط ‌‌‌ انما الخیرات نعم المرتبط
تحقیق صدقہ و خیرات بہتر آلہ ہے ۱۲
مال کی ہے زیادتی اندر زکوٰۃ ‌‌‌ پاک دے فحشا و منکر کو صلوٰۃ
پاسبان کیسہ ہے تیری زکوٰۃ ‌‌‌ اور شبان ہے گرگ سے تیری صلوٰۃ
میوہ شیرین خفیہ شاخ و برگ مین ‌‌‌ زندگی جاوید کی ہے مرگ مین
گندگی اک رہ سے قوت خاک ہے ‌‌‌ اُس غذا سے میوۂ تازہ خاک دے
اور[۲] عدم مین اخفا اک موجود ہے ‌‌‌ خلقت ساجد مین اک مسجود ہے
سنگ آہن گرچہ باہر سے سیا ‌‌‌ لیک اندر سے رکھے شمع و ضیا
اور ہزارون خوف مین ہے ایمنی ‌‌‌ چشم کی سیاہی مین ہے بس روشنی
گاؤ تن مین ایک شہزادہ ہے تو ‌‌‌ گنج ویرانہ مین اک رکھتا ہے تو
تا گدھا بوڑھا نہ لیوے وہ نفیس ‌‌‌ گاؤ دیکھے شہ نہین یعنی بلیس

حکایت آن بادشاه و وصیت کردن سه پسر خود را که درین سفر در ممالک من فلان جا چنین ترتیب بنهید و فلان جا چنین نواب نصب کنید و اما الله الله به فلان قلعه

حکایت بادشاہ کی اور وصیت کرنا اپنے تینون لڑکون کو کہ اس ہمارے ملک کے سفر مین فلانی جا ایسی تدبیر کرو تم اور فلانی جگہ ایسا نائب قائم کرو تم اور فلانے قلعہ کی

[۱] تا کہ بولے الخ ۶ شعر تا مصطفے صلعم شاہ نجاح نے کہا ہے ترجمہ کہ عطا و بخشش اے صاحب نعمت کے فائدہ تمہارا ہے ترجمہ مال کم نہین ہوتا ہے صدقہ دینے سے ہرگز تحقیق صدقہ وخیرات بہتر آلہ ہے تر و تازہ مال کی زیادتی زکوٰۃ مین ہے وفحش و منکر کو پاکی دیتی ہے اور صلوٰۃ تیری شبان ہے گرگ سے میوہ شیرین شاخ و برگ مین پوشیدہ ہے زندگی جاویدگی مرگ مین ایک راہ سے گندگی غذا خاک کی ہے کہ اس غذا سے خاک میوہ تازہ دیتی ہے یعنی زکوٰۃ مال کی زیادتی کرتی ہے اور نماز فحش و انکار کو پاک کرتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۲] اور عدم مین الخ ۵ شعر اور عدم مین ایک موجود نہان ہے اور خلقت ساجد مین ایک مسجود ہے اگرچہ سنگ و آہن باہر سے سیاہ ہے ولیکن اندر سے شمع وضیا رکھتا ہے اور ہزارون خوف ایمنی ہے اور چشم کی سیاہی مین روشنی ہے تو گاؤ تن مین ایک شہزادہ ہے اور ایک گنج ویرانہ مین رکھتا ہے تا وہ خبر پیر نفیس کو نہ لیوے گاؤ دیکھے اور شاہ کو نہین یعنی ابلیس یعنی دنیا کہ عدم ہے اسمین حق موجود ہے اور آنکھ کی سیاہی مین روشنی ہے مگر عاقل سکو جانتے ہین چنانچہ اس راز انسانی مین آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

مرو ید و گرد آن مگرد دید اسے لے آخرہ	طرف نہ جاؤ اور گرد اُس کے مت پھرو
بادشاہی بود او را سہ پسر ٭ ہر سہ صاحب فطنت و صاحب نظر	ایک شہ تھا تین اُسکے تھے پسر ٭ تینوں صاحب عقل اور صاحب نظر
ہر یکی از دیگری استودہ تر ٭ در سخا و در وغا و کر و فر	تھا وہ ہر اک دوسری سے باہنر ٭ بس شجاعت اور سخاوت مین سپر
پیش شہ شہزادگان استادہ جمع ٭ قرة العینان شہ ہمچون سہ شمع	آگے شہ کے شاہزادے تھے کھڑے ٭ نور دیدہ شاہ مثل شمع کے
از رہِ پنہان ز عینین پسر ٭ می کشید آب نخیل آن پدر	از رہِ پوشیدہ یا چشمہ پسر ٭ کھینچتا تھا آب وہ نخل پدر
تا ز فرزند آب این چشمہ شتاب ٭ میرود سوی ریاض ام و اب	آب اُس چشمہ کا تا فرزند سے ٭ جائے سوے باغ مان اور باپ کے
تازہ می باشد ریاض والدین ٭ گشتہ جاری عینشان زین ہر دو عین	ہوتا تازہ باغ ہے مان باپ کا ٭ ان کا چشمہ جاری ان دونون سے تھا
چون شود چشمہ ز بیماری علیل ٭ خشک گردد برگ و شاخ آن نخیل	جو کہ بیماری سے چشمہ ہو علیل ٭ برگ و شاخ اُس نخل کی ہوویں ذلیل
خشکی نخلش ہمی گوید پدید ٭ کہ ز فرزندان شجر نم می کشید	نخل کی کہتی ہے خشکی ظاہرا ٭ کہ شجر فرزند سے نمیاب تھا
ای بسا کاریز پنہان ہمچنین ٭ متصل با جان تان یا غافلین	ای بہت کاریز پنہان ایسی ہے ٭ متصل تم غافلون کی جان کے
ای کشیدہ ز آسمانہا و زمین ٭ مایہ ہا تا گشتہ جسم تو سمین	اے زمین و آسمان سے بس لیا ٭ مایہ تا کہ تن ترا فربہ ہوا
تن ز اجزای زمین و ز دیدۂ ٭ پایہ پایہ زیر آن ببریدۂ	تن چرایا ہے زمین کے جزو سے ٭ پارہ پارہ کاٹا اُسکے زیر سے
از زمین و آفتاب آسمان ٭ پارہا بر دوختی بر جسم و جان	اور سے زمین و آفتاب چرخ سے ٭ پارہ دوزی کی ہے جسم و جان پے
تا تو پنداری کہ بردی رایگان ٭ باز نستانند از تو این و آن	تا تو جانے ہے کہ مفت اسکو لیا ٭ تجھ سے یہ وہ پھر نہ کوئی لے بھلا
نالہ دزدیدہ نبودی پایدار ٭ لیک آرد دزد را تا پایدار	سان چوری کا نہووے پایدار ٭ پر وہ لائے چور کو تا پایدار
عاریہ است این ہمی باید فشارد ٭ کانچہ بگرفتی ہمی باید گزارد	عاریت یہ سب ہے نہ کہ بیہودہ تو ٭ جو لیا ہے چھوڑ دے سب چیز کو

۵۳ حکایت نہم ہمہ اوست مین سے ایک شہ تھا الخ ۵ شعر ایک بادشاہ تھا اور تین اُس کے لڑکے تھے اور تینون صاحب عقل و صاحب نظر تھے وہ ہر ایک دوسرے سے باہنر تھا بس سخاوت و شجاعت مین وہ شاہزادے آگے شاہ کے کھڑے تھے نور دیدہ شاہ کے مثل شمع کے از راہ پوشیدگی کے چشمہ پسر سے آب کھینچتا تھا وہ نخل پدر کا آب اس چشمہ کا تا فرزند سے سوے باغ مان باپ کے جائے یعنی اولاد سے مان باپ کو ایک طور کی تازگی پہونچی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سے ۵ ہوتا تازہ الخ ۶ شعر باغ تازہ ہوتا ہے مان باپ کا کہ اُن کا چشمہ جاری ان دونون سے تھا آگے مثال ہے جو چشمہ کہ بیماری سے علیل ہو اُس نخل کے برگ خشک و ذلیل ہون نخل کی کھیتی ہے خشکی ظاہر اکہ وہ شجر فرزند سے نمیاب تھا اے بہت کاریز ایسی ہے پنہان ہیں متصل تم غافلون کی جان سے اے زمین و آسمان سے بس لیا مایہ تاکہ تیرا تن فربہ ہوا تن چرایا زمین کے جزو سے اور اُس کے ریزہ پارہ پارہ کاٹا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سے ۵ اور زمین الخ ۶ شعر اور زمین و آفتاب چرخ سے پارہ دوزی کرے ہے جسم و جان پہ تا تو جانے کہ اسکو مفت لیا ہے یہ پھر تجھ سے وہ نہ لیوے کوئی سامان چوری کا پایدار نہ ہووے ولیکن وہ لائے چور کو زیردار تک یہ عاریت ہے تو بیہودہ نہ کہ جو لیا ہے تو چھوڑ دے سب چیز کو سوائے نفخہ کے کہ وہ آیا حق سے ہے سب بیہودہ ہے تو تابع روح کے بیہودہ نسبت جان کے کہتا ہون کہ نہ نسبت صنعت کے کہ وہ بیہودہ ہے یعنی وجود عاریت ہے بہ نسبت جان کے نہ بہ نسبت صنعت کے کہ وہ صنعت وجود مین موجود ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

جز نفخت کان ز وہاب آمدہ است بیہدہ نسبت بجان میگویمش	روح را باش آن دگرہا بیہدہ است نے نہ نسبت با صنیع محکمش	جز نفخت کہ وہ آیا حق سے ہے بیہدہ کہتا ہوں نسبت جان کے	بیہدہ تو ہو نہ تابع روح کے نسبت صنعت نہ بیہودہ وہ ہے

بیان استمداد عارف از چشمہ حیات ابدی و ستغنی شدن از استمداد انجذاب چشمہای بے وفا کہ علامۃ ذٰلک التجافی عن دار الغرور کہ آدمی چون بر مددہای این چشمہا اعتماد کند در طلب چشمہ دائم سست شود چنانچہ حکیم راست رباعی

مدد چاہنا عارف کا سر چشمہ حیات ابدی سے اور مستغنی ہونا مدد و جذبہ چشمون بیوفا سے کہ علامت ذالک التجافی عن دار الغرور کہ جو آدمی ان چشمون کی مدد پر اعتماد کرے طلب چشمہ ابدی مین سست رہے جیسے کہ حکیم نے کہا ہے رباعی

کاریز درون جان تو میباید	گر عاریہ با ترا درے نگشاید	کاریز تیری جان مین اب چاہئے	کہ نفع نہ عاریہ سے بس تو پائے
یک چشمۂ آب از درون خانہ	بہ زان جوئیکہ از برون می آید	چشمہ اک آب کا گھر کے اندر	بہتر اُس جو سے کہ باہر سے اندر
حبذا کاریز اصل چیزہا	فارغت آرد ازین کاریزہا	حبذا کاریز جز ہر شے کی ہے	تجکو فارغ کردے اس کاریز سے
تو ز صد ینبوع شربت می کشی	ہر چہ زان صد کم شود کاہد خوشی	پس تو شربت کھائے سو چشموں سے	کم جو اس سے ہو تو تو ناخوش رہے
چون بجوشد از درون چشمہ سنی	ز استراق چشمہا گردی غنی	چشمہ روشن جوش جو دل سے کرے	تو غنی چشمہ چرانے سے رہے
چشمۂ آب درون خانہ	بر ز رودی کان نہ در کاشانہ	ایک چشمہ آب کا گھر مین ہو جو	بہتر اُس جو سے کہ جو گھر مین نہو
قرۃ العینت چو ز آب و گل بود	راتبہ این قرہ در دل بود	قرۃ العین آب و گل سے ہو ترا	ہووے اس قرہ کی ورد دل غذا
قلعہ را چون آب آید از برون	در زمان امن باشد بر فزون	آب آئے قلعہ مین باہر سے جو	ہووے کثرت سے بوقت امن وہ
چونکہ دشمن گرد آن حلقہ کند	تا کہ اندر خون شان غرقہ کنند	جبکہ دشمن گھیرے اس قلعہ کو	اور اُنکے خون کے اندر غرق ہو

سلہ حبذا آلخ ۵ شعر حبذا کاریز ہر شے کی جڑ ہے کہ تجکو فارغ کردے اُس کاریز سے پس تو سو چشمون سے کھاتا ہے اس سو سے جو کہ تو ناخوش رہتا ہے جو چشمہ روشن دل سے جوش کرے تو چشمہ چرانے سے غنی رہے جو ایک چشمہ آب کا گھر مین ہے اس جو سے بہتر ہے کہ جو گھر مین نہ ہو تیرا قرۃ العین آب و گل سے ہوا ور ورد دل اس قرہ کی غذا ہو یعنی مشاہدہ تنزیہ کہ خود مین ہو بہتر ہے مشاہدہ تشبیہ سے کہ باہر ہو آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ آب آئے آلخ ۴ شعر جو آب قلعہ مین باہر سے آوے اور وہ کثرت سے ہووے وقت امن کے جب کہ دشمن اس قلعہ کو گھیر لیوے اور اُن کے خون اندر غرق ہووے وہ سپاہ باہر کا پانی روک دے تا کہ قلعہ کو ان سے پناہ نہ ہووے اُس دم ایک کھاری چاہ جو اندر ہووے بہتر ہے سو جیحون سے کہ باہر ہون آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

آب بیرون را ببندند آن سپاہ / تا نباشد قلعہ را زآنہا پناہ
آن زمان یکچاہ شوری از درون / بہ ز صد جیحون شیرین از برون
قاطع الاسباب لشکرہاے مرگ / ہمچو دے آمد بہ قطع شاخ وبرگ
در جہان نبود مددشان از بہار / جز مگر در جان بہار روے یار
زان لقب شد خاک را دار الغرور / کہ کشد پا را سپس یوم العبور
پیش ازان از راست وزخیب وعید / کہ بجنبیم در در تو چیزے بخبید
او بگفتی مر ترا وقت غمان / دور از تو رنج ودہ کہ درمیان
چون سپاہ رنج آمد بست دم / خود ہمی گوید ترا من دیدہ ام
حق پے شیطان بدین سان زد مثل / کہ ترا در رزم آرد باحیل
کہ ترا گوید کہ من پشتم ترا / در بلا و در جفا و در عنا
مر ترا یاری دہم من با توام / در خطرہا پیش تو من میدوم
گاہ سپرت باشم وگاہی خدنگ / مخلص تو باشم اندر وقت جنگ
جان فداے تو کنم در انتعاش / رستمی شیری بلا مردانہ باش
سوی کفرش آورد زین عشوہا / آن جوال خدعہ ومکر ودغا
چون قدم بنہاد ودر خندق فتاد / او بقہقہ خندہ لبہا برگشاد
ہین بیا من طمعہا دارم زتو / گویدش رو رو کہ بیزارم زتو
تو نہ ترسیدی ز عدل کردگار / من ہمی ترسم تو دست از من بدار
گفت حق کہ او جدا گشت از ہمی / تو بدین تزویرہا ہم کی رہی
فاعل ومفعول در روز شمار / رو سیاہند وحریف وسنگسار

رو ک دے باہر کا پانی وہ سپاہ / تا نہ ہووے قلعہ کو اُن سے پناہ
اُسدم اک کھاری کنوان اندر جو ہے / بہتر اس تیجون سے باہر ہو دین جو
کاٹتی اسباب کو ہے فوج مرگ / جون خزان آئی ہو دافع شاخ وبرگ
نے جہان مین دے مدد اُنکو بہار / جان کے اندر جز بہار روے یار
نام خاک اسواسطے دار الغرور / کہ ہٹے پیچھے ہے وہ یوم العبور
پہلے اُس سے سیدھا اُلٹا دوڑتا / کہ مین تیرا دردون نے کچھ لیا
اور کہے کہ وقت رنجونکے یہان / رنج دس کہ دور تجھ سے ہو میان
جب سپاہ رنج روکے دم ترا / خود کہین کہ تو ہین تھا کب دکھا
اسطرح شیطان کی حق نے دی مثال / کہ تجھے حیلہ سے لاوے باقتال
گر کہے کہ تجھ کو حامی ہون ترا / اندر آفاتون کے اور اندر بلا
مین مدد دون تجھکو تیرے ساتھ ہون / اور خطر مین تیرے آگے مین بڑھون
گہ سپر ہوؤن ترا مین گہ خدنگ / اور رہون مخلص ترا مین وقت جنگ
جان فدا تجھپر کرون اندر نکو / تو ہے رستم شیر مردانہ رہو
کفر کے سو لائے اسکو مکر سے / کون وہ مکر ودغا کی جو کہ ہے
جو قدم رکھا کہ خندق مین گرا / اُس نے قہقہہ مار کر ہنسکر کہا
آئے تو کہ طمع تجھ سے مین رکھون / وہ کہے جا تجھ سے مین بیزار ہون
نے ڈرا تو عدل سے اللہ کے / مین ڈرون تو طمع مجھسے مت رکھے
بولا حق وہ دور نیکی سے ہوا / تو بھی اس مکر ودغا سے کب چھٹا
فاعل ومفعول روز حشر کو / رو سیہ اور سنگسار آخر کو ہو

۵۱ کاٹتی الخ ۷ شعر فوج مرگ اسباب کو کاٹتی ہے جیسے خزان دافع شاخ وبرگ آئی ہے ان کو بہار جہان مین مدد نہ دے جان کے اندر بجز بہار روے یار کے اسواسطے نام خاک کا دار الغرور ہے کہ وہ پیچھے ہٹتی ہے یوم عبور کے اول اُس سے یگانہ سیدھا اُلٹا دوڑتا کہ مین تیرا درد لون اور کچھ نہ لیا اور کہے کہ وقت رنجون کے بیان دس کو وہ دور تجھ سے ہو جب سیاہ رنج دم تیرا روکے خود کہ تو ہین کب دکھاتا تھا اس طرح شیطان کی حق نے مثال دی کہ کبھی۔ تجھے حیلہ سے لائے ساتھ قتل کے یعنی اجل حالت زندگی مین نہین دکھتی ہے مگر وقت مرگ کے جیسے شیطان کے آگے قول شیطان کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ گر کہے الخ ۶ شعر کبھی کہے کہ مین تیرا حامی ہون آفتون مین اور بلا مین مین تجکو مدد دون اور تیرے ساتھ ہون اور خطرے مین تیرے آگے مین بڑھون کبھی مین تیرا سپر ہون اور کبھی خدنگ اور تیرا مخلص ہون وقت جنگ کے تجھپر جان فدا کرون اندر نیکی کے تو رستم شیر ہے مردانہ راہ کفر کی جانب اس کو مکر سے لائے جو کہ وہ کون مکر ودغا کی ہے جو قدم رکھا وخندق مین گرا اُسنے قہقہہ مار کر وہ ہنسکر کہا یعنی جنگ بدر مین شیطان نے کفار عرب کو یہی دھوکا دیا تھا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ آئے تو الخ ۶ شعر تو آئے کہ تجھ سے مین طمع رکھون وہ کہے کہ جا مین تجھ سے بیزار ہون تو نہ ڈرا عدل سے اللہ کے مین ڈرتا ہون تو مجھ سے طمع مت رکھ حق نے کہا کہ وہ نیکی سے دور ہوا اور تو بھی اس مکر ودغا سے کب چھٹا آگے حقائق ہین فاعل ومفعول روز حشر کو روسیاہ اور سنگسار آخر کو ہو رہزن وگمراہ خدا کے حکم سے چاہ مین ہجر وآفت کے پڑے احمق ومکار کہ باہم ملے انھین پھر فرقت سے چاہیے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ہر رہ و رہزن یقین در حکم داد	درچہ بعد ند در بئس المہاد	رہزن اور گمرہ خدا کے حکم سے	ہجر کے چہ مین وہ آفت مین پڑے
گول را و غول را کور افریفت	از خلاص و فوز بیاید شگفت	احمق و مکار کے باہم ملے	صبر فرقت سے انھین بس چاہئے
ہم خرد خرگیر اینجا در گلند	غافلند اینجا و آنجا آفلند	بھی خرد خرد الایان پر ہین پھنسے	یان پہ غافل اور وہان آفل رہے
جز کسانے راکہ واکردند ازان	در بہار فصل آیند از خزان	بس سوا انکے کہ چھوٹے اس سے ہین	وہ خزان سے ہین بہار فصل مین
توبہ آرند و خدا توبہ پذیر	امر او گیرند او نعم الامیر	وہ کرین توبہ خدا توبہ پذیر	حکم اسکا لیوین وہ نعم الامیر
چون برآرند از پشیمانی چنین	عرش لرزان از انین المذنبین	جو پشیمانی سے روتا اپنی ہے	عرش لرزان انکی آہ جرم سے
آن چنان لرزد کہ مادر بر ولد	دست شان گیرد بہ بالا میکشد	ایسا کانپے جیسے مان اولاد پے	ہاتھ پکڑے آسمان پہ کھینچ لے
کای خداتان وا خریدہ از غرور	نک ریاض فضل و نک رب غفور	کای تکبر سے تمھین حق نے لیا	اب ہے باغ فضل و رب کبریا
بعد ازین تان برگ و رزق جاودان	از ہوائے خود بود تر ناودان	بعد اسکے تم کو رزق ہو دائمی	خواہش اپنی سے ہووے ہو عارضی
چونکہ دریا بر وسائط رشک کرد	تشنہ چون ماہی تبرک مشک کرد	رشک دریا نے وسیلون پر کیا	تشنہ کو بے مشک جون ماہی رکھا
قصۂ شہزادگان آور بہ پیش	کاین حدیث از حد امکان ست بیش	قصہ شہزادون کا لا تو سامنے	کہ یہ باہر بات ہے امکان کے

روان شدن شہزادگان در ممالک پدر بعد از وداع و اعادت کردن شاہ وقت وداع وصیت خود را

روانہ ہونا شہزادون کا اپنے باپ کے ملک مین بعد رخصت کے اور بکر رکھنا بادشاہ کا وصیت اپنی کو وقت رخصت کے

عزم رہ کردند آن ہر سہ پسر	سوے املاک پدر رسم سفر	تینون لڑکون نے کیا عزم سفر	سیر کرنے کو سوے ملک پدر
در طواف شہرہا و قلعہاش	از رہ تدبیر دیوان و معاش	دورہ شہرون کا قلعون کا کیا	از رہ تدبیر ملک بادشا
خواستند از شہ اجازت گاہ عزم	داد اجازت شان چو نیت دید جزم	وقت جانے کے اجازت شہ سے لی	دیکھا عازم جو اجازت انکو دی

ف۱ بھی خرد الخ ۹ شعر بھی خرد خرد الایان پر پھنسے ہین یہان پر غافل اور وہان آفل رہے بس سوا انکے کہ چھوٹے ہین اس سے وہ خزان سے ہین بہار فصل مین وہ توبہ کرین اور خدا توبہ پذیر ہے اور اُس کا حکم لیوین وہ نعم الامیر ہے جو اپنی پشیمانی پر روتا ہے عرش ان کی آہ جرم سے لرزان ہے ایسا کانپے جیسے مان اولاد پر ہاتھ پکڑے اور آسمان پر کھینچ لے کہ اے تکبر سے ہمکو کیا حق نے اب باغ فضل و رب کبریا ہے بعد اسکے تمکو رزق دائمی ہو اپنی خواہش سے ہو اور عارضی نہو دریا نے رشک وسیلون پر کیا تشنہ کو بغیر مشک کے پابند رکھا تو قصہ شاہزادون کا سامنے لا کہ یہ بات باہر ہے امکان سے یعنی جو شخص تکبر دلو سے چھوٹ کر جانب حق کے راجع ہو حق اسکو اپنی جانب کھینچ لے اور آسمان پر راہ دے اور رزق دائمی عطا کرے آگے قصہ شاہزادون کا ہے فافہم ۱۲ ف۲ تینون الخ ۹ شعر تینون لڑکون نے عزم سفر کیا طرف ملک پدر کے سیر کرنے کو شہرون اور قلعون کا دورہ کیا اور راہ تدبیر ملک بادشاہ کے وقت جانیکے شاہ سے اجازت لی جو عازم دیکھا اجازت انکو دی وقت رخصت کے شاہ کا ہاتھ چوما پس شاہ نے انکو ایسا کیا جس جا تمہارا دل چاہے پھرو اور فی امان اللہ تم سیر کرو سوا قلعہ کے کہ نام جس کا ہوش ربا ہے اور تاجدارون پر تنگ کیا تھا ہی قبا کو سرور کر اُس قلعہ پر تصویر سے دور رہنا اور آفت سے ڈرنا آگے پیچھے اور اوپر تلے جملہ تصویر و نقش و نگار ہے آگے اسکی مثال ہے جیسے وہ حجرہ زلیخا کا پر تصویر کرنا اسیر تا گاہ یوسف گذر کرے یعنی وہ قلعہ ہوش ربا دنیا ہے کہ تصویر انسانون سے پر ہے اور مثل حجرہ زلیخا کے ہے کہ اُسمین جملہ تصویرین زلیخا و یوسف کی تھین اسی طرح دنیا مین سب تصویرین انسانون کی عاشق و معشوق خدا اور رسول کے ہین کہ جو جسکو دیکھے خدا اور رسول کو دیکھے اسواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے کہ ان اللہ خلق آدم علی صورۃ الرحمن بقول اُستاد ف
غیر تش غیر در جہان نگذاشت + لازم جملہ عین اشیا شد + آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

دست بوس شاه کردند و وداع | پس بدیشان گفت آن شاه مطاع
هر کجا دل تان کشد عازم شوید | فی امان الله دست افشان روید
غیر آن قلعه که نامش هش‌ربا | تنگ آرد بر کله داران قبا
الله الله زان دژ ذات الصور | دور باشید و بترسید از خطر
رو و پشت برجهاش و سقف و پست | جمله تمثال و نگار و صورت است
همچو آن حجره زلیخا پر صور | تا کند یوسف بناکاهش نظر
چونکه یوسف سوی او می‌ننگرید | خانه را پر نقش خود کرد آن مکید
تا بهر سو بنگرد آن خوش عیار | روی او را بیند او بی اختیار
بهر دیده روشنان یزدان فرد | شش جهت را مظهر آیات کرد
تا بهر حیوان و نامی کانگرند | از ریاض حسن ربانی چرند
بهر آن فرمود با آن اسپه او | حیث ولیتم فثم وجهه
از قدح گر در عطش آبی خورند | در درون آب حق را ناظرند
آنکه عاشق نیست او در آب در | صورت خود بیند ای صاحب نظر
صورت عاشق چو فانی شد درو | پس در آب اکنون کرا بیند بگو
حسن حق بینند اندر روی حور | همچو مه در آب از صنع غیور
غیرتش بر عاشق و بر صادق است | غیرتش بر دیو و بر استور نیست
دیو اگر عاشق شود هم گوی برد | جبرئیلی گشت و آن دیوی بمرد
اسلم الشیطان در آنجا شد پدید | که یزیدی شد ز فضلش بایزید
این سخن پایان ندارد ای گروه | هین نگه دارید زان قلعه وجوه

وقت رخصت ہاتھ چوما شاہ کا | پس اُنھیں اُس شاہ نے ایسا کہا
دل تمہارا چاہے جس جا تم پھرو | فی امان اللہ تم سیرین کرو
غیر قلعہ نام جس کا ہُشربا | تنگ رکھے تاجداروں پر قبا
زینہار اُس قلعہ پر تصویر سے | دور رہنا ڈرنا آفت سے وے
آگے پیچھے اُس میں اور اوپر تلے | جملہ تصویر اور نگار و نقش ہے
جیسے وہ حجرہ زلیخا پر صور | اُسپہ ناگہ تا کرے یوسف نظر
جو کہ یوسف اسکی سو تھا دیکھتا | اپنی تصویروں سے وہ گھر بھر گیا
تا کہ دیکھے ہر طرف وہ خوش عیار | اُسکے مُنھ کو دیکھے وہ بے اختیار
چشم بینا کے لئے حق نے کیا | شش جہت کو مظہر ذات خدا
دیکھیں تا وہ ہر نمو حیوان میں | باغ حسن کبریائی سے چریں
اس لئے فرمایا اُس نے شاہ کو | حیث ولیتم فثم وجہہ
گر پیے پانی پیاسا جام سے | اندر اس پانی کے اسکو حق دکھے
جو نہ عاشق ہو وہ پانی میں مگر | صورت اپنی دیکھے اے صاحب نظر
صورت عاشق کی جو فانی ہوئی | کس کو دیکھے آب میں اب تم کہو
حسن حق دیکھیں ہیں اندر روے حور | جیسے مہ پانی میں با صنع غیور
غیرت اسکی عاشق اور صادق پہ ہے | غیرت اسکی جانور نے دیو پہ ہے
دیو گر عاشق ہو جیت اسکو ملے | جبرئیلی پائے وہ دیوی مرے
اسلم الشیطان ہوا یان پر پدید | کہ یزید آیا کرم سے بایزید
بات یہ بے انتہا ہے اے گروہ | تم نظر رکھو سوے قلعہ وجوہ

۱ہ جو کہ یوسف الخ ۷ شعر جو کہ یوسف اس کی طرف دیکھتا تھا اس واسطے اپنی تصویر سے وہ گھر بھر گیا تا کہ ہر طرف وہ خوش عیار دیکھے اس کے مُنھ کو بے اختیار آگے اس کے حقائق ہیں چشم بینا کے واسطے حق تعالیٰ نے شش جہت کو مظہر ذات خدا کیا ہے تا کہ وہ دیکھیں ہر ایک نباتات و حیوانات میں اور باغ حسن کبریائی سے چریں اس واسطے حق تعالیٰ نے فرمایا جناب رسول مقبول صلعم کو ترجمہ جس طرف تم منھ پھیرو پس اُس طرف مُنھ اللہ کا ہے آگے پیاسا پانی پیے جام سے اُس پانی میں اس کو حق دیکھے اور جو عاشق نہیں ہے وہ پانی میں اپنی صورت دیکھے اے صاحب نظر یعنی اہل نظر کے واسطے حق تعالیٰ نے شش جہت کو مظہر ذات خدا کیا ہے کہ وہ جس طرف دیکھیں پس دنیا ہمہ اوست ہے آگے اُس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سطہ۵ صورت عاشق کی الخ ۶ شعر صورت عاشق کی جو اس میں فانی ہو وہ آب میں کس کو دیکھے اب تم کہو حسن حق کا دیکھتے ہیں روے حور میں جیسے ماہ پانی میں صنع غیور سے دکھتا ہے اس کی غیرت عاشق صادق پر ہے اور اس کی غیرت جانور و دیو پر نہیں ہے اگر دیو عاشق ہو اُس کو جنت ملے جبرئیلی پائے اور وہ دیوی مرے ترجمہ میرا دیو مسلمان ہے یہاں ظاہر ہوا کہ یزید کرم سے بایزید اے گروہ یہ بات بے انتہا ہے تم نظر رکھو سوے قلعہ و وجوہات کے یعنی جو ذات حق میں فنا ہو اسکو اپنی صورت میں صورت حق کی دکھتی ہے اور حسن حق کا عورتوں میں اس طرح دیکھتا ہے جیسے ماہ پانی میں آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

هین مبادا که هوستان ره زند — که فتید اندر شقاوت تا ابد
کہ ہوس[1] دھوکا مبادا تمکو دے — اور شقاوت مین سدا تمکو رکھے

از خطر پرہیز آمد مفترض — بشنوید از من حدیث بیغرض
فرض پرہیز آیا با راہ خطر — سُن تو مجھ سے یہ حدیث اک معتبر

در فرح جوئی ہمہ ستر تیز بیں — از کمینگاہِ بلا پرہیز بہ
عقل میری ڈھونڈھنے مین تیز خوب — اور بلا آفت سے ہی پرہیز خوب

گر نمی گفت این سخن را آن پدر — ور نمی فرمود از آن قلعہ حذر
گر نہ کہتا وہ پدر اس بات کو — ور نہ کہتا بھاگ اس قلعہ سے تو

خود بدان قلعہ نمی شد خیل شان — خود نمی افتاد آن سو میل شان
خود نہ سوی قلعہ جاتا انکا خیل — خود نہ ہوتا اسکی جانب انکا میل

کان نبد معروف و بس مہجور بود — در قلاع و از مناہج دور بود
کہ نہ تھا مشہور وہ مہجور تھا — اور قلعون سے و رہ سے دور تھا

چونکہ کرد او منع در دلشان مثال — در ہوس افتاد و در کوی خیال
جو کیا[2] منع دل اُنکا پھنس گیا — اس ہوس مین صور تو نکے بس ہوا

رغبتے زان منع در دلشان برست — کہ بباید سر آن را باز جست
رغبت انکے دلمین ہوئی اس منع سے — بھید اسکا ڈھونڈھنا پھر چاہیے

کیست کز ممنوع گردد ممتنع — چونکہ الانسان حریص ما منع
ہے وہ کیا ممنوع سے ہو ممتنع — جو کہ الانسان حریص ما منع

نہی بر اہل تقی تبغیض شد — لیک بر اہل ہوا تحریص شد
اہل تقوی پر ہوئی تھی دشمنی — اہل خواہش پر وہ تحریص اک ہوئی

پس ازین تقوی بر قوم کثیر — ہم ازین یہدی بہ قلب خبیر
قوم اس تقوی پہ سے ہے کثیر — بھی ہے اس یہدی سے بہ دل خبیر

کے رمد از نے حمام آشنا — بل رمد زانے حمامات ہوا
کب کبوتر بھاگے لگی سے بلا — بل کبوتر بھاگے جو ہیں ہا سوا

پس بشہ گفتند خدمتہا کنیم — بر سمعنا و اطعنا ہا تنیم
پس کہا شہ سے اطاعت ہم کرین — اور سمعنا و اطعنا پر چلین

رو نہ گردانیم از فرمان تو — کفر باشد غفلت از احسان تو
مُنھ نہ پھیرین ہم ترے فرمان سے — کفر ہی غفلت ترے احسان سے

لیک استثنا و تسبیح خدا — ز اعتماد خود از ایشان بد جدا
انشاء اللہ[3] اور تسبیح خدا — اعتماد اپنے پہ اُنسے تھا جدا

ذکر استثنا و حزم ملتوی — گفتہ شد در ابتدای مثنوی
ذکر انشاء اللہ اور قصہ خدا — مثنوی کی ابتدا مین ہے کہا

صد کتاب ار ہست جز یکباب نیست — صد جہت را قصد جز محراب نیست
سو کتب ہین لیک جز اک باب نے — سو جہت کا قصد جز محراب نے

---

[1] کہ ہوس الخ ۶ شعر کہ مبادا ہوس تم کو دھوکا دے اور شقاوت مین ہمیشہ تم کو رکھے پرہیز فرض آیا از راہ خطر کے تو مجھ سے سُن یہ حدیث معتبر عقل تو انگری ڈھونڈھنے مین تیز و خوب ہے اور بلا و آفت سے پرہیز خوب ہے اگر وہ اس بات کو کہتا اور نہ کہتا کہ تو اس قلعہ سے بھاگ جانب اس قلعہ کے ان کا لشکر نہ جاتا اور خود اس کی جانب ان کا میل نہ ہوتا تاکہ وہ مشہور نہ تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] جو کیا الخ ۸ شعر جو منع کیا اُن کا دل پھنس گیا اس ہوس مین صور تون کے سوا اس منع سے ان کی رغبت دل مین ہوئی پھر اس کا بھید ڈھونڈھنا چاہیے وہ کیا ہے کہ ممنوع سے ممتنع ہو جو کہ ترجمہ ضرور کہ انسان حریص ہے اس چیز سے کہ منع کیا گیا ہے نہی اہل تقوی پر دشمنی ہوئی اور اہل خواہش پر وہ ایک حرص ہوئی قوم اس نہی سے بہکے بہت اور بھی اس ہدایت کے ساتھ دل خبیر ہے آگے اس کی مثال ہے کبوتر بلائے ہوا لگی سے کب بھاگے بلکہ وہ کبوتر بھاگے جو ماسوا ہے آگے رجوع بقصہ ہے پس شاہ سے کہا کہ ہم اطاعت کرین اور سمعنا و اطعنا پر ہم چلین ہم تیرے فرمان سے منھ نہ پھیرین اور تیرے احسان سے غفلت کفر ہے یعنی منع کرنے سے انسان اور اس شے پر حریص ہوتا ہو پس منع اہل تقوی کو دشمن ہے اور اہل حرص کو حرص دوست ہے کہ زیادہ کرتا ہے ۱۲

[3] انشاء اللہ الخ ۶ شعر انشاء اللہ اور تسبیح خدا اپنے اعتماد پر ان سے جدا تھا ذکر انشاء اللہ اور قصہ خدا مثنوی کی ابتدا مین کیا ہے آگے حقائق ہین سو کتابین ہین ولیکن ایک باب کے سوا نہین ہے ان رستون کی انتہا خانہ ایک ہے اور چند سیکڑون خوشون کی دانہ ایک ہے ہزارون کھانے گوناگون ہوتے ہین ولیکن اعتبار مین جملہ ایک شے ہین ایک طعام سے جو تو سیر ہو دل تیرا اور تو بچا اس طعام سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ -

...طرق را منتهی یک خانه نیست — وین هزاران سنبله یکدانه است
انتہا ان راستوں کا خانہ ایک — سیکڑوں خوشوں کی جڑ ہے دانہ ایک

...نه گونه خوردنیها صد هزار — جمله یک چیز ست اندر اعتبار
گونہ گونہ کھانے ہوتے ہیں ہزار — ایک سے ہیں جملہ اندر اعتبار

...زیکی چون سیر گشتی تو تمام — سرد شد اندر دلت پنجه طعام
ایک سے جو تو ہوا سیراب تمام — سرد ہو دل میں ترے پنجہ طعام

...در مجاعت بس تو احول دیدهٔ — که یکی را صد هزاران دیدهٔ
۵۱ چشم احول بھوک میں پس تو ہے یار — ایک کو دیکھا ہے تو نے سو ہزار

...گفته بودیم از سقام آن کنیز — در طبیبان کژی تدبیر نیز
میں نے بیماری سے لونڈی کے کہا — اور کج فہمی اطبا سے کہا

...کان طبیبان همچو اسپ بی عذار — غافل و بی بهره بودند از سوار
کہ اطبا مثل اسپ بے لگام — غافل اس اسوار سے تھے بس تمام

...کامشان پر زهر از قرع لگام — سمشان مجروح از تحویل گام
اُنکا منہ پر زہر بار زخم لگام — انکا سم مجروح با تحویل کام

...ناشده واقف که نک بر پشت ما — رایضی چست ست اُستادی نما
نہ ہوئے واقف ہماری پشت پے — ایک سوار استاد اور ہشیار ہے

...نیست سرگردانی ما زین لجام — جز ز تصریف سوار دوست کام
ہمکو سرگردان نہ رکھے یہ لگام — ہمکو پھیرے ہے سوار دوست کام

...ما پی گل سوی بستان ها شده — گل نموده لیک آن خاری بده
۵۲ سوئے بستان واسطے گل کے گئے — گل دکھا لیکن وہ تھا اک خار سے

...هیچ شان این نی که گویند از خرد — هر گلوی ما که می کوبد لگد
نے کوئی ایسا کہ کہوے عقل سے — کون مارے لات میرے حلق پے

...آن طبیبان آنچنان بنده سبب — گشته اند از مکر یزدان محتجب
وہ طبیب ایسے ہوئے بندے سبب — کہ ہوئے مکر خدا میں محتجب

...گر ببندی در صطبلی گاو نر — بازیابی در مقام گاو خر
باندھے گر تو اصطبل میں گاو نر — پھر مقام گاو میں تو پائے خر

...از خری باشد تغافل خفته وار — که نجوئی تا کیست این خفیه کار
ہو گدھے پن سے تغافل خفتہ دار — کہ نہ ڈھونڈھے کیا ہے یہ پوشیدہ کار

...خود نه گفته کاین مبدل تا کیست — نیست پیدا او مگر افلاکی است
نے کہا یہ خود مبدل کون ہے — نے وہ پیدا آسمانی ہے ولے

...تیر سوی راست پرانیدهٔ — سوی چپ رفته است تیرت دیدهٔ
۵۳ پھینکا تو نے تیر تو سیدھی طرف — تیر کو دیکھا گیا اُلٹی طرف

...سوی آهوی بصیدی تاختی — خویش را تو صید خوکی ساختی
صید کرنے کو تو آہو کے گیا — صید تو نے خوک کا خود کو کیا

۵۱ چشم احول الخ ۶ شعر تو بھوک میں چشم احول ہے کہ ایک کو تو نے سو ہزار دیکھا ہے میں نے لونڈی کی بیماری میں کہا اور اطبا کی کج فہمی سے کہا کہ اطبا مثل اسپ بے لگام کے اس سوار سے غافل تھے انکا منہ زخم لگام سے پر زہر اور انکا سم تحویل کام سے مجروح واقف نہ ہوئے کہ ہماری پشت پر ایک سوار اُستاد و ہوشیار ہے یہ لگام ہمکو سرگردان نہ رکھے اور ہمکو پھیرتا ہے سوار دوست کام یعنی کوئی نہ سمجھا کہ ہم پر کون سوار ہے اور ہم کو کدھر لیجاتا ہے پس انسان بدست دگر ہے کہ جدھر وہ چاہتا ہے لیجاتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ سوئے بستان الخ ۶ شعر بوستان کی طرف واسطے گل کے گئے گل دیکھا لیکن وہ ایک خار سے تھا ایسا کوئی نہیں ہے کہ کہے عقل سے لات کون مارتا ہے میرے حلق پر وہ طبیب ایسے بند سبب ہوئے کہ مکر خدا سے محتجب نہ ہوئے آگے مثال ہے اگر تو اصطبل میں باندھے گاو نر اور پھر مقام گاو میں پائے خر گدھے پن سے تو غافل ہو خفتہ کے مانند کہ نہ ڈھونڈھے یہ کیا ہے پوشیدہ نہ کہا خود کہ یہ مبدل کون ہے اور نہ وہ پیدا آسمانی ہے یعنی گدھے پن سے مبدل کام کو نہ جانا کہ ہم کیا کام کرتے تھے اور کیا ہو گیا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ پھینکا الخ ۷ شعر تو نے تیر کو سیدھی طرف پھینکا دیکھا تیر کو کہ اُلٹی طرف گیا تو آہو کے صید کرنے کو گیا اور تو نے خود کو صید کیا تو واسطے سود و نفع کے گیا سود نہ ملا اور زندان میں پڑا دوسرے کے واسطے کنواں کھودا اور خود کو اس کنوئیں میں پھنسا دیکھا تجکو سبب میں نے مراد کیا تو سبب سے بدگمان کیوں ہوا آگے مثال ہے ایک کسب کرتے سے نقصان ہوا دوسرا اُس کسب سے عریان ہوا ایک نکاح کرنے سے مالدار ہوا دوسرا اس سے قرضدار ہوا یعنی جب کہ تو سبب میں بے مراد ہوا پس سبب سے تو بدگمان کیوں نہیں ہوا کہ وہی سبب کسی کو نافع ہوا اور کسی کو مضر آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲

در پے سود می دویدہ بہر کیس　　نارسیدہ سود وافتادہ بحبس
چاہ ہا کندہ برائے دیگران　　خویش را دیدہ فتادہ اندران
در سبب چون بے مرادت کرد رب　　پس چرا بدظن بگردی در سبب
بس کسی از مکسبی خاقان شدہ　　دیگران زان مکسبہ عریان شدہ
بس کس از عقد زنان قارون شدہ　　دیگری از عقد زن مدیون شدہ
پس سبب گردان چو دم خر بود　　تکیہ بر دی کم کنی بہتر بود
در سبب گیری نگردی ہم دلیر　　کہ بس آفتہاش پنہان ست زیر
بہر استثناست این حزم و حذر　　زانکہ خر را بز نماید این قدر
مشرکان را در دو چشم اہل بدر　　کم نمودہ تا ندارند ہیچ قدر
آنکہ چشمش بست گرچہ گربزست　　ز احولی اندر دو چشمش خر بزست
چون مقلب حق بود ابصار را　　او بگرداند دل و افکار را
چاہ را تو خانہ بینی شریف　　دام را تو دانہ بینی لطیف
این تفسط نیست تقلیب خداست　　می نماید کہ حقیقت تاکجاست
آنکہ انکار حقائق مے کند　　جملگی او برخیالے می تند
او ہمی گوید کہ حسبان خیال　　ہم خیالے باشد است چشمی بمال
این سخن پایان ندارد آن فریق　　برگرفتید از پے آن دژ طریق
بر درخت گندم منہی زدند　　از طویلہ مخلصان بیرون شدند

واسطے تو سود و نفع کے گیا　　نے ملا سود اور زندان میں پڑا
دوسرون کے واسطے کھودا کنوان　　خود کو دیکھا اُس کنوین میں پھنسا
بے مراد اندر سبب تجکو کیا　　بدگمان تو کیون سبب سے نے ہوا
ایک کر کے کسب سے سلطان ہوا　　دوسرا اس کسب سے عریان ہوا
ایک ہوا کر نے نکاح سے مالدار　　دوسرا اس سے ہوا بس قرضدار
پس سبب کو جان تو جون دم خر　　یہ ہے بہتر اسپہ تو تکیہ نہ کر
گر سبب پکڑے نہ تو اب ہو دلیر　　کہ بہت آفت نہان اس میں ہو زیر
انشاء اللہ کے لئے یہ حزم و ڈر　　کیونکہ خر کو بز دکھائے اس قدر
مشرکون کو چشم اہل بدر مین　　کم دکھایا تا نہ قدر انکی رکھین
آنکھ باندھی گرچہ وہ گربوزہ ہے　　احولی سے اسکو خر اک بز دکھے
حق بصارت کا مقلب جبکہ ہو　　پھیر دے وہ دل کو اور افکار کو
چاہ کو دیکھے ہے تو خانہ شریف　　دام کو دیکھے ہے تو دانہ لطیف
نے تفسط یہ ہی تقلیب خدا　　کہ بتاتا ہے حقیقت ہے کہا
جو حقائق کا کرے انکار ہے　　وہ خیالون پر ہے چلتا جان لے
وہ کہے کہ خیال پر چلتا ہے تو　　بھی خیال اک ہی ترا اب آنکھ کو
بات یہ بے انتہا ہے وہ فریق　　جائے ہی قلعہ کی جانب اے شفیق
سوے نخل گندم منہی گئے　　حلقۂ اخلاص سے باہر ہوئے

رفتن شہزادگان بجانب قلعہ ممنوعہ عنہا بحکم الانسان حریص علی ما منع ووصیتہا

جانا شہزادون کا جانب قلعہ ممنوعہ کے بحکم اسکے الانسان حریص علی ما منع اور

ضرور کہ انسان حریص کرنیوالا ہے اوپر اُس چیز کے جو منع کیا گیا ہے

۵ۃ پس سبب کو آگے ۷ شعر پس تو سبب کو جان مانند دم خر کے یہ بہتر ہے کہ اُس پر تو تکیہ نہ کر اگر تو سبب پکڑے دلیر نہ ہو کہ اس میں بہت آفت پوشیدہ ہے انشاء اللہ تعالی کے واسطے ہوشیاری وخوف ہے کیونکہ خر کو بز دکھائے اس قدر اہل بدر کی چشم میں مشرکون کو کم دکھایا کہ تا انکی قدر نہ رکھین چشم باندھے اگرچہ وہ شے خربوزہ ہے اُس کو احولی سے خر ایک بز دکھے وہ پھیر دے دل کو اور فکرون کو جبکہ حق بصارت کا مقلب ہو تو چاہ کو خانہ شریف دیکھتا ہے اور تو دام کو دانہ لطیف دیکھتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵ۃ سنے تسفط آگے ۵ شعر تسفط نہیں ہے یہ تقلیب خدا ہے کہ حقیقت بتاتا ہے کہان ہے جو حقائق کا انکار کرتا ہے جان لے کہ وہ خیالون پر چلتا ہے یہ بھی ایک تیرا خیال ہے تو آنکھ مل یہ بات بے انتہا ہے اور وہ فریق قلعہ کی جانب جاتا ہے طرف نخل گندم منہیات کے گئے اور حلقۂ اخلاص سے باہر ہوئے یعنی تو سبب کو ایک داہیات جان اور خدا پر شاکر رہ کہ وہ مقلب ہے دل وفکر پھیر دیتا ہے یہ سوفسطائی پن نہیں ہے تقلیب خدا ہے کہ حقیقت کو بدل دیتا ہے آگے شاہزادون کا بیان ہے فافہم ۱۲

پدر را فراموش کردن وی در بلا افتادن و نفس لوّامہ با ایشان بزبان حال گفتن کہ الم یاتکم نذیر و گفتن ایشان در جواب لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر ۵

ما بندگی خویشش ننمودیم ولیکن
خوی بد تو بندہ نیارست خریدن

بھول جانا وصیت کو اور بلا مین پڑنا اور کہنا نفس لوّامہ کا اُنکو زبان حال سے کہ الم یاتکم نذیر اور جواب دینا اُنکا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر کی بندگی

(آیا نہین تھا تم کو ڈرانیوالا — اگر ہوتے ہم سننے والے یا عقل رکھنے والے نہین ہوتے ہم اصحاب دوزخ کے ۱۲)

اپنی کو عیان ہم نے ولیکن بدخوئی نے
تیری نہین بندے کو خریدا

چون شدند از منع و نہیش گرم تر — سوی آن قلعہ بر آوردند سر
بر ستیز قول شاہ مجتبیٰ — تا بقلعہ صبر سوز ہش ربا
آمدند از رغم عقل پند توز — در شب تاریک برگشتہ ز روز
اندر آن قلعہ خوش ذات الصور — پنج در در بحر و پنج از سوی بر
پنج ازان چون حس ظاہر رنگ و بو — پنج ازان چون حس باطن راز جو
زان ہزاران صورت و نقش و نگار — می شدند از سو بسو خوش بے قرار
زین قدحہای صور کم باش مست — تا نگردی بت تراش و بت پرست
از قدحہای صور بگذر مایست — بادہ در جام ست لیک از جام نیست
سوی بادہ بخش بکشا پہن گوش — تا ازان بشنوی بانگ و خروش
گوش در آوازت آید دمبدم — چون رسد بادہ نیاید جام کم

منع[۱۵] سے جو کہ ہوے وہ گرم تر — بس نکالا جانب اُس قلعہ کے سر
برخلاف قول شاہ مجتبیٰ — قلعہ تک کہ صبر سوز ہش ربا
آئے وہ برعکس عقل پند جو — تیرہ شب مین کہ تھے دن سے گشتہ رو
درمیان اُس قلعہ پر تصویر کے — پانچ بحری پانچ بری در کھلے
پانچ وہ جون حس ظاہر رنگ و بو — پانچ وہ جون حس باطن راز جو
اس سے صدہا صورت و نقش و نگار — ہوتے تھے بس ہر طرف سے بیقرار
صورتون کے جام سے تو کم ہو مست — تا نہو تو بت تراش و بت پرست
جام صورت سے گذر اور چھوڑ دے — جام مین بادہ ہے پر نے جام سے
کھول تو ساقی کی جانب اپنا گوش — تا ادھر سے تو سنے بانگ و خروش
سُن تو آواز آئے تجکو دمبدم — جبکہ پہونچے بادہ نے ہو جام کم

۵۱ منع سے الخ ۱۰ شعر جو کہ منع سے گرم تر ہوے اور اُس قلعہ کی جانب سر نکالا برخلاف قول شاہ مجتبیٰ کے قلعہ تک کہ صبر سوز و ہوش ربا تھا وہ آئے برعکس عقل و پند جو کہ شب تیرہ مین کہ دن سے روگردان تھے آگے حقائق ہین درمیان اُس قلعہ پر تصویر کے پانچ در بحری و پانچ در بری کھلے وہ پانچ مانند حس ظاہر رنگ و بو کے اور وہ پانچ مانند حس باطن راز جو کہ اُس سے صدہا صورت و نقش و نگار ہر طرف سے ہوتے تھے بیقرار پس تو صورتون کے جام سے کم مست ہو تاکہ تو بت تراش و بت پرست نہ ہو جام صورت سے گذر اور چھوڑ دے کہ جام مین بادہ پر نہے وہ جام سے نہین ہے تو ساقی کی جانب اپنا گوش کھول کہ تا ادھر سے تو سُنے بانگ و خروش جبکہ بادہ پہونچے جام کم نہ ہووے آواز تو سُن کہ تجھکو دمبدم آئے یعنی قلعہ پر تصویر دنیا مین پانچ ہو اس ظاہری جانب اس عالم کے ہین پس تو صورتون ظاہری سے مست نہ ہو کہ بت پرست نہ ہووے کہ وہ حسن صورت مین عارضی ہے پس تو جانب حق کے متوجہ ہو کہ اصل حسن کو پائے اور معنی کو پہونچے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

سـ۱ـہ آدما معنی دلبندم بجوی ترک قشر و صورت گندم بگوی
چونکہ ریگی آرد شد بہر خلیل از آنکہ معزولست گندم ای نبیل
صورت از بی صورت آمد در وجود ہمچنان کز آتشی زادست دود
کمترین غیبی مصور در خیال چون ببینش پی بہ پی آرد ملال
حیرتی محض آردت بی صورتی زادہ صدگون آلت از بی آلتی
بی ز دستی دستہا بافد ہمی جان جان سازد مصور آدمی
سـ۲ـہ آنچنان کاندر دل از ہجر و وصال میشود بافیدہ گوناگون خیال
ہیچ ماند این مؤثر با اثر ہیچ ماند بانگ و نوحہ با ضرر
نوحہ از صورت ضرر بی صورتست دست خایید از ضررکش نیست دست
این مثل نالایق است ای مستدل حیلۂ تفہیم را جہد المقل
صنع بی صورت نماید صورتی تن نگارد با حواس و آلتی
تا چہ صورت باشد آن بر وفق خوی اندر آرد جسم را در نیک و بد
سـ۳ـہ صورت نعمت بود شاکر شود صورت مہلت بود صابر شود
صورت زخمی بود نالان شود صورت رحمی بود بالان شود
صورت شہری بود گیرد سفر صورت تیری بود گیرد سپر
صورت خوبان بود عشرت کند صورت غیبی بود خلوت کند

سـ۱ـہ آدما معنی کو میرے دیکھ تو صورت گندم کو چھوڑ اور پوست کو
ریگ جب آٹا ہوئی بہر خلیل جان تو گیہون ہے بیکار اے نبیل
صورت اب بے صورتی سے آتی ہے جیسے آتش سے دھوان صورت دکھے
غیب کی ادنی ہے تصویر خیال دیکھ پے در پے اُسے لائے ملال
محض حیرت دے مجھے بے صورتی پیدا سو آلے کرے بے آلتی
ہاتھ بس بے ہاتھ ہونے سے بنے جان جان تصویر انسان کی کرے
سـ۲ـہ جیسے دل مین از رہ ہجر و وصال پیدا ایس ہوتے ہین گوناگون خیال
مثل کب ہے یہ مؤثر با اثر مثل کب ہے بانگ نوحہ با ضرر
نوحہ صورت رکھے بیصورت ضرر دست کلٹے بے ضرر کا دست سر
یہ مثل ناقص ہے ای اہل دلیل حیلہ فہمی کو یہ کوشش ہی دلیل
صنع بے صورت دکھائے صورتین نقش اُس آلہ سے کرتے جسم مین
جیسے صورت ہو موافق اپنے دو نیک و بد مین لائے ہے تا جسم کو
سـ۳ـہ صورت نعمت ہو گر شاکر بنے صورت مہلت ہو گر صابر بنے
زخم کی صورت ہو گر نالا کرے رحم کی صورت ہو گر بالا کرے
شہر کی صورت ہو گر پکڑے سفر تیر کی صورت ہو گر پکڑے سپر
صورت خوبان ہو گر عشرت کرے صورت غیبی ہو گر خلوت کرے

سـ۱ـہ آدما الی آخرہ ۶ شعر اے آدم تو میرے معنی کو دیکھ صورت گندم و پوست کو چھوڑ دے جب ریگ آٹا ہوئی واسطے خلیل کے تو جان لے کہ گیہون بیکار و ذلیل ہے یعنی جب کہ تنزیہ سے حصول مطلب ہو تو تشبیہ کے درپے ہونا کیا ضرور ہے صورت اب بے صورتی سے آتی ہے جیسے آتش سے دھوان صورت رکھتا ہے تصویر خیال غیب کی ادنی ہے گر ایسے پے در پے دیکھے اور لال لائے تجھ کو بے صورتی محض حیرت ڈالے اور سو آلے پیدا کرے بے آلتی سے ہاتھ بے ہاتھ ہونے سے بنے اور جان جان تصویر انسانی کی کرے یعنی صورت بے صورتی سے پیدا ہوتی ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سـ۲ـہ جیسے دل مین آلخ ۶ شعر جیسے دل مین از راہ ہجر و وصال کے گوناگون خیال پیدا ہوئے ہین یہ موثر کب مثل ہے ساتھ اثر کے اور یہ بانگ نوحہ کب مثل ہے ساتھ ضرر کے نوحہ صورت رکھے اور بے صورت ضرر ہے ہاتھ جلائے اور ضرر کا ہاتھ سیر نہین ہوا اے اہل دلیل مثل ناقص ہو حیلہ فہمی کو یہ کوشش ذلیل ہے صنع بے صورت صورتین دکھائے جو اس نفس آلہ سے کرتے ہین جسم مین نین صورت جیسی ہے تو اپنے موافق نیک و بد مین لاتی ہے جسم کو یعنی صنعت بے صورت دکھاتی ہے اسی طرح بے صورتی صورتون کو پیدا کرتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سـ۳ـہ صورت نعمت آلخ ۸ شعر اگر صورت نعمت کی ہو شاکر بنے اور اگر صورت مہلت کی ہو صابر بنے اگر رحم صورت ہو نالا کرے اور اگر زخم کی صورت ہو بالا کرے اگر شہر کی صورت ہو سفر پکڑے اور اگر تیر کی صورت ہو سپر پکڑے اگر خوبان کی صورت ہو عشرت کرے اگر صورت غیبی ہو خلوت کرے اگر صورت جوئی ہو نازش کرے اگر صورت جنگی ہو سازش کرے صورت افلاس یعنی جیسے صورت زور آوری کی واسطے جانب غضب کے بیحد و اندازہ سے سوا ہے کہ فعل کا داعی خیالون سے بھرا ہے بے نہایت بیشی اور مذہب باطل ہین صورت شکار کے یعنی جیسی صورت ہے دنیا ہی اثر پیدا کرتی ہے کہ سب مذہب مثل صورت فکر کے ظل ہین آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

صورتِ خوبی بود ناز آورد / صورت جنگی بود ساز آورد
صورت محتاجی آرد سوی کسب / صورت بازوری آرد بغصب
این زحد و انداز ہا باشد برون / داعی فعل از خیال گونا گون
بے نہایت کیشہا و پیشہا / جملہ ظل صورتِ اندیشہا
برلب بام استادہ قوم خوش / ہر یکے را بر زمین بین سایہ اش
صورت فکرست بر بام مشید / وان عمل چون سایہ بر ارکان پدید
فعل بر ارکان و فکرت مکتتم / لیک در تاثیر وصلت دو بہم
آن صور در بزم کز جام خوشی ست / فائدہ آن بیخودی و بیہشی ست
صورتِ مرد و زن و لعب و جماع / فائدہ اش بیہشی وقت وقاع
صورت نان و نمک کان نعمت ست / فائدۂ آن صورت بیصورت ست
در مصاف آن صورت تیغ و سپر / فائدہ اش بیصورتی یعنی ظفر
مدرسہ و تعلیم و صورتہاے وی / چون بدانش متصل شد گشت طے
این صور چون صورتی بیصورتند / پس چرا در نفی صاحب نعمتند
پس صورہا بندۂ بیصورتند / پیش او روبند و در نفی اوفتند
این صور دارد ز بیصورت وجود / چیست پس بر موجد خویشش جحود
خود ازو یابد ظہور انکار او / نیست غیر عکس خود این کار او
صورت دیوار و سقف ہر مکان / سایۂ اندیشۂ معمار دان

صورت خوبی ہو گر نازش کرے / صورت جنگی ہو گر سازش کرے
صورت افلاسی کی لائے سوئے کسب / صورت اجباری کی لائے سوئے غصب
یہ حد و انداز سے ہے بس سوا / فعل کا داعی خیالون سے بھرا
بے نہایت پیشے اور مذہب ہے / جملہ ظل ہین صورت افکار کے
بام[۵] کے لب پر کھڑی اک قوم ہے / اور بڑا سایہ ہر اک کا خاک ہے
فکر کی صورت ہے بام غیب پے / اور عمل جون سایہ ارکان پر دکھے
فعل ارکان پر نہان فکر اب تری / وصل کی تاثیر مین باہم ملی
بزم مین صورت رکھے جام خوشی / فائدہ اسکا ہے یارو بیہشی
مرد و زن صورت ہین اور شہوت خوشی / ہے جماع مین نفع اس کا بیہشی
صورت[۶] نان و نمک نعمت جو ہے / نفع اُس صورت کا بیصورت رکھے
جنگ مین وہ صورت تیغ و سپر / نفع بے صورت رکھے یعنی ظفر
مدرسہ تعلیم و اس کی صورتین / جو ملین دانش سے نے باقی رہین
جب یہ ہین بیصورتی کی صورتین / صاحب نعمت کی کیون نفی مین ہین
بندہ بیصورت کی ہین سب صورتین / آگے اُس کے پیدا ہون نفی کرین
صورتین بیصورتی سے سب بنین / اپنے موجد سے یہ کیون منکر ہوئین
خود ظہور اس سے کرے منکر بنے / گویا انکار اسکا اپنے عکس سے
ہر[۷] مکان کی صورت دیوار و در / فکر معمارون کا سایہ ہے مگر

سلہ۵ بام کے آنخ ۵ شعر ایک قوم کہ لب پر کھڑی ہے اور ہر ایک کا سایہ خاک پڑا ہے فکر کی صورت بام غیب پر ہے اور عمل سایہ کے مانند ارکان پر دکھتا ہے ارکان ہر فعل ہے اور تیری فکر نہان ہے اور تاثیر وصل مین باہم ملے ہوئے ہین آگے مثال ہے محفل صورت جام خوشی رکھتی ہے اور اس کا فائدہ بیہوشی ہے مرد و زن کی صورت اور شہوت خوشی ہے اور جماع مین اس کا فائدہ بیہوشی ہے یعنی فکر کی صورت غیب مین ہے اور اس کا عمل جوارح پر عیان ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ۶ صورت نان آنخ ۷ شعر صورت نان و نمک کی جو نعمت ہے نفع اُس صورت مین بے صورت رکھتی ہے جنگ مین وہ صورت تیغ و سپر کی نفع بے صورت رکھتی ہے یعنی ظفر مدرسہ تعلیم اور اس کی صورتین جو دانش سے ملین باقی نہ رہین جو بے صورتی کی صورتین ہین پھر صاحب نعمت کی کیون نفی مین ہین آگے اس کے پیدا ہون اور نفی کرین بندہ بے صورت کی سب صورتین ہین سب صورتین بے صورتی سے بنین پھر اپنے موجد سے یہ کیون منکر ہوئین اس سے خود ظہور کرے وہ منکر بنے گویا اسکا انکار اپنے عکس سے ہے یعنی سب صورتین بیصورتی سے بنی ہین پھر اپنے خالق سے کیون منکر ہین آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ۷ ہر مکان کی آنخ ۶ شعر ہر ایک مکان کی صورت دیوار و در معمارون کی فکر کا سایہ ہے اگرچہ اندر مکان فکر کے اینٹ و پتھر و چوب ظاہر نہین دیکھتے ہین ولیکن بے صورت فاعل مطلق ہے اس کے ہاتھ مین صورت مانند آلہ کے ہے کبھی غیب کے پردے سے بے صورت اپنا منھ دکھاتی ہے صورت کو بھی تا ہر ایک صورت اس سے مدد لے بس جمال و کمال اوصاف سے جو بھرے بے صورت اپنا منھ چھپاوے سوے محبت و رنگ بو کے آئے یعنی کبھی پردۂ غیب سے بیصورت اپنا مشاہدہ صورت کو بناتی ہے تا ہر ایک صورت جمال و کمال سے مدد لے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گرچہ خود اندر محل افتکار — نیست سنگ و چوب و خشتی آشکار
فاعل مطلق یقین بیصورت است — صورت اندر دست او چون آلت است
گہ گہ آن بیصورت از کتم عدم — مر صور را رو نماید از کرم
تا مدد گیرد از وہر صورتے — از جمال و از کمال و قدرتے
باز بیصورت چو پنہان کرد رو — آمدند از بہر کد در رنگ و بو
صورتے از صورت دیگر کمال — گر بجوید باشد آن عین ضلال
جز مگر آن صورت کان میرزاد — یا بت ارشاد کردش از وداد
پس چہ عرضہ میکنی اے بے ہنر — احتیاج خود بہ محتاج دگر
چون صور بندہ ست بر یزدان مگو — ظن مبر صورت بہ تشبیہش مجو
در تضرع جو و در افنای خویش — کز تفکر جز صور ناید بہ پیش
ور ز غیر صورتت نبود فرہ — صورتے کان بی تو زاید در تو بہ
صورتی شہری کہ آنجا می روی — ذوق بیصورت کشیدت ای روی
پس بمعنی میروی تا لامکان — کہ خوشی غیر مکان ست و زمان
صورت یاری کہ نزد او شوی — از برای مونس آن میروی
پس بمعنی سوے بیصورت شدی — گرچہ زان مقصود غافل آمدی
در حقیقت حق بود معبود کل — کز پے ذوق است سیر آن سبل
لیک روی خود سوی دم کردہ اند — گرچہ سر اصل است پی گم کردہ اند
لیک آن سر پیش این ضالان گم — میدہد داد سرے از راہ دم

گرچہ خود اندر مکان فکر کے — اینٹ و پتھر چوب نے ظاہر رکھے
فاعل مطلق ہے بیصورت ولے — ہاتھ مین صورت جون آلہ اسکی ہے
غیب کے پردہ سے بیصورت کبھی — منھ دکھاتی اپنا ہے صورت کو بھی
تا مدد ہر ایک صورت اس سے لے — بس جمال اور بس کمال اوصاف سے
پھر جو بیصورت چھپائے اپنا رو — سوے محنت آئے سوے رنگ و بو
دوسری صورت سے اک صورت[سلہ] کمال — ڈھونڈھے گر بس ہووے وہ عین ضلال
لیک اُس صورت سوا کہ میر سے — پیدا ہوئی ہے واسطے ارشاد کے
کس لئے ظاہر کرے اے بے ہنر — احتیاج اپنی بہ محتاج دگر
قید صورت حق کی نسبت مت کہو — اور گمان صورت کا تشبیہ سے ندو
ڈھونڈھ اپنے اور فنا اپنی مین تو — جز صور نے پائے با فکر تو
غیر صورت گر نہ چارہ تجکو ہے — خوش وہ صورت تجھ مین آئے بے تیرے
شہر[سلہ] کی صورت کہ تو وان جائے ہے — ذوق بیصورت تجھے لیجائے ہے
جائے ہے معنی مین تو تا لامکان — کہ خوشی ہے بے مکان و بے زمان
یار کی صورت کو جو جیتا ہے تو — انسیت کے واسطے جاتا ہے تو
جائے ہے معنی مین بیصورت کی رو — گرچہ اُس مقصود سے غافل ہے تو
کل حقیقت مین خدا معبود ہے — کہ چلین وہ ذوق و لذت کیلئے
پر کیا ہے بعض نے منھ سوے دم — گرچہ سر ہے اصل پر کی راہ گم
لیک وہ سر آگے ان گمراہ کے — داد سر کی دم کی رہ سے دے وے

سلہ دوسری الخ ۶ شعر ایک صورت دوسری صورت سے اگر کمال ڈھونڈھے وہ عین گمراہی ہووے ولیکن اس صورت کے سوا کہ وہ امیر سے پیدا ہوئی ہے ارشاد کے واسطے کس واسطے ظاہر کرتا ہے اے بے ہنر اپنی احتیاج کو دوسرے محتاج سے حق کی نسبت صورت کی قید نہ رکھو اور گمان صورت کا تشبیہ سے مت دو تو خود زاری و فنا کو ڈھونڈھ بجز صورت کے نہ پائے فکر سے ماسوا صورت اگر تجکو چارہ نہیں ہے وہ صورت خوش تجھ مین آئے بے تیرے یعنی بجز انبیا و اولیا کے دوسری صورت سے مدد نہ چاہ کہ وہ ارشاد کو حق سے آتے ہین اور خدا کو قید صورت کی مت لگا اگر صورت کے ساتھ خدا کو چاہتا ہے تو صورت تشبیہ اور تنزیہ تجھے آئے وہ بہتر ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ شہر کی صورت الخ ۷ شعر شہر کی صورت کہ تو وہان جاتا ہے ذوق بے صورتی کا تجھے لیجاتا ہے لامکان تک کہ بے مکان و بے زمان سے خوشی ہے یار کی صورت کہ جو تو جیتا ہے انسیت کیواسطے تو جاتا ہے تو معنی مین جاتا ہے بے صورت کی طرف اگرچہ اس مقصد سے تو غافل ہے حقیقت مین کل خدا معبود ہے کہ راہ چلتے ہین ذوق و لذت کے لئے ولیکن بعض نے منھ دم کی طرف کیا ہے اگرچہ سر اصل ہے ولیکن راہ گم کی ہے ولیکن وہ سر آگے ان گمراہ کے داد سر کی دیتا ہے دم کی راہ سے یعنی سب معنی ہین بے صورتی کی طرف واسطے ذوق کے مگر بعضے دم صورت کی طرف جاتے ہین اور حق اس کو جانتے ہین اور حق ان کو اس صورت سے نفع دیتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

آن ز سر بیابد آن داد این زدم | قوم دیگر پا و سر کردند گم
چونکه گم شد جمله جمله یافتند | از گم آمد سوی کل بشتافتند
این سخن پایان ندارد آن گروه | صورتی دیدند با فر و شکوه

سر سے وہ پاتے ہین یہ از راہ دم | دوسری قوم اک سر و پا رکھے گم
جو ہوے گم جملہ جملہ پا لیا | گم سے آئے کل کو حاصل کر لیا
بات یہ بیحد ہے بس ای نیک خو | اس گروہ نے دیکھی اک صورت نکو

دیدن آن سه پسر شاه در قصر قلعه ذات الصور نقش روی دختر شاه چین را و بیهوش شدن هر سه برادر و در فتنه افتادن و تفحص کردن که این صورت کیست

دیکھنا اُن تینون پسر شاہ کا قلعہ پر تصویر کے قصر مین تصویر دختر شاہ چین کو اور بیہوش ہونا تینون بھائیون کا اور آفت مین پڑنا اور تلاش کرنا کہ یہ تصویر کس کی ہے

خوبتر زان دیده بودند آن فریق | لیک زین رفتند در بحر عمیق
زانکه افیون شان ازین کاسه رسید | کاسها محسوس و افیون ناپدید
کرد کار خویش قلعه هوشربا | هر سه را انداخت در چاه بلا
تیر غمزه دوخت دل را بیکمان | الامان یا ذالامان زین بیامان
زنهارا صورت سنگین بسوخت | آتشی در دین و دل شان برفروخت
چونکه روحانی بود خود چون بود | فتنه اش هر لحظه دیگرگون بود
عشق صورت در دل شهزادگان | چون خلش میکرد مانند سنان
اشک می بارید هر یک همچو میغ | دست می خائید و میگفت ای دریغ
ما کنون دیدیم شه زاغاز دید | چند ما سوگند داد آن بی ندید

اُس گروہ نے خوب تر دیکھا اُسے | لیکن اس سے ڈوبی اندر بحر کے
کہ انھین افیون ملے اس جام سے | جام محسوس اور نہین افیون دکھے
ہوشربا قلعہ نے کام اپنا کیا | ڈالا ان تینون کو با چاہ بلا
تیر غمزہ مارا دل پر بیگمان | الامان صاحب امان اس سے امان
پھونکا عالم صورت سنگین نے | انکے دین و دل کو پھونکا آگ سے
جبکہ روحانی ہو خود کیا کچھ ہو وہ | فتنہ اسکا ہر دم اور ہی رنگ ہے
عشق صورت دلمین شہزادونکے بس | جون سنان کھٹکے تھا ای فریادرس
اشک برسائے ہر اک جون ابر کے | ہاتھ چابے اور کہے افسوس ہے
ہمنے اب دیکھا و شہ نے قبل سے | دی قسم بس ہمکو اس بیمثل نے

۱ قولہ سر سے وہ پاتے ہین آلخ ۳ شعر وہ سر سے پاتے ہین اور یہ از راہ دم کے اور ایک دوسری قوم ہے کہ سر و پا گم رکھتی ہے پس جو جملہ گم ہوے جملہ پا لیا اور گم سے آئے کل کو حاصل کر لیا یہ بات بیحد ہے ای نیک خو کہ اُس گروہ نے ایک صورت نیک دیکھی یعنی ایک صورت کیطرف جاتی ہے اور ایک قوم اہل حیرت ہے کہ سر و پا گم رکھتی ہے وہ بالکل گم ہوئی اور کل کو حاصل کر لیا آگے شاہزادونکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۲ اس گروہ نے آلخ ۷ شعر اس گروہ نے خوب سے دیکھا و لیکن اس سے بحر مین ڈوبے کہ انکو افیون اس جام سے ملی جام محسوس اور افیون انھین دکھتی تھی آگے رجوع بقصہ ہے قلعہ ہوشربا نے اپنا کام کیا کہ ان تینونکو چاہ بلا مین ڈالا تیر غمزہ دل پر مارا الامان صاحب امان اس سے امان صورت سنگین نے عالم کو پھونکا اور انکے دل و دین کو پھونکا اس آگ سے آگے اسکے حقائق ہین جبکہ روحانی ہو خود وہ کیا کچھ ہو اسکا فتنہ ہر دم اور ہی رنگ ہو عشق صورت کا شہزادونکے دل مین مانند سنان کے کھٹکتا تھا یعنی صورت ظاہری ایک عالم کو لبھاتی ہے جبکہ روحانی ہو تو کیا کچھ اسکا ہر دم رنگ ڈھنگ ہوگا آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۳ اشک برسائے آلخ ۸ شعر ہر ایک اشک برسائے ابر کے مانند اور ہاتھ خالی دیکھے افسوس ہے ہم نے اب دیکھا اور شاہ نے قبل سے اور ہمکو قسم دی اس بیمثل نے آگے حقائق ہین اسواسطے انبیا کا حق بہت ہے کہ انھو نے خبر انجام سے دی جو تو ہوتا ہے [illegible] جو تو اڑتا ہے اس طرف نہ اڑے تجھ سے تخم [illegible] حاصل ملے اور مجھ سے پر لے تا اس طرف [illegible]
[illegible]

انبیا را حق بسیار است ازان
کہ خبر کردند آن پایان بان

کانچہ میکاری نروید غیر خار
وین طرف پرہی نیابی زو مطار

تخم از من بر کہ تا ریعے دہد
با بر من پر کہ تیر آن سو جہد

تو ندانی واجبے آن وہست
ہم تو گوئی آخر آن واجب سبب

او تو ہست اما نہ این تو کہ تن است
آن توئی کہ بر تر از ماد من است

این توئی ظاہر کہ پنداری توئی
ہست اندر سجود در بے سوئی

بر صدف لرزان چرائی ای گہر
توئی خود را نی بدان میدان شکر

توئی بیگانہ است با تو این توئی
توئی خود را یاب و بگذار دوئی

توئی آخر سوئے توئی اولت
آمدہ است از بہر تنبیہ و صلت

توئی تو در دیگرے آمد دفین
من غلام مرد خود بین چنین

انچہ اندر آئینہ بیند جوان
پیر اندر خشت بیند پیش ازان

زامر شاہ خویش بیرون آمدیم
با عنایات پدر یاغی شدیم

سہل دانستیم قول شاہ را
وان عنایتہاے بے اشباہ را

تک در افتادیم در خندق ہمہ
خستہ و کشتہ بلا بے ملحمہ

تکیہ بر عقل و خود و فرہنگ خویش
بود مان تا این بلا آمد بپیش

بے مرض دیدیم خود را بے زرق
آنچنان کہ خویش را بیمار دق

علتِ پنہان کنون شد آشکار
بعد ازان کہ بند گشتیم و شکار

سایہ رہبر بہ است از ذکر حق
یک قناعت بہ ز صد لوت و طبق

انبیا کا حق بہت ہے اس لئے
کہ اُنھون نے دی خبر انجام سے

جو تو بوتا ہے اُگے نے غیر خار
نے اُڑے اس سمت جو اُڑتا ہے یار

تخم لے مجھ سے کہ تا حاصل ملے
پر لے مجھ سے تیر تا اس سے اُڑے

اسکا واجب ہونا نے تجھپر کھلا
بھی تو آخر کہوے وہ واجب ہوا

وہ ہے تو لیکن نہ یہ تو جسم سے
وہ توئی مین تو سے برتر ہے وہ

یہ توئی ظاہر کہ جانے تو توئی
ہے سوئی مین تو ہی اندر بے سوئی

کیون صدف سے ڈرتا ہے تو اے گہر
نے نہین تو جان تو ہے نیشکر

توئی بیگانہ ہے تجھ مین یہ توئی
توئی خود کو پا و چھوڑ اب تو دوئی

توئی آخر کی بس اول توئی کے
آئی ہے تنبیہ کرنے کے لئے

توئی تیری دوسرے مین ہے تمام
مین ہون ایسے مرد خود بین کا غلام

آئینہ مین دیکھتا ہے جو جوان
خشت مین وہ پیر دیکھے بس عیان

حکم شہ سے اپنے ہم باہر ہوئے
باپ کے ہم لطف سے یاغی بنے

سہل جانا ہم نے قول شاہ کو
اور عنایتہاے اُس درگاہ کو

جملہ ہم خندق کے اندر آ گرے
اور بلا سے کشتہ اور خستہ ہوئے

تھا بھروسا اپنی عقل و راے پے
تا ہم اس آفت بلا مین بس پڑے

بے مرض کے ہمنے دیکھا خود کو خوار
جس طرح بیمار دق ہوتا ہے زار

ہوئی بیماری نہان اب آشکار
بعد اسکے کہ ہوئے ہین ہم شکار

ذکر حق سے صحبت مرشد ہے خوب
اک قناعت سو غذا کھانے سے خوب

۵۱ کیون سے آخر ۵ شعر تو کیون صدف سے ڈرتا ہے اے گوہر تو سے نہین ہے جان تو نیشکر ہے تو نے بیگانہ ہے اور تجھ مین یہ توئی ہے توئی خود کو یاد چھوڑ اب تو دوئی کہ آخر کی توئی اول کی توئی کی تنبیہ کرنے کے واسطے آتی ہے توئی تیری دوسری مین ہے تمام مین ایسے مرد خود بین کا غلام ہون آگے اس کے حقائق ہین جو جوان آئینہ مین دیکھتا ہے پیر وہ خشت مین عیان دیکھتا ہے یعنی تو بیگانہ ہے یہ توئی تجھ مین موجود ہے بس تو اپنی توئی کو پا اور دوئی کو چھوڑ آگے رجوع یہ قصہ ہے فافہم

۵۲ حکم شہ سے آخر ۶ شعر ہم اپنے شاہ کے حکم سے باہر ہوئے اور باپ کے لطف سے ہم باغی بنے ہم نے قول شاہ کو سہل جانا اور عنایتہاے اس درگاہ کو اب ہم جملہ خندق مین گرے اور بلا سے کشتہ و خستہ ہوئے اپنی عقل و راے پر بھروسا تھا تاکہ ہم اس آفت و بلا مین پڑے ہین بے مرض کے ہمنے خود کو خوار دیکھا جس طرح بیمار دق نزار ہوتا ہے اب بیماری پوشیدہ آشکار ہوئی ہے بعد اس کے کہ ہم شکار ہوئے ہین آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

۵۳ ذکر حق سے آخر ۷ شعر ذکر حق سے صحبت مرشد کی خوب ہے اور ایک قناعت سو غذا کھانے سے خوب ہے یہ کتاب قناعت مین تو نے پڑھا ہوا ہے حسن ذکر حق و ذکر بوالحسن کو سو عصاے چشم بینا خوب ہے کہ چشم پہچانتی ہے گوہر کو سنگ سے یعنی صحبت مرشد ذکر حق سے خوب ہے جیسے ایک قناعت سو غذا کھانے سے بہتر ہے کیونکہ صحبت مرشد سے نفس شکنی ہوتی ہے برخلاف ذکر کے کہ ذکر سے ذکر نفس کو شکستہ نہین کرتا ہے جیسے قناعت نفس کو اصلاح دیتی ہے خلاف غذا کے کہ قوت نفس کو دیتی ہے آگے رجوع بقصہ ہے پس اُس مدام تلاش کرنے لگے ایسی صورت کہ عالم مین عجب تھی پس بہت تلاش کے بعد اس جگہ ناگہ کھولا ایک آگاہ ... مین بادشاہ ... کہ یہ تصویر دختر شاہ چین کی ہے ... فافہم ۱۲

در قناعت خوانده باشی ای حسن ۔ ذکر ذکر حق و ذکر بوالحسن
چشم بینا بهتر از سه صد عطا ۔ چشم بشناسد گهر را از حصا
در تفحص آمدند اندر زمان ۔ صورتی که بود عجب اندر زمان
بعد بسیاری تفحص در مسیر ۔ کشف کرد آن راز را شیخ بصیر
از طریق گوش بل از وحی هوش ۔ رازها بد پیش اولی روی پوش
گفت نقش رشک پری نیست این ۔ صورت شهزادی چین ست این
دختری دارد شه چین بی‌مثال ۔ در بها و در جمال و در کمال
همچو جان و چون پری پنهان ست او ۔ در یکتم پردهٔ ایوان است او
سوی او نی مرد ره دارد نه زن ۔ شاه پنهان کرد او را از فتن
غیرتی دارد ملک بر نام او ۔ که نه پرد مرغ هم بر بام او
وای آن دل کش چنین سودا فتاد ۔ هیچکس را این چنین سودا مباد
این سزای آنکه تخم جهل کاشت ۔ وان نصیحت را کساد و سهل داشت
اعتمادی کرد بر تدبیر خویش ۔ که برم من کار خود با عقل پیش
نیم ذره زان عنایت به بود ۔ که ز تدبیر خرد پانصد رسد
ترک مکر خویشتن گیر ای امیر ۔ پا بکش پیش عنایت خوش بمیر
این بقدر حیله معدود نیست ۔ زین حیل تا تو نمیری سود نیست
تا نمیری سود کی خواهی ربود ۔ ره بمیر و بهره بردار از وجود

یہ قناعت مین پڑھا ہوا حسن ۔ ذکر ذکر حق و ذکر بوالحسن
سو عطا سے چشم بینا خوب ہے ۔ چشم پہچانے گہر کو سنگ سے
بس لگے تالاش کرنے اسگھڑی ۔ ایسی صورت کہ عجب عالم مین تھی
بس بہت تالاش کے بعد اس جگہہ ۔ راز کھولا یعنی اک آگاہ نے
گوش سے نے بلکہ وحی ہوش سے ۔ راز پیش اُس کے تھا بے سرپوش کے
بولا پریون کو یہ صورت رشک دے ۔ دختر شہ چین کی یہ تصویر ہے
دختر اک رکھتا ہے شہ چین بیمثال ۔ بے بہا اندر جمال اندر کمال
مثل جان و جون پری پنہان ہے ۔ محل مین پردہ نشین ہے وہ نکو
نے زن و مرد اسکی جانب جاسکے ۔ شاہ فتنہ سے نہان رکھے اُسے
شاہ غیرت رکھے اُسکے نام پر ۔ مرغ بھی اُسکے اُڑے نے بام پر
واے وہ دل سودا رکھے اُسکا جو ۔ ایسا سودا نے کسیکو ہو جیو
یہ سزا اُسکی جو رکھتا جہل ہے ۔ اور نصیحت کو وہ جانے سہل ہے
اعتماد اپنی رکھے تدبیر پے ۔ کہ کرون مین کام اپنی عقل سے
ذرہ بھر اس کی عنایت خوب ہے ۔ کہ کرے تدبیر صد ہا عقل سے
مکر و حیلہ اپنا تو اب چھوڑدے ۔ اُس عنایت کے تو مر اب سامنے
یہ عنایت لائق حیلہ نہ اب ۔ نے مرے حیلہ سے جبتک نفع کب
نے مرے جبتک نہ نفع ہو تجھے ۔ جا تو مر اور نفع لے تو جسم سے

حکایت صدر جہان در بخارا و کرم او و آنکه اگر کسی بزبان از و سوال کردی هیچ ندادی

حکایت صدر جہان بخاری کی کہ جو سائل زبان سے مانگتا صدقہ عام اُسکے سے محروم ہوتا

۵۱ دختر اک الخ یہ شعر شاہ چین اک دختر رکھتا ہے بے مثال اور بے بہا ہے جمال وکمال مین مثل جان و پری کے وہ پوشیدہ ہے اور محل مین وہ پردہ نشین ہے نہ زن و مرد اُس کی جانب جاسکے شاہ اُس کو فتنہ سے پوشیدہ رکھے اور مرغ بھی اُس کے بام پر نہ اُڑسے واے وہ دل کہ اُس کا سودا رکھے ایسا سودا کسی کو نہ ہوجیو آگے حقائق ہین یہ اُس کی سزا ہے کہ جو جہل رکھتا ہے اور نصیحت کو سہل جانتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ اعتماد الخ ۵ شعر اپنی تدبیر پر اعتماد رکھتا ہے کہ مین کام اپنی عقل سے کرون اس کی عنایت ذرہ بھر خوب ہے کہ صد ہا تدبیر کرے عقل سے اب تو اپنا مکر و حیلہ چھوڑدے اور اس قناعت سکے روبرو مر عنایت اب لائق حیلہ کے نہین ہے جب تک حیلہ سے نہ مرے نفع کب ہے جب تک نہ مرے تجھے نفع نہ ہوگا تو مر اور نفع لے جسم سے یعنی افسوس ہو اُس دل پر کہ وہ اس صورت کا سودا رکھے پس سزا اس کی ہے کہ جو جہل رکھتا ہے اور نصیحت کو سہل جانتا ہے بس تو مکر و حیلہ چھوڑ اور آگے یار کے مر کہ وہ عنایت تجھپر کرے کہ بغیر عنایت کے نفع نہین ملتا ہے آگے صدر جہان کا قصہ مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

در بخارا خوی آن صدر اجل | بود با خواہندگان حسن عمل
داد بسیار و عطاے بیشمار | تا بشب بودی زجودش زر نثار
زر بکاغذ پار ہا پیچیدہ بود | تا وجودش بود می افشاند جود
ہمچو خورشید و چو ماہ پاکبار | انچہ گیرند از ضیا بدہند باز
خاک را زر بخش کہ بود آفتاب | زر از و در کان و گنج اندر خراب
ہر صباحے فرقہ را راتبہ | تا نماند اُمتے زو خائبہ
مبتلاں را بُدے روزے عطا | روز دیگر بیوگان را آن سخا
روز دیگر بر علویان مقل | با فقیہان روز دیگر مشتغل
روز دیگر بر تہیدستان عام | روز دیگر بر گرفتاران دام
روز دیگر با یتیمان صغیر | روز دیگر بر ضعیفان اسیر
روز دیگر بہر ابنا السبیل | روز دیگر مر مراتب را کفیل
شرط آن بُد کہ کسی رو بازبان | زو نخواہد ہیچ و نکشاید دہان
لیک خامش بر حوالی رہش | ایستادہ مفلسان دیوار وش
ہر کہ کردی ناگہان سہواً سوال | زو نہ بردی زین گنہ یک حبہ مال
من صمت منکم نجا بد مایہ اش | بر ہمہ اہل بخارا سایہ اش
بر خموشی داشت عشق تاسہ اش | خامشان را بود کیسہ و کاسہ اش
نادرا روزے یکے پیرے بگفت | دہ زکاتم کہ منم با جوع جفت

تھی[1] بخارا مین جو صدر جہان اجل | ساتھ خواہندون کے بس حسن عمل
اُس کی بخشش اور عطا تھی بیشمار | رات تک زر اسکی بخشش سے نثار
زر کو کاغذ مین لپیٹا اُس نے تھا | بخششین کرتا رہا جب تک جیا
مثل مہر و مہ وہ رکھتا کچھ نہ تھا | جو ضیا سے لیتا پھر کرتا عطا
خاک کو زر کون بخشے آفتاب | کان مین زر دے و گنج اندر خراب
ہر سحر روزینہ اُس سے قوم کو | نا اُمید اس سے نہ اُمت تا کہ ہو
ایک[2] دن بھی مبتلاؤن پر عطا | دوسرے دن اسکی بیوون پر سخا
دوسرے دن تھا فقیرون پر کرم | دوسرے دن تھا فقیہون پر کرم
دوسرے دن مفلسان عام پر | دوسرے دن قیدیان دام پر
دوسرے دن با یتیمان صغیر | دوسرے دن با ضعیفان اسیر
دوسرے دن راہگیرون کیلئے | دوسرے دن بس غلامونکے لئے
شرط وہ تھی کہ زبان سے نے کوئی | اس سے نے مانگے نہووے ملتجی
لیک خامش گرد اسکی راہ کے | مفلسان دیوار کی صورت کھڑے
کر دے ناکہ کوئی بھولے سے سوال | اس گنہ سے پائے اک حبہ نہ مال
اسکا[3] من صمت منکم نجا | اسکا ظل اہل بخارا پر سدا
وہ کوئی کہ چپ رہے تمہین سے نجات پاوے ۱۲
عشق خاموشی پے بس رکھتا تھا وہ | دیتا جام و کیسہ وہ خاموش کو
نادرا اک پیر نے اکدن کہا | دے زکوٰۃ اب بھوک مین ہون مبتلا

[1] تھی بخارا مین الخ ۶ شعر بخارا مین جو صدر جہان کی تھی چاہنے والون کے ساتھ حسن عمل کے اسکی بخشش و عطا بیشمار تھی رات تک اسکی بخشش سے زر نثار تھا اسی زر کو کاغذ مین لپیٹا تھا بخشش کرتا تھا جب تک جیا آگے اس کی مثال ہے وہ مثل مہر و ماہ کچھ نہین کرتا تھا جو ضیا لیتا پھر عطا کرتا خاک کو کون زر بخشے آفتاب کہ زر کان مین دے اور گنج خراب مین ہر ایک سحر اُس سے روزینہ قوم کو ملتا کہ تا نا امید اس سے امت نہ ہو یعنی اس حکایت مین صدر جہان سے مراد جناب رسول مقبول صلعم ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] ایک دن الخ ۸ شعر ایک دن بھی مبتلاؤن پر عطا اور دوسرے دن اسکی بیوون پر بھی عطا دوسرے دن فقیرون پر کرم تھا دوسرے دن فقیہون پر کرم تھا دوسرے دن مفلسان عام پر دوسرے دن قیدیان دام پر دوسرے دن یتیمان صغیر پر دوسرے دن ضعیفان اسیر پر دوسرے دن راہگیرون کے واسطے دوسرے دن غلامون کے واسطے شرط وہ تھی کہ نہ کوئی زبان سے اس سے مانگے اور نہ ملتجی ہووے ولیکن خاموش اس کے گرد راہ کے مفلسان دیوار کی صورت کھڑے ہین اگر کوئی ناگاہ بھولے سے سوال کر دے تو اس گناہ سے ایک حبہ مال نہ پائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] اسکا من الخ ۸ شعر اسکا من ترجمہ وہ کوئی کہ چپ رہے تم مین سے نجات پائے اور اسکا ظل اہل بخارا پر ہمیشہ رہے وہ عشق خاموشی پر رکھتا تھا اور جام و کیسہ خاموش کو دیتا تھا ایک دن ایک پیر نے نادرًا کہا زکوٰۃ اب دے کہ بھوک مین مبتلا ہون پیر کو روکا اور پیر کے حد کے خلق حد سے حیران ہو گئی کہا کہ بس پیر بے شرم ہے پیر نے کہا کہ تو مجھ سے زیادہ بے شرم ہے کہ یہ جہان کھایا و طمع سے چاہتا ہے کہ وہ جہان اس جہان کی جمع سے لے وہ ہنس پڑا اور اس پیر کو زر دیا پیر تنہا لیگیا اس نقد کو پس سوا پیر کے کوئی نہ گیا نیم حبہ اس سے زر نہ لے سکا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پیر گرد از پیر و پیرش جد گرفت ... ماند خلق از جد پیر اندر شگفت
گفت بس بے شرم پیرے ای پدر ... پیر گفت از من توئی بے شرم تر
کاین جہان خوردی و میخواہی بطمع ... کان جہان با این جہان گیری بجمع
خندہ اش آمد مال داد آن پیر را ... پیر تنہا برد آن توفیر را
غیر این پیر ہیچ خواہندہ از و ... نیم حبہ زر ندید و یک تسو
نوبت روز فقیہان ناگہان ... یک فقیہ از حرص آمد در فغان
کرد زاریہا بسے چارہ نبود ... گفت ہر نوعی نبودش ہیچ سود
روز دیگر بار کو پیچیدہ پا ... با کشش اندر صف قوم مبتلا
تختہا بر ساق بست از چپ و راست ... تا برد آن شہ گمان کاشکستہ پاست
دیدش و بشناختش چیزے نداد ... روز دیگر رو بپوشید از لباد
تا گمان آید کہ نابیناست او ... درمیان اعمیان برخاست او
پس بدیدستش ندادش ہیچ چیز ... از گناہ و جرم گفتن آن عزیز
چونکہ عاجز شد ز صد گونہ مکید ... چون زنان او چادری بر سر کشید
درمیان بیوگان رفت و نشست ... سر فرو افگند و پنہان کرد دست
ہم شناسید و ندادش صدقۂ ... در دلش آمد ز حرمان حرقۂ
رفت او پیش کفن خواہی پگاہ ... کہ بپیچم در نمد نہ پیش راہ
ہیچ مکشا لب نشین و می نگر ... تا کند صدر جہان اینجا گذر
بو کہ بیند مردہ پندارد بظن ... زر دراند از دپے وجہ کفن

پیر کو رو کا وجد کے پیر سنے ... خلق ہوئی حیران جد سے پیر کے
بولا بس بے شرم ہے پیر ای پدر ... پیر بولا مجھ سے تو بے شرم تر
یہ جہان کھایا وہ چاہے طمع سے ... وہ جہان لے اس جہانکی جمع سے
ہنس پڑا اور زر دیا اس پیر کو ... پیر تنہا لے گیا بس نقد کو
بس سوا اُس پیر کے کوئی گدا ... نیم حبہ زر نہ اُس سے لے سکا
دن [1] فقیہون کی جو باری کا ہوا ... اک فقیہ نے حرص سے کی التجا
کی بہت زاری نہین کچھ بن پڑا ... بولا ہووے نہ کسی نوع فائدا
دوسرے دن پا مین پٹی باندھکر ... قوم بیمارون مین بیٹھا وہ مبتلا
دائین بائین تختے باندھے پاؤن پے ... تا کہ شہ جانے کہ ٹوٹا پاؤن ہے
دیکھا پہچانا اُسے نے کچھ دیا ... دوسرے دن منھ پہ نمدے کو رکھا
تا گمان [2] آئے کہ نابینا ہے وہ ... درمیان اندھون کے دکھا آپکو
پس اُسے دیکھا نہ کچھ اُسکو دیا ... اُس گنہ سے کہ سوال اُسنے کیا
سو گئے مکر اُسنے جب عاجز ہوا ... اوڑھی چادر جون زنان با حیا
بیٹھا بیوؤن کے وہ جاکر درمیان ... سر جھکایا رکھے ہاتھ اپنے نہان
بھی اُسے پہچانا صدقہ نے دیا ... اسکا مایوسی سے از بس دل جلا
بس کفن والیکے پاس آیا وہ خود ... رہ پے رکھ مجکو لپیٹ اندر نمد
کچھ نہ منہ سے کہنا اور رکھنا نظر ... تا کرے صدر جہان اس جا گذر
ہے [3] توقع کہ وہ مردہ جان کے ... زر رکھے از بس کفن کیواسطے

[1] فقیہون کے الخ ۵ شعر جو فقیہون کی باری کا دن ہوا ایک فقیہ نے عرض التجا کی بہت زاری کی کچھ نہین بن پڑا کہا کہ کسی نوع فائدہ نہ ہووے دوسرے پاؤن مین پٹی باندھکر بیمارون کے گروہ مین بیٹھا پاؤن پر دائین بائین تختے باندھے تا کہ شاہ جانے کہ پاؤن ٹوٹا ہے دیکھا پہچانا اور اُسے کچھ نہین دیا دوسرے دن نمدے کو منھ پر رکھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] تا گمان الخ ۷ شعر تا گمان آئے کہ وہ نابینا ہے درمیان اندھون کے خود کور رکھا پس اسکو دیکھا اور کچھ اس کو نہ دیا اس گناہ کے سبب سے کہ اس نے سوال کیا تھا اس نے مکر کئے اور جب عاجز ہوا چادر اوڑھی مانند زنان باحیا کے وہ درمیان بیوؤن کے جاکر بیٹھا سر جھکایا اور اپنے ہاتھ پوشیدہ رکھے بھی اس کو پہچانا اور صدقہ نہ دیا اُسکا مایوسی سے دل جلا پس وہ کفن والے کے پاس خود آیا کہ نمدے مین لپیٹ کر مجکو راہ پر رکھ منھ سے کچھ نہ کہنا اور نظر نہ رکھنا تا کہ صدر جہان اس جا گذر کرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] ہے توقع الخ ۸ شعر امید ہے کہ وہ مردہ جانکر از بس زر رکھے کفن کے واسطے جو کچھ ملے مین تمکو آدھا دون اُن گدا یون نے ایسا ہی کیا اس کو نمدے مین لپیٹا اور رکھا راہ پر صدر جہان کے ظاہر جو کہ نمدے پر زر تھوڑا رکھا جلدی سے اپنا ہاتھ باہر رکھا تا کہ کفن والا وہ صلہ نہ لیوے اور تا وہ مکار چھپا نہ رہے مردے نے کفن سے ہاتھ باہر کرکے ہاتھ کی خاطر اپنا سر نکالا اور صدر جہان سے کہا کیسے لیا کہ اے تو نے دروازہ بخشش کا مجھ پر بند کیا صدر جہان نے کہا کہ اسے بے حیا جب تک تو نہ مرا فائدہ تجھ کو مجھ سے نہ ملا آگے اس کے حقائق ہین ۱۲

هر چه بد بد نیم آن بدیم بتو
در نمد پیچید و در راهش نهاد
چند زر انداخت بر روی نمد
تا نگیرد آن کفن خواه آن صله
مرد از زیر کفن بر کرد دست
گفت با صدر جهان چون بستدم
گفت لیکن تا نمردی ای عنود
سر موتوا قبل موتوا این بود
غیر مردن هیچ فرهنگ دگر
یک عنایت به ز صد گون اجتهاد
وان عنایت هست موقوف ممات
بلکه مرگش بے عنایت نیز نیست
آن زمرد باشد این افعی پیر

همچنان کرد آن فقیر کدیه جو
معبر صدر جهان آنجا فتاد
دست بیرون کرد از تعجیل خود
تا نهان نکند از او آن ده وله
سر برون کرد از پی دست او ز بیست
ای به بسته بر من ابواب کرم
از جناب ما نبردی هیچ سود
از پس مردن غنیمت با رسد
در نگیرد با خدا اے حیله گر
جهد را خوف است از صد گون فساد
تجربه کردند این ره را ثقات
بے عنایت هان و هان جاے مایست
بے زمرد کے شود افعی ضریر

جو ملے آدھا مین دون تمکو بھلا
اُسکو نمدے مین لپیٹا اور رکھا
چند زر نمدے کے اوپر جو تکھا
تا کفن والا نہ لیوے وہ صلہ
مردنے باہر کفن سے ہاتھ کر
بولا با صدر جہان کیسے لیا
بولا جبتلک نے مرا تو بیچیا
بھیدِ[1] موتوا قبل موتوا کا یہ ہے
پس سوا مرنے کے دانش دوسری
اک عنایت خوب ہی سو جہد سے
وہ عنایت مرگ پر موقوف ہے
بلکہ مرنا بے عنایت بھی نہین
وہ زمرد ہووے یہ افعی پیر

ایسے ہی اسپ اُن گدا بودن نے کیا
راہ پر صدر جہان کے برملا
ہاتھ جلدی باہر بس اپنا کیا
تا نہ وہ منکر رکھ لیوے چھپا
ہاتھ کی خاطر نکالا اپنا سر
بند در بخشش کا ای مجھ پر کیا
فائدہ تجکو نہین مجھ سے ملا
کہ غنیمت پائی ہے بس مر گئے سے
نے ملاقی ہے خدا سے ای غبی
جہد کو سو آفتون کا خوف ہی
تجربہ اس کا کیا عشاق نے
بے عنایت کے نہ ٹھہر ہر گز کہین
بے زمرد کب ہووے یہ افعی ضریر

حکایت امرد و کوسہ در خانقاہ با لوطی و تدبیر امرد

حکایت امرد کوسہ کی خانقاہ مین ساتھ لوطی کے اور تدبیر امرد کی

امردی و کوسہ در انجمن
مشتغل ماندند قوم منتخب
زان غرب خانہ نرفتند آن دو کس
کوسہ را ابد بر زنخدان چار مو

آمدند و مجمعی بد در وطن
روز رفت و شد زمان ثلث شب
هم بخفتند آن شب از بیم عسس
لیک همچون ماه بدر ش بود رو

امرد[2] اک اور کوسہ اندر بزم کے
قوم وہ مشغول تھی اندر خوشی
وہ نہ اس خانہ تجرد سے گئے
تھوڑی پر گوشہ کے تھے بس چار بال

خانقہ مین آئے جمع مرد تھے
دن گیا اور رات پچھلی رہ گئی
خوف شحنہ سے وہ دونون سو رہے
لیک منھ اسکا تھا روشن جون ہلال

[1] بھید الخ ۶ شعر راز موتوا قبل ان تموتوا کا یہ ہے کہ مرگ سے غنیمت پاتا ہے پس سوا مرنے کے دوسری دانش خدا سے نہین ملتی ہے ایک عنایت سو کوشش سے بہتر ہے کہ جہد کو سو آفتون کا خوف ہے پس وہ عنایت مرگ پر موقوف ہے کہ عشاق نے اس کا تجربہ کیا ہے بلکہ مرنا بغیر عنایت کے بھی نہین ہے پس بے عنایت کے ہرگز کہین نہ ٹھہر وہ مرگ زمرد ہی اور یہ نفس مار بوڑھا ہی کہ بغیر زمرد کے مار اندھا نہین ہوتا ہے یعنی مرنے سے غنیمت حاصل ہوتی ہے پس پہلے مرنے سے خود کو فنا کر کہ مقصد جلد حاصل ہو کہ بغیر فنا ہونے کے یار نہین ملتا ہے اور یہ سب موقوف ہے عنایت پر کہ کار بے عنایت کے نہین ہے آگے اس کی مثال مین حکایت امرد و کوسہ کی فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] امرد الخ ۵ شعر ایک امرد اور ایک کوسہ محفل مین اندر خانقاہ کے آئے کہ مرد جمع تھے وہ قوم مشغول تھی اندر خوشی کے دن گیا اور رات پچھلی رہ گئی وہ اس خانہ خالی سے نہ گئے بسبب خوف شحنہ کے اور وہ دونون سو رہے کوسہ کی تھوڑی پر چار بال تھے ولیکن اسکا منھ روشن تھا مانند ہلال کے طفل امرد کی صورت زشت تھی کہ اپنے پیچھے وہ رکھتا تھا بیس خشت کو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ودک امرد بصورت بود زشت | هم نهاد اندر پس خود بیست خشت
وطی دب برد شب از مگر ہے | خشتها را نقل کرد آن مشتهی
ست بر کودک زد او از جا بجست | گفت ہی تو کیستی ای سگ پرست
فت این سی خشت چون بر داشتی | گفت تو سی خشت چون نباشتی
فت ای فی النار خرس مرده ریگ | ابلہ دبی خاصیت مانند ریگ
ودکی بیمارم واز ضعف خود | کردم اینجا احتیاط و منتقد
فت داری گر ز رنجوری نہی | چون نه رفتی جانب دار الشفا
خانه یک طبیبی مشفقی | کو کشادی از سقامت مغلقی
فت آخر من کجا یارم شدن | که بهر جا می روم من ممتحن
ن تو زندیقی پلیدی ملحدی | می برآرد سر بپیشم چون ددی
انقاہ کو بود بهتر مکان | من ندیدم یکزمان دروی امان
ین آرند مشتی خمر خوار | چشمها بر نطفه کف خایه فشار
نا موسیت خود را از زیر زیر | غمزه و زد و میدهد مالش بکیر
مر ناموس را غیر نظر | نیست لیکن زین نظر دین پر خطر
نقه چون این بود بازار عام | چون بود خر گله و دیوان خام
جا ناموس و تقوی از کجا | خر چه داند خشیت خوف و رجا
ل باشد المنی و عقل جو | بر زن و بر مرد اما عقل کو
گر یزم من روم سوی زنان | همچو یوسف افتم اندر افتنان
ت از زن یافت زندان و فشار | من شوم تو ریع بر پنجاه دار

طفل امرد کی تھی صورت بسکہ زشت | اور رکھے تھا اپنے پیچھے بیس خشت
۵۱ قصد اک لوطی نے جب شب مین کیا | خشت اسکی پشت سے سب لین اٹھا
ہاتھ ڈالا اُس سے چونکا طفل وہ | بولا ہین تو کون ہی اے زشت خو
بولا کیون یہ تیس اینٹین لین اٹھا | بولا تیس اینٹون کو تونے کیون رکھا
بولا اے فی النار خرس اے بیحیا | احمق و بے خاصیت اک ریگ سا
طفل ہون بیمار اپنے ضعف سے | احتیاط اس جا کرے اپنے لئے
بولا گر رکھتا ہے بیماری گیا | کیون نہین تو جانب دار الشفا
یا طبیب مہربان کی گھر کی سو | کہ وہ کرتا دفع تیرے رنج کو
۵۲ بولا آخر تاب کیونکر لاؤن مین | کہ ہر اک جا آزمایا جاؤن مین
تجھ سا ملحد اور زندیق و پلید | جون درندہ لبس کرے جور شدید
خانقہ کہ وہ ہے بہتر اک مکان | دیکھی اکدم مین نے اسمین نے امان
مجھ سے رغبت رکھین تھوڑے بادہ خوار | چشم پر شہوت و خایہ جھاگ دار
جو کہ ہی ناموس اسکو زیر زیر | غمزہ کر دیتا ہے مالش بکیر
۵۳ یار با ناموس کو غیر نظر | نے ہے پر دین اس نظر سے پر خطر
خانقہ جب ایسی ہو بازار عام | کیسا ہو جز گلہ دیوان خام
خر کہان ناموس اور تقوی کہان | جانے کیا جز خوف و امید جہان
عقل ڈھونڈھے عقل کو اور من کو | مرد و زن پر ہی کہان اب عقل وہ
بھاگون گر جاؤن تو زنونکی سمت مین | مثل یوسف آؤن مین آفات مین
زن سے یوسف قید و آفت مین پڑا | ٹکڑے ٹکڑے ہوؤن مین اندر بلا

قصد اک الخ ۷ شعر ایک لوطی نے جو شب مین قصد کیا سب خشتین اسکی پشت سے اٹھالین جو اسپر ہاتھ ڈالا وہ طفل چونکا کہا کہ ہین تو کون ہی اے زشت خو کہا کہ یہ تیس ...ن کیدن اٹھالین کہا کہ تیس اینٹون کو تونے کیون رکھا کہا کہ اے خرس فی النار و اے بیحیا و اے احمق و بے خاصیت ایک ایک کے مانند مین ایک طفل بیمار ہون ...عف سے اس جا احتیاط کرے اپنے واسطے کہا کہ اگر بیماری رکھتا ہے تو کیون نہین گیا جانب دار الشفا کے یا طبیب مہربان کے گھر کی طرف کہ وہ میرے ...دفع کرتا باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ ۵۲ بولا الخ ۵ شعر کہا مین آخر یار کسکا ہوؤن کہ ہر ایک جا آزمایا جاؤن مین تجھ سا ملحد و زندیق و پلید مانند درندون کے ...ظلم بڑا خانقاہ کہ وہ ایک بہتر مکان ہی مین نے ایکدم اسمین امن نہین دیکھی مجھ سے رغبت تھوڑے بادہ خوار رکھتے ہین کہ چشم پر شہوت و خایہ جھاگ دار رکھتے ...جو کہ اس کی ناموس ہی زیر زیر غمزہ کرتا ہی اور کیر کو مالش دیتا ہی آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۵۳ یار با ناموس کو الخ ۶ شعر یار با ناموس کو سوا ...نہین ہے ولیکن پر دین اس نظر سے پر خطر ہے جب کہ خانقاہ ایسی بازار عام ہو تو جز گلہ دیوان خام کا کیسا ہوگا خر کہان اور ناموس و تقوی کہان جانے کیا ...ن وامید جہان کی عقل ڈھونڈھے عدل کو اور امن کو مرد و زن پر اب وہ عقل کہان ہے یعنی اہل اللہ کو سواد پر نظر کے نہین ہے ولیکن اس نظر ...ین پر خطر ہے آگے رجوع بقصہ ہے اگر بھاگون اور زنون کی سمت مین جاؤن یوسف کے مانند آفتون مین آؤن زن سے یوسف قید و آفت مین ...ین ٹکڑے ٹکڑے ہوؤن بلا مین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آن زنان از جاہلی بر من تنند | او بیاشان قصد جان من کنند
نے ز مردان چارہ دارم نز زنان | چون کنم چون نے ازینم نے ازان
بعد ازان کودک بکوسہ بنگریست | گفت او بابے دو مو از غم بریست
فارغست از خشت و از بیگار خشت | ورز چون تو مادر فروش و کنگ زشت
بر زنخدان چار مو بہر مو ن | بہتر از سی خشت بیرمون کون
ذرہ سایہ عنایت بہتر است | از ہزاران کوشش طاعت پرست
زانکہ شیطان خشت طاعت بر کند | گر دو صد خشت بود ابتر کند
با عنایت او ندارد زہرۂ | تا ببازد خویشتن را بہرہ
خشت اگر بسیار بنہادہ تو ست | آن دو سہ موز عطای آن سو ست
در حقیقت ہر یکی مو زان | خرد منگر ہمچو کوہی وان کلان
کان امان نامہ صلہ شاہنشہی ست | خلعت خانی قطب آگہی ست
تو اگر صد قفل بنہی بر دری | بر کند آن جملہ را خیرہ سری
شحنۂ از موم گر مہرے کند | پہلوانان را ازان دل بشکند
آن دو سر تار عنایت ہمچو کوہ | سد شدہ چون فرسیماد روجوہ
خشت را بگذار ای نیکو سرشت | لیک ہم ایمن مخسپ از دیو زشت
رو دو تا موزان کرم در دست آر | وانگہان ایمن بخسپ و غم مدار
نوم عالم از عبادت بہ بود | آن چنان علمی کہ مستنبہ بود

جاہلی سے عورتین مجھپر گرین | اور بتو ہران کے میری جان لین
مردسے نے زن سے ہین چارہ رکھون | کیا کرون ہین نسے ہون نہ انسے ہون
بعدہ کودک نے دیکھا کوسہ کو | بولا اس کے دو مو سے چھوٹا غم سے تو
خشت سے تو چھوٹا اور بیگار خشت | تجھسا بیغیرت و بے شرم اور زشت
چار مو ہو پر بنانے کے لئے | خوب ہے تیس اینٹ گرد کرنے سے
ذرہ سایہ عنایت خوب ہے | سیکڑون کوشش سے اور طاعات سے
کیونکہ شیطان اینٹ کو طاعت کی | گر ہون دو سو اینٹ خود ابتر کرے
وہ عنایت کی نہین طاقت رکھے | بہرہ مند اپنے کو تا کہ وہ کرے
گر بہت اینٹین رکھین اپنے نے ہین | بال وہ دو تین جو د حق سے ہین
گو حقیقت مین وہ ہر اک بال ہے | چھوٹا مت گن ہی وہ مثل کوہ کے
کہ امان نامہ صلہ ہے شاہ سے | خلعت خانی ہے قطب آگاہ سے
قفل دروازے پے گر تو سو رکھے | سکو دم مین بیحیا وہ توڑ دے
مہر کردے کو توال اک موم سے | اس سے دل سب پہلوانونکا ٹوٹے
چند وہ تار عنایت مثل کوہ | سد ہوا جون فرسیماد روجوہ
اینٹ کو تو توڑ دے ای نیک پے | لیک ایمن تو نہ ہو اس دیو سے
جائے وہ دو تار بس حاصل تو کر | اسدم ایمن سو نکر غم ای پسر
خواب عالم کی عبادت سے خوش ہے | اس طرح کا علم کہ واقف کرے

۵۱ جاہلی ست آنخ ے شعر مجھپر عورتین جاہلی سے گرین اور اُن کے شوہر میری جان لین نہ مین مردسے و نہ زن سے چارہ رکھون مین کیا کرون کہ اُن سے ہون بعدہ طفل نے کوسہ کو دیکھا کہا کہ اس دو بال سے تو غم سے چھوٹا تو خشت سے چھوٹا اور بیگار خشت سے اور تجھ سا بیغیرت و بے شرم و زشت کون ہے تیس اینٹ گرد کرنے سے چار بال منھ پر بنانے کیواسطے خوب ہے آگے حقائق ہین ذرہ سایۂ عنایت کا خوب ہے سیکڑون کوشش و طاعت سے کیونکہ شیطان اینٹ کو طاعت کی لے اگرچہ دو سو اینٹ ہون ابتر کرے یعنی عنایت بہتر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ وہ عنایت آنخ ے شعر وہ عنایت کی طاقت نہ رکھے تا کہ وہ اپنے کو بہرہ مند کرے اگرچہ تو نے بہت اینٹین رکھین وہ بال دو تین بخشش سے ہین وہ ہر ایک بال حقیقت مین کوہ ہے کہ امان نامہ شاہ سے صلہ ہے اگر تو سو قفل دروازے پر رکھے وہ بے حیا دم بھر مین توڑ دے آگے اسکی مثال ہے کہ کوتوال ایک مہر کردے موم سے اُس سے دل پہلوانون کا ڈرے وہ چند بال عنایت کے سد ہوے مانند فرپیشانی کے منھ پر اے نیک پے تو اینٹ کو چھوڑ دے ولیکن اُس دیو سے تو ایمن یعنی بال عنایت کے بہتر ہین مکر دیو مکار سے ایمن نہ رہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
۵۳ جاکے وہ آنخ ے شعر تو جائے وہ دو تار حاصل کر اس دم ایمن ہو اور غم نکر خواب عالم کی عبادت سے خوش ہے اس طرح کا علم کہ واقف کرے یعنی خواب عالم عارف کا عبادت سے مگر وہ علم اسکو حاصل ہو کہ واقف کرے آگے مثال ہی تیراک کا سکون تیرنے مین بہتر ہے کہ دست و پا ہلائے بے تیرنے والا کہ تیرنے مین دست و پا ساکن رکھین بے تیرنے والے سے تب بھی وہ بہتر چلین تیراک تھم کی مانند کھڑا رہتا ہو اور بے تیر نیوالا دست و پا مارتا ہی وہ ڈوبتا ہی علم ایک دریا بیحد و کنارہ ہو اور طالب علم ایک غواص بحر ہو اگر ہزار دن برس اسکی عمر ہو وہ ہرگز جستجو نہین چھوڑیگا یعنی طالب علم دریاے علم مین گو ہر مقصود پاتا ہی اور دا الہوس ڈوبتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم

آن سکون سابح اندر آشنا — به ز جهد اعجمی با دست و پا
دست و پا ساکن بآب اندر سباح — به رود از اعجمی تا انقطاع
میرود سباح ساکن چون عمد — اعجمی زد دست و پا و غرق شد
علم دریائیست بیحد و کنار — طالب علمست غواص بحار
گر هزاران سال باشد عمر او — می نگردد سیر او از جستجو

تیرنے مین خوش سکون تیراک کا — کہ ہلائے دست و پا نا آشنا
تیرنے مین دست و پا ساکن کھین — ناشنا سے تب بھی وہ بہتر بلین
مثل تھم تیراک رہتا ہی کھڑا — دست و پا مارے و ڈوبے نا شنا
علم اک دریا ہے بیحد و کنار — طالب العلم اک ہی غواص بحار
گر ہزاروں سال اسکی عمر ہو — وہ نہین چھوڑیگا ہرگز جستجو

در بیان حدیث که محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم فرموده است منهومان لا یشبعان طالب الدنیا و طالب العلم

تفسیر اس حدیث کی کہ مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے منہومان لا یشبعان طالب الدنیا و طالب العلم

کان رسول حق بگفت اندر بیان — اینکه منهومان هما لا یشبعان
طالب الدنیا و توفیراتها — طالب العلم و تدبیراتها
پس درین قسمت چو بگشادی نظر — غیر این دنیا بود علم ای پدر
غیر دنیا پس چه باشد آخرت — کت کند زین جا و گردد رهبرت
غیر دنیا آخرت باشد یقین — کان برد زینجات آنجا ای امین

کہ کیا ہے مصطفے نے یہ بیان ف۱ — یہ کہ منہومان ہما لا یشبعان
طالب دنیا و غیرہ لازمے — طالب العلم اور تدبیرات سے
کھولی اس قسمت پہ تونے جو نظر — غیر اس دنیا کے ہی علم اے پدر
غیر دنیا آخرت ہے اور ہی کیا — کہ تجھے یان مار کر ہو پیشوا
غیر دنیا آخرت ہے اے جوان — کہ یہان سے تجکو لیجائے وہان

بحث شاهزادگان با همدیگر دران قضیه و مقابلهٔ برادر بزرگ تر

بحث کرنا شاہزادونکی باہم اُس ماجرے مین اور مقابلہ کرنا بڑے بھائی سے

رو بهم کردند هر سه مفتتن — هر سه ایک رنج و یک درد و حزن
هر سه در یک فکر و یک سودا ندیم — هر سه از یک رنج و یک علت سقیم

تینون متوجہ بہم عاشق ہوئے ف۲ — تھے وہ تینون مبتلا اک رنج سے
تینون وہ اک فکر اک سودا مین تھے — تینون تھے وہ اندر ایک ہی رنج کے

ف۱ کہ کیا ہے الخ ۵ شعر کہ مصطفے صلعم نے فرمایا ہے یہ کہ ترجمہ دو حریص ہین کہ ہرگز سیر نہین ہوتے ہین طالب دنیا اور طالب علم اور تدبیرات سے تونے اس قسمت پر نظر جو کھولی سوا اس دنیا کے آخرت ہے اور کیا ہے کہ تجھے مار کر پیشوا ہو ادنیا کے آخرت ہے کہ تجکو یہان سے لیجاے وہان پر یعنی دنیا کے سوا آخرت ہے کہ تجکو یہان سے وہان لیجائے آگے شاہزادون کا بیان ہے فافہم ۱۲ ف۲ تینون الخ ۵ شعر تینون عاشق باہم متوجہ ہوئے کہ وہ تینون ایک رنج مین مبتلا تھے وہ تینون ایک فکر دشوار مین تھے اور وہ تینون ایک رنج مین مبتلا تھے تینون کو خاموشی مین ایک خطرہ اور ان کو سخنگوئی مین حجت وہ تینون ایک دم آنسو بہاتے اور جوان مصیبت مین خون روتے وہ تینون کس آتش دل سے دم بھر مجمر کے مانند آہ با سوز مارتے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

درخموشی هر سه را خطرت یکی — در سخن هم هر سه را حجت یکی
خطرے بس تینون کو خاموشی مین ایک — اُن کو اور حجت سخنگوئی مین ایک

یک زمانی اشک ریزان هر سه شان — بر سر خوان مصیبت خونفشان
ایکدم آنسو بہاتے دونون وہ — روتے خون خوان مصیبت پر انکو

یک مان از آتش دل هر کسی — بر زده باسوز چون مجمر نفس
آتش دل سے وہ دم بھرتے کس — مارتے باسوز چون مجمر نفس

آن بزرگین گفت کای خوان خیر — ما نه نر بودیم اندر نصح غیر
۵۱ وہ بڑے کو بولے کای بھائی مرے — ہم نصیحت مین نہ نر تھے غیر کے

از حشم هر که بما کردی گله — از بلا و خوف و فقر و زلزله
ہم سے جو لشکر کا کرتا تھا گلہ — باعث خوف وبلا و زلزلہ

مانمی گفتیم کم نال از حرج — صبر کن کالصبر مفتاح الفرج
ہم نہین کہتے کہ رو کم باخرج — صبر کر کالصبر مفتاح الفرج

آن کلید صبر ما اکنون چه شد — ای عجب منسوخ شد قانون چه شد
صبر کی کنجی ہماری کیا ہوئی — کیون ہوا قانون منسوخ ای اخی

مانمی گفتیم کاندر کشمکش — آتش اندر رهیچو زرخندیم خوش
ہم نہین کہتے کہ اندر کشمکش — جون زر خندان ہین ہم آتش مین خوش

هر سپه را وقت تنگا تنگ جنگ — گفته ما که هین مگردانید رنگ
ہر سپہ کو وقت تنگا تنگ جنگ — کہتے ہم کہ پھیر نا مت اپنا رنگ

آن زمان که بود اسپان را وطا — جمله سرها بد بریده زیر پا
اُس زمان کہ اسپ کا یلغار تھا — اور بریدہ جملہ سر تھے زیر پا

ما سپاه خویش را هی کنان — که به پیش آئید قاهر چون سنان
۵۲ ہم سپہ اپنی کو کہتے ہوشیار — کہ بڑھو تم آگے مثل ذوالفقار

جمله عالم را نشان داده بصیر — زانکه صبر آمد چراغ و نور صدر
جملہ اس عالم کو سکھلایا ہے صبر — کیونکہ صبر آیا چراغ نور صدر

نوبت با شد چو خیره سر شدیم — چون زنان زشت در چادر شدیم
نوبت اپنی آئی جب حیران ہوئے — چون زنان چادر کے اندر ہم چھپے

ای دلی که جمله را کردی تو گرم — گرم کن خود را و از خود دار شرم
اے دلا کرتا تھا جو تو سبکو گرم — گرم کر خود کو ورکھ اپنے سے شرم

ای زبان که جمله را ناصح بدی — نوبت تو گشت از چه تن زدی
اے زبان کہ سبکی جو ناصح تو تھی — آئی نوبت تیری کیون خامش ہوئی

ای خرد کو پند شکر خای تو — دور تست ابندم چه شد بیهاتی تو
۵۳ اے خرد کان ہے نصیحت خوش تری — عقل تیری کیا ہوئی بہہاتری

ای ز دلها برده صد تشویش را — نوبت تو شد بجنبان ریش را
اسے دلون سے لی ہی سو تشویش کو — تیری نوبت ہے ہلا تو ریش کو

ار غوی ریش از کنون در دیده کو — پیش ازین بر ریش خود خندیده
اب چرا تا ریش ہے تو شرم سے — پہلے اس سے تو ہنسا ہی ریش پے

---

۵۱ وہ بڑے کو الخ ۷ شعر وہ بڑے بھائی سے بولے کہ ای بھائی میرے ہم نصیحت مین غیر کے نر نہ تھے جو کوئی ہمسے لشکر کا گلہ کرتا تھا باعث خوف وبلا و زلزلہ کے ہم نہین کہتے تھے کہ کم نالہ کر خرج سے اور صبر کر کہ صبر کنجی کشادگی کی ہی ہماری صبر کی کنجی کیا ہوئی اور کیون قانون منسوخ ہوا ہم نہین کہتے تھے کہ کشمکش مین زر خندان کی مانند آتش مین خوش ہین ہر سپاہ کو وقت تنگی جنگ کے ہم کہتے تھے کہ اپنا رنگ مت پھیرنا اُسوقت اسپون کا یلغار تھا اور جملہ سر بریدہ زیر پا تھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ ہم سپہ اپنی کو الخ ۵ شعر ہم اپنی سپاہ کو کہتے تھے ہوشیار ہو کہ آگے بڑھے تم مانند ذوالفقار کے جملہ اس عالم کو صبر سکھلایا ہے کیونکہ صبر چراغ و نور صدر کا آیا ہے جب اپنی نوبت آئی حیران ہوئے اور عورتون کے مانند چادر مین چھپے ای دل جو تو سب کو گرم کرتا تھا اب خود کو گرم کر اور اپنے سے شرم رکھ اے زبان کہ تو جو سب کو ناصح تھی اب تیری نوبت آئی تو کیون خاموش ہوئی یعنی اسے دل و زبان تو دوسرون کو نفع دیتی تھی اب خود آراستہ کر کہ نصیحت غیر سے خود کی نصیحت کرنا بہتر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ اے خرد الخ ۶ شعر اے خرد اپنے کی نصیحت کہان ہے اب تیرا دور ہے چپ کیون ہوئی اے تو نے دلون سے سو تشویش لے لیا ہے اب تیری نوبت ہے تو ریش کو ہلا اب تو چرا ریش کو شرم سے ہے اس سے تو پہلے ہنسا ریش پر ہے تو دوسرون کے درد کا درمان تھا اب درد تیرا مہمان ہوا کیون چپ ہے دوسرون کی پند کے وقت ہاسئے ہائے اور عورتون کے مانند اپنے غم مین واے واے تیرا کام تھا سپاہ پر چیختا تھا لیس تو چیخ آواز کیون تیری بند ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون بدر رو دیگران درمان بدی	درد مہمان تو شد چون تن زدی	تو تھا درمان دوسرن کے درد کو	درد ہوا مہمان کیون ہو چپ ست تو
وقت پند دیگرانی ہائے ہائے	در غم خود چون زنانی وائے وائے	دوسرون کی پند کے وقت، ہائے ہائے	مثل زن کے اپنے غم مین وائے وائے
بانگ لشکر زدن بدساز تو	بانگ بر زن چہ گرفت آواز تو	کام تیرا تھا سپہ پر چیخنا	چیخ بند آواز کیون ہے اب ترا
انچہ پنجہ سال بافیدی بہوش	زان نسیج خود بغلطاقی بپوش	ہوش سے پنجہ برس جو کچھ بنا	اُس نے اپنے سے تو پہن اب قبا
از نوایت بانگ باران بود خوش	دست بیرون آر و گوش خود بکش	بانگ باران خوش نوا تیری سی تھی	کان کھینچ اور ہاتھ باہر لا خبر
سر بدر پیوستہ خود درادم مکن	پا و دست و ریش و سبلت گم مکن	تو ہمیشہ سر تھا خود کو دم نہ کر	ہاتھ پاؤن مونچھ داڑھی گم نہ کر
بازی آن تست بر روی بساط	خویش را در طبع آر و در نشاط	ہے بساط اوپر یہ بازی آپ ہی	خود کو خوش کر اور دے خود کو خوشی
این حکایت گوش کن ای باخرد	تا بدانی اندرین معنی سند	یہ حکایت سن تو اے صاحب خرد	تا کہ اس معنی مین تو جانے سند

به مجلس کشیدن بادشاهی فقیهی را به زخم مشت بطبع آوردن

ذکر اُس بادشاہ کا کہ ایک دانشمند کو کراہت سے مجلس مین بٹھایا

بادشاہی مست اندر بزم خوش	میگذشت آن یک فقیہی بر درش	ایک شہ تھا مست اندر بزم کے	اک فقیہہ در پہ سے گذرا اس جگھے
کرد اشارت کش درین مجلس کشید	وز شراب لعل در خودش دہید	کی اشارت کہ اسے مجلس مین لا	اور شراب لعل بس اس کو پلا
چون کشیدندش بشہ بے اختیار	نشست در مجلس ترش چون زہر مار	جو بلایا اس کو پیش شہریار	بیٹھا مجلس مین ترش جون زہر مار
عرضہ کردش می نہ پذرفت او زخشم	از شہ و ساقی بہ گردانید چشم	جو کہا اُس نے نہ مانا خشم سے	پھیرا منھ اس ساقی و شہ سے وے
کہ بعمر خود نخوردستم شراب	خوشتر آید زین شرابم زہر ناب	کہ نہ کھائی عمر بھر مین نے شراب	خوشتر اس مے سے مجھے ہے زہر ناب
ہین بجائے مے مرا زہرے دہید	تا من از خویش و شما زین وارہید	مجکو اب اس مے کی جا تم زہر دو	تا مین اپنے سے و تم مجھسے چھٹو
مے نخوردہ عربدہ آغاز کرد	گشت در مجلس گران چون مرگ و درد	مے نہ کھائی اور شروع تکرار کی	بزم مین جون مرگ و رنج آفت ہوئی

ف۱ ہوش سے الخ ۵ شعر پچاس برس ہوش سے جو کچھ بنا تو اس سینے سے اپنے پہن قبا بانگ یاران کی خوش نوا تیری سی تھی کان کھینچ اور ہاتھ باہر لا تو ہمیشہ سر تھا خود کو دم نہ کر ہاتھ پاؤن اور مونچھ داڑھی گم نہ کر بساط پر اب بازی تیری ہے خود خوشی کر اور خود کو خوشی دے یہ حکایت تو سن اے صاحب خرد تا کہ اس معنی مین تو جانے سند یعنی اول تو دوسرون کو نفع پہونچاتا تھا اب تو خود عاجز و ناچار ہے بس تو نے جو کچھ تمام عمر کیا سب اس کا ثمرہ پایا اب وقت تیرا اور خود کو خوش کر آگے حکایت فقیہہ کی مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

ف۲ ایک شہ تھا الخ ۷ شعر ایک شاہ بزم مین مست تھا اُس جا ایک فقیہہ در پر سے گذرا اشارہ کیا کہ اسے مجلس مین لا اور شراب لعل اس کو پلا جو اس کو آگے شہریار کے بلایا مجلس مین خوش بیٹھا مانند زہر مار کے جو اُس نے کہا خشم سے مارا اور منھ پھیرا اُس ساقی و شاہ سے مین نے عمر بھر شراب نہین کھائی مجھے اس شراب سے زہر ناب خوشتر ہے تم اس شراب کی جا مجکو زہر دو تا کہ مین خود سے اور تم مجھ سے چھٹوں شراب نہ کھائی اور تکرار شروع کی بزم مین مرگ و رنج کے مانند آفت ہوئی آگے ایکے حقائق ہین فافہم ۱۲

ہیچو اہل نفس و اہل آب و گل | در جہان بنشست با اصحاب دل
حق ندارد خاصگان را در کمون | از مے ابرار جز در شیر بون
عرضہ می دارند بر محجوب جام | حس نمی یابد ازو غیر از کلام
رو نمی گردانند از ارشاد شان | کہ نمی بیند بدیدہ داد شان
گر بگوشش تا بحلقش رہ بدی | سر نصح اندر درونش در شدی
چون ہمہ نار ست جانش نیست نور | کافگنند در نار سوزان چون قشور
مغز بیرون ماند و قشر گشت رفت | کے شود از قشر معدہ گرم و زفت
نار دوزخ جز کہ قشر افشان نیست | نار را با ہیچ مغزی کار نیست
ور بود بر مغز ناری شعلہ زن | بہر پختن زان و بہر سوختن
تا کہ باشد حق حکیم این قاعدہ | مستمر آن در گذشتہ و آمدہ
مغز نغز و قشرہا مغفور ازو | مغز را پس چون نسوزد دور ازو
از عنایت گر بکوبد بر سرش | اشتہا آرد شراب احمرش
ور نکوبد ماند او بستہ دہان | چون فقیہ از شرب و بزم این شہان
شاہ با ساقی بگفت ای نیک پے | چہ خموشی دہ بطیبعش آرہی
ہست پنہان حاکمی بر ہر خرد | ہر کرا خواہد بہ فن از خود برد
آفتاب و مشرق و تنویر او | چون اسیران بستہ در زنجیر او
چرخ را چرخ اندر آرد در زمن | چون بخواند در دماغش نیم فن

۵۱ مثل اہل نفس و اہل آب و گل | وہ جہان مین بیٹھا با اصحاب دل
حق نے خاصونکو رکھے پنہان زبون | بادۂ ابرار سے جز شیر بون
کرتے ہین محجوب پر ظاہر وہ جام | حس نہین باقی ہے اُنسے کچھ کلام
پھیرتے ارشاد اُنکے سے ہین رو | کہ نہ دیکھین اُنکے جود و داد کو
کان سے تا حلق ہوتی رہ اگر | پس نصیحت دل مین پاتی وہ اثر
جو ہین بالکل نار جان اُنکے نہ نور | مثل چھلکا نار مین ڈالین ضرور
مغز باہر رہ گیا چھلکا گیا | معدہ کب چھلکے سے ہو گرم صفا
۵۲ نار دوزخ پوست سے سلگے ہی ہے جو | مغز سے نے کام ہے کچھ نار کو
شعلہ زن گر نار ہووے مغز پے | واسطے پختن کے ہے نے سوختن کے
حق حکیم اس قاعدہ کا جبکہ ہے | اسکو جاری تو ہمیشہ جان لے
اس سے مغز و پوست سب مغفور ہے | مغز کو کیونکر جلائے جرم سے
گر عنایت سے وہ سر پڑ ڈالدے | بادہ احمر اشتہا پیدا کرے
گر نہ ڈالے وہ رہے بستہ دہان | جون فقیہ پینے سے محفل مین شہان
۵۳ شہ نے ساقی سے کہا اے نیک پے | کیون ہے چپ کر تو مطیع اور اسکو دے
ہر خرد پر ایک ہے حاکم نہان | چاہے جسکو دفن کر دے اسکو یان
آفتاب و مشرق اور اُس کی ضیا | اسکی زنجیرون کا جون قیدی بندھا
چرخ کو چکر مین لائے اس حکم سے | کان مین گر اسکے کچھ دم پھونک دے

۵۱ مثل اہل اللہ آگے شعر اہل نفس اہل آب و گل کے مانند وہ جہان مین بیٹھا ساتھ اصحاب دل کے حق تعالیٰ خاصون کو پنہان و زبون نہین رکھتا ہے بادہ ابرار سے سوا پینے والے کے محجوب کرتے ہین و لیکن ظاہر و خام حس نہین باقی ہے اُن سے بجز کلام کے ان کے ارشاد سے منہ پھیرتے ہین کہ انکے جود و داد کو دیکھین کان سے حلق تک اگر راہ ہوتی تو وہ نصیحت دل مین سماتی جو بالکل نار ہین انکی جان نور نہین ہے چھلکے کے مانند نار مین ضرور ڈالین مغز باہر رہگیا چھلکا گیا معدہ کب چھلکے سے گرم و صاف ہے یعنی نا اہل صحبت اہل اللہ سے فائدہ یاب نہین ہوتے کیونکہ وہ نار ہین انکی جان نور نہین، ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ نار دوزخ الخ آگے شعر جو نار دوزخ پوست سے سلگتی ہے مغز سے نار کو کچھ کام نہین ہے اگر مغز پر شعلہ زن نار ہووے واسطے پختن کے ہے نہ اُس وقت جب کہ حق حکیم اس قاعدہ کا ہے تو اس کو ہمیشہ جاری جان لے اس سے مغز و پوست سب مغفور ہے مغز کو کیونکر جلائے جرم سے اگر وہ عنایت سے سر پڑ الدے شراب سرخ اشتہا پیدا کرے اگر نہ ڈالے وہ بستہ رہے مانند فقیہ کے یہان محفل مین اپنے سے یعنی شراب ابرار حق اپنے خاصون کو دیتا ہے اور یہ شراب ظاہری اگر کسی کو دے تو نفع پیدا کرے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۵۳ شہ نے الخ آگے شعر شاہ نے ساقی سے کہا کہ تو کیون چپ ہے مطیع کر اور اس کو شراب دے آگے حقائق ہین ہر ایک خرد پر ایک حاکم پوشیدہ ہے وہ چاہے فن سے بیخود کرے اُس کے یہان آفتاب مشرق اور اس کی ضیا اسکی زنجیرونکا مانند قیدی کے بندھا ہے چرخ کو چکر مین ڈالے اس حکم سے اگر اسکے کان مین کچھ دم پھونکدے عقل نے کہ اور ایک عقل کو پھانسا نرد کا وہ اشناہر جیتے آگے رجوع بقصہ ہے پھپر مار کر کہا اس سے کہ لے شراب پی لے اس نے فقیہ نے خوف سے مست و خوش و خندان وہ مانند گلشن کے ہوا مسخرا پن اور ہنسی کرنے لگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

عقل کو عقل دگر را سخره کرد | مهره زد و آرد و بیست استاد نرد
چند سیلی بر سرش زد گفت گیر | در کشید از بیم سیلی آن زحیر
مست گشت و شاد و خندان بیحیا | در ندیمی مضاحکی رفت و لاغ
شیرگیر و خوش شد انگشتک بزد | سوی مبرز رفت تا میزک کند
یک کنیزک دید در مبرز چو ماه | سخت زیبا رخ ز قرناقان شاه
چون بدید او را دهانش باز ماند | عقل رفت و تن ستم پرداز ماند
عمرها بوده عزب مشتاق و مست | بر کنیزک در زمان بر زد دو دست
بس طپید آن دختر و نعره فراشت | بر نیاید با وی و سودی نداشت
زن بدست مرد در وقت لقا | چون خمیر آمد بدست نانوا
بسر شد گاهیش نرم و گه درشت | زد بر آرد چاق چاقی زیر مشت
گاه پهنش واکشد بر تختهٔ | درهمش آرد گهی هر لحظهٔ
گاه در وی ریزد آب و گه نمک | از تنور آتشش سازد محک
اینچنین پیچید مطلوب و طلوب | اندرین لعبند مغلوب و غلوب
این لعب تنها نه شو را با زن است | هر عشیق و عاشقی را این فن است
از قدیم و حادث و عین و عرض | پیچشی چون ویس و رامین مفترض
لیک لعب هر یکی رنگی دگر | پیچش هر یک ز فرهنگی دگر
شوی و زن را گفته شد بهر مثیل | که مکن ای شوی زن را بد سبیل

عقل نے کہ پھانسا اور اک عقل کو | مہرہ جیتے نرد کا استاد دو
مار کر تھپڑ کہا اس سے کہ لے | پی لی مے تھپڑ کے اس نے خوف سے
مست و خوش خندان و چون گلشن ہوا | مسخراپن اور ہنسی کرنے لگا
اور بجایا[۱] چٹکیاں خوش ہو کے وہ | پائخانہ مین گیا پیشاب کو
دیکھی لونڈی پائخانہ مین جو ماہ | کہ حسین اور تھی خواص بادشاہ
اسکو جو دیکھا پھٹا منھ رہ گیا | عقل زائل جسم آفت مین پڑا
تھا مجرد عمر سے مشتاق و مست | ڈالا اس لونڈی پہ اسدم اسنے دست
تڑپی اور چیخی وہ لونڈی بس مرا | نے بچی اس سے نہ اور کچھ بن پڑا
مرد کے زن ہاتھ مین وقت لقا | جیسے آٹا گوندھے دست نانوا
گاہ سخت اور گاہ نرم آٹا گندھے | اور فچا فچ نکلے نیچے مشت کے
گاہ[۲] تختے پہ اسے چوڑا کرے | اور سمیٹے گہ اسے ہر سمت سے
گاہ ڈالے اسمین پانی گہ نمک | اور کرے تنور آتش سے محک
یون لپیٹے طالب و مطلوب ہین | کھیلتے یون غالب و مغلوب ہین
زن سے شو تنہا نہیں اس کھیل مین | عاشق و معشوق سب یہ فن رکھین
پس قدیم و حادث و عین و عرض | ویس رامین سا لپیٹنا ہے فرض
کھیل ہر اک کا ہی اور ہی رنگ پہ ہے | وصل ہر اک کا ہی اور ہی عقل سے
شوہر[۳] و زن کو مثالاً ہے کہا | کہ نہ کر عورت کو اے شوہر خفا

ف۱ اور بجایا تا آخر ے شعر چٹکی بجانے لگا وہ خوش ہو کر اور پائخانے مین پیشاب کو گیا ایک لونڈی ماہ کے مانند پائخانے مین دیکھی کہ حسین اور خواص بادشاہ تھی جو اس کو دیکھا منھ پھٹا رہ گیا عقل زائل ہوئی اور جسم آفت مین پڑا ایک عمر سے مجرد و مشتاق و مست تھا اس دم اس نے لونڈی پر ہاتھ ڈالا وہ لونڈی تڑپی و چیخی بس مرا مگر اس سے نہ بچی اور کچھ نہ بن پڑا امثال ہی زن و مرد کی ہاتھ مین وقت لقا کے جیسے آٹا گوندھے دست نانبائی کبھی سخت و کبھی نرم آٹا گوندھے اور چقا چق زیر مشت سے نکلے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۲ گاہ تختہ پر آخر ے شعر کبھی تختہ پر اسے چوڑا کرے اور کبھی سمیٹے اسے ہر سمت سے کبھی اس مین پانی ڈالے اور کبھی نمک اور تنور آتش سے کسوٹی کرے طالب و مطلوب یون لپیٹے ہین اور یون غالب و مغلوب کھیلنے مین زن سے شوہر اس کھیل مین تنہا نہیں ہے سب عاشق و معشوق یہ فن رکھتے ہین پس قدیم و حادث و عین و عرض کو ویس و رامین کے مانند لپیٹنا فرض ہے ہر ایک کا کھیل اور ہی رنگ پر ہے اور وصل ہر ایک کا اور ہی عقل سے ہے یعنی زن و شوہر بھی اس مین نہین ہین بلکہ سب عاشق و معشوق یہی فن رکھتے ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ف۳ شوہر و زن کو آخر ے شعر شوہر و زن کو مثالاً کہا ہے کہ اے شوہر عورت کو خفا نہ کر رات پہلی ہاتھ دلہن کو دیا ایک خوش امانت تیرے ہاتھ مین جو تو اے نیک بخت اس سے کرے ساتھ نیک و بد کے وہ خدا تجھسے کرے آگے حقائق ہین یہ زن دنیا گر اس کا تو مست ہے وہ امانت تیرے ہاتھ مین حق نے دی ہے یعنی حق نے زن دنیا کو مثل عورت کے تجھے امانت دی ہے پس تو اس امانت کو بموجب حکم کے رکھ آگے رجوع بمقصد ہے پس فقیہ کی وہان از راہ بیخودی نہ پاکیزگی رہی اور نہ زاہدی وہ فقیہ اگر چہ روش پر گر پڑا اسکی آتش سے وہ پنبہ جلا جان سے جان اور تن سے تن باہم ملے جیسے مرغ بسمل تڑپے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آن شب گوک زنگادست او	خوش امانت دادش اندر دست تو	رات پہلی ہاتھ دلہن کا دیا	خوش امانت ہاتھ مین تیرے بھلا
کانچہ توبا او کنی ای معتمد	از بد و نیکی خدا باتو کند	جو کہ تو ائے نیک بخت اس سے کرے	نیک و بد سے وہ خدا تجھ سے کرے
این زن دنیا کہ ہست اوست تو	حق امانت دادش اندر دست تو	یہ زن دنیا کہ اسکا تو ہے مست	وہ امانت حق نے دی تیرے دست
حاصل آنجا آن فقیہ از بیخودی	نی عفیفی ماندش و نی زاہدی	پس فقیہ کی وان پڑا از رہ بیخودی	نے رہی پاکیزگی سے نے زاہدی
آن فقیہ افتاد برآن حورزاد	آتش او اندر آن پنبہ فتاد	وہ فقیہ اُس حوروش پہ گر پڑا	اسکی آتش سے وہ پس پنبہ جلا
جان بجان پیوست و قالبہا چنید	چون دو مرغ سر بریدہ می طپید	جان سے جان اور تن سے تن باہم ملے	مرغ بسمل ترٹپین وہ جس طور سے
چہ سقایہ وچہ ملک چہ ارسلان	چہ حیا چہ دین چہ خوف و بیم جان	کیا سقایہ[سه۱] کیا ملک کیا ارسلان	کیا حیا کیا دین اور کیا خوف جان
چشم شان افتاد اندر عین عین	نی حسن پیدا شد آنجا نی حسین	اور بڑی آنکھ انکی اندر عین عین	نے حسن پیدا ہوا وان نے حسین
یافت ہریک شان ازان دیگر مراد	طبع ہریک خرم و دل گشت شاد	پائی ہراک نے ہم اور ہی مراد	طبع خوش اور دل ہوا ہراک کا شاد
شد دراز و کو طریق بازگشت	انتظار شاہ ہم از حد گذشت	لوٹ آنے مین بہت عرصہ ہوا	انتظار اُس شاہ کا حد سے گیا
شاہ آمد تا بہ بیند واقعہ	یافت آنجا زلزلہ والقارعہ	شاہ آیا تا کہ دیکھے واقعہ	پایا وان یہ ماجرا یہ مخمصہ
آن فقیہ از جای برجست و برفت	سوی مجلس جام می بربود تفت	وہ فقیہ اس جا سے بھاگا اور گیا	سوے مجلس جام مے جلدی پیا
شہ چو دوزخ پر شرار و پر نکال	تشنہ خون دو جفت بدفعال	مثل[سه۲] دوزخ شاہ آتش سے بھرا	خون کا پیاسا دونون بدفعال کا
چون فقیہش دید پر از خشم و قہر	تلخ و خونی گشتہ ہمچون جام زہر	جو فقیہ نے دیکھا پر غصہ و قہر	تلخ اور خونی ہوا جون جام زہر
بانگ زد بر ساقیش کای گرم کار	چہ نشستی خیرہ ہین در طبعش آر	بولا بس ساقی سے وہ ای نیک خو	بیٹھا کیون حیران مطیع کر شاہ کو
خندہ آمد شاہ را گفت ای کیا	آمدم باطبع آن دختر ترا	شاہ ہنسا اور بولا خود ای نیک پے	مین مطیع ہون اور وہ دی دختر تجھے
بادشاہم کار من عدلست و داد	زان خورم کہ یار را جودم بداد	مین ہون شاہ اور کام میرا عدل ہے	جو مین کھاؤن یار کو دون جود سے
انچہ آنرا می خورم از نوش و خوش	مید ہم در خورد یار از بیخ و شش	جسکو مین کھاتا ہون شیرین ترش سے	یار کو دیتا ہون کھانے کو اسے
انچہ آنرا می نخوشم ہمچو نوش	کی دہم آنرا بخورد یار و نوش	جسکو مین کھاتا نہین ہون جون غذا	یار کو کب وہ ان مین کھانیکو بھلا

سه۱ کیا سقایہ الخ ۶ شعر کیا سقایہ اور کیا ملک اور کیا ارسلان کیا حیا کیا دین اور کیا خوف جان انکی آنکھ پڑی اندر عین عین کے اور نہ حسن وہان پیدا ہوا نہ حسین ہر ایک نے اور ہی مراد پائی ہر ایک کا دل شاد اور طبع خوش ہوئی لوٹ کر آنے بہت عرصہ ہوا اور اس شاہ کا انتظار حد سے گیا شاہ آیا تاکہ واقعہ دیکھے وہان یہ ماجرا یہ مخمصہ پایا وہ فقیہ اُس جا سے بھاگا اور گیا طرف مجلس کے جلدی جام مے کا پیا یعنی ہنگام مجامعت کے مشاہدہ کامل ہوتا ہے کہ بے خودی اس کی علامت مشاہدہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سه۲ مثل دوزخ الخ ۷ شعر دوزخ کے مانند شاہ آتش سے بھرا اور خون کا پیاسا اُن دونون بدافعال کا ہوا جو فقیہ نے دیکھا پر غصہ و قہر تلخ اور خونی ہوا مانند جام زہر کے بولا وہ ساقی سے اسے نیک خو کیون بیٹھا ہے حیران شاہ کو مطیع کر شاہ ہنسا اور خود کہا ای نیک پے مین مطیع ہون اور وہ دختر تجھے دی مین شاہ ہون اور میرا کام عدل ہے جو مین کھاؤن جود سے یار کو دون جو کھاتا ہون شیرین ترش نہیں یار کو دیتا ہون اُسے کھانے کو جس کو مین نہین کھاتا ہون غذا کے مانند وہ یار کو کب دون کھانے کو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

زان خورانم من غلامان را کہ من	برخورم بر خوان خاص خویشتن	مین غلامون کو کھلاتا ہون وہ شے ^ا^	جو کہ مین کھاتا ہون خوان خاص سے
زان خورانم بندگان را از طعام	کہ خورم من خود ز پختہ یا کہ خام	اُس سے بندون کو کھلاتا ہون طعام	جو کہ مین کھاتا ہون پختہ یا کہ خام
من چہ پوشم از خز و اطلس لباس	زان بپوشانم حشم را نے پلاس	پہنتا ہون جو مین اطلس کا لباس	وہ مین پہناؤن سپہ کو نے پلاس
شرم دارم از نبی ذو فنون	البسوہم گفت مما تلبسون	شرم رکھون با نبی ذو فنون	البسوہم بولے مما تلبسون
مصطفیٰ کرد این وصیت با بنون	اطعموا الاذناب مما تاکلون	مصطفیٰ نے یہ وصیت کی فزون	اطعموا الاذناب مما تاکلون
شد فقیہ و برد با خود جفت خوب	از عطاے خاص کشاف الکرب	وہ فقیہ ہمراہ لے عورت چلا	جو کری مشکل کشائے وہ عطا
دیگران را بس بطبیع آوردہٗ	در صبوری چست و راغب کردہٗ	دو سرون کو بس مطیع تو نے رکھا ^۲^	اور رخوش راغب صبوری کا کیا
ہم بطبیع آور بمردی خویش را	پیشوا کن عقل دور اندیش را	ہم مطیع مردی کا کر تو خویش کو	پیشوا کر عقل دور اندیش کو
چون قلاوزی صبرت پر شود	جان باوج عرش و کرسی پر شود	رہبری جو صبر کی تجھ مین بھری	جان اوج عرش پر تیری اُڑی
مصطفیٰ بین چونکہ صبرش شد براق	بر کشاندش ببالای طباق	صبر احمد کا براق اک جو ہوا	دیکھ تو افلاک پر کیسے اُڑا
چون صبوری پیشہ کرد ایوب راد	از بلا او را در رفعت کشاد	صبر کی ایوب جو کہ رہ چلا	وہ بلا سے جانب رفعت گیا
صبر صدر آمد بہر حالت کہ ہست	صبر وا مگذار تا بتوان ز دست	صبر غالب آیا ہر حالت مین ہے	صبر مت چھوڑے جہان تک ہو سکے
صبر مفتاح الفرج نشنیدہٗ	کاندرین تعجیل در پیچیدہٗ	صبر مفتاح الفرج کو نے سنا	کہ تو اس جلدی کی اندر ہی پڑا
صبر آرد عاشقان را کام دل	بیدلان را صبر شد آرام دل	صبر لائے عاشقون کو کام دل	بیدلون کو صبر ہے آرام دل
حد ندارد این سخن کوتاہ کن	بر حدیث عاشقان برگو سخن	بات یہ بے حد ہے کوتہ کر میان	اور باتین عاشقون کی کر بیان

رفتن شہزادگان بعد از اتمام ماجرا بجانب ولایت چین تا بقدر امکان بہ مقصود نزدیک ترے

جانا شاہزادون کا بعد اختتام اس ماجرے کے جانب ولایت چین کے اور نزدیک ہونا

ف ۱ مین غلامون کو آخ ۶ شعر مین غلامون کو وہ شے کھلاتا ہون جو کہ مین خوان خاص سے کھاتا ہون جو کہ پختہ یا خام کھاتا ہون جو مین اطلس کا لباس پہنتا ہون وہ مین سپاہ کو پہناتا ہون نہ ٹاٹ شرم رکھتا ہون بنی ذو فنون سے ترجمہ پہناؤ تم غلام کو اس چیز سے کہ تم پہنتے ہو مصطفیٰ صلعم نے یہ نصیحت سو اکی ترجمہ کھلاؤ تم غلام اپنے کو اُس چیز سے کہ کھاتے ہو تم آگے رجوع بر قصہ ہے وہ فقیہ عورت کو لیکر ہمراہ چلا جو وہ عطا مشکل کشائی کرے یعنی کریم جو خود کھاتے و پہنتے ہین وہ ہی اپنے غلامون کو کھلاتے و پہناتے ہین پس خدا بھی اپنے بندونکو وہ دیتا ہے جو بہتر جانتا ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ ف ۲ دو سردن کو آخ ۹ شعر پس تو نے مطیع دو سرون کو رکھا اور رخوش و راغب صبوری کا کیا بھی تو اپنے کو مطیع مردی کا کر اور پیشوا کر عقل دور اندیش کو جو رہبری صبر کی تجھ مین بھرے تیری جان اوج عرش پر اڑے جو صبر احمد صلعم کا ایک براق ہوا تو دیکھ کہ افلاک پر کیسے اُڑا جو ایوب عم صبر کی راہ چلے وہ بلا سے جانب رفعت کے گئے صبر ہر حالت مین غالب آیا ہے تو صبر مت چھوڑے جہا تک سکتا ہے نہین سنا کہ صبر کنجی کشادگی کی ہے کہ تو اس جلدی کے اندر پڑا ہی صبر عاشقون کے مقصد دل کا لائے کہ قید یون کو صبر آرام دل کا ہے یہ بات بی ہے کوتاہ کر یہان اور باتین عاشقون کی بیان کر یعنی صبر کرنا ہر حال مین بہتر ہے کہ صبر کشادگی ہے اور عاشقون کو با مقصد کرتا ہے آگے شاہزادون کے جانے کا سوے چین بیان ہے فافہم ۱۲ ف ا پہناؤ تم غلام کو اُس چیز سے کہ تم پہنتے ہو ۱۲ ف ا کھلاؤ تم غلام کو اُس چیز سے کہ کھاؤ تم ۱۲

باشند اگرچہ راہ وصل مسدود است بقدر امکان نزدیک شدن محمود است

تا بمقدور ساتھ مقصد کے اگرچہ راہ وصل کی بند ہو حتی المقدور نزدیک ہونا محمود ہے

بازگرای عاشق و زوتر بران	کانتظارتست آن شہزادگان
ہر سہ شہزادہ چو کار افتادشان	عشق درخور گوشمالی دادشان
این بگفتند و روان گشتند زود	ہرچہ بوداے یارمن آن لحظہ بود
صبر بگزیدند و صدیقین شدند	بعد ازان سوے بلاد چین شدند
والدین و ملک را بگذاشتند	راہ معشوق نہان برداشتند
ہمچو ابراہیم ادہم از سریر	عشق شان بے پا و سر کرد و حقیر
یا چو ابراہیم مرسل کز خوشی	خویش را افگند اندر آتشی
یا چو اسمٰعیل صابر مجید	پیش عشق و خنجرش حلقی کشید

لوٹ[1] اے عاشق جلدی ہی رواں	کہ ترے ہین منتظر شہزادگان
تینوں شہزادے کہ جو عاجز ہوئے	گوشمالی دی مناسب عشق نے
یہ کہا اور بس روانہ وہ ہوئے	جو کہ تھا اسوقت تھا جانی مرے
صبر[2] کرکے بس وہ صدیق اک ہوئے	بعد اسکے سوے ملک چین گئے
ماں و باپ و ملک کو سب چھوڑکے	ڈھونڈھنے معشوق باطن کو چلے
مثل ابراہیم ادہم تخت سے	کردیا آوارہ ان کو عشق نے
یا جو ابراہیم مرسل عیش سے	ڈالا بس اپنے کو اندر آگ کے
یا جون ابراہیم صابر باوفا	حلق آگے عشق و خنجر کے رکھا

حکایت امرء القیس کہ پادشاہ عرب بود باجمال و کمال زنان عرب چون زلیخا شیفتہ بودند مگر دانست کہ اینہا ہمہ تمثال صورتی اند باید طالب معنی شد واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

حکایت امرء القیس کی کہ بادشاہ عرب تھا اور بسبب جمال کے عورتین عرب کی زلیخا کے مانند اسیر مرتی تھین اُس نے جانا کہ سب صورتین تصور ہین طالب معنی کا ہونا چاہیئے واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم
اور اللہ خاص کرتا ہے رحمت اپنی سے جس کو چاہتا ہے اور اللہ صاحب بڑے فضل کا ہے

سہ[1] لوٹ اے عاشق الخ ۲ شعر اے عاشق لوٹ جلدی روان ہو کہ شاہزادے تیرے منتظر ہین تینون شاہزادے کہ جو عاجز ہوئے عشق نے گوشمالی مناسب دی یہ کہا اور وہ بس روانہ ہوئے جو کہ اس وقت تھا اے جانی میرے باقی حال آگے ہے ۱۲ سہ[2] صبر کرکے الخ ۵ شعر صبر کرکے وہ ایک صدیق ہوئے اور اس کے بعد سوے ملک چین گئے ماں اور باپ اور ملک کو چھوڑکر معشوق باطن کو ڈھونڈھنے چلے آگے مثال ہے مثل ابراہیم ادہم کے تخت سے اُن کو آزاد کردیا عشق نے یا مانند ابراہیم مرسل کے عیش سے خود کو اندر آگ کے ڈالا یا مانند اسمٰعیل صابر باوفا کے حلق آگے عشق و خنجر کے دکھا یعنی معشوق باطن کے ڈھونڈھنے کو چلے جیسے بادشاہ امرء القیس ترک سلطنت کرکے تلاش خدا میں نکلا آگے اُس کا بیان ہے فافہم ۱۲

امرء القیس از ممالک خشک لب — هم کشیدش عشق از خطهٔ عرب
بود نازک طبع و هم صاحب جمال — شاعر و صاحب اصول اندر کمال
چونکه زد عشق حقیقی بر دلش — سرد شد ملک و عیال و منزلش
نیم شب دلقی بپوشید و برفت — از میان مملکت بگریخت تفت
تا بیامد خشت میزد در تبوک — با ملک گفتند شاهی از ملوک
امرء القیس آمدست اینجا بگذرد — شد شکار عشق و خشتی می زند
آن ملک برخاست آمد پیش او — گفت با او ای ملیک نیک خو
یوسفی وقتی و ملکت شد کمال — مر ترا رام از بلاد و از جمال
کشته مردان بندگان از تیغ تو — وان زمان ملک مه بی میغ تو
پیش ما باشی تو بخت ما بود — جان ما از وصل تو صد جان بود
هم من و هم ملک من مملوک تو — ای به همت ملکها متروک تو
فلسفه گفتش بسی و او خموش — ناگهان وا کرد از سر روی پوش
تا چه گفتش او بگوش از عشق و درد — همچو خود در حال سرگردانش کرد
دست او بگرفت با او یار شد — او هم از تاج و کمر بیزار شد
تا بلاد دور رفتند آن دو شه — عشق یک کرت نکرد است این گنه
بر بزرگان شهد و بر طفلان ست شیر — او بهر کشتی بود من الاخیر

امرء القیس[۱] اپنے دار الملک سے — اور عرب سے نکلا از رہ عشق کے
تھا وہ نازک طبع اور صاحب جمال — شاعر و صاحب اصول اندر کمال
جو حقیقی عشق اس کو آ گیا — سرد عیال و ملک سے دل ہو گیا
نیم شب کو دلق پہنی اور گیا — مملکت اپنی سے باہر چل دیا
خشت[۲] زن آ کر ہوا اندر تبوک — شاہ سے جا کر کہا کہ اک ملوک
امرء القیس آیا یاں کوشش کنان — صید عشق ہو کر ہے اینٹیں تھاپتا
وہ ملک نزدیک اس کے آن کر — بولا اس سے کہ اے شاہ نامور
تو ہے یوسف ملک تیرا ہے کمال — اور تری تابع ہے اقلیم جمال
کشتہ تیری تیغ سے بندے ہوئے — ملک مہ تیرا تھا جب بے ابر کے
پاس میرے رہ تو میرا بخت ہے — جان مری سو جان ہو تیرے وصل سے
میں[۳] و میرا ملک تیری ملک ہے — تو نے چھوڑا ملک ہمت آپ سے
عقل کی باتیں کہیں اور وہ خموش — راز سے ناگہ اٹھایا روے پوش
کان میں اس کے کہا کیا عشق سے — مثل اپنے کر دیا اس دم اسے
ہاتھ پکڑا اسکا یار اس کا ہوا — اس کا تاج و تخت سے بھی دل اٹھا
دور شہروں تک گئے دونوں شاہ — عشق سے ایکی ہوا نے یہ گناہ
ہے[۴] بڑوں پر شہد اور بچوں پہ شیر — وہ ہر اک کشتی پہ ہے من الاخیر

۱ امرء القیس الخ ہم شعر امرء القیس اپنے دار الملک سے اور عرب سے نکلا از راہ عشق کے وہ نازک طبع اور صاحب جمال تھا اور شاعر و صاحب اصول اندر کمال کے جو اس کو عشق حقیقی آ گیا ملک و عیال سے دل سرد ہو گیا نصف شب کو دلق پہنی وہ گیا اور اپنی مملکت سے باہر چل دیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ خشت زن الخ ۶ شعر شہر تبوک میں آکر اینٹیں بنانے لگا شاہ سے جا کر کہا کہ ایک شاہ امرء القیس یہاں آیا ہے کوشش کرنے والا صید عشق ہو کر اور اینٹیں تھاپتا ہے وہ بادشاہ اس کے نزدیک آکر بولا کہ اے شاہ نامور تو یوسف ہے اور تیرا ملک کمال ہے اور تیری تابع اقلیم جمال ہے بندے تیرے تیغ سے کشتہ ہوئے کہ جب ملک ماہ تیرا بے ابر تھا تو میرے پاس رہ کہ تو میرا بخت ہے میری جان سو جان ہو تیرے وصل سے باقی حال آگے ہے فافہم ۳ میں و میرا ملک الخ ۵ شعر میں و ملک میرا تیری ملک ہے کہ تو نے ملک ہمت کو چھوڑا آپ سے عقل کی باتیں کہیں اور وہ خاموش تھا کہ ناگاہ روپوش راز سے اٹھایا اس کے کان میں کیا عشق نے کہا کہ اپنے مثل اسکو کر دیا اُسدم اُس کا ہاتھ پکڑا اور یار اس کا ہوا اور تاج و تخت سے اس کا بھی دل اٹھا دور شہروں تک وہ دونوں شاہ گئے عشق سے ایکی ہی بار یہ گناہ نہیں ہوا ہے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲ ۴ ہے بڑوں پر الخ ۴ شعر عشق بڑوں پر شہد اور بچوں پر شیر ہے کہ وہ ہر ایک کشتی پر من الاخیر ہے اگر کشتی میں کبھی جائے غرق کر دیوے اور قعر میں لیجائے سر سے پا تک قصہ یہ کیخسرو اور اس شاہ کا افسانوں اور جیبوں میں شہرت رکھتا ہے ظاہر سوا ان دو کے بہت سے بادشاہ کو عشق نے آزاد کر دیا یعنی عشق سے کوئی خالی نہیں ہے کہ کسی کو یہ عشق ڈبو دیتا ہے اور کسی کو منزل مقصود تک پہونچا دیتا ہے آگے رجوع بہ قصہ ہے فافہم ۱۲

که چو در کشتی شود غرقش کند	تا بقعر از پای تا فرقش کند	جائے گر کشتی مین گهر دے تو غرق	قعر مین لیجائے پا سے تا بفرق
قصهٔ کیخسرو و آن شاه زمان	هست شهره در میان انس و جان	قصهٔ کیخسرو اور اس شاه کا	رکھے شهرت انس و جان مین ظاهرا
غیر این دو بس ملوک بیشمار	عشق شان بربود از ملک و تبار	غیران دو کے بهت سے بادشاه	عشق نے آواره انکو کر دیا
جان این سه شه بچه هم گردچین	همچو مرغان گشته هر سو دانه چین	تینون شهزادون کی جان بهی گردچین	هوئی مثال مرغ هر سو دانه چین
زهره نے تا لب گشاید از ضمیر	زانکه رازی با خطر بود و خطیر	کسکو طاقت راز عشق اپنا کہے	کیونکه راز انکا خطر ازبس رکھے
صد هزاران سر بیک جو آن زمان	عشق خشم آلود زه کرده کمان	سیکڑون هر ایک جو کے واسطے	عشق پر غصه نے بس ٹکڑے کئے
عشق خود بی خشم در وقت خوشی	خوی دارد دمبدم خیره کشی	عشق بے غصه رکھے وقت خوشی	اپنی عادت دمبدم خیره کشی
این بود آن لحظه خوشنود شد	من چه گویم چونکه خشم آلود شد	یه هو اسدم که وه ازبس خوش هوا	کیا کهون پهر جبکه غصه سے بهرا
لیک مرج جان فدای شیر او	کش کشد این عشق و آن شمشیر او	بیشه جان قربان هو اسکے شیر کی	که اسے مارے یه عشق و تیغ بهی
کشتنش به از هزاران زندگی	سلطنتها مرده آن بندگی	زندگی سے بهتر اس کا مارنا	بندگی پر حاکمی هے مبتلا
با کنایت رازها با یک دگر	بست گفتندی بصد خوف و خطر	بس کنایاتون سے باهم راز کو	کهتے پوشیده تهے با صد خوف و
راز را غیر از خدا محرم نبود	آه را جز آسمان همدم نبود	راز کا حق کے سوا محرم نه تها	آه کا جز آسمان همدم نه تها
اصطلاحاتی میان همدگر	داشتند از بهر ابراز خبر	اصطلاحین رکھتے آپس مین تهے وه	واسطے آنے خبر کے وه نکو
زین لسان الطیر عام آموختند	طمطراق سروری اندوختند	یه زبان مرغون کی سیکھی عام نے	کر و فر جاه و حشم جمع کئے
صورت آواز مرغ است این کلام	غافل ست از جان مرغان مرد عام	صورت آواز مرغان یه کلام	جان سے مرغون کی هین غافل مرد خام
کو سلیمانی که داند لحن طیر	دیو گرچه ملک گیرد هست غیر	کان سلیمان جانتے جو بانگ طیور	دیو گرچه ملک لے آخر هے دور
دیو بر شبه سلیمان کرده ایست	علم مکرش هست علمناش نیست	دیو هم شکل سلیمان هے عیان	علم مکر اس کا هے علمنا کهان

ف۱ تینون الخ ۵ شعر تینون شاهزادون کی جان بهی گرد چین کے مانند مرغ کے هر سو دانه چین هوئی کس کو طاقت هے که راز عشق اپنا کہے کیونکه راز ان شاهزادون کا ازبس خطر رکھتا هے آگے اس عشق کے حقائق هین ایک جو کے واسطے سیکڑون سر عشق پر غصه نے ٹکڑے کئے عشق نے غصه وقت خوشی کے اپنی عادت رکھتا هے دمبدم خیره کشی کی یه اسدم هو که وه ازبس خوش هوا پهر مین کیا کهون که جب غصه سے بهرا یعنی عشق حالت خوشی مین سیکڑون کو هلاک کرتا هے پس غصه کی حالت مین کیا کچھ کرے گا باقی حال آگے هے فافهم ۱۲

ف۲ بیشه جان الخ ۷ شعر بیشه جان قربان اس شیر کے که اسے مارے یه عشق و تیغ بهی اس کا مارنا زندگی سے بهتر هے اور اس کی بندگی حاکمی پر مبتلا هے آگے رجوع به قصه هے بس باهم کنایاتون سے راز کو پوشیده رکھتے تهے وه بصد خوف حق کے سوا راز کا محرم نه تها اور آه کا بجز آسمان کے کوئی همدم نه تها وه آپس مین اصطلاحین رکھتے تهے واسطے آنے خبر کے آگے حقائق هین یه زبان مرغان اولیا کی سیکھی عام نے اور کر و فر جاه و حشم جمع کئے یه کلام صوت آواز مرغان هے اور جان مرغون کی غافل هین مرد خام یعنی ریاکارون نے باتین اولیاء الله کی سیکھی هین اور کر و فر کرتے هین مگر اس کے معنی کو نهین جانتے هین باقی حال آگے هے فافهم ۱۲ ف۳ کان سلیمان الخ ۵ شعر سلیمان کهان هے جو بانگ طیور کی جانتے اگرچه دیو ملک لے مگر آخر دور هے دیو هم شکل سلیمان هے ظاهر اور علم اسکا مکر هے علمنا کهان هے جو سلیمان شاد و خوش ساتھ خدا کے منطق الطیر اسکو علمنا سے تها تو مرغ هوائی کا کلام سمجھ که تو نے مرغ من لدن نهین دیکھا هے بلکه سیمرغون کی وه سرا گوه قاف کا هے هر ایک خیال کا اس جا کب هاتھ پهونچا یعنی ریاکار اگرچه باتین اولیا کی کرتے هین مگر معنی سکے نهین جانتے هین که دیو اگرچه ظاهر سلیمان هوتا هے مگر کلام مرغون کا کب جانتا هے باقی حال آگے هین فافهم ۱۲

چون سلیمان از خدا بشاش بود ‌ ‌ منطق الطیرے زعلمناش بود
تو ازان مرغ ہوائی فہم کن ‌ ‌ کہ ندیدستی طیور من لدن
جای سیمرغان بود آن سو قاف ‌ ‌ ہر خیالی را نباشد دست یاف
ہر خیالی را کہ دید آن اتفاق ‌ ‌ انگہش بعد العیان افتد فراق
نے فراق قطع بہر مصلحت ‌ ‌ کایمن است از ہر فراق آن منقبت
بہر استبقای آن جسم چو جان ‌ ‌ لحظۂ در ابر خور گردد نہان
بہر استبقای آن رومی جسد ‌ ‌ آفتاب از برف یکدم درکشد
بہر جان خویش جوز ایشان صلاح ‌ ‌ ہین مدزد از حرف ایشان اصطلاح
آن زلیخا از سپندان تا بعود ‌ ‌ نام جملہ چیز یوسف کردہ بود
نام او در نامہا مکتوم کرد ‌ ‌ محرمان را سر آن معلوم کرد
چون بگفتی موم ز آتش نرم شد ‌ ‌ این بدی کان یار با ما گرم شد
ور بگفتی مہ برآمد ست گر بید ‌ ‌ ور بگفتی سبز شد آن شاخ بید
ور بگفتی آبہا خوش می طپند ‌ ‌ ور بگفتی خوش ہمی سوزد سپند
ور بگفتی برگہا خوش می تنند ‌ ‌ دست برہم رقص وستی میکنند
ور بگفتی گل بہ بلبل راز گفت ‌ ‌ ور بگفتی شہ سر شہباز گفت
ور بگفتی چہ ہمایون ست بخت ‌ ‌ ور بگفتی کہ برافشانید رخت
ور بگفتی کہ سقا آورد آب ‌ ‌ ور بگفتی ہین برآمد آفتاب

جو سلیمان شاد و خوش تھا باخدا ‌ ‌ منطق الطیر اسکو علمنا سے تھا
تو سمجھ مرغ ہوائی کا سخن ‌ ‌ کہ نہ دیکھا تو نے مرغ من لدن
جلے سیمرغون کی وہ سو قاف کا ‌ ‌ ہر خیال اُس جا پہ کب دست رسا
اتفاقاً[۱] وہ دکھا جس خیال کو ‌ ‌ ہجر اک بعد العیان کا اسکو ہو
نے فراق قطعی بلکہ واسطے ‌ ‌ مصلحت کے امن ہر فرقت سے ہے
باقی رہتے جسم جون جان کیلئے ‌ ‌ ابر مین پنہان ہوا یہ شمس ہے
جسم رومی کی بقا کے واسطے ‌ ‌ شمس پنہان اکدم ہو برف سے
جان کی خاطر اپنی لی اُنسے صلاح ‌ ‌ مت چرا اُن کے حروف اصطلاح
اُس[۲] زلیخا نے سپند و عود تا ‌ ‌ نام جملہ چیز کا یوسف رکھا
رکھا اُسکا نام نامون مین چھپا ‌ ‌ محرمون کو راز وہ بتلا دیا
کہتی جو موم آگ سے نرم اب ہوا ‌ ‌ ہوتا یہ کہ یار بس گرم اب ہوا
کہتی[۳] گر وہ ماہ نکلا دیکھ لو ‌ ‌ کہتی گر اب شاخ ہوئی ہے سبز وہ
کہتی گر تڑپے ہے خوش آب روان ‌ ‌ کہتی گر جلتا ہے خوش اسپند یان
کہتی گر پتے ہین بہتر کودتے ‌ ‌ ہین بجاتے تالیان اور ناچتے
کہتی گر بلبل نے گل سے سر کہا ‌ ‌ کہتی گر شہباز بولا سر شاہ
کہتی گر کہ کیا ہمایون بخت ہے ‌ ‌ کہتی گر کہ اُس نے پھینکا رخت ہے
کہتی گر لایا پلانے کو ہے آب ‌ ‌ کہتی گر کہ جا نو نکلا آفتاب

۱ اتفاقاً الخ ۵ شعر اتفاقاً وہ سیمرغ جس خیال کو دیکھا ایک فراق بعد العیان اس کو ہوا نہ فراق قطعی بلکہ واسطے مصلحت کے کہ امن ہر فرقت سے ہے جسم جون جان سکے باقی رہنے کے واسطے شمس ابر مین پنہان ہوا ہے جسم روحی کی بقا کے واسطے شمس پنہان ایک دم برف سے ہو اپنی جان کی خاطر ان سے صلاح لی اور ان کے حروف اصطلاح کو مت چھوڑ یعنی اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کر کہ جان اس سے ہمیشہ باقی رہے اور ان کے حروف اصطلاح مت چھوڑ کہ اس مین ضرر ہو آگے مثال ہے فافہم ۱۲ ۲ اس زلیخانے الخ ۶ شعر اس زلیخا نے سپند و عود تک تمام جملہ چیز کا یوسف رکھا اس کا نام نامون مین چرا رکھا اور محرمون کو وہ راز بتلا دیا جو کہتے کہ اب موم آتش سے نرم ہوا یہ اشارہ ہوتا کہ اب یار گرم ہوا اور کہتی کہ وہ ماہ نکلا دیکھ لو اور اگر کہتی کہ اب وہ شاخ سبز ہوئی ہے اگر کہتی ہے کہ آب روان خوش تڑپتا ہے اور اگر کہتی کہ اسپند یہان خوش جلتا ہے اگر کہتی کہ پتے سبز کودتے ہین اور تالیان بجاتے و ناچتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ کہتی گر الخ ۷ شعر اگر کہتی کہ بلبل سے گل نے بھید کہا اگر کہتی کہ شہباز نے بھید شاہ کا کہا اگر کہتی کہ کیا ہمایون بخت ہے اگر کہتی کہ اس نے پھینکا رخت ہے اگر کہتی کہ آب پلانے کو ملایا ہے اگر کہتی کہ جانو آفتاب نکلا ہے اگر کہتی کہ کل شب کو ہانڈی پک گئی یا کہ اس سے کل حاجت پوری ہوئی اگر کہتی کہ نان و نمک موجود ہے اگر کہتی کہ فلک پر عکس ہوتا ہے اگر کہتی کہ درد میرے سر مین ہے اگر کہتی کہ درد سر مجھے خوش ہے پس اس سے محرم جانتے کہ کیا کہا کہ موافق سے مخالفت مل گیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ور بگفتی دوش دیگے پختہ اند / یا جوانج از پزش یک لخت اند
ور بگفتی ہست نا نہانی و نمک / ور بگفتی عکس مے گردد فلک
ور بگفتی کہ بدرد آمد سرم / ور بگفتی درد سر شد خوشترم
محرمان را زان خبر بد کہ چہ گفت / کہ مخالف با موافق گشت جفت
گر ستودی اعتناق او بدی / ور نکوہیدی فراق او بدی
صد ہزاران نام اگر برہم زدی / قصد او وخواہ او یوسف بدی
گرسنہ بودی چو گفتی نام او / میشدی سرمست وسیر از جام او
تشنگی از نام او ساکن شدی / نام یوسف شربت باطن شدی
ور بدی دردیش زان نام بلند / درد او در حال گشتی سودمند
وقت سرما بودی او را پوستین / این کند در عشق نام دوست این
عام میخوانند ہر دم نام پاک / این عمل نبود چو نبود عشق ناک
آنچہ عیسی کردہ بود از نام ہو / می شدی پیدا ورا از نام او
چونکہ با حق متصل گردید جان / ذکر آن اینست ذکر اینست آن
خالی از خود بود وپر از عشق دوست / پس ز کوزہ آن تراود کاندر وست
خندہ بودی زعفران وصل داد / گریہ بوہاے پیاز اندر بعاد
ہر سرے را ہست در دل صد مراد / این نباشد مذہب عشق و وداد
یار آمد عشق را روز آفتاب / آفتاب آن روے را ہمچون نقاب
آنکہ نشناسد نقاب از روی یار / عابد الشمس ست دست از وی بدار

کہتی گر کل شب کو ہانڈی پک گئی / یا کہ حاجت اسکی کل پوری ہوئی
کہتی گر موجود ہے نان و نمک / کہتی گر بر عکس ہوتا ہے فلک
کہتی گر کہ درد میرے سر مین ہے / کہتی گر کہ درد سر ہی خوش مجھے
اس سے محرم جانتے کہ کیا کہا / کہ موافق سے مخالف مل گیا
اچھا[1] اگر کہتی تو ہوتا اسکا وصل / گر برا کہتی تو ہوتا اس کا فصل
لیتی گروہ نام صدہا چیز کے / ہوتی یوسف سے مراد اسکی وے
بھوکی ہوتی لیتی اُس کا نام جو / سیر و بدمست ہوتی جام سے اسکے وہ
تشنگی نام اُس کے سے ہوتی فنا / نام یوسف ہوتا شربت جان کا
درد اگر ہوتا اُسے اس نام سے / فائدہ دیتا اسی دم درد سے
پوستین جاڑے مین بس ہوتا اسے / یار کا نام عشق مین کرتا یہ ہے
عام[2] پڑھتے ہر گھڑی ہین نام پاک / کب عمل یہ ہو نہ ہو جو عشق ناک
نام ہو سے جو کہ عیسی نے کیا / اسکو نام اسکے سے وہ ظاہر ہوا
جو ہوئی جان متصل اللہ سے / ذکر وہ اُس کا یہ اسکا ذکر ہے
خالی خود سے پر تھا عشق دوست سے / وہ ہی ٹپکے جو کہ پر کوزہ مین ہے
ہنسنا بوئے زعفران وصل ہے / رونا بوئے بد پیاز فصل ہے
سو مراد دین دل مین ہر اک سر رکھے / عشق کا مذہب نہین ہوتا یہ ہی
عشق[3] کو روز یار ہے یا آفتاب / آفتاب اس رو کا ہی مثل نقاب
جو نجانے یار کی روئے نقاب / بھاگ اُس سے گروہ پوجے آفتاب

[1] اچھا اگر کہتی الخ ۶ شعر اگر اچھا کہتی تو اسکا وصل ہوتا اور اگر برا کہتی تو اسکا فصل ہوتا اگر وہ صدہا چیز کے نام لیتی اسکی مراد یوسف ہوتی بھوکی ہوتی اور جو اس کا نام لیتی سیر و بدمست ہوتی اس کے جام سے اس کے نام سے تشنگی فنا ہوتی کہ نام یوسف ہوتا شربت جان کا اگر اسے درد ہوتا اس نام سے فائدہ دیتا اس دم درد اسے بس اس کو جاڑے مین پوستین یار کا نام عشق مین یہ کرتا ہے یعنی یار کے نام سے عاشق کو تسکین ہوتی ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ [2] عام پڑھتے الخ ۶ شعر نام پاک عام پر ہر گھڑی پڑھتے ہین یہ عمل کب ہو جو عشق ناک نہ ہو جو کہ عیسی نے نام ہو سے کیا وہ اس کے نام سے ظاہر ہوا جو جان متصل اللہ سے ہوئی وہ ذکر اسکا اور یہ ذکر اسکا ہے خود سے خالی وعشق و دوست سے پر تھا جو کوزہ مین پر تھا جو کوزہ مین پر ہے وہ ہی ٹپکتا ہے یعنی یوسف اعم کے نام سے بی بی زلیخا کو وہ اثر ہوتا تھا جو ذکر حق سے عاشق کو وصل ہوتا ہے کہ ذکر و مذکور ایک ہو جاتا ہے بقول اسکے کہ من کان للہ کان اللہ لہ آگے مثال ہے بوے زعفران وصل ہنسنا ہے اور بوے بد پیاز فصل رونا ہے سو مراد دین دل مین ہر ایک سر رکھتا ہے عشق کا مذہب یہ نہین ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] عشق کو الخ ۲ شعر وہ عشق یار ہے آفتاب سے اور آفتاب اس رو کا مثل نقاب کے ہے جو نقاب کو یار کی روے سے نجانے تو اس سے بھاگ وہ آفتاب پرست ہے روزہ اور دوزخی عاشق کی بھی نہ ہوگی دل بھی وہ اور دلسوزی عاشق بھی نہ ہو آگے مثال ہے ماہیون کو نقد عین آب ہی نان و آب وجامہ و دار و خواب ہے وہ شیر پستان سے مانند کودک کے پیٹے دونون عالم مین بجز شیر کے نجانے طفل جانتا ہے اور جانتا ہے شیر کو کہ اسرافت راہ نہ ہووے تدبیر کہ کر دنا مہ روح کو احمق کرتے کتا نیائے فلاح و مفتوح کو یعنی عشق کو بار ہو روآفتاب ہے اور آفتاب اُس رو کا نقاب ہے جو نقاب کو یار مین فرق نجانے وہ صورت پرست ہے اسکو مشاہدہ رو کا حاصل نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

روز او و روزی عاشق هم او	دل هم او دلسوزی عاشق هم او	روزہ اور روزی عاشق کی بھی وہ	دل بھی وہ دلسوزی عاشق کی بھی وہ
ماهیان را نقد شد از عین آب	نان و آب و جامه و دارو و خواب	ماہیون کو نقد عین آب ہے	نان و آب و جامہ دارو خواب ہی
همچو طفل ست او ز پستان شیرگیر	می نداند در دو عالم غیر شیر	شیر پستان سے وہ جون کودک پئے	جانے دو عالم مین نے غیر خوار کے
طفل داند هم نداند شیر را	راه نبود این طرف تدبیر را	طفل جانے اور نہ جانے شیر کو	رہ نہ ہووے اس طرف تدبیر کو
گیج کرد این گنج نام روح را	تا بیابد فاتح و مفتوح را	گردنا مہ کردے احمق روح کو	تا نہ پائے فاتح و مفتوح کو
گیج نبود در روش بلکه اندر ره	حاملش دریا بود نے سیل و جو	نے روش مین ہو حمق بل درمیان[۱]	بحر حامل اس کا نے جوئے روان
چون بیاید او که یابد گم شود	همچو سیلے غرقهٔ قلزم شود	جبکہ وہ آئے کہ پائے گم ہووے	سیل کے مانند غرقۂ بحر ہو
دانه چون گم کرد انگه طین شود	تا نه مردے زر ندارم این بود	خاک ہووے جبکہ دانہ گم ہوا	تو مرا جب تک نہین نے زر دیا

بیطاقت شدن کمادر بزرگ تر بعد از مدتی و متواتر شدن در بلاد چین در شهر تخت گاه و گفت که من رفتم الوداع تا خود را بر شاه چین عرضه کنم

۵ یا بپای رسانم مقصود مرا
یا سر بنهم همچو دل از دست اینجا

بیطاقت ہونا بڑے بھائی کا بعد مدت کے اور پے در پے جانا ملک چین مین شہر تختگاہ او کہا کہ مین رخصت ہو کر جاتا ہون تا کہ اپنے کو شاہ چین پر ظاہر کردون

۵ یا مطلب و مقصود کو پہونچاؤن بانجام
یا سر مین رکھون ہاتھ سے دل اس جا

آن بزرگین گفت کای اخوان من	ز انتظار آمدم بلب این جان من	[۵] وہ بڑا بولا کہ اے بھائی مرے	انتظاری سے مری جان لب پہ ہے
لاابالی گشته ام صبرم نماند	مر مرا این صبر آتش نشاند	لاابالی ہون نہ صبر اب ہے مجھے	مجھکو آتش پہ رکھا اس صبر نے
طاقت من زین صبوری طاق شد	واقعه من عبرت عشاق شد	میری طاقت اس صبوری سے گئی	مجھسے عبرت عشقبازون کو ہوئی
من ز جان سیر آمدم اندر فراق	زنده بودن در فراق آمد نفاق	سیر مین جان سے ہوا اندر فراق	اور بس فرقت مین جینا ہی نفاق

[۱] نے روش مین تا آخر ۳ شعر روش مین احمق نہین ہے بلکہ درمیان مین ہے کہ بحر اس کا حامل ہے نہ جوئے روان جب کہ وہ آئے کہ پالے وہ گم ہو سیل کی مانند غرق بحر ہو جب کہ دانہ گم ہوا خاک ہووے تو مرا نہین جب تک مین نے زر نہین دیا یعنی جب تک تو فنا یار مین نہ ہووے یار تجھ کو نہ ملے آسکے بڑے بھائی کا ملک چین کو جانے کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۵] وہ بڑا آخر شعر وہ بڑا بولا کہ اے بھائی میرے انتظاری سے میری جان لب پہ ہے مین لاابالی ہون مجھ کو صبر نہین ہے کہ مجھ کو آتش پہ اس صبر نے رکھا ہے میری طاقت اس صبوری سے گئی اور مجھ سے عبرت عاشقون کو ہوئی مین فراق مین جان سے سیر ہوا اور فرقت مین جینا نفاق ہے مجھ کو درد فرقت کب تک مارے میرا سر کاٹ کہ تا عشق مجھے سر بخشے زندہ عشق سے میرا دین ہے جان و سر سے زندہ رہنا ننگ تیغ عاشق کی جان سے گرد روب ہے کیونکہ تلوار محو کرنے والی گناہون کی آئی ہے یعنی عاشق قتل کو اپنا گرد روب جانتا ہے کہ وجود کا دور ہونا گویا درح کا صاف ہونا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چند دردِ فرقتش بکشد مرا ۔ سر ببر تا عشق بخشد سر مرا
درد فرقت کب تلک مارے مجھے ۔ کاٹ سر تا عشق سر بخشے مجھے

دین من از عشق زندہ بودن است ۔ زندگی زین جان و سر ننگ من است
دین مرا ہے زندہ ہونا عشق سے ۔ زندہ رہنا جان و سر سے ننگ ہے

تیغ ہست از جان عاشق گرد روب ۔ زانکہ سیف افتاد محاء الذنوب
تیغ ہے عاشق کی جان سے گرد روب ۔ کیونکہ آئی سیف محاء الذنوب

چون غبار تن بشد ماہم بتافت ۔ ماہ جان من ہوای صاف یافت
ماہ چمکا جو غبار تن گیا[۱] ۔ مہ ہوا جان کا ہوا سے بس صفا

عمرہا بر چنگ عشقت ای صنم ۔ ان فی موتی حیاتی میزنم
تیرے چنگ عشق پر گایا سدا ۔ ان فی موتی حیاتی باصدا

دعوی مرغابی کرد است جان ۔ کے ز طوفان بلا دارد امان
دعوی مرغابی کا جو جان نے کیا ۔ امن کب پائے بطوفان بلا

بط را ز اشکستن کشتی چہ غم ۔ کشتیش بر آب بس باشد چہ غم
ٹوٹنے کشتی سے کیا غم بط کو ہو ۔ اسکی کشتی پاؤں ہی بس آب پے

زندہ زین دعوی بود جان و تنم ۔ من ازین دعوی چگونہ تن زنم
زندہ اس دعوی سے ہی تن جان مری ۔ کب وہ اس دعوی سے ہی تن جان مری

خواب می بینم و لیکن خواب نے ۔ مدعی ہستم و لے کذاب نے
دیکھتا ہوں خواب میں پر خواب نے ۔ مدعی ہوں میں و لے کذاب نے

گر مرا صد بار تو گردن زنی ۔ ہمچو شمع بر فزودم روشنی
مارے گر سو بار گردن میری تو ۔ میں بڑھاؤں مثل شمع نور کو

آتش از خرمن بگیرد پیش و پس ۔ شب روان را خرمن آن ماہ بس
آگ گر خرمن کو پکڑے پیش و پس[۲] ۔ شب روون کو خرمن اس مہ کا ہی بس

کردہ یوسف را نہان و مختبی ۔ حیلت اخوان ز یعقوب نبی
کر دیا یوسف کو پنہان مکر نے ۔ بھائیوں کے حضرت یعقوب سے

خفیہ کردندش ز حیلت سازئے ۔ کرد آخر پیرہن غمازئے
حیلہ سازی سے کیا ان کو خفی ۔ عاقبت غمازی پیراہن نے کی

آن دو گفتندش نصیحت در سمر ۔ کہ مکن ز اخطار خود را بے خبر
پند کے قصہ میں دونوں بھائی نے ۔ بیخطر خطروں سے خود کو مت رکھے

ہین مخور این زہر از جلاب شک ۔ ہین منہ بر ریشہای ما نمک
مت ہمارے زخم پر تو رکھ نمک ۔ اور نہ کھا اس زہر کو از راہ شک

جز بتدبیر یکے شیخ خبیر ۔ چون روی چون نبودت قلب بصیر
شیخ آگہ کی بجز تدبیر کے ۔ دل نہ ہو بینا کو کیسے جا سکے

وای آن مرغے کہ ناروئیدہ پر ۔ بر پرد بر اوج افتد در خطر
مرغ ایسا[۳] کہ نہ پر اس کے اگے ۔ گر اڑے بالا خطر میں وہ گرے

عقل باشد مرد را بال و پری ۔ چون ندارد عقل باشد ابتری
عقل ہوتی مرد کی ہے بال و پر ۔ جو نہ رکھے عقل وہ ہووے بتر

---

[۱] ماہ چمکا الخ ۷ شعر جو غبار تن کا گیا تو ماہ چمکا اور ماہ جان کا ہوا سے صاف ہوا تیرے چنگ پر صدا گایا آواز سے ترجمہ تحقیق موت حیات ہے میری جو جان نے دعوی مرغابی کا کیا امن کب پائے طوفان بلا سے آگے اس کی مثال ہے بط کو کشتی ٹوٹنے سے کیا غم ہے اس کے پاؤں کشتی ہیں آب پر زندہ اس دعوی سے تن و جان میری ہے کب وہ اس دعوی سے خاموش ہو میں خواب دیکھتا ولیکن خواب نہیں مدعی ہوں ولیکن کذاب نہیں اگر تو سو بار میری گردن مارے میں شمع کے مانند نور کو بڑھاؤں یعنی عاشق کو موت میں زندگی ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ [۲] آگ کر الخ ۶ شعر اگر آتش خرمن کو پیش و پس پکڑے اس ماہ کا خرمن شب روون کو بس کرتا ہے یوسف عم کو نہان کر دیا اس مکر نے بھائیوں کے حضرت یعقوب عم سے حیلہ سازی سے اسکو پوشیدہ کیا آخرکار پیراہن نے غمازی کی آگے رجوع بقصہ ہے دونوں بھائی نے قصہ میں پند کی کہ خود کو خطروں سے بے خبر مت رکھے ہمارے زخم پر نمک مت رکھ اور اس زہر کو از راہ شک کے مت کھا بجز شیخ آگاہ کے تدبیر کے دل بینا نہ ہو تو کیسے جا سکے آگے مثال اس کی ہے فافہم ۱۲ [۳] مرغ ایسا الخ ۲ شعر ایسا مرغ کہ اس کے پر نہ اگے اگر اوپر اڑے وہ خطرہ میں گرے مرد کی عقل بال و پر ہوتی ہے جو عقل نہ رکھے وہ بدتر ہووے یا مظفر یا مظفر تلاش کرتا رہ یا منظر دو یا منظر در تلاش کرتا رہ بغیر کلید عقل کے یہ دروازہ کوٹنا خواہش سے صواب نہیں ہے ایک عالم دیکھ کہ دام میں از راہ ہوا کے ہے اور جملہ زخم ہم رنگ دوا کے ہے یعنی بے رہبری عقل کے راہ سلوک چلنا از راہ ہوا کے ضلالت میں پڑتا ہے آگے مثال ہو ایک سینہ تک کھڑا ہے مرگ کے مانند اور اس کے منہ میں شکار کے واسطے اک برگ ہو گھاس کے اندر گھاس کی مانند کھڑا ہو کہ مرغ جانے وہ شاخ گھاس کی ہو باقی حال آگے ہو فافہم ۱۲

یا مظفر یا مظفر جوی باش	یا نظر در یا نظر درجوی باش	یا مظفر یا مظفر کر تلاش	یا نظر در یا نظر در کر تلاش
بے ز مفتاح خرد این قرع باب	از ہوا باشد نہ از روی صواب	بے کلید عقل یہ در کو ٹھنا	ہے ہوا سے نے صواب اے بے ولا
عالمے در دام می بین از ہوا	وز جراحتہاے ہمرنگ دوا	دیکھ عالم دام مین ہے با ہوا	اور جملہ زخم ہمرنگ دوا
ایستادہ مار بر سینہ چو مرگ	در دہانش بہر صید اشگرف برگ	سانپ سینہ تک کھڑا ہے مثل مرگ	منھ مین اسکے صید کے خاطر ہے برگ
در حشایش چون حشیشی او بپاست	مرغ پندارد کہ آن شاخ گیاست	گھاس مین وہ گھاس کی صورت کھڑا	مرغ جانے کہ وہ ہے شاخ گیا
چون نشیند بہر خور بر روی برگ	بس فتد اندر دہان مار مرگ	بیٹھے جو کھانے کو وہ پر برگ کے	گر پڑے منھ مین وہ مار مرگ کے
کردہ تمساحی دہان خویش باز	گرد دندانہاش کرمان دراز	کھولا منھ کو اک مگر نے آب کے	اور کیا کیڑون کو ظاہر دانت پے
از بقیہ خور کہ در دندانش ماند	کرمہا روئیدہ بر دندان فشاند	باقی کھانا جو تھا اندر دانت کے	کیڑے پیدا اُس سے دانتون مین ہوئے
مرغ کان بیند کرم و قوت را	مرغ پندارند آن تابوت را	مرغ دیکھین کرم کو اور قوت کو	اور چراگاہ جانین اس تابوت کو
چون دہان پر شد ز مرغ او ناگہان	در کشد شان و فرو بندد دہان	جب وہ ہن پر مرغ سے ہو ناگہان	انکو نگلے بند کرے وہ دہان
این جہان پر ز نقل و پر ز نان	چون دہان باز آن تمساح دان	اس جہان پر نقل اور پر نان کو	جون کھلے منھ کا مگر اک جان تو
بہر کرم طعمہ اے روزی تراش	از فن تمساح دہر ایمن مباش	کیڑے طعمہ کے لئے ایمن نہ ہو	مکر دنیا کے مگر سے نان جو
روبہ افتد پہن اندر زیر خاک	بر سر خاکش حبوب دردناک	لیٹتی روبہ ہے نیچے خاک کے	اور دانے ڈالتی ہے خاک پے
تا بیاید زاغ غافل سوی آن	پای او گیرد بمکر آن مکر دان	تا کہ آئے زاغ غافل اسکی سو	مکر سے وہ پکڑے اُسکے پانون کو
صد ہزاران مکر در حیوان چو ہست	چون بود مکر بشر کو مہتر است	مکر حیوان سیکڑون رکھتے ہین جو	پس بشر غالب کا کیسا مکر ہو
مصحفے بر کف چو زین العابدینؓ	خنجر پر زہر اندر آستین	ہاتھ پر قرآن جو زین العابدین	خنجر پر زہر اندر آستین
گویدت خندان کہ ای مولاے من	در دل او بابلی پر سحر و فن	تجھکو کہوے ہنس کے ای مولا مرے	اک وہ بابل پر سحر دل مین رکھے
زہر قاتل صورتش شہد است و شیر	ہین مرو بے صحبت پیر خبیر	زہر قاتل صورت اسکی شہد و شیر	جائے مت بے صحبت پیر خبیر
جملہ لذات ہوا مکر است و زرق	سوز تاریکی ست گرد نور برق	سب ہوا کی لذتین مکر و دغا	گرد نور برق ظلمت اور جفا

۵۱ بیٹھے آلخ ے شعر جو کھانیکو برگ پر بیٹھے وہ گر پڑے منھ مین مار مرگ کے ایک مگر نے آب کے منھ کھولا اور کیڑونکو دانت پر ظاہر کیا جو کھانا باقی اندر دانت کے تھا تو کیڑے اسکے دانتون مین پیدا ہوئے مرغ دیکھین کرم کو و قوت کو اور چراگاہ اُس تابوت کو جانے جب وہ ہن مرغون سے پر ہو تا ناگاہ انکو نگلے اور بند کرے وہ دہان آگے اس کے حقائق ہین اس جہان پر نقل اور پر نان کو مانند ایک مگر کھلے منھ کے جان کیڑے طعمہ کے واسطے امین مت ہو مکر دنیا کے مگر سے اے نان جو یعنی یہ دنیا ایک نہنگ پر مکر ہے اس سے امین نہ ہو آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۲ لیٹتی روبہ آلخ ۶ شعر روبہ لیٹتی ہے نیچے خاک کے اور دانہ خاک پر ڈالتی ہے تاکہ زاغ غافل اسکے سو آئے اور مکر سے اُسکے پانون کو پکڑے جو حیوان مکر سیکڑون رکھتے ہین پس بشر غالب کا مکر کیسا ہوگا ہاتھ پر قرآن مانند زین العابدین کے اور خنجر پر زہر اندر آستین کے ہے تجھکو ہنسکر کہے کہ ای مولی میرے کہ وہ ایک بابل پر سحر دل مین رکھتا ہے وہ زہر قاتل صورت اسکی شہد و شیر پس تو مت جا بغیر صحبت پیر خبیر کے یعنی مکر انسانون کا بڑا ہے تو کب جان سکے پس تو بجز مرشد کے راہ سلوک مت چل آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ سب ہوا کی آلخ ۶ شعر سب ہوا کی لذتین مکر و دغا ہین جیسے گرد نور برق کے ظلمت و جفا ہے نور برق کوتہ اور کرب و مجاز ظلمت اس کی گرد اور راہ تیری دراز اُس کے نور مین نہ تو خط پڑھ سکے اور نہ منزل مین تیرا گھوڑا بڑھ سکے ولیکن وہ گناہ ہے کہ تو ہو مین برق رہا اور بجھ سے منھ چھپائے انوار شرق نے وہ آفتاب تیرے دل پر غصہ ہو کہ عطا وجے سے کیون نور و تاب لیا تجکو مگر برق بے دلیل کھینچے کہ ظلمت شب میل دشت مین ہے یعنی ہوا کی روشنی مثل نور برق کے قلیل ہے تو اس کا خواہشمند نہ ہو کہ اُس کے گردا گرد ظلمت ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

برق نور کوتہ و کذب و مجاز ۔ گرد او ظلمات و راہ تو دراز
نے بہ نورش نامہ تانی خواندن ۔ نے بمنزل اسپ تانی راندن
لیک جرم آنکہ باشی رہن برق ۔ از تو رو اندر کشد انوار شرق
خشم گیرد بر دلت آن آفتاب ۔ کہ تو جوئی از عطارد نور و تاب
می کشاند مکر برقت بے دلیل ۔ در مفازہ مظلمی شب میل میل
بر کہ اُفتی گاہ بر جوا فتی ۔ گہ بدان سو گہ بدین سو او فتی
خود نہ بینی تو دلیل ای راہ جو ۔ ور بہ بینی رو بگردانی از و
من سفر کردم درین رہ شصت میل ۔ مر مرا گمراہ گوید آن دلیل
گر نہم من گوش سوی آن شگفت ۔ زام او را ہم ز سر باید گرفت
من درین رہ عمر خود کردم گرو ۔ ہرچہ بادا باد اے خواجہ برو
راہ کردی لیک در ظنی چو برق ۔ عشر آن رہ کن پی وحی چو شرق
ظن لایغنی من الحق خواندہ ۔ در چنان برقی ز شرقی ماندہ
ہین در آ در کشتی ما اے نژند ۔ یا کہ آن کشتی باین کشتی بہ بند
گوید او چون ترک گیرم گیر و دار ۔ چون روم من در طفیلت طفل وار
کور با رہبر بہ از تنہا یقین ۔ زان یکے ننگ ست و صد ننگ ست ازین
می گریزی از پشہ در کژدمی ۔ می گریزی از نمی در یمی
می گریزی از جفاہای پدر ۔ در میان لوطیان شور و شر
می گریزی ہمچو یوسف ز اندہی ۔ تا ز نرتع نلعب افتی در چہی

کوتہ نور برق اور کذب و مجاز ۔ ظلمت اُسکی گرد رہ تیری دراز
نور مین اُس کے نہ خط تو پڑھ سکے ۔ نے ترا منزل مین گھوڑا بڑھ سکے
پر گنہ وہ ہی رہا تو رہن و برق ۔ اور چھپائے تجھ سے منہ انوار شرق
تیرے دل پر خشم ہو وہ آفتاب ۔ کہ عطارد سے لیا کیون نور و تاب
تجھکو مکر برق کھینچے بے دلیل ۔ ظلمت شب دشت مین ہی میل میل
[1]گہ گرے کہ پر گہہ جو پر گرے ۔ گاہ اُس سو گاہ اِس سو پر گرے
خود نہ دیکھے تو دلیل ای راہ جو ۔ گر تو دیکھے مُنھ کو پھیرے اپنے تو
مین چلا اس راہ مین ہون ساٹھ میل ۔ مجھکو گمراہ کہتی ہے سب وہ دلیل
کان رکھون گر مین اِس نایاب پے ۔ اس کو لائق ہے پکڑنا حکم سے
عمر اس رہ مین کری مینے گرو ۔ جو کچھ ہونا ہو سو ہو خواجہ چلو
رہ چلا از رہ گمان وہ مثل برق ۔ عشر رہ چل بہر وحی مثل برق
ظن لایغنی من الحق کو پڑھا ۔ ایسے تو برقی و شرقی سے رہا
[2]آ تو کشتی مین مری ای زشت خو ۔ یا وہ کشتی باندھ اس کشتی سے تو
وہ کہے کیونکر مین چھوڑون گیر و دار ۔ کیون چلون تیرے طفیل اب طفل وار
کور با رہبر ہے تنہا سے نکو ۔ ایک ننگ اس سے ہی اس سے ننگ سو
بھاگتا مچھر سے تو بچھو کی سو ۔ بھاگتا نم سے سوے دریا ہی تو
بھاگتا ہے تو جفا سے باپ کے ۔ لوطیون کے درمیان جاتا تو ہے
بھاگتا ہے مثل یوسف غم سے تو ۔ نرتع و نلعب سے چہ مین جائے تو

[1] گہ گرے الخ یہ شعر کبھی گرے کوہ پر و کبھی جو پر گرے کبھی اُس سو و کبھی اس سو گرے ای راہ جو تو خود دلیل نہ دیکھے اور اگر تو دیکھے اپنے مُنھ کو پھیرے مین اس راہ سے ساٹھ میل چلا ہون مجکو پس وہ دلیل گمراہ کہتی ہے اگر مین اس نایاب پر کان رکھون اس کو حکم سے پکڑنا لائق ہے مین نے عمر اسی راہ مین گرو کری ہے جو کچھ ہونا ہو سو ہو خواجہ چلو از راہ گمان کے راہ چلا مثل برق کے عشر راہ چل واسطے وحی کے شرق کے مانند ظن لایغنی من الحق کو پڑھا تو برقی و شرقی سے رہا یعنی تو راہ سلوک گمان پر چلا اور رہبر مرشد سے محروم رہا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] آ تو کشتی مین الخ ۶ شعر میری کشتی مین آ کر یا وہ کشتی باندھ تو اس کشتی سے وہ کہے کہ مین کیونکر چھوڑون گیر و دار اور تیرے طفیل کیون چلون طفل کے مانند کور با رہبر تنہا سے بہتر ہے اس سے ایک ننگ اور اس سے سو ننگ ہے آگے مثال ہے تو بھاگتا مچھر سے ہے بچھو کی طرف اور بھاگتا نم سے ہے دریا کی طرف تو باپ کی جفا سے بھاگتا ہے اور لوطیون کے درمیان جاتا ہے تو غم سے مثل یوسف کے بھاگتا ہے اور کھیل کود سے چاہ مین جاتا ہے یعنی اندھا رہبر بہتر ہے تنہا رو سے کہ اپنی دلیل پر جائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

زین تفرج در چه افتی همچو او | مر ترا لیک آن عنایت یار کو
اس ساچہ مین تو گرے اُس پیر سے | یار کی پردہ عنایت کب ہے تجھے

کو نبودی آن بدستوری پدر | بر نیاوردی ز چه تا حشر سر
گر نہ ہوتی اذن سے وہ باپ کے | نے نکلتا حشر تک وہ چاہ سے

آن پدر رہبر دل او اذن داد | گفت چون اینست مصلحت خیر باد
دی اجازت اُسکی خاطر باپ نے | بولا جو رغبت ہی خیر اب ہو تجھے

ہر ضریرے کز مسیحی سر کشد | او جهودانه بماند از رشد
جو کوئی اندھا مسیح سے پھیرے سر | وہ جہودانہ رہے بے بہرہ تر

قابل ضو بود گرچه کور بود | شد ازین اعراض او کور و کبود
نور کے قابل تھا اندھا گرچہ تھا | اپنے روگردان سے وہ اندھا ہوا

گویدش عیسی بزن بر من تو دست | ای عمی کحل ضریری با من ست
کہوے عیسی مجھ سے اے اندھے تو ہے | سرمہ اندھے پن کا میرے پاس ہے

از من ار کوری بیابی روشنی | بر قمیص یوسف جان بر زنی
گر ہے اندھا روشنی مجھ سے ملے | پیرہن سے یوسف جان کے ملے

کار و باری کت رسد بعد شکست | اندر آن اقبال و منهاج رہ است
کام کہ بعد شکست آئے تجھے | اسمین اقبال اور چراغ راہ ہے

کار و باری کہ ندارد پا و سر | ترک گیر ای پیر خر ای پیر خر
کار دنیا کہ نہ رکھے پاؤ سر | چھوڑ اسے اے پیر خر اے پیر خر

کار و باری کہ ندارد پا و دست | ترک گیر ای بوالفضول کج مست
کار دنیا کہ نہ رکھے پاؤ دست | چھوڑ اسے ای بوالفضول مت زشت

غیر پیر استاد و سرلشکر مباد | پیر گردون نے و بے پیر رشاد
غیر پیر اُستاد رہ مت ہو جیو | پیر گردون نے وہ ہادی پیر ہو

در زمان گر پیر باشد زیر دست | روشنائی دید و از ظلمت پرست
زیر سایہ پیر اگر اک دم ہوا | روشنائی دیکھی ظلمت سے چھٹا

شرط تسلیم ست نے کار دراز | سود نبود در ضلالت ترکتاز
شرط ہے تسلیم نے کام اب بڑا | نفع نے دے گمرہی مین دوڑنا

من نجویم زین سپس راہ اثیر | پیر جویم پیر جویم پیر پیر
بعدہ نے ڈھونڈھون راہ چرخ پیر | پیر ڈھونڈھون پیر ڈھونڈھون پیر پیر

پیر باشد نردبان آسمان | تیر پران از کہ گردد از کمان
پیر ہووے نردبان آسمان | تیر بھاگے کس سے بازور کمان

نے ز ابراہیم نمرود گران | کرد با کرگس سفر بر آسمان
بے خلیل اللہ نمرود دغا | کرگسون پر آسمان کی سو گیا

از ہوا شد سوی بالا او بسی | لیک بر گردون نپرد کرگسے
وہ ہوا سے جانب بالا گیا | لیک کرگس آسمان پر کب چڑھا

۵۱ اس ساچہ ۷ شعر یوسف کے مانند تو چاہ مین گرے اس پیر سے ولیکن یار کی وہ عنایت تجھے کہان ہے اگر وہ حشر تک نہین نکلتا ہے چاہ سے اس کی
طرا جازت دے باپ نے کہا جو رغبت ہے اب تجکو خیر ہو آگے مثل ہے جو کوئی اندھا مسیح سے سر پھیرے وہ جہودانہ بے بہرہ رہے نور کے قابل تھا اگرچہ
اندھا تھا اپنے روگردان سے وہ اندھا ہوا عیسی کہے مجھ سے کہ اے اندھے تو ہے سرمہ اندھے پن کا میرے پاس ہے اگر اندھا ہو تو روشنی مجھ سے ملے
پیرہن سے یوسف جان کے ملے یعنی تو یوسف کے مانند غم سے بھاگتا ہے مگر عنایت یار کی وہ کہان ہے کہ تو چاہ سے نکلے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
۵۲ کام کہ آگے ۷ شعر کام کے بعد شکست سے تجھے آئے اسمین اقبال و چراغ راہ ہے کام دنیا کا کہ پاؤ سر نہ رکھے اسکو چھوڑ اے پیر خر پیر خر کام دنیا کا
کہ پا و دست نہ رکھے اسکو چھوڑ اے ای بوالفضول زشت نہ رکھے اسکو چھوڑ مت غیر پیر استاد راست ہو جو پیر گردون نہین بلکہ پیر ہادی ہو اگر زیر سایہ پیر اکدم
روشنائی دیکھی اور ظلمت سے چھٹا شرط تسلیم ہے نہ کام بڑا کہ گمراہی مین دوڑنا نفع دے بعدہ نے ڈھونڈھون راہ چرخ پیر پیر ڈھونڈھون پیر ڈھونڈھون
پیر یعنی کام دنیا کا چھوڑ اور پیر رہبر اختیار کر کہ روشنی دیکھے و ظلمت سے چھٹے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ پیر ہوے آگے ۵ شعر پیر نردبان
آسمان ہووے کہ ترکش سے بھاگے زور کمان سے بغیر خلیل اللہ کے نمرود دغا باز کرگسون پر آسمان کی جانب گیا وہ ہوا سے جانب بلندی کے
گیا ولیکن کرگس آسمان پر کب چڑھا حضرت ابراہیم عم نے کہا کہ اے مرد سفر مین تیرا اگر گس ہون اسدم بہتر جو مجھ سے طرف بلندی کے نزدیک
ہے تو بغیر اڑنے کے تو جائے جانب آسمان کے یعنی مرشد اس کو آسمان پر پہونچا دیتا ہے از راہ دل کے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

سرنگونم هین رها کن پای من / فهم کن در جملهٔ اجزای من
اشترم من تا توانم می کشم / چون فتادم زار با کشتن خوشم
بر سر مقطوع اگر صد خندق است / پیش درد من مزاح مطلق است
من نخواهم زد گر از خوف و بیم / اینچنین طبل هوا زیر گلیم
من علم اکنون بصحرا می زنم / یا سر اندازی و یا روی صنم
حلق کان نبود سزای آن شراب / آن بریده به ز شمشیر و ضراب
دیده کان نبود ز وصلش در فره / آنچنان دیده سفید و کور به
گوش کان نبود سزای راز او / برکنش که نبود آن بر سر نکو
اندر آن دستی که نبود آن قضاب / آن شکسته پا بہ ساطور قصاب
آنچنان پاے که از رفتار او / جان نه پیوندد به نرگس زار او
آنچنان پا در حدید اولی‌ترست / آنچنان پا عاقبت درد سر است

سرنگون ہون کھول میرا پاؤن تو / کان سمجھ ہے میرے جملہ جزو کو
کھینچون اونٹ اپنے کو مین جبتک سکون / جو کرے وہ قتل سے خوش اسکے ہون
سرکٹون سے خندقین سو ہین بھری / میرے آگے درد کے اک ہی ہنسی
مین بجاؤن گا نہ بھیراب خوف سے / طبل خواہش کو نہان تو جان لے
مین بجاؤن دشت مین اب کے ملا / یا گیا سر یا صنم مجھ سے ملا
حلق جو لائق نہ اُس بادہ کے ہو / وہ کٹا بہتر ہے بس شمشیر سے
[1] آنکھ کو نے وصل سے اُسکی خوشی / ایسی آنکھ اندھی ہے بہتر اور بھلی
کان کہ نے لائق اُسکے راز کے / سر پہ وہ بہتر نہین تو کاٹ اُسے
ہاتھ کہ مال قصاب اب نے رکھے / وہ کٹا بہتر ہے بس ساطور سے
پاؤن ایسا کہ بس اُسکی چال سے / جان ملے اسکی نہ نرگس زار سے
ایسا پا زنجیر مین ہے خوب تر / ایسا پا انجام مین ہے دردسر

بیان مجاهد که دست مجاهده باز ندارد اگرچه داند که بسطت عطاے حق که آن مقصود است از طرف دیگر و بسبب عمل دیگر بدو برساند که در وهم او نبوده باشد و او درین طریق معین امید بسته همین در می زند شاید که حق تعالی آن روزی را نه در دیگر به رساند که او آن تدبیر نه کرده باشد

ویرزقه من حیث لا یحتسب العبد یدبر والله یقدر

بیان ایسے مجاہد کا کہ ہاتھ مجاہدہ سے باز نہ رکھے اگرچہ جانتا ہے کہ عطاے حق بڑی ہے وہ مقصد دوسری طرف سے بسبب عمل دوسرے کے اُسکو پہونچاتا ہے کہ اُسکے وہم مین نہو اور وہ اُمید سے بموجب قاعدہ کے دروازہ بجاتا ہے شاید کہ حق تعالیٰ وہ آرزو اُسکی دوسرے سے پوری کرادے کہ اُس نے وہ تدبیر نہ کری ہو

ویرزقه من حیث لا یحتسب العبد یدبر والله یقدر

اور رزق دیتا ہے وہ اس طرح سے کہ نہین حساب کیا جاتا ہے بندہ تدبیر کرتا ہے اور اللہ تقدیر

[1] آنکھ آنچ ۵ شعر جو آنکھ کہ اسکے وصل سے خوش نہین ہے ایسی آنکھ اندھی بہتر ہے جو کان کہ لائق اس راز کے نہین ہے وہ سر پہ بہتر نہین ہے تو اسے کاٹے جو ہاتھ کہ مال نصاب نہین رکھتا ہے وہ چھری سے کٹا ہوا بہتر ہے ایسا پاؤن کہ اس کی چال سے جان اس کی نرگس زار سے نہ جا ملے پس ایسا پاؤن انجام مین دردسر ہے یعنی اب مین عشق سے ناچار ہوں بجز یار کے ملنے مجکو چارہ نہین ہے آگے مجاہد کا بیان مثال مین میت کے ہے کہ خدا ہر حال مین بندے کے شریک ہے فافہم ۱۲

دبود که بنده را او هم بندگی بود که مرا از غیر این در برساند اگرچه حلقهٔ این در می زنم حق سبحانهٗ تعالے اورا هم ازین در روزی رساندنے این همه درهاے یک سرا ایست

اور ہوتا ہے کہ بندہ کو وہم بندگی کا ہو کہ مجھے اس در کے سوا اور در سے پہونچائے اگرچہ حلقہ اس در کا بجاتا ہون مین حق تعالی اسکو اسی در سے روزی پہونچاوے حاصل کلام یہ سب دروازے ایک ہی در کے ہین

یا درین ره می بیابم کام من ۔ یا چو باز آیم ز ره سوی وطن
گو که موقوفست کامم بر سفر ۔ چون سفر کردم بیابم در حضر
یار را چندان بجویم جد و جست ۔ تا بدانم که نمی بایست جست
این معیت کے رود از گوش من ۔ تا نگردم گرد دوران زمن
کے کنم من از معیت فهم راز ۔ جز که بعد از سفرهاے دراز
حق معیت گفت و دل را مهر کرد ۔ تا که عکس آن بگوش آید نه طرد
چون سفرها کرد دل را راه داد ۔ بعد ازان مهر از دل او برگشاد
چون خطاها آن صفات با صفا ۔ گرد دش روشن ز بعد دو خطا
بعد ازان گوید اگر دانستمی ۔ این معیت را کی او را جستمی
دانش آن بود موقوف سفر ۔ ناید آن دانش بہ تیزی فکر
آنچنان کرد جه دام شیخ بود ۔ بستہ و موقوف گریهٔ آن عنود
کودک حلوائی بگریست زار ۔ تو خنته شد دام آن شیخ کبار

یا اُسی رہ مین سے مجھے مقصد ملے یا وطن کو لوٹ آؤن راہ سے میرے مقصد کا سفر پہ ہے حصر جو سفر ہو یا کہ مین اندر حضر یار کو کوشش سے ڈھونڈھون خوب سا تب مین جانون چاہیئے نہ ڈھونڈھنا یہ معیت دور ہو کب کان سے تا زمانہ مین نہ گردش ہو سبب مجھے کب معیت کا سمجھ مین آئے راز پر سوا بعد سفرہائے دراز حق معیت بول دل پر مہر کی تاکہ عکس اُسکے سنے نہ وجہی جو کیے ازبس سفر رہ دل کو دی بعدہٗ مہر اس کے دل سے دور کی وہ صفات اب جو خطاؤن آگئی وہ خطا کے بعد روشن ہوا ہے بعد اُسکے کہوے گر مین جانتا یہ معیت اس کی کب مین جانتا وہ سمجھ اسکی تھی موقوف سفر نے سمجھ آئے نہ تیزی فکر جس طرح سے قرض و وام اس شیخ کا گریہ کرنے طفل پر موقوف تھا طفل نے حلوائی کے گریہ کیا بس ادا قرضہ ہوا اس شیخ کا

۵۱ یا اُسی مین آلخ ۷ شعر یا اُسی رہ مین مقصد مجکو ملے یا وطن کو راہ سے لوٹ آؤن میرے مقصد کا حصر سفر پر ہے جو سفر ہو مین حضر مین پاؤن یار کو خواب مین کوشش سے ڈھونڈھون تب مین جانون کہ ڈھونڈھنا نہین چاہیئے یہ معیت گوش سے کب دور ہو کہ تا زمانے مین مجھے گردش نہو معیت کا راز کب سمجھ مین آئے لیکن بعد سفرہائے دراز حق نے معیت کہی اور دل مین مہر کی تاکہ برعکس اس کے سنے نہ وجہی جو سفر از بس کئے دل کو راہ دی اور بعدہ مہر اُسکے دل سے دور کی یعنی ایک زمانہ تک کوشش کرے اور جہان مین یار کو ڈھونڈھے تب راز معیت حق کا اُسپر کھلے کہ حق تعالی اپنے ساتھ ہے مین کہان اسکو ڈھونڈھتا ہون آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۷ وہ صفات آلخ ۶ شعر وہ صفات معیت کی اچھے خطاؤن آئین پس وہ خطا کے ساتھ اُسے روشن ہو بعد اسکے کہے کہ اگر مین جانتا اسکی معیت کو کب مین ڈھونڈھتا وہ سمجھ اسکی موقوف سفر پر تھی نہ سمجھ آئے تیزی فکر سے یعنی خطائین قاعدہ علم حساب سے ہین پس اُن دو خطا سے نتیجہ حاصل ہوتا ہے اسی طرح سفر سے معیت حق کی سمجھ مین آتی ہے آگے اسکی مثال ہے جس طرح سے اُس شیخ کا قرض و دام گریہ کرنے طفل پر موقوف تھا حلوائی کے طفل نے گریہ کیا پس اس شیخ کا قرض ادا ہوا وہ داستان معنوی مین بیان ہوئی اس سے پیشتر متن مثنوی دفتر دوم مین وہ حکایت لکھی ہے اگر تو نے نہین دیکھی ہے تو پھر اسطرف لوٹ جا آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

گفته شد آن داستان معنوی	پیش ازین اندر خلال مثنوی	وہ بیان ہوئی داستان معنوی	پیشتر اس سے بہ متن مثنوی
این سخن در دفتر دوم گذشت	گر نمی دانی کن آنجا باز گشت	دفتر دوم مین ہے یہ سب لکھا	گر نہین تو جانتا پھر لوٹ جا
در دلت خوف افگند از موضعی	تا نباشد غیر آنت مطمعی	[۵۱] خوف اک جا سے ترے دل مین پڑے	جاے طمع اُس سوا نے ہو تجھے
در طمع خود فائده دیگر نهد	وان مرادت از کسی دیگر دهد	خود طمع مین اور کا نفع رکھے	وہ مراد اک دیوے تجھکو اور سے
ای طمع بر بسته یک جای سخت	کایدم میوه ازین عالی درخت	اے طمع اک جا پہ باندھی تونے ہے	کہ ملے اس نخل سے میوہ مجھے
آن طمع زینجا نخواهد شد وفا	بل ز جائے دیگر آید آن عطا	وہ طمع اس جا سے نے ہووے وفا	دوسری جا سے وہ بل آئے عطا
آن طمع را پس چرا در تو نهاد	چون نبودش نیت اکرام و داد	وہ طمع تجھ مین رکھی کس واسطے	جو نہ تھی اکرام کی نیت اُسے
از برای حکمتی و صنعتی	نیز تا باشد دلش در حیرتی	ایک حکمت اور صنعت کیلئے	تا کہ اسکے دل کو بھی حیرت رہے
تا دلت حیران بود ای مستفید	کاین مرادم از کجا خواهد رسید	[۵۲] تا کہ دل حیران ہووے بس ترا	کہ مراد اب مین کہان سے پاؤنگا
تا بدانی عجز خویش و جهل خویش	تا شود ایقان تو در غیب بیش	تا تو جانے اپنے عجز و جہل کو	غیب مین زیادہ تیقن تا تجکو ہو
هم دلت حیران شود در منتجع	که چه رویاند مصرف زین طمع	دل چراگہ مین ہو حیران بس ترا	اس طمع سے اُسنے کیون پیدا کیا
طمع داری روزئی در درزئی	تا ز خیاطی بری زر تا زیے	طمع خیاطی مین روزی کی رکھے	تا کہ خیاطی سے اب روٹی ملے
رزق تو در زرگری آید پدید	که ز وهمت بود آن مکسب بعید	زرگری سے رزق تیرا پیدا ہو	وہم سے تھا دور تیرے کسب وہ
پس طمع در روزئے بهر چه بود	چون ترا در جاے دیگر در کشود	طمع خیاطی کی کیون تھی ظاہرا	دوسری جا پر تجھے جو در کھلا
بهر نادر حکمتے در علم حق	که نوشت آن حکم را در ماسبق	[۵۳] علم حق مین اعلیٰ حکمت کیلئے	اس نے لکھا حکم بس پہلے سے ہے
نیز تا حیران شود اندیشه ات	تا که حیرانی بود کل پیشه ات	تا کہ حیران ہووے اندیشہ ترا	تا کہ حیران ہووے کل پیشہ ترا
یا وصال یار زین سعیم رسد	یا ز راه خارج از سعی جسد	یا وصال یار اس سعی سے ملے	یا کوئی رہ اور حاصل ہو مجھے

۵۱ خوف الخ ٦ شعر ایک جا سے خوف تیرے دل مین پڑے اس کے سوا جاے طمع تجھے نہ ہو خود طمع مین اور کا نفع رکھے اور وہ تجھکو مراد اور سے دیوے آگے مثال ہے اے شخص تو نے طمع ایک جا سے باندھی ہے کہ اس نخل سے مجھے میوہ ملے وہ طمع اس جا سے وفا نہ ہووے بلکہ دوسری جا سے وہ عطا آئے وہ طمع تجھ مین کس واسطے رکھی جو اسے اکرام کی نیت نہ تھی طمع ایک حکمت و صنعت کیواسطے ہے تاکہ اُس کے دل کو حیرت رہے یعنی طمع ایک شے کی ایک سے رکھے اور وہ شے دوسری جا سے ملے اور جس سے یہ طمع رکھتا ہے اس سے دوسرے کو نفع پہونچے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

۵۲ تا کہ دل الخ ٦ شعر تاکہ تیرا دل بس حیران ہووے کہ اب مین مراد کہان سے پاؤنگا تاکہ تو جانے اپنے عجز و جہل کو تاکہ تجکو غیب مین یقین زیادہ ہو بس تیرا دل چراگاہ مین حیران ہو کہ اس طمع سے اس نے کیون پیدا کیا طمع روزی کی خیاطی مین رکھی تاکہ اب روٹی خیاطی مین ملے و یا رزق زرگری سے پیدا ہو کہ تیرے وہم سے وہ کسب دور تھا طمع خیاطی کی کیون ظاہر اتھی کہ جو دوسری جا پر تجھے در کھلا یعنی تجکو طمع ایک کسب سے روزی کی ہو اور وہ روزی تجکو دوسرے سبب سے ملے پس تیرا دل حیران ہو کہ یہ طمع مجھ مین کیون پیدا کی آگے اس کا جواب ہے فافہم ۱۲

۵۳ علم حق مین الخ ٦ شعر علم حق اعلیٰ حکمت کے واسطے اس نے پہلے سے حکم لکھا ہے تاکہ اندیشہ تیرا حیران ہووے تاکہ کل پیشہ تیرا حیران ہووے یا وصال یار کا اس سعی سے ملے یا کوئی اور راہ حاصل ہو مجھے نہ کیون کر اس راہ سے مراد آئے تڑپتا ہون کہ تا جس جگہ سے ملے مرغ بسمل ہر طرف پڑا تڑپتا ہے کہ تا جان تن کی کس طرف رہا ہووے اس سفر سے یا مراد اپنی ملے یا کہ ذات البرج کی ایک برج سے یعنی علم حق مین ایک بڑی حکمت کے واسطے اُس نے اول سے حکم لکھا ہے کہ مراد تمکو سفر سے حاصل ہو اور کوئی جگہ سے جیسے مرد میراثی کو سفر مین کوتوال کے خواب سے گھر مین مراد ملی آگے اس کی حکایت ہے فافہم ۱۲

من نگویم زین طریق آید مراد	می طپیم تا از کجا خواہد کشاد	سنے کہون آئی مراد اس راہ سے	ہون تڑپتا کس جگہسے سے تا ملے
سر بریدہ مرغ ہر سو می فتد	تا کدامی سو رہد جان از جسد	مرغ بسمل ہر طرف تڑپے پڑا	جان تن کی کس طرف سے ہو رہا
یا مراد من بر آید زین خروج	یا ز برجی دیگر از ذات البروج	اس سفر سے یا مراد اپنی ملے	یا کہ ذات البرج کے اک برج سے

قسم ہر برجون کی ۱۲

حکایت مرد میراث یافتہ کہ در خروج و اسراف کرد و مفلس شد

حکایت مرد میراث پائے ہوے کی کہ اُس مین اسراف کیا اور مفلس ہوا

بود زر میراثیے را بے شمار	جملہ را خورد و بماند او زار زار	پاس[۵۱] میراثی کے زر تھا بیشمار	سب کو کھایا اور رہا مفلس و خوار
مال میراثی ندارد خود وفا	چون بنا کام از گذشتہ شد جدا	مال میراثی نہین رکھے وفا	جو ہوا ناکام موتی سے جدا
او ندارد قدر ہم کار زان بیافت	کو بکد و کسب و رنجش کم شتافت	قدر نے جانی کہ پایا مفت تھا	کسب و محنت مین وہ کم تھا دوڑتا
قدر جان زان می ندانی ای فلان	کہ بداد ت حق بہ بخشش رائگان	قدر جان سے جانے تو اسواسطے	کہ خدا نے مفت دی اب تجکو ہے
نقد رفت و جنس رفت و خانہا	ماند چون چغدان درین ویرانہا	گھر و بار اور نقد و جنس آخر گیا	پس وہ ویرانے مین الو سا رہا
گفت یا رب برگ دادی رفت برگ	یا بدہ برگے و یا بفرست مرگ	بولا یا رب جو دیا سامان گیا	یا تو دے سامان و یا موت و فنا
چون تہی شد یاد حق آغاز کرد	یا ربے و یا ربا جرنی ساز کرد	جو ہوا مفلس شروع کی یاد رب	دے پناہ یا رب وہ کہتا روز و شب
چون پیمبر گفت مومن مزہرست	در زمان خالیے نالہ گرست	بولے[۵۲] پیغمبر ہے مومن مزہر ایک	وقت خالی بطن کے نالان ہو نیک
چون شود پر مطربش بنہد ز دست	پر مشو کاسیب دست او خوش ست	جو ہو پر رکھدیوے مطرب ہاتھ سے	پر نہ ہو آسیب دست اب خوب ہے
تی شود خوش باش بین الاصبعین	کز می لا این سرمست ست این	خالی ہو کر رہ تو بین الاصبعین	کہ می لا این سے ہی سرمست این
رفت طغیان آب از چشمش کشاد	ابر چشمش زرع دین را آب داد	آب طغیان چشم سے اُس کی رکھے	کشت دین سبز اسکی ابر چشم سے
در دعا و لابہ و رزد ہر دو دست	زر طلب شد بے تعب آن زر پرست	ہاتھ اُٹھائے دونون بس اندر دعا	اور طلب بے رنج دُ ز را اُسنے کیا

در بیان سبب تاخیر در اجابت دعاے مومن از حضرت عزت

مومن کی دعا دیر مین قبول ہونے کا سبب

ف ۵۱ پاس میراثی کے آخر ۲ شعر میراثی کے پاس زر بیشمار تھا سب کو کھایا مفلس و خوار ہوا کہ مال میراثی وفا نہین رکھتا ہے کیونکہ ناکام موتی سے جدا ہوا ہے قدر نہ جانے کہ مفت مین پایا تھا کسب و محنت مین وہ کم پھرا دوڑا تھا آگے اسکا حال ہے قدر جان کی تو اسواسطے نہین جانتا ہے کہ خدا نے تجکو مفت دی ہے کہ گھر و بار و نقد و جنس آخر گیا پس وہ ویرانہ مین الو کے مانند رہا آگے رجوع بقصہ ہے کہا کہ یا رب جو سامان دیا وہ سب گیا یا سامان دے یا موت و فنا دے جو مفلس ہوا یاد رب کی شروع کی کہ یا رب پناہ دے وہ روز و شب کہتا یعنی حق تعالی نے جان انسان کی مفت دی ہے اسواسطے وہ قدر اس کی نہین جانتا ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

ف ۵۲ بولے پیغمبر آخر ۵ شعر پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ مومن ایک مزہر ہے وقت خالی بطن کے بہت نالان سو جو پر ہو مطرب ہاتھ سے رکھدے جو نہ ہو [illegible] ہاتھ کا خوب ہے تو خالی ہو کر درمیان دو انگلیون کے رہ کہ شراب لا مکان سے مست یہ مکان ہے اس کی چشم سے آب طغیانی رکھے اور کشت دین سبز ہوا اسکی ابر چشم سے دونون ہاتھ اٹھائے اندر دعا اور زر بیرنج اس نے طلب کیا یعنی مومن مثل ستنے کے خالی پیٹ ہوتا ہے آواز خوب دیتا ہے اور [illegible] کرتا ہے کہ افلاس اس کو نیاز سے ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

اے بسا مخلص کہ نالد در دعا	تا شود دود خلوصش بر سما	اے بہت مخلص عا مین رو کے گر	جائے تا دود خلوص افلاک پر
تا شود بالای این سقف کہین	بوی مجمر از انین المذنبین	جائے نالہ کہ سقف پر افلاک کے	بوئے مجمر گر ہو یہ عصیان کے
پس ملائک با خدا نالان زار	کای مجیب ہر دعا ای مستجار	رو کے کہتے ہین ملک اللہ کے	کہ اے مجیب ہر دعاے زار کے
بندۂ مومن تضرع می کند	او نمی داند بجز تو مستند	بندہ مومن کرتا زاری تجھسے ہے	تجھ سوا جائے پناہ نے وہ رکھے
تو عطا بیگانگان را می دہی	از تو دارد آرزو ہر مشتہی	جب عطا بیگانون کو تجھ سے ملے	آرزو تجھسے ہر اک طالب رکھے
حق بفرماید نہ از خواری اوست	عین تاخیر عطا یاری اوست	حق یہ فرمائے کہ نے خواری سے ہے	عین تاخیر عطا یاری سے ہے
نالۂ مومن ہمی داریم دوست	گو تضرع کن کہ این اعزاز اوست	نالۂ مومن کو رکھتا دوست ہون	کہد و زاری کر کہ اعزاز اسکو دون
حاجت آوردش ز غفلت سوی من	آن کشیدش مو کشان در کوی من	لایا حاجت میری سو غفلت سے وہ	میرے کوچے مین اُسے کھینچے ہے وہ
گر برآرم حاجتش او وا رود	ہم در آن بازیچہ مستغرق شود	پوری حاجت گر کرون مین جائے وہ	اور وہ اس کھیل مین بس غرق ہو
گرچہ می نالد بجان او سوگوار	دل شکستہ سینہ خستہ زار زار	گرچہ روتا جان سے ہو وہ سوگوار	دل شکستہ سینہ خستہ اور نزار
خوش ہمی آید مرا آواز او	وان خدایا گفتن و وان راز او	مجکو خوش آتا ہے اُس کا چیخنا	اور خدایا کہنا راز اک کھولنا
وانکہ اندر لابہ و در ماجرا	می فریباند بہر نوعے مرا	اور خوشامد مین وہ اندر کام کے	ہر طرح پر کرتا مائل ہے مجھے
طوطیان و بلبلان را از پسند	از خوش آوازی قفس در میکنند	طوطی اور بلبل کو خوش آواز سے	کرتے ہین اندر قفس کے قید اُسے
زاغ را و چغد را اندر قفس	کو کنند این خود نیاید در قصص	زاغ و اُلّو نے رکھیں اندر قفس	جو نہین کہتے حکایت اور قصص
پیش شاہد باز چون آید دو تن	آن یکی کمپیر و آن یک خوش ذقن	آگے رنڈی باز کے جو آئیں وہ	ایک بڑھیا دوسری خوش شکل ہو
ہر دو نان خواہند او زوتر فطیر	آرد و کمپیر را گوید کہ گیر	دونون روٹی مانگیں اس سے آن کر	روٹی اس بڑھیا کو دیوے جلد تر
وان دگر را خوش ستش قد و خد	کے دہد نان بل بتاخیر افکند	دوسری کو کہ وہ بس خوش شکل ہے	روٹی کب دے بلکہ دیر ایسی کرے

۵۱ اے بہت الخ ۲ شعر اے مخلص اگر دعا مین بہت روئے تا کہ سقف پر افلاک پر تا جائے دود خلوص افلاک پر جائے تو مجمر گریہ عصیان سے فرشتے رو کر کہتے ہین اللہ سے کہ اے مجیب ہر دعاے زار کے بندۂ مومن تجھ سے زاری کرتا ہے کہ تجھ سوا وہ جائے پناہ رکھتا ہے جو تجھسے عطا بیگانے کو ملتا ہے تو ہر ایک طالب تجھ سے آرزو رکھتا ہے حق یہ فرمائے کہ خواری سے نہین ہے بلکہ تاخیر عطا یاری سے ہے مین نالۂ مومن کو دوست رکھتا ہون کہدو زاری کر کہ اس کو اعزاز دون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ لایا حاجت الخ ۷ شعر وہ میری طرف حاجت غفلت سے لایا ہے اور وہ حاجت اُسے میرے کوچے مین کھینچتی ہے اگر مین پوری حاجت کر دون وہ جائے اور وہ اس کھیل مین غرق ہو اگرچہ وہ سوگوار جان سے روتا ہو اور دل شکستہ و سینہ خستہ و نزار ہے مجکو اسکا چیخنا خوش آتا ہے اور خدایا کہنا و راز کھولنا جو خوشامد مین وہ اندر کام کے ہر طرح پر مجکو مائل کرتا ہے آگے مثال ہر بلبل و طوطی کو خوش آتا ہے اندر قفس کے قید کرتے ہین اور زاغ و اُلّو کو قفس مین نہین رکھتے ہین جو وہ حکایت ہے قصے وغیرہ نہین کہتے یعنی مومن کی دعا و گر مانگنا حق تعالیٰ کو خوش آتی ہے اسواسطے وہ دعا اس کی جلد اور پوری نہین کرتا کیونکہ پھر زاری نہ کریگا آگے اس کی مثال ہر فافہم ۱۲

۵۳ آگے رنڈی باز کے الخ ۵ شعر آگے رنڈی باز کے دو جو آئین عورتین ایک بڑھی دوسری خوب صورت ہو اور وہ دونون روٹی مانگین اس سے اگر تو بوڑھی کو روٹی جلد دیوے دوسری کو کہ وہ خوبصورت ہے روٹی نہ دے بلکہ اس کے دینے مین دیر کرے کہ تو تھوڑی دیر بیٹھ کہ روٹی تازی پکاتے ہین روٹی گرم لا کر اس کو دے اور کہوے بیٹھ اس کو حلوا آتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گویدش بنشین زمانی بے گزند	که بخانه نان تازه می پزند	اس سے کہوے بیٹھ تھوڑی دیر تو	روٹی تازی ہین پکاتے ای نکو
چون رسد آن نان گرمش بعد کد	گویدش بنشین که حلوا میرسد	جو کہ روٹی گرم اسکو لاکے دے	کھو اُسکو بیٹھ حلوا آئے ہے
هم بدین فن دار دارش می کند	وز ره پنهان شکارش می کند	۵۱ پس مدارات اسکی اس فن سے کرے	اور پھانسے دام مین پنہان اُسے
که مرا کاریست با تو یکزمان	منتظر می باش ای خوب جهان	کہ مجھے اک کام دم بھر تجھسے ہے	منتظر رہ اے حسینہ نیک پے
تا بدین حیلت فریباند ورا	تا مطیع و رام گرداند ورا	تا اسے مائل اس حیلہ سے کرے	تا مطیع تابع کرے اپنا اُسے
مثل آن کمپیر و آن بیگانگان	شاهد خوشروی مثل مومنان	مثل اس بڑھیا کے ہین بیگانگان	شاہد خوشرو کی صورت مومنان
بے مرادی مومنان از نیک و بد	تو یقین میدان که بهر این بود	بے مرادی مومنونکی اس لئے	نیک و بد سے یا یقین تو جان لے
اینچنان زندان مومن زین بود	کافران را جنت عالی بود	یہ جہان مومن کو زندان اس لیے	کافرون کو اک بہشت نقد ہے

دیدن میراثی بخواب که در مصر بفلان موضع گنج است و رفتن به شهر مصر به طلب آن

دیکھنا میراثی کا خواب مین کہ مصر کی فلانی جا گنج ہے اور جانا شہر مصر کو اُس کی طلب مین

خواجه چون میراث خورد و شد فقیر	آمد اندر یا رب و گریه نفیر	۵۲ خواجہ جو میراث کھا مفلس ہوا	آیا اندر یارب و گریہ بکا
خود که کوبد این در رحمت نثار	که نیابد در اجابت صد بهار	کون کوٹے یہ در رحمت نثار	کہ اجابت مین نہ پائے سو بہار
خواب دید و هاتفی گفت و شنید	که غنای تو به مصر آید پدید	خواب دیکھا بولا ہاتف اور سنا	کہ عیان ہو مصر مین تیری غنا
رو به مصر آنجا شود کار تو راست	کرد گریه ات را قبول او مرتجاست	مصر کو جا کام تیرا ہو روا	گریہ اس حامی نے اب تیرا سنا
در فلان موضع یکی گنجیست زفت	در پی آن بایدت تا مصر رفت	کہ فلانی جا پہ گنج اک ہے بڑا	مصر تک اُس کے لئے جا تو بھلا
در فلان کوئی فلان موضع دفین	هست گنجی سخت نادر بس ثمین	کہ فلان کوچہ و جا مین دفن ہے	ہے بڑا اک گنج نادر جا کے لے
بید رنگی هین ز بغداد ای پسر	رو بسوی مصر و منبت گاه زر	بید رنگ اب ای پسر بغداد ہے	مصر کو جا کہ وہ زر کی کان ہے
چون ز بغداد آمد او تا سوی مصر	گرم شد پشتش چو دید او روی مصر	۵۳ آیا جو بغداد سے تا سوے مصر	پائی طاقت جو کہ دیکھا روی مصر

۵۱ پس مدارات الخ ۱ شعر پس اس فن سے مدارات کرے اور پوشیدہ دام مین اُسے پھانسے کہ مجھے ایک دم بھر تجھ سے کام ہے منتظر رہ اے حسینہ تاکہ اُسکو مائل اس حیلہ سے اور تا مطیع و تابع اپنا اُسے کرے پس مثل اس بڑھیا کے بیگانگان ہین اور شاہد خسرو کے مانند مومنان ہین اسواسطے بیمرادی مومنوں کی ہے پس نیک و بد سے یقین جان لے اسواسطے یہ جہان مومن کو زندان ہے اور کافر کو ایک بہشت نقد ہے یعنی حق تعالیٰ دعا بیگانون کی جلدی پوری کر دیتا ہے کہ انکی دعا سے خوش نہین ہوتا ہے اور مومن کی دعا مین دیر کرتا ہے اُسکی التجا اسکو بہتر معلوم ہوتی ہے آگے مرد میراثی کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ خواجہ جو الخ ۷ شعر خواجہ جو میراث کھا کر مفلس ہوا اندر یارب گریہ و بکا مین آگے حقائق ہین اس در رحمت نثار کو کون کوٹے کہ اجابت مین سو بہار نہ پائے خواب دیکھے و ہاتف نے کہا اور سنا کہ تیری غنا مصر مین عیان مصر کو جا تیرا کام روا ہو کہ گریہ تیرا اس حامی نے سنا ہے کہ فلانی جا ایک بڑا گنج ہے کہ مصر تک اسکے واسطے جا کہ فلانے کوچہ و جا مین دفن ہے ایک بڑا نادر گنج ہے تو جا کے لے اے پسر بید رنگ بغداد سے مصر کو جا کہ وہ کان زر کی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ آیا جو الخ ۶ شعر جو وہ آیا بغداد سے جانب مصر کے طاقت پائی کہ روے مصر دیکھا ہاتف کے وعدہ کے توقع پہ کہ گنج مصر مین تو پائے واسطے دفع رنج کے ولیکن اس کو کچھ کھانے کو نہ رہا پس مخلوقات سے کچھ مانگنا چاہا ولیکن اس کو شرم دامنگیر ہوئی پیر آتش، خود کو صبر پہ رکھا پر نفس اس کا بھوک سے از بس تڑپا کہ اس کو گدائی سے چارہ نہ ہوا کہا کہ شب کو مین پوشیدہ باہر جاؤن تا کہ شرم مانگنے سے وہان نہ ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

بر امید وعدۂ ہاتف کہ گنج ۔ یابد اندر مصر بہر دفع رنج
لیک ز نفقہ وا ز چیزے نماند ۔ خواست گریہ بر عوام الناس راند
لیک شرم و ہمتش دامن گرفت ۔ خویش را بر صبر افشردن گرفت
باز نفسش از مجاعت بر طپید ۔ از گدائی کردن او چارہ ندید
گفت شب بیرون روم من نرم نرم ۔ تا ز ظلمت نایدم از گدیہ شرم
ہمچو شب کوبی کنم من ذکر و بانگ ۔ تا رسد از بامہایم نیم دانگ
اندرین اندیشہ بیرون شد بکو ۔ واندرین فکرت ہمین شد سو بسو
یکزمان مانع ہمی شد شرم و جاہ ۔ یکزمانی جوع می گفتش بخواہ
پاے پیش و پاے پس تا ثلث شب ۔ کہ بخواہم یا بخسپم خشک لب

وعدہ ہاتف کے توقع پر کہ گنج ۔ مصر مین تو پائے بہر دفع رنج
لیک کچھ کھانے کو نے اسکو رہا ۔ چاہا مخلوقات سے کچھ مانگنا
شرم دامنگیر ہوئی اُس کی و لے ۔ اُس نے رکھا آپ کو بس صبر یے
نفس تڑپا اُس کا پس پھر بھوک سے ۔ نے گدائی سے ہوا چارہ اُسے
بولا شب کو جاؤن مین ہر نہان ۔ مانگنے سے شرم تا نے ہو وہان
مثل[1] شب کوبی کرون مین فریاد بانگ ۔ تا کہ پاؤن بام سے بین نیم دانگ
نکلا بس اس فکر سے وہ کو بکو ۔ پھرتا بس اس فکر سے وہ سو بسو
ایکدم ہوتی تھی مانع عز و جاہ ۔ ایکدم کہتی تھی بھوک اسکو کہ چاہ
پاؤن پیش اور پاؤن پس تا ثلث شب ۔ کہ مین مانگون یا کہ سوؤن خشک لب

رسیدن آن شخص بمصر و بیرون آمدن بکوے در شب بجہت سر کوبی و گدائی و گرفتن عسس او را و مراد یس از رنج حاصل آمدن وعسیٰ ان تکرہوا شیئاً وہو خیر لکم ان مع العسر یسراً

پہونچنا اُس شخص کا مصر مین اور نکلنا اُس کا کوچہ مین شب کوبی و گدائی کے لئے اور پکڑنا کوتوال کا اُس کو اور مراد پانا اُسکا بعد رنج کے وعسیٰ ان تکرہوا شیئاً

اور قریب ہے یہ کہ کراہت کرتے ہو ایک شے

وہو خیر لکم ان مع العسر یسراً

اور وہ بہتر ہے واسطے تمھارے تحقیق ساتھ تکلیف کے فراخی ہے ۱۲

ناگہانی خود عسس او را گرفت ۔ مشت و چوبش زد ز صفرا ناشگفت
اتفاقاً اندران شبہاے تار ۔ دیدہ بد مردم ز شب دزدان ضرار
بود شبہاے مخوف منتحس ۔ پس بجد میجست دزدان را عسس

ناگہان[2] شحنہ نے پکڑا بس اُسے ۔ مارے گھونسے لاٹھی اسکو خشم سے
اتفاقاً ان شبون تاریک مین ۔ خلق کو چورون سے ہوئی تھی ذلتین
تھی یہ راتین خوفناک اور پر وبال ۔ دزد کی تلاش مین تھا کوتوال

[1] مثل شب کوبی الخ یہ شعر مثل شب کوبی مین ذکر کرون تا کہ نیم دانگ بام سے پاؤن یس وہ نکلا اس فکر سے کو بکو اور وہ سر فکر سے پھرتا سو بسو ایک دم شرم و جاہ مانع ہوتی تھی اور ایک دم بھوک اس کو کہتی تھی کہ مانگ پاؤن آگے و پاؤن پیچھے ثلث شب تک آتا جاتا کہ مین مانگون یا کہ سوؤن آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] ناگہان الخ یہ شعر ناگہان کوتوال نے اس کو پکڑا اور گھونسے و لاٹھی اس کو خشم سے ماری اتفاقاً ان شبون تاریک مین خلق کو چورون سے دقتین ہوئی تھین کہ دزد کی تلاش مین کوتوال تھا تا خلیفہ نے کہا کہ ہاتھ کاٹ اگر شب کو میرا عزیز بھی نکلے شاہ نے کوتوال پر تاکید کی کہ چورون پر تو کیون رحیم ہوتا ہے تو اُن سے مکر کیون یقین کرتا ہے تا کہ چورون سے تو کیون زر لیتا ہے جو چورون اچکون پر رحم ہے وہ ظلم و زحمت ضعیفون پر آگے اس کے حقائق ہین فافہم

تا خلیفه گفت که ببریده دست / هر که شب گردد گر خویش منست
بر عسس کرده ملک تهدید و بیم / که چرا باشید بر دزدان رحیم
عشوه هاشان از چه رو باور کنید / یا چرا زیشان قبول زر کنید
رحم بر دزدان و هر منحوس دست / بر ضعیفان زخمست و بی رحمی است
هین ز رنج خاص مگسل ز انتقام / رنج او کم بین مگر در رنج عام
اصبع ملدوغ ببر و زد فع شر / در تعدی و هلاک تن نگر
اتفاقاً اندران ایام دزد / گشته بود اندوه پخته و خام دزد
در چنین وقتش بدید و سخت زد / چوبها و زخمهای بی عدد
نعره و فریاد از ان درویش خاست / که حزن تا من بگویم حال راست
گفت اینک دادمت مهلت بگو / تا بشب چون آمدی بیرون بگو
تو نه زینجا غریب و منکری / راست گو تا بچه مکر اندری
اهل دیوان بر عسس طعنه زدند / که چرا دزدان کنون انبه شدند
انبهی از تست و از یاران تست / وا نما یاران زشتت را نخست
ورنه کین جمله را از تو کشم / تا شود ایمن ز شر هر محتشم
گفت او از بعد سوگندان پر / که نیم من خانه سوز و کیسه بر
من نه مرد دزدی و بیدادیم / من غریب مصریم و بغدادیم

ہاتھ کاٹو تا خلیفہ نے کہا / شب کو نکلے گر ہو میرا اقربا
شہ نے شحنہ پر کری تاکید و بیم / کہ تو کیون چورون پہ ہوتا ہی رحیم
مکر اُنکے کیون یقین کرتا ہی تو / یا کہ زر چورون سے کیون لیتا ہی تو
رحم چورون اور اچکّون پر جو ہے / ظلم اور زحمت ضعیفون پر وہ ہے
رنج خاصون سے نہ چھوڑ اب انتقام / رنج کم دیکھ اُنکا دیکھ اب رنج عام
کاٹ اُنگلی سانپ کاٹے تا بچے / دیکھ تن کی سوکھ تا صحت رہے
اتفاقاً ان دنون چورونکا زور / بس جمع تھے پختہ بھی اور خام چور
دیکھا ایسے وقت مین مارا اُسے / لاٹھیون سے اور زخم از حد دیے
بس کری فریاد اُس درویش نے / کہ نہ مارو کہتا سچ ہون حال سے
بولا مہلت مین نے دی تجکو کہو / کس لیئے باہر تو نکلا رات کو
تو نہین یان کا مسافر اجنبی / سچ کہو کس مکر مین اے مفتری
اہل دیوان شحنہ پر طعنہ کرین / کس لیئے اب چوریان پر جمع ہین
مجمع تجھ سے ہی و یارون سے ترے / اپنے یارون کو بتا تو قبل سے
ورنہ بدلا تجھ سے سب کا لیونگا / عافیت اِشر سے ہر اک کو دونگا
بعد قسمین کھا کے اُس نے یس کہا / کہ نہین ہون مین اُچکا جیب کٹا
مین نہین ہون چور نے بیداد ہون / مین مسافر ساکن بغداد ہون

در بیان حدیث الکذب ریبة والصدق طمانینة

بیان مین اس حدیث کے کہ الکذب ریبة والصدق طمانینة

قصه آن خواب و گنج زر بگفت / پس ز صدق او دل آن کس بشگفت

قصۂ اُس خواب اور خزانہ کا کہا / صدق سے اسکے دل اسکا بس کھلا

۵ رنج خاصون ہے آلخ یعنی شعر رنج خاصون کے سبب سے مت چھوڑ انتقام انکا رنج کم دیکھ اور اب دیکھ رنج عالم کا کاٹ انگلی سانپ کی تا بچے اور تن کی سود دیکھ تا کہ صحت رہے آگے
۵ بقصہ ہے اتفاقاً ان دونون چورون کا زور ہوا و پختہ و خام چور جمع تھے ایسے وقت مین دیکھا اور اُسے مارا لاٹھیون سے اور از حد زخم دیے اُس درویش نے بہت فریاد کی کہ مت مارو
حال کہتا ہون کہ مین نے تجکو مہلت دی کہو کہ کس واسطے باہر نکلا رات کو تو یہان کا نہین ہے مسافر اجنبی ہے سچ کہو کہ کس مکر مین تو مفتری ہے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲
۵ اہل دیوان آلخ ۵ شعر اہل دیوان کوتوال پر طعنہ کرتے تھے کہ اب چوریان پر کسواسطے جمع ہین تجھ سے اور تیرے یارون سے مجمع ہے تو اپنے یارون کو اول سے بتا ورنہ تجھسے
کا بدلہ لیونگا اور عافیت شر سے ہر ایک کو دونگا بعد اُس نے قسمین کھا کر کہا کہ مین اُچکا و جیب کٹا نہین ہون مین چور نہ بیداد ہون مین ایک مسافر ساکن بغداد ہون
یعنی خاص چورون کے رنج کے سبب سے انتقام مت چھوڑ انکا رنج مت دیکھ تو رنج عام کو دیکھ کہ وہ مظلوم ہین آگے صدق و کذب کا بیان ہے فافہم ۱۲
۵ قصہ اُس خواب آلخ ۶ شعر قصہ اس خواب و خزانہ کا کہا اُسکے صدق سے دل اسکا کھلا اسکو بوے صدق آئی سوگند سے اور اسکا سوز پیدا ہو سینہ سے آگے حقائق ہین
دل کو آرام آیا قول صواب سے جس طرح تشنہ کو تسکین ہو آب سے ولیکن سوا محجوب کے کہ علت رکھے اور اپنی سے غبی تک اُ سے تمیز ہو ورنہ وہ پیغام صدق سے ہو اگر راہ پر پڑا ہے وہ شق
اور وہ دل محجوب ہو کیونکہ وہ مردود ہی محجوب نہین ہی یعنی دل بیدار کلام صدق کی بو سے معلوم کر لیتا ہے کہ یہ صادق ہے اور وہ کاذب ہی آگے رجوع بقصہ ہی فافہم ۱۲

بوی صدقش آمد از سوگند او	سوز او پیدا شد از اسپند او	بوے صدق آئی اُسے سوگند سے	پیدا سوز اسکا ہوا اسپند سے
دل بیارامد ز گفتار صواب	آنچنان کہ تشنہ آرامد ز آب	دل کو آرام آیا با قول صواب	جس طرح تشنہ کو تسکین ہوئے آب
جز مگر محجوب کو را علتیست	از نبی اش تا غبی تمیز نیست	پر ہوا محجوب کہ علت رکھے	سے نبی سے تا غبی تمیز اُسے
ورنہ آن پیغام کز موضع بود	بر زند بر مہ شگافیدہ شود	ورنہ وہ پیغام کہ ہو صدق سے	ماہ پر گر ڈالے اثر شق ہوا در پھٹے
مہ شگافد وان دل محجوب نے	زانکہ مردود است او محبوب نے	مہ پھٹے اور وہ دل محجوب نے	کیونکہ ہے مردود وہ محبوب نے
چشمہ شد چشم عسس ز اشک مہیل	نے ز گفت خشک بل از بوی دل	چشم شحنہ[1] اشک سے چشمہ ہوئی	بوے دل سے خشک باتون سے نہ تھی
یک سخن از دوزخ آید سوی لب	یک سخن از شہر جان در کوی لب	بات اک دوزخ سے آئی سوے لب	شہر جان سے بات اک با کوی لب
بحر جان افزا و بحر پرحرج	در میان ہر دو بحر این لب برزخ	بحر جان افزا و بحر عمر کاہ	دونون اُس لب پر گذر رکھین وو راہ
بحر جان افزا و بحر عمر کاہ	ہر دو آن بر لب گذر دارند و راہ	جو تجارت درمیان شہر کے ہی	نفع کو آتے ہین سب اطراف
چون نیپلو درمیان شہرہا	از نواحی آید آنجا بہرہا	سان بدتر اور کھوٹا اور ٹرا	سان بہتر بیش قیمت اور کھرا
کالۂ معیوب و قلب کیسہ بر	کالۂ پر سود و مستشرف چو در	اس[2] تجارت سے مبصر جو ہی تر	اور کھرے کھوٹے پہ رکھتا ہی نظر
زان نیپلو ہر کہ بازرگان تر ست	بر سرہ بر قلبہا دیدہ درست	بحر جان افزا و بحر پر تعب	درمیان دو بحر کے برزخ ہی لب
شد نیپلو مر ورا دار الرباح	وان دگر را از عمی دار الجناح	وہ تجارت اسکو ہوئی ہی نفع کا	دوسرے کو اندھے پن سے ضایع کا
ہر یکے ز اجزاے عالم یک بیک	بر غبی بندست و بر استاد فک	ایک اک اجزاے عالم سے جدا	ہے غبی پہ بند استا پر کھلا
بر یکے قندست و بر دیگر چو زہر	بر یکے لطف است و بر دیگر چو قہر	ایک پر ہے قند دیگر پر ہے زہر	ایک پر ہے لطف دیگر پر ہی قہر
بر یکی دیوست و بر دیگر چو حور	بر یکے نارست و بر دیگر چو نور	ایک پر ہے دیو دیگر پر ہے حور	ایک پر ہی نار دیگر پر ہے نور
بر یکے گنج ست و بر دیگر چو مار	بر یکی درد ست و بر دیگر چو غار	ایک پر ہے گنج دیگر پر ہے مار	ایک پر ہے گل دیگر پر ہی خار
بر یکی شیرین و بر دیگر ترش	بر یکی مبہوت و بر دیگر چو ہش	ایک پر شیرین ہی دیگر پر ترش	ایک پر بیہوشی دیگر پر ہی ہش
بر یکی پنہان و بر دیگر عیان	بر یکے سود ست و بر دیگر زیان	ایک[3] پر پنہان ہی دیگر پر عیان	ایک پر ہے سود دیگر پر زیان

[1] چشم شحنہ الخ ۶ شعر چشم کوتوال کی اشک سے چشمہ ہوئی بوے دل سے تھی اور خشک باتون سے نہ تھی آگے حقائق ہین ایک بات دوزخ سے آئی سوے لب اور ایک بات شہر جان سے آئی با کوے لب یہ بحر بیان افزا اور وہ بحر پر تعب ہین درمیان دو بحر کے لب برزخ ہے بحر بیان افزا بحر عمر گھٹانے والا دونون اس لب پر گذر رکھین اور آگے مثال ہی جو تجارت درمیان شہرون کے ہے اور واسطے نفع کے اطراف سے آتے ہین سامان برکھرا اور کھوٹا اور برا سامان ٹرا اور بیش قیمت اور رکھرا ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] اس تجارت سے الخ ۲ شعر اس تجارت سے جو مبصر ہوا ہی اور کھرے کھوٹے پر نظر رکھتا ہی وہ تجارت اسکو نفع کا ہوئی ایک ایک اجزاے عالم سے جدا جدا غبی پر بند اور استاد پر کھلا ہے ایک پر قند اور دوسرے پر زہر ہے ایک پر لطف دوسرے پر قہر ہے ایک پر دیو دوسرے پر حور ہے ایک پر نار دوسرے پر نور ہے ایک پر گنج دوسرے پر مار ہے ایک پر شیرین دوسرے پر ترش ہے ایک پر بیہوشی دوسرے پر ہوش ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] ایک پر الخ ۶ شعر ایک پر پنہان دوسرے پر عیان ہی ایک پر سود دوسرے پر زیان ہے ایک پر غصہ دوسرے پر کشادگی ہے ایک پر قید دوسرے پر مراد ہے ایک پر نوش دوسرے پر نیش ہے ایک پر بیگانہ دوسرے پر خویش ہے ایک پر روز دوسرے پر شب ہے ایک پر عیش دوسرے پر تعب ہے ایک پر محبوب دوسرے پر عدو ہے ایک پر بادہ دوسرے پر کدو ہے ایک پر پانی دوسرے پر خون ہے ایک پر اعجاز دوسرے پر فسون ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

بریکی بندست وبر دیگر گشاد بریکی قیدست وبر دیگر مراد
ایک پر ہے بند دیگر پر کشاد ایک پر ہے قید دیگر پہ مراد

بریکی نوش ست وبر دیگر چو نیش بریکی بیگانہ بر دیگر چو خویش
ایک کو ہی نوش دیگر پر ہی نیش ایک پر بیگانہ دیگر پہ ہی خویش

بریکی روزست وبر دیگر چو شب بریکی عیش ست وبر دیگر تعب
ایک پر ہے روز دیگر پر ہی شب ایک پر ہے عیش دیگر پر تعب

بریکی محبوب وبر دیگر عدو بریکی راح ست وبر دیگر کدو
ایک پر محبوب دیگر پر عدو ایک پر بادہ ودیگر پر کدو

بریکی آب ست وبر دیگر چو خون بریکی اعجاز وبر دیگر فسون
ایک پر پانی ہی دیگر پر ہی خون ایک پر اعجاز دیگر پہ فسون

بریکی حلوا وبر دیگر چو سم بریکی سنگ ست وبر دیگر صنم
ایک پر حلوا ودیگر پر ہے سم ایک پر ہے سنگ دیگر پر صنم

بریکی جسم ست وبر دیگر چو روح بریکی حبس ست وبر دیگر فتوح
ایک پر ہی جسم دیگر پر ہی روح ایک پر ہے قید ودیگر پر فتوح

بریکی تیرست وبر دیگر کمان بریکی نان ست وبر دیگر سنان
ایک پر ہے تیر دیگر پر کمان ایک پر ہے نان دیگر پر سنان

بریکی نقص ست وبر دیگر کمال بریکی ہجرست وبر دیگر وصال
ایک پر ہے نقص دیگر پر کمال ایک پر ہی ہجر دیگر پر وصال

ہر جمادے یا نبی افسانہ گو کعبہ با حاجی گواہ ونطق جو
ہر جمادی ہے نبی سے قصہ گو کعبہ حاجی کا گواہ اور نطق جو

بر مصلی مسجد آمد ہم گواہ کو ہمی آمد بمن از دور راہ
مسجد آئی بھی مصلی پر گواہ کہ وہ آیا مجھ تلک با دور راہ

بر خلیل آتش گل وریحان بود باز بر نمرود آتشدان بود
آگ ابراہیم پر ریحان تھی پھر وہ با نمرود آتشدان تھی

بارہا گفتیم این را اے حسن می نگردم از بیانش سیر من
بارہا میں نے کہا اس راز میں نے ہوا اس کے بیان سے سیر میں

بارہا خوردی تو نان دفع ذبول این ہمان نان ست چون گشتی ملول
بارہا نان کھائی دفع بھوک کو یہ وہی نان ہی ہوا بیمار تو

در تو جوعی میرسد نوز اعتدال کہ ہمی سوزد ازو تخمہ وملال
اعتدالی سے تجھے اک بھوک ہو کہ جلائے تخم بیماری کو دو

ہر کرا درد مجاعت نقد شد تو شدن با جزو جزوش عقد شد
درد جسکو بھوک کا نقد اک ہوا اسکا جز جز بس بنا ہونے لگا

لذت از جوعست نے از نقل نو با مجاعت از شکر بہ نان جو
بھوک سے لذت ہی نے با نقل نو بھوک میں شکر سے بہتر نان جو

پس ز بیجوعی ست واز تخمہ تمام این ملالت نے ز تکرار کلام
تخمہ اور بے بھوک سے ہی بس مدام یہ مرض اور نے یہ تکرار کلام

چون ز دکان ومکین وقیل وقال وز فریب مردمت ناید ملال
کیون نہ دکان وکسب اور یا قیل وقال مکر مردم سے نہ ہو تجھکو ملال

۵۱ ایک پر حلوا الخ ۸ شعر ایک پر حلوا اور دوسرے پر سم ہی ایک پر سنگ دوسرے پر صنم ہی ایک پر جسم اور دوسرے پر روح ہی ایک پر قید دوسرے پر فتوح ہی ایک پر تیر دوسرے پر کمان ہے ایک پر نان دوسرے پر سنان ہے ایک پر نقص دوسرے پر کمال ہے ایک پر ہجر دوسرے پر وصال ہی آگے حقائق ہین ہر ا ۔ جمادی نبی سے قصہ گو ہے کعبہ حاجی کا گواہ ونطق جو ہے مسجد مصلی پر گواہ ہے کہ وہ مجھ تک راہ دور سے آیا ہے آگ ابراہیم پر ریحان تھی اور پھر نمرود پر آتشدان تھی مین نے بارہا کہا اس راہ مین مگر اس کے بیان سے سیر نہو یعنی اجزاء عالم کے ایک پر نیک وہ دوسرے پر بد ہین ایک کو نافع دوسرے پر مضر ہین آگے مثال ہے فافہم ۱۲
۵۲ بارہا الخ ۵ شعر بارہا نان کھائی دفع بھوک کے واسطے پس یہ وہی نان ہے کہ تو بیمار ہوا ہے آگے حقائق ہین تجھے اعتدال سے ایک بھوک ہو کہ جلا دے تخم بیماری کو وہ جس کو درد بھوک کا ایک نقد ہوا اسکا جز جز بنا ہونے لگا لذت بھوک سے ہی طعام نو سے نہین ہی یعنی کھانا مزہ دیتا ہے بھوک سے نہ طعام لذیذ سے اور بے بھوک وتخمہ سے مرض ہوتا ہے تکرار کلام سے نہین ہوتا ہے آگے اس کی مثال فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۵۳ کیون دکان الخ ۶ شعر کیون دکان وکسب وقیل وقال اور مکر مردم سے تجکو ملال نہین ہوتا ہی غیبت انسان کھانے گوشت سے تجھے ساٹھ برس سیری نہین آئی تو نے عشق ومحبت مین تجھکے اشعار کہے بادر اور مثل گل کے نکل گیا صید فرج مین تو نے مدح کریہ مثل گل سے تجکو بے رنج ہنسی آخر با راز راہ سوز کے کہے کہ گرم ترسوار پہلے بارسے ہی آگے حقائق ہین درد وار دوسرے نہین کو دوا اور درد شاخ رنج کو قطع کرے کیمیا کرنے والا درد ہے رنج کسب ہو جبر یا پردہ آسکے یعنی درد عشق دوا ہر رنج کی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون زغیبت واکل لحم مردمان
شعرها در عشق قحبہ گفتہ تو
مدحہا در صید شلہ گفتہ تو
باز آخر گوئیش سوزان وجبت
درد داروے کہن رانو کند
کیمیائی نو کنندہ دردہاست
ہین مزن تو از ملولے آہ سرد
خادع دردانددرمانہای ثبات
آب شوری نیست درمان عطش
لیک خادع گشت و مانع شد زجست
ہمچنین ہر زر قلبی مانع است
بال و پرت را بہ تزویرے برید
گفت دردت چینیم وخود دردبود
نو ردرمان درد غیبن می گریز
گفت نے وزدی تو دنی فاسقی
پر خیال و خواب چندین روکنی
بر خیالے این چنین راه درانہ

شصت سالت سیری نامد زان
بے ملالت بارہا بشگفتہ تو
بے ملالت ہمچو گل بشگفتہ تو
گرم تر صد بار از بار نخست
درد ہر شاخ ملولے خوکند
کو ملولی آن طرف کہ درد خاست
درد جو در دجو ہین درد درد
رہزنند و زرستانان رسم باژ
وقت خوردن گر نماید سرد و خوش
زاب شیرینی کز وصد سبزہ رست
از شناس نقد کان ہر جا کہ ہست
کہ مراد تو منم گیر اے مرید
خار بود ارچہ بصورت درد بود
تاشود دردت مطیب مشتاب نیز
مرد نیکی لیک گول و احمقی
نیست عقلت را تسوئی روشنی
پیش گیری از سر جہل و زآز

غیبت انسان واکل لحم سے
عشق قحبہ ہین کہے اشعار تو
مدح صید فرج ہین تونے کری
یار کو آخر کہوے از رہ سوز کے
درد دارو ے کہن کو نو کرے
کیمیا نو کرنے والا درد ہے
پس[1] ملولی سے نہ کر تو آہ سرد
درد کے درمان سب مکار ہین
تشنگی کا چارہ آب شور نے
پر ہے مکار اور مانع جستجو
اس طرح مانع ہے ہر اک قلب زر
مکر سے کاٹے ترے پر اے سعید
کہوے دافع درد ہون خود درد تھا
جھوٹے[2] درمان سے تو بھاگ انکجو
بولا نے تو چور نے فاسق ہی تو
تونے خواب و خیال پر کوشش کری
ایسے تونے خیال پر اک رہ پڑی

ساٹھ سال آئی نہین سیری تجھے
مثل گل کھلیا ئے ہی ہر بار تو
مثل گل بے رنج ہی تجھکو ہنسی
گرم تر سو بار پہلے بار سے
درد شاخ رنج کو قطع کیے
رنج کب ہو درد جس جا پڑھے
ڈھونڈھتے ہین درد تو او درد درد
راہزن اور زر بر سم باج لین
وقت پینے کے اگرچہ سرد ہے
آب شیرین کا کہ سبزہ اُس سے ہوا
جاننے سے زر کھرے کے بیشتر
کہ مراد اب ہون تری نے ای مرید
خار تھا گرچہ بصورت درد تھا
تا کہ بہتر پاک تیرا درد ہو
مرد نیک اک ہی ولے احمق ہی تو
عقل تیری نے رکھے کچھ روشنی
اختیار از راہ طمع و جہل کی

گفتن عسس خواب خود را باغریب و نشان گنج دادن در خانہ او

کہنا کوتوال کا خواب اپنے کو مسافر سے اور پتا گنج کا دینا اُس کے گھر مین

[1] پس ملولی سے الخ یے شعر پس ملولی سے تو آہ سرد نہ کر تین ڈھونڈھو درد تو اور درد کو سب مکار درد کے درمان ہین راہزن اور زر کو برسم باج لیتے ہین آگے مثال ہے تشنگی کا علاج آب شور نہین ہے وقت پینے کے اگرچہ سرد ہو لیکن مکار ہے و مانع جستجو کرنے آب شیرین کا ہے کہ سبزہ اس سے ہو اس طرح ہر ایک قلب زر مانع ہے مکر سے زر کے جاننے سے بیشتر مکر سے تیرے پر شوق کاٹے اسے سعید مین تیری مراد ہون نے اسے مرید کہے کہ دافع درد ہون او رخود درد تھا اور خار تھا اگرچہ بصورت عمل کے تھا یعنی ریا کار درد عشق مانع ہین کہ جستجو سے طالب ان مکر کے باعث محروم عشق سے رہتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] جھوٹے الخ ۴ شعر تو جھوٹے درمان سے بھاگ تاکہ تیرا درد بہتر پاک ہو آگے رجوع بہ قصہ ہے کہا کہ نہ تو چور نہ فاسق ہے ایک مرد نیک تو ہے و لیکن احمق ہے تو نے خواب خیال پہ کوشش کری تیری عقل کچھ روشنی نہین رکھتی ہے تونے ایک راہ بڑی ایسی خیال پر اختیار کی از راہ طمع کے آگے بیان خواب کوتوال کا ہے فافہم ۱۲

جلالدین در گذاد عبدالخالق دہر
ربعہ لال گارہ

بارہا من خواب دیدم مستمر	کہ بہ بغداد ست گنجے مستتر	خواب یہ دیکھے بارہا مین نے سدا	گنج ہے بغداد کے اندر چھپا
در فلان کو در فلان موضع دفین	بود آن خود نام کوی آن حزین	کہ فلان کوچہ وجا مین دفن ہے	وہ ہی نام اس کے تھا کوچہ کا وے
ہست در خانہ فلانے رہ بجو	نام خانہ گفت و نام کوے او	ہی فلانے گھر مین جا کر ڈھونڈھنا	اُس کے گھر کا نام و کوچہ کا لیا
دیدہ ام این خواب را من بارہا	کہ برو آنجا کہ یابے گنج را	بارہا مین نے یہ دیکھا خواب ہے	کہ وہان جا گنج تا تجھکو ملے
ہیچ من از جا نرفتم زین خیال	تو بیک خوابی بیائی بے ملال	مین نہین جا سے ہلا اس خیال پے	بے ملال آتا ہی تو اک خواب پے
خواب احمق لائق عقل وی است	ہمچو او بے قیمت است و لاشی است	خواب احمق اسکی لائق عقل کے	جیسے وہ بے قیمت اور ناچیز ہے
خواب زن کمتر ز خواب مردان	از پے نقصان عقل و ضعف جان	خواب زن کمتر ہی خواب مرد سے	باعث نقصان عقل و جان کے
خواب ناقص عقل گول آید کسان	پس ز بے عقلی چہ باشد خواب باد	عقل ناقص گول کی ہوتی ہی خواب	کیون نہ بیہودہ ہو بے عقلی سے خواب
گفت با خود گنج در خانہ من است	پس مرا آنجا چہ فقر و شیون ست	سوچا یہ خود گنج میرے گھر مین ہے	اب مجھے تکلیف وان کیا فقر سے
بر سر گنج از گدائے مردہ ام	زانکہ اندر غفلت و در پردہ ام	مین گدائی سے خزانہ پہ مرا	کیون مین غفلت اور پردے مین رہا
زین بشارت مست شد دردش نماند	صد ہزار الحمد بے لب وہ بخواند	درد اسکا اس خوشی سے سب گیا	سیکڑون الحمد کو اُس نے پڑھا
گفت بد موقوف این لت لوت من	آبحیوان بود در حانوت من	یہ غذا موقوف تھی نقصان پر	آب حیوان تھا مری دکان پر
رو کہ بر لوت شکرفے بر زدم	کوری آن وہم کہ مفلس بدم	چل کہ اب نادر غذا سے مین ملا	تھا وہ اندھا وہم کہ مفلس مین تھا
خواہ احمق گو و خواہی عاقلم	یافتم من انچہ می خواہد دلم	خواہ احمق کہہ مجھے خواہ ہوشیار	مین نے پایا جو مین چہتا تھا ای یار
من مراد خویش دیدم بیگمان	ہر چہ خواہی گو مرا ای بدہان	پس مراد اپنی ہی پائی بیگمان	مجھکو جو کچھ چاہے کہہ ای بدزبان
تو مرا پر درد گو ای محتشم	پیش تو پر درد پیش خود خوشم	تو مجھے پر درد کہہ ای ماہ وش	تیرے پر درد آگے ہون اپنے خوش
واے گر برعکس بودی این مطار	پیش تو گلزار و پیش خویش خار	ہائے گر برعکس ہوتا یہ شعار	تیرے آگے گلشن اپنے خار

ف۱ خواب دیکھے آخر ۸ شعر تک یعنی خواب ہمیشہ بارہا دیکھے کہ گنج اندر بغداد کے چھپا ہے کہ فلانے کوچہ وجا مین دفن ہے پر وہ ہی نام اس کے کوچہ کا تھا فلانے گھر مین ڈھونڈھنا پس اُس کے گھر کا و کوچہ کا نام لیا مین نے بار یہ خواب دیکھے ہین کہ وہان جا تا گنج ملے تجکو مین اس خیال پر جا سے نہین ہلا اور تو بے ملال آتا ہے ایک خواب اپنے خواب احمق کی اسکی عقل کے لائق ہے جیسے وہ بے قیمت اور ناچیز ہے آگے اسکے حقائق ہین خواب زن کا کمتر ہے مرد سے باعث نقصان عقل کے و جان عقل ناقص احمق کا خواب کہوتا ہے بے عقلی سے کیونکہ بیہودہ خواب ہو یعنی بے عقل کے خواب بھی ناقص ہوا کرتے ہین کیونکہ خواب مرد سے خواب زن کی کمتر ہوتی ہے آگے رجوع یہ قصہ ہے فافہم ۱۲ ف۲ سوچا یہ آخر ۷ شعر سوچا کہ خود گنج میرے گھر مین ہے اب مجھے وہان تکلیف فقر سے ہے مین گدائی سے خزانہ پر مرا کیون مین غفلت و پردہ مین رہا اسکا درد اس خوشی سے سب گیا اور سیکڑون الحمد کو اُس نے پڑھا یہ غذا موقوف نقصان پر تھی اور آبحیوان میری دکان پر تھا کہ مین مفلس تھا چل کہ اب مین نادر غذا سے ملا وہم باندھا تھا کہ مین مفلس تھا خواہ احمق کہہ مجکو خواہ ہوشیار جو مین چاہتا تھا وہ مین نے پایا ای یار پس مین نے مراد اپنی پائی بیگمان مجکو جو کچھ چاہے کہہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ تو مجھے آخر ۲ شعر اے ماہ وش تو مجھے پر درد کہہ تیرے آگے پر درد ہون مگر اپنے آگے خوش ہون ہاں اگر یہ شعار برعکس ہوتا تیرے آگے گلشن اور اپنے آگے خار ہوتا آگے مثال ہے ایک درویش سے ایک مرد خس نے کہا کہ تجکو یہاں پر کوئی نہین جانتا ہے مرد اہل اُس نے کہا کہ اگر عام مجکو نہین جانتے ہین مین خود کو خوب جانتا ہون کہ مین کیا شے ہون افسوس اگر درد برعکس طور پر ہوتا کہ وہ دوست مینا ہوتا اور مین خود سے اندھا ہوتا تو مجکو احمق جان کہ مین احمق ہون لیکن بخت بہتر ہے عجز دو سے سخت سے یہ بات تیرے گمان کے لائق ہے ورنہ میرا بخت اور عقل کی دنیا ہے یعنی مین خود کو بہتر جانون اور لوگ مجکو برا جانین اور مین خود کو برا جانون یہی عجز بہتر ہے دوئی سے آگے مسافر کا بیان ہے فافہم ۱۲

با فقیرے گفت روزی یک خسی	که ترا اینجا نمے داند کسے	بولا اک درویش سے اک مرد خس	کہ نجانے تجکو یان پر کوئی کس
گفت او گر می نداند عامیم	خویش را من نیک میدانم کیم	بولا وہ گر عام نے جانے مجھے	خوب جانون خود کو مین کیا ہون مین شے
وای اگر برعکس بودی درد و ریش	او بدی بینای من من کور خویش	ہائے ہوتا درد گر برعکس طور	مجھ سے بینا ہوتا وہ مین خود سے کور
احمقم گیر احمقم من نیک بخت	بخت بهتر از لجاج و ردی سخت	مجکو احمق جان احمق ہون ولے	بخت بہتر عجز در دی سخت سے
این سخن بر وفق ظنت می جهد	ور نه بختم داد عقلم می دهد	بات یہ لائق گمان تیرے کے ہی	ورنہ میرا بخت داد عقل دے

بازگشتن غریب مصر به بغداد و یافتن گنج را در خانهٔ خود

لوٹنا مسافر مصر کا بغداد کو اور پانا اپنے گھر مین گنج کو

بازگشت از مصر تا بغداد او	ساجد و راکع ثنا گو شکر گو	مصر سے پلٹا سوے بغداد وہ	سجدہ کرتا اور رکوع و شکر گو
جمله ره حیران و مست او زین عجب	زانعکاس روزی و راه طلب	سارے رستہ مست و حیران وہ رہا	عکس روزی اور طلب سے ظاہرا
کز کجا امیدوارم کرده بود	وز کجا افشاند بر من سیم جود	کہ کہان مجھکو کیا امیدوار	اور کہان مجھکو دیا زر بے شمار
این چه حکمت بود کان قبله مراد	کردم از خانه برون گمراه و شاد	کیا یہ حکمت تھی کہ اُس داوار نے	جو نکالا گھر سے گمرہ خوش مجھے
تا شتابان در ضلالت می شدم	هر دم از مطلب جدا تر می بدم	تا مین گمراہی مین جلدی دوڑتا	ہر گھڑی مطلب سے ہوتا تھا رہا
باز عین آن ضلالت را بجود	حق وسیلت کرد اندر رشد و سود	عین گمراہی کو اب پھر جود سے	باعث نیکی کیا اللہ نے
گمرهی را منهج ایمان کند	کژروی را مقصد عرفان کند	گمرہی کو ازرہ ایمان کرے	کجروی کو مقصد عرفان کرے
تا نباشد هیچ محسن بی جفا	تا نماند هیچ خائن بی رجا	تا نہ ہووے کوئی محسن بے جفا	تا نہ ہووے کوئی خائن بے رجا
اندرون زهر تریاق آن حفی	که بگویند ذو اللطف الخفی	اسکا ہے تریاق پنہان زہر مین	صاحب لطف الخفی اسکو کہین
نیست مخفی در نماز آن مکرمت	در گنه خلعت نهد از مکرمت	نے نماز اندر ہے پنہان مکرمت	دیوے خلعت جرم مین یا مغفرت
منکران را قصد اضلال ثقات	ذل شده عز و ظهور معجزات	منکرون کا قصد اضلال ثقات	ذل ہوا عزت ظہور معجزات

سلہ مصر سے لوٹا الخ ۶ شعر وہ مصر سے لوٹا طرف بغداد کے سجدہ کرتا در کوع و شکر کہتا وہ تمام رستہ مست و حیران رہا بر عکس روزی و طلب سے ظاہر ہین کہ مجکو کہان امیدوار کیا اور کہان مجھکو زر بیشمار دیا یہ کیا حکمت تھی کہ اس داور نے جو مجھکو گھر سے نکالا گمراہ و خوش تاکہ مین گمراہی مین جلدی دوڑتا تھا اور ہر گھڑی مطلب سے جدا ہوتا تھا پھر عین گمراہی کو جود سے باعث نیکی اللہ نے کیا آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ گمراہی الخ ۵ شعر گمراہی کو راہ ایمان کرے اور کجروی کو مقصد عرفان کرے تاکہ کوئی محسن بے جفا نہ ہووے اور کوئی خائن بے رجا نہ ہووے اس کا تریاق زہر مین پوشیدہ ہے اس کو صاحب لطف الخفی کہتے ہین نماز مین مکرمت پوشیدہ نہین ہے جرم مین خلعت دیوے ساتھ مغفرت کے منکرون کو قصد گمراہی نیکون کی ذلت دینے کا ظہور معجزہ نے کیو اسطے عزت ہوئی یعنی جو کچھ نماز مین ہے وہ مکرمت پوشیدہ نہین ہے بلکہ جرم خلعت مغفرت دیتا ہے کیونکہ منکرون کا قصد ذلت باعث عزت معجزات کی ہوئی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

قصد شان زانکار ذل دین بده	عین ذل عز رسولان آمده	قصد[۵۱] انکار انکا ذل دین تھی	عین ذل عزت رسولون کی ہوئی
گر نه انکار آمدی از ہر بدی	معجزه و برہان چرا نازل شدی	ہوتا اگر انکار نے کفار سے	معجزه ہوتا یہ نازل کس لیے
خصم منکر تا نشد مصداق خواه	کے کند قاضی تقاضای گواه	تا ہوا منکر نہ دشمن صدق کو	قاضی کب چہتا گواہاے تو
معجزه ہمچون گواه آمد زکی	بہر صدق مدعی در پیش کے	معجزه مثل گواه ہے کس لیے	مدعی کے صدق کے ہے واسطے
طعنه چون می آمد از ہر ناشناخت	معجزه میداد حق و می نواخت	طعنه جو نا آشنا سے آئے تھا	حق نوازش کرتا دیتا معجزا
مکر آن فرعون سی صد تو شده	جمله ذل او و قمع او شده	مکر فرعون تیس سو درجه ہوا	اُس کی بالکل ذلت و خواری بنا
ساحران آورده حاضر نیک و بد	تا که جرح معجزه موسیٰ کند	لائے ساحر سحر سب اچھا برا	تا کرین موسیٰ کا رد وه معجزا
تا عصا را باطل و رسوا کند	اعتبار او ز دلها بر کند	تا[۵۲] عصا کو باطل اور رسوا کرین	دور دل سے اعتبار اسکا کرین
عین آن مکر آیت موسیٰ شده	اعتبار آن عصا بالا شده	عین وه مکر آیت موسیٰ ہوا	اس عصا کا اعتبار اعلیٰ ہوا
لشکر آرد صبح عدو تا حول نیل	تا زند بر موسیٰ و قومش سبیل	لایا لشکر تا لب دریاے نیل	روکے تا موسیٰ و سبطی کی سبیل
ایمنی امت موسیٰ شود	او بتحت الارض ہامون در رود	ایمنی موسیٰ کی امت کو ملے	وه زمین دشت کے اندر گھسے
گر بمصر اندر بدی او نامدی	وہم از سبطی کجا زائل شدی	گر وه رہتا مصر مین آتا نہین	سبطیون کا وہم جاتا پھر کہین
آمد و در سبط افگند او کراز	تا بدانی کامن در خوفست راز	سبطیون مین آکے حیرانی رکھی	تا تو جانے خوف مین ہے ایمنی
این بود لطف خفی کو را صمد	نار بنماید و خود آن نور بد	یہ[۵۳] نہان ہے لطف که اسکو خدا	نار دکھلائے وے وه نور تھا
نیست مخفی مزد دادن در تقا	ساحران را اجر بین بعد از خطا	اجر دیتا اتقا مین بے خفا	دیکھ اجر ساحران بعد الخطا
نیست پنہان وصل اندر پرورش	ساحران را وصل داد اندر کشش	پرورش مین وصل دنیا کے خفا	ساحرون کو وصل کٹنے مین دیا
نیست مخفی سیر با پای روا	ساحران را سیر بین در قطع پا	سیر کرتا پاسے چل کر سے خفا	سیر ساحر دیکھ اندر قطع پا
عارفان زانند دائم آمنون	که گذر کردند از دریای خون	آمنون عارف ہین اس باعث سدا	که گذر دریاے خون سے خود کیا

۵۱ قصد انکار الخ ے شعر انکے انکار کا قصد ذلت دین تھی که عین ذلت عزت رسولونکی ہوئی اگر کفار سے انکار نہ ہوتا تو معجزه کسواسطے نازل ہوتا صدق کا جبتک منکر دشمن نہ ہوا قاضی کب گواہون کو چاہتا معجزه گواه کے مانند کسواسطے ہے مدعی کے صدق کے واسطے ہے جو طعنه نا آشنا سے آتا ہے حق نوازش کرتا اور معجزه دیتا ہے یعنی اگرچہ انکار ذلت دین کی ہے ولیکن انبیا کے واسطے عزت ہے که معجزات حق تعالیٰ انہین انکار کیواسطے بھیجے ہین آگے اسکی مثال ہے مکر فرعون کا تیس سو درجه تھا مگر اسکی بالکل ذلت وخواری بنا ساحر سب اچھا برا سحر لائے تا که موسیٰ عم کا معجزه رد کرین یعنی انکار کفار باعث رونق معجزات انبیا کا ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ تا عصا کو الخ ے شعر تا عصا کو باطل اور رسوا کرین اور اسکا اعتبار دل سے دور کردین وه مکر عین آیت موسیٰ عم کا ہوا اور اس عصا کا اعتبار اعلیٰ ہوا لشکر لب دریاے نیل تک لایا که تا موسیٰ عم و سبطی کا راستہ روکے موسیٰ عم کی امت کو ایمنی ملے اور زمین دشت کے اندر گھسے اگر وه مصر مین رہتا اور آتا نہین پھر سبطیون کا وہم کہین جاتا سبطیون مین اگر حیرانی رکھے تا که تو جانے که خوف مین ایمنی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ یہ نہان الخ ے شعر یہ لطف نہان ہے که اسکو خدا نار دکھلائے ولیکن وه نور تھا اجر دنیا کا اتفاق مین پوشیده نہین اجر ساحرون کا بعد الخطا دیکھ پرورش مین وصل دنیا کا پوشیده نہین سحر کو ساحر وصل کہتے ہین و پا سیر کرنا چاہیے چلکر پوشیده نہین سیر ساحر کی دیکھ قطع پا مین یعنی ایمان لائے عارف ہین اس باعث ہمیشه که دریاے خون سے خود گذر گیا ہے عین ڈر سے انکا امن ظاہر ہے اسواسطے ہر گھڑی اندر مزید کے ہین اندر خوف کے امن مخفی دیکھا اب پوشیده دیکھ رجا مین خوف ہے یعنی امن خوف مین ہے اور خوف رجا مین ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

امن شان از امن خوف آمد پدید | لاجرم باشند ہر دم در مزید
امن دیدی گشتہ در خوف خفی | خوف بین ہم در امید ای صفی
آن امیر از مکر بر عیسی تند | عیسی اندر خانہ رو پنہان کند
اندر آمد تا شود او تاجدار | خود ز شبہ عیسی آمد تاجدار
ہین میاویزید من عیسی نیم | من امیرم بر جہودان خوش نیم
زو ترش بر دار آویزند کو | عیسی ست از دست ما تخلیص جو
چند لشکر می رود تا بر خورد | برگ او برگ دو بر سر خورد
چند بازرگان روند بر بوی سود | عید پندارند و سوزند ہمچو عود
چند در عالم بود بر عکس این | زہر پندارد بود آن انگبین
پس سپہ بنہاد دل بر مرگ خویش | روشنیہا و ظفر آمد بہ پیش
ابرہہ با پیل بہر ذل بیت | آمدہ تا افگند حی را چو میت
تا حریم کعبہ را ویران کند | جملہ را زانجای سرگردان کند
تا ہمہ زوار گرد او تنند | کعبہ او را ہمہ قبلہ کنند
وز عرب کینہ کشد اندر گزند | کہ چرا در کعبہ ام آتش زنند
عین سعیش عزت کعبہ شدہ | موجب اعزاز آن بیت آمدہ
مکیان را عز یکے بد صد شدہ | تا قیامت عز و شان ممتد شدہ
او و کعبہ اش می شود مخسوف تر | از چہ است این از عنایات قدر

عین ڈر سے امن انکا ہے پدید | اس لیے ہین ہر گھڑی اندر مزید
دیکھ مخفی امن اندر خوف کے | دیکھ پوشیدہ رجا مین خوف ہے
پیش عیسی میر آیا مکر سے | عیسی اندر گھر کے پوشیدہ ہوئے
اندر آیا تا کہ ہو وہ باج دار | شبہ عیسی سے ہوا خود تاجدار
مجکو مت لٹکاؤ مین عیسی نہین | مین ہون میران جہودان بالیقین
جلد لٹکایا اسے بس دار پے | یہ ہے عیسی چھپتا پھرتا ہے ہر
چند لشکر جائین تا کھائین ثمر | نفع سے انکو ملے ہو درد سر
چند تاجر جائین بہر نفع سود | عید جانین اور جلین وہ مثل عود
چند بر عکس اسکے عالم مین ہین کس | زہر جانین اور وہ ہووے شہد بس
پس سیہ دل پیار کھے موت پے | پس ظفر اور روشنی اسکو ملے
ابرہہ با فیل کعبہ کے لئے | آیا تا کہ وہ شہید اسکو کرے
تا حریم کعبہ کو ویران کرے | اور سب کو وہان سے سرگردان کرے
تا کہ سب زوار گرد اس کے پھرین | اس کے کعبہ کو یہ سب قبلہ کہین
اور لے بدلا عرب سے باجفا | کیون مرے کعبہ کو آتش دی لگا
اس کی سعی کعبہ کی عزت ہوگئی | موجب اعزاز ہوئی اس بیت کی
مکیون کی عزت اک سے سو ہوئی | تا قیامت انکی عزت اور بڑھی
اور وہ اور کعبہ اس کا گم گیا | کس سبب سے باعنایات خدا

سلہ پیش عیسی الخ ۴ شعر پیش عیسی امیر آیا مکر سے اور عیسی عم اندر گھر کے پوشیدہ ہوئے اور وہ امیر ہمشکل عیسی عم سے خود تاجدار کا ہوا مجکو مت لٹکاؤ مین عیسی عم نہین ہون مین ایک امیران جہودان سے بالیقین ہون پس اس کو جلد لٹکایا دار پر کہ یہ عیسی عم ہی ہم سے چھپتا پھرتا ہے چند لشکر جائین تا ثمر کھائین نفع نہ ملے اور درد سر ہو چند تاجر واسطے نفع و سود کے جائین عید جانین اور مثل عود کے جلین یعنی واسطے نفع کے جائین اور بلا مین پڑین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ چند بر عکس الخ ۷ شعر چند کس عالم مین اس کے بر عکس ہین کہ زہر جانین اور وہ شہد ہووے بہت سی سیاہ دل اپنا موت پر رکھے پس ظفر و روشنی اس کو ملے بادشاہ ابرہہ اہل قبلہ کعبہ کے واسطے آیا کہ تا وہ شہید اسکو کرے تا حریم کعبہ کو ویران کرے اور سب کو وہان سے سرگردان کرے تا کہ سب زوار اس کے گرد پھرین اور اس کے کعبہ کو یہ سب قبلہ کرین اور عرب سے بدلا لے ساتھ جفا کے کہ میرے کعبہ کو کیون آتش سے جلایا اسکی سعی کعبہ کی عزت ہوگئی اور موجب اعزاز اس بیت کی ہوئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ مکیون کی الخ ۸ شعر مکیون کی عزت ایک سے سو درجہ ہوئی در تا قیامت ان کی اور عزت بڑھی وہ کعبہ اس کا گم گیا کس سبب سے عنایات خدا سے وہ ندگی مانند ابرہہ کے مال سے وہ فقیر ان عرب منعم ہوگئے وہ گمان رکھتا تھا کہ لشکر سے چلا اور وہ خود اہل بیت کو زیر لیجا یعنی اور کبھی معاملہ بر عکس ہوتا ہے کہ ایک شے کو طلا جانین اور وہ اُن کے واسطے خوبی و عمدگی ہو آگے رجوع بقصہ ہے اس ارادہ ٹوٹنے مین وہ مسافر تماشا گیر راہ پر تھا ہر قدم پر گھر مین آیا زر و گنج اس کو ملا اور اس کا کام لطف حق سے بن گیا تا کہ حکمت رب کہ جانے کہ وہ ایمنی دنیا ہے خوف و بیم سے اب قصہ شاہزادون کا مجھے یاد آیا تم گوش ہوش سے سنو کہ کہتا ہون یعنی اس ارادہ ٹوٹنے سے وہ تماشا گیر ہوا بموجب اس قول کے عرفت ربی بفسخ العزایم آگے شاہزادون کا بیان ہے فافہم ۱۲

ز جا از برهه همچون د د ه
و گمان برده که لشکر می کشد
اندرین فسخ عزائم وان همم
تا نه آمد گنج زر را باز یافت
ابدانی حکمت قسر و قدیم
یادم آمد قصهٔ شهزادگان

آن فقیران عرب منعم شده
بهر اهل بیت خود زر می کشند
در تماشا بود بر ره هر قدم
کارش از لطف خدائی ساز یافت
ایمنی پاسے نهد در خوف و بیم
گوش هوش آور زمین مثنوی بیان

چون ورند اس ابرهه کے پاس سے
وه گمان رکھے که لشکر لیچلا
اس اراده ٹوٹنے مین وه همم
گھر مین آیا گنج و زر اس کو ملا
تا که جانے حکمت رب کریم
قصه شهزادونکا یاد آیا مجھے

وه فقیران عرب منعم ہوے
خود وه اہل بیت کو زر لیچلا
تھا تماشا گیر ره پر ہر قدم
کام اُسکا لطف حق سے بنگیا
ایمنی دیتا ہے وه با خوف و بیم
تم سنو کہتا ہون گوش ہوش سے

منکر گردن برادران پند برادر بزرگ را و قبول نکردن او و بیطاقتی او و خود را بے دستوری به دربار پادشاه چین رسانیدن

منکر بھائیون کی نصیحت کرنا بڑے بھائی کو اور قبول نکرنا اسکا اور بیطاقت ہونا اس کا اور بے اجازت آپکو دربار شاه چین مین پہونچانا

ن دو گفتندش که اندر جان ما
گر نگوئیم آن نیاید راست نرد
چون چغز یم اندر آب از کف الم
ر نگوئیم آتشی را نور نیست
زمان بر جست کای یاران وداع
چون جست او چو تیرے از کمان
در آمد مست پیش شاه چین
ه را مکشوف یک یک حل شان
ن مشغول است در مرعای خویش

هست پاسخها چو انجم در سما
ور بگوئیم آن دلت آید بدرد
ور ز خموشی اختناق ست و سقم
ور بگوئیم این سخن دستور نیست
انما الدنیا و ما فیها متاع
که مجال گفت کم بود آن زمان
زود مستانه ببوسید او زمین
اول و آخر غم و زلزال شان
لیک چوپان واقف است از حال میش

[ك] دونون بولے که ہماری جان مین ہین
گر نه کہوین ہم نه سیدھا کام ہو
مثل مینڈک آب مین کف سے الم
گر نه ہم کہوین تو بے نور آگ ہے
پس اُٹھا اُسدم که اے یارو وداع
[ك] چون کمان سے تیر وه باہر چلا
آیا اندر مست پیش شاه چین
شاه کو ظاہر تھا اک اک اُنکا حال
بھیڑ تو چرنے مین بس مشغول ہے

مثل انجم کے جواب ایسکے ہین
گر کہین ہم رنج ہو تجکو نکو
اور خموشی سے ہے ہم کو درد و غم
اور اگر کہوین اجازت ہمکو نے
انما الدنیا و ما فیها متاع
نے مجال اسدم که کہوین کچھ ذرا
اُس نے چومی جلد مستانه زمین
اول آخر اُن کی ذلت اور ملال
لیک چوپان جانے اسکے حال سے

[ك] دونون الخ ۵ شعر دونون بھائی بولے که ہماری جان مین مثل ستارون کے از بس جواب ہین اگر ہم نه کہین کام سیدھا ہو اور اگر کہین تجکو رنج سوا ہو آگے مثال ہے مینڈک کے مانند آب مین بسبب کف کے الم ہے اور خاموشی سے ہم کو درد و غم ہے ہم نه کہین تو بے نور آگ ہے اور اگر کہین تو ہم کو اجازت نہین پس اُسدم اُٹھا که اے یارو رخصت سوا اس کے نہین ہے که دنیا جو اس مین پونجی ہے یعنی اسدم ترک دنیا کرے اور جانب چین کے چلدیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [ك] چون کمان ۶ شعر وه مانند تیر کے کمان سے باہر چلا اسدم کیا مجال که کچھ راز کہین مست آگے آیا بادشاه چین کے اور اس نے زمین جلد چومی استون مانند بادشاه کو ایک ایک اس کا حال ظاہر تھا اول و آخران کی ذلت و ملال کا آگے حقائق ہین بھیڑ چرنے مین خود مشغول ہے و لیکن چوپان اس کا حال جانتا ہے قوله گرگ اع گله سے خبردار گاه گھاس کھائے و گاه سست و زحیر ہے اگرچه ظاہر مین وه گله سے دور تھا و لیکن شل وقت وه خوشی مین تھا یعنی خداوند عالم بظاہر انسانون سے دور ہے و لیکن وه اُن سے باطن خبردار ہے آگے رجوع بقصه ہے فافہم ۱۲

کلکم راع بدانند زان رمہ	کہ علف خوارست وگہ در ملحمہ	کلکم راع ہے گلہ سے خبیر	گاہ کھائے گھاس و گہ ستی و زنجیر
گرچہ در صورت ازان صف دور بود	لیک چون دف درمیان سور بود	گرچہ ظاہر مین وہ گلہ سے تھا دور	لیک مثل دف تھا وہ اندر سرور
واقف از سوز و لہیب آن وفود	مصلحت آن بد کہ خشک آوردہ بود	اُس گروہ کے سوز سے واقف تھا وہ	مصلحت وہ تھی کہ انجان ایک ہو
درمیان جان شان بد آن سمی	لیک خود را کرد قاصد اعجمی	اُنکی اندر جان کے تھا وہ بادشاہ	لیک انجان آپ کو قصداً کیا
صورت آتش بود پایان دیگ	معنی آتش بود در جان دیگ	صورت آتش کی ہے نیچے دیگ کے	معنی آتش کا بجان دیگ ہے
صورتش بیرون و معنی اندرون	معنی معشوق جان در رگ چو خون	صورت اسکی باہر اور معنی درون	معنی معشوق جان جون رگ مین خون
شاہزادہ پیش شہ زانو زدہ	وہ معرف شاہد حالش شدہ	بیٹھا جا شہزادہ شہ کے سامنے	دس معرف بس گواہ اسکے ہوئے
گرچہ شہ عارف بد از کل پیش پیش	لیک میکرد آن معرف کار خویش	گرچہ شہ پہلے سے عارف اسکا تھا	پر معرف کام کرتا اپنا تھا
در درون یک ذرہ نور عارفی	بہ بود از صد معرف ای صفی	ایک ذرہ دل مین نور عرفان کا	سو معرف سے ہے بہتر مشفقا
گوش را رہن معرف داشتن	آیت محجوبی ست و حزر و ظن	کان جو قول معرف پر رکھے	وہ نشانی اسکی محجوبی کی ہے
آنکہ نورا ز چشم دل شد دیدبان	دیدہ خواہد چشم او عین العیان	جس کی چشم دل ہوئی ہو دیدبان	دید چاہے چشم اس کی بس عیان
با تواتر نیست قانع جان او	بل ز چشم دل رسد ایقان او	وہ تواتر سے نہ قانع جان رکھے	چشم دل سے بس وہ ایقان سے ملے
پس معرف پیش شاہ منتجب	در بیان حال او بگشود لب	پس معرف سامنے اس شاہ کے	کرتا تھا اظہار اس کے حال سے
گفت شاہا صید احسان تو ست	پادشاہی کن کہ او آن تو ست	بولا ای شہ یہ ہے صید احسان کا	بادشاہی کر کہ ملک ہے یہ ترا
دست در فتراک این دولت زدست	بر سر سرمست او در مال دست	دامن دولت کو پکڑا ہے ترے	ہاتھ رکھ سر پہ تو اُس سرمست کے
گفت شہ ہر منصبی و ملکتی	کالتماسش ہست یابد آن فتی	بولا شہ ہر منصب اور ہر ملک کو	جو کرے وہ عرض مجھ سے پائے وہ
بیست چندان ملک کو شد زان بری	بخشمش اینہا و باخود برسری	بیس حصہ ملک اُس کے ملک سے	سر پرست اسکا رہون اور دون اُسے

۵۱ اُس گروہ الخ ۶ شعر بادشاہ چین اس گروہ کے سوز سے واقف تھا وہ مصلحت تھی کہ ایک انجان ہوا ور بادشاہ انکی جان کے اندر تھا ولیکن خود کو قصداً انجان کیا آگے مثال اس کی ہے صورت آتش کی ہے نیچے دیگ کے اور معنی آتش کا جان مین دیگ کے ہے اسکی صورت باہر اور معنی اندرون ہو معشوق جان کے معنی جون خون رگ مین ہے شاہزادہ شاہ کے سامنے جاکر بیٹھا اور دس معرف گواہ اس کے ہوئے اگرچہ شاہ اول سے اس کا عارف تھا ولیکن معرف اپنا کام کرتا تھا آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۵۲ ایک ذرہ الخ ۷ شعر دل مین نور عرفان ایک ذرہ سو معرف سے بہتر ہے جو کان قول معرف پر رکھے وہ نشانی اس کی محجوبی کی ہے جسکی چشم دل دیدہ بان ہوتی ہے اس کی چشم دید چاہتی ہے عیان رہ تواتر سے قانع جان نہ رکھے کہ چشم و دل سے اس کو ایقان حاصل ہووے آگے رجوع بقصہ ہے پس اس شاہ کے سامنے معرف اسکے حال سے اظہار کرتا تھا کہا کہ ای شاہ صید احسان کا ہے تو بادشاہی کر کہ یہ ملک تیرا ہے دامن دولت کو تیرے پکڑا ہے تو ہاتھ رکھ سر پہ اس سرمست کے یعنی نور عرفان ایک ذرہ سو معرف یعنی پہچنوانے والے سے بہتر ہے اور جو معرف کے قول پر کان رکھے وہ اس کی نشانی محجوبی کی ہے پس جس کی چشم بینا ہو گئی ہے اس کی تواتر سے جان قانع نہین ہوتی ہے کیونکہ اس کو چشم دل سے ایقان ہوتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۵۳ بولا شہ الخ ۵ شعر شاہ نے کہا کہ ہر منصب و ہر ملک کہ جو مجھ سے وہ عرض کرے وہ پائے بیس حصے ملک اس کے ملک سے اس کا سرپرست رہون اور اُسے دون معرف نے کہا کہ جیسے تیری شاہی نے اس مین محبت بوئی کسی خواہش کو نہ چھوڑے وہ تیری بندگی اس کو خوش آئی ہے کہ شاہی سے اس کا دل نفرت رکھتا ہے شاہی شہزادگی اس نے ترک کی اور تیری خاطر اس نے غریبی لی آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

گفت تا شاہست دی مہر کاشت ۔ جز ہوای تو ہوای کی گذشت
بندگی آتش چنان در خورد شد ۔ کہ شہی اندر دل او سرد شد
شاہی و شہزادگی در باختہ است ۔ از پی تو در غریبی تاختہ است
صوفی کانداخت خرقہ وجد در ۔ کی رود او بر سر خرقہ دگر
میل سوی خرقۂ دادہ ندم ۔ آنچنان باشد کہ من مغبون شدم
باز دہ آن خرقہ این سوای قرین ۔ کہ نمی ارزید آن یعنی برین
دور از عاشق کہ این فکر آیدش ۔ در بباید خاک بر سر بایدش
عشق ورزد صد چو خرقہ کالبد ۔ کہ حیاتی دارد و حس خرد
خاصہ خرقہ ملک دنیا کابتر است ۔ پنج دانگ ہستیش درد سر است
ملک دنیا تن پرستان را حلال ۔ ما غلام ملک عشق بیزوال
عامل عشق است معزولش مکن ۔ جز بعشق خویش مشغولش مکن
منصبی کانم ز رویش محجبست ۔ عین معزولیست نامش منصبست
موجب تاخیر اینجا آمدن ۔ فقد استعداد بود و ضعف تن
بی ز استعداد بر کانی روی ۔ بر یکی حبہ نگردی محتوی
ہمچو عنینی کہ بکری را خرد ۔ گرچہ سیمین بر بود کی بر خورد
چون چراغ بی ز زیت بی فتیل ۔ نی کثیرش ستش ز نور و نی قلیل
در گلستان آید اندر اخشمی ۔ کی شود مغزش ز ریحان خرمی
ہمچو چینی دلبری مہمان غر ۔ بانگ چنگ و بربطی در پیش کر

بولا جب کہ اس مین شاہی نے تری ۔ جز ترے چھوڑی نہین خواہش کوئی
بندگی وہ تیری خوش آئی اُسے ۔ کہ شہی سے اسکا دل نفرت رکھے
شاہی و شہزادگی ترک اُسنے کی ۔ تیری خاطر بس غریبی اُسنے لی
ایسا صوفی[۱] پھینکا خرقہ وجد سے ۔ کب روا رکھے کہ خرقہ پھیرے
اُس دے خرقہ کی خواہش اُسے ۔ وہ ندامت ہو کہ مجھسے جرم ہے
پھیر دے خرقہ مرا یہ نیک ہے ۔ کہ نہین لائق ہی وہ یعنی ترے
دور عاشق سے یہ فکر آئی اُسے ۔ اور جو آئی خاک اُسکے سر پہ ہے
عشق کو سو خرقہ لائق مثل تن ۔ کہ حیات و عقل رکھے وہ حسن
خاص خرقہ ملک دنیا کا بتر ۔ پانچ دانگ ہستی سے اُسکے درد سر
ملک دنیا تن پرستون کو حلال ۔ ہم ہین بندے ملک عشق بیزوال
عشق[۲] کا عامل نکر معزول اُسے ۔ کر نہ جز عشق تو مشغول اُسے
جو کہ منصب تجھسے دور اسکو کرے ۔ عین معزولی ہی منصب نام ہے
باعث تاخیر آنے کا یہان ۔ مفلسی و ضعف تن تھا بیگمان
بے تو استعداد جائے کان پے ۔ ایک حبہ نے ملے ہرگز تجھے
جیسے عنین باکرہ لیوے بزر ۔ گرچہ سیمین تن ہو کب کھائے ثمر
جون چراغ بے فتیلہ و تیل کے ۔ نے زیادہ ہے نہ کثیرہ نور سے
گلستان[۳] مین بھند آئی سیر کو ۔ مغز خوش ریحان سے کب اسکا ہو
جیسے چینی دلبر ایک مہمان خر ۔ آگے اک بہرے کے بانگ چنگ تیز

۱ ایسا صوفی الخ ۷ شعر ایسا صوفی کہ خرقہ وجد سے پھینکا بس وہ کب روا رکھے خرقہ واپس لے اس دیے خرقہ کی خواہش سے اُسے وہ ندامت ہو کہ مجھے جرم ہوا ہے خرقہ پھرا دے اور یہ نیک ہے کہ وہ نہین لائق ہے یعنی تیری یہ فکر عاشق دور ہو جیو کہ اُسے آئی اور جو تو اُس کے سر پر خاک ہے آگے فائق ہین عشق کو سوختہ لائق ہے مثل تن کے کہ حیات عقل رکھے وہ نیک خاص کر خرقہ ملک دنیا کا بدتر ہے کہ پانچ دانگ ہستی اسکی درد سر ہے ملک دنیا تن پرستون کے لئے حلال ہے اور ہم بندے ملک عشق کے بے زوال کے ہین یعنی عشق کے مانند جسم کے سو خرقہ لائق ہے کہ وہ حیات و عقل رکھتا ہے آگے رجوع قصہ ہی فافہم ۱۲ ۲ عشق کا عامل الخ ۶ شعر وہ عشق کا عامل ہے اُسے معزول مت کر اور سوا عشق اپنے کے تو اُسے مشغول مت کر جو منصب کہ تجکو اُس سے دور کرے وہ عین معزولی ہے نام کا منصب ہے یہان آنے کا باعث تاخیر مفلسی و ضعف تن تو بے استعداد کان پر جائے تجھے ایک حبہ ہرگز نہ ملے آگے مثال ہے جیسے عنین باکرہ لیوے زر سے اگرچہ سیمین تن ہو کب ثمر کھائے مانند چراغ بے فتیلہ و تیل کے نہ زیادہ نہ کم ہے وہ نور سے یعنی تعلقات دنیا عشق مول سے عاشق کو دور کرتا ہے مگر استعداد کا ہونا شرط ہے کہ محجوب نہ ہو آگے مثال ہے فافہم ۱۲ ۳ گلستان الخ ۷ شعر اگر بھند گلستان سیر کو آئے بو سے مکان سے کیا اُسکا مغز خوش ہو جیسے ایک دلبر چینی مہمان خر کا ہو یا آگے بہرے کے بانگ چنگ نہ ہو یا جیسے آبی دریا مین پڑے بجز بلا کے نہ اسکو کچھ نہ ملے جو کہ آسیا پر بغیر گندم کے گیا بجز سفید ریش ہونیکے عطا کچھ نہ ہوا آگے فائق ہین آسیا سے چرخ بے گندم معنی کو بالون کی سفیدی اور تن کی ضعیفی دی ولیکن آسیا سے چرخ پاگندہ ہون اہل مالک کو ایک ملک بخشے و دانش عطا کرے داد استعداد ہمت سے تجھے زندگانی ہو یعنی چرخ بے معنی کو ضعیف کرے اور اہل معنی کو دانش نصیحت کرے آگے مثال ہے فافہم ۱۲

یا چو مرغ خاک کاید در بحار	زان چہ یابد جز ہلاک و جز خسار	یا جو مورغ خاکی دریا مین پڑے	نے ہلاکی ہے کے سوا اور کوسلے
یا چو بے گندم شدہ در آسیا	جز سفیدی ریش و مو نبود عطا	آسیا پر جو کہ بے گندم گیا	جز سفید ریش کے نہ ہو عطا
آسیائے چرخ بر بے گندمان	مو سپیدی بخشد و ضعف جہان	آسیائے چرخ بے گندم کو دے	مو سفیدی اور ضعیفی جسم سے
لیک با با گندم این آسیا	ملک بخش آمد و بد کارو کیا	آور وہ نے با گندمون کو آسیا	ملک بخشے اور کرے دانش عطا
اول استعداد جنت بایدت	تا ز جنت زندگانی زایدت	اول استعداد جنت چاہیئے	زندگی ہو تاکہ جنت سے تجھے
طفل نو را از شراب و از کباب	چہ حلاوت و ز قصور و از قباب	طفل کو نے شراب و نے کباب	ذوق و لذت دے نہ قصر نے قباب
حد ندارد این مثل کم گو سخن	تو برو تحصیل استعداد کن	حد نہ رکھے یہ مثل کم بات کر	جا تو استعداد حاصل کر ہنر
بہر استعداد تا اکنون نشست	شوق از حد رفت و آن نامد بدست	اب تک استعداد کو بیٹھا رہا	شوق حد سے گذرا نہ آئی ذرا
گفت استعداد ہم از شہ رسد	بے ز جان کے مستعد گردد جسد	بولا استعداد بھی شہ سے ملے	مستعد کب جسم ہو بے جان کے
لطفہای شہ غمش را در نوشت	شد کہ صید شہ کند خود صید گشت	لطف شہ نے اسکا غم زائل کیا	صید شہ کرنے گیا خود پھنس گیا
ہر کہ در اشکار چون تو صید شد	صید را ناکردہ قید او قید شد	صید تجھ جیسے کو کرنے جو گیا	صید کو نے پھانسا وہ خود پھنس گیا
ہر کہ جوید امیری شد یقین	پیش از ان اندر اسیری شد رہین	جو امیری ڈھونڈھنے والا ہوا	اُس سے اول وہ اسیری مین پھنسا
عکس میدان نقش دیباچہ جہان	نام ہر بندہ جہان خواجہ جہان	جان اُلٹا نقش دیباچہ جہان	نام ہر بندہ جہان خواجہ جہان
اے تن کژ فکرت معکوس رو	صد ہزار آزاد را کردہ گرو	اے تن کج فکر تیری عکس رو	سیکڑون آزاد کو رکھے گرو
مدتے بگذار این حیلت پزی	چند دم پیش از اجل آزاد زی	مدت اک حیلہ گری سے درگذر	جی تو آزاد ایک دو دم بیشتر
ور در آزادیت چون خر راہ نیست	ہمچو دلوت سیر جز در چاہ نیست	مجکو آزادی مین جز خر رہ نہین	سیر تجھکو ڈول سان جز چہ نہین
مدتے رو ترک جان من بگو	رو حریفے دیگرے جز من بجو	ایک مدت چل دو میری جان کو چھوڑ	ڈھونڈھ یار اور دوسرا تُو مجھسے موڑ
نوبت من شد مرا آزاد کن	دیگرے را غیر من داماد کن	پوری ہوئی نوبت مری آزاد کر	دوسرے کو مجھ سوا داماد کر
اے تن صد کارہ ترک من بگو	عمر من بردی کسے دیگر بجو	اسے تن صدکارہ مجھکو چھوڑ تو	عمر میری لیگیا ڈھونڈھ اور کو

قصہ زن جوحی و عشوہ دادن او — قصہ زن جوحی کا اور فریب دنیا اُسکا

ش ۵۱ طفل نو کو الخ ۲ شعر طفل کو نہ شراب نہ کباب ذوق و لذت دے نہ قصر و نہ قباب یہ مثل حد نہین رکھتی ہی بات کم کر اور جا تو استعداد حاصل کر یعنی مادہ اول حاصل کرنا چاہیئے ہے آسے رجوع بقصہ اُہ استعداد کے واسطے بتک بیٹھا رہا اور شوق حد سے گذرا اور راہ نہ پائی بولا استعداد بھی شاہ سے ملے لہ بسم کب مستعد ہو بغیر جان کے لطف شہ نے اسکا غم زائل کیا ہے شاہ صید کرنے گیا اور خود پھنس گیا جیسے جو صید کرنے گیا صید کو نہ پھانسا اور خود پھنس گیا آگے اسکے حقائق ہین ش ۵۲ جو امیری الخ ۸ شعر جو کوئی امیری ڈھونڈھنے والا ہو وہ اسرے اول اسیری مین پھنسا مثل دیباچہ جہان کو الٹا جان کہ نام ہر بندہ جہان کا خواجہ جہان ہے آگے جواب جان کا ہے اے تن کجی تیری فکر عکس رو سیکڑون آزاد کو گرو رکھتی ہے ایک مدت تو حیلہ گری سے گذر اور ایک دو دم آزادی بیشتر تجکو خر کے مانند آزادی مین راہ نہین ہے اور تجکو ڈول کے مانند سوا چاہ کے سیر نہین ہے تو ایک مدت چل میری جان کو چھوڑ اور دوسرا ڈھونڈھ مجھسے منھ کو موڑ میری نوبت پوری ہو آئی آزاد کر اور دوسرے کو مجھ سوا داماد کر اے تن صدکارہ تو مجکو چھوڑ میری عمر لیگیا اور کو ڈھونڈھ یعنی جان اس جسم کو کہتی ہے کہ اے جسم اے کج ہو تیری فکر بعکس جاتی ہے تو اب مجکو چھوڑ اور دوسرا اپنا داماد تلاش کر لیں جان آگاہ اس صندوق سے آزاد ہونا ڈھونڈھتی ہے آگے قصہ زن جوحی کا ہے فافہم ۱۲

(ق)اضی را بہ مکر و حیلہ در صندوق کردن و شرح آن

(ہ)ر زمان جوجی ز درویشی بفن — رو بزن کردی کہ ای دلخواہ من
(چ)ون سلاحت ہست رو صیدی بگیر — تا بدوشانیم از صید تو شیر
قوس و ابرو تیر غمزہ دام کید — بہر چہ دادت خدا از بہر صید
رو پے مرغ شگرفی دام نہ — دانہ بنما لیک در خوردش مدہ
کام بنما و کن او را تلخ کام — کے خورد دانہ چو شد محبوس دام
شد زن او نزد قاضی با گلہ — کہ مرا افغان ز شوی دہ دلہ
قصہ کوتاہ کن کہ شد قاضی شکار — از جمال و از مقال آن نگار
گفت اینجا در محکمہ ست و غلغلہ — من نتانم فہم کردن این گلہ
گر بخلوت آئی اے سرو سہی — و ز ستمگاری شوہر تم وا دہی
فہم آن بہتر کنم بدہم سزاش — آنچہ حق باشد تو زین غمگین مباش
(پس) مرا معلوم گردد حال تو — شوہرت را نرم سازم بے عتو
گفت خانہ تو ز ہر نیک و بدی — باشد از بہر گلہ آمد شدی
خانہ سر جملہ پر سودا بود — صدر پر وسواس و پر غوغا بود
باقی اعضا ز فکر آسودہ اند — وان صدور از صادران فرسودہ اند
ہمچو شاخ از برگ و از میوہ کہن — کردہ خالی تا رسد از امر کن

قاضی کو اور مکر و حیلہ سے صندوق مین بند کرنا اور شرح اسکی

ہر گھڑی ۱ جوجی سبب افلاس کے — اپنی زن سے کہتا کہ اے نیک پے
صید گر رکھتی اگر ہتھیار ہے — تا مین دوہون تیر تیرے صید سے
قوس و ابرو تیر غمزہ دام کید — کیون دیا تجھکو خدا نے بہر صید
مرغ نادر کے لئے رکھ دام کو — دانہ دکھلا پر نہ دے کھانیکو تو
تو بتا مقصد اُسے رکھ تلخ کام — دانہ کب کھائے ہوا جو قید دام
زن ۲ نے جا قاضی سے بس شکوہ کیا — خصم ہرجائی نے کی مجھ پر جفا
قصہ کوتہ کہ ہوا قاضی شکار — اُسکے حسن اور قال سے بس ایکبار
بولا یان ہے محکمہ اور غلغلہ — مین سمجھ سکتا نہین ہون یہ گلہ
گر تو تنہائی مین آئے اس آن — ظلم شوہر کا کرے اپنے بیان
خوب مین سمجھون دون اسکو سزا — جو کہ حق ہو تب نہ غمگین ہو ذرا
حال ۳ بس معلوم ہو مجھکو ترا — تابع شوہر تیرا کردون بے سزا
بولی ہر نیک اور بد سے گھر ترا — واسطے شکوہ کے آمد شد ہوا
خانہ سر جملہ پر سودا سے ہے — صدر پر وسواس اور غوغا سے ہے
باقی اعضا فکر سے آسودہ ہے — سینہ مہمانون سے بس عاجز رہے
مثل شاخ اب کہنہ میوہ و برگ سے — خالی کر تو امر کن سے تا ملے

۱ ہر گھڑی الخ ۵ شعر جوجی ہردم بسبب افلاس کے اپنی عورت سے کہتا ہے کہ اے نیک پے اگر تو ہتھیار رکھتی ہے شکار کرتا کہ مین تیرے شکار سے دوہون تیرے قوس و ابرو و تیر وغیرہ و دام مکر خدا نے تجکو کیون دیا یعنی واسطے شکار کے مرغ نادر کے واسطے دانہ دکھلا دیکن تو کھانے کو نہ دے تو اُس کو مقصد بتلا دے تلخ کام رکھدے دانہ کب کھائے جو قید دام ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۲ زن نے جا الخ ۵ شعر زن نے جاکر قاضی سے شکوہ کیا کہ خصم ہرجائی نے مجھ پر جفا کی قصہ کوتاہ قاضی شکار ہوا اُسکے حسن و قال سے ایکبارگی کہلا کہ یہان محکمہ و غلغلہ ہے مین نہین سمجھ سکتا ہون یہ گلہ اگر تو تنہائی مین آئے اور اُسوقت ظلم شوہر اپنے کا بیان کرے مین خوب سمجھون اور اُس کو سزا دون جو حق ہو تو ذرا غمگین نہ ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۳ حال بس الخ ۶ شعر بس حال تیرا مجھکو معلوم ہوا اور شوہر تیرا تابع تیرے کردون بغیر سزا کے کہا کہ ہر ایک نیک و بد سے تیرا گھر واسطے شکوہ کے آمد و شد ہوا ہے آگے حقائق ہین خانہ سر بالکل سودا سے پرا اور صدر پر وسواس و پر غوغا سے ہے باقی اعضا فکر سے آسودہ ہین اور سینہ مہمانون سے عاجز رہتا ہے آگے اس کی مثال ہے شاخ کے مانند تو میوہ کہنہ برگ سے خالی کرتا کہ امر کن سے ملے پس برگ و میوہ نے غیب سے ملے واسطے اس کہنہ پن کے بے کہے یعنی خانہ پر سودا اور صدر پر وسواس و سودا ہے باقی اعضا فکر سے آسودہ ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

برگہا و میوہ ہای نو زغیب — از پی آن کہنگی بی ہیچ ریب
در خزان و باد خوف حق گریز — آن شقایقہای پارین گو بریز
کین شقایق صد نو اشگوفہاست — کہ درخت دل برای آن نماست
خویش را در خواب کن زین افتکار — سر ز زیر خواب در یقظہ بر آر
ہمچو اصحاب کہف ای خواجہ زود — رو بایقاظا کہ تحسبہم رقود
گفت قاضی کای صنم معہود چیست — گفت خانہ این کنیزک بی کسیست
خصم در رہ رفت حارس نیز نیست — بہر خلوت سخت زیبا مسکنی است
امشب از امکان بود آنجا بیا — کار شب بی سمو ہست دبی ریا
جملہ جاسوسان زخمر خواب مست — زنگی شب جملہ را گردن زدست
خواند بر قاضی فسونہای عجب — آن شکر لب وانگہانی زان چہ لب
چند با آدم بلیس افسانہ کرد — چونکہ حوا گفت خور آنگاہ خورد
اولین خون در جہان ظلم و داد — از کف قابیل بہر زن فتاد
نوح تا بہ خانہ مے پرداختی — و اہلہ بر تابہ سنگ انداختی
مکر زن بر فن او چیرہ شدی — آب صافی وعظ او تیرہ شدی
قوم را پیغام کردی از نہان — کہ نگہ دارید دین زین گمرہان
لوط را زن ہمچنین بد کافرہ — خواندہ باشی قصہ آن فاجرہ
یوسف از کید زلیخای جوان — ماند در زندان برای امتحان
ہر بلا کاندر جہان بینی عیان — باشد از شومی زن اندر جہان

برگ اور میوے نئے بن غیب سے — واسطے اُس کہنہ پن کے بے کہے
سلہ تو خزان و باد خوف حق مین جا — وہ شقائق کہنہ ہووے سب جدا
یہ شقائق صد شگوفہ کے ہین جو — کہ درخت دل ہوا اُسکی نشو کو
خود کو لیجا خواب مین اس فکر سے — خواب سے یقظہ مین اٹھ پھر آن کے [بیدار ہو جا]
مثل اُس اصحاب کہف ای خواجہ زود — جا بایقاظا کہ تحسبہم رقود [اندر بیداری کے جانتے ہین انکو سوتے ہوے]
بولا قاضی اے صنم اقرار دے — بولی خانہ خالی اس لونڈی کا ہے
نے نگہبان اور بھی شوہر گیا — واسطے خلوت کے وہ ہے خوشنما
سلہ گر ہے ممکن آج شب کو وان پے آ — کام شب کا نے سنے کوئی ذرا
مست نشہ خواب سے جاسوس سب — زنگی شب نے انھین مارا ہے اب
پھونکا دم قاضی کے اوپر اک عجب — اُس شکر لب نے مگر اُس سے لب
پھونکا دم آدم پہ چند ابلیس نے — جبکہ حوا نے کہا کھایا اُسے
قتل پہلے اس جہان مین واقع ہو — ہاتھ سے قابیل کے زن کیلئے
نوح گھر مین روٹی کرتا جب کبھی — داہلہ پتھر توے پر ڈالتی
سلہ اُس کے فن پر مکر زن ہوتا تھا در — آب صافی وعظ ہوتا تیرہ تر
قوم کو پیغام دیتی وہ نہان — کہ بچانا دین کو با گمرہان
لوط کی بھی زن تھی ایسی کافرہ — وہ پڑھا ہو تو نے قصہ فاجرہ
یوسف اس مکر زلیخا سے رہا — امتحان کو قید خانے مین بھلا
جو بلا دیکھے ہے تو اندر جہان — شومی زن سے رکھے ہی ہر مکان

سلہ تو خزان الخ ۵ شعر تو خزان و باد خوف حق مین جا گو وہ شقائق کہنہ جدا ہووے جو یہ شقائق صد شگوفہ کے ہین کہ درخت دل اُس کے نشو کو ہے خود کو خواب مین لے جا اُس فکر سے اور پھر آن کر خواب سے یقظہ مین اٹھ اُس اصحاب کہف کے مانند اے خواجہ جلد جا اندر بیداری کے جانتے ہین اُس کو سوے ہوے یعنی دل کو خیالات دنیوی سے خالی کر کہ امر کن ار ہین نازل ہو اُسکے رجوع بقصہ ہے قاضی نے کہا کہ اے صنم تو اقرار دے کہا کہ خانہ خالی اس لونڈی کا ہے نہ نگہبان اور بھی شوہر گیا ہے کہ واسطے خلوت کے راہ خوشنما ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ گر ہے ممکن الخ ۶ شعر اگر ممکن ہے آج شب کو وہان پر آکہ کام شب کا کوئی نہین سنتا ہے سب جاسوس نشہ خواب سے مست ہین اور زنگی شب نے اُنھین اب مارا ہے قاضی پر عجب ایک دم پھونکا اُسی شکر لب نے مگر کس سے یعنی لب سے آگے حقائق ہین چند دم آدم علیہ السلام پر ابلیس نے پھونکے جبکہ حوا نے کہا اسے کھایا اول قتل اس جہان مین واقع ہو قابیل کے ہاتھ سے عورت کیلئے جب کبھی نوح گھر مین روٹی کرتا و اہلہ توے پر پتھر ڈالتی یعنی عورت کے مکر سے انسان خراب ہوتے ہین باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ اسکے فن پر الخ ۵ شعر اسکے فن پر عورت کا مکر غالب ہوتا تھا اور وعظ کا حال تیرہ تر ہوتا تھا وہ قوم کو پیغام نہان دیتی کہ دین کو بچانا گمراہون سے عورت لوط کی ایسی کافرہ تھی وہ تو نے قصہ فاجرہ کا پڑھا ہو یوسف علیہ السلام اُس مکر زلیخا سے امتحان قید خانہ مین رہا لیس جو بلا کہ تو جہان مین دیکھے شومی زن ظاہر ایک مکان رکھتا ہے یعنی جو بلا کہ جہان مین آتی ہے اکثر شومی زن سے آتی ہے فافہم ۱۲

رفتن قاضی بخانہ زن جوجی و حلقہ زدن جوجی بہ تندی و خشم بر در و گریختن قاضی در صندوق

جانا قاضی کا گھر مین زن جوجی کے اور حلقہ بجانا جوجی کا زور سے اور غصہ سے دروازے پر اور بھاگنا قاضی کا صندوق مین

قاضی زیرک سوی زن بہر ادب	مکر زن پایان ندارد رفت شب
زن نوازش شاد شد قاضی مرد	زن ز شمع و نقل مجلس ساز کرد
تا برآسایند اندر خلوتے	چونکہ بنشستند باہم ساعتے
گشت جان پر غمش زان وصل شاد	چون نشست او پہلوے زن بامراد
جست قاضی مہربے نادر خرد	اندر آندم جوجی آمد در بزد
رفت در صندوق از خوف آن فتی	غیر صندوق ندید او خلوتے
ای وبالم در ربیع و در خریف	اندر آمد جوجی و گفت ای حریف
تا ز من فریاد داری ہر زمان	من چہ دارم کہ فدایت نیست آن
در حقم ناگفتنیہا گفتہ	گفت شخصے نزد قاضی رفتہ
گاہ مفلس خوانیم گہ قلتبان	بر لب خشکم کشادستی زبان
آن یکے از تست و آن یک از خدا	این دو علت گر بود ایجان مرا
ہست مایہ تہمت و پایہ گمان	من چہ دارم غیر این صندوق آن
داد و اگیرند از من زین ظنون	خلق پندارند زر دارم درون
از رخوت سیم و زر خالیست نیک	صورت صندوق بس عالیست لیک

رات کو بہر جمع سوے نسا	مکر زن بے حد ہے وہ قاضی گیا
اس نوازش سے ہوا قاضی خوشی	زن نے شمع و نقل سے مجلس کری
تا ملے خلوت مین راحت اور خوشی	جو کہ بیٹھے دونون باہم اک گھڑی
وصل سے ہوئی جان پر غم سکی شاد	پاس زن کے بیٹھا جو وہ بامراد
تا ہو پنہان ڈھونڈھی قاضی نے جا	زور بجایا اُس گھڑی جوجی نے آ
پس گھسا صندوق مین وہ خوف سے	دیکھی خلوت نے سوا صندوق کے
ای وبال اندر ربیع اندر خریف	جوجی اندر آکے بولا ای حریف
تو مری فریاد جو کرتی ہے جا	کیا رکھون مین کہ نہین تجکو دیا
تو نے نالش کی مری ای ناسزا	ایک نے مجھسے کہا قاضی سے جا
کہ کہا مفلس مجھے کہ قلتبان	تو نے میرے فقر پر کھولی زبان
ایک وہ تجھسے ہے اک اللہ سے	یہ دو علت جو کہ ہین ایجان مجھے
مایۂ تہمت ہے اور جاے گمان	اس سوا صندوق کے کیا ہی یہان
روکتا خیرات کو ہے یہ گمان	خلق جانے زر ہے اسکے درمیان
سیم و زر اسباب سے خالی ہے یے	صورت صندوق عالی ہے ولے

١ مکر زن الخ ۹ شعر مکر عورت کا بیحد ہے پس وہ قاضی گیا رات کو واسطے جماع کے جانب عورت کے زن نے شمع و نقل سے مجلس کری اسی نوازش سے قاضی خوش ہوا جو کہ دونون ایک گھڑی باہم بیٹھے تاکہ خلوت مین راحت و خوشی ملے جو وہ زن کے پاس بامراد اس کی جان پر غم وصل سے شاد ہوئی اُس دم جوجی نے در بجایا آکر قاضی نے جگہ ڈھونڈھی تاکہ پنہان ہووے خلوت بجز صندوق کے نہ دیکھی پس خوف سے صندوق مین گھسا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ جوجی الخ ۸ شعر جوجی نے گھر مین آکر کہا کہ اے حریف وانے وبال اندر ربیع و خریف ہے مین کیا رکھتا ہون کہ مجکو نہین دیا تو میری فریاد جو کرتی ہے جا کر ایک نے مجھ سے کہا کہ تو نے جا کر قاضی سے میری نالش کی ہے تو نے میرے فقر پر زبان کھولی ہے کبھی مجکو مفلس کہا کبھی قلتبان کہا یہ دو علت جو کہ مجکو ہے ایک وہ تجھ سے و ایک خدا سے ہے اس صندوق کے سوا کیا میرے یہان ہے کہ مایہ تہمت و جاے گمان ہے خلق جانتی ہے کہ اس کے درمیان زر ہے کہ یہ گمان خیرات کو روکتا ہے صورت صندوق عالی ہے ولیکن ہم سیم و زر و اسباب سے خالی ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

چون تن زراق خوب باوقار … واندر ان حیلہ سازے غیر یار
من برم صندوق فردا ادر گو … پس بسوزم در میان چارسو
تا ببیند مومن و گبر و یہود … کاندرین صندوق جز لعنت نبود
گفت زن ہی در گذر ای مرد دین … خورد سوگند او کہ نکنم جز چنین
یا رسن صندوق را در دم ببست … خویشتن را کردہ بد مانند مست
از پگہ حمال آورد او چو باد … زود آن صندوق بر پشتش نہاد
اندرونش قاضی از بیم نکال … بانگ میزد کای حمال ای حمال
گرد آن حمال از ہر سو نظر … کز چہ سو در میرسد بانگ و خبر
ہاتف است این داعی من ای عجب … یا پری ام میکند پنہان طلب
چون پیاپی گشت آن آواز بیش … گفت ہاتف جمع دل فرمود خویش
عاقبت دانست کان بانگ و فغان … بد ز صندوق و کسے دروی نہان
عاشقی کو در پی معشوق رفت … گرچہ بیرونست در صندوق رفت
عمر در صندوق برد از اندہان … جز کہ صندوقی نبیند از جہان
آن سرے کہ نیست فوق آسمان … از ہوس او را در آن صندوق دان
چون ز صندوق بدن بیرون شود … او ز گوری سوی گوری میرود
این سخن پایان ندارد قاضیش … گفت ای حمال و ای صندوق کش
از من آگہ کن درون محکمہ … تا نائبم را ز زود تر با اینہمہ
تا خرد این را بزر زین بیخرد … ہمچنین بستہ بخانہ ما برد

تن ہی مکارون کا خوب اور باوقار … سے نہ ملے اُس ٹوکرے مین غیر یار
جاؤن سے صندوق کل کو تو کہے … اور جلاؤن درمیان بازار کے
دیکھین مومن اور یہود و گبر تا … کہ نہ تھا صندوق لعنت کے سوا
بولی زن ہین چھوڑ یہ کیا ہی جنون … کھائی سوگند اُسنے اب یون ہی کرون
باندھا اسدم رسن سے صندوق کو … اور کیا تھا آپ کو جون مست خو
صبح کو حمال لایا جون ہوا … جلد صندوق اسکی پشت اوپر رکھا
قاضی ڈر سے اُس مین کرتا مقال … دیتا آواز ای حمال و ای حمال
ہر سو اُس حمال نے کی تب نظر … کہ کدھر سے آئے ہی بانگ و خبر
تجکو ہاتف ہی بلاتا ای عجب … یا پری کرتی ہے پوشیدہ طلب
وہ ہوئی آواز پے درپے سو … بولا ہاتف نے ہی جمع دل کیا
جانا آخر جو کرے بانگ و فغان … ہی اسی صندوق مین کوئی نہان
پیچھے معشوقہ کے جو عاشق پھرین … گرچہ باہر ہین گئے صندوق مین
عمر کی صندوق مین اس نے بسر … نے سوا صندوق کے رکھے نظر
ایسی جان کرتی ہے فوق آسمان … حرص سے صندوق مین تو اسکو جان
جبکہ وہ صندوق تن سے جائے … گور سے جاتی ہے جانب گور کے
بات یہ بیحد ہے قاضی نے کہا … اسکو ای حمال صندوق جفا
محکمہ مین جا کے میرے حال سے … میرے نائب کو خبر تو جلد دے
تا خریدے اسکو اس بے عقل سے … گھر کو یونہین بند لیجائے مرے

سلہ تن ہے آخر ۶ شعر ان مکارون کا تن خوب باوقار ہے کہ اس ٹوکری مین بجز یار کے نہ ملے تو کہے مین صندوق لیکر کل جاؤن اور بازار کے درمیان جلاؤن تا کہ مومن یہود و گبر دیکھین کہ صندوق مین لعنت کے سوا نہ تھا عورت نے کہا کہ ہین چھوڑ یہ کیا جنون ہے قسم کھائی اُس نے کہ اب یون ہی کرون اُسی دم رسی سے صندوق کو باندھا اور خود کو مست کے مانند کیا صبح کو حمال کو لایا مثل ہوا کے جا کر اور جلد صندوق اُس کی پشت پر رکھا یعنی تن مکارون کا مثل صندوق کے ہے اور اُس مین بجز مار نفس کے اور کچھ نہیں ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ قاضی ڈر سے آخر ۶ شعر قاضی خوف سے اُس مین یہ مقال کرتا اور دیتا آواز کہ اے حمال و اے حمال اس حمال نے ہر سو نظر کی کہ کدھر سے آتی یہ بانگ و خبر تجھ کو ہاتف بلاتا ہے یا پری پوشیدہ طلب کرتی ہے وہ آواز پے درپے سوا ہوئی دل جمع کیا کہ ہاتف نہیں ہے آخر جانا کہ جو بانگ و فغان کرتا ہے اس صندوق مین نہان ہے آگے حقائق ہین جو کہ عاشق پیچھے معشوقہ کے پھرتے ہین اگرچہ باہر ہین ولیکن صندوق مین ہین یعنی عاشق کشش سے صندوق مین معشوقہ کے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ عمر کی آخر ۶ شعر اس نے صندوق مین عمر بسر کی کہ سوا صندوق کے نظر نہین رکھتا ہے ایسی جان کہ فوق آسمان نہین ہے تو اسکو حرص سے صندوق مین جان جبکہ وہ صندوق تن سے جاتی ہے پس بانگ گور سے جانب گور سے جان ہے آگے رجوع بہ قصہ ہے بات بیحد ہے قاضی نے کہا اسکو کہ اے حمال صندوق جفا مین جا کر میرے حال سے نائب کو تو جلد خبر دے تا کہ اس کو خریدے اس بے عقل سے اور یونہی بند لیجائے میرے گھر کو آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

اے خدا بگمار قوم رحم مند	تا ز صندوق بدن مارا خرند	اے خدا[۵۱] قوم رحیم اک بھیجدے	تا ہمین صندوق تن سے مول لے
خلق را از بند صندوق فسون	کہ خرو جز انبیائے مرسلون	قید صندوق فسون سے خلق کو	کون لے جز انبیائے نیک خو
از ہزاران کس یکے خوش منظر است	کہ بداند کو بہ صندوق اندر است	سیکڑون مین ایک ہی صاحب نظر	جانتے تا صندوق مین وہ ہی بشر
آنکہ داند تو نشناسد آن شناس	کو ز روح این جہان دارد ہراس	جانے جو پہچان تو اسکا نشان	کہ ہراس ہو اُسکو با عیش جہان
آن جہان را دیدہ باشد پیش ازان	تا بدان ضد این ضدش گردد عیان	اس جہان کو پہلے دیکھا اسنے ہو	جانے تا اس ضد سے بس اس ضد کو وہ
زین سبب کہ علم ضالہ مومن است	عارف ضالہ خود است و موقن است	اسلئے کہ علم ضالہ مومنین	جانے اپنی شئے گمی کو بالیقین
آنکہ ہرگز روز نیکو را ندید	او درین ادبار کے خواہد طپید	جس نے روز نیک کو دیکھا نہین	وہ کب اس ادبار مین تڑپے حزین
یا بطفلی در اسیرے اوفتاد	یا ز اول او ز مادر بندہ زاد	یا کہ بچہ[۵۲] پن مین وہ قیدی رہا	یا کہ خانہ زاد وہ پیدا ہوا
ذوق آزادی ندیدہ جان او	ہست صندوق صور میدان او	ذوق آزادی نرکھے اسکی روان	ہی وہ صندوق صور تو اسکو جان
دائما محبوس عقلش در صور	از قفس اندر قفس آرد گذر	قید عقل اُسکی سدا اندر صور	وہ قفس سے دے قفس مین ہی گذر
منفذش نے از قفس سوی علا	در قفس یا میرود او جا بجا	نے قفس سے اسکو رہ سوی علا	پھرتی ہے اندر قفس ہا جا بجا
در نبی ان استطعتم فانفذوا	این سخن انس و جن آمد ز ہو	قول حق ان استطعتم فانفذوا	انس و جن کو آیا یہ از راہ ہو
گفت منفذ نیست از گردون شان	جز بسلطان و بوحی آسمان	بولا نے رستہ اُنھین سوے سما	بس سوائے شاہ اور وحی خدا
گر ز صندوقے بصندوقے رود	او سمائی نیست صندوقے بود	جائین گر صندوق سے صندوق میں	آسمانی نے ہین صندوقی وہ ہین
فرجہ صندوق نو نو مسکر است	در نیابد کو بصندوق اندر است	سیر[۵۳] تو صندوق کی ہے بامزا	گر نہ ہو صندوق مین ہی وہ پھنسا
گر نشد غرہ بدین صندوقہا	ہمچو قاضی جوید اطلاق و رہا	گر نہ صندوقون سے غرہ اسکو ہو	ڈھونڈھے جون قاضی رہائی اپنی وہ
آنکہ داند این نشانہا زان نشان	کو نباشد بے ہراس و بے فغان	ان پتون سے جانے جو پہچان کو	بے ہراس اور بے فغان کیونکر نہو

۵۱ اے خدا الخ ے شعر اے خدا ایک قوم رحیم بھیجدے تا کہ ہمکو صندوق تن سے مول لے قید صندوق فسون سے خلق کو کون لے بجز انبیائے نیک خو کے سیکڑون مین ایک صاحب نظر ہے تا کہ وہ جانے صندوق مین بشر ہے جو جانے تو اس کا نشان پہچان کہ اس کو ہراس ہو عیش جہان سے کہ اس جہان کو اول اُس نے دیکھا ہو تا اس ضد سے اس ضد کو وہ جانتا ہے اسواسطے کہ علم گمی چیز مومن کی ہے تا کہ اپنی شئے گمی کو بالیقین جانے جس نے روز نیک کو نہین دیکھا وہ کب اس ادبار مین غمگین تڑپے اہل خلق کی یہ پہچان ہے اُسکو عیش جہان سے ہراس ہو کیونکہ اس نے اول اس جہان کو دیکھا ہے اسواسطے اہل دنیا سے خوش نہین ہوتا ہے آگے شامل ہے فافہم ۱۲ ۵۲ یا کہ بچہ پن مین الخ ے شعر یا کہ بچہ پنا مین وہ قیدی رہا و یا خانہ زاد وہ پیدا ہوا اُس کی جان ذوق آزادی نرکھے کہ وہ صندوق صورت ہے تو اسکو جان ضد عقل اُسکی ہمیشہ صورت مین ہے کہ وہ قفس سے قفس مین راہ گذارہ دیتا ہے اُس کو قفس سے سوے علا نہین ہے اندر مضمون کے ہوتی رہے جابجا قول خدا ہو کہ اگر استطاعت تم رکھتے ہو کہ نکلو آسمان سے انسان جنات کو آواز آیا از راہ ہو کے کہا کہ رستہ نہین ہے ساتھ گروہ بتون کے سوا سلطان دخل آسمان کے اگر صندوق سے صندوق مین جائین وہ آسمان نہین ہین صندوق مین یعنی وہ مقید صورت کے ہین آزاد نہین ہین کہ انکا آسمان پر گذر ہووے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ ۵۳ سیر تو الخ ے شعر سیر تو صندوق کی بامزہ ہے اگرچہ صندوق مین نہ ہو وہ پھنسا ہو اگر صندوقون سے اسکو غرہ نہو تو وہ مثل قاضی کے رہائی اپنی ڈھونڈھے جو ان پتون سے پہچان کو جانے وہ بے ہراس و بے فغان کیونکر نہو وہ بے آگے مجمع یہ قصہ ہے اس حال نے ایک اگیر کو کہا کہ تحکم قاضی مین مثل ہو گئے تو جانانہ کو کہدے کہ یہ واقعہ ہے اور قاضی کو من آئی ہے قیامت باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲

همچو قاضی باشد اورا ارتعاد / که برآید یکدمے از جانش شاد
مثل قاضی کے اسے بس خوف ہو / کب خوشی اکدم ہو اسکی جان کو

رهروی را گفت آن حمال شاد / که برد در محکمهٔ قاضی چو باد
بولا وہ حمال اک رہ گیر کو / محکمہ قاضی مین جا جون باد تو

نائبش را گوے کین شد واقعه / بر سر قاضی بیاید قارعه
کہدے نائب کو ہوا یہ واقعہ / آئی ہے قاضی کے سر پر قارعہ

شغل را بگذار زود انجا بیا / زو بجز سر بسته این صندوق را
کام[ف۱] چھوڑا اور جلد آ اسجا پہ تو / مول لے بند اس سے اس صندوق کو

چونکه رهرو شد رسالت[۱] را رساند / هرکه زو بشنید این خیره بماند
جو گیا رہگیر پہونچایا پیام / یہ سنا جس نے ہوا حیران تمام

بر والقصه خبر صندوق کش / نائب قاضی حسن را از غمش
الغرض حمال نے جا دی خبر / نائب قاضی حسن کو دوڑ کر

آتشی برکرده جوجی از ملا / که بجو اهم سوخت این صندوق[۱] را
آگ سلگا کر یہ جوجی نے کہا / پھونکدون صندوق کو اب برملا

بر سر بازار جوشش عامه / چیست جوجی می نهد هنگامه
شور و غل بازار مین تھا چار سو / دیکھین کیا کرتا ہے جوجی نیک خو

نائب آمد گفت صندوقت بچند / گفت نه صد بیشتر زر میدهند
آیا نائب بولا قیمت اسکی کر / بولا نو سو سے زیادہ ہوئین زر

من نمی آنم فروتر از هزار / گر خریداری کشا کیسه شمار
مین نہین ہوتا ہون کمتر با ہزار / گر خریدے کھول تھیلی کر شمار

گفت شرمے دار ای کوته تمد / قیمت صندوق خود پیدا بود
بولا اے کم حوصلہ شرما ذرا / قیمت صندوق خود ہی ظاہرا

گفت شرمی دار از اهل خرد / کس بدین مقدار این را کی خرد
بولا شرما عقلمندون سے ذرا / کون لیگا اتنی قیمت پہ بھلا

گفت بے رویت شری خود فاسد[۲] است / بیع ما زیر گلیم این فاسد است
بولا[ف۲] بے دکھلائے فاسد بیع ہے / بیع صحیح پوشیدہ ابس ہوتی ہے

برگشایم گر نمی ارزد فخر / تا نباشد بر تو حیفے اے پدر
کھولون مین گر نے پسند آئے نہ لے / تا نہ تجھپر ظلم ہووے نیک پے

گفت اے ستار برمکشاے راز / سر ببسته می خرم با من بساز
بولا اے ستار مت کھول اب بہ / بند لینا مول ہون تو دے مجھے

ستر کن تا با تو ستاری کنند / تا نه بینی ایمنی بر کس مخند
ستر کر تا تجھسے ستاری کرے / تا بے دیکھے اسکو مت ہنس اور پے

پس درین صندوق چون تو مانده اند / خویش را اندر بلا بنشانده اند
ہین بہت تیرے مثل صندوق مین / آپ کو اندر بلا رکھتے وہ ہین

انچه برخود خواهدت بود ناپسند / بر کسی کش آن مکن اندر رنج و گزند
جو کہ اپنے پر تو کرتا ہے پسند / غیر پر وہ رنج بس کرے پسند

ف۱ کام چھوڑ الخ ۶ شعر کام چھوڑ اور جلد آ تو اس جا پر اور اس صندوق کو بند اُس سے مول لے جو راہگیر گیا اور پیام پہونچایا یہ جس نے سنا حیران تمام ہوا الغرض حمال نے جا کر خبر دی نائب قاضی حسن کو یہان جوجی نے آگ سلگا کر کہا کہ مین اس صندوق کو پھونک دونگا بازار مین شور و غل تھا کہ یہ نیا ہنگامہ ہے کہ جوجی اپنا صندوق آگ مین جلا رہا ہے استنے مین دوڑ کر نائب آیا اور کہا کہ قیمت اسکی کہہ کہا کہ نو سو سے زیادہ روپیہ ہین بس کمتر ہزار نہین ہوتا ہون گر تو خریدتا ہے تو تھیلی کھول دو شمار کر کے کہا کہ اے کم حوصلہ ذرا شرما کہ قیمت صندوق کی خود ظاہر ہے تجکو عقلمندون سے شرم نہین آتی کہ اس صندوق کی اتنی قیمت کہتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۲ بولا الخ ۸ شعر کہا کہ بے دکھلائے بیع فاسد ہے کہ بیع صحیح پوشیدہ نہین ہوتی ہے اگر مین کھولون و پسند نہ آئے مت لے تاکہ تجھپر ظلم نہ ہووے کہا کہ اے ستار مت کھول اب اسے بند مول لیتا ہون تو مجھے دے ستر کر کہ تجھسے ستاری کرے تاکہ تو امن دیکھے اور دوسرے پر مت ہنسے آگے حقائق ہین تیرے مانند بہت صندوق مین ہین اور خود کو بلا مین وہ رکھتے ہین جو تو خود پسند کرتا ہے وہ رنج غیر پسند کرے جو تو خود پر روا رکھتا ہے نیک و بد سے وہ غیر پر تو روا رکھ جو خود پر روا نہ رکھے نفع و ضرر و غیرہ روا نہ رکھے اسے بے ہنر یعنی جو خود پر پسند کرتا ہے وہ غیر پر پسند کر آگے قصہ آتا نائب کا حقائق مین بیان ہے فافہم ۱۲

آنچہ تو بر خود روا داری ہمان	می بکن از نیک و بد از با کسان	جور دا تو اپنے اوپر بس رکھے	نیک دیدے وہ روا رکھ غیر پے
آنچہ نہ پسندی بخود از نفع و ضر	بر کسے مپسند ہم اے بے ہنر	نے روا خود پر رکھے جو نفع و ضر	مت روا رکھ غیر پر ای بے ہنر

آمدن نائب قاضی میان بازار و خریداری کردن صندوق را

آنا نائب قاضی کا بازار مین اور خریدنا صندوق کا

زانکہ بر مرصاد حق اندر کمین	میدہد پاداش پیش از یوم دین	کیونکہ حق مرصاد پر رکھے نظر[1]	حشر سے دیتا ہے بدلا پیشتر
آن عظیم العرش عرش او محیط	تخت دادش بر ہمہ جانہا بسیط	وہ عظیم العرش عرش اسکا محیط	تخت بخشش اسکا جانون پر بسیط
گوشۂ عرشش بتو پیوستہ است	ہین مجنبان جز بدین و داد دست	اسکا گوشہ عرش تجھسے ہے ملا	ہاتھ جز دین و کرم کے مت ہلا
تو مراقب باش بر احوال خویش	نوش بین در داد بعد از ظلم نیش	جا مراقب ہو تو اپنے حال سے	دیکھے نوش و نیش داد ظلم سے
پس ہمین جا خود جزاے نیک و بد	می رسد با ہر کسے چون بنگرد	پس جزا پہونچے یہان پر بد و نیک	ہر کسی کو جو تو دیکھے ایک ایک
وان جزا کانجا رسد در یوم دین	ہیچ آنہا این نماند نیک بین	وہ جزا کہ وان ملیگی حشر کو	وہ نہ اسکے مثل ہی اب دیکھ تو
گفت آری آنچہ کردم استم است	لیک ہم مبدا کہ بادی ظلم است	بولا[2] سچ مین نے کیا وہ ہی ستم	پر وہ مبدا ہے ستم مین اور نہ کم
گفت نائب یک بیک را دہ بیم	باسواد او چہ اندر شاد ویم	بولا نائب مبدا ہم اک اک کے ہین	کیا سیہ دلی مین اسکی خوش رہین
ہمچو آن زنگی کہ بد شادان و خوش	او نہ بیند غیر او بیند رخش	جیسے زنگی کہ رکھے خوش آپ کو	وہ نہ دیکھے غیر دیکھین اسکا رو
ماجرا بسیار شد در من یزید	داد صد دینار و آن از وی خرید	قیمت زیادہ مین بس جھگڑا ہوا	دیکے سو دینار مول اسکو لیا
ہر زمان صندوقئ اے ناپسند	ہاتفان غیبیانت می خرند	اے تو صندوقی ہے بد ہر وقت مین	تجھکو ہاتف اور غیبی مول لین
این یقین میدان کہ اسیر و بندۂ	زانکہ در صندوق غمہا ماندۂ	ہے یقین یہ تو اسیر و بندہ ہے	اس لئے صندوق مین در ماندہ ہی
بندہ ہر چیز گشتہ از نیک و بد	ہر یکی بر تو چو صندوق است صد	نیک و بد کی قید مین ہی تو گھرا	سیکڑون صندوق مین ہی تو پھنسا
تا نگردی زین ہمہ آزاد تو	کے شوی ای جان ز غم دلشاد تو	جب تلک ان سب سے نے آزاد ہو	دل کے غم سے کس طرح تو شاد ہو

[1] کیونکہ حق الخ ٦ شعر کیونکہ مین گذرگاہ پر نظر رکھتا ہون حشر سے بدلا بیشتر دیتا ہے وہ عظیم العرش اور عرش اُس کا محیط ہے تخت بخشش اُس کا جانون پر بسیط ہے اُس کا گوشہ عرش تجھ سے ملا ہے پس ہاتھ کو سوا دین و کرم کے مت ہلا تو جا اپنے حال پر مراقب ہو اور خوش و نیش واد ظلم سے دیکھ پس یہان پر نیک و بد کی خبر پہونچے ہر کسی کو جو تو ایک دیکھے وہ جزا کہ وہان حشر کو ملے گی وہ اس کے مثل نہین ہے تو اب خوب دیکھ یعنی تو کام اپنے نیک کر کہ جزا اس کی جن سے یہان و وہان بہتر ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ١٢ [2] بولا الخ ٨ شعر جوجی نے کہا کہ سچ وہ مین نے ستم کیا ہے ولیکن قاضی ابتدا کرنے والا ستم مین ہے کم نہین ہے نائب نے کہا کہ ہم مبدا ایک ایک ہین سیاہ روئی مین کیا اس سے خوش رہین گے مثال ہے جیسے زنگی کہ آپ کو خوش رکھے وہ نہ دیکھے اور غیر اُس کا رو دیکھے پس قیمت زیادہ مین جھگڑا ہوا اور سو دینار دیکر اُس کو مول لیا آگے حقائق ہین اے تو صندوق بد ہے ہر ایک وقت مین تجکو ہاتف غیبی مول لین تو اسیر اور قیدی ہی اور اس صندوق تن مین درماندہ ہی تمام دنیا کے نیک و بد مین گرفتار ہی اور سیکڑون صندوقون مین تیری جان ہے جب تو اس تعلقات دنیا سے منہ نہ موڑیگا اور نیک و بد کی تمیز نہ چھوڑیگا کبھی تیری جان و دل شاد و فرحان نہ ہونگے یعنی تو صندوق نیک و بد سے وقت مین ہی تجکو ہاتف غیبی مول لین جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جناب رسول مقبول صلعم نے مقبول کیا آگے اس کا حال بیان ہے فافہم ١٢

در بیان حدیث نبوی کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ

زین سبب پیغمبر با اجتہاد — نام خود و آن علی مولا نہاد

گفت ہر کس را منم مولا و دوست — ابن عم من علی مولای اوست

کیست مولا آنکہ آزادی کند — بند رقیت ز پایت بر کند

چون بآزادی نبوت ہادیست — مومنان را ز انبیا آزادیست

ای گروہ مومنان شادی کنید — ہمچو سرو و سوسن آزادی کنید

لیک میگوئید ہر دم شکر آب — بیزبان چون گلستان خوش خضاب

بیزبان گویند سرو و سبزہ زار — شکر آب و شکر عدل نوبہار

حلہا پوشیدہ و دامن کشان — مست و رقاص و خوش و عنبرفشان

جزو جزو آبستن از شاہ بہار — جسمشان چون درج پر در ثمار

مریم آن بی شوی آبست از مسیح — خامشان بی لاف گفتار فصیح

ماہ ما بی نطق خوش بر تافتہ است — ہر زبان نطق از فر ما یافتہ است

نطق عیسیٰ از فر مریم بود — نطق آدم پرتو آن دم بود

تا زیادت گردد ای شکر ای ثقات — پس نبات دیگر است اندر نبات

عکس آن اینجاست ذل من قنع — اندرین طورست عز من طمع

حدیث نبوی کے بیان مین من کنت مولاہ فعلی مولاہ

(اس کا کہ مین مولا ہون ہیں علی مولا اس کا ہے)

ف۱ مصطفے نے اس سبب سے ظاہرا — نام علی کا خود کا بھی مولا رکھا

بولے مین مولا ہون جسکا اور یار — اس کا مولا ہے علی باوقار

کون مولا دے جو آزادی تجھے — تجھکو قید بندگی سے چھوڑ دے

جو نبوت ہادی آزادی کا ہے — انبیا سے مومن آزادی کا ہی

اے گروہ مومنان شادی کرو — مثل سرو و سوسن آزادی کرو

لیک کرتے ہر گھڑی ہین شکر آب — بیزبان جون گلشن با آب و تاب

ف۲ بیزبان کرتے ہین سرو و سبزہ زار — شکر آب و شکر عدل نوبہار

پہنے حلے اور ہین دامن کشان — ناچتے اور مست اور عنبرفشان

حاملہ جزو جزو ہے باشاہ بہار — انکا تن جون درج پر در ثمار

حاملہ مریم ہے بے شو با مسیح — خامشان بے بات کہتے ہین فصیح

مہ ہمارا چمکا خوش بے نطق کے — ہر زبان نے نطق پایا اس سے ہے

نطق عیسیٰ پر تو مریم سے ہے — نطق آدم پرتو اسکے دم سے ہی

ف۳ شکر سے تا ہو زیادہ اے اخی — ہی نبات اندر نبات اک اور بھی

یہان پہ ہے برعکس ذل من قنع — اس طریقہ مین ہے عز من طمع

ف۱ مصطفے نے الخ ۶ شعر اس سبب سے حضرت مصطفے صلعم نے ظاہرا نام اپنا اور حضرت علی کا مولا رکھا فرمایا کہ مین جسکا مولا ہون اس کا علی مولا ہے مولا کون ہے وہ جو تجھ کو آزادی دے اور قید بندی سے تجھ کو چھوڑا دے جو نبوت آزادی کو ہادی ہے انبیا سے مومن آزادی نہ کھتے ہین اسے گروہ مومنان شادی کرو اور ہر مومن کے مانند آزادی کرو ولیکن ہر گھڑی آپ کا شکر کرتے ہین بے زبان مانند گلشن باآب وتاب کے یعنی مولی وہ شخص ہے کہ جو تجھکو قید دنیا سے آزادی دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۲ بے زبان الخ ۶ شعر بے زبان سرو و سبزہ زار شکر آب و شکر عدل نوبہار کرتے ہین حلے پہنے اور دامن کشان ہین ناچتے ہین اور عنبرفشان ہین جزو جزو حاملہ ہے شاہ بہار سے اور ان کا تن مانند درج گوہر سرشت ہے مریم حاملہ ہے بے شوہر کے مسیح سے خاموشان بے بات فصیح کہتے ہین ہمارا ماہ چمکا خوش بے نطق کے اور ہر ایک زبان نے نطق پایا اس سے ہے نطق عیسیٰ پر مریم سے ہے اور نطق آدم پرتو اسدم سے ہے ہم کو گویائی اس بے زبانی کے سبب سے حاصل ہے کہ وہ بے زبانی مین کہ پائی حق سے ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ف۳ شکر سے الخ ۴ شعر تا شکر سے زیادہ ہو کہ نبات اندر نبات کے اور ہی ہے اس کے یہان پر برعکس ہے کہ ذلت قناعت مین ہے اور اس طریقہ مین عزت طمع ہے تو آپ کو نفس کے پھندے مین مت ڈال اور اپنے خریدار و ن سے غافل مت ہو تا کہ اس سے پریشان حال نہ ہو خوب فرمایا ہے صاحب دل نے یعنی مقام طلب عشق مین قناعت ذلت ہے اور طمع عزت ہے آگے زن جوحی کا بیان ہے فافہم ۱۲

درجوال نفس خود چندین مرو	از خریداران خود غافل مشو	نفس کے پھندے مین مت ڈال آپکو	غافل اپنے نے خریدارون سے ہو
تا نمانی تو پریشان حال ازان	آنچنان فرمود ای صاحبدلان	تا نہ اُس سے تو پریشان حال ہو	ایسا فرمایا ہے صاحبدل نے جو

باز آمدن زن جوجی سال دیگر نزد قاضی وشناختن او

پھر آنا زن جوجی کا دوسرے سال پاس قاضی کے اور پہچان لینا اُس کا

از بعد سالے آن جوجی زفن	رو بزن کرده بگفت ای چست زن	۵۱ دوسرے پھر سال جوجی نے یہ فن	پس کہا عورت سے ای چالاک زن
آن وظیفہ را تجدید کن	پیش قاضی از گلہ من گو سخن	وہ وظیفہ یا رسالہ کر بنا	آگے قاضی کے تو کر میرا گلا
زن بر قاضی در آمد با زنان	مرزنے را کرد آن زن ترجمان	پیش قاضی زن گئی ہمرہ زنان	اک کیا اُس زن نے زن کو ترجمان
تا نہ بشناسد زگفتن قاضیش	یاد ناید از بلائے ماضیش	تا نہ قاضی بات سے پہچان لے	وہ بلا گذری نہ یاد آسکے اُسے
است فتنہ غمزۂ غماز زن	لیک آن صد تو شود ز آواز زن	۵۲ فتنہ اک ہے غمزۂ غماز زن	ایک سو درجہ ہوا آواز زن
چون نمی تانست آوازے فراشت	غمزۂ پنہان زن سودے نداشت	جو بلند آواز نے وہ کر سکی	سود کیا غمزہ نہان سے ہوا تھی
گفت قاضی رو تو خصمت را بیار	تا دہم کار ترا با او قرار	بولا قاضی جا تو خصم اپنے کو لا	تا تری نالش کا کردون فیصلا
جوجی آمد قاضیش نشناخت زود	کہ بوقت لقیہ در صندوق بود	قاضی نے جوجی کو پہچانا نہیں	کیونکہ تھا صندوق مین وقت قرین
زو شنیده بود آواز برون	در شری و بیع و در نقص فزون	اسکا باہر سے سنا آواز تھا	لینے دینے بیش و کم مین ظاہرا
گفت نفقہ زن چرا ندہی تمام	گفت از جان شرع را ہستم غلام	۵۳ بولا کیون نفقہ نہ زن کو دے تمام	بولا جان سے شرع کا ہون مین غلام
لیک گر میرم ندارم من کفن	در قمارم مفلس و شش پنج زن	گر مرون مین نے کفن کو کچھ رکھون	مین جوے مین مفلس شش پنج ہون
زین سخن قاضی مگر بشناختش	یاد آورد آن دغلہا باختش	جانا قاضی نے برا سکے قول سے	دھوکا دینا یاد وہ آیا اُسے
گفت آن شش پنج با من باختی	پار اندر ششدرم انداختی	بولا وہ شش پنج کھیلا پار سال	ڈالا ششدر مین مجھے بس پر ملال

۵۱ دوسرے الخ ۴ شعر پھر دوسرے سال جوجی نے ازراہ فن کے عورت سے کہا کہ اے چالاک زن وہ وظیفہ یا رسالہ بنا کر کے آگے قاضی کے میرا تو گلا کر قاضی کے آگے زن گئی ہمراہ زنون کے اور ایک زن کو اُس زن نے مترجم کیا تا کہ قاضی بات سے پہچان نہ لے اور گذری بلا اُسے یاد نہ آئے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۵۲ فتنہ الخ ۵ شعر ایک فتنہ ہے غمزۂ غماز زن کو لیکن سو درجہ ہوا آواز زن سے جو وہ بلند آواز نہ کر سکے غمزہ نہان سے پھر سود کیا ہو پھر قاضی نے کہا کہ تو جا اور اپنے خصم کو لا تا کہ تیری نالش کا فیصلہ کر دون پس جوجی کو قاضی نے نہین پہچانا کہ وقت نزدیکی کے صندوق مین بند تھا اُس کا آواز باہر سے سنا تھا لینے دینے و بیش و کم مین ظاہرا یعنی اگرچہ وہ نخرا و صورت کا فتنہ ہے لیکن آواز عورت کا سو درجہ بلا ہے بس غمزہ کیا کرے جو آواز زنانہ نہ ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ بولا کیون الخ ۷ شعر کہا کہ نفقہ عورت کو کیون نہین دیتا ہے کہا کہ مین جان سے شریعت کا غلام ہون اگر مین مرون کچھ کفن کو نہ رکھون مین قماربازی مین مفلس و شش و پنج ہون اُس قاضی نے جانا اس قول سے اور وہ دھوکا دینا اُسے یاد آیا کہا کہ تو نے وہ شش و پنج پار سال کھیلا کہ مجھے ششدر مین پر ملال ڈالا اب میری نوبت گئی دوسرے سال سے امسال نرد کھیل اور مجھکو چھوڑ کہ شش و پنج سے عارف ہوا وہ خود شش کے پنج سے چھوٹا وہ شش جہت و پنج حس سے چھوٹا اور ان سب کے سوا آگاہ کیا یعنی جو تعلقات دنیوی سے چھوٹا اور آگاہ ہوا اُس کو عالم سے کچھ سروکار نہ رہا آگے گا کا بیان ہے فافہم ۱۲

نوبت من رفت امسال آن قمار ۔ یادگر کس باز دست از من بدار
میری نوبت اب گئی امسال نرد ۔ دوسرے سے کھیل ور کر مجکو فرد

از شش و از پنج عارف گشت فرد ۔ محترز گشتست زین شش پنج نرد
جو کہ شش اور پنج سے عارف ہوا ۔ نرد کے شش پنج سے بس وہ چھٹا

رست او زین پنج حس و شش جہت ۔ از ورای آن ہمہ کرد آگہت
پنج حس اور شش جہت سے وہ چھٹا ۔ اور کیا آگاہ ان سب کے سوا

شد اشارتش اشارات ازل ۔ جاوز الاوہام طراد اعتزل
ہوئی[۱] اشارت وہ اشارات ازل ۔ جاوز الاوہام طراد اعتزل

زین چہ شش گوشہ گر نبود برون ۔ چون بر آید یوسفی را از درون
چاہ شش پہلو سے نکلا تو اگر ۔ کیسے یوسف کو نکالے تو بسر

وارود بالای چرخ بی ستن ۔ جسم او چون دلو در چہ چارہ کن
آسمان بے ستون پر وہ چڑھے ۔ جسم اسکا ڈول سا چہ مین ہے

یوسف چنگال در دلوش زدہ ۔ رستہ از چاہ و شہ مصری شدہ
پکڑا اسکے ڈول کو یوسف نے تا ۔ چہ سے نکلا اور شہ مصری ہوا

دلوہای دیگر از چہ آب جو ۔ دلو او فارغ ز آب اصحاب جو
ڈول دیگر چہ سے ڈھونڈھین آبکو ۔ اہل جو کے چہ سے فارغ ڈول دو

دلوہا غواص آب از بہر قوت ۔ دلو او قوت و حیات جان حوت
ڈول[۲] دو بین آبین وہ بہر قوت ۔ ڈول اسکا ہے وہ قوت جان حوت

دلوہا وابستۂ چرخ بلند ۔ دلوہا در **اصبعین** زورمند
چرخ مین لٹکے ہوئے جو ڈول ہین ۔ ڈول اسکا **اصبعین** یار مین

دلو چہ و حبل چہ با چرخ چی ۔ این مثالے بس رکیک ست ای اخی
ڈول کیا اور رسن کیا اور چرخ کیا ۔ یہ مثال اک پوچ ہے ای مشفقا

از کجا آرم مثال بی شکست ۔ کفو او نے آمد و نے آمدست
خوش مثال اب لاؤن ہم کس جا سے ۔ اسکا کفو نے آیا ہے نے آئے ہے

صد ہزاران مرد پنہان در یکی ۔ صد کمان و تیر درج ناوکی
مرد پنہان سیکڑون ہین ایک مین ۔ سو کمان و تیر اک ناوک مین ہین

ما رمیت اذ رمیت فتنۂ ۔ صد ہزاران خرمن اندر حفنۂ
ما رمیت اذ رمیت آفات ہی ۔ لاکھ خرمن مشت گندم مین بھرے

آفتابی در یکی ذرہ نہان ۔ ناگہان آن ذرہ بکشاید دہان
ایک ہی خورشید ذرہ مین نہان ۔ بس یکایک کھولے وہ ذرہ دہان

ذرہ ذرہ گردد افلاک و زمین ۔ پیش آن خورشید چون جست از کمین
ذرہ[۳] ذرہ ہووے افلاک و زمین ۔ آگے اس خورشید کے ای مہ جبین

اینچنین جانیکہ در خورد تن ست ۔ ہین بشو ای جان ازین تن ہر دو دست
جان ایسی ہے کہ لائق جسم کے ۔ ہاتھ دھو ای جان ایسے جسم سے

ای تن گشتہ وثاق جان بس ست ۔ چند تاند بحر در مشکی نشست
اے تن گشتہ یہ جان ہی بس تجھے ۔ بحر کب تک مشک مین بیٹھا رہے

---

۱ ہوئی اشارت الخ ۵ شعر وہ اشارات ہوئی اشارات ازل سے ترجمہ عارف گذرا عامل وہم پندار سے اور گوشہ گیر ہوا اگر چاہ شش پہلو سے نہ نکلا تو یوسف کو کیسے نکالے گا اور آسمان بے ستون پر چڑھا در جسم اوسکا ڈول کے مانند چاہ مین رہے یوسف نے اُس کے ڈول کو پکڑا تھا چاہ سے نکلا اور شاہ مصری ہوا دوسرے ڈول چاہ سے آپ کو ڈھونڈھین اور ڈول کہ اہل جو کی چاہ سے فارغ ہین یعنی عارف محتاج کسی کے نہین ہین اور جو انکو پکڑے حق تک پہونچے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۲ ڈول الخ ۷ شعر اول آب مین ڈوبین واسطے قوت کے اور اُس کا ڈول جان مچھلی کی ہے اور ڈول آسمان مین لٹکے ہوئے ہین اُس کا ڈول یار کی دو انگلیون مین ہے ڈول کیا اور رسی کیا اور چرخ کیا یہ مثال ایک پوچ ہے اے مشفق مین خوش مثال اب کس سے لاؤن اس کا کفو نہ آیا اور نہین آتا ہے سیکڑون مرد پنہان ہین ایک مین اور سو کمان اس ناوک مین ہے **ما رمیت اذ رمیت** آفات ہی اور لاکھ خرمن مشت گندم مین بھرے ہین ایک خورشید ذرہ مین پنہان ہے پس یکایک وہ ذرہ کھولے دہان یعنی جناب رسول مقبول صلعم ایک ہین اور تمام مخلوق اُن مین مُہر ہے یعنی وجود با جود حضور جمع الجمع ذات و صفات الٰہی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۳ ذرہ ذرہ الخ ۶ شعر افلاک و زمین ذرہ ذرہ ہووے آگے اُس خورشید کے ایسی جان کہ جہان ہاتھ دھو ایسے جسم کے ہے ایجان ہاتھ دھو ایسے جسم سے ای تن گشتہ یہ جان تجھکو بس ہے کب تک بحر مشک مین بیٹھا رہے ای ہیبت جبرئیل بشر مین ہین ای ہیبت عیسی گدھے بطن مین پوشیدہ ہین ای کلیم اللہ نمرود مین پوشیدہ رہے خیال بد جہاں تا تو خوف سے امن لے اے حبیب اللہ غار تن مین سے ہے اور گنج ربانی نار تن مین ہے یعنی وجود بشری حضور ذات حق مین پوشیدہ ہے فافہم ۱۲

اے ہزاران جبرئیل اندر بشر	اے مسیحای نہان در جوف خر
اے کلیم اللہ نہان اندر نمد	واقف است از خوف نیک و زشت از انیک فاش
اے حبیب اللہ نہان و رنثار تن	گنج ربانی نہان در مار تن
اے ہزاران کعبہ نہان در کنیس	اے غلط انداز عفریت و بلیس
سجدہ گاہ لامکانی در مکان	مر بلیسان را ز تو ویران دکان
کہ چرا من سجدۂ این طین کنم	صورت دون را لقب چون دین کنم
نیست صورت چشم را نیکو بمال	۱۶ تا ببینی شعشعۂ نور جلال

اے بہت ہین جبرئیل اندر بشر	اے نہان عیسیٰ ہی اندر بطن خر
اے کلیم اللہ ہی نمدے مین نہان	خوف سمجھا نیک و بد سے بے امان
اے حبیب اللہ ہے اندر خار تن	گنج ربانی ہے اندر مار تن
اے ہزارون کعبہ نہان در بت کدہ	اے فریبی دیو اور ابلیس ہین
لامکانی کا ہی سجدہ گہ مکان	تجھ سے ابلیسون کی ہی ویران دکان
کہ مین اس مٹی کو کیون سجدہ کرون	صورت دون کا لقب کیون دین کرون
نے ہی صورت آنکھ کو مل کر خیال	تا تو دیکھے جلوۂ نور جمال

بازآمدن بہ قصہ شاہزادہ و ملازمت او بخدمت شاہ

پھر آنا طرف قصہ شاہزادہ کے اور ملازمت اُس کی خدمت مین بادشاہ کے

شاہزادہ پیش شہ حیران این	ہفت گردون دیدہ در یکمشت طین
ہیچ ممکن نے بحثی لب کشود	لیک جان جان دمے خامش نبود
آمدہ در خاطرش کین بس خفی ست	این ہمہ معنیست پس صورت ز چیست
صورت از بے صورتے آباد کن	خفتۂ مر خفتہ را منقاد کن
آن کلامت میرہاند از کلام	وان مقامت می جہاند از سقام
پس سقام عشق جان صحت است	رنجہایش حسرت ہر راحت است
اے تن اکنون دست خود زین جان بشو	ور نمی شوئی جز این جانے بجو

شاہزادہ حیران پیش شاہ چین	سات گردون دیکھے اندر مشت طین
کچھ نہین طاقت تھی کرنی بحث کی	لیک دم بھر جان سے جان خاموش تھی
آیا دل مین اُسکے بس پنہان ہے یہ	یہ ہے کل معنی وہ صورت کس لیے
صورت اب بے صورتی سے تو سنوار	تو ہی خفتہ کر تو اب خفتہ کو یار
قال وہ تجھکو چھڑائے قال سے	وہ مرض صحت مرض سے دے تجھے
عشق کی بیماری جان صحت کی ہے	رنج اسکا حسرت ہر راحت کی ہے
اے تن اب اس جان سے اپنا ہاتھ دھو	گر نہ دھوئے ڈھونڈھ لے اور جان کو

دربیان نوازش و احترام شاہ چین شاہزادہ غریب را

بیان مین نوازش و احترام کرنا شاہ چین کا شاہزادہ غریب پر

۱۵ اے ہزارون الخ ۱۴ **شعر** اے ہزارون کعبے دیر مین پوشیدہ ہین اے فریبی دیو ابلیس ہین مکان سجدہ گاہ لامکانی کا ہے اور ... سے ابلیسون کی دوکان ویران ہے بلکہ مین اس مٹی کو سجدہ کیونکر کرون اور صورت نہین ہے آنکھ کھول اور خیال کر تو جلوہ نور جلال دیکھے ... یعنی یہ صورت بشری حضور کی تو صورت مت دیکھ تو آنکھ مل کر دیکھ کہ جلوہ نور جلال ملے آگے قصہ شاہزادہ کا بیان ہے فافہم ۱۲

۱۶ شاہزادہ الخ ۷ **شعر** شاہزادہ حیران ہوا آگے شاہ چین کے کہ سات گردون کے اندر مٹھی خاک کی دیکھے کچھ طاقت نہ تھی بحث کرنے کی ولیکن ... جان شاہزادہ کی دم بھر جان خاموش نہ تھی اُس کے دل مین پوشیدہ یہ ہے آیا کہ یہ کل معنی ہین پس وہ صورت کس لئے ہے آگے اس کا جواب ہے تو صورت کو بے صورتی سے سنوار تو خفتہ ہے خفتہ کو یاد کر وہ قال تجھ کو قال سے چھڑائے اور مرض صحت مرض سے تجھکو دے عشق کی بیماری ... صحت کی جان ہے اور اُس کا رنج و حسرت ہر راحت کی ہے اے تن اس جان سے اب اپنا ہاتھ دھو اور اگر دھوئے اور جان کو ڈھونڈھ ... یعنی تو صورت کو عشق سے سنوار کہ بیماری عشق صحت جان کی ہے فافہم ۱۲

حاصل آن شہ نیک او را مینواخت	او ازان خورشید چون مہ میگداخت	الغرض کرتا نوازش شاہ تھا	گھٹتا وہ اس شمع سے جون ماہ تھا
آن گداز عاشقان باشد نمو	ہمچو ماہ اندر گدازش تازہ رو	گھٹنا وہ عشاق کا ہووے نمو	جیسے مہ گھٹنے کے اندر تازہ رو
جملہ رنجوران دوا دارند امید	نالہ این رنجوران کم افزون کنید	رکھین سب بیمار امید دوا	چاہے یہ درد و الم ہو اور سوا
جملہ رنجوران شفا جویند این	رنج افزون جوید و درد و حنین	چہتے ہین بیمار جملہ بس شفا	رنج یہ چہتے ہین اور درد و بکا
خوبتر زین سم ندیدم شربتی	زین مرض خوشتر نباشد صحتی	بہتر اس سے سم نہ دیکھا شربت ایک	اس مرض سے نے ہی ہے صحت ایک
زین گنہ بہتر نباشد طاعتی	سالہا نسبت بدین دم ساعتی	اس گنہ سے نے ہی بہتر طاعت ایک	برسون اس دم کے مقابل ساعت ایک
مدتے بد پیش آن شہ زین نسق	دل کباب و جان نہادہ بر طبق	پیش شہ مدت رہا اس طور سے	دل کباب اور جان کو رکھا آگے
گفت شاہ از ہر کسے یک سر برید	من ز ذوق ہر لحظہ قربانم جدید	سر کیا ہر ایک کا شہ نے جدا	اس سے مین ہر لحظہ قربان ہون نیا
من فقیرم از زر و از سر غنی	صد ہزاران سر خلف دارم سنی	مین فقیر اب زر و سر سے ہون غنی	اس نے سر واپس دئے صد ہا اخی
با دو پا در عشق نتوان تاختن	با یکے سر عشق نتوان باختن	دو نون پا سے عشق مین نہ جا سکے	اور نہین عشق ایک سر سے پا سکے
ہر یکے را خود دو پا و یک سر است	با ہزاران پا و سر تن نادر است	ہر کوئی دو پاؤن اور اک سر رکھے	لاکھ پاؤن سر کا نادر جسم ہے
زین سبب ہنگامہا کل شد ہدر	ہست این ہنگامہ ہر دم گرمتر	اس سے یہ ہنگامہ کل باطل رکھے	اور یہ ہنگام ہر دم گرم ہے
معدن گرمیست اندر لامکان	ہفت دوزخ از شرارش یک دخان	گرم اک معدن سے اندر لامکان	دوزخین اسکے شرر کی اک دھوان
ز آتش دوزخ گریزان شد جحیم	زانکہ ایشان را پر از ناز و نعیم	بھاگتی ہے نار دوزخ سے جحیم	کیونکہ وہ بس پر ہے با ناز و نعیم

دربیان حدیث جز یا مومن فان نورک اطفا ناری

حدیث کے بیان مین جز یا مومن فان نورک اطفا ناری

ز آتش مومن ازین رو ای صفی	میشود دوزخ ضعیف و منطفی	اس لئے آتش سے مومن کی بجھے	دوزخون کی نار اور عاجز رہے

سلہ الغرض الخ ۵ شعر الغرض شاہ نوازش کرتا تھا اور اس شمس سے وہ مانند ماہ کے گھٹتا تھا آگے حقائق ہے وہ گھٹنا عشاق کا نمو ہے جیسے ماہ گھٹنے کے اندر تازہ رو ہووے جملہ رنجوران دوا کی امید رکھتے ہین اور اسکے بیمار یہی دعا کیا کرتے ہین کہ درد و الم اور سوا ہو جملہ بیمار چاہتے ہین شفا اور یہ رنج چاہتے ہین ایک شربت اس سم سے بہتر نہین دیکھا اور ایک صحت اس مرض سے بہتر نہین ہے اس گناہ سے بہتر نہین ہے ایک طاعت اور برسون اس دم کے مقابل سے ایک ساعت یعنی عاشق کا گھٹنا عین ترقی ہے آگے رجوع بہ قصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ ۲ پیش شہ الخ ۸ شعر آگے شاہ کے اس طور کے مدت رہا دل کباب اور جان کو آتش پر رکھا ہر ایک کا سر شاہ نے جدا کیا اس مین سے ہر لحظہ نیا قربان ہون مین فقیر اب زر و سر سے غنی ہون اس نے صد ہا سر واپس دیے آگے حقائق ہین عشق مین دونون پاؤن سے نجا سکے اور نہ عشق ایک سر سے پا سکے ہر کوئی دو پاؤن اور ایک سر رکھتا ہو لاکھ پاؤن اور سر کا جسم نادر ہے اس سے یہ ہنگامہ ہر دم کل باطل رکھتا ہے اور یہ ہنگامہ ہر دم گرم ہے ایک معدن گرم ہے لامکان مین دوزخین اسکے شرر کی ایک دھوان ہے نار دوزخ عشق سے جہنم بھاگتی ہے کیونکہ وہ ناز و نعم سے پر ہے یعنی ہنگامہ عشق کا ہر دم گرم ہے اور یہ ہنگامہ دنیا کا باطل ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اس لئے آگے شعر مومن کی آتش عشق سے اسواسطے نار دوزخ کی بجھے اور عاجز رہے اس کہ جلد تو جا ورنہ تیری آتش اب میری آتش کفر کہ وہ کبریت دوزخ کا ہے دیکھ اسے کیا ٹھنڈا کیا اسدم کو جلد کبریت ہیا نپر سونپ دے تا نار دوزخ جسم پر نہ چمکے اسکو لہ جنت بے مثل ہوئے ورنہ قہر ہو دو جو بچہ مبارک ہے کہ تو صاحب خیر اور عین خوشنہ حسن مین ایک بہشت ہے اور تو بالک جان اس سے ہوے دوزخ کا نفتی ہے اور رکھی جنت نہ سکو اور اسکو اس سے بھی امن ہے یعنی آتش عشق سے نار دوزخ کی بھاگتی ہے کہ جو عاشق کی دلمین بھری ہوئی ہے تو قطعہ جنت بھی اس سے پناہ مانگتی ہے آگے شاہزادہ کی وفات کا بیان ہے فافہم ۱۲

گویدش بگذر سبک اے محتشم — ورنہ آتشہاے تو مرد آتشم
کفر کہ کبریت دوزخ اوست بس — بین کہ می چسپاند او را این نفس
زود کبریتت بدین سودا سپار — تا نہ دوزخ بر تو تازد نی شرار
گویدش جنت گذر کن ہمچو باد — ورنہ گردد ہر چہ من دارم کساد
کہ تو صاحب خرمن من خوشہ چین — من بتے ام تو ولایت ہاے چین
ہست لرزان زو جحیم و ہم جنان — نے مرا این را نے مر او را زین امان

اس سے کہوے جلد جا تو اب تری — ورنہ آتش سے مری آتش مری
کفر کہ کبریت دوزخ کا وہ ہے — دیکھ کیا ٹھنڈا کیا اس دم اسے
جلد تو کبریت بان پر سونپ دے — تا نہ چمکے نار دوزخ جسم پے
کہوے جنت اسکو جا مثل ہوا — ورنہ کھوٹا ہووے جو کچھ ہے مرا
کہ تو صاحب خرمن اور مین خوشہ چین — ایک مین بت ہون تو ہی ملک چین
کانپتی ہے اس سے دوزخ بھی جنان — نے اسے اور نے اسے اس سے امان

وفات یافتن برادر بزرگ آن شاہزادگان و ملازمت کردن برادر میانہ بادشاہ چین را

وفات پانا اُن شاہزادون کے بڑے بھائی کا اور ملازمت شاہ چین کی کرنا منجھلے بھائی کی

رفت عمرش چارۂ فرصت نیافت — صبر بس سوزان بد و جان بر نتافت
رتے دندان کنان این میکشید — نارسیدہ عمر او آخر رسید
صورت معشوق ازو شد در نہفت — رفت و شد با معنی معشوق جفت
گفت لبسش گر ز شعرِ شستریست — اعتناق بے حجابش خوشتر ست
من شدم عریان ز تن او از خیال — می خرامم در نہایات الوصال
این مباحث تا بدینجا گفتنی ست — ہر چہ آید زین سپس بنہفتنی ست
ور بپوشی ور بگوید صد ہزار — ہست بیکار و نگردد آشکار
تا بدریا سیر اسپ و زین بود — بعد ازانت مرکب چوبین بود
مرکب چوبین بخشکی ابتر ست — خاص مر دریائیان را رہبر ست

عمر گئی[۵] چارہ نہ فرصت کو ملا — صبر تھا سوزان وہ نے جانبر ہوا
کھینچا مدت تک از رو عاجزی — پہونچا نے مطلب کو عمر آخر ہوئی
صورت معشوق نے پردہ لیا — معنی معشوق سے وہ جا ملا
بولا گر باریک پردہ بال سے — اسکا ہے پر ملنا بے پردہ خوش ہے
تن سے ہین عریان ہو وہ خیال سے — انتہا کے وصل مین سیر اب مجھے
ہے یہان تک[۶] بحث لائق قال کے — لائق اخفا ہے جو آگے کہے
گر چھپائے یا کہے تو سو ہزار — ہے وہ بیکار اور نہ ہووے آشکار
سیر دریا تک ہی اسپ و زین کی — بعدہ کشتی پہ تجھ کو اے اخی
کشتی خشکی مین ہے بیکار و بتر — خاص ہے دریائیون کو راہبر

[۵] عمر گئی الخ ۵ شعر عمر گئی اور فرصت کا چارہ نہ ملا صبر سوزان تھا جانبر نہوا مدت تک کھینچا یہ از راہ عاجزی کے مطلب کو نہ پہونچا اور عمر آخر ہوئی صورت معشوق نے پردہ کیا اور معنی معشوق سے جا کر ملا کہا کہ اگرچہ پردہ باریک بال سے اسکا ہے ولیکن بے پردہ ملنا خوش ہے مین تن سے عریان ہوا اور وہ خیال سے اب مجھکو سیر انتہا کے وصل مین ہے یعنی سلوک مین سیرین تین قسم کی ہین ایک سیر باللہ دوسری فی اللہ تیسری من اللہ پس شاہزادہ کو سیر باللہ سے اب سیر فی اللہ حاصل ہوئی آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۶] ہے یہان الخ ۶ شعر یہان تک بحث لائق قال کے ہے جو آگے کہے لائق اخفا یا اخفا کے ہے اگر چھپاوے یا کہے تو سو ہزار ہے بیکار در ظاہر نہ ہووے سے دریا ایک سیر اسپ و زین ہے اور بعدہ تجھکو کشتی پر ہے کشتی خشکی مین بیکار و بدتر ہے خاص کر دریاؤن کی راہ پر ہے تو خاموشی کو ایک کشتی جان کہ خاموشی بحر ہو تجھکو یقین ہے جو خاموشی کہ تجھکو ملال دینے عشق کا نعرہ اُدھر سے آتا ہے یعنی سیر باللہ مین بحث قالی ہو سکتی ہے مگر سیر فی اللہ لائق اخفا ہے تنزیہ مین خاموشی باعث ترقی ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

این خموشی مرکب چوبین بود	بحریان را خامشی تلقین بود	کشتی خاموشی کو تو اک جان ہے	بحریون کو خامشی تلقین ہے
ہر خموشی کان ملولت می کنند	نعرہ ہای عشق زان سو می تنند	جو خموشی کہ ملامت دین سب تجھے	عشق کا نعرہ اُدھر سے آئے ہے
تو ہمی گوئی عجب خامش چرا ست	او ہمی گوید عجب کوشش کجا ست	تو کہے ہے[1] خامش عجب یہ کس لئے	یہ کہے کوشش عجب یہ کس لئے
من ز نعرہ کر شدم او بے خبر	تیز گوشان زین ہمہ ہستند کر	مین ہوا نعرہ سے کر وہ بے خبر	تیز گوش اس سے ہین بہرا اور کر
آن یکی در خواب نعرہ می زند	صد ہزاران بحث و تلقین میکند	ایک مارے نعرہ اندر خواب کے	سیکڑون تلقین اور بحثین کرے
این نشستہ پہلوی او بے خبر	خفتہ خود آنست کز آن شور و شر	اُس کے پہلو مین جو بیٹھا بے خبر	خود یہ خفتہ ہے سنے نے شور و شر
آن کسے کش مرکب چوبین شکست	غرقہ شد در آب و خود ماہی است	ٹوٹی کشتی جس کسی کی اسے نکو	خود وہ ڈوبا آب مین ماہی ہے وہ
نے خموش ست و نہ گویا نادر یست	حال او را در عبارت نام نیست	نے خموش اور نہ ہے[2] گویا ہے عجب	آئے حال اُسکا عبارت مین ہی کب
نے ازین دو ہر دو ہست او بوالعجب	شرح آن گفتن برونست از ادب	نے وہ اُنسے دو ہے دونوں سے عجب	ہے ادب سے باہر اس کی شرح اب
این مثال آمد رکیک و بے ورود	لیک در محسوس ازین بہتر نبود	یہ مثال آئی ہے ناقص نا روا	پر نہ تھی محسوس مین اس سے سوا
حاصل آن شہزادہ از دنیا برفت	جانش پر درد و جگر پر سوز تفت	الغرض شہزادہ دنیا سے گیا	جان پر غم اور جگر سوزش بھرا

آمدن برادر میانہ بجنازہ برادر کلان و برادر کوچک کہ بر فراش رنجوری بود و نواختن بادشاہ او را تا ملازم شود و صد ہزاران غنائم غیبی و عینی بدو رسید	آنا منجھلے بھائی کا جنازے پر بڑے بھائی کے اور چھوٹے بھائی کا بیمار پڑا رہنا اور نوازش کرنا بادشاہ کا اُسپر تا نوکر ہو اور ہزارون غنیمت ظاہر و باطن کی اُسکو ملنا

کوچکین رنجور بود و آن وسط	بر جنازہ آن بزرگ آمد فقط	خرد تھا بیمار[3] وہ منجھلا گیا	بس جنازے پر بڑے کے ظاہرا

سلہ[1] تو کہے الخ ۵ شعر تو کہے کہ یہ خاموشی عجیب کسواسطے ہے مین نعرہ سے بھرا ہوا ہون اور وہ بے خبر اور بے بہرے اس سے تیز گوش ہین آگے اس کی مثال ہے ایک شخص نعرہ مارے اندر خواب کے اور سیکڑون تلقین کرے اسکے پہلو مین بیخبر بیٹھا ہے پس یہ خود خفتہ ہے کہ شور و شر نہین سنتا ہے جس کسی کی کشتی ٹوٹے وہ خود آب مین ڈوبا پس وہ ماہی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ[2] نے خموش الخ ۴ شعر نہ خموش نہ گویا ہے عجیب ہے کہ اُسکا سال عبارت مین کب آسکے وہ نہ ان دونون سے ہے اور دونون اب شرح اس کی ادب سے باہر ہے نہ مثال ناقص نا روا آئی ہے ولیکن محسوس مین اس سے سوا نہ تھی الغرض شاہزادہ دنیا سے گیا کہ جان پر آتش و جگر سوزش سے بھرا تھا یعنی مولانا اب مقام فناء الفنا کا تحریر فرماتے ہین کہ اب کشتی اُس کی ٹوٹی اور وہ غرق ہو کر ماہی ہوا یعنی اس مقام پر نہ گویائی ہے و نہ خاموشی اور دونون ہین پس شرح کرنا اسکی ادب سے باہر ہے کہ وہ شاہزادہ مقام فناء الفنا کو پہونچے آگے منجھلے بھائی کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ[3] خرد تھا الخ ۷ شعر برادر خورد بیمار تھا منجھلا بھائی گیا جنازے پر بڑے بھائی کے شاہ نے قصداً اُسکو پوچھا کہا وہی دریا سے یہ بھی ماہی ہے پس معرفت نے کہا کہ اس شاہ کا پسر ہے اور یہ بھائی اُس بھائی سے چھوٹا ہے شاہ نے نوازش کی تو یادگار ہے اور اسکو اس پرسش سے اپنا شکار کیا پس اُس شاہ کی نوازش دل نے پوشیدہ اپنے تن مین سوا جان کے جان نہ دیکھی اپنے دل مین ایک عالم نہ پایا کہ کوئی سو خلوت سے نہ پایا اسکا دل مین اپنے از بس غلغلہ پایا کہ صوفی نہ پائے وہ بات سو حیلہ سے یعنی بادشاہ نے پرسش اپنی بہت اسکے دل پر قائم کر دی کہ اُس سے اُسکے دل مین حالت ایک شاہ کی پیدا ہوئی کہ صوفی سو حیلہ سے وہ حالت نہ پائے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

شاہ دیدش گفت تا صد کاین کیست — کہ ازان بحرست و این ہم ماہی است
پس معرف گفت پور آن پدر — این برادر زان برادر خردتر
شہ نوازیدش کہ ہستی یادگار — کرد او را ہم بدین پرسش شکار
از نوازشہاے آن شاہ وحید — در تن خود غیر جان جانے ندید
در دلِ خود یافت عالی عالمے — کان نیابد کس بصد خلوت ہمی
در دلِ خود یافت عالی غلغلہ — کہ نیابد صوفی آن در صد چلہ
در دل خود یافت [illegible] عالمے — کان نیابد کس بصد خلوت ہمی
عرصۂ دیوار و سنگ و کوہ تافت — پیش او چون نار خندان می شگافت
ذرہ ذرہ پیش او چون آفتاب — دمبدم میکرد صد گون فتح باب
باب گہ روزن شدی گاہی شعاع — خاک گہ گندم شدی و گاہ صاع
در نظرہا چرخ بس کہنہ و قدید — پیش چشمش ہر دمی خلقے جدید
روح زیبا چونکہ وا رست از جسد — از قضا بیشک چنان چشمش رسد
صد ہزاران غیب پیشش شد پدید — انچہ چشم محرمان بیند بدید
انچہ او اندر کتب برخواندہ بود — چشم را از صورت آن بر کشود
از غبار موکب آن شاہ نر — یافت او کحل عزیزے در بصر
بر چنین گلزار دامن می کشید — جزو جزوش نعرہ زن ہل من مزید
گلشنے کز نقل روید یکدم است — گلشنے کز عقل روید خرم است
گلشنے کز گل دمد گردد تباہ — گلشنے کز دل دمد وا فرحتاہ
علمہاے بامزہ دانستہ مان — زان گلستان یکدو سہ گلدستہ دان

شہ نے قصدًا پوچھا اُسکو دیکھ کے — کہ اُسی دریا سے ماہی یہ بھی ہے
پس معرف بولا اُس شہ کا پسر — بھائی یہ اُس بھائی سے ہی خردتر
کی نوازش شہ نے ہی تو یادگار — اُسکو پرسش سے کیا اپنا شکار
پس نوازشہای اُس شہ سے نہان — اپنے تن مین غیر جان دیکھے نہ جان
دل مین اپنے پایا اک عالم بڑا — کہ نہ سو خلوت سے کوئی پا سکا
دل مین اپنے پایا از بس غلغلہ — کہ نہ پائے صوفی وہ با صد چلہ
اپنے دل مین پایا اک عالم نیا — جو نہ آئے وہم مین بھی اک ذرا
ف۱ چمکا دشت و کوہ اور دیوار و در — اُسکے آگے جیسے آتش جلوہ گر
ذرہ ذرہ آگے اُسکے شمس وار — دمبدم کھولے تھا دو سو نوربار
ہوتا در وہ گاہ روزن گہہ شعاع — خاک ہوتی گاہ گندم گاہ صاع
چرخ دکھتا خشک و کہنہ خلق کو — آگے چشم اُسکے کے ہر دم خلق نو
روح زیبا جو کہ چھوٹے جسم سے — اُسکو آنکھ ایسی قضا سے بس ملے
عیب اُسکے سیکڑون ظاہر ہوے — جیسے دیکھے چشم محرم دید سے
جیسا اُس نے تھا کتابون مین پڑھا — چشم کو اُس کی وہ صورت پر کھلا
ف۲ لشکر شہ کے غبار راہ سے — اک ملا سرمہ بصر مین خوش اُسے
ایسے گلشن پر تھا مائل وہ مرید — اُسکا جز جز کہتا تھا ہل من مزید
نقل سے گلشن اُگے اکدم ہی وہ — عقل سے گلشن اُگے خرم ہے وہ
گل سے جو گلشن اُگے ہووے تباہ — دل سے جو گلشن اُگے وا فرحتاہ
علم یا خط جو کہ ہین ہم جانتے — ایک دو گلدستہ ہین گلزار کے

ف۱ چمکا دشت الخ یعنی شعر دشت و کوہ و دیوار و در اُس کے آگے چمکا جیسے آتش جلوہ گر ہو اُس کے شمس کے مانند ذرہ ذرہ دمبدم سو وہ کھولتا تھا نوربار جب کبھی روزن ہوتا دیکھے شعاع اور خاک اور کبھی گندم ہوئی و کبھی پیمانہ آسمان خشک و کہنہ دکھتا خلق اور اُس کی چشم کے آگے ہر دم خلق نو آگے اس کے حقائق ہین روح زیبا جو جسم چھوٹے اسکو ایسی آنکھ از راہ قضا کے ملے اُسکے سو عیب ظاہر ہووے جیسے چشم محرم دید سے دیکھے اُس نے جیسا کتابون مین پڑھا تھا وہ اسکی چشم کو صورت پر کھلا یعنی پرتو مرشد سے ایک نظر مین اسکو مشاہدہ حاصل ہوا کہ ذرہ ذرہ اسکو مقام دید کا کھلا صورتون اور کشود باطن اسکو ہونے لگا یعنی طالب کو اول کشود باطن مین ستارہ و قمر و شمس ایسے طور سے نمودار ہوتے ہین آگے رجوع بہ قصہ ہے فافہم ۱۲

ف۲ لشکر شہ الخ یعنی لشکر شاہ کے غبار راہ سے ایک ایک سرمہ بصر مین اُسے ملا وہ مرید ایسے گلشن پر مائل تھا کہ اُسکا جز جز ہل من مزید کہتا تھا نقل سے گلشن اُگے وہ ایک دم ہے اور جو عقل سے اُگے وہ ہمیشہ شاد و خرم ہے گل سے جو گلشن اُگے وہ گلشن تباہ ہووے اور جو گلشن دل سے اُگے وا فرحتاہ ہووے جو کہ علم یا خط ہم جانتے ہین وہ ایک گلدستہ ہین اس گلزار کے ہم اسواسطے گلدستہ سے خار ہین کہ دروازہ در گلزار کا خود پر باندھا ہے یعنی جو غذا سے گلشن فرحت کا پیدا ہوتا ہے وہ ایک دم کا ہے اور جو عقل سے پیدا ہوتا ہے وہ خرم سدا ہے اور یہ علم و خط ایک گلدستہ ہے گلشن معنی سے پس اُسکا مزہ کیسا کچھ ہوگا کہ ہم اس علم پر قناعت کرکے علم باطن سے محروم رہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

زان زبون این دو سہ گلدستہ ایم	کاین در گلزار بر خود بستہ ایم	خوار گلدستون سے ہم ہین اسلئے[۵۱]	کہ در گلزار باندھا خود پے ہی
آنچنان مفتاحہا ہر دم بنان	می فتد ای جان دریغا از بنان	کنجیان ایسی بباعث نان کے	انگلیون سے گرتی ہین افسوس ہے
در دمی خود فارغ آئی ز نان	گرد چادر گردے و عشوہ زنان	گر تو فارغ ایکدم ہو نان سے	گرد چادر عشوۂ زن کے پھرے
باز استسقات چون شد موجزن	ملک شہرے بایدت پر نان و زن	تشنگی جو پھر سو تیری موجزن	ملک تجھکو چاہیئے پر نان و زن
مار بودی اژدہا گشتی مگر	یکسرت بود این زمانی ہفت سر	مار تھا تو اژدہا اک تو ہوا	ایک سر تھا سات سر کا اب بنا
اژدہای ہفت سر دوزخ بود	حرص تو دانہ است دوزخ فخ بود	سات سر کا اژدہا دوزخ ہو تام	حرص دانہ ہو تری دوزخ ہی دام
دام را بدران بسوزان دانہ را	باز کن درہای تو این خانہ را	دام کو تو توڑ دانے کو جلا	کھول پھر دروازہ تو عرفان کا
چون تو عاشق نیستی ای نرگدا	ہمچو کوہے بیخبر داری صدا	تجھسا عاشق نے کوئی ای نرگدا	بیخبر جون کوہ اور رکھے صدا
کوہ را گفتار کے باشد ز خود	عکس غیر است آن صدای معتمد	کوہ کو گویائی کب ہے آپ سے[۵۲]	وہ صدا بس غیر کے پرتو سے ہی
گفت تو زان رو کہ عکس دیگریست	جملہ احوالت بغیر عکس نیست	قول تیرا کیونکہ عکس غیر ہے	حال کل تیرا نہین جز عکس کے
خشم و ذوقت ہست عکس دیگران	شادی قوادہ و خشم عوان	تیرا خشم و ذوق عکس ہے اور کا	شادی دلال و خشم و شحنا
آن عوان را آن ضعیف آخر چہ کرد	کہ دہد او را بہ کینہ زجر و درد	مجرم شحنہ نے آخر کیا کیا	کہ اُسے کینہ سے دیتا ہو سزا
تا یکے عکس خیال لامعہ	جہد کن تا گرددت این واقعہ	کب تلک چمکے گا یا عکس خیال	کر تو کوشش تا ہو تیرا سب یہ حال
تا کہ گفتارت ز حال تو بود	سیر تو با پر و بال تو بود	تا کہ تیرے قال ہووے حال سے	تجھکو ہو بس سیر پر و بال سے
صید گیرد تیر ہم با پر غیر	لاجرم بے بہرہ گشت از لحم طیر	صید پکڑے تیر پر سے غیر کے[۵۳]	اس لئے محروم کھانے صید سے
باز صید آرد بخود از کوہسار	لاجرم شاہش خوراند کبک و سار	باز لائے صید خود کہسار سے	شہ کھلائے کبک اُسکو اس لئے
باز با پر خود آرد صید شبک	لاجرم شاہیش خوراند لحم کبک	باز اپنے پر سے پکڑے صید کو	اس لئے شہ کبک دے طیر کھانے کو
منطقی کز وحی نبود از ہوا است	ہمچو خاکی در ہوا و در ہبا است	پیدا وہ قال نے وحی سے ہو	جون ہوا پر خاک اُڑے بیکار ہو

۵۱ کنجیان الخ ۷ شعر ایسی کنجیان بباعث غذا دنیا کے انگلیون سے گرتی ہے افسوس ہے اگر تو ایکدم نان سے فارغ ہو عشوہ زن کے گرد چاہ کے پھر جو تیری تشنگی پھر موجزن ہو تجکو ملک چاہیئے پرنان وزن کا تو مار تھا ایک اژدہا ہوا اور ایک سر کا تھا اب سات سر کا بنا سات سر کا اژدہا دوزخ دام ہے حرص تیری دانہ ہے دوزخ تمام دام کو توڑ اور دانہ کو جلا پھر تو دروازہ کھول عرفان کا تجھ سا عاشق کوئی نہین ہے آپ کوہ کے بیخبر ہوا اور صدا رکھتا ہو یعنی کشود باطن کا سبب لہذا گزو دنیا کے ہاتھ سے جاتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۲ کوہ کو الخ ۶ شعر کوہ کو گویائی کب ہے آپ سے کہ وہ صدا غیر کے پرتو سے ہے قول تیرا کیونکہ عکس غیر سے تیرا حال کل بجز عکس کے نہین ہے تیرا خشم و ذوق اور کا عکس ہے شادی دلال و خشم شحنہ ہے مجرم شحنہ آخر کیا کیا کہ اُسے کینہ سے سزا دیتا ہے کب تک چمکے گا عکس خیال سے تو کوشش کر تا کہ یہ سب تیرا قال حال سے ہووے اور تجھ کو شہ ہو بر دقال سے یعنی کوشش کر کہ یہ قال تیرا حال ہو وے کیونکہ تیرا قال یہ عکس غیر کا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۳ صید پکڑے الخ ۸ شعر تیر شکار پکڑتا ہے غیر کے پر سے اسواسطے شکار کے کھانے سے محروم ہے باز کوہسار سے خود شکار لاتا ہے اسواسطے شاہ اُس کو ایک کھلاتا ہے باز اپنے پر سے شکار کو پکڑتا ہے اسواسطے شاہ کبک دے اور وہ کھاوے آگے حقائق ہین جو ہوا سے قال ہو اور وحی سے نہ ہو جیسے ہوا پر خاک اور بیکار ہو اگر اسدم سب تجھے دکھائی دے غلط تو اول والنجم سے چند خط پڑھو ترجمہ کہ محمد صلعم نہین فرماتے ہین خواہش نفس سے مگر وہ فرماتے ہین سا تھو وحی کے کہ اُنپر الہام ہوتا ہے اے احمد صلعم جو تجھے وحی سے پاس نہین ہے اہل تن کو تحری و قیاس دے تا تو جانے کہ ہوا سے کہا ہے یعنی جو قال کہ خواہش نفس سے ہوتا ہو بیکار رہے اور جو وحی حق سے ہوتا ہو اثر دیتا ہو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

گر نماید خواجہ را این دم غلط
تا کہ ما ینطق محمد عن ہوا

احمدا چون نیستت از وحی یاس
تا بدانی کہ محمد از ہوا

بید را گر میوہ نے باشد ضلال
گر تحری نیست در کعبہ وصال

بے تحری و اجتہادات ہدا
ہمچو عادش بر برد باد و کشد

عاد را باد ست حمال خذول
ہمچو فرزندش نہادہ در کنار

عادیان را باد زان ستکبار بود
چون بگردانید تا گہ پوستین

باد را بشکن کہ بس فتنہ است باد
بود دادی پند کای برگزیر خیل

لشکر حق است باد و از نفاق
وبسر با خالق خود راست است

این ہمان باد است کامن میکند شت
ست آنکس کو بکہ وقت است بود

ز اول و النجم بر خوان چند خط
ان ہو الا بوحی احتوی

جسم یا نزادہ تحری و قیاس
وانگفت و گفت از وحی خدا

کز ضرورت ہست مرداری حلال
لیک ہست اندر بیابانی ضلال

ہر کہ بدعت پیش گیرد از ہوا
نے سلیمانست تا تختش کشد

ہمچو برہ در کف مرد اکول
می برد تا کشدش قصاب وار

یار می پنداشتند اغیار بود
خر و شان بشکست آن بئس القرین

پیش از ان کش بشکند او ہمچو باد
بر کند از دست تان این باد ذیل

چند روزے با شما کرد اعتناق
چون اجل آید برآید باد دست

بود ہمچون جان ہمچو مرگ گشت
وقت خشم آن دست میگردد دوس

گر دکھائی دے تجھے اس دم غلط
تا کہ ما ینطق محمد عن ہوا

احمدا جو نے تجھے وحی سے ہے یاس
تا تو جانے کہ ہوا سے نے کہا

بید کے میوہ نہ ہو تو ہے ضلال
گر تحری نے ہو با کعبہ وصال

بے تحری اور بے جہد ہدا
مثل عاد اُسکے وہ بس ٹکڑے کرے

عاد کی حمال و دافع ہے ہوا
اُس کو جون فرزند لے اندر کنار

بس تھے متکبر ہوا سے اہل عاد
جب کہ ناگہ اس سے ٹوٹا پوستین

باد کو تو توڑ گر فتنہ ہے باد
ہو دنے کی پند اے قوم دغا

لشکر حق باد ہے از رہ نفاق
باطناً وہ ہے مطیع خالق کیسا تھ

یہ وہی ہے باد دیتی امن تھی
چومتا تھا جو تو اسکے ہاتھ کو

پہلے پڑھ والنجم سے تو چند خط
ان ہو الا بوحی احتوی

اہل تن کو دی تحری اور قیاس
مصطفے نے وحی حق سے ہے کہا

کہ ضرورت سے ہے مردار اب حلال
ہے مگر اندر بیابان ضلال

جو کوئی بدعت کرے از رہ ہوا
نے سلیمان ہے کہ تخت اُسکا اڑے

جیسے بزغالہ کو لے اہل غذا
مارے لیجا کر اُسے قصاب وار

جانتے تھے یار تھے اغیار باد
ریزہ ریزہ ٹوٹے در بئس القرین

پہلے اس سے کہ وہ توڑے مثل باد
پھاڑے دامن کو تمھارے یہ ہوا

چند دن رکھتی ہے تم سے اتفاق
جب اجل آئے بڑھائے باد ہاتھ

مثل جان تھی مثل مرگ اب ہو گئی
گذر ہوتا ہے بوقت خشم وہ

۵۱ بید کے الخ ۶ شعر کہ مردار اب ضرورت سے حلال ہے کہ ساتھ کعبہ وصال کے تحری اور بے جہد ہے اجو کوئی بدعت کرے مگر اندر بیابان کے ضلال ہے از رہ ہوا کے مانند ہوا اسکے ٹکڑے کرے سلیمان نہین ہے کہ تخت اُسکا اڑا اے عاد کی حمال اور دافع ہوا ہے جیسے بزغالہ کو اہل غذا اُسکو فرزند کے مانند کنار مین لے اور قصاب کے مانند اُسے لیجا کر مارے یعنی جو پابند ہوا ہے بس ہوا اُس کو عاد کے مانند خراب کرے اور سلیمان وقت کے تابع و خود متکبر ار ہووے گے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ بس تھے الخ ۷ شعر پس اہل عاد ہوا سے متکبر تھے یار اُس کو جانتے تھے اور اغیار باد کر تھے جبکہ اُس سے وہ پوستین ٹوٹا ریزہ ریزہ ٹوٹے وہ بد مصاحب پس تو باد کو توڑ بار فتنہ ہے اس سے پہلے کہ وہ خوب توڑے تجھ کو مثل کے ہود نے پند کی کہ اے قوم دغا تمھارے دامن کو پھاڑے یہ ہوا باد لشکر حق سے از راہ نفاق رکھتی ہے باطنی ساتھ خالق کے مطیع ہے جب اجل آئے ہاتھ بڑھائے یہ وہی باد ہے کہ امن دیتی تھی اور مثل جان کے تھی کہ اب مثل مرگ کے ہے یعنی تو ہوا و حرص کو چھوڑ کہ وہ ہوا لشکر حق کی ہے اور چند روز تیرے موافق ہے کہ آخر کار موجب ہلاکت ہووے گی آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۳ چومتا تھا الخ ۶ شعر جو اسکے ہاتھ کو چومتا تھا وہ وقت خشم کے گذر ہوتا ہے تو باد کو دیکھ کہ منہ مین پھرتی ہے اور آتی جاتی ہے ہر دم شوق سے دانت یا حلق اُس سے امین ہین جو حق کہے دانت مین درد دے ایک ذرہ باد کا بھاری کوہ ہووے کہ وہ درد و بیماری دانتون مین کرے وہ یارب یارب پکارے جان سے کہ ای ستھان تو اس بات کو ... دہن غافل تھا باد کے چلنے سے تو استغفار کر از راہ غمخواری کے یعنی بلو نفس ہر دم ہے یار اور بحکم خدا وہی مسعود دانت کو ہوتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

بادرا اندر دہان بین رہ گذر	ہر نفس آیان روان باکر وفر	باد کو تو دیکھ پھرتی منہ مین ہے	آتی اور جاتی ہے ہر دم شوق سے
حلق دندانہا ازان ایمن بود	حق چو فرماید بدندان در فتد	اس سے ایمن دانت ہین اور حلق ہے	جو کہے حق دانت مین وہ درد ہے
کوہ گردد ذرۂ باد وثقیل	درد دندان داردش زار وعلیل	باد کا اک ذرہ بھاری کوہ ہو	درد بیماری کرے دانتون مین وہ
یارب ویارب برآمد از جان	کہ ببراین بادرا اے مستعان	یا رب ویا رب پکارے وہ بجان	کہ تو کاٹ اُس باد کو اے مستعان
اے دہان غافل بدی زین باد رو	ازین دندان در استغفار شو	اے دہان غافل تھا چلتے باد سے	کر تو استغفار از رہ عجز سے
چشم سختش اشکہا باران کند	منکران را درد اللہ خوان کند	چشم اسکی اشکباری بس رکھے	منکرون کو درد اللہ خوان کرے
چون دم پژوان نپذرفتی ز مرد	وحی حق رابین پذیرا شو ز درد	قول حق کو تو سنے نے مرد سے	وحی حق کو کر قبول اب درد سے
باد گوید پیکم از شاہ بشر	گہ خبر خیر آورم گاہے بشر	باد کہوے مین ہون قاصد شاہ کی	کہ خبر دون خیر کی شر کی کبھی
زانکہ مامورم امیر خود نیم	من چو تو غافل زشاہ خود کیم	کیونکہ مین محکوم ہون حاکم نہین	تجھسا غافل شاہ سے ہون نہین کہین
گر سلیمان وار بودی حال تو	چون سلیمان گشتمی حمال تو	گر سلیمان وار ہوتا تیرا حال	جون سلیمان ہوتی مین تیرا حمال
عاریہ ستم گشتمی ملک کفت	کردمی برراز خود من واقفت	عاریت ہون ملک ہوتی تیری مین	کرتی واقف تجکو اپنے راز مین
لیک چون تو باغی و من مستعار	می کنم خدمت ترا روزے سہ چار	لیک جو تو باغی اور مین مستعار	کرتی ہون خدمت تری مین روز چار
پس چو عادت سرنگونہا دہم	زاسپہٴ تو یاغیا نہ بر جہم	اسے سرنگون تجکو کرون جون عاد کے	یاغیا نہ بھاگون لشکر سے ترے
تا بغیب ایمان تو محکم شود	آنزمان کایمانت مایہٴ غم شود	تا بغیب ایمان ہو محکم ترا	اُس زمان ایمان ہو با رغم ترا
آنزمان خود جملگان مومن شوند	آنزمان خود سرکشان بر سر زنند	اُس زمان خود جملگان ہو مومنین	اُس زمان سب سرکشان خود سر رکھین
آنزمان زاری کنند و افتقار	ہمچو دزد راہزن در زیر دار	اُس زمان زاری کرین اور انکسار	جسطرح سے چور رہزن زیر دار
لیک گر در غیب گردی مستوی	مالک دارین و شحنہ خود توئی	پر برابر غیب مین گر تو پھرے	مالک کونین و شحنہ خود تو ہے
شحنگی و پادشاہی مقیم	نے دو روزہ مستعارست سقیم	شحنگی و بادشاہی ہو سدا	نے دو روزہ عاریت ہی نے جفا
رست از بیگار و کار خود کنی	ہم تو شاہ و ہم تو طبل خود زنی	چھوٹ جا بیگارون سے کام اپنا کر	بھی تو شہ بھی ڈھول پیٹے آپ سے

۵۴ چشم اسکی الخ شعر اسکی چشم اشکباری بس رکھے اور منکرون کو درد اللہ خوان کرے تو قول حق کو قبول کر اب درد سے باد کہے قاصد شاہ کی ہون کہ کبھی خبر دون خیر کی اور کبھی شر کی کیونکہ مین محکوم ہون حاکم نہین ہون اور کہین تیرے قاصد شاہ سے مین غافل ہون اگر تیرا حال سلیمان کے مانند تیری حمال ہوتی مین تجھ کو اپنے راز سے واقف کرتی لیکن جو تو باغی اور مین مستعار ہون مین تیری خدمت کرتا ہون جان کے مانند تجکو سرنگون کرون اور یاغیانہ بھاگون تیرے لشکر سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ تابغیب آلخ ۵ شعر تا غیب مین تیرا ایمان محکم ہو پس اسوقت ایمان تیرا مایہ غم ہوا اسوقت سب سرکش خود سر رکھین اسوقت زاری کرین اور ایک جیسے چور رہزن زیر دار کے اگر تو برابر غیب مین پھرے مالک کونین تا در شحنہ اپنا تو ہے شحنگی و بادشاہی ہمیشگی ہے نہ دو روزہ عاریت پر جفا کی ہے یعنی ایمان تیرا اگر غیب مین محکم ہو جائے تو خود شحنہ و بادشاہ ہمیشگی کا ہے نہ دو روز مستعار کا اور وقت معائنہ کے سب کافر مسلمان ہون گے اسوقت کا ایمان احکام ایمان یاس ہے لائق قبولیت نہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ چھوٹا بیگارون سے آلخ ۷ شعر بیگارون سے اور اپنا کام کرے بھی تو شاہ ہی وہی تو آپ سے ڈھول کوٹے جو مجھ پر جہان روزی تنگ کیا مجھے یہ علق در دہان خاک کھاتا ہے دہان خاک کھانے والا آیا ہے ولیکن خاک جو یہان رنگین ہوئی ہے یہ کباب اور یہ شراب اور یہ شکر خاک رنگین و نفیس ہے جو تو نے کھایا دو محجم پوست ہوئی تھی وہ خاک رنگ لحم اسکا رکھتی ہے خاک پیوندکاری اور سبب اسکے بھی خاک کرتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون گلو تنگ آورد بر ما جہان	کاش خوردیمی خاک این حلق و دہان	تنگ روزی جو کرے مجھپر جہان	کاش کھاتا خاک یہ حلق و دہان
این دہان خود خاک خواری آمدہ است	لیک خاکی را کہ آن رنگین شدہ است	خاک کھانے والا آیا یہ دہان	خاک جو رنگین ہوئی لیکن یہان
این کباب و این شراب و این شکر	خاک رنگین است و نقشین ای پسر	یہ کباب اور یہ شراب اور یہ شکر	خاک ہے رنگین و نقشین اے پسر
چونکہ خوردی شد آنہا لحم و پوست	رنگ لحمش داد این ہم خاک کوست	تونے کھایا ہوئے وہ لحم و پوست جب	رنگ لحم اک رکھتی ہے پس خاک وہ
ہم زخاکی بخیہ بر گل می زنند	جملہ را ہم باز خاکے می کنند	خاک سے پیوندگاری رکھتے ہین	اور سب کو خاک پھر بھی کرتے ہین
ہندو قبچاق و رومی و حبش	جملہ یک رنگ اند اندر گور خوش	۱ ہندی و ترکی و رومی و حبش	سب ہین اندر گور کے اک رنگ خوش
تا بدانی کان ہمہ نقش و نگار	جملہ روپوش است و ملک مستعار	تا تو جانے کہ وہ سب نقش و نگار	جملہ ہین روپوش ملک مستعار
رنگ باقی صبغۃ اللہ ہست و بس	غیر آن بربستہ دان ہمچون جرس	رنگ باقی صبغۃ اللہ ہی و بس	عارضی جان اس سوا مثل جرس
رنگ صدق و رنگ تقوی و یقین	تا ابد باقی بود بر صادقین	رنگ صدق و رنگ تقوی و صفا	صادقیون پر رہے باقی سدا
رنگ کفران و شک و شر و نفاق	تا ابد باقی بود بر جان عاق	رنگ کفر اور شک نفاق و شرک کا	جان مردودان پہ باقی ہو سدا
چون سیہ روئی فرعون دغا	رنگ او باقی و جسم او فنا	جون سیہ روئی پہ فرعون دغا	رنگ اسکا باقی جسم اسکا فنا
برق و فر خوب روی عابدین	تن فنا شد وان بقا تا یوم دین	روشنی روے خوب عابدین	تن فنا اور باقی وہ تا یوم دین
زشت آن زشت خوب آن خوب و بس	دائما آن ضحاک و آن اندر عبس	۲ نیک اسکا نیک شد اسکا ہی بد	یہ ترش رو اور وہ خندان ابد
خاک را رنگے و فرہنگے دہد	ہمچو کودک مان بران جنگے دہد	خاک کو اک رنگ اور فرہنگ دے	مثل کودک ہمکو اسیر جنگ دے
از خمیری اشتر و شیرے پزند	کودکان از حرص آن کف می گزند	شیر آٹے کے پکائین اور شتر	حرص سے لین ہاتھ مین اسکو پر
شیر و اشتر نان شود اندر دہان	در نگیرد این سخن با کودکان	شیر و اشتر منہ کے اندر نان بنے	بے اثر یہ بات بچون مین کرے
دامن پر خاک ما چون کودکان	رفتہ از سر جہد اسباب و دکان	دامن پر خاک اپنا طفل سا	کوشش اسباب و دکان سے گیا
کودک اندر جہل و پندار و شکست	شکر باری قوت او اندک است	جہل و نخوت اور شک کودک رکھے	شکر یہ ہے کہ نہ وہ قوت رکھے
واے آن طفلان کہ پیری میکنند	لنگ و رانند و میری می کنند	واے وہ لڑکے کہ پیری کرتے ہین	چونٹی لنگڑی ہین و میری کرتے ہین

۱ ہندی الخ ۔ شعر ہندی و ترکی و رومی و حبشی سب اندر گور کے ایک رنگ ہین تاکہ تو جانے کہ وہ سب اندر گور گئے ایک رنگ ہین تاکہ تو جانے تاکہ وہ سب نقش و نگار جملہ روپوش ملک مستعار کے ہین رنگ باقی رنگ اللہ کا ہے وبس اور اسکے سوا عارضی مثل جرس کے ہے رنگ صدق و رنگ تقوی و صفا کا و صادقیون پر ہمیشہ باقی رہے رنگ کفر و شک و نفاق و شرک کا مرد و زن پر ہمیشہ باقی رہے آگے مثال ہے جیسے سیاہ روئی فرعون دغاباز کہ رنگ اسکا باقی اور جسم اسکا فنا اور وہ باقی یوم دین تک یعنی نقش و نگار دنیا کے روپوش جہان سے ہین اور رنگ اللہ کا ہمیشہ باقی ہے کہ مقبولون پر رنگ صدق و مرد و زن پر رنگ کفر ہمیشہ باقی رہیگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۲ نیک اسکا الخ ۔ شعر نیک اسکا نیک اور بد اس کا بد ہے یہ ترش رو اور وہ خندان ابد خاک کی ایک رنگ اور ایک فرہنگ دی اور مثل کودک کے اسیر ہمکو جنگ دی آگے مثال ہے شیر و شتر آٹے کے پکائین اور کودک اسکو ہاتھ مین لین شیر و شتر منہ مین روٹی ہے اور یہ بات بچون مین اثر کرے آگے حقائق ہین دامن پر خاک جھاڑ اطفل کے مانند کوشش مع اسباب دوکان لنے گیا جہل و نخوت و شک کودک رکھے شکر حق کا کرے کہ اسمین تھوڑی قوت ہے افسوس وہ لڑکے کہ پیری کرتے ہین وہ چونٹی لنگڑی ہوکہ امیری کرتے ہین یعنی افسوس ہے ان پیران ریاکار کا حال خود بڑکر چھوٹی لنگڑی ہین کہ امیری کرتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

طفل را استیزه و صد آفت است	شکر آن کو بے فن و بے آلت است	طفل کو جھگڑا و سو آفات سے	شکر یہ ہے کہ نہ فن آلہ رکھے
وای زان پیران طفل نا ادیب	گشته از قوت بلای ہر لبیب	واے پیر طفل ناہموار سے	صدمے قوت سے سو اُسنے سہے
چون سلاح و جہل و جمع آید بہم	گشت فرعونی جہان سوز از ستم	جہل و اسلح جو اُنھین باہم ملے	ظالم اک فرعون ہووے ظلم سے
شکر کن ای مرد درویش از قصور	کہ ز فرعونی رہیدی وز کفور	شکر کر درویش اس نقصان سے	کہ چھٹا فرعونی اور کفران سے
شکر کہ مظلومے و ظالم نہ	ایمن از فرعونی و ہر فتنہ	شکر کر مظلوم ہے ظالم تو نے	امن ہے فرعونی فتنہ سے تجھے
خالی اشکم لاف اللہی نزد	کاتشش را نیست از ہیزم مدد	لاف اللہی نہ بھوکے نے کہا	آگ کو اُس کی نہ ہیزم سے غذا
اشکم خالی بود زندان دیو	کش غم نان مانع است از مکر و ریو	پیٹ[۲] خالی دیو کا زندان ہے	کہ غم نان اُسکو مانع مکر سے
اشکم پر لوت دان بازار دیو	تاجران دیو را در وے غریو	پر شکم کو جان تو بازار دیو	تاجران دیو کو اُس مین غریو
تاجران ساحران لاشے فروش	عقلہا را تیرہ کردہ از خروش	بیچین لاشے تاجران ساحران	تیرہ عقلون کو کیا از رہ فغان
خم روان گردد ز سحری چون فرس	کرد کرپاسے ز مہتاب غلس	خم روان ہو سحر سے جون اسپ کے	اور بنایا پارچہ مہتاب سے
چون بریشم خاک را بر می تنند	خاک بر چشم تمیز می زنند	بنتے ہین مانند ریشم خاک کو	خاک ڈالین چشم بینا پر ہین و
صندلی را رنگ عودی میدہند	بر کلوخی مان حسودی میدہند	رنگ عودی سنگ خارا کو وہ دین	دشمنی ڈھیلے ہماری سے رکھین
پاک آن کو خاک را رنگے دہد	ہمچو کودک مان بران جنگی دہد	پاک[۳] وہ کہ خاک کو اک رنگ دے	مثل کودک ہمکو اسپر جنگ دے
دامن پر خاک ما چون کودکان	در نظر ما خاک ہمچون زر کان	دامن پر خاک اپنا طفل وار	خاک مثل زر نظر مین اپنی بار
طفل را با کودکان نبود جدال	طفل را حق کے نشاند با رجال	کودکان سے طفل کرنے جنگ ہو	پیش مرد حق نہ لائین طفل کو
میوہ گر کہنہ بود تا ہست خام	پختہ نبود غورہ خوانندش بنام	میوہ گرچہ کہنہ ہو جبتک ہے خام	نے ہو پختہ اسکو رکھین غورہ نام
گر شود صد سالہ این خام ترش	طفل غورہ است او بر ہر سپرش	خام وہ گر سو برس تک ترش ہو	طفل و غورہ جانے اسکو ہر نکو

سلہ[۱] طفل کو الخ ۶ شعر طفل کو جھگڑا و سو آفتین ہین مگر یہ کہ شکر ہے کہ فن آلہ نہین رکھتے ہین افسوس پیر عقل ناہموار سے کہ ہر ایک دوست کی بلا آفت ہووے جو انھین جہل ہتھیار باہم ملے ایک فرعون ظالم ہووے ظلم سے آئے درویش شکر کر اس نقصان سے کہ تو چھوٹا فرعون و کفران سے شکر کر تو مظلوم ہے ظالم نہین ہے تجکو فرعونی و فتنہ سے امن ہے لاف اللہی بھوکے نے نہ کہا کہ اس کی آگ کو ہیزم سے غذا نہین ہی یعنی دعوی فرعونی بھوکے نہین پیٹ بھرے کرتے ہین پس تو شکر کر کہ مظلوم ہے ظالم نہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ[۲] پیٹ خالی الخ ۶ شعر خالی پیٹ کا دیو کا زندان ہے کہ غم نان اس کو مانع مکر سے ہے پر شکم کو تو بازار دیو کا جان تاجران دیو کا اس مین غریو ہے تاجران ساحران لاشے کو بیچین اور تیرہ عقلون کو کیا از رہ فغان کے سحر سے خم روان مانند اسپ کے ہو اور پارچہ بنایا مہتاب سے ریشم کے مانند کہ بنتے ہین خاک کو اور چشم بینا پر خاک ڈالتے ہین وہ رنگ عودی و سنگ خارا کو دین اور ڈھیلے دشمنی ہمارے سے رکھین یعنی پیٹ بھرے دام مین نفس کے گرفتار ہین آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ[۳] پاک الخ ۷ شعر وہ پاک کہ خاک کو رنگ دے کودک کے مانند ہم کو دسترس دے ہمارا دامن پر خاک طفل کے مانند زر کے مانند ہے یار کودکون سے کودک کو جنگ نہ ہو مرد حق کے آگے نہ لائین طفل کو اگرچہ میوہ کہنہ ہے جب تک کہ خام ہے پختہ نہ ہو اُس کا غورہ نام رکھین وہ خام ہے سو برس تک ترش ہو اُس کو ہر ایک طفل و غورہ جانے اگرچہ اُس کے بال داڑھی کے سفید ہون بھی اُسکو طفلی مین خوف ہے مین نارسا ہونگا یا کہ رسا اور حق مجھپر غضب یا کہ عطا یعنی پیران غافل کو خدا پر ایقان کلی نہین مثل کودکان کے ایمان مذبذب رکھتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گرچه باشد ریش و موی او سفید	هم در آن طفلیش خوفست و امید	گرچہ اُسکے بال داڑھی ہون سفید	بھی اُسی طفلی مین خوف و امید
ماند خواہم تا رسیدہ یا رسم	حق کند با من غضب یا خود کرم	مین رہونگا نارسا یا کہ رسا	حق کرے مجھپر غضب یا کہ عطا
گر رسم یا نارسیدہ ماندہ ام	امی عجب با من کند کرم آن کرم	گر رسا ہون یا رہون مین نارسا	اے کرے انگور مجکو وہ عطا
با چنین ناقابلی و دوری	بخشد این غورہ مرا انگور ریے	ایسی بس ناقابلی و جہل سے	بخشے اس غورہ سے انگوری مجھے
نیستم امید وار از ہیچ سو	وان کرم میگویدم لا تیاسوا	مجکو نے امید ہو ہر سمت سے	وہ کرم لا تیاسوا کہوے مجھے
دائما خاقان ما کردہ است طو	گوش ما را می کشد لا تقنطوا	دائما دعوت کری شہ نے نکو	گوشمالی دی مجھے لا تقنطوا
گرچہ ما زین نا امیدی در گو ایم	چون صلا زد دست اندازان رویم	نا امیدی سے گڑھے مین گرچہ ہون	جو بلایا ناز کرتا مین چلون
دست اندازیم چون اسپان سپس	در دویدن سوی مرعای انس	مین چلون چون اسپ کے پیچھے رہے	دوڑ مین سوے چراگاہ انس سے
گام اندازیم و آنجا گام نے	جام پردازیم و آنجا جام نے	مین قدم رکھون قدم آنجا پہ نے	اور پیون مین جام ان کے جام نے
زانکہ آنجا جملہ اشیا جانی است	معنی اندر معنی و ربانی است	کیونکہ اسجا جا ہے اشیا ہو تمام	معنی معنی مین ہے ربانی مدام
ہست صورت سایہ معنی آفتاب	نور بے سایہ بود اندر خراب	سایہ صورت ہو و معنی آفتاب	ہوتا بے سایہ ہی نور اندر خراب
چونکہ آنجا خشت بر خشتے نماند	نور مہ را سایہ زشتے نماند	کیونکہ اسجا اینٹ پر نے اینٹ ہے	نور مہ کا زشت سایہ نے دکھے
شت اگر زرین بود بر کندنیست	چون بجاے خشت جی روشنی است	گر ہے زرین اینٹ ہو لائق نفی	اینٹ جو جا ہے وہی روشنی
ہ بہر دفع سایہ مند کیست	پارہ گشتن بہر این نور اندکی است	پارہ پارہ کہ ہے دفع سایے کو	پارہ ہوتا بہر نور اندک ہی جو
ر برون کہ چو زد نور صمد	پارہ شد تا در درونش ہم زند	نور حق جو کہ کے ظاہر پہ پڑا	پھٹ پڑا تا اُس کے اندر ہو رسا
سنہ چون بر کفش زد قرص نان	واشگافد از ہوس چشم و دہان	ہاتھ پہ بھوکھا جو رکھے قرص نان	پس کھلے از رہ ہوس چشم و دہان
ند ہزاران پارہ گشتن ارزدینا	از میان چرخ برخیز ای زمین	پارہ ہونا تجکو لائق با الیقین	چرخ سے باہر نکل تو ای زمین

۵۱ گر رسا ہون یا نارسا ہون ۶ شعر اگر مین رسا ہون یا نارسا ہون اے وہ انگور مجکو عطا کرے بس ایسی ناقابل و جہل سے اس غورہ سے مجھے انگوری بخشے مجکو امید ہر سمت سے نہین ہے وہ کرم مجھکو کہے کہ نا امید مت ہو شاہ نے ہمیشہ دعوت نیک کری اور مجکو گوشمالی دی کہ نا امید مت ہو اگر نا امیدی سے گڑھے مین ہون جو کہ بلایا مین ناز کرتا ہوا چلون مین اسپ کے مانند چلون کہ پیچھے رہے دوڑ مین جانب چراگاہ کے یعنی مجکو ناقابلی سے وہ پختگی بخشے کہ نا امید مت ہو رحمت اللہ سے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ مین قدم رکھون الخ ۷ شعر مین قدم رکھون اُس جا قدم نہین ہے اور مین جام پیون وہان جام نہین ہے کیونکہ اُس جا سب اشیا جانی ہے معنی اندر معنی کے اور بادحی صورت سایہ صورت یعنی آفت اسب ہے اور بے سایہ اندر خراب کے ہوتا ہے کیونکہ اینٹ پر اینٹ اس جا نہین ہے نور ماہ کا زشت سایہ رکھتا ہے اگر زرین اینٹ ہے تو لائق نفی کے جو کہ اینٹ کی جا وہی روشنی ہے کوہ پارہ پارہ دفع سایہ کو ہے پارہ ہونا واسطے نور اندک ہے جو کوہ کے ظاہر پر نور حق پڑا پھٹ گیا کہ تا اُسکے اندر رسا ہو یعنی مجکو اس جا رسائی ہو کہ وہان اشیا جانی ہے کہ صورت سایہ و معنی آفتاب ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۳ ہاتھ پر الخ ۵ شعر جو بھوکا ہاتھ پر قرص نان رکھے پس راہ ہوس سے چشم و دہان کھلے تجکو پارہ ہونا لائق ہے بالیقین پس تو چرخ سے باہر نکل تو اے زمین تا کہ نور آسمان سایہ ساز ہو تیری شب سایہ ہے اسے باغی رو نہ یہ مکان گہوارہ کودکان کے مانند ہے اور بالغون پر تنگ مکان رکھتا ہے زمین کو حق نے مہد طفلون کا کہا اور میر اندر صدر کے طفلون کو دیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

تا کہ نور چرخ گردد سایہ سوز	شب ز سایہ تست ای باغی روز	تا کہ نور آسمان سایہ سوز	شب تری سایہ ہے اور باغی روز
این مکان چون گاہوارہ کودکان	یا لغازا تنگ میدارد مکان	یہ مکان جون گاہوارہ کودکان	بالغون پر تنگ رکھتا ہی مکان
بہر طفلان حق زمین را مہد خواند	شیر در گہوارہ بر طفلان فشاند	عہد طفلون کو زمین حق نے کہا	شیر اندر جلد طفلون کو دیا
ہان مکن ای گاہوارہ خانہ تنگ	تا تواند رفت بالغ بیدرنگ	ہان نکر ای گاہوار خانہ تنگ	جا سکے تا کہ یہ بالغ بے درنگ
خانہ گہوارہ را ضیق مدار	تا تواند کرد بالغ انتشار	خانہ گہوارہ کو مت تنگ و تار[سلہ]	تا کہ بالغ کر سکے بس انتشار
خانہ تنگ آمد ازین گہوارہا	طفلگان را زود بالغ کن شہا	خانہ تنگ آیا ہے اب اس مہد کا[۵۲]	جلد ان طفلون کو بالغ کر شہا

در بیان استغنا و عجب شاہزادہ و زخم خوردن از باطن شاہ

بیان مین استغنا و غرور شاہزادہ کے اور زخم کھانا باطن شاہ سے

چون مسلم گشت بی بیع و شری	از درون شاہ در جانش جری	ہوئی مقرر[سلہ] جو کہ بے بیع و شرا	اسکی جان مین شہ کے باطن سے غذا
قوت میخوردی ز نور جان شاہ	ماہ جانش ہمچو آن خورشید ماہ	قوت کھاتا تھا بنور جان شاہ	ماہ جان اُسکا مثال شمس و ماہ
راتبہ جانی ز شاہ بی ندید	دمبدم در جان مستش میرسید	شاہ بے مانند سے روحی غذا	پہونچتی تھی روح کو اسکی سدا
آن نہ کش ترسا و مشرک میخورند	زان غذائی کش ملائک میچرند	وہ غذا نے جو کہ مشرک کھاتے ہین	اُس غذا سے جو ملائک پاتے ہین
اندرون خویش استغنا بدید	گشت طغیانی ز استغنا پدید	دیکھی[سلہ] استغنائی خود مین باطنا	غرہ استغنائی سے پیدا ہوا
کہ نہ من ہم شاہ و ہم شہزادہ ام	چون عنان خود بدین شہ دادہ ام	کہ نہین شہزادہ مین اب شاہ ہون	کیونکر اس شہ کی اطاعت مین کرون
چون مرا ماہی بر آمد با لمع	پس چرا باشم غباری را تبع	جو کہ نکلا ماہ میرا نور دار	پس رہون مین کس لیے تابع غبار

سلہ خانہ تنگ آیخ ۴ شعر اس مہد کا خانہ تنگ آیا ہے ان طفلون کو جلد بالغ کر اے شاہ مت کر اے گہوارہ خانہ کو تنگ تار بالغ جو اس کو بیدرنگ آگے گہوارہ خانہ تنگ و تاریک مت کر تا کہ بالغ انتشار کر سکے پس اس مہد کا خانہ تنگ آیا شاہا جلد ان طفلون کو بالغ کر یعنی دنیا مثل گہوارہ کودکان مردان خدا پر تنگ و تار ہے تو جلد اس سے نکل کہ انتشار تجھ کو نہ ہووے پس شاہ سے نعمت باطن شاہزادہ کو دفعیہ حاصل ہوئی نخوت و غرور پیدا ہوا آگے رجوع بہ قصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ ہوئی مقرر آیخ ۴ شعر جو کہ مقرر ہوئی ہے بیع و شری شاہ سے اسکے اندر بادشاہ بے انتہا وہ غذا کھاتا تھا وہ نور جان ہے اور اس کا ماہ جان مثل شمس ماہ کے تھا شاہ بے مانند سے غذا سے روحی اُس کی روح کو سدا پہونچی تھی غذا انہین ہے جو کہ مشرک کھاتے ہین بلکہ اُس غذا سے کہ جو ملائک باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ دیکھی آیخ ۸ شعر استغنائی باطنا خود مین دیکھا کہ غرہ استغنا سے پیدا ہوا کہ مین اب شاہزادہ نہین ہون کیونکر اس شاہ کی اب اطاعت کرون جو کہ میرا ماہ نوردار نکلا پس مین تابع غبار کا کسواسطے رہون اب میری جوانی ہے اور وقت نازکا ہے مین بے نیاز غیر کا اب کیون ہون آگے اس کی مثال ہے کیون سر کو باندھو تا درد سر اچھا ہے اور وقت روی زرد و غم کا نہ رہا جو مین شکر لب و ماہ رو ہوا ہے درد کان [illegible] جدا کرنا چاہیئے مین سرو قد ماہ رو جہان مین ہون میرے مانند شاہزادہ اب کہان ہے جو نفس اس غرہ سے خودی پیدا کرنے لگا وہ سیکھڑا دن [illegible] بکنے لگا یعنی جو شاہزادہ کہ جو نظر عنایت شاہ چینی خود نعمت باطنا کہ جسکو ولایت روحی کہتے ہین حاصل ہوئی اور کم ظرفی اُس کی سمائی نہ ہوئی جو بہ سبب غرور استغنا کے مرشد سے گمراہ ہوگیا آگے اس گمراہی کا بیان ہے فافہم ۱۲

آب در جوی نیست وقت ناز	تا نہ غیر از چہ کشم من بے نیاز	آب میری جو مین اد رہو وقت ناز	غیر کا کیون نازلون مین بے نیاز
سر چرا بندم چو درد سر نماند	وقت روی زرد و چشم تر نماند	باندھون سر کیون درد سر اچھا ہوا	وقت روی زرد و غم کا نے رہا
چون شکر لب گشتہ ام عارض قمر	باز باید کرد دکان دگر	جو شکر لب اور مہ رو مین ہوا	پھر دو کان اور چاہیئے کرنا جدا
سرو قد و ماہ رخساری مراست	ہمچو من شہزادۂ اکنون کجا ست	سرو قد مہ رو ہون مین اندر جہان	مثل میرے شاہزادہ اب کہان
زین منی چون نفس زائیدن گرفت	صد ہزاران ژاژ خائیدن گرفت	نفس اس غمزہ سے جو بننے لگا	سیکڑون بیہودہ وہ بکنے لگا

وسوسہ کہ شاہزادہ را پیدا شد از سبب استغنائی

وسوسہ کہ شاہزادہ کو پیدا ہوا بسبب استغناء کے

صد بیابان زان سوی حرص و حسد	تا بدانجا چشم بد ہم میرسد	پار ہو سودشت کے حرص و حسد	تب بھی پہونچے اس جگہ پر چشم بد
بحر شہ کہ مرجع ہر آب اوست	چون نداند آنچہ اندر سیل و جوست	بحر شہ کہ مرجع ہر آب ہے	کیون نہ جانے جو کہ سیل و جو کہ ہے
شاہ را دل درد کرد از فکر او	ناسپاسی عطائے بکر او	دل دکھا شہ کا بس اسکی فکر سے	کی جو ناشکری عطائے بکر سے
گفت آخر ای خس واہی ادب	این سزای داد من بود ای عجب	بولا آخر اے خس واہی ادب	یہ سزا تھی بخششون کی میری اب
من چہ کردم با تو زین گنج نفیس	تو چہ کردی با من از خوی خسیس	مین نے تجھ سے کیا کیا یہ گنج دے	تو نے مجھسے کیا کیا بدخوئی سے
من ترا ماہی نہادم در کنار	کہ غروبش نیست تا روز شمار	مین نے مہ رکھا بغل مین اک تری	کہ غروب اسکو قیامت تک ہے نے
در جزای آن عطای نور پاک	تو زدی در دیدۂ من خار و خاک	بس عوض مین تو نے بخشش نور کی	خاک و کانٹے ڈالے آنکھون مین مری
من ترا بر چرخ گشتہ نردبان	تو شدہ در حرب من تیر و کمان	مین ہوا تیرا فلک مین نردبان	تو ہوا میرے لئے تیر و کمان
درد غیرت آمد اندر شہ پدید	عکس درد شاہ اندر وی رسید	درد غیرت شاہ مین پیدا ہوا	پہونچا اندر اسکے عکس درد شاہ
مرغ دولت در عتابش بر طپید	پردہ آن گوشہ گشتہ بر درید	مرغ دولت خشم سے مضطر ہوا	پردہ اس گوشہ نشین کا پھٹ گیا
چون درون خود بدید آن خوش پسر	از سیہ کاری خود گرد و اثر	جبکہ دل مین اپنے کی اسنے نظر	دیکھا بدکاری کا اپنے مین اثر
آن وظیفہ لطف و نعمت کم شدہ	خانۂ شادی او پر غم شدہ	وہ وظیفہ نعمتون کا کم ہوا	اسکا گھر شادی کا بس پر غم ہوا

۱ پار ہو الخ ۴ شعر حرص سودشت کے پار تب اس جگہ چشم بد پہونچے کہ بحر شاہ کا مرجع ہر آب ہے کیون نہ جانے جو کہ سیل و جو کہ ہے شاہ کا دل دکھا اس کی فکر سے جو ناشکری کرے عطائے بکر سے دل مین کہا کہ اے خس واہی ادب کیا ہے یہ سزا تیری بخششون کی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۲ مین نے تجھسے الخ ۳ شعر مین نے تجھ سے کیا کیا یہ گنج دے کر اور تو نے مجھ سے کیا کیا بدخوئی سے ہے ایک لطیفہ تیری بغل مین رکھا کہ اس کو غروب قیامت تک نہین ہے پس تو نے بخشش نور کے عوض مین خاک و کانٹے میری آنکھون مین ڈالے مین تیرا فلک پر نردبان ہوا تو میرے واسطے تیر و کمان ہوا شاہ مین درد غیرت پیدا ہوا اس کے اندر درد شاہ پہونچا مرغ دولت خشم سے مضطر ہوا اس گوشہ نشین کا پردہ پھٹ گیا جب کو اپنے دل مین اس نے نظر کی تو خود مین بدکاری کا اثر دیکھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۳ وہ وظیفہ الخ ۶ شعر وہ نعمتون کا وظیفہ کم ہوا اور اسکا گھر شادی کا پر غم ہوا مستی سے وہ ہوشیار ہوا آگے اس کے حقائق ہین جس نے خود بینی راہ دوست مین کی مغز چھوڑا اور حبل پوست دیکھا مینا دشمن خود مین مست ہو جیو کیونکہ خود بین سے کچھ فتنہ کے نہین ہوتا اسواسطے حرام جہان مین ہے کہ خود مین آ ہے بیکر زبان مین تو خود سے بہتر تصور نہ کرے نفس خود بین سے یہ تجھے پیدا ہو یعنی جہان مین خود بینی بہتر نہین ہے اسواسطے شراب بھی حرام ہوئی ہے کہ اسکے پینے سے خود بینی پیدا ہوتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

باخود آمد او ز مستی و عقار ۔ زان گنہ گشتہ ترش خانہ خمار
مستی مے سے ہوا وہ ہوشیار ۔ اُس گنہ سے پھر گیا خانہ خمار

ہر کہ خودبینی کند در راہ دوست ۔ مغز را بگذاشت کلی دید پوست
جس نے کی خودبینی اندر راہ دوست ۔ مغز چھوڑا اور دیکھا جملہ پوست

دشمن من درجہان خودبین مباد ۔ زانکہ از خودبین نیاید جز فساد
میرا بس دشمن نہ خودبین ہو جیو ۔ کیونکہ خودبین سے بجز فتنہ نہو

می ازان آمد حرام اندر جہان ۔ کہ خوری خودبین شوی اندر زمان
مے حرام اسواسطے اندر جہان ۔ کہ تو خودبین پیکے ہو اندر زمان

بہتر از خود در تصور نایدت ۔ این ہمہ از نفس خودبین زایدت
عود سے بہتر تصور تو کرے ۔ نفس خودبین سے یہ پیدا ہوے تجھے

آنکہ باخود می خورد می باخودست ۔ اینچنین میخوار خوار و مرتدست
[۵۱] جو کہ باخود مے پیئے اپنے لئے ۔ ایسا میکش بس ذلیل و خوار ہے

وانکہ با او میخورد باشد حلال ۔ وانکہ بے او دم زند باشد وبال
مے پیئے اُس کے لئے جو ہو حلال ۔ مارے دم بے اسکے جو ہووے وبال

چونکہ با او می خورد از جام ہو ۔ چشم بکشایم بہ بینم روی او
جو پیئے اُس کے لئے باجام ہو ۔ کھول کر مین آنکھ دیکھون اسکا رو

بعد ازان از خود بہ کلی بگسلم ۔ ہم ز می خوردن شود این حاصلم
بعدہ مین چھوٹون اپنے آپ سے ۔ مے کے پینے سے یہ ہو حاصل مجھے

ایکہ میخواہی کہ از خود بگسلے ۔ تاکے اندر بند این جان و دلی
ایکہ جو تو چاہے چھوٹے آپ سے ۔ بند جان و دل مین تو کبتک رہے

جان بجانان واگذار ایجان من ۔ تا بہ بینی یار دل رنجان من
جان تو جانان کو اپنے سونپ دے ۔ یا تو دیکھے یار دل رنجان مرے

دل بدلداری دہ و آزاد شو ۔ غم خور او باش و ازوی شاد شو
دے تو دل دلدار کو آزاد ہو ۔ اُسکا جو غمخوار اُس سے شاد ہو

نفس خود بر خود بگردان چیر تو ۔ زود او را باز گیر از شیر تو
[۵۲] نفس اپنا خود پہ غالب کر نہ تو ۔ چھین لے تو جلد اُسکے شیر کو

ہرچہ ہست آن مستی دارد یقین ۔ خواہ شیر و خواہ خمر و انگبین
ہے وہ جو کچھ مست اسکو وہ رکھے ۔ خواہ شہد و شیر سے خواہ سر کے سے

مستی گندم بدان اے آدمی ۔ کہ بکرد آن آدمی را اعجمی
مستی گندم تو جان اے آدمی ۔ کہ کیا آدم کو اُس نے اجنبی

خورد گندم حلہ زو بیرون شدہ ۔ خلد بروی بادیہ و ہامون شدہ
کھایا گندم حلہ اُس سے چھن گیا ۔ باغ جنت اُس سلیے صحرا ہوا

دید کان شربت ورا بیمار کرد ۔ زہر آن ما و منی ہا کار کرد
دیکھا بیمار اُس کو شربت نے کیا ۔ کام نخوت کا زہر سے ہی ہوا

جان چون طاؤس در گلزار ناز ۔ ہمچو چغدے شد بویرانہ مجاز
جان تھی جون طاؤس اندر باغ ناز ۔ دوڑے جون اُلّو بویرانہ مجاز

ہمچو آدم دور ماند او از بہشت ۔ در زمین میراند گاوی بہر کشت
وہ جو آدم دور جنت سے ہوے ۔ بیل کھیتی کو زمین پر ہانکتے

۵۱ جوکہ انکہ ۶ شعر جو کوئی باخود شراب اپنے واسطے پیئے میکش ذلیل و خوار ہے اور جو یار کے واسطے مے پیئے حلال ہو اور جو بے اس کے دم مارے وبال ہو جو کہ اسنے خود مے پیئے جام توڑے مین کھول کر اس کا منھ دیکھون بعدہ مین اپنے آپ سے چھٹون تو قید جان کب تک رہیگا تو اپنی جان جانان کو سونپ دے تا تو دیکھے یار دل رنجان میرے کو تو دلدار کو دے اور آزاد ہو اور اُس کا غمخوار ہو اور اس سے شاد ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ نفس اپنا انکہ ۷ شعر تو نفس اپنے کو خود پر غالب نہ کر اور جو جلد چھین لے اُس کی شیر کو جو کچھ ہے وہ اُسکو مست رکھتی ہے خواہ شہد و شیر سے اور خواہ سرکہ سے اسے آدمی مستی گندم کی جان کہ آدم کو اُس نے اجنبی کیا اور گندم کھایا اور اُس سے حلہ چھن گیا اور جنت اُسپر ایک صحرا ہو گیا دیکھا کہ اُس کو بیمار شربت نے کیا اور اس نخوت کے سم نے کام کیا یعنی خودبین کو شراب حرام ہے اور جو اسکے واسطے پیتا ہے اُس کو حلال ہے پس تو اپنے نفس کو مغلوب کر اور خود کی گو تھوڑا بہت جو چاہے وہ کر نقصان پذیر نہین ہے آگے رجوع بقصہ ہے جو جان شاہزادہ کے اندر طاؤس کے باغ ناز تھی وہ مانند اُلو کے ویرانہ مجازی کی جانب دوڑے وہ آدم کے مانند دور جنت سے ہوئے اور کھیتی کے واسطے بیل زمین پر ہانکتے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

اشک میراند کہ اے استاد زاؤ	شیر را کردی اسیر دم گاؤ	نالہ وہ کرتا کہ اے مرشد مرے [ف۱]	شیر باندھا تو نے دم سے گاؤ کے
کردۀ اے نفس بد یار و نفس	بے حفاظی باشہ فریاد رس	تو نے اگر اے نفس بد مردہ نفس	شہ سے بے ادبی کی ای فریاد رس
دام بگزیدی ز حرص از گندمی	بر تو شد ہر گندم او کژدمی	گندمی سے دام حرص میں پھنسا	تجھ پہ بچھو اُس کا ہر گندم ہوا
در سرت آمد ہوائے ما و من	قید بین بر پائے خود پنجاه من	تیرے سر میں آئی نخوت کی ہوا	دیکھ تو زنجیر سو من کی بپا
نوحہ میکرد این نمط بر جان خویش	کہ چرا گشتم ضد سلطان خویش	اسطرح تو روتا اپنی جان پے	کہ ہوا ضد شہ کا اپنے کس لئے
آمد او با خویش و استغفار کرد	یا انابت چیزے دیگر یار کرد	ہوش میں آیا و استغفار کی	اور دعا سے التجا کی یار کی
درد کان از وحشت ایمان بود	رحم کن کان درد بے درمان بود	درد جو کہ وحشت ایمان سے تھا [ف۲]	رحم کردہ درد بے درمان سے تھا
مر بشر را خود مبا جامہ درست	چون رہید از صبر حین صدر جست	نے بشر کا جامہ زیبا ہو جیو	صبر سے جو چھوٹا ڈھونڈا صدر کو
مر بشر را پنجہ و ناخن مباد	کو نہ دین اندیشد آنگہ نے سداد	نے بشر کا پنجہ ناخن ہو جیو	کہ نہ دین اور راستی کو پہونچیو
آدمی اندر بلا کشتہ بہ است	نفس کافر نعمت ست و گمرہ است	آدمی اندر بلا بہتر رہے	نفس کافر نعمت و گمراہ ہے
نفس کافر خود ہمی ندہد امان	گشت طاغی چونکہ فارغ شد نہان	نفس کافر امن خود ہر گز نہ دے	ہووے باغی جو کہ چھوٹے رنج سے
آدمی خود مبتلا بہتر بود	زانکہ زار و عاجز و مضطر بود	آدمی بہتر ہے جو ہو مبتلا	کیونکہ عاجز اور مضطر ہو سدا

خطاب حق تعالیٰ بہ عزرائیل عم کہ ترا رحم بر کہ بیشتر آمد ازین خلائق کہ قبض کردی جان ایشان را و جواب دادن او

خطاب حق تعالیٰ کا عزرائیل عم کو کہ تجھ کو رحم زیادہ کس پہ آیا خلائق سے کہ تو نے اُنکی جان کو قبض کیا اور جواب دینا اُس کا

حق بعزرائیل میگفت اے نقیب	بر کہ رحم آمد ترا از ہر کئیب	حق نے بس فرمایا عزرائیل سے [ف۳]	رحم کس غمگین پہ آیا ہے تجھے

ف۱ نالہ وہ کرتا الخ ۶ شعر وہ نالہ کرتا کہ اے مرشد میرے کہ تو نے شیر کو باندھا بیل کی دم سے اے نفس بد مردہ تو نے نفس شاہ سے بے ادبی کی کہ فریاد رس ہے بسبب گنہ کے حرصوں کے دام میں پھنسا اور اسکا ہر گندم تجھ پر بچھو ہوا تیرے سر میں نخوت کی ہوا آئی تو زنجیر سو من کی پانوں میں دیکھ اس طرح تو اپنی جان پر روتا کہ ضد اپنے شاہ کا کس واسطے ہوا پس ہوش میں آیا و استغفار کی دعا اور التجا یار کی کرے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲ ف۲ درد جو کہ الخ ۶ شعر جو کہ وحشت ایمان سے درد تھا رحم کر کہ وہ درد بے درمان سے تھا بشر کا جامہ زیبا مت ہو جیو کہ نہ دین و نہ راستی پر پہونچے آدمی بلا میں بہتر ہے کہ ہرگز امن نہ دے باغی ہو وے کہ جو نان سے مستغنی ہو وے وہ آدمی بہتر ہے کہ جو مبتلا ہو کیونکہ عارض و مضطر سدا ہو یعنی فقر و افلاس انسان کے واسطے بہتر ہے کہ نفس ناقہ کشی سے راستی پر رہتا ہے اور شکم سیری سے گمراہی پر جاتا ہے اسواسطے اپنا غم فقر کو فنا کرتا جاتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ف۳ حق نے الخ ۶ شعر بس حقتعالیٰ نے عزرائیل عم سے فرمایا کہ تجھے رحم کس غمگین پر آیا کہ سب پر درد سے دل جلتا ہے ولیکن حکم میں تامل نہیں ہو سکتا ہے تا کہ میں کہوں کہ کاش کہ یزدان مجکو نیکیوں کے عوض قربان کرے فرمایا کہ تجھے رحم کس پر سوا آیا اور کس سے تیرا دل پرسوز ہوا عرض کی ایک دن کہ کشتی موج پر تیز تھی حکم سے توڑا کہ ریزہ ریزہ ہوئی سب کی جان تیرے حکم سے قبض کی سوا ایک زن اور اسکے طفل کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گفت بر جملہ دلم سوزد بدرد — لیک نتوان امر را اہمال کرد
تا بگویم کاشکے یزدان مرا — در عوض قربان کند بہر فنا
گفت بر کہ بیشتر رحم آمدت — از کہ دل پر سوز و بریان تر شدت
گفت روزے کشتی بر موج تیز — در شکستم ز امر تا شد ریز ریز
پس بگفتی قبض کن جان ہمہ — جز زنے با طفلکے اندر رمہ
ہر دو آن بر تختۂ دریا بدند — موجہا آن تختہ را میراندند
چون بساحل اوفگند آن تختہ باد — از خلاص ہر دو ام دل گشت شاد
باز گفتی جان را در قبض کن — طفل را بگذار تنہا ز امر کن
چون ز مادر بگسلیدم طفل را — خود تو میدانی چہ تلخ آمد مرا
پس بدیدم درد ماتمہاے زفت — تلخی آن طفل از یادم نرفت
گفت حق آن طفل را از فضل خویش — موج را گفتم فگن در بیشہ ایش
بیشۂ پر سوسن و ریحان و گل — پر درخت میوہ دار و خوش اکل
چشمہاے آب شیرین زلال — پروریدم طفل را با صد دلال
صد ہزاران مرغ مطرب خوش صدا — اندران روضہ فگندہ صد نوا
بسترش کردم ز برگ نسترن — کردم اورا ایمن از صدمہ فتن
گفتہ ام خورشید را کو را مگز — باد را گفتم برو آہستہ وز
ابر را گفتم برو باران مریز — برق را گفتم برو مگرای تیز
زین چمن ای دی مبر آن اعتدال — پنجہ اے بہمن برین روضہ مال

بولا سب پر دل جلے ہے درد سے — پر تامل حکم مین نے ہو سکے
تا کہون مین کاشکے یزدان مجھے — نیکیون کے بس عوض قربان کرے
بولا رحم آیا تجھے کس پر سوا — کس سے دل پر سوز تر تیرا ہوا
بولا اکدن موج پر کشتی تھی تیز — حکم سے توڑا ہوئی تا ریزہ ریز
قبض کی جان سب کی تیرے حکم سے — بس سوا اک زن اور اسکے طفل کے
سلہ دونون اک تختہ پہ تنہا رہ گئے — موج اُس تختہ کو پھرتی تھی لئے
لیگئی ساحل پہ تختہ کو جو باد — مین رہائی سے ہوا دونونکی شاد
پھر کہا کہ جان مادر قبض کر — چھوڑ تنہا طفل کو جا حکم قدر
جو چھوڑایا مان سے مین نے طفل کو — جو کہ رنج آیا مجھے جانے ہی تو
دیکھا مین نے درد ماتم کا بڑا — رنج اُس لڑکے کا نے بھولا ذرا
سلہ٢ بولا حق کہ فضل سے اپنے کہا — موج کو بچہ یہ بیشہ مین رکھ آ
بیشہ پر ریحان و سوسن گل سے تھا — اور درختون پر ثمر سے تھا بھرا
اور پہ چشمے آب شیرین کے بہم — پالا مین نے طفل کو با صد نعم
سیکڑون تھے مرغ گویا خوش صدا — اندر اُس گلشن کے کرتے تھے نوا
بستر اُس کا برگ و نسرین سے کیا — آفتون سے امن مین اسکو رکھا
اور کہا خورشید کو مت کر خلل — اور ہوا کو بس کہا آہستہ چل
ابر کو فرمایا اُس پر مت برس — برق کو فرمایا مت کر میل بس
اعتدال اس باغ سے مت لے خزان — اے بہار اور کر فضاے گلستان

سلہ دونون الخ ۵ شعر دونون ایک تختہ پر تنہا رہ گئے اور موج اُس کو لئے پھرتی تھی جو باد تختہ کے ساحل پر لے گئی مین دونون کی رہائی سے شاد ہوا پھر حکم ہوا اسے مادر کی جان قبض کر اور طفل کو تنہا چھوڑ حکم قدر ہے پھر مین نے طفل کو چھوڑایا مان سے جو کہ مجھ کو رنج آیا تو جانتا ہے مین نے دیکھا کہ درد ماتم کا بڑا ہے کہ رنج اس طفل کا ذرا بھولا جواب حق تعالیٰ کا ہے فافہم ١٢ سلہ٢ بولا حق الخ ۸ شعر حق نے فرمایا ہے کہ اپنے فضل سے کہا موج کو بچہ بیشہ مین رکھو گل و ریحان و سوسن سے پر تھا اور درختون پر ثمر سے بھرا تھا اور چشمہ آب شیرین کے باہم تھے مین نے اس طفل کو پالا تھا ساتھ سو نعمتون کے سیکڑون مرغ گویا خوش صدا تھے اور اس گلشن مین نوا کرتے تھے اُس کا بستر برگ نسرین سے کیا اور آفتون سے اُس کو امن مین رکھا خورشید کو کہا خلل مت کر اور ہوا کو کہا آہستہ چل اور ابر کو کہا کہ اُس پر مت برس برق کو کہا کہ اس طرف میل نہ کر اے خزان اس باغ سے اعتدال مت لے اور اسے بہار فضاے گلستان کر یعنی جس کو خدا چاہے ہر ایک شے سے پرورش کرتا ہے سب شے اُس کے دست قدرت مین ہے جیسے ہولنے بحکم خدا پرورش نمرود کی ہے چنانچہ مثال اس کی آگے ہے فافہم ١٢

ذکر کرامات شیبان راعی و بیان معجزہ ہود علیہ السلام

چو آن شیبان کہ از گرگ عنید / وقت جمعہ بر رعا خط میکشید

تا برون نآید ازان خط گوسپند / نے درآید دزد و گرگ با گزند

بر مثال دائرہ تعویذ ہود / کاندران صرصر امان آل بود

ہشت روزی اندرین خط تن زنید / وز برون مثلہ تماشا می کنید

بر ہوا بردی فگندے بر حجر / تا دریدی لحم و عظم از ہمدگر

آن گرہ را بر ہوا بر ہم زدی / تا چو خشخاش استخوان ریزہ شدی

آن سیاست راکہ لرزید آسمان / مثنوی اندر نگنجد شرح آن

گر بطبع این میکنی اے باد سرد / گرد خط دائرہ آن ہود گرد

ور بحرص این میکند گرگ نژند / گو بیا در خط راعی کن گزند

اے طبیعی فوق طبع این ملک بین / یا بیا محو کن از مصحف این

مقربان را منع کن بندے بنہ / یا معلم را بمال و خوف دہ

عاجزی و خیرہ کاین عجز از کجاست / عجز تو تا نے ازان روز جزاست

عجزہا داری تو در پیش ای لجوج / وقت شد پنہانیان رانک خروج

ہم آنکہ عجز و حیرت قوت اوست / در دو عالم خفتہ اندر ظل دوست

ذکر کرامات شیبان راعی کا اور بیان معجزہ ہود علیہ السلام کا

جیسے[۱] وہ شیبان راعی گرگ سے / کھینچتا گلہ پہ خط دن جمعہ کے

تا نہ باہر جاے خط سے بُز بزور / اور نہ اندر آئے کوئی گرگ چور

دائرہ ہوتا تھا جیسے نگہبان / قوم کو صرصر سے تھی امن امان

خط تن مین آٹھ دن آرام لو / اور تن سے سیر تم باہر کرو

اور[۲] اُڑا کر مارتی تھی سنگ پے / تا کہ پھٹتا گوشت اعضا ٹوٹتے

بس ہوا اُس قوم کو تھی مارتی / ریزہ ہوتی استخوان خشخاش سی

اُس سیاست سے کہ کانپا آسمان / مثنوی مین آئے کب اسکا بیان

گر تی اڑتی طبع سے یہ اے ہوا / ہود کے تو دائرے کے گرد جا

گر یہ کرتا گرگ ہے بس حرص سے / خط مین راعی کے کہو آ رنج دے

اے طبیعی ملک یہ طبع پہ در / یا تو تو قرآن سے یہ دور کر

قاریون کو منع کر اور روک دے / یا معلم کو سزا اور خوف دے

تو ہے عاجز یہ کہان سے عجز ہے / عجز تجھ کو بے قیامت کس لئے

عجز رکھتا ہے ای عاجز سامنے / حشر کا کیا وقت آیا ہے تجھے

وہ[۳] ہے خوش کہ عجز اسکی ہے غذا / زیر ظل یار یان اور وان ہا

۱ جیسے الخ ۴ شعر جیسے وہ شیبان راعی گرگ سے گرد گلہ کے کھینچتا تھا ایک خط جمعہ کے دن تا کوئی خط سے بز بزور باہر نہ جائے اور نہ کوئی گرگ و چور آئے دائرہ مانند نگہبان کے ہوا تھا قوم کو صرصر کو اس مین امن تھی آگے حقائق ہین اُس خط تن مین آٹھ دن آرام ملے اور سے تم باہر کرو سیر یعنی جیسے دائرہ شیبان راعی کے اندر گاو بز کا محفوظ رہتا تھا اسی طرح اللہ تعالے نے دائرہ جسم کا جو واسطے روح کے ہے پیدا کیا کہ آٹھ روز یہ روح اور جسم مین آرام پکڑے آگے رجوع بہ قصہ ہے فافہم ۱۲ ۲ اور اڑا کر الخ ۹ شعر اور ... اڑا کر مارتی ہے تاکہ گوشت پھٹتا اور اعضا ٹوٹتے بس ہوا اُس قوم کو مارتی تھی تا در استخوان خشخاش کے مانند ریزہ ہوتی اس سیاست سے آسمان کانپا مثنوی مین کب اس کا بیان آئے اے ہوا اگر تو یہ کام اپنی طبع سے کرتی ہے تو ہود کے دائرے کے گرد جا اگر یہ کام گرگ حرص سے کرتا ہے تو کہدو راعی کے آ کر رنج دے اس طبیعی پر ملک طبع پر غالب ہے یا تو یہ بات قرآن سے دور کر قاریون کو منع کر اور روک دے یا معلم کو ڈر اور سزا دے تو عاجز ہے اور یہ عجز بغیر قیامت کے کس واسطے ہے اے عاجز عجز رو برو رکھتا ہے کیا حشر کا وقت تجھے یاد آیا ہے یعنی اے طبیعی جو تو کہتا ہے کہ شر سے اپنے اقتدار پر حرکت طبعی کرتی ہے اور یہ نہین جانتا ہے کہ سب حرکت حشری رکھتے ہین جیسے ہوا و گرگ بے حکم خدا کوئی حرکت نہین کر سکتے کیونکہ تو خود عاجز ہو گئے اسکے حقائق کے بیان ہین فافہم ۱۲ ۳ وہ ہے خوش الخ ۵ شعر وہ خوش ہے باغ کہ اُسکی غذا عجز ہے اور زیر ظل یار کے یہان رہ وہان ہا ... اس باد نے اپنا عجز اول دیکھا تھا کہ مردہ ہو کر مین پیر زنان کا لیا زلیخا کے مانند جو یوسف اُس سے ملا زال ہین سے جوانی کو لیا ایسی زندگی و محنت مرنے مین ہے تو کیا ... ظلمت مین ہے جو حق نے قوم انبیا و اولیا کے ملادی بس اسکے اندر صدہا فائدہ رکھتے ہین یعنی عاجز ہونا دنیا مین نزدیک حقتعالی بہتر ہے کہ محنت مرنے مین جو رہا ہے ... ہے جیسے مردہ کو اُس نے پالا اور زندہ رکھا آگے قصہ نمرود کا ہے فافہم ۱۲

ہم در اول عجز خود را او بدید	مردہ شد دین عجائز برگزید	دیکھا اُسنے عجز اپنا قبل تھا	مردہ ہو دین عجائز کو لیا
چون زلیخا یوسفش بروے بتافت	از عجوزی در جوانی راہ یافت	چون زلیخا یوسف اس سے جو ملا	زال پن سے پس جوانی کو لیا
زندگی در مردن و در محنت است	آب حیوان در درون ظلمت است	زندگی مرنے مین اور محنت مین ہے	آب حیوان دیکھ تو ظلمت مین ہے
ہر بلا کاین قوم را حق دادہ است	زیر او صد فائدہ بنہادہ است	جو بلا اُس قوم کو دی حق نے ہی	اُس کے اندر فائدہ صد ہا رکھے

رجوع بہ قصہ پروردن حق تعالیٰ نمرود بہ شیر پلنگ

رجوع طرف قصہ حق تعالےٰ کے نمرود کو بگھرہ کے شیر سے پالا

حاصل آن روضہ چو جان عارفان	از سموم و صرصر آمد در امان	الغرض[۱] مانند جان عارفان	باغ وہ صرصر سے تھا اندر امان
یک پلنگے بچگان نو زادہ بود	گفتم او را شیر دہ طاعت نمود	ایک بگھرہ نے کئی بچے دیئے	اُس نے طاعت کی کہا شیر اسکو دے
پس بداوش شیر و خدمتہاش کرد	تا کہ بالغ گشت و زفت شیر زد	اُس نے خدمت کی وہ شیر اسکو دیا	تا کہ بالغ اور بڑا بس وہ ہوا
چون فطامش شد بگفتم با پرے	تا در آموزید نطق و داوری	دودھ چھوٹا مین نے پریون سے کہا	باتین کرنا اس کو تم سکھلاؤ جا
پرورش دادم مر او را زین چمن	کہ بگفت اندر نگنجد فن من	مین[۲] نے پالا اسکو بس اس باغ سے	کہ بیان کب ہو سکین وہ فن مرے
دادہ ام ایوب را مہر پدر	بہر مہمانے کرمان بے ضرر	مین سے نے دی ایوب کو دی مہر پدر	تا غذا کیڑون کو دیوے بے ضرر
دادہ کرمان را بر او مہر ولد	بر پدر ہم این نیست قدرت این ید	اُس پے بس کیڑون کو مہر پسر	یہ مری ہے دست قدرت باپ کو
مادران را مہر من آموختم	چون بود شمعے کہ من افروختم	مہر مادر کو سکھائی مین نے ہی	شمع کیسی ہو جو روشن مجھسے ہی
صد عنایت کردم و صد رابطہ	تا ببیند لطف من بے واسطہ	سو عنایت مین نے کی سو رابطہ	دیکھین میرا لطف تا بیواسطہ
تا نباشد از سبب در کشمکش	تا بود ہر استعانت از منش	کشمکش مین تا سبب سے نے پڑے	تا مدد مجھسے ہر اک اس کو ملے

خطاب اللہ تعالیٰ با عزرائیل علیہ السلام و کرامات شیخ شیبان راعی قدس اللہ سرہٗ

خطاب حق تعالیٰ کا عزرائیل علیہ السلام کو اور کرامات شیخ شیبان راعی کی اور قصہ

[۱] الغرض الخ یہ شعر الغرض مانند جان عارفون کے وہ باغ صرصر سے امن مین تھا ایک بگھرے نے کئی بچے دیے تھے کہا ہم نے کہ اس کو
شیر دے اُس نے اطاعت کی اُس نے خدمت کی اُس کو شیر دہان دیا کہ وہ بالغ بڑا ہوا جب کہ دودھ چھوٹا مین سنے پریون کو کہا کہ تم اس کو باتین سکھلاؤ
جا کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] مین نے پالا الخ ۶ شعر مین نے اسکو پالا اسی باغ سے کہ وہ فن میرے کب بیان ہو سکین
مین سنے ایوبؑ کو محبت باپ کی دی تا کہ غذا کیڑون کو بے ضرر دیوے اور اُس پر کیڑون کو محبت پسر کی دی کہ یہ میرے دست قدرت
باپ پر ہے مان کو محبت مین سنے سکھائی ہے وہ کیسی شمع ہو کر مجھسے روشن ہے مین سنے سو عنایت و سو ربط کیے کہ میرا لطف
بے واسطہ دیکھین تا کہ سبب سے کشمکش مین نہ پڑے تا ہر ایک مدد مجھ سے اُس کو ملے یعنی حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ مین
بے سبب ہر ایک کو پالتا ہون کہ تا سبب سے کشمکش مین نہ پڑے اور ہر کام مین مجھ سے مدد ملے آگے اس کی مثال مین حضرت اعظم
کا بیان ہے فافہم ۱۲

و قصہ پروردن حق تعالے نمرود را بے واسطہ مادر و دایہ

پالنے حق تعالی کا نمرود کو بے واسطہ مادر و دایہ کے

تا خود از ما هیچ عذرے نبودش — شکوهٔ نبود ز هر یار بدش
این حضانت دید با صد رابطہ — کہ بپروردم ورا بے واسطہ
شکر او آن بود اے بندهٔ جلیل — کہ شد او نمرود سوزندهٔ خلیل
همچنین کاین شاهزاده شکر شاه — کرد استکبار و استکثار جاه
کہ چرا من تابع غیرے شوم — چونکہ صاحب ملک و اقبالی بوم
لطفهاے شہ کہ ذکر آن گذشت — از تبختر بر دلش پوشیده گشت
همچنان نمرود آن الطاف را — زیر پا بنهاد از جهل و عمی
این زمان کافر شد و ره میزند — کبر و دعوی خدائی می کند
رفت سوی آسمان با جلال — با سه کرگس تا کند با من قتال
صد هزاران طفل بے تلویم را — کشت او تا یابد ابراهیم را
کہ منجم گفت اندر حکم سال — زاد خواهد دشمنی بهر قتال
هین بکن در دفع آن خصم احتیاط — هر کہ می زائید می گشت از خباط
کوری او رست طفل وحی کش — مانده خونهاے وگرد در گردنش

تا نہ اُس کو عذر کچھ میرے سے ہو[1] — اور نہ شکوہ یار بد کا لائے وہ
یہ حفاظت دیکھی با صد رابطہ — پالا اسکو مین نے جو بے واسطہ
شکر اُس کا وہ تھا اے بندہ جلیل — کہ ہوا نمرود سوزندہ خلیل
جیسے شہزادہ نے شکر شہ کیا — از رہ نخوت وجاہ و ناسزا
کہ اطاعت غیر کی مین کیون کرون — جو مین صاحب ملک یا اقبال ہون
لطف شہ کے ذکر اُسکا ہو چکا — اُس کے دل پر خودنمائی سے چھپا
ایسے ہی[2] اُس لطف کو نمرود نے — کر دیا پامال از رہ جہل کے
بس ہوا کافر وہ رہزن آپ سے — نخوت و دعوی خدائی کا کرے
چرخ کی سو تین کرگس سے گیا — تا کرے مجھ سے لڑائی ظاہرا
بے گنہ مارا ہزارون طفل کو — تا کہ ابراہیم کو ایک پائے وہ
کہ نجومی نے کہا با حکم سال — پیدا دشمن ہو ترا بہر قتال
احتیاط اب دفع دشمن مین تو کر — مار تو اس کو جو پیدا ہو پسر
طفل[3] بادی اُسکے کورے سے بچا — دو سرون کا خون گردن پر رہا

١ تا نہ اُس کو آخ ٦ شعر تا کہ اُس کو عذر میرے سے کچھ نہ ہو اور نہ شکوہ یار بد کا وہ لائے یہ حفاظت با صد رابطہ دیکھی جو کہ
[...]س کو پالا مین نے بے واسطہ اس کا وہ شکر تھا اے بندہ جلیل کہ نمرود ہوا جلانے والا خلیل کا آگے رجوع بہ قصہ ہے جیسے
شاہزادہ نے شکر شاہ کا کیا از راہ نخوت وجاہ ناسزا کے کہ مین اطاعت غیر کی کیون کرون کہ مین جو صاحب ملک و با اقبال ہون لطف شاہ
کا کیا اُس کا ذکر ہو چکا اُسکے دل پر خودنمائی سے پوشیدہ ہوا یعنی لطف شاہ کا شاہزادہ کے دل پر خودنمائی کے پوشیدہ ہوا باقی حال آگے ہے
فافہم ١٢ ٢ ایسے ہی آخ ٦ شعر ایسے اُس لطف کو نمرود کے پامال کر دا از راہ جہل کے بس کافر رہزن ہوا آپ سے نخوت و دعوے
خدائی کا کرے آسمان کی طرف تین کرگس سے گیا تا کہ مجھ سے لڑائی کرے ظاہر بے گناہ ہزارون طفل کو مارا تا کہ ایک ابراہیم کو پاسے کہ
نجومی نے حکم سال سے کہا کہ تیرا دشمن پیدا ہو واسطے قتل کے تو احتیاط دفع دشمن مین کر اور تو مار اُس کو جو پیدا پسر ہو باقی حال آگے
ہے فافہم ١٢ ٣ طفل بادی آخ ٦ شعر طفل بادی یعنی ابراہیم عم اُس کی کوری سے بچے دو سرون کا خون گردن پر رہا کیا باپ سے
[...]ک پایا تھا کہ اُس کا نخوت مین ظلمات نسب دیا اور دونکو مان باپ پردہ ہو گئے اور اُس نے گوہر پایا میرے ہاتھ سے آگے اسکے
حقائق ہین تیرا نفس گرگ درندہ ہے کیون تو بہانہ رکھتا ہے ہر یار سے اور کہتا ہے سیکڑون کا گمراہی مین سے ہے نفس کا فر سے ایک بلا سے مرد سے
مین اس واسطے کہتا ہون اے بندہ خدا کے طوق کتے کی گردن سے اٹھا یعنی نفس تیرا اگر گرگ بد و درندہ ہے تو اس کو مطلق العنانی سے مت رکھ
اپنا مطیع رکھو کہ راستی پر رہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ١٢

از پدر یابید آن ملکے عجب	تا غرورش داد ظلمات نسب	باپ سے پایا تھا کیا ملک عجیب	اس کی دی نخوت نے ظلمات نسب
دیگر از اگراب و ام شد حجیب	او ز ما یابد گوہر ما بحجیب	ماں و باپ ور ونکو پردہ ہوگئے	اسنے گوہر پایا میرے ہاتھ سے
گرگ درندہ است نفس بد یقین	چہ بہانہ می نہی بر ہر قرین	نفس بد تیرا درندہ گرگ ہے	کیوں بہانہ تو رکھے ہر یار سے
در ضلالت ہست صد کل را اگل	نفس زشت کفرناک پر سفہ	گمرہی میں سیکڑوں کو ہے گلا	نفس کافر ہے کہ ہے اک بد بلا
زین سبب میگویم اے بندہ فقیر	سلسلہ از گردن سگ بر مگیر	اس لئے کہتا ہوں میں بندہ خدا	طوق گردن سے نہ کتے کے اٹھا
گر معلم گشت این سگ ہم سگ است	باش ذلت نفسہ کو بدرگ است	گر معلم[۶] سگ ہوا سگ ہے وہ لے	دے تو ذلت نفس کو بدذات ہے
فرض می آری بجا گر طایفی	بر سہیلے چون ادیم طایفی	کہ ادا تو فرض کرلے طایفی	با سہیل اب جون ادیم طایفی
تا سہیلت و اخر واز تنگ پوست	تا شوی چون موزہ بر پائے دوست	تا سہیل آخر لے تجھسے تنگ پوست	تو ہو مثل موزہ اندر پائے دوست
جملہ قرآن شرح خبث نفسہاست	بنگر اندر مصحف آن چشمت کجاست	سارا قرآن پُر ہے خبث نفس سے	دیکھے قرآن میں کہاں وہ چشم ہے
ذکر نفس عادیان کالت بیافت	در قتال انبیا موئے شگافت	ذکر نفس عادیاں کو تیغ لے	انبیا کے قتل میں حیلے کیے
قرن قرن از نفس شوم بے ادب	ناگہان اندر جہان میزد لہب	برسوں نفس شوم اور گستاخ سے	ناگہان اندر جہان آتش لگے

رجوع بقصہ شاہزادہ کہ زخم خوردہ از خاطر شاہ پیش از استکمال فضائل دیگر از دنیا برفت

رجوع طرف قصہ شاہزادہ کے کہ قبل کمال فضائل کے دل شاہ سے زخم کھایا اور دنیا سے گیا

قصہ کوتہ کن کہ رائے نفس کور	برد او را بعد سالے سوی گور	قصہ[۸] کوتہ کر کہ رائے نفس کور	لے گئی اک سال بعد اسکو بگور

سلہ گر معلم الخ ۶ شعر اگر گرگ معلم ہوا ولیکن سگ ہے تو نفس کو ذلت دے کہ بد ذات ہے تو فرض ادا کر اگر طواف کرنے والا ہے مانند ادیم طائف کے سہیل یمن سے تاکہ سہیل آخر کو تجھ سے تنگ پوست کرے کہ تو مانند موزے کے پائے دوست میں ہو تمام قرآن خبث نفس سے پُر ہے کہ قرآن میں دیکھے وہ چشم کہاں ہے ذکر نفس عادیوں کا کہ تیغ لیکر انبیا کے قتل میں حیلے کیے برسوں نفس شوم و گستاخ سے اندر جہان کے ناگہان آتش لگے یعنی نفس کی شامت اعمال سے تمام جہان میں ایک آفت برپا ہے پس اس سے بچنا چاہیئے آگے رجوع بہ قصہ شاہزادہ ہے فافہم ۱۲ سلہ قولہ قصہ کوتہ کرہ ۸ شعر قصہ کوتاہ کر کہ رائے نفس کور کی ایک سال کے بعد اُسکو گور میں لیگئی جو شاہ کی تحویت سے بیہوش میں آیا اُس کے خشم صریحی نے خون کیا جو شاہ نے اپنے ترکش میں دیکھا ایک تیر ترکش میں اُس نے کم دیکھا کہا کہ تیر کہاں ہے خوض سے ڈھونڈھا کہ احق سے کہ وہ تیر اُس کے دلق میں ہے شاہ دریا دل نے اُس کو عفو کیا ولیکن تیر نے اُس کا کام تمام کردیا وہ ہلاک ہوا اور اُس کے واسطے نوحہ گری کرتی رہی کل ہے وہ ہی قاتل ہے وہ ہی اگرچہ وہ دونوں نہ ہوویں تو کل نہیں ناچنے یہی قاتل خلق کا ہے وہ بھی غمگسار ہے وہ شہید زرد وہ شکر کرتا تھا کہ جہان کو نہ مارا جسم کو مارا ہے یعنی نخوت شاہزادہ سے تیر باطن شاہ کے خشم کے سبب سے اُس کے لگا اور ہلاک ہوا مگر بسبب عفو رحم شاہ کے جان اُس کی فنا ہونے سے بچی الا جسم سے وہ ہلاک ہوا پس مولانا اس پیرایہ میں تعلیم فرماتے ہیں کہ جو مرید اپنے پیر سے بد اعتقاد ہوا اس طور سے ہر وہ نعمت بخشش جو ہیں لیتا ہے کہ جانبر نہیں ہوتا ہے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲

شاہ چون از محو شد سوے وجود / خشم مریخیش آن خو کردہ بود
محویت سے ہوش مین آیا جو شاہ / ختم مریخی نے اُسکے خون کیا

چون بترکش بنگرید آن بے نظیر / دید کم از ترکشش یک چوبہ تیر
دیکھا جو ترکش مین اپنے شاہ نے / کم دکھا اک تیر ترکش مین اُسے

گفت کو آن تیر و از حق باز جست / گفت اندر حلق او آن تیر تست
بولا کان تیر ڈھونڈا حق سے جب / بولا اسکے حلق مین ہے تیر دو

عفو کرد آن شاہ دریا دل ولے / آمدہ بد تیر او بر مقتلے
شاہ دریا دل نے اسکو عفو کیا / تیر نے پر کام اُس کا کر دیا

کشتہ شد او نوحہ او می گریست / اوست جملہ ہم کشندہ ہم ولی
وہ مرا کی اُس نے کی نوحہ گری / وہ ہی کل ہے بھی وہ قاتل ولی

گر نباشد ہر دو او پس جملہ نیست / ہم کشندہ خلق ہم ماتم کن ست
گر نہووے دونون وہ پس کل نہین / بھی وہ قاتل خلق کا بھی غم کرین

شکر میکرد آن شہید زرد خد / کان بزد بر جسم بر معنی نزد
شکر کرتا وہ شہید زرد رو / کہ نہ مارا جان کو مارا جسم کو

جسم ظاہر عاقبت خود رفتنیست / تا ابد معنی بخواہد شاد زیست
جسم[۱] یہ ظاہر تو آخر جائیگا / تا ابد ہے جان تو خوش جی سدا

آن عتاب ار رفت ہم بر پوست رفت / دوست بے آزار سوے دوست رفت
گر گیا غصہ کیا وہ پوست پے / اور گیا وہ دست جانب دوست کے

گرچہ او فتراک شاہنشہ گرفت / آخر از عین الکمال او رہ گرفت
گرچہ پکڑا اُس نے دامن شاہ کا / پر وہ آخر چشم بد سے مر گیا

آن سوم کاہلترین ہر سہ بود / صورت و معنی بکلی او ربود
تیسرا تینون سے تھا کاہل سوا / صورت اور معنی کو بالکل پالیا

دختر و ملک خلافت او گرفت / می سزد گر زین بمانے در شگفت
دختر و ملک خلافت اُسنے لی / ہے یہ زیبا تو نہ حیران ہو کبھی

من ز طول قصہ گشتستم ملول / من غریق بحر معنی تو عجول
ہوئی ملالت طول قصہ سے مجھے / مین ہون غرق معنی تو جلدی کرے

نکتہ ای از ذلت و عجز و نیاز / یافت مقصود از کریم کارساز
اُس گھڑی ذلت و عجز و آہ سے / پایا مقصد اُس نے میسر اللہ سے

مثل وصیت کردن آن شخص کہ سہ پسر داشت و وصیت کرد کہ میراث او را بکاہلترین اولاد او دہند

مثال اُس شخص کی کہ تین پسر رکھتا تھا اور وصیت کی کہ میراث میری اُس پسر کو دینا کہ جو کاہل زیادہ ہو

آن یکے شخصے بوقت مرگ خویش / گفتہ بد اندر وصیت پیش پیش
وقت اپنی مرگ کے اک شخص[۲] نے / بس وصیت مین کہا تھا قبل سے

۱ آخر شعر یہ جسم ظاہری آخر تو جائیگا جان ہر ایک خوش جی سے اگر غصہ ہوا وہ دست جانب دوست کے گیا اگرچہ اُسنے دامن شاہ کا پکڑا ولیکن چشم بد سے مرگیا میرا بھائی تینون سے کاہلتر تھا اُس نے صورت و معنی بالکل پالیا پس دختر و ملک خلافت اُس نے لی یہ زیبا ہے کہ کبھی تو اسمین حیران ہو مجھے ملامت ہوئی طول قصہ سے غرق معنی ہون اور تو جلدی کرتا ہے اُس دم عجز آوے اُسے اُس نے مقصد پایا اللہ سے یعنی بڑا بھائی سیف مین غرق ہوا منجھلا بھائی بد اعتقادی سے ہلاک ہوا اگر تیسرے بھائی نے نعمت تشبیہ یہ کی شاہ ہین کہ جناب رسول مقبول صلعم مین پائی اور وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں کہ انھون نے حضرت رسول مقبول صلعم سے دختر و خلافت ظاہر و باطن کی پائی بسبب عجز و آہ و زاری کے کہ امورات دنیوی مین وہ کاہل تر تھے یہان مثنوی تمام ہوئی آگے مثال کاہل کی ہے فافہم ۱۲

۲ وقت آخر شعر ۹ وقت اپنی مرگ کے وقت اول سے وصیت مین کہا تھا تین پسر اسکے تھے اندر روان کہ اُسنے اپنی جان کے وقت او ریکایک جو کچھ سیم و زر ہے تینون سے وہ لیوے کہ جو کاہل ترہے وصیت اُسنے قاضی سے کری بعدہ اُسنے شراب اجل کی پی قاضی سے کہا اُن لڑکون نے کہ اے کریم کہ تیرے حکم سے ہم تینون یتیم باہر نہین ہین اور اطاعت کرین اُس حکم سے جو اُسنے فرمایا پس ہر جاری ہے اسمٰعیل عم کے مانند ابراہیم عم کے سر رکھیں جو وہ قربان کرے قاضی نے کہا کہ ہر ایک اپنی عقل سے کاہلی کا اپنے اپنے قصے کہے تاکہ مین ہر ایک کی کاہلی دیکھون و تا مین ہر ایک حال واجبی جانون آگے اُس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

سہ پسر بودش چو سہ سرو رَوان | وقف ایشان کرد او جان روان
گفت ہر چہ کالہ و سیم و زر است | آن بر و زان ہر سہ کو کاہل تر است
گفت با قاضی و پس اندرز کرد | بعد از ان جام شراب مرگ خورد
گفت فرزندان بہ قاضی کای کریم | نگذریم از حکم او ما سہ یتیم
سمع و طاعت میکنیم او راست دست | آنچہ او فرمود بر ما نافذ است
یا چو اسمعیل و زا براہیم خود | سر نہ پیچیم ار چہ قربان میکند
گفت قاضی ہر یکے با عاقلیش | تا بگوید قصۂ از کاہلیش
تا ببینم کاہلی ہر یکے | تا بدانم حال ہر یک بیشکی
سلہ عارفان از دو جہان کاہل ترند | زانکہ بے شد یار خرمن می برند
کاہلی را کردہ اند ایشان سند | کار ایشان چو یزدان میکند
کار یزدان را نمی بینند عام | می نیاسایند از کد صبح و شام
کار دنیا را ز کل کاہل ترند | در رہ عقبیٰ ز مہ گوے برند
این گزیند ہر کہ او باشد رشید | ہین کہ دنیا رفت عقبیٰ در رسید
مہترین را گفت قاضی باز گو | قصۂ از کاہلی اے مال جو
ہین ز حد کاہلی گوئید باز | تا بدانم حد آن از کشف راز
بیگمان خود ہر زبان پردہ دست | چون بجنبد پردہ ردے حاصلست
پردہ کوچک چو یک شرحہ کباب | می بپوشد صورت صد آفتاب
گر بیان نطق کاذب نیز ہست | لیک بوے صدق و کذبش مخبر است
آن نسیمے کہ بیاید از چمن | ہست پیدا از سموم گولخن

تھے پسر تین اسکے جون سرو رَوان | اُسے کی تھی وقف اپنی اپنی جان
بولا ہے جو کچھ کہ مال سیم و زر | لیوے تینون مین سے جو کاہل ہو تر
یہ وصیت اُس نے قاضی سے کری | بعدہ اُس نے شراب مرگ پی
بولے قاضی سے پسر کہ اے کریم | حکم سے باہر نہ ہم تینون یتیم
ہم سنین طاعت کرین اس حکم سے | اُس نے جو فرمایا جاری ہم پہ ہے
ہم جو اسمعیل و ابراہیم سے | خود نہ سر پھیرین جو وہ قربان کرے
بولا قاضی اپنی ہر اک عقل سے | کاہلی کا اپنی تا قصہ کہے
تامین دیکھون کاہلی ہر ایک کی | تامین جانون حال ہر اک کا بھی
سلہ عارفان کونین سے کاہل ہوا | کیونکہ خرمن لے ہین بے بوئے سدا
کی سند اپنی اُنھون نے کاہلی | کام انکا حق سنوارے جو سبھی
کام حق کا دیکھتے کب ہین عوام | جہد سے نے باز رہوین صبح و شام
کار دنیا مین ہین کاہل گل سے تر | اور رہ عقبیٰ مین مہ سے فوق در
اسکو وہ لیوے کہ جو ہووے ولی | کہ گئی دنیا و عقبیٰ آگئی
بولا قاضی اس بڑے سے قصہ تو | کاہلی کی راہ سے کہہ اے نکو
کاہلی کی انتہا کہہ تو کہ تا | راز کھلنے سے مین جانون انتہا
سلہ دل کا پردہ ہر زبان ہو بیگمان | جب ہلے تو پردہ رویت ہو عیان
چھوٹا پردہ اک ہو پارہ کباب | ہے چھپاتا صورت صد آفتاب
نطق کاذب کا بھی گرچہ ہو بیان | لیک بوے صدق و کذب اس سے عیان
وہ نسیم اک کہ وہ گلشن سے چلے | پیدا گرم باد گلخن سے وہ رہے

سلہ عارفان الخ ۔ شعر عارف کونین سے کاہل سوا ہین کیونکہ خرمن بغیر بوے سدا لیتے ہین انھون نے کاہلی اپنی سند کی جو حق اُن کا کام سنوارتا ہے بالکل کب عوام کام حق کا دیکھے اور جہد سے صبح و شام باز نہین رہتی ہین دنیا کے کام مین کاہل سوا ہین اور عقبیٰ مین ماہ سے فوق ابرار ہین اسکو وہ لیوے جو ولی ہووے کہ دنیا گئی اور عقبیٰ آگئی آسکے رجوع بہ قصہ ہے قاضی نے کہا اُس بڑے بھائی سے کہ تو قصہ کاہلی کی راہ سے کہہ تو کہہ کاہلی کی انتہا کہ ہمارا راز کھلنے سے مین انتہا جانون یعنی عارفان الٰہی امورات دنیوی مین سب سے کاہل تر ہین کہ حق اُن کے کام سنوارتا ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ دل کا پردہ الخ ۵ شعر ہر زبان کا دل پردہ ہے بے گمان کہ جب ہلے تو پردہ رویت ہے عیان چھوٹا پردہ مثل ایک پردہ کباب کے کہ صورت صد آفتاب آفتاب کو چھپاتا ہے اگرچہ نطق کاذب کا یہی بیان ہے ولیکن بوے صدق و کذب اس سے عیان ہے آگے مثال ہے وہ ایک نسیم کہ گلشن سے چلے پس وہ گرم باد گلخن سے پیدا ہے بوے صدق و بوے کذب پر لالہ دم مین پیدا مشک و لسن کے مانند ہے یعنی زبان پردہ دل کا ہے مانند اس کے ہلنے سے رویت عیان ہے ورنہ اچھا پردہ حقیقت زبان مین صورت صد آفتاب کی پوشیدہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

بوی صدق و بوی کذب گول گیر	هست پیدا در نفس چون مشک و سیر	بوے صدق و بوے کذب پر دلال	دم مین پیدا اخشک لہسن کی مثال
بوے اخلاص و نفاق بے مزہ	هست ظاهر همچو عود و انگزہ	بوے اخلاص و نفاق بے مزہ	مثل عود و ہینگ ظاہر ہے دلا
گر ندانی یار را از دہ ولہ	از مشام فاسد خود کن گلہ	گر نہ جانے یار اور ہرجائی کو	شاکی اپنی بد دماغی سے تو ہو
در ندانی تو عجوز از شاہدے	بیگمان گشتست چشمت فاسدے	گر نہ جانے تو جوان و زال سے	چشم فاسد ہو تری دیکھے اُسے
در تو نشناسی شکر را از صبر	بے گمان شد حس ذوق تو حذر	گر نہ جانے تو شکر او ر ایلوا	ہو گئی سُن تیری حس ذائقہ
ور یکے شد صوت بلبل یا غراب	هست بیشک حال سمع تو خراب	گر ہوئی اک بانگ بلبل زاغ کی	حس سمع ہو گئی ابتر تری
ور یکے گشتہ سمور و خار پشت	حس لمس تو بہ تو بیخود پشت	گر سنی اور بس سمور اک ہو گیا	تیری حس لمس تجھسے ہوئی جدا
بانگ ہیزان و شجاعان دلیر	هست پیدا چون فن روباہ و شیر	بانگ نامرد او شجاعان دلیر	بس ہوئی ظاہر جون فن روباہ و شیر
چارۂ کار حواس خویش کن	وانگہے راہ طلب در پیش کن	کر حواسون کا علاج اپنے تو اب	اور پھر اُسدم تو چل راہ طلب
یا زبان همچو سر دیگست است	چون بجنبد تو بدانی چہ اباست	یا زبان جون دیگ کی سرپوش ہے	جو ہلے کھانا تو اُس مین جان ہے
از بخار آن بداند تیز ہش	دیگ شیرین را ز سکباج ترش	تیز ہش وہ ابخرون سے جان لے	دیگ شیرین کو طعام ترش سے
دست بر دیگ نوی چون زد فتی	وقت بخریدن بدید اشکستہ	وقت لینے کے بجائے دیگ تو	مرد دانا تاکہ جانے نقص کو
آن یکی پرسید صاحب درد را	گفت دو چندے شناسی مرد را	ایک نے بس پوچھا صاحب درد سے	کتنے دن مین مرد کو پہچان لے
گفت دانم مرد را حین زپوز	ور نگوید دانمش اندر سہ روز	بولا جانون مرد کو منہ دیکھکر	تین دن مین جانون نے بولے اگر
وان دگر گفت ار بگوید دانمش	ور نگوید در سخن در چانمش	دوسرا بولا کہ جانون قول مین	گر نہ کہوے باب مین لپٹاؤن مین
گفت اگر آن مکر بشنیدہ بود	لب ببندد در خموشی در رود	بولا وہ اس مکر کو وہ جان لے	اور خموشی کو وہ دل مین جان لے
گفت میزد گوی تا ہفتم زمین	تا ابد پوشیدہ بادم حال این	بولا کہدو وہ زمین مین کیا گھسے	تا ابد پوشیدہ حال اسکا رہے
حال یک تن گر ندانم چہ شود	واندران نقصان دینم چہ بود	حال یک تن گر نہ جانون کیا ہوا	اسمین کیا نقصان دین کا ہے مرا

ف۱ بوے اخلاص آلخ ۲ شعر بوے اخلاص و نفاق بے مثل عود و ہینگ کے ظاہر ہے اگر یار و ہرجائی کو نہ جانے تو اپنی بد دماغی سے شاکی ہو اگر نوجوان و زال سے نہ جانے تیری چشم فاسد ہے جان لے اگر تو شکر و ایلوا سے نہ جانے تیری حس ذائقہ سن ہو گئی ہے اگر بلبل و زاغ کی بانگ ایک ہوئی تیری حس سمع ابتر ہو گئی اگر سی و سمور ایک ہو گیا تیری حس بس جدا ہوئی ہے یعنی اگر تجھے بہتر و بدتر مین فرق نہین ہے تو جان کہ تیرے حواسون مین فرق آگیا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ف۲ بانگ نامرد آلخ ۷ شعر بانگ نامرد و شجاعان دلیر کا مانند فن روباہ و شیر کے ظاہر ہے اب تو اپنے حواسون کا علاج کر اور اُسدم پھر راہ طلب کی چل یا زبان دیگ کے مانند سرپوش ہے جو ہلے تو کھانا اس مین جان لے تیز ہوش ابخرون سے جان لے دیگ شیرین طعام کو ترش سے آگے مثال ہے وقت خرید لینے کے ہر تو ہانڈی کو بجا تاکہ مرد دانا نقصان جانے ایک صاحب درد سے پوچھا کہ تو کتنے دن مین مرد کو پہچان لے کہا کہ مرد کو منہ دیکھ کر جانون اور اگر وہ نہ بولے تو تین دن مین جانون یعنی زبان سرپوش ہے کہ اُس کی حرکت سے حال باطن معلوم ہوتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ف۳ دوسرا بولا آلخ ۴ شعر دوسرے نے کہا کہ باتون مین جانون اور اگر تو نہ کہے تو مین باتون مین لپٹاؤن کہا کہ اگر وہ اس مکر کو جان لے اور خاموشی کو دل مین ٹھان لے کہا کہ کہدو کہ وہ زمین مین گھسے اور ابد تک حال اُس کا پوشیدہ رہے اگر ایک تن کا حال نہ جانے کیا ہوا اور اُس مین میرے دین کا نقصان ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

تمثیل

آنچنان کہ گفت مادر بچہ را	گر خیالے آیدت در شب فرا
یا بگورستان وجاے سہمگین	تو خیالے زشت بینی در کمین
دل قوی دار و بکن حملہ برو	او بگرداند ز تو در حال رو
زانکہ بے ترسی بسویش ہر کو رفت	آن خیال دیو وش بگریخت تفت
گفت کودک با خیال دیو وش	اینچنین گر گفتہ باشد مادرش
حملہ آردش افتد اندر گردنم	ز امر مادر پس من انگہ چون کنم
تو ہمی آموزیم کہ چیست ایست	آن خیال زشت را ہم مادریست
دیو مردم را ملقن آن خداست	غالب آید بر شہان ز آن گر گداست
تاکدامین سوے باشد آن ارش	اللہ اللہ رو تو ہم آن سو باش
گفت اگر از مکر ناید در کلام	حیلہ را دانستہ باشد آن ہمام
سر او چون شناسی راست گو	گفت من خامش نشینم پیش او
صبر را سلم کنم پیش درج	تا بر آیم بر سر بام فرج
ہست مر ہر صبر را آخر ظفر	ہست روزی بعد ہر تلخی شکر
چون بجو شد در حضورش از دلم	منطقے بیرون ازین شادی و غم
من بدانم کو فرستادہ بہ من	از ضمیر چون سہیل اندر یمن
در دل من زین سخن زان میمنہ است	زانکہ از دل جانب دل روزنہ است
من بزرگے ور اگر دن نہم	منتی ہم بر دل و بر تن نہم
چون فتاد از روزن دل آفتاب	ختم شد واللہ اعلم بالصواب

مثال

جیسے اک مادر نے بچہ سے کہا	گر خیال آئے تجھے شب مین ہرا
یا کہ گورستان وجائے ڈر مین تو	اک خیال بد کو دیکھے روبرو
دل قوی رکھ حملہ کرکے اسپے تو	وہ اسیدم پھیر لیوے تجھسے رو
کیونکہ بے خوف اسکی جانب جو گیا	وہ خیال دیو صورت چل دیا
بولا لڑکا اس خیال زشت سے	یہ ہی مادر نے کہا ہو بس اُسے
حملہ کرکے وہ اگر مجھپر گرا	حکم مادر سے کرون اُسدم مین کیا
تو سکھا کر تی ہے قائم مجھے	اُس خیال زشت کی مادر بھی ہے
دیو مردم کا ہے ہادی وہ خدا	غالب آئے شاہ پر گر ہے گدا
اسکا حملہ کون سی جانب کو ہو	اللہ اللہ تو بھی جا اس سمت کو
بولا گر نے مکر سے باتین کرے	اُسنے جانا ہو وے حیلہ کو ترے
راز اسکا کیسے جانے سچ کہو	بولا مین چپ بیٹھون اسکے روبرو
آگے در کے صبر کو سیڑھی کرون	بام پر فرصت کے تا اسدم چڑھون
بعد ہے ہر صبر کے نصرت ظفر	اور ملتی ہے بعد تلخی کے شکر
آئے دل مین میرے اُسکے سامنے	بات جو شادی و غم سے دور ہے
جانون مین یہ آئی اُسکے دل سے ہے	جون سہیل اندر یمن اے نیک پے
یہ مرے دل مین ہے بات اُس سمت سے	کیونکہ دل سے سوے دل سوراخ ہے
پس بزرگی کو مین اسکی جان لون	جان و تن پر اسکا احسان مان لون
دل کے روزن سے گیا جو آفتاب	ختم ہوئی واللہ اعلم بالصواب

سلہ ۵ جیسے ایکسہ مادر آنچ ۹ شعر جیسے ایک ماں نے بچہ سے کہا کہ اگر تجکو شب مین ایک برا خیال آئے یاکہ گورستان یا جگہ خیال بد کو دیکھے روبرو دل قوی رکھو اور اسپر حملہ تو کر اُسی دم وہ تجھ سے منھ پھیر لیوے کیونکہ اسکی طرف وہ بیخوف گیا وہ خیال دیو صورت چلدیا لڑکے نے کہا اس خیال زشت سے کہ یہ ہی اسکی اور سنے اُس سے کہا ہوا اگر وہ مجھپر حکم مادر سے گرا اُسدم تو مین کیا کرون تو مجھے سکھا کر قائم کرتی ہی اُس خیال سے زشت کی بھی مادر ہی آگے اسکی مثال ہی وہ خدا دیو مردم کا ہادی ہی اگر گدا ہی شاہ پر غالب آئے اسکا حملہ کونسی جانب کو ہو اللہ اللہ تو بھی اس سمت کو جا یعنی خیال زشت ایک صورت پکڑتے ہین لاکھون کوئی تعلیم کرے مگر ہے مادہ کب اُس سے نجات پاسکے مع آگے رجوع بقصہ ہی فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ بولا آنچ ۹ شعر کہا کہ اگر مکر سے وہ خاموش باتین نہ کرے کہ اُسنے تیرے حیلے کو جانا ہو تو اُس کا راز کیسے جانے سچ کہو کہا کہ مین اسکے روبرو خاموش بیٹھون دروازہ کے آگے صبر کو سیڑھی کرون تا کہ بام پر فرصت کے چڑھون بعد ہر صبر کے نصرت و ظفر ہے اور بعد تلخ کے شکر ملتی ہی میرے دل مین آئے اسکے روبرو جو بات شادی و غم دنیا سے دور ہی پس مین جانون کہ یہ اسکے دل سے آئی ہی جیسے سہیل اندر یمن کے یہ بات میرے دل مین اُس طرف سے ہی کیونکہ دل سے دل کی طرف سوراخ ہی پس مین اسکی بزرگی کو جان لیون اور جان و تن پر اسکے احسان کو مان لیون جو آفتاب دل کی روزن سے گیا ختم ہوئی مثنوی اللہ خوب جانتا ہی یعنی اسکو کشف قلوب کہتے ہین کہ بیدار دل اپنی ہمت کو فانی کرکے روبرو جس کے بیٹھے ہین اور جو ہوت انکے ضمیر خیال دل پیدا ہوتا ہی وہ اس مقابل کا حال باطنی ہی پس روبیش روبرو کے دل کا حال اس قاعدہ سے دریافت کرتے ہین فافہم ۱۲

خاتمہ تصنیف پیراہن یوسفی از طرف جناب مصنف مدظلہ

شکر ہین[۱] اس کے جھکا تو سر قلم — گر ہوا عالم ہین نے سے تو علم
ظاہرا لکھا ہے تو اے یوسفی — باطنا لکھا ہے شاہ معنوی

وہ قلم ہے نے وجود باطنی — کہ لکھی جس نے یہ سب مثنوی
جان و تن سے تو نے خدمت جو کری — تجھسے راضی ہوئی جان معنوی

جون قلم تو ہے بدست معنوی — ظاہر و باطن کر اسکی پیروی
نور واحد نے مدد کی بس مری — ہے وہ واحد نور ظاہر مین اخی

معنوی ہے نام نور احمدی — اس لیے کل نعت ہی یہ مثنوی
دو زبان دین تجھکو حق نے ظاہرا — کہ کہے تو حال ظاہر باطنا

کیون نہ ریکتا اے زمان نور اسکا ہے — کہ وہ واحد ہے زمانہ مین نکو
نور واحد اور نور معنوی — تیرا حامی ظاہری و باطنی

نام آیا یاد واحد[۲] نور کا — کہ مرا ہر حال مین حامی رہا
پیرہن مین یوسفی کے مثنوی — جون احد پنہان ہو جسم احمدی

تنگینہ ہووے بدرنگ اور برا — ڈر تھا کہ وہ رنگ سے ہو خوشنما
ترجمہ لفظی کا جو پیرو ہوا — ضیق مین ہر وقت دل میرا رہا

اس لئے الفاظ بے ربط ہر جگہ ہے — ترجمہ[۳] لفظی کے باعث سے لکھے
گرچہ ہین بے ضابطہ اہل زبان — پر ضرورت سے تجھے دوین امان

گرچہ ہے تعقید لفظی جا بجا — ہر ضرورت سے مین بس عاجز رہا
ترجمہ کا پیرہن پہنا چکا — اب مین پہناتا ہون یہ شرح کا

تا عروس زیبا ہووے مثنوی — آگے مشتاقون کے ہو مشکل بری
جیسے مین چاہتا ہون حق پورا کرے — معنوی کا راز عامون پر کھلے

تب مین جانون کہ شکر ادا زبان[۴] ہوئی — قافلہ مصری جو لایا یوسفی
کر کرم اور فضل مجھپر معنوی — ہون تری درگاہ مین اب ملتجی

کر زیادہ میرا علم معنوی — ماہیت پہلی سے دی ہر اک کی
حسن یوسف کو دکھاوے بے حجاب — عشق سے دل کا اٹھا دے انقلاب

کر مری اولاد صالح باوفا — اور مرے یارون کو دے گنج ولا
کھول تو یہ راز نہر بھی سدا — تا رہین پیرو مرے بھی با خدا

پیرہن کے یوسفی کو معنوی — کر قبول اندر لباس مثنوی
گرچہ ہے ہدیہ محقر مثل پوست — مغز کا ہے پر حفاظت مین یہ دوست

شکر کر یوسف کہ تیرا پیرہن — معنوی کے ہوگیا مقبول تن
لکھ تو اب تاریخ اس کی یوسفی — یادگاری تا رہے دائم تری

بولا ہاتف کیا کہون تجھسے حبیب — اس[۵] کی تاریخ ہی عجیب اور غریب
جسکی تاریخ ہو عجیب اور بھی غریب — کیون نہ وہ شے ہو غرائب بس عجیب

جو پڑھے اسکو کوئی اور ہووے شاد — بس کرے اسدم دعا سے مجھکو یاد
یہ صلہ چاہتا ہون تجھ سے مثنوی — عاقبت باخیر ہووے یوسفی

ختم کر تو اس کو با نام رسول — پیرہن تیرا ہو سب کے تا قبول
پڑھ درود اب مصطفے پر تو مدام — الصلوۃ والسلام و السلام

اللھم صل علی محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

تمت

---

۱ شکر ہین الخ قلم سے مراد بیان وجود راہ حق ہے کہ اسکا شکر گذار ہے اس نعمت عظمی کے واسطے تعلیم ہوا ۱۲ ۲ واحد نور الخ واحد نور خان میرے اخی کا نام ہے کہ انہون نے اس مثنوی کے ترجمہ مین از ابتدا تا انتہا میری دستگیری کی ہے اگر وہ مدد نہ دیتے تو مجھکو اسکے انجام مین مشکل ہوتی ۱۲ ۳ ترجمہ لفظی کا الخ اس مثنوی کا مین نے ترجمہ لفظی کیا ہے از ابتدا تا انتہا اس رعایت کو ملحوظ خاطر رکھا ہے چنانچہ ناظرین پر یہ امر بخوبی ظاہر ہوگا اگرچہ قدر اسکی پابندی دشوار ہوئی ہے ۱۲ ۴ شکر ادا زبان ہوئی الخ یہ اشارہ ہے مولانا سے غیب گوئی کی طرف جو مین نے دیباچہ مین چند اشعار غیب گوئی مولانا کے لکھے ہین ۱۲ ۵ اسکی تاریخ الخ اختتام ترجمہ مثنوی کی تاریخ عجیب و غریب ہے کہ ۱۲۹۷ ہجری از راہ ابجد کے ہوتے ہین اور ۱۳۰۱ ہجری مین شرح اس کی تمام ہوئی ہے یعنی چار سال مین شرح اسکی اختتام کو پہنچی پیرا ظاہر ہوا ترجمہ مثنوی سے امید رکھتا ہون کہ بدعاے خیر مجکو بھی یاد کرین کہ صلہ اسکا یہی ہے آمین یا رب العالمین اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم و صل علیہ

تمت

تقریظ پیراہن یوسفی ترجمہ مثنوی مولوی معنوی مطبوعہ سابقہ از جلال صاحب اندرابی مصحح مطبع

کو زلیخا کہ نقد دل آرد
یوسفی جلوہ کردہ در بازار

کدھر ہین وحدت کے رنگ کی رنگی ہوئی شوخ رنگ تنگ قبائین پہننے کے مشتاق ایسے چالاک دامن عاشق مزاج جنگلی ہستیون کے جامہ کی شوق کے ہاتھون دھجیان اُڑی ہوئی ہون - کہان ہین حقیقت کے ناپیداکنار دریاؤن مین گوہر مقصود کے واسطے غوطہ لگائے ہوئے ایسے چابک فن تیراک جن کے وجود کی کشتی پر موجون کے شمار سے زیادہ مصیبتین گزر گئی ہون - ہوشیار ہو جائین شاہد تمنا کی دید کی آرزو کے شوق مین بیخودی کی گہری نیندون کی مست آنکھین ادھر آئین نعل در آتش شوق کے پاؤن سے منزل طلب کی وسیع سنگلاخ زمینون مین جادۂ مستقیم ڈھونڈھتے ہوئے شب و روز سرگردان ہین ہم انھین سیدھی راہ کا سچا راہنما بتائین - زلیخا کے مانند جن کے جسم و جان کا خزانہ پکے اور سچے عشق کی دولت سے مالامال ہے نقد دل بکف اس بازار مین آئین حضرت زلیخا کی طرح کسی رشک یوسف کے غم فراق نے جن کی منتظر آنکھون مین دن و رات کو ایک ہی سا جلوہ دے رکھا ہے اس پیراہن یوسفی کو آنکھون سے لگائین پاک محبوب کے پاک وصل کی پاک شراب کے شوق مین جنھون نے آنسوؤن کے روان دریا مین اپنے دل کے جام کو دھو دھو کے آئینہ کی صورت چمکیلا بنا لیا ہے جلدی اس میکدے مین تشریف لائین - غنچون کی شکل جن کے دل آگاہی کی نسیم فیض کے ایک جھونکے کی راہ دیکھ رہے ہین اس باغ کی بہار کی ہوا کھائین - یہ اُسی باغ کی بہار کے حسن کا جادہ عکس ہے جس کے ناشگفتہ غنچون نے ہزارون بلبلون کی طرح اپنی شگفتگی کے حسن صفا کے ذوق دید کا آئینہ بنا دیا ہے - یہ اسی گنجینہ کا خزانہ ہے جس کی ادنی نقد کے بے پرکھے ہاتھ آجانے کی امید پر لاکھون نے اپنی دونون جہان کی راحت کی دولت کو لٹا دیا - ہمارے از خود رفتہ ہمارے بیقرار شوق ہمارے گریز پا ہمارے گسستہ عنان شوق سخن سنجی نے ہماری مرتبہ شناس سخن سنج ادا فہم زبان کو ایسا مست ذوق گفتار نہین کر رکھا ہے کہ اس کے ایک ایک ورق کو ہم القٰہ علی وجہہ فارتد بصیرًا کا پورا پورا مصداق کہنے مین کچھ بھی تامل کرتے لیکن ہم اپنے بادۂ ادب کے مست سرشار کی کمال مستی کے حد سے زیادہ ممنون ہین جس نے اُس ذوق کی تیز تلوار کا شہید خود ہماری زبان ہی کو بنایا اس کی تیزی نے اسی کی تمنا کا خون کیا اب ہم کہین تو کیا کہین اور کیونکر اور کس زبان سے کہین لکا تیہ ؎

بس ہس از ذوق گفتارم کہ از لب چون چکید اینجا　　زبان خود می کشد شمشیر و خود گردد شہید اینجا

جب دنیوی علائق مین اُلجھے ہوئے شوق کے آغوش کو اس خلعت گران بہا کے صرف ایک نظر دیکھ لینے کے یہ عزت بخشی

سلہ یہ آیہ کریمہ سورہ یوسف مین واقع ہے خلاصہ یہ کہ یدربزرگ حضرت یوسف کے فراق مین روتے روتے اندھے ہو گئے تھے جب حضرت یوسف نے اپنا پیراہن ملبوس مستعمل بھیجا اور حضرت یعقوب کی آنکھون پر ڈالا تو حضرت یعقوب بینا ہو گئے ترجمہ اس آیہ کریمہ کا یہ ہے پس ڈالا اُس پیراہن یوسفؑ کو اوپر منہ یعقوبؑ کے پس ہو گئے بینا ۱۲

ہماری زبان جان سپاس رشک یعقوب کے سراسر جلوہ نے یہ کچھ بینائی افزا اثر ڈالا دیکھیں اب اُن نظرون کی دلی آنکھون پر اس حقیقی شاہد کے حسن کی جلوہ گری کا اثر کیا پڑتا ہے جنھون نے اپنی ذات کے آئینون کو ماسوا کے رنگ کی آلودگی سے پاک وصاف کر رکھا ہے ایسے شراب ذوق کی عقلی زبانین کیا کہتی ہین کیا کیا لذتین اُٹھاتی ہین جنھون نے اپنی جان کے مذاق کو بُری آلودگیون سے بچانے کے واسطے ترک لذت کردیا ہے اُن دلون مین اس شاہد کے حسن کا جلوہ کہان تک پاؤن پھیلاتا ہے جن مین سوا اُس کی جلوہ گری کے دوسرے کے گزرنے کا خیال کرنا بھی محال ہے خیر اگلے حضرات کے حق مین تو جہان تک مفید ہوسکتا ہے ہوگا اور ایسے ذوق و شوق والے طالب تو بس درجہ مفید ہون گے - اب ہم اس دلربا سے اُس دلدادہ عاشق کی تعریف کرتے ہین جس نے اس کے دلنواز حسن سے پورا پورا حسن مذاق حاصل کیا - جس نے اُس محبوب کا ایرانی اور شیرازی لباس اُتار کے سواد اعظم ہندوستان کے اس خوشنما لباس سے آراستہ کیا جس سے اُس کے اصلی حسن کا فروغ اتنا بھی کم نہین ہوا اور اس قدر بھی نہین گھٹا جتنا کسی ایرانی شوخ وشنگ دلربا کی دلربائی کا شکوہ حسن ہندی سے عام یا خاص پوشاک سے متغیر یا اثر پذیر ہوجاتا ہے جس نے ایک ولایتی باغ کے حسن بہار کے پورا عکس اپنی طبیعت کے فوٹوگرافک کے ذریعہ سے ہندوستانی انھین حدود کے ایک خود آراستہ باغ مین اس جوش بہار کے ساتھ چمن در چمن شاخ در شاخ گل تماشائیون کو دکھا دیا مین نے عارف معارف حقیقت جناب مولوی محمد یوسف علی شاہ صاحب گلشن آبادی نے جن کی طبیعت کے باغ وبہار مشاہدہ کرکے جنکی بلبلون کی سی نغمہ پرور زبان کے لحاظ سے ان کے متوطن کو جس کی خاص ان کی ذات کی وجہ سے زینت آلودہ اور اسم بامسمی کرسکتے ہین معتقد اے عارفان کاملین مین جناب مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی کا شعر بشعر ترجمہ وشرح آٹھ برس کی عرق ریزی مین نظم ونثر کو انجام ہو مچایا اور با وجود اس التزام کے کہ ایک شعر کا ترجمہ حتی الامکان لفظ بلفظ ایک ہی شعر مین کیا ہے دلچسپی اور دلآویزی نظم مین کوئی نقصان نہین آنے دیا سچ ہے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و واقع مین یہ شریعت کا دستور طریقت ہادی کا فخر معرفت کا آئینہ عجب خوش طالع ادا غریب شاہد ہے جس کا جلوہ حسن پر رنگ کی رنگ آمیزی سے دوبالا ہی ہوتا ہی چلا آتا ہے بغیر لباس ہوا تو ایسا دلکش ایسے ہی نازک خیالی سخن شناس کے اہتمام سے اب اُس پوشاک پرزیور طبع سے آراستہ کیا تو ویسے ہی کامل فن نازک مزاجون کے مرتبہ شناسی نے جس مطبع کا حسن طبع اسوقت روے زمین کی کتابون کے عنوان مین چاند کا دعوی کررہا ہے جسکے کارخانہ مین عام کارپردازان کا حسن انتظام سوقت نظم پروین کو شرمارہا ہو جسکے مطبع کے ادنی ادنی کاتبون کے سامنے بڑے بڑے اُن کتابون کے ورق مکتوب ہین جس کا ہر ہر ریسمین اوراق فلک پر اپنا چھاپہ چھاپ دینے کا ارادہ کررہا ہے یعنی ہنرمندان کے قدردان فطرتی اولوالعزم جناب منشی نولکشور صاحب مالک مطبع اودھ اخبار نے بصرف کثیر پانچ سال کی مدت مین کمال صحت وزیبائی سے طبع کرایا اور بہ نظر برین کہ سالکان سالک تصوف حضرت مصنف مدظلہ کی جانکاہی کی پوری پوری داد دیوین زیادتی مصارف حجم سے قطع نظر کرکے اس ترجمہ کو حائل متن چھپوایا الحمد للہ علی ذلک

مولد شریف یوسفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	عشق دل کو مرے لگا دیجئے	حسن اپنا مجھے دکھا دیجئے
الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	اے خدا کے حبیب اک جلوہ	اپنی صورت کو پھر دکھا دیجئے
الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	مین ہون بیمار عشق کا صاحب	شربت وصل کی دوا دیجئے
الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	جس پہ اللہ کو رجھایا ہے	وہی صورت مجھے دکھا دیجئے
الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	تا کہ لکھون مین آپ کا مولد	علم باطن مجھے سکھا دیجئے
الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	ہو وے شیرین کلام تا میرا	چاشنی اپنی کچھ چکھا دیجئے
الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	تا معطر جہان ہو مجھ سے	اپنی بو سے مجھے بسا دیجئے
الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	یہ تمنا ہے دل کو اب میرے	واصل حق مجھے کرا دیجئے
الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	لکھا ہے آپ کا جو یہ مولد	اپنے یوسف کو کچھ صلا دیجئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رب صل علی امام المرسلین	الف الف مرة فی کل حین	حمد خالق ہے و نعت مصطفےٰ	ذکر باہم کرنا حسن و عشق کا
کر تو حسن و عشق کا اب کچھ بیان	تا کہ حمد و نعت سب پہ ہو عیان	عشق کیا شے ہے کسے کہتے ہین عشق	کون رکھے عشق اور ہے کس مین عشق
حسن کسکا نام اور کیا چیز ہے	کون رکھتا ہے تمیز اس حسن سے	جانتے ہین اور نہین کچھ جانتے	یہ عجب اک بھید ہے اللہ سے
لیکن اُسپر بھید اُسکا کھل گیا	جس کو ہے حب خدا و مصطفےٰ	جو کہ پہچانے اس حسن و عشق کو	وہ خدا و مصطفےٰ کا دوست ہے
حسن جو کہ عشق سے پیدا ہوا	ہے یہ مولود نبی کی ابتدا	گرچہ ہے مولود کا اکثر بیان	وہ ہی جسم اور کہتا ہین ہو مغز جان
جان اب تو شرح مولود مین	راز حسن و عشق کا لکھتا ہون مین	عشق ہے اک نام ذات کبریا	حسن ہے اک نام نور مصطفےٰ

عشق ہے در اصل ذات کبریا
حسن ہے در اصل نور مصطفی

عشق کے پر جوش سے عالم ہوا
حسن کے پر جوش سے آدم ہوا

عشق کا عالم مین ہی سارا ظہور
حسن کا آدم مین ہی اظہار نور

عشق کا اور حسن کا ہے سب ظہور
عشق کا اور حسن کا ہی نام نور

کر تو اب تفصیل اس اجمال کی
تا کہ ظاہر سب پہ ہو نور نبی

عشق ہے دریائے ذات سرمدی
حسن ہے دُر صفات احمدی

عشق سے پیدا ہوا عرش برین
حسن سے پیدا ہوا فرش زمین

عشق سے اور حسن سے روحانیان
عشق سے اور حسن سے جسمانیان

نور نام اللہ محمد کا ہوا
اسلئے کہ حسن و عشق ہی ایک سا

اس غزل سے جان تو کچھ راز کو
ورنہ کیا جانے نیاز و ناز کو

غزل

شاہ کون و مکان بنا ہی عشق
جلوہ فرمائے کن ہوا ہی عشق

نور عرش برین و مہر زمین
ظاہر و باطنا بنا ہے عشق

حق جمیل و جمال کا محبوب
حسن کا جو کہ مبتلا ہے عشق

مثل احمد نہین ہی کوئی حسین
جس پہ اللہ کو آگیا ہے عشق

عشق ہادی و عشق مرشد ہے
عشق طالب و مدعا ہے عشق

عشق عاشق ہی عشق ہی معشوق
خود کے اوپر ہی خود فدا ہی عشق

حسن یوسف کا جو ہوا بھوکا
جون زلیخا اُسے بلا ہی عشق

ہادی راہ و پیشوا ہے عشق
طالبون کا خدا نما ہے عشق

اُسپہ ظاہر ہوا ہے حسن ازل
جسکی آنکھون مین بس گیا ہی عشق

کیون نہ چاہے خدا محمدؐ کو
پردہ دار اُنکا ہو گیا ہے عشق

اول آخر و ظاہر و باطن
عشق اللہ و مصطفیٰ ہی عشق

عاشقون کے لئے ہدایت ہے
جس جگر کے لیے دکھا ہے عشق

کیون نہ عاشق کو عشق سے ہو شفا
خود مرض عشق خود دوا ہے عشق

حسن یوسف کا جو ہوا خواہان
اُسکا عاشق خود ہو گیا ہے عشق

الف صلوا علی اولی العربی
سید الانبیاء و العجمی

بھیج لاکھون درود اور سلام
اس مدینہ کے چاند پر تو مدام

یہ روایت کرتے ہین سلطان جی
یعنی محبوب الٰہی دہلوی

آئینہ اک عالم لاہوت کا
پیدا کر کے خود ہوا جلوہ نما

عشقبازی سے تھا جو کہ مدعا
وان نہ کامل عشق کو آیا مزا

پھر سے کردہ عالم ملکوت کو
لایا صورت مین کہ تا تسکین ہو

آخر اس پردہ مین جلوہ حسن کا
جس طرح چاہا تھا ظاہر ہو گیا

حسن کی خاطر جہان پیدا ہوا
عالم ناسوت کو مظہر کیا

ہے یہ سب تفصیل اس اجمال کی
جو مین لکھتا ہون یہ میلاد نبی

جو کہ ذات پاک شاہ عشق نے
عشق بازی کرنا چاہی آپ سے

حسن کی صورت اُسے آئی نظر
دیکھ اُس کو ہو گیا مشتاق تر

عالم جبروت پھر ظاہر کیا
تا کہ تسکین ہو نہ پایا مدعا

جو نہ لذت پائی اُس صورت سے بھی
عالم ناسوت کی تخلیق کی

عشق کو جب تب حسن سے تسکین ملی
عشق بازی کی ہی یہ جلوہ گری

اسلئے لولاک اللہ نے کہا
مصطفیٰ کو تا ہونے وہ مبتدا

اس غزل سے جان حسن و عشق کو
تا نیاز و ناز ظاہر تجھ پے ہو

غزل

دل مرا عشق سے پُر نور رہا خوب ہوا
خانہ ویران مرا معمور ہوا خوب ہوا

مظہر حسن کو عشاق ہر اک دیکھے گا
عشق کو حسن جو منظور رہا خوب ہوا

آتش عشق نے دل کو کیا روشن میرے / زنگ دل کا مرے کافور ہوا خوب ہوا
پردۂ حسن مین ملتا ہی ہر اک جا جو صنم / اُس کے ملنے کا یہ دستور ہوا خوب ہوا
درد فرقت سے نہین تھمتا ہے آنسو اکدم / چشم گریان مین جو ناسور ہوا خوب ہوا
سرمگین آنکھ مین پتلی کو دکھا نور کلیم / ڈھیلا آنکھون کا اگر طور ہوا خوب ہوا
چشم غم دیدسے تیرے مئے وحدت ٹپکی / دید سے دیدہ جو انگور ہوا خوب ہوا
کیفیت ڈاک کی اب خوب نظر آئے گی / یہ نگین رخ کا جو بلور ہوا خوب ہوا
کفر و اسلام چھٹا عشق مین یوسف تجھسے / رات دن کا یہ خلش دور ہوا خوب ہوا

نہ کھٹکا دلسے یہ تیرے

الف صلوا علی اول العربی

ہے حدیثون مین یہ قول مصطفیٰ
سب شیونات اسمین تو موجود تھے
گرچہ اعیان اُسمین بھی موجود تھے
یعنی اعیان اور شیونات عیان
تیسرے ملکوت مین جلوہ کیا
یعنی اس رہ سے بنایا آب کو
صف بصف ہوکر اُسے سجدہ کیا
جس نے سجدہ ایک اول کو کیا
دونون سجدون سے کہ جو تھا مرحلا
باد سے پھر آب کو ظاہر کیا
اُس کو مسجود ملائک خود کیا
سجدہ پہلے روح نے کس کو کیا
نور احمد جبکہ نور حق سے ہے
نور اللہ کا ہے نور احمدی
حسن کے جو راز سے ہین آشنا

سید الانبیاء والعجمی

کنت کنزاً مخفیاً حق نے کہا
پر نہ ظاہر خوب وہ اس سے ہوئے
حسب دلخواہ پر نہین ظاہر ہوئے
روح بن کر ہو گئے بالکل عیان
دیکھا تب ارواح کو اس خوشنما
کہ مین رب ہون تمہارا جان لو
کھل گیا سجدہ سے سب اچھا برا
پہلے مسلم بعدہ کافر گیا
اول و آخر مین وہ کافر گیا
آب سے پھر خاک کو باہر کیا
اور نفخت فیہ من روحی کہا
کون مسجود ملائک پھر ہوا
روح آدم ہو گئی اللہ سے
نور احمد روح آدم کی ہوئی
وہ ہین بیشک عاشقان مصطفیٰ جو

بھیج لاکھون درود اور سلام

یعنی اک نور اُس نے با جملہ صفات
دوسرے اُس نے تجلّی پھر کری
تیسرے اُس نے تجلّی کی وہان
پہلا جلوہ عالم لاہوت تھا
چشم نورانی مین اُن سب کو لے کہا
سب نے اُس دم تب کہا قالو بلیٰ
جس نے سجدہ اول و آخر کیا
جس نے سجدہ ایک آخر کو کیا
نور سے پھر نار کو پیدا کیا
جسم آدم اُن سے پھر پیدا کیا
روح پیدا نور احمدؐ سے ہوئی
پس ہوا ثابت کہ نور احمدی
نحن اقرب کہتا ہے وہ اسلئے
حسن آدم زاد مین اجکل وہی
بھید اسکا اس غزل سے جان تو

اُس مدینے کے چاند پر تو مدام

ظاہر اپنے سے کیا مانند ذات
صبح کاذب کی طرح بس وہ دکھی
مثل دن کے ہو گیا سبکچھ عیان
دوسرا وہ عالم جبروت تھا
اور الست بربکم سب کو کہا
یعنی تو رب ہے ہمارا اے خدا
وہ مسلمان اور مسلم ہو گیا
پہلے کافر بعدہ مسلم گیا
نار سے پھر باد کو افشا کیا
اور اس مین روح کو لاکر رکھا
حق نے روح اپنی اُسے کیسے کہی
باصفات و ذات روح آدم کی تھی
جسم آدم کو کہ روح حق کی رکھے
جلوہ کرتا ہے بجانے پر کوئی
تا صفائی ہوئے تیری جان کو

غزل

محمدؐ کی حقیقت کو ذرا جانا نہ پہچانا / خدا سے اُنکو باطن مین جدا جانا نہ پہچانا

سراپا جلوہ حق ہین وہ نور ذات مطلق ہین	بشر کی شکل صورت مین گویا جانا نہ پہچانا
خدا کا نور احمدؐ مین بنا کر جسم کا پردہ	تریسٹھ سال دنیا مین رہا جانا نہ پہچانا
فرشتون نے اُنھین سجدہ کیا تو شکل آدم مین	مگر کچھ حسن کو اُن کے ذرا جانا نہ پہچانا
سنا حورون نے پردہ سے اُس آواز الستی کو	کہ کہتا کون ہے اس کو خدا جانا نہ پہچانا
احد کا بیخودی سے دیکھ تو ہم شکل احمد کو	محمدؐ کو خودی سے گر خدا جانا نہ پہچانا
نظر کر حسن احمدؐ کو اے یوسف چشم معنی سے	زلیخا کی طرح گر ظاہرا جانا نہ پہچانا

الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیا و العجمی	بھیج لاکھوں درود اور سلام	اس مدینہ کے چاند پر تو مدام
راوی لکھتا ہے کہ حسن عشق کا	نور اُس خالق نے جب پیدا کیا	تب امانتدار اُس کے واسطے	اک ہوا درکار تا کہ اُسکو دے
جب کہ حسن و عشق کو ظاہر کیا	اور پر عالم کے نہین اُس نے لیا	آسمان و کوہ نے حق سے کہا	کہ یہ ہم سے بوجھ بھاری کب اٹھا
اس امانت کو اُٹھائیں ہم اگر	ٹکڑے ٹکڑے ہو ہمارا جسم و سر	بوجھ بھاری تب وہ آدم نے لیا	آگے حق کے ظالم و جاہل ہوا
پر نہ جانا پہلے حسن و عشق کو	کہ یہ کیا ہے چیز اور کیا اس سے ہو	گرچہ جنت مین تھیں ساری نعمتین	پر نہ تھین آدم کو اس سے فرحتین
پیدا اُن کے دل سے حوا کو کیا	اُنکا تب جنت مین آخر دل لگا	گویا اُن سے حق نے صورت حسن کی	پیدا کر کے عشق کو تسکین دی
جیسے پہلے عشق کو تسکین ملی	ویسے ہی اس شکل سے تسکین ہوئی	اس لئے ہوتا ہے عورت کو حجاب	مرد سے کہ حسن سے لاتا ہی تاب
مرد کی صورت اگرچہ خاص ہے	لیک عورت بھی اخص الخاص ہے	حسن جو کہ عشق کو مرغوب ہے	مرد کو زن اس لئے محبوب ہے
گویا آدم عشق و حوا حسن ہے	حسن سے عشق اسلئے رغبت رکھے	سارا عالم پیدا حسن و عشق سے	جو نہ جانے وہ نہین انسان ہے
جبکہ حوا سے ہوئے آدم جدا	تب یہ بھید آخر کو آدم پر کھلا	کہ جہان اس حسن کی خاطر بنا	اور کیا مجکو بھی جنت سے جدا
آدم عشق و حسن سے بالا ہوا	آدم حسن و عشق کا پتلا ہوا	عشق سے انسان ہوا ہی بس شریف	حسن کے انسان ہوا ہی بس لطیف
پیدا آدم عشق بازی کو ہوا	ورنہ طاعت کو ملائک کم تھے کیا	ہے وہ عشق و حسن نور احمدی	جسم مین کرتا ہے وہ جلوہ گری
مصطفےٰ کو ظاہر اللہ نے کیا	اب کرے ظاہر خدا کو مصطفےٰ	بھید حسن و عشق کا اُس پر کھلا	جس کے رہبر انبیا و اولیا
	اس غزل سے جان تو اس بھید کو	تا سمجھے انسان کی کچھ قدر ہو	

غزل

شکل انسان مین چھپا ہے تن و جانان یا ہو	جلوہ ذات خدا ہے تن و جانان یا ہو
اس لئے مظہر نیرنگ ہوا ہے عالم	رنگ مین رنگ ملا ہے تن و جانان یا ہو
مظہر نور خدا ہے جو محمدؐ کا ظہور	نور احمد سے بنا ہے تن و جانان یا ہو
چاند سورج کی ضیا سے ہے جہان سب روشن	کوئی کیا جانے کہ کیا ہے تن و جانان یا ہو

اب مجھے شک نہین اثبات ونفی پر اپنی	کلمہ گو یون سے بنا ہے تن وجانان یا ہو
شمع فانوس مین روشن ہے بدن کے اندر	نور مین نور بھرا ہے تن وجانان یا ہو
یوسف اب چشم حقیقت کو ذرا کھول کے دیکھ	ذات حق جلوہ نما ہے تن وجانان یا ہو

الف صلوا علی ادلی العربی	سید الانبیاء و العجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اس مدینہ کے چاند پر تو مدام
راویون نے ہی روایت مین لکھا	نور احمد منتقل ایسے ہوا	یعنی جب کہ یہہ بچا وہ آدم تلک	کر دیا آدم کو مسجود ملک
شیث کو جبکہ وہ آدم سے ملا	جانشین آدم کا اس کو کر دیا	شیث سے جب وہ ملا ادریس کو	داخل جنت کیا ادریس کو
نوح کو ادریس سے جبکہ ملا	اُس سے بیڑا پار نوح کا ہو گیا	نوح سے جب پایا ابراہیم نے	ہو گئی گلزار نار اُس نور سے
جب کہ اسمعیل نے پایا وہ نور	تب رہا آخر وہ قربانی سے دور	مطلب ہاشم وعبد اللہ تک	منتقل ہو کر وہ آیا یک بیک
پاک پیٹ اور پاک پیٹھ انکی ہوئی	اور اُنھین کعبہ کی سرداری ملی	گرچہ دکھتے تھے وہ ظاہر کفر سے	پر بقول مصطفےٰ وہ پاک تھے
کیونکہ ظاہر پیٹ پیٹھ حضرت کہین	اپنے اجدادون کو جانو پاک مین	یہ حقیقت انکی جانے وہ کوئی	کھل گیا ہے جسپہ سر احمدی

غزل

نور احمد کو جا بجا دیکھا	کہین شامل کہین جدا دیکھا	کہین آدم تھا اور کہین تھا شیث	کہین ادریس با حیا دیکھا
کہین تھا نوح اور اسمعیل	کہین جلوہ خلیل کا دیکھا	کہین عبد مناف اور ہاشم	اور کہین مطلب بنا دیکھا
کہین تھا آمنہ وعبد اللہ	اور کہین شکل مصطفےٰ دیکھا	جبکہ عبد اللہ سے ہوا پیدا	خاص بندون کا پیشوا دیکھا
	کیون نہ ہو امن اسمین ای یوسف	آمنہ جا بلب مجتبےٰ دیکھا	
تا بعبد اللہ اجداد نبی	خوبصورت اور شکیل آئے سبھی	حسن احمد کا تھا یہ سارا ظہور	کہ ٹپکتا تھا ہر اک سے آب نور
گویا سب خاک کے تھے اس تصویر کے	اور محمد رنگ اُن خاکون کے تھے	اس لئے جمع نبی احمد ہوے	اس لئے مرجع نبی احمد ہوئے

غزل

ظہور خدا ہے جو شکل محمد	ہے ہمشکل سب کے وہ شکل محمد	بنائین بہت صورتین انبیا کی	نبی تب وہ آخر کو شکل محمد
سمائی ہوا اس شکل مین سبکی صورت	ہے مجمع نبی دیکھو شکل محمد	صفات انبیا کی انکی اسمین ہی ظاہر	کہ منبع ہے سب کی وہ شکل محمد
	کھلے حسن کا راز اسپر ای یوسف	کہ آنکھون مین جسکی ہو شکل محمد	
ایک صوفی معترض سنکر ہوا	نور احمد منتقل کیون کر ہوا	نور احمد سے تو سب عالم بنا	نور احمد کیسے آدم مین گیا
جز و مین کل ہرگز آ سکتا نہین	بحر قطرہ مین سما سکتا نہین	نور وہ گر جملہ آدم مین گیا	باہر عالم کیسے آدم سے گیا
گر رہا باہر تو نور احمدی	آیا آدم مین وہ تھوڑا نے بھی	جسم احمد مین وہ نور احمدی	ناقص اس عالم مین آئے گیا ابھی

جان تو اس بات کو اے مدعی
نور احمد کا تھا باجملہ صفات
جیسے اندر نور ہے خورشید کے
یا کہ خط نقطہ کے اندر ہی نہان
لیکن آدم سے وہ نور احمدی
بھید اسکا آنکھ کی تل اوٹ ہی

نور کی تقسیم نے ہوتی کبھی
تھے شیونات اور اعیان اسکے سات
اور نکلا نور ہین خورشید ہے
نقطہ پنہان ہو جو خط ہوئے عیان
مصطفےٰ کے جسم تک آیا سبھی
یہ وہ جانے چشم باطن جب کھلے

جو بسیط ہو وہ نہین قسمت پذیر
ہر شیونات اس مے باہر ہو گیا
قرص خور کی کچھ نہین قسمت ہوئی
تاکہ ہمراہی ہے روغن شیر کے
ہان شیونات اُس سے ظاہر ہو گئے
اس غزل سے جان تو اس راز کو

تیری کج فہمی ہے اے نادان فقیر
نور احمد اُس کے اندر ہو گیا
پر حقیقت مصطفےٰ کے نور کی
اور نہین کچھ شیر سے روغن بنے
جو کہ اندر تھے وہ باہر ہو گئے
تاکہ راز حق سے واقف کچھ تو ہو

غزل

گلاب ریز تھا پہلے گلاب کے اندر
حباب سب کی نظر مین ہے آب کے اندر
یہ قال حال فقیرون کا حال قال نہین
خدائی کیون نہین حاصل ہو خاکسار و نہین
خدا کی باتین وہ کرتا ہے ہم سے در پردہ
عذاب ہو گئی دنیا ہوا ہے جنت مین
جفائے دوست سے یوسف عزیز مصر ہوا

گلاب پیش ہے اب تو گلاب کے اندر
ہے آب دیدہ مین اپنی حباب کے اندر
کہ حال قال نہین ہے کتاب کے اندر
بھرا ہے گنج خدا بوتراب کے اندر
ہمین کچھ اور ہی شک ہی حجاب کے اندر
پڑے ہین شیخ جی اچھے ثواب کے اندر
خطاب ملتا ہے آخر عتاب کے اندر

یہ روایت فاطمہ زہرا سے ہے
چشم باطن اُس سے میری کھل گئی

تھی مین خدمت میں رسول اللہ کے
کشف عالم ہو گیا مجھپر سبھی
جبکہ آل مصطفےٰ کا ہو یہ حال

آپ نے ازراہ شفقت کے اُٹھا
دیکھا میرا جسم کل عالم مین ہے
پھر رسول اللہ مین کیا قیل و قال

اپنا عمامہ میرے سر پر رکھا
ناری اور ساری نہ خاکی کوئی ہے

غزل

جب آنکھ کھل گئی مجھے وحدت نظر پڑی
کہتا ہی اب حباب یہ دریا سے دمبدم
مرنے کے بعد زندگی جاوید کی ملی
ڈوبا پڑا ہے بحر میں وحدت کے سے جہان
خود کو فنا کیا تو دکھا نور مصطفےٰ

باطن مین احد و احمدی صورت نظر پڑی
کھلتے ہی آنکھ کے تری عظمت نظر پڑی
جانا تھا زندگی جسے غفلت نظر پڑی
گرچہ مثال موجون کی کثرت نظر پڑی
یوسف جہان کی یہ نہایت نظر پڑی

الف صلوا علی الاولی العربی
سید الانبیا ہو العجمی
بھیج لاکھون درود اور سلام
اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

جبکہ عبداللہ کو ہو نکلا شباب	نور احمد سے ہوا با آب و تاب	عورتین کرتی تھین اکثر خواہشین	کہ نکلے اُس ماہ انور سے کرن
یوسف ثانی تھا گویا حسن مین	مصر کی سب تھین خریدار عورتین	آمنہ تھین جو کہ بیٹی وہب کی	حسن مین لاثانی دولت سے غنی
وہب نے تب چاہا عبداللہ کو دون	چاند کو سورج سے مین باہم کرون	جبکہ عبدالمطلب نے یہ سنا	اپنی بی بی فاطمہ سے بس کہا
شادی عبداللہ کی کرنا ہے ضرور	مفسدہ تا عورتون کا ہوئے دور	وہب کے یان فاطمہ جبکہ گئین	آمنہ کو دیکھا از بسکہ حسین
ہو گئین سو جان سے عاشق اپنی نفس	دیکھا اُنہین جو ظہور حسن کو	مانگی لڑکی وہب بھی راضی ہوا	دو نون نے سامان شادی کا کیا
جس کے مان اور باپ ایسے ہون حسین	کیون نہو محبوب رب العالمین	کیونکہ حسن و عشق کی وہ اصل مین	نور اللہ ہین باطن وصل مین

غزل

محمد سا کوئی نہین خوبرو ہے	کہ یوسف کو جسکی بہت جستجو ہے	کوئی ہمکلام اُنسے کیا منہ کہ ہووے	کلام خدا اُنکی سب گفتگو ہے
محمد کے یان پر ہین سارے تماشے	خدا کے یہان ہمنے دیکھا او ہو بہو ہے	لبھاتی ہے دل کو یہ آواز کس کی	خوش آواز نانی ہے تے خوش گلو ہے
	حقیقت سے جو دل ہے آگاہ لو یقین	وہ ہر گل مین پاتا محمد کی بو ہے	
الف صلوا علی ادی العربی	سید الانبیاء و نبی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام
الغرض کہ شادی عبداللہ کی	آمنہ خاتون سے جبکہ ہوئی	ہر گئین اکثر عرب کی عورتین	رشک سے جتنی کہ تھین پر خواہشین
جبکہ باہم مل گئے وہ نیرین	جوش حسن و عشق آیا جانبین	عشق نے چاہا کہ ہو پردہ دری	حسن نے چاہا کہ ہو پوشیدگی
جب کمال آتا ہی حسن و عشق کو	راز کھلتا ہے نہین چھپتا ہی وہ	پس نتیجہ ہو گیا اُسکا عیان	عشق کبریٰ حسن صغریٰ تھا نہان
یعنی وہ نور محمد مصطفےٰ	جو کہ مطلق تھا مقید ہو گیا	پس نکلکر پشت عبداللہ سے	آمنہ خاتون مین آیا جسم لے
چاند مین سورج سے جو آتا ہی نور	انکی ظلمت کو وہ کر دیتا ہے دور	کفر کی ظلمت کو بس اس ماہ نے	دور زائل کر دیا آفاق سے
سارے بت روے زمین گر گر گئے	خود ہی منہ خجالت سے انکے پھر گئے	نور سے معمور عالم ہو گیا	اور پھر اک جنت کا دروازہ کھلا
	آمد آمد جب ہوئی اس شاہ کی	اک بہار عالم مین پیدا ہو گئی	

غزل

عشق احمد کیون نہو وے دلپہ طاری اندنون	باغ حق مین چل رہی باد بہاری اندنون
تک رہی ہے آنکھ اُس کو نرگس بیمار کی	چشم حیران سے ہے ظاہر انتظاری اندنون
آئینہ رویون مین دکھتا ہی جو عکس روے یار	کیا لگا تیر نگہ اب دلپہ کاری اندنون
یاد ہم تمکو کرین اور تم نہ پوچھو کچھ ہمین	رہ گئی کیا یہ ہی صاحب دستاری اندنون
پوچھتا کوئی نہین حال زلیخا مردہ دل	حسن یوسف کا ہے چرچا یا نیہ جاری اندنون

الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام
حاملہ جب آمنہ خاتون ہوئی	پانی برسا اور گرانی سب گئی	اُس برس ہر ایک کے لڑکا ہوا	اور درخت خشک مین میوہ لگا
پر سفر دنیا سے عبد اللہ نے	آپ سے پہلے گیا افسوس ہے	رنج تھا سب کو ہوئے احمد یتیم	گرچہ رکھتا قدر ہے درِ یتیم
پر خدا کی اسمین حکمت تھی نہان	کہ نہ رکھتا باپ کو اندر جہان	ظاہر الحکمت یہ تھی کہ زندگی	بس تھی عبد اللہ کی نور احمدی
رحم مادر مین جب آئے وہ یتیم	مر گئے مرحوم باپ اور خود یتیم	گویا نور احمدی سے جیتے تھے	جان کی جا نور احمد رکھتے تھے
راز گر میلاد احمدؐ کا لکھون	سامعین کو ہوئے حیرت در جنون	خوب کہتا ہے یہ راز معنوی	پردہ میلاد مین تو یوسفی

غزل

میلاد محمدؐ کا بیان ہو نہین سکتا
دل چاہتا ہے محفل مین بیان کچھ تو کرون راز
پروانہ کے مانند جلا عشق نبیؐ مین
جون اہل عرب کرتا ہین میلاد کی محفل
میلاد نبی مین کہا کل راز حقیقت
دل زندہ کیا کرتی ہے تذکیر محمدؐ
میلاد کے پردہ مین وہ لکھتا ہو حقیقت

اک راز نہان ہے کہ عیان ہو نہین سکتا
پر کیا کرون ہمراز جہان ہو نہین سکتا
پر شمع صفت راز نہان ہو نہین سکتا
پر کیا کرون افسوس نہان ہو نہین سکتا
اب اس سے سوا ذکر زبان ہو نہین سکتا
پر تجھ سے ہمیشہ مرا جان ہو نہین سکتا
یوسف کی طرح ہم سے بیان ہو نہین سکتا

الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام
آمنہ کہتی ہین مجکو حمل کے	چھ مہینے تک نہ کچھ آثار تھے	خواب مین دیکھا کہ کہتا ہے کوئی	حاملہ تو فخر عالم سے ہوئی
جبکہ پیدا ہو تیرے طفل نکو	بس محمدؐ نام رکھنا اس کا تو	حمد بس ثابت محمدؐ پر ہوئی	کہ یہ کل تعریف ہین اللہ کی
آگہی ہوتی ہے جو تعریف سے	مصطفے پہچان حق کی ہو گئی	اس لئے اللہ نے از خود رکھا	نام اُنکا بس محمد مصطفے
صاف ظاہر ہے کہ اللہ کے سوا	کون کرتا ہے یہ تعلیم و ہدا	کیونکہ ہیدی اللہ کہتا ہے خدا	مت ہدایت جانو تم حق کے سوا
ماہ ربیع الاول آیا اور ہوا	بارھوین تاریخ جو دن پیر کا	عالم افلاک مین ہل چل پڑی	عالم جنات مین کھل بل پڑی
جنتون کے سارے دروازے کھلے	دوزخون مین قفل بھاری پڑ گئے	بس منادی اور ندا کرنے لگا	کر خبردار آگئے ہین خیر الورا
اور قریشون کے لگے سب جانور	دینے آپسمین ہر اک کو خوش خبر	آسمان ٹھہرا ہوا بس رک گئی	تھم گیا پانی و آتش بجھ گئی
آسمان پر سب ستارے تھم گئے	اور نحوست سے وہ بالکل چھٹ گئے	با ہزاران شوکت و جاہ و جلال	اور لاکھون تمکنت و عز و کمال
احمد مرسل و محمد مصطفےؐ	پیدا عالم مین ہوئے صل علی	اٹھ کھڑے ہو مومنو تعظیم کو	اور جھکا دو اپنا سر تسلیم کو

غزل

طلوع مہر نبوت سے خوش جہان ہے آج	شعاع نور سے اُس کے پرآسمان ہے آج
فضائے عرش برین کیون نہووے عرش برین	کہ لامکان کا مکین صاحب مکان ہے آج
جہان کیون نہین گھر کو خدا کے اب پوچے	خدا کے گھر مین جو میلاد شہ جہان ہے آج
سنا ہے جبسے کہ پیدا ہوے رسول خدا	خوشی سے پھولا سماتا نہ انس و جان ہے آج
سیاہی کفر وضلالت کی کب رہے باقی	نبی کے نور سے معمور دو جہان ہے آج
جہان مین جو کہ دکھاتی ہے صورت رحمت	خدا تمام خلائق پہ مہربان ہے آج
درود بیٹھ کے اب پڑھ تو اس جگہ یوسف	ظہور نور محمدؐ کا جو بیان ہے آج
صلِ یا رب علی خیر الانام	الف مرة ثم مثلها السلام
بھیج تو یا رب درود ہم سلام	مصطفے پر آل پر سب کی مدام

مبارکباد

جلوۂ مصطفے مبارک ہو	رحمتِ کبریا مبارک ہو
تیرہ واللیل سے ہوا پیدا	نور شمس الضحی مبارک ہو
ہاجرہ آمنہ سے کہتی تھین	تجھ کو بچہ ترا مبارک ہو
مطلب سے ہر ایک کہتا تھا	احمد مجتبیٰ مبارک ہو
گھر مین اللہ کے ہوا پیدا	مالک دوسرا مبارک ہو
دوست خوشحال دشمنان پامال	ہے یہ میری دعا مبارک ہو
آئے عالم مین جو شہِ والا	جشن میلاد کا مبارک ہو
نخل امید مین ثمر آیا	مرحبا مرحبا مبارک ہو
زچہ گیری ہر ایک گاتی تھی	پھولو پھیلو سدا مبارک ہو
نام ہاشم کا اس سے چمکے گا	یہ دُر بے بہا مبارک ہو
باغ دنیا کا ہو تر و تازہ	ہے یہ بادِ صبا مبارک ہو
مانگ اسوقت یہ دعا یوسف	تیرا میلاد تا ابد مبارک ہو

سلام

السلام اے بادشاہ دو جہان	السلام اے سرورِ کون و مکان
السلام اے رحمۃ للعالمین	السلام اے مقتدائے مرسلین
السلام اے نور اللہ السلام	السلام اے عرش کے مہ السلام
عشق دنیا مین ہمیرا حامی بنے	عشق عقبیٰ مین میرا حامی بنے
عشق کے ہمراہ دنیا سے چلون	عشق کے ہمراہ مین تم سے ملون
عشق سے ہون یار میرے باصفا	عشق سے ہو آل میری باوفا
	لو سلام اب یا محمد لو سلام
السلام اے انبیا کے پیشوا	السلام اے اولیا کے رہنما
السلام اے شافع روز جزا	السلام اے حامی اہل سزا
عرض اس بندے کی اب ہووے قبول	حسن کی ہووے دیدار رسول
عشق دنیا مین مجھے رکھے عزیز	عشق عقبیٰ مین مجھے دیوے تمیز
عشق دنیا مین مرادلدار رہو	عشق عقبیٰ مین مرا دیدار ہو
عشق یوسف کو کرے سودا کا عزیز	حسن یوسف کو کرے یا نکا عزیز
آپ پر یوسف کا ہو ہر دم سلام	
الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی
بھیج لاکھون درود اور سلام	اس مدینہ کے چاند پر تو مدام

جبکہ دنیا مین محمد مصطفےٰ	جلوہ فرما آئے باعز و علا	نور سے معمور عالم ہو گیا	کفر کی ظلمت کو زائل کر دیا
دین کے نقارے عالم مین بجے	احمدی جھنڈے سے کھڑے ہر جا ہوئے	آگ فارس کی قدیمی بجھ گئی	بحر ساوا کی گئی بالکل تری
دور ظلمت کی خزان ہوئی ایکبار	مہ ربیع کا آیا اور چمکی بہار	یہ روایت آمنہ خاتون سے ہے	کہ محمدؐ جس گھڑی پیدا ہوئے
تین شخص آئے وہان پر غیب سے	طشت جامہ اور صراحی کو لئے	پس محمدؐ کو بٹھا کر طشت مین	سات بار ان سب نے نہلایا انھین
جامہ پہنا کر کے حضرت سے کہا	علم اول آخر اب تم سکو ملا	یعنی آب نور سے اس نور کا	غسل دیکر جسم نورانی کیا
صاف آلایش سے دنیا کی اسے	ظاہر و باطن کیا اللہ نے	جسم اطہر شمع کی مانند تھا	اس لئے نکلا تھا پٹکا آپ کا
جسم نورانی ہے شعلہ شمع کا	شعلہ کٹ سکتا نہین ہے ظاہرا	خانۂ تاریک کو روشن کرے	علم ہر اک شے پہ ہر اک کو وہ دے
اس طرح تھا جسم احمدؐ کا حلیم	علم دیتا تھا خدا کا وہ کلیم	ورنہ پاک آیا تھا تن انکا یہان	غسل کی حاجت نتھی اندر جہان
	یہ غزل پڑھتا تھا ہر اک شوق سے	جو محمدؐ پیدا عالم مین ہوئے	

غزل

غسل گل آج ہے گلشن مین خبر آئی ہے	گل مین شبنم کو بسا کر کے صبا لائی ہے
شادیانون کے بجانے کی یہ نوبت پہونچی	کہ چمن مین گل شبو کی بھی شہنائی ہے
گل کھلا ہے یہ عجب آج خدا کے گھر مین	گویا گلشن مین نئے سر سے بہار آئی ہے
انگلیان چٹکین جو کلیون کی بلائین لیتے	زال دنیا نے کہا عمر کی افزائی ہے
سرو قد باغ مین شمشاد کھڑے ہوتے ہین	قمریون نے یہ غزل شوق سے جب گائی ہے
گلشن آباد ہوا اس سے کہین مرغ چمن	کہ سدا ہم نے جو گلشن مین ہوا کھائی ہے
مانگ یوسفؔ تو دعا گل کے سدا کھلنے کی	آجکل تیری خدا کے وہان شنوائی ہے

الف صلوا علی النبی العربی	سید الانبیاء والعجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اس مدینہ کے چاند پر تو مدام
آپ کی پھوپھی صفیہ کہتی ہین	چھ عجب چیزین دکھین اس آن مین	ایک یہ کہ سجدہ حضرت نے کیا	امتی یا امتی اول کہا
دوسرے پھر آپ نے کلمہ پڑھا	اشہد ان لا الہ کو کہا	تیسرے اک نور نے جلوہ کیا	آمنہؓ کا گھر اس سے روشن ہوا
چوتھے نہلانا جو چاہا تو سنا	کہوے کوئی پاک آیا مصطفےٰ	پانچوین ختنہ کئے تھے مصطفےٰ	اور نال انکا تھا قدرت سے کٹا
اور چھٹے مہر نبوت پشت پر	صبح کے تارے کی مانند جلوہ گر	گویا یہ فرمان حق پہ مہر تھی	روح تن مین امر ربی جو ہوئی
امر رب فرمان تن مین ہی ہوا	قول حضرت تب کلام اللہ ہوا	جسم اک فرمان نبوت کا ہوا	اس سند پر مہر کرتا ہے خدا
تاکہ اس فرمان تن کو دیکھکر	لائین سب ایمان رسول اللہ پر	کھل گیا یہ جسکے اوپر حسن نور	وہ ہی مومن اور منافق اس سے دور
	راز اس مولود کا اسپر کھلا	مصطفےٰ کا جو کہ عاشق ہو گیا	

غزل

ہے مولود احمد سنانے کے قابل	یہ دولت نہین ہی چھپانے کے قابل
تڑپتا ہے دل دیکھنے کو ہمارے	دکھا دو مین گر ہون دکھانے کے قابل
نہ دیکھی کبھی ایسی صورت پیاری	یہ صورت ہی یارو لبھانے کے قابل
چلو آج محفل مین جھانکین نبیؐ کو	یہ محبوب ہے دل لگانے کے قابل
شفا اپنے یوسفؔ کو دو یا محمدؐ	مرض اب نہین ہی بڑھانے کے قابل

الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء و العجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اس مدینہ کے چاند پر تو مدام
راوی لکھتا ہے جب آئے مصطفیٰؐ	غیب سے آتی تھی ہر دم یہ ندا	دودھ اپنا جو پلائے اب انھین	دیں و دنیا کی وہ پائے نعمتین
تب لگے آپس مین لڑنے سب چرند	اور لگے تکرار کرنے سب پرند	غیب سے آواز آئی مت لڑو	یہ ملی دولت حلیمہ سعد کو
ہے یہ ثابت دودھ حضرت نے پیا	سات دن تک آمنہ خاتون کا	بعدہٗ بی بی حلیمہ کا پیا	اور وطن سے بھی ہوے وہ خود جدا
تاکہ غربت اور یتیمی سے بڑھے	مرتبے اُس گوہرِ شہوار کے	اور حلیمہ کا پیا دودھ اس لئے	تا حلیم الطبع وہ سلطان بنے
کیونکہ ہوتا ہے اثر بس دودھ کا	تن کو جو ہو دودھ سے نشو و نما	دودھ سیدھی چھاتی کا خود ہی پیا	اور اُلٹی کا رضاعی کو دیا
سیدھی چھاتی سے پیا دودھ اسلئے	تاکہ قوت روح کو اُس سے ملے	کہ اثر ہے روح کا سیدھی طرف	اور اثر ہے نفس کا اُلٹی طرف
روح کو جو پرورش منظور تھی	نفس سے اُسوقت مین تھی دشمنی	دو مہینے کے محمدؐ جب ہوئے	گھٹنون گھٹنون آپ بس چلنے لگے
تین مہ کے خود کھڑے ہونے لگے	چار مہ کے پانٔون سے پھرنے لگے	چھ مہینے کے لگے بس دوڑنے	دس مہینے کے لگے بس کھیلنے
تھا عناصر کی یہ کوشش سے عیان	کہ انھین اکدن مین کر دیجئے جوان	بشریت پیش نظر تھی اس لیے	ایک دن مین ایک برس کی بڑھ چلے
بات کرنے کا ارادہ جب کیا	کلمۂ توحید کو پہلے کہا	جب کہ قوت نطق کی پیدا ہوئی	نام پر حق کے زبان گویا کھلی
کیون کلام حق نہو اُنکا کلام	کہ نکلتا اُنسے حق ہے لا کلام	بس اثر ہے نام مین اُنکے بھرا	کہ کرے بیتاب ہر اک کو سدا

غزل

زبان سے نام احمدؐ کا مرے جسدم نکلتا ہی	ہوا سے شوق سے سنکر ہر اک کا دم نکلتا ہی
نہ جانا بھید اُسکا ہر کسی نے جسم انسان مین	احد احمدؐ سے دم مین کسطرح باہم نکلتا ہی
کجون کو راستی پر کھینچکر اسلام لاتا ہے	کہ جیسے زلف کا شانہ مین بل اور خم نکلتا ہی
کلام حق ہے جو کلمہ کہ انکے منہ سے نکلا ہو	تو اُس کلمہ کا معنی ہر کسی سے کم نکلتا ہی
زلیخا کیطرح یوسفؔ ہی جوش عشق احمدؐ مین	گلی کوچہ مین جو کرتا ہوا ماتم نکلتا ہی

الف صلوا علی ادلی العربی	سید الانبیا ردوا لعجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام
تیسرا جب کہ برس پورا ہوا	بی حلیمہ سے یہ حضرتؐ نے کہا	بھائی میرے دنکو جاتے ہین کہان	یوں ہی جاتے ہین چراتے بکریان
بولے ہین کمتر ہو نہین اب اُنسے کیا	کہ نہ مجھسے کام یہ تم نے لیا	عذر و حیلے اُنسے از بسکہ کیے	نے اُنھون نے مانا ساتھ اُنکے گئے
پس چرائین ایک مدت بکریان	بھید اسکا کب کسی پر ہی عیان	فعل اکثر انبیا نے یہ کیا	بھید اللہ کا ہے اسمین بس بھرا
ظاہرا تعلیم ہے کہ سیکھ لے	اس طرح اُمت کی چوپانی کرے	شرع کی لاٹھی سے تا بز دل ڈرین	اور چراگاہ جنان کی راہ لین
کیونکہ انسان بھی رکھے ہی بہتر حال	ایک گلہ دیکھا ایک کرتا ہے خیال	ایک دن آیا حلیمہ کا پسر	رویا اور بولا کہ جلدی لے خبر
لے گئے دو شخص آکر کوہ پر	اور کیا احمدؐ کا بس شق صدر	جب حلیمہ پہونچی اور دیکھا اُنھین	رنگ زرد اور دیدۂ حیران انھین
پوچھا کیا ہی حال ای بچہ تیرا	مصطفےٰؐ بولے ای مادر مشفقہ	آسمان سے آنکر دو شخص نے	شق کیا سینہ مرا اس کوہ پے
دل کو دھویا آب رحمت سے میرے	اور کیا بس پاک دنیا سے مجھے	یعنی دل سے کی سیاہی کو جدا	اور دل مین نور کو میرے بھرا
اور کہا حصہ یہ تھا شیطان کا	وسوسہ شیطان کا تم سے گیا	ہاتھ پھیرا جبکہ سینہ پر مرے	چاک سینہ مل گیا چھوڑا مجھے
پس خدا نے صاف دل انکا کیا	تا بخوبی ہووے جلوہ حسن کا	کیونکہ برقعہ خاک کا گر ہو کثیف	نور باہر کیسے ہو شمع لطیف
اس لیئے فانوس تن کو بس ملا	تاکہ اُس مین حسن کی ہووے جلا	عشق کو اُس سے فزون لذت ملے	اور جہان اس نور سے روشن رہے
اس لیے حسن ملیح مصطفےٰؐ	کرتا تھا بے چین سب کو ظاہرا	اور حس کی چشم باطن بھی عیان	غیبیت دکھتی تھی انکو بس نہان
اس لیے حضرتؐ نے بھی ظاہر کیا	کہ انا احمدؐ بلا میم اس جگہ	بھید اسکا اس غزل سے جان لو	کہ وہ فرماتے ہین راز عشق کو

غزل

مردم چشم خدا ہون متنا ہا یا ہو	دیدہ حق جلوہ نما ہون متنا ہا یا ہو
تار تنبور ہون دم سے مین بدن مین گویا	دست قدرت سے بجا ہون متنا ہا یا ہو
مین خود آمین ہون خدا مجھ مین ہی ظاہر باطن	ذات مطلق مین بنا ہون متنا ہا یا ہو
عکس آئینہ ہون اور صورت آئینہ ہون	کہ فنا اور بقا ہون متنا ہا یا ہو
فرق نقطہ کا مین رکھتا ہون ای یوسف لیکن	نہ خدا ہون نہ جدا ہون متنا ہا یا ہو
	متنا ہا یا ہو

الف صلوا علی ادلی العربی	سید الانبیا ردوا لعجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام
جب برس پچیس کے حضرتؐ ہوئے	حسن کا آیا شباب اُس ماہ پے	خط کا ہالہ چہرہ پر پڑنے لگا	بدر کامل وہ قمر ہونے لگا
پس ابو طالب نے کی اک دن صلاح	عاتکہ سے مین کرون انکا نکاح	بولے بوطالب محمد مصطفےٰؐ	گر رکھین تکلیف اپنے پر روا
کہ خدیجہ کا تجارت کے لئے	مال جاتا ہے جو جانب شام کے	مصطفےٰ راضی ہوا اس بات پے	اور خدیجہ پاس بلوائے گئے

پس خدیجہ نے جو دیکھا آپ کو
میسرہ کے ساتھ بھیجا شام کو

سب علامات نبی پہچانی وہ
تا امیدون کی میسر صبح ہو

ہوگئی سو جان سے عاشق آپکی
ہوگئین بیتاب دیکھا اُس حسن کو

لیک حکمت کیلئے خدمت یہ لی
یہ غزل پڑھتی تھین صبح و شام وہ

غزل

مجھ کو جلوہ دکھا دیا کس نے
مثل پتلی کے خاک کا پتلا

آئینہ سا بنا دیا کس نے
تار دم سے بجا دیا کس نے
جون زلیخا کے مین تڑپتی ہون

جام وحدت پلا دیا کس نے
اُس کے ابرو نے کر دیا گھائل
حسن یوسف دکھا دیا کس نے

مجھ کو بیخود بنا دیا کس نے
نیچہ اُس کو لا دیا کس نے

الف صلوٰ اعلیٰ اولی العربی
سید الانبیاء و العجمی
بھیج لاکھون درود اور سلام
اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

شام سے واپس جب آئے مصطفٰے
دیکھے از بسکہ خوارق آپ سے
عشق کو اُس حسن سے غلبہ ہوا
اُس جگہ پر عکس ہے یہ ماجرا
جان تو اس بات سے کہ مصطفٰے
نور احمد جو کہ حسن و عشق ہین
پس محمد مین یہ دونون وصف ہین

میسرہ نے حال سب آکر کہا
اور ہوے ظاہر عجائب ماجرے
وصل کا پیغام تب ہونے لگا
کہ ہوا مطلوب طالب ظاہرا
ہین حبیب اللہ محبوب خدا
اسلیے حبیب اللہ اُنکو کہے
گاہ معشوق اور گہے عاشق نہین
اس لئے عاشق خدیجہ ہوگئی

کہ تجارت مین ہوا بس فائدا
بس خدیجہ میسرہ سے خوش ہوئین
گرچہ صورت حسن کی ہین عورتین
بھید اسکا کیا لکھون اے سامعین
عاشق و معشوق ہوتا ہے حبیب
اور رکھتے ہین حبیب اُس دوست کو
بلکہ اُمت کے سب اُنکے اولیا
آخر اُنکی شادی احمد سے ہوئی

برکت اُنکی سے کہون کیا ماجرا
کر دیا آزاد بس اُسکے تئین
اور شکل عشق رکھتے مرد ہین
کہ مقابل مین ہے رب العالمین
مصطفٰے رکھتے ہین یہ وصف عجیب
کہ وہ اک جان ایک قالب رکھتا ہو
عاشق و معشوق ہوتے ہین سدا

غزل

احد احمد مین ملا تھا بے مجھے معلوم نہ تھا
دل شکستہ مین فقیرون کی خدا کو پایا
فرق نقطہ کو کہا کرتے ہین تل اوٹ پہاڑ
کھل گیا راز محمد مین خدا کا سب کچھ
حسن یوسف سے کھلی آج حقیقت ہمکو

بس خدائی مین خدا تھا بے مجھے معلوم نہ تھا
لعل گدڑی مین چھپا تھا بے مجھے معلوم نہ تھا
یون خدا سے مین جدا تھا بے مجھے معلوم نہ تھا
کہ حبیب ان کو کہا تھا بے مجھے معلوم نہ تھا
مظہر حسن خدا تھا بے مجھے معلوم نہ تھا

الف صلوٰ اعلیٰ اولی العربی
سید الانبیاء و العجمی
بھیج لاکھون درود اور سلام
اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

عمر ہوئی جبکہ برس چالیس کی
تب اُنھین خواب صحیح آنے لگی
کیونکہ ہین چالیس دن انسان کے
پرورش مین جسم کے ہر جائے پہ

یعنی مضغہ اور علقہ اور جنین	ہوتے ہر چالیس دن مین کاملین	اور مراتب عمر کے چالیس سال	ہین ہر اک درجہ مین تا پائے کمال
اس سلئے چالیسوین سال آپ کو	مرتبہ پہونچا نبوت کا سنو	آپ جو غار حرا مین پیشتر	کرتے تھے جا کر عبادت رات بھر
ایکدن غار حرا مین جبرئیل	آپ کے پاس آئے وحی جلیل	اور کہا کہ تم پڑھو یا مصطفیٰ	آپ بولے مین ہون اُمّی بے پڑھا
تب دبو جا لے بغل مین آپ کو	تین بار اور یہ کہا اُقرا پڑھو	آپ نے اُسوقت اقرا کو پڑھا	پر تمام اندام مین لرزہ پڑا
اس کو کہتے ہین توجہ صوفیان	کہ اثر روحی ہو جان کے درمیان	اسکو یون لکھتے ہین شہ عبدالعزیز	اُن کی جو تفسیر ہے فتح العزیز
کی توجہ تین دن جبرئیل نے	تھی وہ پہلے اُسکاسی آپ پے	اور القائی تھی پس وہ دوسری	اور وہ تھی اتحادی تیسری
بوجھ سے وحی کے بدن لرزان ہوا	اور ترسان گھر کو آئے مصطفیٰ	بس ملا تاج نبوت آپ کو	اور رسالت کا بھی خلعت آپکو
نعمت باطن کو ایسے اولیا	دیتے ہین اپنی توجہ سے سدا	اُمکو کہتے ہین نظر اور دم عوام	یہ تصرف روح کا ہے او غلام
	اس غزل سے جان تو اس راز کو	کون سمجھے ہے نیاز و راز کو	

غزل

دم سے بسا ہے ملک خدا کا تو دم سمجھ	آدم اسے نہ سمجھے تو جا تو ہے کم سمجھ
کرتا ہے کون تجھسے یہ در پردہ گفتگو	بجتے ہین کان تیرے و باز یر بم سمجھ
آنکھین دکھاتی ہین جو تماشا خدائی کا	گر دید تجھ کو ہے تو اسے جام جم سمجھ
بت کو شریک حق کا سمجھتے ہین کلمہ گو	پر یہ کلام حق ہے کہ حق کو صنم سمجھ
آرام گر تو چاہے ہمیشہ عدم مین ہے	یوسف وجود ہستی کو اپنی عدم سمجھ

الف صلو علیٰ اولی العربی	سید الانبیاء و العجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام
لکھتے ہین جو راویان باخبر	ظاہر ہین معراج کے اکثر اثر	پر حقیقت مین ہے یہ اس طور سے	کہ محمد جب نبوت پا چکے
مرتبہ اُن کو بڑھانے کے لئے	حق نے بلوایا انھین اسواسطے	کہ نبی کو آگہی ہووے تمام	اور پہچانین اُنھین سب خاص و عام
اصل ہین یہ عشق کی معراج ہی	تم سنو کہتا ہون راز عشق سے	یعنی شاہ عشق نے حسن نبی	پیدا کر کے اسکو دی جلوہ گری
اور ہر اک عالم مین ہر اک رنگ سے	بس اُٹھائے عشقبازی کے مزے	عشق کو بے وصل کب تسکین ہو	بس بلایا اپنے گھر محبوب کو
جیسے معشوقون کو عاشق اپنے گھر	لاتے ہین باعز و جاہ و کر و فر	عظمت اپنی ہین بتاتے اسلیے	تاکہ ہو محبوب بے اغنب حجاب سے
ایک نقطہ یاد آیا اس جگھے	لکھتا ہون مین عاشقون کے واسطے	صوفی کہتا ہے کہ جسم احمدی	کیسے آیا آسمان پر اسے اخی
بحر کوزے مین سما سکتا نہین	جزو سے کل ہرگز آسکتا نہین	سیر باطن مین یہ احمد کو ہوئی	ظاہر اک یہ ہی معراج نبی
کہتا عالم ہے کہ معراج نبی	آسمان پر جسم سے ظاہر ہوئی	کیونکہ جز ہے جسم جز پر جز گیا	نور کل تو جسم کے اندر رہا
قول دونونکا صحیح اور ایک ہے	ہے تنازع لفظی یہ طرفین سے	نور احمد کل ہے اک جسم جہان	جسم احمد اُس مین ہے مانند جان

اسلئے سایہ نہین احمد کا تھا	کہ نہین ہوتا ہی سایہ جان کا	سیر جان نے جسم عالم مین کری	اس طرح تو جان معراج نبیؐ
جیسے اک مہتاب دیکھے تاب مین	ایک دیکھے تاب کو مہتاب مین	دیکھے اک مہتاب کو نایاب مین	دیکھے پھرتی تاب اک مہتاب مین
بس پھرے ہے کون کسکئے درمیان	جان تو یہ بھید تا ہووے عیان	کیونکہ کل مہتاب و جز ہی اسکی تاب	تاب مین دکھتا ہی ظاہر ماہتاب
ورنہ ہی مہتاب کے اندر یہ تاب	ظاہر و باطن کا ہی یہ پیچ و تاب	اس طرح جسم نبیؐ عالم مین ہی	ورنہ سب عالم ہے اندر جسم کے
جو کہ صوفی دیکھتا ہے باطنا	اور عالم دیکھتا ہے ظاہرا	بس یہ جانے باطنا معراج کو	اور وہ جانے ظاہرا معراج کو
	ظاہر و باطن کو جو کہ جان لے	اُس کو معراج محمدؐ ایک ہے	

غزل

اے نور تیری عرش پر ہے ذات کی جلوہ گری	اور صفاتین فرش پر تیری کرین پیغمبری
تو آفتاب اولین اور ماہتاب آخرین	روشن ہوئی تجھ سے زمین تو عرش کا ہی مشتری
ہے نور سے تیرے جہان سارا زمین و آسمان	تو مبدء کون و مکان تجھکو ہی سب سے برتری
دیکھا ہے مین نے سب کہین اکثر حسینون کے تئین	تجھسا کوئی انسان نہین تو حور ہی یا ہے پری
اے آفتاب اولین اے ماہتاب آخرین	یوسف غلام کمترین سب پر ہے تیری سروری

الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء و العجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام
لکھتے ہین یہ راویان راز گو	ہر قسم پر قصہ معراج کو	مغز اُس قصہ کا یان لکھتا ہون مین	تا کہ خاص و عام اسکو جان لین
ایک شب ماہ رجب مین مصطفےؐ	ام ہانی کے یہان بعد از عشا	لیگئے تشریف تھے آرام کو	خواب مین تھے یا دل بیدار وہ
حکم پہونچا دفعۃً جبرئیلؑ کو	احدیت سے کہ تو اب تیار ہو	آجکی شب چھوڑ طاعت اپنی تو	اور باندھ اپنی کمر خدمت کی تو
حکم آرائش کا دے ہر ایک کو	کہ ہر ایک آراستہ ہر جائے ہو	آسمان کو کر تو اب آراستہ	اور ہر اک جنت کو کر پیراستہ
پہنے طاؤسی پرون کو ہر ملک	شمع نورانی سے روشن ہون ملک	اور در جنت کو رضوان کھولدے	زیب و زینت حور و غلمان کی کرے
خازن دوزخ عذاب چھوڑ کر	قفل تسکین کے لگائے در پہ لے	یاد چلنے آب ہلنے سے رہے	ہر فرشتہ کام اپنا چھوڑدے
اور میکائیل و اسرافیل کو	حکم دے تو اور عزرائیل کو	کہ وہ ہر ایک کام اپنا چھوڑدے	آجکی شب تیری ہمراہی کرے
اور ارواح نبی و مرسلین	بس کرین آراستہ اپنے تئین	اور ہر ایک پیشوائی کے لئے	اپنی اپنی جا پہ آمادہ رہے
اور تو جنت مین جا کر اک براق	اپنے ہمراہ لیکے باصد اشتیاق	احمد مرسل کی خدمت مین تو جا	اور بڑے اعزاز سے یان اُنکو لا
کہ عوض اس کام کے تجکو عطا	اجر طاعت ہوگا لاکھون سال کا	جبرئیل اس حکم کے سنتے اُٹھے	شوق سے اشعار یہ پڑھنے لگے

غزل

بھری ہے شکل محمدؐ کی ساری آنکھون مین — سمائی جب سے وہ صورت پیاری آنکھون مین
بٹھا کے لاؤن مین چشم روان مین اب اُن کو — بجائے پتلی جو آئین ہماری آنکھون مین
تمھاری آنکھ نے بےچین کر دیا مجھ کو — خدا کی دید بھری ہے تمھاری آنکھون مین
تمھاری شکل ہے پتلی تم آن کر دیکھو — تمھارا نقشہ جما ہے ہماری آنکھون مین
نظر سے کیون نہین ہو مست یوسف اب انکے — رکھے ہے بادۂ وحدت خماری آنکھون مین

الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام
الغرض جبریلؑ جنت مین گئے	تا براق اک لائین حضرت کیلئے	ایک دیکھا اُن براقون مین براق	اور کھڑا روتا ہے با صد اشتیاق
پوچھا اُس سے حال کیسا ہے ترا	بولا جب سے نام احمدؐ کا سُنا	کھانا پینا کچھ پسند آتا نہین	عشق مین روتا ہون مُنکے ای امین
اُس کو عاشق جانکر جبریلؑ نے	مصطفیٰؐ کے در پہ بس حاضر ہوے	عشق سے بس مرتبہ حاصل ہوا	اپنے وہ معشوق سے واصل ہوا
بس یہ جانو عاشقان احمدی	کہ اسے معراج مین معراج تھی	مصطفیٰؐ کا عشق جو کوئی رکھے	اُس کو معراج نبی آخر ملے

غزل

روے احمد کا تصور چشم مین آنے تو دو — ظاہرا دیگا دکھائی دھیان جمجانے تو دو
نور احمدؐ چشم ظاہر مین عیان ہو جائے گا — خاکپائے بوتراب آنکھون مین بھر جانے تو دو
ساقیا باقی نہ چھوڑون شربت دیدار کو — منھ تلک جام نبیؐ میرے ذرا لانے تو دو
میکشو بزم نبی مین بادۂ توحید کو — آج بھر بھر کے پیین گے انکو پلوانے تو دو
یوسف اب عشق نبیؐ مین لذیذ مشرب ہوا — کیا وہ سمجھاتے ہین ہمکو آنے سمجھانے تو دو

الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام
خواب سے بیدار حضرت کو کیا	اور پیغام خدا اُن کو دیا	کہ خدا نے یاد آپ کو کیا	تا تقرب کا تمھین دے مرتبا
بعدہٗ بیت الحرم مین لیگئے	آب زمزم سے کیا غسل آپ نے	اور پہنا کر لباس جنتی	ظاہر و باطن کی زیبائش کری
جب براق اوپر ہوے حضرت سوار	دہنے بائین تھے فرشتے بیشمار	نور کی قندیل کو روشن وہ لے	آسمان تک روشنی کرتے چلے
آسمان پر جب ہوئے حضرت روان	بن گئی بس دیکھو راہ کہکشان	الغرض اسدھوم سے حضرت گئے	آسمانون پر بڑے اعزاز سے
ہر نبی سے آسمانون پر ملے	انکی تعظیمون سے از حد خوش ہوے	اُس گھڑی ہر اک نبی کہنے لگا	اور غزل یہ شوق سے پڑھنے لگا

غزل

محمد پہ جان کو فدا کیجئے گا
تڑپتا ہے دل دیکھنے کو تمہارے

درود انپہ ہر دم پڑھا کیجئے گا
کرم یان کبھی تو کیا کیجئے گا
فدا جان و دل سے ہی یوسف تمہارا

دکھا دو ہمین خاص تم اپنی صورت
چھپو کونسے جھانکے ہی چھپکر خدا بھی
نہ تم دل سے اُسکو جدا کیجئے گا

بھلا اب تو وعدہ وفا کیجئے گا
نہ نظرون سے اب تم چھپا کیجئے گا

الف صلوٰۃ علی اولی العربی
سید الانبیاء والعجمی
بھیج لاکھون درود اور سلام
اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

سیر کی جنت کی سب درجات کی
مصطفیٰ جسوقت سدرہ سے بڑھے
بعدہ رفرف پہ حضرت ہو سوار
جبرئیلؑ اب رہگئے کان کے کہان
اک عروجی اک نزولی دو کمان
اُٹھگیا پردہ دوئی کا جب یہان
پایا حسن و عشق کا وہان اصل کام

سیر کی دوزخ کے پھر درکات کی
بڑھکے جبرئیلؑ عرض یون کرنے لگے
عرش کے اوپر گئے انجام کار
اور کوئی خدمت مین اُسدم تھا نہان
ایک نقطہ پر ملین دونون یہان
شکل عمرو دیکھی اک اپنی عیان
عشقبازی کی ہوئی منزل تمام

ہر جگہ دیکھائے ڈھنگ کا ثواب
کہ نہین بڑھنے کی اب مجکو مجال
نور کا اک ابر پیدا پھر ہوا
قاب قوسین او ادنیٰ تک گئے
دائرہ پورا ہوا بس وصل کا
یعنی پردہ آئینہ کا اُٹھ گیا
خود کو خود مین دیکھکر حیران ہوئے

ہر جگہ دیکھائے نئے رنگ کا عذاب
گر بڑھون آگے جلا دیوے جلال
قرب حق تک لیگیا حضرت کو گیا
یعنی دو گوشہ کمان کے مل گئے
کہ ہوا الا دل ہوا لا آخر ہوا
عکس بس صورت سے باہم ملگیا
یہ غزل اُسوقت تب پڑھنے لگے

غزل

وصال یار سے جس دم ہوا ہمین نکلے
مثال آئینہ صورت نما ہمین نکلے

تلاش یار مین سون ہی ہم رہے مدہوش
جو آیا ہوش کہ جانان ملا ہمین نکلے

ہمیشہ ماو شما مین رہے نہ یار ملا
جو پایا یار کو ماو شما ہمین نکلے

نہین ہی فرق یہان اب سوائے نقطہ کے
سمجھو سے اپنی خدا او جدا ہمین نکلے

لحاظ چاہیئے اس بات کا تجھے یوسف
خدا کے نور سے نکلا تو کیا ہمین نکلے

ترجیع بند

جب سے آدم مین ہوا خانہ نشین نور حرم
دم کشاکش مین ہی مابین وجود اور عدم
جبکہ دم مین ہوا ظاہر کہ یہی ہی ہمدم
مضطرب ہو کے لگا پڑھنے یہ مضمون حرم

یار در خانہ و من گرد جہان می گردم

شمع فانوس کے پردہ مین ہی دیکھو ظاہر
ایک سا جلوہ دکھائے ہی وہ اندر باہر
جبکہ پروانہ ہوا راز دل اس کے باہر
بیقراری سے کہا دیکھو تماشا آخر

یار در خانہ و من گرد جہان می گردم

یار کو دیکھتی پھرتی تھی نظر جو ہر جا
آئینہ اُس کے مقابل مین کہین آ جو گیا
پر نہین اس کا ذرا ابھی نہین باقی تھی پتا
عکس کے ہوتے ہی دو چار لگی کہنے ہوا

یار در خانہ و من گرد جہان می گردم

ماہی تشنہ جو دریا مین پھرے ہے مضطر
بوند لیتی ہے وہ جب پانی کو اوپر آ کر
ڈھونڈھتی پانی کو اور پانی کے خود ہو اندر
ڈوب جاتی ہے بس اس غم مین یہ مصرع کہکر

یار در خانہ و من گرد جہان می گردم

ذرے خورشید کی خواہش مین اڑے جاتے ہین
روزن خانہ سے جس وقت شعاع پاتے ہین
پھر نظر مین وہ کسی کے بھی نہین آتے ہین
خود چمکتے ہین زبان پر یہ سخن لاتے ہین

یار در خانہ و من گرد جہان می گردم

ایک دن پیر طریقت نے کہا مجھ سے یہ حال
جب خود آیا تو خدا اسے ہوا بے پردہ وصال
تو خدا خود ہے خود آواد کے پردہ کو نکال
اس لیئے اپنی زبان پر ہے ای یوسف یہ مقال

یار در خانہ و من گرد جہان می گردم

اس فنائیت نے جب پائی بقا　باب راز در نیاز کا باہم کھلا
ایک وہ کہ کہنا ہے کے تئین　وہ شریعت جان اب تو بالیقین
تیسرے کہ کہنا مت ہر گز ذرا　اُس کو کہتے ہین حقیقت ادلیا
لائق اپنے فہم کے ہر اک کوئی　کرتا حاصل اس سے راز معنوی
آستانہ پر قدم جب کہ رکھا　ہلتی تھی زنجیر بستر گرم تھا
بولے بو بکر اُس گھڑی صدق کا　اور بولا بو الحکم کذب کا
الغرض ہر ایک اصحاب نبی　اس بشارت سے ہوا از بس خوشی

یعنی تین اقسام یہ باتین کہین　اُس دم اللہ نے محمد کے تئین
دوسری مین اختیار ان کو دیا　اس کو کہتے ہین طریقت پیشوا
پس کلام احمدی ہین کل یہ بات　ہوتی ہو ظاہر ہر اک کلمہ کے ساتھ
بعدہ علم اول آخر کا دیا　اور بڑے اعزاز سے رخصت کیا
صبح کو حضرت نے جب یہ ماجرا　بالمشافہ سب صحابہ سے کہا
یہ ہوئے صدیق اس اقرار سے　وہ ہوا بو جہل اس انکار سے
فرط شادی سے ہر اک پڑھنے لگا　اس غزل کو خود بالحان و صدا

غزل

جب سے ای حسن ازل عالم کو روشن کر دیا
جھانکنے کو دل نے اُس مہمان جانان کیلئے
شعلہ رکارانکو پیش نظر تھا جو خیال
جھانکنا منظور ہے پردہ نشین کو اس لیئے
حسن یوسف کا یہان ہر گز نہ ہوتا راز فاش

گل کھلایا عشق نے سینہ کو گلشن کر دیا
دیدہ منظر کر دیا مژگان کو چلمن کر دیا
خرموسلی جان ہوئی اور دل کو ایمن کر دیا
خانۂ تن مین ہر اک جا دیکھو روزن کر دیا
عشق نے بن کر زلیخا چاک دامن کر دیا

الف صلوٰ اعلیٰ ادبی العربی　سید الانبیا ردا لعجمی
بھیج لاکھون درود اور سلام　اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

جب سنا کفار نے یہ ماجرا
پھر مدینے سے بہت انصار نے
حسب خواہش آپ نے انصار کے

ہر طرح کا ڈر انھین پیدا ہوا
پائی دولت آن کر اسلام سے
حکم ہجرت کا دیا اس واسطے
تب غزل ہر ایک یہ پڑھنے لگا

آپ سے پرخاش وہ کرنے لگے
جب بہت غلبہ کیا کفار نے
تا مسلمان سب مدینے کو چلین
اور فرقت سے ہر اک کہنے لگا

ہر طرح کا رنج پہونچانے لگے
اور مسلمان رنج بس پانے لگے
اور مکہ مین نہین ہر گز رہین

غزل

گر مدینہ کو نکالا سر پٹکتا جائے گا　　طائر قبلہ نما سا دل پھڑکتا جائے گا
جوش حب احمدی مین ہو گیا ہون مین شہید　　حشر تک خون کا مرے قطرہ ٹپکتا جائے گا
خاک پائے احمدی ملنا مری روز وصال　　نو عروسانہ مرا لاشہ مہکتا جائے گا
حسرت دیدار حضرت مین اگر مین مر گیا　　قرب حق تک روئے احمد دیدہ تکتا جائے گا
گر ہوائے احمدی باغ جنان تک لیگئی　　دمبدم غنچہ مرے دل کا چٹکتا جائے گا
جس کو پینا ہو پئے اب بادۂ عشق نبی　　جام دل اپنا قیامت تک چھلکتا جائے گا
گر نہ یوسف غنچۂ دل وصل احمد سے کھلا　　خار حسرت قبر تک دل مین کھٹکتا جائے گا

الف صلوا علی الدی العربی　　سید الانبیاء و العجمی　　بھیج لاکھون درود و سلام　　اس مدینہ کے چاند پر تو مدام

آپ تنہا جبکہ مکہ مین رہے
اپنے بستر پہ علی کو بس سلا
تین دن اس غار کے اندر رہے
یعنے کفارون پہ کی ازبس غزا

اور ابوبکر و علی ہمراہ تھے
ثور مین آئے وہ باحکم خدا
بعدہٗ وان سے مدینہ کو گئے
انکے اعمالون کی دی انکو جزا
ہو گیا ہر ایک مالامال تب

خالی میدان بس وہ کافر دیکھ کے
آئے وہ خورشید برج ثور مین
چمکا تب خورشید با اوج کمال
کھولا دروازہ سخا وجود کا
یہ غزل پڑھنے لگے اسوقت سب

آپ کے در پہ ہلاکت کے لئے
تاکہ اس جا سے شرف حاصل کرین
اور کفارون کو بتلایا جلال
دولت اسلام دی سب کو بلا

غزل

دریا تو تنگ ظرف ہی جو اسپہ مثل پڑے　　تو وہ کریم ہے کہ نہ ماتھے پہ بل پڑے
بہتر ہون کیون نہ تیرے امورات دنیوی　　جب ہو نظر خدا پہ تو کیسے خلل پڑے
تیرے عدو کو حال تحمل اگر لکھون　　کچھ شک نہین کہ پڑھتے ہی اسکے اچھل پڑے
تیری صفائی پختہ مزاجی کی گر لکھون　　خامہ کے منہ سے میرے سیاہی نکل پڑے
یوسف کو ہے تسلی ترے جود عام سے　　تشنہ کو جیسے پانی کے پینے سے کل پڑے

الف صلوا علی ادنی العربی | سید الانبیاء والعجمی | بھیج لاکھون درود اور سلام | اس مدینہ کے چاند پر تو مدام

سراپا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

عاشقان وصفان احمدی
قد میانہ اور موزون آپ کا
بال انکے تھے سیاہ اور بس دراز
اور پیشانی کشادہ نوردار
آنکھین انکی تھین بڑی سرخی بھری
بینی اونچی اور بتیسی کھڑی
اسقدر شیرین دہن تھا آپکا
اسقدر گردن بھی حضرت کی سفید
سینہ بے کینہ صفا تھا اور بڑا
ہاتھ لانبے تا بزانو آپ کے
اس لئے اس جسم کا سایہ نہ تھا
جس گلی کوچے مین ہوتا تھا گذر

ایسا لکھتے ہین سراپائے نبی
کہ لبھاتا دل کو جان کو پھانستا
بال بال اسمین بھرا تھا حق کا راز
گویا صفحہ نور کا تھا آشکار
آگے پیچھے دیکھتی تھین ایک سی
گویا ہر دم رہتی تھی لب پر ہنسی
چاہ مین آب دہن جبکہ پڑا
میلی اسکے آگے تھی چاندی سفید
گویا اسمین گنج حق کا تھا بھرا
ساق پا سیدھے تھے اور باریک تھے
کہ نہین ہوتا ہے سایہ شمع کا
جھک جاتا تھا ہر اک دیوار و در

کیا لکھون انکا سراپا کیا لکھون
سر مبارک آپ کا سب سے بڑا
رنگ چہرہ کا سفید و سرخ تھا
اور تھین خمدار ابرو بس کھلی
اور سماعت آپکی تیز و صفا
سرخ لب تھے دانت تھے سطور سے
ہے انس سے یہ روایت ظاہرا
اسپہ تھی مہر نبوت ظاہرا
تھا ملائم جسم اطہر اور صفا
جسم سارا آپ کا تھا نور کا
اور پسینہ بسکہ خوشبودار تھا
گویا سرتاپا وہ ظاہر حسن تھے

کہ وہ ہین حق کے ثنا کیا کہون
عقل کامل سے تھا وہ ازبس بھرا
چون گلاب الامتور ماہ سا
ظاہرا معلوم ہوتی تھین ملی
خواب و بیداری مین سنتے ایک سا
ڈبہ یاقوت مین گوہر بھرے
کھارا پانی چاہ کا میٹھا ہوا
جیسے تارا صبح صادق مین کھلا
اور نہ کوئی بال اسپر تھا ذرا
جیسے شعلہ شمع کافور کا
کہ رکھا کرتا تھا دلہن کو بسا
جانے کون انکو سوائے عشق کے

تضمین غزل حافظ

جہان مین کوئی نہین تیرے حسن کے مانند
تمھاری چشم دلبون پر ہر ایک خواہشمند
کہ روے پاک تراحق کو ہو گیا ہے پسند
غلام نرگس مست تو تاجدارانند
خراب بادۂ لعل تو ہوشیارانند

جو پوچھا بلبل شیدا سے گل سے نازرہ ناز
کہا کہ تجھ کو ہنسی گریہ مجھ کو ہے آغاز
کہ راز فاش ہوا کیسے عشق کا ہمراز
ترا صبا و مرا آب دیدہ شد غماز
وگرنہ عاشق و معشوق رازدارانند

دل طپیدہ پھنسے زلف یار مین اکثر
دلا عجیب تماشا دکھائی دے گا اگر
مثال ماہی بے آب اس مین ہین مضطر
بزیر زلف دوتا چون گذر کنی بنگر
کہ از یمین و یسارت چہ بیقرارانند

بکھرے بال بنفشہ نے اپنے ہو غمگین
ہزار من بلبلین نالان ہین رنج مین گلچین
گلون کے زخم جگر سے ہین پیرہن رنگین
گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار بہ بین
کہ از تطاول زلفت چہ سوگوار انند

اگرچہ سب کے دلون مین ہے یار کی الفت
جناب دوست مین دیکھی تری ہے خاک عزت
بجز فقیرون کے حاصل نہین ہوئی وصلت
رقیب درگذرد بیش ازین مکن نخوت
کہ ساکنان در دوست خاکسار انند

خدا کے واسطے اے رند کفر عشق کرو
خلاف بات ہے ان زاہدون کی سب یارو
ملے گی خلد تمھین اس گناہ سے نہ ڈرو
نصیب ماست بہشت ای خدا شناس برو
کہ مستحق کرامت گناہگار انند

چمن مین مرغ نواسنج تیرے پیش دپس
تو چلکے دیکھ تو گلشن مین اے گل نورس
کرین ہین نغمہ تجھے دیکھکر جو ایکی برس
نہ من بر آن گل عارض غزل سرایم و بس
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند

تری طلب مین ہے جولان ہر ایک کا توسن
پڑا ہون مثل سکندر جو مین برنج و محن
مرا قدم نہین اٹھتا کہ راہ تا ایمن
تو دستگیر شو اے خضر پے خجستہ کہ من
پیادہ می روم و ہمرہان سوار انند

شراب عشق کو پی شوق سے ہو نیک سخن
پڑا ہے دیر کے ٹکڑون پہ کیون تو باندھکے دہن
ریا کو دل سے تو کر دور بات میری سن
برو بمیکدہ و چہرہ ارغوانی کن
مرو بصومعہ کانجا سیاہ کار انند

پھنسے ہین دام مین اُن کے جو آن کر آزاد
الٰہی پیچ سے کوئی نہ اُن کے ہو آزاد
رہائی کب ہوئی یوسف کو قید سے صیاد
خلاص حافظ ازان زلف تابدار مباد
کہ بستگان کمند تو رستگار انند

مناجات

اے خدا جلوہ دکھا دے مصطفےٰ کیواسطے
دید احمد سے خدا کی آشنائی تو ہوئی
اور دنیا مین نہ کر محتاج اور رسوا مجھے
یا محمد پھر دکھا دو منھ خدا کیواسطے
وصل کامل دے خدا تو مرتضیٰ کیواسطے
ظاہر و باطن غنی کر فاطمہ کے واسطے

اور صالح کر تو میری آل کو اولاد کو
اور راہ نیک دے آل عبا کے واسطے
دوستداروں کو مرے بس دے تو حب مصطفےٰ
اور دے تو عشق اپنا اولیاؑ کے واسطے
میرا جینا اور مرنا مصطفےٰ کے ساتھ کر
اور بھی کر حشر میرا انبیاؑ کے واسطے
مرشدوں کو میرے راضی رکھ تو مجھ سے اے خدا
خواجگان چشت و ہادی دہدا کے واسطے
یہ دعا آخر ہے یوسف کی کہ اپنی راہ میں
دے شہادت اُس شہید کربلا کے واسطے
ختم کر مولود با نام خدا و مصطفےٰ
تاکہ ہو مقبول آلِ مصطفےٰؐ کے واسطے

صل یا رب علیٰ خیر الانام
الف مرۃ ثم شاہا السلام
بھیج تو یا رب درود و ہم سلام
مصطفےٰ پر آل پر اسکی مدام

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

قطعات تاریخ طبع سابق کتاب ہذا

از مورخ کامل جناب منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع ہذا

گشت شائع از عنایات خدا بار ششم
ترجمان مثنوی مولوی معنوی
کلک عاقل مصرع تاریخ ہجری زد رقم
طبع شد قرآن مرتب در زبان پارسی
۱۳۳۲ھ

ازجناب مولانا مولوی محمد حامد علی خان صاحب حامد شاہ آبادی محافظ عملۂ تصحیح مطبع ہذا

اینچہ بحریست باخلاق تصوف کہ ازو
ہست جاری زعجم تا بعرب چشمہ فیض
خامۂ حامد سرگشتہ بسال طبعش
فی البدیہہ بنوشت - ای چہ عجب چشمۂ فیض
۱۳۳۲ھ

خاتمة الطبع

للہ الحمد والمنة کہ کتاب مستطاب مستغنی الاوصاف حاوی مصالح دینی ودنیوی اعنی مثنوی حبر نبیل فاضل جلیل معرفت پناہ حقیقت آگاہ عارف باللہ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ معروف بہ مثنوی مولوی معنوی کہ حقیقت مین بحر عرفان ہے اور متاع دین وایمان موسوم بہ پیراہن یوسفی اردو ترجمۂ مثنوی مذکور مطبع فیض منبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بہ سرپرستی ذی المجد والمحاسن عالیجناب معلی القاب اے بہادر منشی رام کمار صاحب بھارگو دام اقبالہ مالک مطبع ماہ اپریل ۱۹۴۳ء بار ہفتم بتصحیح تام واہتمام مالاکلام بی۔بی کپور سپرنٹنڈنٹ بصد حسن وخوبی طبع ہوکر مرغوب ومطبوع عالمیان ہوئی

اعلان۔ حق تالیف اس کتاب کا مطبع اودھ اخبار مین محفوظ ہے اور رجسٹری اس کتاب کی ۹ جنوری ۱۸۸۶ء مین ہوئی اور نمبر ۱۶ پر درج رجسٹر دفتر رجسٹری ہے

مثنوی اور اس کی متعدد لاجواب شرحین